Tarikh-i-Baluchistan
by
Hittu Ram.

حق تصنیف محفوظ ہے کوئی صاحب بغیر اجازت مصنف نہ چھاپے

تاریخ بلوچستان

مصنفہ

رائے بہادر ہتو رام صاحب سی۔آئی۔ای

ریٹائرڈ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و چیف نیٹو اسسٹنٹ

بلوچستان

۱۹۰۷ء

در مطبع نامی منشی نولکشور صاحب سی۔آئی۔ای مقام لاہور
طبع شد

تعداد جلد ایک ہزار

فہرست مضامین تاریخ بلوچستان

باب اول

صفحہ	مضمون
۰	عنوان - نقشہ بلوچستان ... ...
۱	دیباچہ ... ...
۴	شجرۂ نسب و تاریخی حالات اقوام بلوچیہ ... ...
۲۵	بلوچی اشعار اور تمثیلیں ... ...
۳۴	حالات اقوام بلوچی سکنائے کیچ و پنجگور و شعر سنی و پنوں ... ...
۵۲	فہرست اقوام بلوچی سکنائے بلوچستان مع مختصر کیفیت ہر یک ... ...
۵۷	حالات تمن رند سکنائے کچھی ... ...
۶۲	ایضاً ڈومکی ... ...
۷۶	ایضاً مری ... ...
۹۷	ایضاً بگٹی ... ...
۱۰۴	شعر از نڈو بابت جنگ فیمابین مردم بگٹی و میر یودر صاحب ... ...
۱۱۷	ایضاً جنگ چھنبری فیمابین مردم مری و بگٹی ... ...
۱۴۷	حالات قوم لاشاری ... ...
۱۷۱	ایضاً نگسی سکنائے جل مع شجرہ نسب سبردار ... ...

باب دوم

صفحہ	مضمون
۱۷۵	مختصر احوال قوم بروہی ... ...
۱۷۷	شجرہ نسب خاندان احمدزئی خانان قلات ... ...

باب سوم

عنوان

جناب مرحوم سر رابرٹ سنڈیمن صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل اور چیف کمشنر بلوچستان اکثر اوقات راقم سے فرمایا کرتے تھے کہ جب ہم اور آپ پنشن لیکر اپنے اپنے گھروں میں جاکر آرام سے بیٹھینگے۔ اُس وقت آپ تواریخ بلوچستان کو مکمل کرکے اُس کا انگریزی ترجمہ ہمیں ولایت میں بھیج دینا۔ ہم اُس کو انگریزی کتب کی طرز پر ٹھیک کرکے وہاں شائع کرینگے۔ اگرچہ سر رابرٹ صاحب ممدوح کی بے وقت اور ناگہانی فوتیدگی سے میرا خیال کسی قدر سست ہو گیا تھا۔ لیکن حسن اتفاق سے جب میں نے پنشن لی۔ تو لالہ چوکھانند صاحب نے بھی پنشن لینے کی ٹھیرائی۔ لالہ صاحب ہمارے قدیمی رفیق ہیں بلوچستان میں بھی بہت عرصہ ہمارے ساتھ بجاآوری خدمات سرکار میں شامل رہے ہیں اور سر رابرٹ صاحب کی خدمت میں پہلے میر منشی اور بعد میں پرسنل نیٹو اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل رہ چکے ہیں۔ اُنہوں نے از راہ مہربانی ذمہ اُٹھایا کہ تواریخ ہذا کو انگریزی میں ہم ترجمہ کرینگے۔ اس سے ہمارا پژمردہ شوق تر و تازہ ہو گیا اور ہم نے اصل کتاب کو مکمل کیا۔ لالہ صاحب نے نہ صرف انگریزی ترجمہ کیا ہے بلکہ اصل کتاب کی ترتیب میں بھی خوب مدد دی ہے جس کے واسطے میں ان کا تہ دل

سے مشکور ہوں ۔ اُس کا انگریزی ترجمہ گورنمنٹ آف انڈیا کی خدمت میں پیش
کیا گیا ہے اور گورنمنٹ نے اُس کو خود شائع کرنے کا حکم دیا ہے اس اردو تاریخ
کو حسب منشاء گورنمنٹ کے میں نے چھپوایا ہے اور ہدیۂ ناظر بن کرتا ہوں تاکہ
اُس سے جو لوگ انگریزی نہیں جانتے فائدہ اُٹھا سکیں ۔

مَیں گورنمنٹ آف انڈیا اور صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان
کا قدر افزائی تواریخ ہذا کے واسطے نہایت احسان مند ہوں اور جناب لیڈی سنڈیمن
صاحبہ کا جنہوں نے کتاب ہذا کی تکمیل کے واسطے مجھے اُکسایا ۔ اور امداد بھی دی
دلی شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

ہتو رام رائے بہادر سی آئی ای
پنشن خوار ضلع ڈیرہ غازیخان ۔

تواریخ بلوچستان

دیباچہ

باعث تصنیف - اگرچہ بعض مؤرخون نے بزبان فارسی یا انگریزی کچھ حال بلوچستان کا قلمبند کیا ہے مگر اب تک کوئی صحیح اور مکمل تواریخ بلوچستان کی نہیں پائی جاتی ہے - مجھ کو بوجوہات ذیل اس تاریخ کے لکھنے کی رغبت پیدا ہوئی +

اول - مین خود باشندہ بلوچستان کا ہون کہ میرا وطن راجن پور سب ڈویژن ضلع ڈیرہ غازیخان ہے جو کہ ایک جزو بلوچستان کا ہے +

دویم - ابتداے سال ۱۸۵۹ء سے لغایت سال ۱۸۷۵ء ضلع مذکور مین اور بعد ازان لغایت ۱۸۹۶ء بلوچستان مین میرا بذریعہ ملازمت سرکاری بصیغہ پولٹیکل تعلق رہا +

سویم - ابتداے ملازمت سے تادم حال مجھ کو شوق جمع کرنے حالات متعلقہ تواریخ بلوچستان کا دامنگیر رہا - چنانچہ سال ۱۸۶۲ء مین جبکہ میں سب ڈویژن راجن پور کا سررشتہ دار تھا - مین نے ایک کتاب موسومہ گل بہار متضمن تواریخ وغیرہ حالات ضلع ڈیرہ غازیخان تصنیف کی تھی جو بمنظوری گورنمنٹ پنجاب سررشتہ تعلیم نے چھپوائی تھی - اُس مین بھی مین نے بہت کچھ حال اقوام بلوچی کا لکھا تھا مگر اُس وقت اس قدر مصالحہ میسر نہ تھا کہ صحیح تواریخ تمام ملک بلوچستان کی تحریر کر سکتا - اب چونکہ مین نے تمام ملک بلوچستان کو بچشم خود دیکھا ہے اور قریباً تمام فرقہ جات سے مجھ کو خود ملنے اور اُن کے حالات سے واقف ہونے کا موقعہ ملا ہے اس واسطے مین خیال کرتا ہوں کہ اب تک جو کچھ ذخیرہ مین نے اپنی یادداشتوں یا دماغ مین جمع کیا ہے اگر اس کو ترتیب وار ایک

کتاب کی شکل میں بنام نہاد تواریخ بلوچستان قلمبند کرون تو عجب نہیں کہ شائقین اُس سے کچھ فائدہ اُٹھاویں - اور میرا فرض ادا ہو -

بقولیکہ ؎

غرض نقشیست کز ما یاد ماند
کہ ہستی را نمے بینم بقاے

چنانچہ اس کتاب کو چار باب میں لکھنے کا ارادہ کیا +

باب اوّل - متضمن قدیم تواریخ اقوام بلوچ بمعہ تشریح اخراج اقوام مذکور از ملک حلب یا عربستان وورود بملک بلوچستان و قبضہ و حکومت اقوام رند بہ سرکردگی میر چاکر سردار رند بر ملک کلات بلوچستان - و بیدخل ہونا حکومت بلوچستان سے اقوام رند بلوچ کا - اور قابض ہونا اقوام بروہی کا ملک بلوچستان پر +

باب دویم - متضمن قدیم حال اقوام بروہی اور ان کا قبضہ کرنا ملک بلوچستان پر بزور شمشیر اور گدی نشین ہونا میر احمد خان کا خانی کلات بلوچستان پر - اور سلسلہ وار بیان ہر ایک خان کلات کا جو خاندان احمد خان المعروف احمدزئی سے تخت کلات پر متمکن ہؤا اور ذکر طرز حکومت و معاشرت وغیرہ ہر ایک خان کلات تا **میر محمود خان صاحب خان** حال والئے کلات +

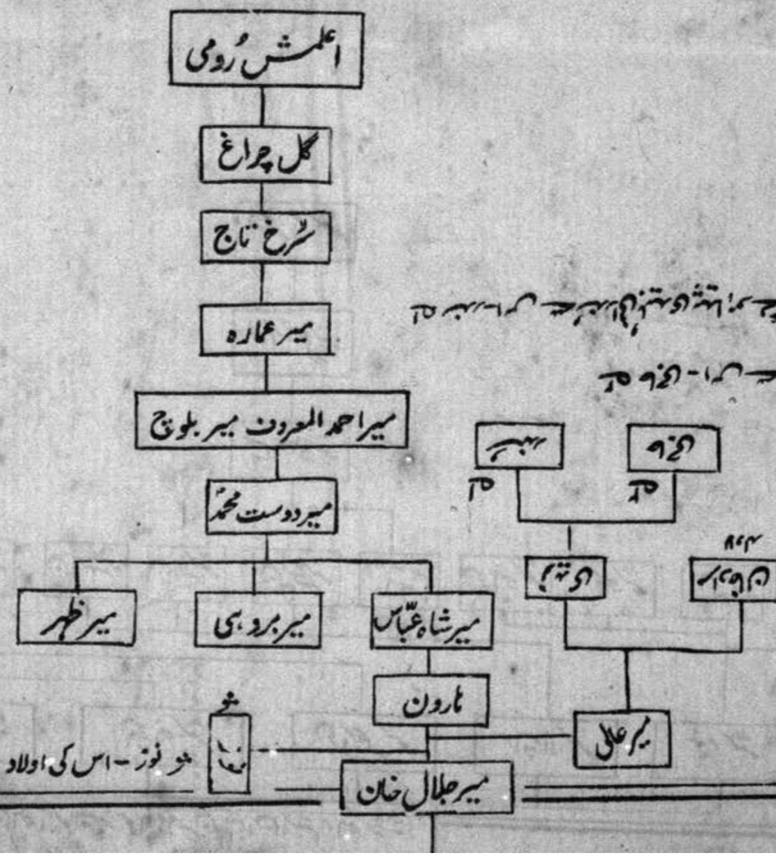
باب سویم - متضمن خدمات سر رابرٹ سنڈیمن صاحب بہادر کے - سی - ایس - آئی ایجنٹ گورنر جنرل بہادر بلوچستان جو سال ۱۸۶۵ء سے بعہدۂ ڈپٹی کمشنری ضلع ڈیرہ غازیخان تعینات ہوئے اور احوال جس طرح کہ مری و بگٹی وغیرہ فرقہ جات کوہستانی سے صاحب ممدوح سلوک کرکے کلات میں مشن لائے اور فیما بین خان کلات اور سرداران بروہی کے تنازعات فیصلہ کئے - اور ایجنسی قائم کی - اور جو جو کارنامے اُن کے عہد میں ہوئے تا زمان وفات صاحب ممدوح جو سال ۱۸۹۲ء میں بمقام لس بیلا وقوع میں آئی +

باب چہارم متضمن موجودہ انتظام بلوچستان کہ سرکار انگلشیہ کی طرف سے برٹش بلوچستان کا انتظام اب کس طرح چل رہا ہے - یعنی چند اضلاع و تحصیلات میں منقسم ہے - تمنا گ کوہستانی اور ملکی لوگون سے کیا برتاؤ ہے اور کس طرح مالیات وصول کئے جاتے ہیں - اور کس طرح اُن کے مقدمات فیصلہ کئے جاتے ہیں - اور کیا کیا طریق حکومت وہان مروّج ہے اور خان صاحب والئے کلات و سرداران بروہی و بلوچ

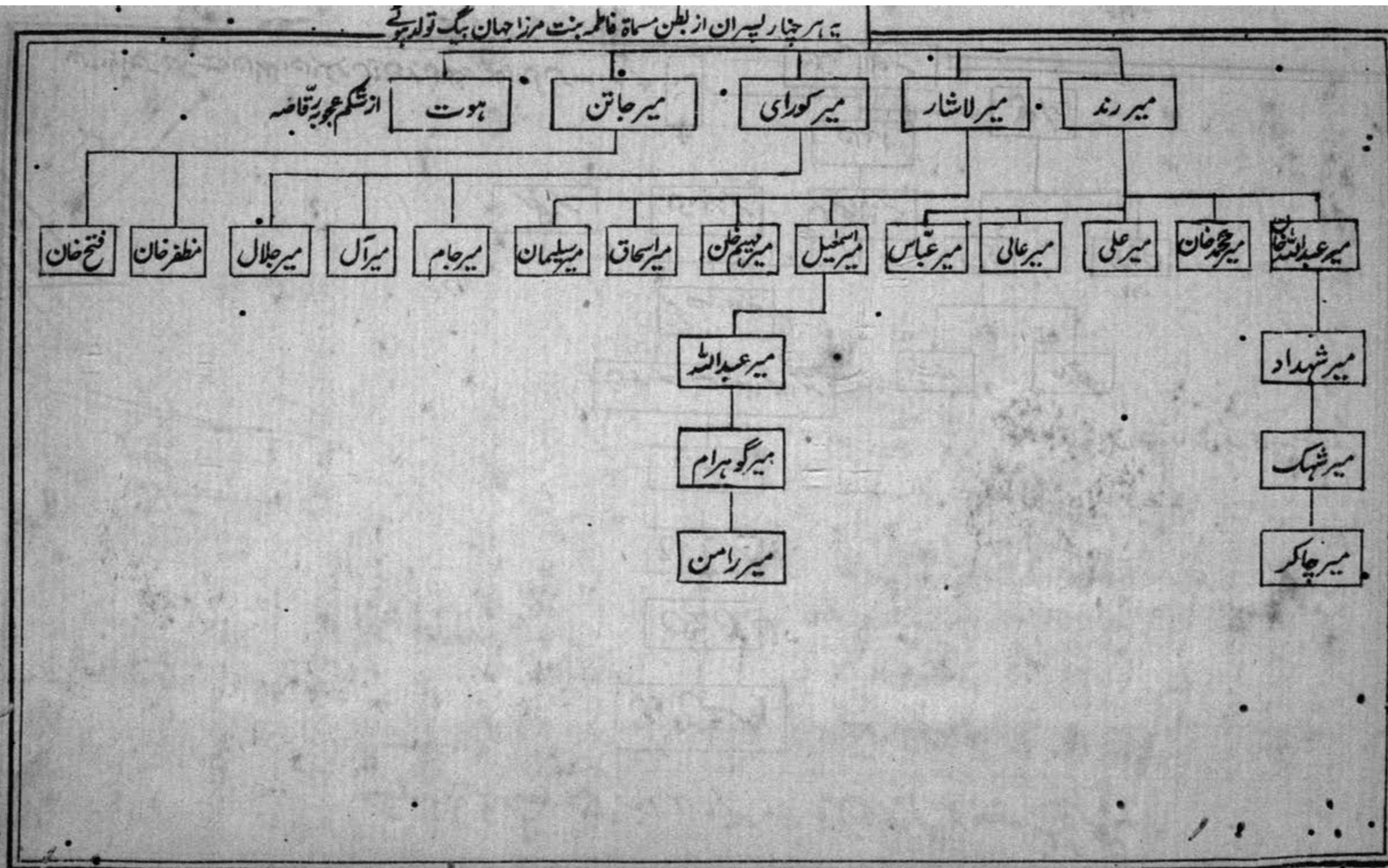
باب اوّل

متضمن قدیم تواریخ اقوام بلوچ بمعہ تشریح اخراج قوم مذکور از ملک حلب یا عربستان اور وارد ہونا اس ملک بلوچستان مین اور قبضہ کرنا اور حکومت کرنا اقوام رند کا بہ سرگردگی میر چاکر سردار رند ملک کلات بلوچستان پر۔ اور بیدخل ہونا حکومت بلوچستان سے اقوام رند بلوچ کا۔ اور قابض ہونا اقوام بروہی کا ملک بلوچستان پر ٭

شجرۂ نسب اقوام بلوچ جو خود سردار رندان نے دیا ہے



نوٹ - اس کی اولاد رشکانی بلوچ ہیں جو مکران، خاران وسیستان میں آباد ہیں


یہ ہر چہار پسران از بطن مسماۃ فاطمہ بنت مرزا جہان بیگ تولد ہوئے
میر رند
میر لاشار
میر کورای
میر جاتن
ہوت
ازشکم عجوبہ ربّقاضہ
میر عبداللہ خان
میر محمد خان
میر علی
میر عالی
میر عباس
میر اسمٰعیل
میر مہیم خان
میر اسحاق
میر سلیمان
میر جام
میر آل
میر جلال
مظفر خان
فتح خان
میر شہداد
میر شہک
میر چاکر
میر عبداللہ
میر گوہرام
میر رامن

شجرۂ نسب خاندان بلوچون کا جو خود سردار رند نے لکھایا ہے علحدہ پرچہ پر ثبت کر کے منسلک کیا گیا ہے ✢

رند لوگ اپنے جداعلےٰ علمش رومی کو اولاد میر حمزہ از خاندان قریش جس خاندان مین کہ حضرت محمد صاحب پیدا ہوئے تھے۔ بیان کرتے ہین۔ اور وجہ تسمیہ[۱] لفظ بلوچ کی مردم رند سکنائے بلوچستان یہ کہتے ہین کہ لعبد غدر امامین جس وقت میر احمد مدینہ سے کوچ کر کے کوہستان و دامان حلب مین آیا اور سکونت خود بمقام بروہ اختیار کی اس واسطے بہروچ اُن کی قوم مشہور ہوگئی۔ پھر رفتہ رفتہ بہروچ سے بلوچ مشہور ہوا۔ لیکن کتاب شاہنامہ کے دیکھنے سے یہ ہر دو دعوے بلوچون کے پایہ ثبوت کو نہین پہنچتے جو شاہنامہ بزمانہ سلطان محمود غزنوی حکیم ابو القاسم طوسی نے تصنیف کیا تھا۔ اُس مین ایک خاص سرخی بابت سزا رسانی بادشاہ نوشیروان اقوام بلوچی وگیلانی و ایلانی کے درج ہے۔ جس مین سے چند ابیات نمونہ کے واسطے ذیل مین درج کئے جاتے ہین۔ وھوھذا

ہمیرفت آگاہے آمد بشاہ	کہ گشت از بلوچی جہانے تباہ
زبس غارت وکشتن وتاختن	زمین را بآب اندر انداختن
زگیلان تباہی فزون ست ازاین	زنفرین پراگندہ گشت آفرین
دلِ شاہ نوشیروان شد غمے	برآمیخت اندوہ با خُرمے
بایرانیان گفت الانان وہند	شد از بیم شمشیر ما چون پرند
بشندہ نباشیم باشہر خویش	ہمے شیر جوئیم بیچان زمیش
بدوگفت گوئندہ کاے شہریار	بپالیز گل نیست بے رنج خار
ہمان مرز تا بود بار نج بود	زبہر پراگندن گنج بود
زکار بلوچ ارجمند اردشیر	بکوشید با کار دانان پیر
نبُد سود مندے بافسون ورنگ	نہ از بند و رنج و نہ پیکار و جنگ
اگرچند بد این سخن ناگزیر	بپوشید بر خویشتن اردشیر
زگفتار دہقان برآشفت شاہ	بسوے بلوچ اندر آمد زراہ
چو آمد بنزدیک آن برزکوہ	بگردید گرد اندرش باگروہ
بدانکوہ گرد اندر آمد سپاہ	کہ بستند بر مار و بر مور راہ

[۱] [illegible] علاو خاندان بلوچ کو امیر حمزہ مقرر کر کے وجہ تسمیہ لفظ بلوچ کا [illegible]

همه دامن کوه تاروے شنج — سیه بود بر سانِ مور و ملخ
منادی گرے گرد لشکر بگشت — خروش آمد از کوه وز غار و دشت
که هرگز بلوچی نیابند خورد — چو از تیغ داران و مردان گرد
وگر انجمن باشد از اند کے — نیابد که یابد رہائی یکے
چو آگاه شد لشکر از حکم شاه — سوار و پیاده به بستند راه
از ایشان فراوان و اندک نماند — زن و مرد جنگی و کودک نماند
سراسر به شمشیر بگذاشتند — ستم کردن لوچ برداشتند
بشد ایمن از رنج ایشان جهان — بلوچی نماند آشکار و نهان
چنان بد که برکوه ایشان گله — بُدی بے نگهبان و کرده یله
شبانے نبودے بر گوسفند — بهامون و بر تیغ کوه بلند

• اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ یہ قوم بلوچی زمانہ نوشیروان بادشاہ مین جو ایشیاء کے بادشاہون مین مشہور عادل ہو گزرا ہے اور جس کا نام اب تک لوگون مین بعدل مشہور ہے۔ سال ۵۳۱ء عیسوی مین جب اُس نے تخت ایران کو اپنے جلوس سے زیب دیگر دوبارہ افغانستان کو مطیع کیا اور اپنی سلطنت کی حدودات مشرقی کو دریاے سندھ تک بڑھایا اُس وقت اقوام بلوچی کو جو مشہور سرکش تھی چڑھائی کر کے تباہ کر دیا۔ تو اُس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ قوم بلوچی اُس وقت بھی اس قدر زور آور اور سرکش تھی کہ پادشاہ نے خود اُن کے اوپر چڑھائی کی۔ اور یہ ذکر ظہور اسلام سے بھی پہلے کا ہے۔ کیونکہ حضرت محمدؐ صاحب نوشیروان کے زمانہ مین پیدا ہوئے چنانچہ آنحضرتؐ فخر یہ فرمایا کرتے تھے کہ مین ایسے عادل پادشاہ کے زمانہ مین پیدا ہوا۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ اقوام بلوچی ظہور اسلام سے بھی پہلے موجود تھی +

وجہ تسمیہ لفظ بلوچ کی یہ ہے کہ زبان حلبی مین بلوچ بادیہ نشین کو کہتے ہین جو لوگ ہمیشہ صحرا اور دامن کوہستان مین خانہ بدوش رہنے والے ہون اُن کو بلوچ کہا جاتا تھا۔ یہ لفظ کسی خاص قوم سے متعلق نہین تھا۔ بہت مختلف قومون پر یہ لفظ مستعمل ہوتا رہا اب بھی چند مختلف قومین اس بلوچستان مین ایسی رہتی ہیں جن کا نسب نامہ ایک دوسرے سے مختلف ہے لیکن تمام قوم بلوچ کہلاتے ہین۔ ماسوائے رند اور لاشاری کے بروہی۔ دودای۔ نوشیروانی۔ گچکی یہ بھی بلوچ کہلاتے ہین۔ حالانکہ ان کا نسب نامہ

ؔ جیسے پوبندہ زبان افغانی مین مردم بادیہ نشین کو کہتے ہین +

رندو لاشاری سے بالکل جدا ہے - اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بباعث ہم پیشہ و ہموطن ہونے کے ان کو بلوچ نام دیا گیا - ورنہ وہ بالکل خاندان بلوچ سے الگ ہین - اسی طرح گیلانی و ایلانی و کرُد بھی بلوچ کہلاتے ہین - اور فردوسی نے بروقت تصنیف کتاب شاہنامہ اس قسم کی جملہ اقوام کو بلوچی نام دیا تھا - ہان اس ہین شک نہین کہ بلوچ لوگ امامین کے مرید تھے اور جب فیمابین امامین اور یزید کے لڑائی ہوئی جس مین امامین شہید ہوئے تو بلوچ لوگ امامین کے طرفدار تھے اور یزید کے خوف سے حلب سے کوچ کر کے اس طرف آئے - اس کی بابت بلوچون مین ایک پُرانہ شعر زبان بلوچی مین سینہ بسینہ یاد چلا آتا ہے جو بجنسہ بمعہ ترجمہ و معنی اُس کے ذیل مین درج کیا جاتا ہے ✣

شعر بلوچی

شکر الحمد گذاران پادشاہ ملک وُتھی شکر ہے خدا تعالےٰ کا جو وہ خود پادشاہ ملک کا ہے	یگ وُتھ کھوشتی مہ ملکا دُر جہان خاک گل ایک وُہی ہے اور قائم رہیگا آخر تمام جہان خاک اور گِل ہوگا
ما مریدن و یا علی اے دین ایمان پنشتین ہم بلوچ لوگ مرید حضرت علی کے ہین - دین ایمان ہمارا ثابت ہے	حمزہ اولاد بلوچی صوب درگاہ گرُین بلوچ امیر حمزہ کی اولاد ہین اور فتح درگاہ الہیٰ سے ان کو نصیب ہے
اژ حلبا پھاز کھایون گو یزیذ اجھیڑین حلب سے ہم لوگ بدر ہوئے جبکہ امامین سے یزید نے جنگ کیا	کل بلا بھنپو بنبا ما شہر سیستان مہرگلین پہلے کربلا علاقہ بھنپور مین اور پھر شہر سیستان مین مقام کیا
مستر پن میرین جلالان چل چھاین بولخین جب سے روانہ ہوئے سردار بلوچون کا میر جلالان تھا اور چوالیس فرقے بلوچی کے تھے	اختغون ھارین بند اکیچ راستین پھلوین وطن سے آئے ہارین بند مین بجانب راست ملک کیچ کے
سیم سوھان بہر کھنانان کُل سردار شہکین ملک اور جو ملے آپ جو بلوچون کے ہاتھ مین آئے آپس مین تقسیم کرتے آئے اُس وقت سردار کل قوم کا میر شہک تھا	مُکرانان تھو بندی کھوسغ مہ کیچ دہین ملک مکران مین تھو بلوچ بیٹھا اور کھوسہ علاقہ کیچ مین

جبّا چانڈ ھیگا کھلتی نوغ پھ گورین جلب مین چاندیہ اور کھلتی اُس کے شمال کی طرف	آوُ نلیا نوح نِندی جستگانی پھ گرین آدنل مین نوحانی بلوچ اور جستگانی اُس کے قریب مین
مستربن نوغ ڈومبکئے گاج سیاہ آف سرین بڑا خاندان ڈومبکی کا گاج اور سیاہ آف کے اوپر	فلج میرعالی جتوئی کل مہ سیوی ڈھاڈرین بہتر میر عالی جتوئی تمام علاقہ سیوی اور ڈھاڈر مین
گولو و گوپانگ دشتی رند تہالیا درین گولہ و گوپانگ دشتے رند کے خاندان سے باہر ہین	تھی بلوچ باز بشارین درست مہ رندان منّاھین اور بلوچ بہت ہیں جو تمام رند کے ساتھ شامل ہین
نوح دوداؔئی اوارین ای مہ لشاریک برین نوحانی دوداؔئی لاشاری کے ساتھ شامل ہوتے ہیں	رند لاشاری مہ ملکا سیم جوان نیمنین رند اور لاشاری کا ملک ایک دوسرے سے متصل ہے
رند مہ سوران نندی لاشار مہ گندوعین رند شوران مین بیٹھا اور لاشاری گنداوہ مین	فیل ھین سی سال جنگین ای بلوچی شدتین پورے تیس سال آپس میں جنگ کیا یہ بلوچوں کے ضدیت ہے
شہکی و شہداد وانے لس سردار چاکرین شہک اور شہداد بھی تھے مگر قوم کا سردار میر چاکر تھا	چل ھزار میر گوانکھین تیو غاداڑے پونرین چہل ہزار لشکر میر چاکر کے بلانے پر تمام ایک خاندان سے حاضر ہوتے تھے
ھول پوش دستکلا د زکمان جا بہین بعضے ہول پوش اور بعضے ہاتھ مین دستانہ پہنے ہوئے اور کمان خوب سجی ہوئی	پٹو پیچے گوکواھان پھاڑ لعلین موزغین ابریشم سے کمان لپیٹے ہوئے اور پاؤں میں سرخ موزے
فُرشان جاڑو جوڑ جوانین مٹ کھڈین برادرین جاڑو از قوم پُرشر مشہور بہادر تھا ہدے نام اُسکا دین کا بھائی تھا	پیروز شاہ بجار ریحان رند میران زھم جنی پیروز شاہ بجار ریحان آمیران از قوم رند مشہور شمشیر زن ہے
ھیبتان ببرک مہ رندان میرحسن براھمین ہیبتان ببرک میر حسن براھم بھی رند تھے	صوبہ و عالی و میہان جام سحاق علڑین صوبہ عالی میہان جام سحاق علن بھی تھے

شاعرکہ شعران جو ہتھ میر جلا لان منصیفن

شاعرلوگ جو شعر بناتے ہین گویا کہ باغ جہان میں نہال لگاتے ہین

ایہے منی پیرا ورندین اے بلوچی دپتر ہین

یہ بلوچوں کا نسب نامہ اور تواریخ ہے۔

اس شعر کے تصنیف کی کوئی تاریخ نہیں پائی جاتی لیکن یہ پایا جاتا ہے کہ جب فیمابین امامین اور یزید کوفہ مین جنگ ہوئی بلوچ لوگ امامین کے مرید تھے۔ امامین از دست یزید کے جو اُس وقت اُس ملک کا حاکم تھا شہید ہوئے۔ بلوچ لوگوں نے ناراض ہوکر حلب چھوڑ دیا۔ تاریخ جنگ فیمابین امامین اور یزید کے ابیات ذیل سے معلوم ہوتی ہے :-

[illegible]

آندم کہ بر حسینان تیغ جفا کشید
روح الامین گفتہ قلب نبی برید
گفت ہاتف زغیب مسکینے
سردین را برید بے دینے

وفتا کہ یزیدا گوامامان جھیڑ تھا
فرشتغ گوشتغا جگر نبیا بُر تھغا
ابرنگ اثر ہر گُر تواران بتیغتہ
سغر برتہو حسین ار نیم و نیم کھتغتہ

[illegible] خود تصنیف ہیں۔

ایک اور روایت یہ بھی ہے کہ جب بلوچ حلب سے کوچ کر کے کرمان مین آئے اُس وقت چہل چار یعنی چوالیس فرقے تھے مگر سب کا بڑا سردار ایک علمش رومی تھا اور حاکم کرمان کا شمس الدین نام تھا فیمابین سردار بلوچی اور حاکم وقت کے دوستی تھی مگر بعد فوتیدگی شمس الدین اُس کا پسر بدرالدین حاکم اور بجائے علمش رومی کے گلچراغ پسر سردار علمش رومی سردار بلوچوں کا ہؤا ان کی آپس میں بگڑ گئی اور حاکم کرمان کو شک ہؤا کہ شاید بلوچ اُس کا ملک لے لیوینگے۔ تب اُس نے بلوچون سے فی فرقہ ایک ناطہ طلب کیا۔ چونکہ بلوچون نے آگے غیر قوم میں گاہے ناطہ نہ دیا تھا اس واسطے اُن کو یہ بات ناگوار گزری لیکن چونکہ حاکم کرمان زور آور تھا جائے مقابلہ نہ دیکھکر مجبوراً ہر ایک فرقے سے ایک ایک طفلک لیکر اُن کو زنانہ پوشاک پہنا کر بنام نہاد دختران حاکم کے پیش کیا اور فی الفور

مصرعہ آخر سے تاریخ ظاہر ہوتی ہے اور ذو معنی ہے اول لفظی معنی یہ ہین کہ امامین جو سردار دین کے تھے اُن کو کاٹا یزید بے دین نے۔ دویم سر لفظ دین د ہے جب اُس کو کاٹ دیا تو باقی ی اور ن رہا حرف ی کے لئے عدد ۱۰ ہے اور ن کے لئے ۵۰۔ پس ۶۰ سنہ ہجری ہؤا +

مصرعہ اخیر سے تاریخ ظاہر ہوتی ہے اور وہ بمثل فارسی ذو معنی ہے اول حضرت امام حسینؑ کے سر کو یزید نے کاٹ کرتن کو نصفا نصف کر دیا دویم سر لفظ حسین کا ح ہے پس ح کو کاٹ کر جدا کر دیا باقی سین رہ جائیگا ابجد کے حساب سے س ۶۰ ۔ ی ۱۰ ۔ ن ۵۰ سین کے لئے ۱۲۰ ہؤا جس کا نصف ۶۰ ہوتا ہے جسے ۶۰ سنہ ہجری حاصل ہؤا

پیشتر اس کے کہ یہ راز کھل جائے - کوچ شروع کردیا - اُن چوالیس طفلک مین
از خاندان سردار مسمی فیروز تھا - تب کرمان کو چھوڑ کر بلوچ ملک کیچمکران مین آئے -
اُس وقت سردار بلوچون کا شاہ عبّاس تھا - اُس کے بعد میر محمد خان اور بعد اُس کے
میر جلال خان سردار ہوُا - جلال خان کی اولاد سے پانچ قومین مشہور ہوئین - پسر
کلان رند سے لاشاری سے کوراہی سے جاتن سے ہوت سے

رند لاشاری کوراہی جتوے ہوت

بعض لوگ کہتے ہین کہ مسمات جتو نام دختر تھی اُس سے جتوئی مشہور ہوئے لیکن
رند و جتوئی کہتے ہین کہ جاتن نام پسر سے جتوئی مشہور ہوئے - رندون مین قصہ
ہے کہ جب میر جلال خان فوت ہوُا باقی چہار پسران ایک مان مسمات فاطمہ بنت مرزا
جہان بیگ سے عاقل و بالغ تھے - اور ہوت ایک مسمات عجوبہ رقاصہ کے بطن سے بعمر
سات سالہ نابالغ تھا - جب پسران کلان جنازہ میر جلال خان کا دفن کرنے کو لے گئے -
تو مسمات عجوبہ والدہ ہوت نے دروازہ ہاے قلعہ بند کردئے اور کہا کہ بجاے میر جلال
کے حقدار ملک کیچ اور سرداری کا ہوت اُس کا بیٹا ہے +

تب یہ چہارون پسران کلان جب گورستان سے واپس آئے - ہر چارون
نے ہر چہار دروازہ ہاے کوٹ کے متصل چہار منّہہ یعنی چھپر بنا کر رسم فاتحہ خوانی پدر خود
ادا کی - اور ہوت پوشیدہ طور قلعہ مین رسم مذکور ادا کرتا رہا - اُس وقت سے بلوچون مین
چہار منّہہ اور پانچویں نہانی مشہور چلے آتے ہین - اور اسی طرح چہاردہ پینتہ بھی کہتے
ہین یعنی میر جلال کے چہاردہ نواسہ تھے جن سے بعد مین چہاردہ قومین نکلی ہین +

اگرچہ باقی چہارون بھائی بہ لنسبت ہوت کے زیادہ طاقتور اور حقدار تھے -
ملک میراث باپ کا جبراً لے سکتے تھے - مگر چونکہ خود ہوت کم سن تھا اور اُس کی
والدہ ایک عورت تھی - عورت سے لڑنا بھی مناسب نہ جانا خصوصاً اُس نے دھمکی
دی کہ اگر اُس سے جبراً قلعہ چھین لیوینگے تب وہ اپنے مان باپ کے خاندان میں
جا ملیگی - جس سے اُن کو شرم ہوگا - تب رند و لاشاری وغیرہ چارون بھائیون نے
ملک کیچ چھوڑ دیا اور قلات پر جو اُس وقت قلات قبضہ میروانی مین تھی - لڑائی کر کے
میروانی کو مغلوب کیا اور قلات پر خود قابض ہوئے - اس موقع پر ضروری معلوم دیتا ہی

کہ کچھ تواریخ قلات اور ملک بلوچستان کے بھی ظاہر کی جاوے - اس کی بابت
اگرچہ زمانہ قدیم کی لکھی ہوئی کوئی کتاب نہ از کتب خانہ خان قلات نہ کسی سردار سے مل سکتی
ہے مگر ایک کتاب جو اخوندزادہ محمد صدیق نے جو اخوند لوگ ابتدا شروع خانی احمدزئی
سے تا میر محراب خان وکیل اور وزیر بلوچستان چلے آئے ہین یہ سال ۱۲۷۶ھ مطابق
۱۸۵۹ء جس کو قریب پینتیس ۳۵ سال ہوئے ہین بزبان فارسی لکھی تھی جس کی نقل مین نے
اُس کے فرزند اخوندزادہ محمد عمر سے بمقام کلات لی تھی کسی قدر حال بتلاتی ہے جو
ذیل مین درج کرتا ہون +

بقولہ - "چنانچہ کلات اول از سیوا ہندو بودہ است و بعد از سیوا مذبور مغل بودہ است -
چونکہ مغل را در ولایت خود جنگ و مناقشہ در خراسان برخاست - پس میروانی گرفت تا کہ
میر عمر میروانی در کلات حاکم بود - و چونکہ چاکر بلوچ سردار رندہا و گہرام لاشاری از ملک مکران
رو بکلات آوردند پس از میروانی و شہک پدر چاکر بلوچ جنگ واقعہ شد لشکر بلوچ غالب
آمد و عمر کشتہ شد قبر عمر میروانی تا حال در کلات موجود ست - کلات را از میروانی گرفت -
بعد از آن بلوچ دو سال در کلات نشست - بعدہ موسم زمستان بملک کچھی و سیوی
برائے مال چرانی خود میرفتند و بموسم تابستان باز بکلات مے آمدند - بعد از ان شہک
و چاکر رند و گہرام لاشاری بہم مشورت نمودہ برائے گرفتن ملک کچھی رفتند - چنانچہ چاکر رند
و شہک پدر چاکر است از راہ بولان بملک ڈھاڈر پائین شدند - و گہرام سردار لاشاریہا
از راہ مورہ گنجابہ پائین شدند - و مند و بلوچ را کہ از قوم رندہا بہشر مے نامند در کلات
حاکم کردہ رفتند" +

جو لوگ علم تواریخ سے واقف ہین وہ انکار نہین کرینگے کہ زمانہ قدیم مین یہ ملک
بلوچستان بلکہ افغانستان زیر قبضہ ہندو راجون کے تھا - چنانچہ مہابھارت مین جو
ایک قدیم تواریخ ہندو لوگون کی ہے صاف پایا جاتا ہے کہ راجہ سسپال پچھم دیس
کا یعنی مغربی حصہ ہندوستان کا چند بار کرشن مہاراج سے آکر لڑائی کرتا رہا اور جب
فیمابین پانڈو - کیرو جس کو پانچ ہزار برس سے بھی اوپر عرصہ گزرا ہے بڑی بھاری جنگ
ہوئی تھی - اُس وقت شکنی نام راجہ قندھار کا جو راجہ دہتراشٹر کیرو کا خسر پورہ تھا - کیرو
لوگون کی طرف تھا بلکہ اُس کی دختر کا نام جو راجہ دہتراشٹر سے بیاہی ہوئی تھی - دیوگندھاری

تھا- قندھار کا نام ہندو کتابون مین گندھار لکھا ہؤا ہے جس کے معنی خوشبودار کے ہین- ایرانی لوگ بھی ابتک قندھار کو گندھار استعمال کرتے ہین- سیوا نام ایک مشہور راجہ اس ملک کا ہؤا ہے- شہر سیوی بھی اُس نے آباد کیا تھا- اس واسطے اُس کے نام پر سیوی مشہور ہوئی جو اب تک وہی پُرانا نام مشہور چلا آتا ہے اور اس ملک کا نام بلوچستان اُس وقت سے مشہور ہؤا جب سے بلوچ لوگ آکر اس ملک مین آباد ہوئے اس سے پہلی پُرانی کتابوں مین سیوستان مشہور تھا- کلات مین اب تک ایک فرقہ موجود ہے جو سیوازئی کہلاتا ہے- اُسی سیوا کے خاندان سے ہین- پہلے یہ لوگ ہندو تھے مگر اب مسلمان ہین اور تین زیارت گاہین ہندؤن کی قدیم سے اس ملک مین چلی آتی ہین- مثلاً کلات[1] مین کالی دیوی- مستونگ[2] مین مہادیو- شال[3] مین سمادھ جوگی پانی ناتھ- اور اُن کی بابت ہندی مین ایک شعر بنا ہؤا ہے-

"کالی وسے قلات مین مہادیو مستونگ ۔ مُدھڑا جوگی شال مین پانی ناتھ بلونت"

معلوم ہوتا ہے کہ پہلے کلات کو سیوازئی ہندو لوگون کے ہاتھ سے اقوام مغل نے لے لیا بیشک کتب قدیم سے بھی ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے مغل لوگون کا بڑا زور تھا- نادرشاہی تک مغل لوگ طاقت مین تھے- بعد اُس کے اُن کا زور جاتا رہا اور افغانون کا زور زیادہ ہوگیا- اب یہ دیکھنا چاہئے کہ میروانی لوگ کون تھے جنھون نے ملک مغلون کے ہاتھ سے چھین کر اپنے قبضے مین کیا- معلوم ہوتا ہے کہ میروانی قوم بروہی کی ایک شاخ ہے اور فی الحال میروانی لوگ ماہین جھاولک اور پنجگور کے رہتے ہین- میر عبدالکریم میروانی اُن کا سردار ہے- دوسرے باب مین جبکہ بروہی قوم کا حال درج ہوگا- اس کی بابت بھی تشریح کی جاویگی- اس باب مین زیادہ تر بلوچ لوگون کا حال درج کرنے کی ضرورت ہے- اس واسطے میروانی کی بابت قصہ چھوڑ دیا جاتا ہے +

بلوچی نظم کے پڑھنے سے جو اوپر درج ہو چکی ہے- واضح ہوگا کہ جب اقوام بلوچی کرمان سے کوچ کر کے بجانب ملک کیچ مکران عازم ہوئی- اُس وقت میر جلالان

---

[1] یہ مکان عین میری یعنی محل خان کے نیچے ہے +

[2] اس موقعہ پر ایک درخت ہے جو اُس کا ثانی اس ملک مین نہیں ہے +

[3] یہ مکان اندر قلعہ شال کے ہے اور اب تک ہندو لوگ اُس کی زیارت کو جایا کرتے ہین +

یعنی جلال خان سردار کل بلوچی کا تھا - اور چوالیس [44] فرقہ قوم بلوچی کے شمار کیے جاتے تھے - مگر بعد فوتیدگی سردار جلال خان کے پانچ فرقہ ہا ذیل رند - لاشاری - کورائی - جتوئی - ہوت ہر پانچ پسران سردار مذکور سے نامزد ہو گئے - آخر اُن چوالیس [44] فرقہ ہا کے لوگ بھی ان پانچ فرقون مین شامل ہو کر پانچ فرقہا کلان اقوام بلوچی کے بن گئے - مگر اُن مین زیادہ تر مشہور فرقے رند و لاشاری کے تھے - فرقہ جتوئی رند کے ساتھ شامل ہو گیا - کورائی کچھ رند کچھ لاشاری سے شامل ہوا - کوئی علیحدہ سرداری ان کی نہیں رہی - جب کلات پر قبضہ کیا - تب بھی یہ دونو فرقے مشہور تھے - اسی طرح جب کچھی پر قبضہ کیا تو بھی یہ دونو فرقے مشہور تھے - چنانچہ اخوند محمد صدیق نے بھی اپنی کتاب مین اس طرح لکھا ہے کہ دستہ رند جن کا سردار میر شہک یا میر چاکر پسر ش تھا براہ درہ بولان اور دستہ لاشاری جن کا سردار میر گہرام یا پسر ش رامن خان تھا براہ درہ مورہ داخل کچھی ہوئے - قریب تیس سال اقوام رند و لاشاری ایک دوسرے کے ساتھ نہایت دوستی سے بسر کرتے رہے اور ایک دوسرے سے رشتہ قرابت کا بھی رکھتے تھے - چنانچہ مسمات مدی دختر میر شہک ہمشیرہ میر چاکر بہ نکاح میر عبداللہ خان لاشاری و بی بی بانڑی ہمشیرہ میر چاکر نکاح میر حمہ بن میر بہرام خان لاشاری کی تھی - لاشاری جو راستہ مورہ سے آیا تھا - گاجان - گنجابہ المعروف گنڈاوہ - جہل جنوبی حصہ کچھی مین - اور رند جو براہ بولان آیا تھا - نر مکہہ - بارڑی - کرتہ - ڈاڈہر - شورن - تسی - سیبوی شمالی حصہ کچھی مین رہتے تھے - بعد اس کے فیمابین رامن پسر میر گہرام لاشاری اور میر چاکر پسر سردار میر شہک رند گھوڑ دوڑ پر تنازعہ برپا ہوا - کامل تیس سال دونو فرقون مین پچیس [25] دفعہ سخت لڑائیان ہوئین جانبین سے صدہا مردم قتل ہوئے - دس دفعہ لاشاری نے پندرہ دفعہ رند نے فتح پائی - آخرالامر لاشاری شکست کھا کر اکثر بطرف گجرات و سندھ و پنجاب چلے گئے - تھوڑے لوگ گاجان وغیرہ میں رہ گئے جنہون نے رند کی اطاعت منظور کر لی - ایک نظم بلوچی سے جو ذیل میں درج کی جاتی ہے مفصل حال واضح ہو گا + نظم

وَسَہَا جوانے ملک بلوچانی	چاکر و گہرام بہ بندي زرّین
اچھی طرح آباد ہے ملک بلوچون کا	مثلاً چاکر و گہرام و زرّین اُس میں رہتے ہیں

جوئی مبلائے گو رہزین ہرّین جوئی موره کا بڑے شان والا	باز کھمّینا واجہی مانے گھوڑے بہت کے مالک تھے یہ
پہ شودی غبن ھمسایگان جوانے واسطے غزیب ہمسائیون کے اچھے ہین	ڈونبکیانی تھنگوین شانے ڈونبکیون کے سونے کے شان تھے
ڈونبکی گفتاران ہزین ہرّان ڈونبکیون کی باتین بڑے شان والی تھین	ھنراش سُہر تھنگوین شرّان اچھی تھین سونے اور جواہر سے خوبصورت تھین
ہرکتھان ڈونب اوکھان جہران جہان ڈونب کے علاقہ مین پھرون	وشّد لیّا مہ ملک دیوانا خوشی سے ہر ایک جگہ اور ہر ایک مجلس مین
من گوراشیفی پر پغین شاغا ہین وه خوشی کے تنبورا	دست شیفنت پہ سرھو غین تارلن ہاتھ لگاؤن اُس کے تارون پر
شعر مَنی پسند بنت دلی یاران میرا شعر میرے دلی دوستون کو پسند ہووے	رند لاشارھان سرداران رند اور لاشاری کے سردارون کو
رند لاشار مہ بنا برا تھن رند لاشار اصل مین بھائی ہین	جگ سہی اے کہ ھمزه زا تھن دنیا جانتی ہے کہ ہمزه کی نسل سے ہین
مہ سرا زور خو ہزین گوا تین اپنے دماغ مین زور آور اور ہوار کھتے تھے	بیا تما سی سالے دیتون بگھے آ جو تیس ۳۰ سال تک لڑین
مہ گِد رولان گھیتے نکھے بہت گھوڑے میدان مین لائینگے	رند شئے کیچ مکران آختا رند کیچ مکران سے آئے

لاشاراش بھنپورا روان سبیتھا لاشار بھنپور سے آیا تھا	اِشتئے راد ھنے پُرمغاتانی اُنہون نے چھوڑ دیا رادھن شہر کو جو پُر آباد ہے
جھیڑوُ نیمونے بَرَا ھتانی جھگڑا بہانہ برادری کا تھا	کس نیاجوانے مڑشفا تانی کوئی نہ آیا اچھا آدمی درمیان صلاحیت کے
شہک وشاد نا کلام رُڑ تھا شہک اور شادن نے حلف اُٹھائی	سیل کنانان پہ مُلکا آتکا تماشا کرتے ملک مین آئے
جھوش پہ گوشان اُشکتوُن گالے اس طرح کانون سے سنی مین نے یہ بات	مہ ھُراسانا جالیہتون سالے بیچ خراسان کے رہا مین ایک سال
دِیثھا ڈاچیُ بیتلین مالے دیکھی ڈاچی مال وقف (بیت المال)	پھَر ولوڑدان نہ اوشتا تنت اسقدر زیادہ لوڑہا مین بند نہین ٹھیر سکتے
ھڑ وگوات بند بلوچیان شتر نچے علاقہ بلوچی مین حد سے آباد تھے	اڑ تنا گوفشان گوسری بھوران بہت اور بے شمار تھے
ھُراپنے کھُدا سرداران قوی آئے نا مشورہ کیا سرداران قوی نے	شہک و گہرام وتے ھے نا شہک اور گہرام ولی نے
کھشغان گولواش ھوئے مُلکا نکالا اُن کو اس گولہ قوم علاقے سے	تخت سیوائی او لکھین دِیتھا تخت سیوی کے لوگون نے دیکھا
پھگہان ڈھل رُون یتار بیتھا بڑی فجر ڈہل اور نقارے کے ساتھ تیار ہوا	چاکرا پہ لڈ بوُڑ روان بیتھا چاکر کوچ مقام کرتا ہوا روانہ ہوا

زور سیوی اژ دشمنان زِیتھا زور سے سیوی کو دشمنون نے چھین لیا	ڈھاڈرا میرین کلات بستا ڈھاڈر مین میر چاکر نے قلعہ باندھا
ھُلیتھا میلا ڈھاڈرا ھوتان غوغا اور شور ڈھاڈر اور مورہ مین ہوا	میرے گھُرّام جنگ سرین ہوتان میر گھرام کے جنگی لوگون مین
رامینا پہ ھبسی بیغا کھورین رامن آیا اچانک ندی پر	کھور کُتھا پا چھہ بختنین جوآن بند کردیا جو سے چلتے ہوئے نالہ کو
چاکرا دوستین بہ لوٹھا نتھا چاکر نے دوستین کو طلب کیا	بانگھی سیوی آختا پہ چھرّانا جو (دوستین) سویر کو سبی مین پھرتا ہوا آیا
آختا دان میرین چاکرا شھرا آیا میر چاکر کے شہر تک (یعنی سبی)	دیتھی موچی گوراند بھورئن دیکھا ایک موچی کا سُرخ دُنبہ
بستغیا مے مھاسا یا باندھا ہوا ایک مہنہ کے نیچے سایہ مین	سنج کھتو ریحان شہپرین سیاھا زین کیا ریحان شہپر سیاہ گھوڑے کو
تھاشون بوران پہ توکلے شاھا دوڑادین گھوڑے کو بہ توکل خدا	بستغان شرط گال مزن بندان باندھ کرکے شرط اور اقرار کرکے
دروغین گواھیا دتھ پوترین رندان دروغ گواہی کو دیا رند کی اولاد نے	من وتھی محل مھوڑلا نند آن مین اپنے محل اور باڑی مین بیٹھون

کھشتغین گولائی ھتّلین تازی آئے دوڑتے ہوئے عمدہ گھوڑے	اَڑ پَدَ ارندان دروغ کھُدی بازی پیچھے سے رندنے دروغ کیا بازی کو
گُشت ریحانَ سیلہ مزار گوازین بولا ریحان کو کہ میرا اُشکی تیز رفتار جیتا	سُورھین رامِنا نوِی راضی بہادر رامن کو تسلّی نہ ہوئے
اَشہمین دروغین گواھیا زہرا اسے جھوٹی گواہی سے ناراضگی پاکر	کے شفَا بھورین مین مہ تھئی شہرا آج رات مین کیسے رہون تمہارے اس شہر مین
رفتامہ زردین دیگرا پارہ گیا بوقت دیگر جب آفتاب زرد رنگ کا تھا	گڈِ تا ھِرّا شے کھینغوز ھرا کاٹ دیا ایک شتر بچّے کو غصّے سے
بانِگھی جتُ گو چاکرا گرہ تنت جت چاکر کے پاس جاکر روئے	گِندکہ رامین آچھُو کتھا غیری دیکھ کر رامن نے ایسی کی دشمنی
گوھرئ ھِرّ گڈُ تھا پھَیری گوہر کے بچے شتر کو کاٹ دیا پرسون	بی گناھا گریستغان ھیری بے گناہ روتی ہے غریب
گوھر باؤٹھہ رند لاشاری گوہر باؤٹھ تھی رند لاشاری کی	ھر دو راجین ٹیمغا چاری دونو قومون کی درمیان مال چراتی تھی
گشترَین کھُرس چاکرا داتھین زیادہ تر میر چاکر کے پاس رہتی تھی	آن ھِرّین بھونڑین واھراتین وہ بڑا شیر تھا عزت والا تھا

داتھی دھان گو بُرز غین دستان	گوھرا ھرّان رانجنا دھکے
فریاد کیا اُس نے ہاتھ اُونچے کر کے	گوہر کے بچہ شتر کو مارا ہے دہک
مہ گدُ وُلان گاھِتی بکھےّ	بیا تماسی سال دیون بھکھے
ہم لائینگے لاکھوں اسپ میدان مین	آجو تیس برس تک کریں جھگڑا
اَنُش ہمے گُفتاران ھول کھڑو بیتھا	رند لاشار جنگ کھڑو بیتھا
اسی بات پر شور باجوش اُٹھا	رند لاشاری کا جنگ شروع ہوا

• اس نظم سے یہ مطلب پایا جاتا ہے کہ رند کیچ مکران سے اور لاشاری بھنبور سے اس ملک میں داخل ہوئے تھے۔ رند کا سردار شہک اور لاشاری کا سردار گُہرام تھا۔ دونو نے ہم صلاح ہوکر ملک کچھی اور سیوی پر قبضہ کیا تھا۔ کچھ مدت تک اتفاق سے رہے سردار شہک رند کا بیٹا میر چاکر اور سردار گُہرام لاشاری کا بیٹا رامن دونو نوجوان عمر تھے۔ ایک روز کچھ شرط لگا کر گھوڑ دوڑ کیا۔ رامن لاشاری کی گھوڑی بنام تھل اور ریحان رند برادرزادہ چاکر کی گھوڑی سیاہ مزار دونو مشہور گوبرتھین۔ دونو کو شامل دوڑایا گیا۔ اور کہتے ہیں کہ رامن دعوے کرتا تھا کہ میری گھوڑی پہلے نکلی ہے۔ اور ریحان دعوے کرتا تھا کہ میری گھوڑی پہلے نکلی ہے۔ آخر چند رند لوگون نے گواہی دی کہ ریحان رند کی گھوڑی پہلے نکلی ہے۔ مگر رامن اس گواہی پر راضی نہ ہوا۔ اس رنج سے رامن نے لشکر جمع کرکے اروانہ مسمات گوہر جتنی کو جو زیر پناہ میر چاکر رند کے بیٹھی تھی۔ غارت کیا۔ اس پر فیمابین رند اور لاشاری کے تنازعہ شروع ہوا۔ تیس سال تک لڑائی ہوتی رہی۔ آخرالامر رند غالب آئے لاشاری شکست کھاکر متفرق ہو گئے۔ چنانچہ کچھ حصہ قوم لاشاری کا شامل تمن گورچانی ڈیرہ غازیخان کی سرحد پر اور متصل ضلع ڈیرہ اسمٰعیلخان مین موجود ہے۔ کچھ حصہ لاشاری کا گاجان مین ماتحت سردار جھالاوان بروہی پایا جاتا ہے۔ کچھ ملک سندھ۔ گجرات کاٹھیاوار مین موجود ہے اس دن سے لاشاری کا زور جاتا رہا۔ باقی رند اس ملک مین رہے۔ بعد شہک کے میر چاکر سردار رند کا ہوا۔ میر چاکر کا نام بلوچون مین بہت مشہور ہے۔ اُس کے زمانے کے

چند شعر بلوچی زبان مین بنے ہوئے ہین - سیوی مین جو پُرانا قلعہ موجود ہے - ایسا کہا جاتا ہے کہ یہ قلعہ بھی میر چاکر کے وقت مین بنایا گیا تھا - کوہستان مری مین ایک جگہ چاکر تھنک مشہور ہے اور ایک پہاڑ کے اوپر کہا جاتا ہے کہ چاکر کا زرہ پوش پڑا ہوا ہے یہ پہاڑ نہایت بلند اور کوئی رستہ اُس کے اوپر جانے کا نہیں ہے - کوہستانی - بلوچی - مری - بگٹی ایسا یقین کرتے ہین کہ چاکر صاحب کرامات تھا اور کرامات کے زور سے اس پہاڑ پر آمدرفت کر سکتا تھا - اور بھی بہت قصّے ان لوگوں مین ایسے ہین جن سے وہ لوگ میر چاکر کو ولی سمجھتے ہین - سال ۱۵۴۰ع مین جب ہمایون بادشاہ تخت نشینِ خراسان ہو کر ہندوستان پر حملہ آور ہؤا - فوج اس کی راستے بولان سے بجانب ہندوستان گزری - تب بادشاہ موصوف میر چاکر سردار بلوچی کو معہ لشکر بلوچی کے ہمراہ لشکر خود ہندوستان کی طرف لے گیا - چنانچہ حملۂ دہلی مین میر چاکر معہ لشکر بلوچی کے لشکر ہمایون کے ساتھ شامل تھا - بعد تسخیر ملک ہندوستان کے ہمایون نے میر چاکر کو علاقہ ستگڑھ[1] ضلع منٹگمری پنجاب مین بطور جاگیر کے دیا - کہ میر چاکر وہان گزران کرتا رہا - اور اسی جگہ فوت ہؤا - چنانچہ مقبرہ میر چاکر بطور نشان کے وہان موجود ہے - اور کسی قدر بلوچ لوگ بھی وہان رہتے ہین - لیکن ہمیشہ کثرت کو غلبہ ہؤا کرتا ہے - بلوچ لوگ تھوڑے تھے اور دوسرے پنجابی لوگ بہت زیادہ تھے - اس واسطے اُن کی حالت اب ایسی ہو گئی ہے کہ دوسرے پنجابی لوگون مین اور اُن مین بول چال اور پوشاک خوراک کا کم امتیاز ہو سکتا ہے - بعد چلے جانے میر چاکر کے اکثر فرقہ جات بلوچی نے علاقہ کچھے و قلات سے بطرف سندھ اور ڈیرہ جات کے رُخ کیا - چنانچہ اکثر اضلاع سندھ اور ڈیرہ جات بلکہ آنزوے دریا ریاست میر صاحب ٹالپور و علاقہ ریاست بہاولپور اور مظفر گڑھ وغیرہ مین بلوچ لوگ آباد پائے جاتے ہین ٭

جبکہ اقوام رند و لاشاری کلات سے بطرف کچھے اور سیوی کے اُتری تھین -

---

[1] ستگڑھ (ست گھرہ) ہندی لفظ ہے اس کے معنی سات خانہ کے ہین - چونکہ میر چاکر کے پانچ پسران حسب ذیل تھے - میر شہداد - میر اللہ داد - میر داد - میر باگر خان - میر نوح - پانچ خانہ اُن کے واسطے - ایک آپنے واسطے ایک واسطے بی بی بانڑی ہمشیرہ خود کے جو بمعہ حد کے خاوند خود ہمراہ میر چاکر گئی تھی طیار کیئے - اس واسطے گاؤن کا نام ست گرہ مشہور ہو گیا جو اب تک مشہور چلا آتا ہے ٭

میر مندو کو حاکم قلات کا مقرر کر کے ملک قلات کا اُس کے سپرد کر آئے تھے۔ اُس کی نسبت جو حالت گزری کتاب اخوند محمدؐ صدیق مین اس طرح درج ہے :۔

"بروقت قتل مسمی عمر میروانی پسرش خورد بود۔ و اسم او بجار بود بجار را والدہ اش نبرداشتہ بملک مستونگ رفت۔ و از قوم خواجہ خیل ہا والدۂ بجار عروسی کرد۔ چون بجار کلان شد ہوائے سیالداری در سرش اُفتاد۔ اجازت رفتن خواست۔ چونکہ خواجہ خیل ہا کمزور بودند۔ و طاقت استعانت او نداشتند۔ رخصت دادند۔ یک اسب و سلاح و چیزے مبلغ نقد بہ بجار دادند۔ مشارٌ الیہ بعزم سیالداری در مکانِ منگوچر درآمد۔ آب داران کہ آب مید اشتند ازانہا احوال پُرسیٔ مندو حاکم قلت رانمود کہ مندو چہ میکند۔ آبداران اظہار ساختند کہ مندو حکمرانی قلات میکند۔ و عمر میروانی کشتہ شدہ و دیگر میروانی تمام خراب و دربدر شدہ اند۔ و پسر عمر بجار نام در مستونگ از خواجہ خیل ہا پارۂ نان گرفتہ میخورد۔ پس پسر عمر میگوید بجار منم و بر جستجوئے خونِ پدرِ خود و سیالداریٔ خود میگردم۔ آبداران بہ بجار گفتند کہ دریں ملک تمام بلوچ اند۔ اسم خود را ظاہر مگردان کہ ترا خواہند گُشت۔ پس بہ آبداران گفت مصلحت چیست ایشان بہ بجار گفتند کہ پسران سیاہیٔ و خود او در کنارۂ قلات در ملک چھپر مے نشینند۔ و سیاہیٔ پسر رئیس است و ازین جہت او را رئیسانی مے نامند۔ تو بجار نزد او شان رفتہ مصلحت کارِ خود را دریافت بکن۔ بجار برابر رو بطرف خیل سیاہی میکند۔ چون نزد سیاہی میرسد اظہار مے نماید کہ من پسر عمر میروانی میباشم۔ و اسم من بجار است۔ بہ طرف شما ازین باعث آمدم کہ ننگِ من بجار کردہ کلات را بمن گرفتہ بدہید۔ سیاہی بہ پاسخ بجار گفت کہ مقدمۂ سیالداری با حاکم کلات از دست من نمے شود۔ ترا نیز از خانۂ خود جواب نمید ہم۔ و بہ قلات ہم لشکر فراہم کردہ با تو نمے آیم۔ ہرگاہ حاکم قلات لشکر فراہم کردہ برائے گرفتن و کُشتن تو بجار آمد۔ بعد ازان سر مید ہم۔ و تُرا بکُشتن نمید ہم۔ بعد ازآں از خود بخود بجار و سیاہی و پسران او بطور پوشیدہ با ہم قرار دادہ لشکر برداشتہ گلۂ شتران مندو را از ملک منگوچر زدہ مے آرند۔ در اثنائے راہ لشکر مندوانیان در عقب شان میرسد۔ و جنگ واقع میگردد۔ و لشکر مندو چند نفر از خود مقتول کنانیدہ دیگر لشکر شان ہزیمت میخورد۔ و چہار اسب از طرف پسران سیاہی کُشتہ مے شوند۔ و سیاہی برائے اسبان خود بسیار افسوس میکند۔ و خود بہ پسران خود میگوید کہ بلکہ یک نفر از شما نیز ہمراہ اسبان کُشتہ مے شد۔ و بجار

چند شعر بلوچی زبان مین بنے ہوئے ہین۔ سیوی مین جو پُرانا قلعہ موجود ہے۔ ایسا کہا جاتا ہے کہ یہ قلعہ بھی میر چاکر کے وقت مین بنایا گیا تھا۔ کوہستان مری مین ایک جگہ چاکر تھنک مشہور ہے اور ایک پہاڑ کے اوپر کہا جاتا ہے کہ چاکر کا زرہ پوش پڑا ہوا ہے یہ پہاڑ نہایت بلند اور کوئی رستہ اُس کے اوپر جانے کا نہیں ہے۔ کوہستانی۔ بلوچی۔ مری۔ بگٹی ایسا یقین کرتے ہین کہ چاکر صاحب کرامات تھا اور کرامات کے زور سے اس پہاڑ پر آمد رفت کر سکتا تھا۔ اَور بھی بہت قصّے ان لوگوں مین ایسے ہین جن سے وہ لوگ میر چاکر کو ولی سمجھتے ہین۔ سال ۱۵۴۰ء مین جب ہمایون بادشاہ تخت نشین خراسان ہوکر ہندوستان پر حملہ آور ہؤا۔ فوج اس کی راستے بولان سے بجانب ہندوستان گزری۔ تب بادشاہ موصوف میر چاکر سردار بلوچی کو بمعہ لشکر بلوچی کے ہمراہ لشکر خود ہندوستان کی طرف لے گیا۔ چنانچہ حملۂ دہلی مین میر چاکر بمعہ لشکر بلوچی کے لشکر ہمایون کے ساتھ شامل تھا۔ بعد تسخیر ملک ہندوستان کے ہمایون نے میر چاکر کو علاقہ ستگرڑہ[1] ضلع منٹگمری پنجاب مین بطور جاگیر کے دیا۔ کہ میر چاکر وہان گزران کرتا رہا۔ اور اسی جگہ فوت ہؤا۔ چنانچہ مقبرہ میر چاکر بطور نشان کے وہان موجود ہے۔ اور کسی قدر بلوچ لوگ بھی وہان رہتے ہین۔ لیکن ہمیشہ کثرت کو غلبہ ہؤا کرتا ہے۔ بلوچ لوگ تھوڑے تھے اور دوسرے پنجابی لوگ بہت زیادہ تھے۔ اس واسطے اُن کی حالت اب ایسی ہوگئی ہے کہ دوسرے پنجابی لوگون مین اور اُن مین بول چال اور پوشاک خوراک کا کم امتیاز ہو سکتا ہے۔ بعد چلے جانے میر چاکر کے اکثر فرقہ جات بلوچی نے علاقہ کچھے و قلات سے بطرف سندھ اور ڈیرہ جات کے رُخ کیا۔ چنانچہ اکثر اضلاع سندھ اور ڈیرہ جات بلکہ آنزوے دریا ریاست میر صاحب ٹالپور و علاقہ ریاست بہاولپور اور مظفر گڑھ وغیرہ مین بلوچ لوگ آباد پائے جاتے ہین ٭

جبکہ اقوام رند و لاشاری کلات سے بطرف کچھے اور سیوی کے اُتری تھین۔

---

[1] ستگرڑہ (ست گھرہ) ہندی لفظ ہے اس کے معنی سات خانہ کے ہین۔ چونکہ میر چاکر کے پانچ پسران حسب ذیل تھے۔ میر شہداد۔ میر اللہ داد۔ میر واد۔ میر باگر خان۔ میر نوح۔ پانچ خانہ اُن کے واسطے۔ ایک اپنے واسطے ایک واسطے بی بی بانڑی ہمشیرہ خود کے جو بمعہ حد تک خاوند خود ہمراہ میر چاکر گئی تھی طیار کیئے۔ اس واسطے گاؤن کا نام ست گرہ مشہور ہوگیا جو اب تک مشہور چلا آتا ہے ٭

میر مندو کو حاکم قلات کا مقرر کر کے ملک قلات کا اُس کے سپرد کر آئے تھے۔ اُس کی نسبت جو حالت گزری کتاب اخوند محمد صدیق مین اس طرح درج ہے :-

"بروقت قتل مسمی عمر میروانی پسرش خورد بود۔ و اسم او بجار بود بجار را والدہ اش بر داشتہ بملک مستونگ رفت۔ و از قوم خواجہ خیل ہا والدۂ بجار عروسی کرد۔ چون بجار کلان شد ہوائے سیالداری در سرش اُفتاد۔ اجازت رفتن خواست۔ چونکہ خواجہ خیل ہا کمزور بودند۔ و طاقت استعانت او نداشتند۔ رخصت دادند۔ یک اسب و سلاح و چیزے مبلغ نقد بہ بجار دادند۔ مشارٌالیہ بعزم سیالداری در مکانِ منگوچر در آمد۔ آبداران کہ آب میداشتند از انہا احوال پُرسے مندو حاکم قلت را نمود کہ مندو چہ میکند۔ آبداران اظہار ساختند کہ مندو حکمرانی قلات میکند۔ و عمر میروانی کشتہ شدہ و دیگر میروانی تمام خراب و دربدر شدہ اند۔ و پسر عمر بجار نام در مستونگ از خواجہ خیل ہا پارۂ نان گرفتہ میخورد۔ پس پسر عمر میگوید بجار منم و بر جستجوئے خونِ پدرِ خود و سیالداری خود میگردم۔ آبداران بہ بجار گفتند کہ درین ملک تمام بلوچ اند۔ اسم خود را ظاہر نگردان کہ ترا خواہند کُشت۔ پس بہ آبداران گفت مصلحت چیست ایشان بہ بجار گفتند کہ پسران سیاہی و خود او در کنارۂ قلات در ملک چھپر مے نشینند۔ و سیاہی پسر رئیس است و ازین جہت اور ارئیسانی مے نامند۔ تو بجار نزد او شان رفتہ مصلحت کارِ خود را دریافت بکن۔ بجار برابر رو بطرف خیل سیاہی میکند۔ چون نزد سیاہی میرسد اظہار مے نماید کہ من پسر عمر میروانی میباشم۔ و اسم من بجار است۔ بہ طرف شما ازین باعث آمدم کہ تنگِ من بجار کردہ کلات رامن گرفتہ بدہید۔ سیاہی بہ پاسخ بجار گفت کہ مقدمۂ سیالداری با حاکم کلات از دست من نمے شود۔ ترا نیز از خانۂ خود جواب نمیدہم۔ و بہ قلات ہم لشکر فراہم کردہ باتو نمے آیم۔ ہرگاہ حاکم قلات لشکر فراہم کردہ برائے گرفتن و کُشتنِ تو بجار آمد۔ بعد ازان سر میدہم۔ و ترا بکشتن نمیدہم۔ بعد ازآن از خود بخود بجار و سیاہی و پسران او بطور پوشیدہ باہم قرار دادہ لشکر برداشتہ گلۂ شتران مندو را از ملک منگوچر زدہ مے آرند۔ در اثنائے راہ لشکر مندوانیان در عقب شان میرسد۔ و جنگ واقع میگردد۔ و لشکر مندو چند نفر از خود مقتول کنانیدہ دیگر لشکر شان ہزیمت میخورد۔ و چہار اسب از طرف پسران سیاہی کشتہ مے شوند۔ و سیاہی برائے اسبان خود بسیار افسوس میکند۔ و خود بہ پسران خود میگوید کہ بلکہ یک نفر از شما نیز ہمراہ اسبان کشتہ مے شد۔ و بجار

به سیاہی میگوید کہ اگر حق تعالےٰ کلات را بمن بجار داد۔ انشاءاللہ تعالےٰ عوض اسپان شما بشما دادہ خواہد شد۔ پس دیگر اقوام براہوئے کہ درکوہ ہائے متفرق شدہ بودند۔ ہمراہ میر بجار وسیاہی نام رئیسانی جمع شدند۔ واقوام بلوچان ہمراہ مندو جمع شدہ بودند۔ بجار و سیاہی بہ تجمل خود بعزم جنگ رو بکلات نہادند۔ مابین شان بیرون شہر جنگ واقع شد۔ لشکر بلوچان ہزیمت خوردہ مندو مقتول گردید۔ چنانچہ قبر مندو بیرون دروازۂ قلات کہ اورا دروازۂ مستنگ مے نامند۔ موجود است۔ بعد ازان بجار لے ملک سوراب و وڈ بلوچان را مقتول کنان رفتہ و قوم مینگلان را در ملک وڈ نشاند۔ و در وڈ یک قطعہ الیست کہ آنرا دنتھرو میگویند۔ بہ رئیسانیان داد کہ اقوام مذکور کہ آنہارا سیاہی زئی میگویند۔ تاحال ملک دنتھرو را بدست خود دارند۔ و در حدود کلات چہار شبانہ آب بمعہ زمین در جوئے دودران عوض چہار اسپان پسران سیاہی رئیسانی داد۔ بمعہ زمین خشکابۂ چھپر نیز باو داد کہ خشکابہ چھپر والہ را تمام بدست خود دارند۔ واز آب جوئے دودران اند کے بومندو حاکم قلات خسر میر چاکر سردار رندان بود۔ و اولاد مندو را مندوانی میگویند" +

بباعث چلے جانے میر چاکر سردار رندان بمعہ لشکر بلوچی ہمراہ ہمایون بادشاہ بطرف دہلی اور نکل جانے قبضہ کلات از دست مندو رند اقوام رند اور بھی کمزور ہوگئیں اور جو آپس مین اتفاق تھا وہ بھی ٹوٹ گیا۔ کوئی ایسا سردار نہ رہا جو بمثل میر چاکر کے کل رندستان کو ایک دستے مین رکھ سکے۔ بمثل لاشاری کے۔ قوم رند اور دیگر قومین جو ان کے ساتھ شامل تھین۔ علیحدہ علیحدہ ہوکر جہان جس کسی کو اچھا موقع اپنی معاش اور رہایش کا معلوم ہؤا وہان سکونت اختیار کی اور اقوام رند و لاشاری متفرق ہوکر چند تمنات مین تقسیم ہوگئے۔ اور ہر ایک تمن کا علیحدہ علیحدہ تمندار یا سردار کہلانے لگا۔ ہر ایک قوم کی بابت جو کچھ حال مجھ کو معلوم ہوسکا ہے تفصیل وار نیچے لکھونگا +

جو اقوام بلوچ بلوچستان مین رہ گئین اُنہون نے تابعداری خان کلات جو از خاندان بروہی احمدزئی سے ہے اختیار کرلی۔ بلکہ بعضون نے اپنا نام بلوچی چھوڑ کر بروہی اختیار کرلیا۔ چنانچہ بنگل زئی جو فے الحال بروہی کہلاتے ہین دراصل یہ لوگ بلوچ فرقہ رند سے ہے +

اگرچہ بروہی بھی ایک قسم کے بلوچ ہین۔ مگر بروہی اور بلوچ مین باوجودیکہ قریب تین ۳۰۰ سو سال کے ہوئے ہین کہ ایک ہی ملک بلوچستان مین دونو فرقے شامل رہتے ہین -

بند قوم بروہی کو قوم بلوچ پر ایک گونہ فوقیت ہے۔ تو بھی دونو قومون کے رواج اور راہ و رسم مین بڑا تفاوت ہے۔ قوم بروہی کی زبان علٰحدہ اور بلوچون کی علٰحدہ ہے۔ اگرچہ بموجب قربت دونو فرقے کسی قدر ایک دوسرے کی زبان کو جانتے ہین تاہم بول چال مین بہت تفاوت ہے ٭

بروہی دوسری قوم مین ناطہ نسبت دختران خود کرنے سے کچھ عار نہین کرتے۔ حالانکہ بلوچ اسکو بہت عار سمجھتے ہین۔ بروہی صاحب مویشی اور روغن و شیر بیچنے کو کچھ عیب نہین سمجھتے۔ بلوچون مین یہ کام معیوب خیال کیا جاتا ہے۔ دونو قومون کی پوشاک مین بھی فرق پایا جاتا ہے جو بلوچ قومین مثلاً مری۔ بگٹی و مزاری وغیرہ اقوام بروہی سے کسی قدر الگ رہی ہیں۔ ان کی پوشاک وہی پرانی وضع بلوچی کی ہی (چنانچہ کُرتہ بمثل حلبی جُبّہ کے) دیکھی جاتی ہے۔ بروہی لوگ صرف ایک دراز چولا یا پیراہن پہنتے ہین۔ کُرتہ نہین رکھتے۔ عورتین بلوچون کی بھی بجاے پیراہن کے گھگھہ جو از نمونہ گون کے ہے۔ پہنتی ہین۔ جو یہ بھی قدیمی رواج حلب کا تھا۔ اُس سے پایا جاتا ہے کہ بلوچ اور بروہی قدیم الایام سے جُدا جُدا فرقے تھے۔ اگرچہ قریب تر رہنے سے کچھ رواج بروہی کا بلوچون مین اور بلوچون کا بروہیون مین داخل ہوگیا ہے تاہم جو کوئی شخص اُن کی تواریخ اور حالت سے واقف ہو۔ فوراً دیکھنے سے پہچان سکتا ہے کہ بروہی ہے یا بلوچ ہے ٭

اب تک بھی بہت بروہی ایسے ملتے ہین جو بلوچی زبان نہین جانتے۔ اور اسی طرح بہت بلوچ ایسے ہین۔ جو بروہی زبان نہین جانتے۔ صرف تھوڑے جو ایک دوسرے کے نزدیک رہتے ہیں۔ ایک دوسرے کی زبان کو جانتے ہین۔ میرے خیال مین بلوچ بہ نسبت بروہی کے کسی قدر رحمدل اور راست رو ہین۔ اگرچہ فی الحال قریباً تمام بلوچون کا مذہب سُنّی ہے مگر کچھ شک نہین کہ ابتدا مین ان کا مذہب شیعہ تھا۔ چنانچہ ان کی قدیمی نظم سے جو ہم نے اوپر لکھی ہے پایا جاتا ہے جیسا کہ وہ لوگ خود تسلیم کرتے ہین۔ وہ لوگ مرید حضرت علیؑ کے ہین۔ شیعہ اور سُنّی مین بڑا فرق یہ ہے کہ سُنّی تو پیغمبر صاحب کے چہار یارون کو یعنی حضرت ابوبکر (صدیق) حضرت عمر (فاروق) حضرت عثمان (غنی)، حضرت علی (وصی)، کو یکسان قابل عزت مانتے ہین۔ لیکن اہل شیعہ

حضرت علیؑ کو منجملہ چارون کے بڑا اور بباعث رشتہ داری ہمراہ پیغمبر صاحب کے زیادہ معزز خیال کرتے ہین۔ اپنی نظم مین سب سے پہلے نام حضرت علیؑ کا لانا اور اسی کا مرید کہلانا یہ ایک دلیل اُن کے پہلے شیعہ ہونے کی ہے اور بھی جہان تک زبان بلوچی مین نظم یا نثر مین قصے سُنے گئے ہین اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ بلوچ حضرت علی کے بڑے معتقد تھے +

آج سے قریباً ایک سو سال پہلے بلوچون کے شیعہ ہونے کے ثبوت مل سکتے تھے لیکن اب قریباً معدوم ہین۔ کیونکہ وہ اب پکے سُنّی بن گئے ہین۔ بلکہ اب شیعہ کے نام سے نفرت کرتے ہین۔ بلوچون مین چند خصائل موروثی چلے آتے ہین۔ اوّل بہادری چنانچہ اکثر بلوچی نظمون اور قصون مین دیکھا گیا ہے کہ اُنہون نے ایک دوسرے کے ساتھ خوب دلیری اور ثابت قدمی سے لڑائیان کین۔ دوئم مہمان نوازی اب تک جو شخص اُن کے گھرون مین جاوے اہل خانہ کتنا ہی غریب کیون نہ ہو ضرور اُس مسافر کی مہمانداری کریگا۔ سوئم راست روی +

پچھلی تواریخ۔ نظم اور قصص بلوچی سے صاف پایا جاتا ہے کہ بلوچون مین جب تک جنگ وجدل جاری رہے۔ ایک دوسرے سے لڑتے رہے۔ لیکن جب صلح اور انجام ہوگیا۔ پھر خلاف ورزی نہین کرتے تھے۔ بلکہ جو عہد اور اقرار ہوگیا۔ اُس کی پوری پوری پابندی کرتے تھے۔ کم دیکھا گیا ہے کہ بلوچون نے دغابازی سے کسی کی جان لی ہو۔ یا بدعہدی کی ہو۔ بلکہ عہد و پیمان کے برخلاف عمل کرنا سخت عیب سمجھتے تھے۔ زمانہء حال مین شاید بعضون کی عادتین بدل گئی ہین۔ مگر تاہم اب تک بلوچون میں بہ نسبت افغانون کے پابندی اقرار اور عہد و پیمان کا بڑا خیال پایا جاتا ہے۔ چہارم صلح کل یعنی بے تعصب۔ جہان تک دیکھا گیا ہے۔ اُن کا عقیدہ ہر ایک مذہب والے کے ساتھ صلح کل کی پالیسی پر چلنے کا رہا ہے۔ چنانچہ بہت حصہ بلوچون کا اب تک علاقہ ایران مین سکونت رکھتا ہے اور ماتحت شاہ ایران کے ہے۔ باوجودیکہ شاہ ایران شیعہ ہے۔ بلوچ لوگ کبھی اُس کے برخلاف نہین ہوئے۔ نہ کچھ مذہبی کدورت رکھتے ہین۔ جب سے وہ لوگ اس ملک بلوچستان پر قابض ہوئے ہندو اکثر اُن کے ماتحت و رعیت ہوئے۔

مگر باوجودیکہ ہندو ملک بلوچستان مین نہایت کمزور حالت مین تھے - بلوچون نے کبھی اُن کے مذہب مین دست اندازی نہین کی - نہ اُن کے ساتھ کچھ تعصب کیا ہے بلکہ اب تک جو ہندو لوگ علاقہ کلات یا کوہستان مری وبگٹی وجہالاون وسراوان بروہی مین رہتے ہین - اپنی رسومات کھلے طور پر کرتے ہین - بلوچ لوگ اُن کی مذہبی رسومات مین ہرگز دست اندازی نہیں کرتے - نہ اُن کے ساتھ کسی طرح تعصب کرتے ہین - پچاس سال آج سے پہلے کچھ حصہ بلوچون کا اضلاع ڈیرہ اسمٰعیل خان اور ڈیرہ غازی خان کی طرف ماتحت سکھ گورنمنٹ کے تھا - اچھی طرح صلاحیت سے چلتے رہے - اور جب سے سرکار برطانیہ کا پنجاب یا بلوچستان مین قبضہ ہؤا - خصوص مشہور منتظم بلوچستان سر رابرٹ سنڈیمن صاحب کے ساتھ بلوچون نے ایسی خوش خلقی اور بے تعصبی سے برتاؤ کیا کہ کئی دفعہ صاحب ممدوح اکیلے بلوچون کے ساتھ کوہستان مری اور بگٹی مین پھرتے رہے - بلوچ لوگ اُن سے ایسی محبت رکھتے تھے کہ چند شعر بلوچی زبان مین اُن کی شجاعت اور سخاوت کی بابت تصنیف کی اور اُن کی بے وقت موت پر ایسا سخت افسوس کیا - جیسا کہ کسی زمانے مین میر نصیر خان والئے کلات کے فوت ہونے پر بلوچون اور بروہیوں کو ہؤا تھا - منجملہ اُن شعرون کے جو بلوچون نے سر رابرٹ سنڈیمن صاحب کی تعریف مین تصنیف کئے ہین ایک شعر نمونے کے واسطے ذیل مین درج کرتا ہون :-

شعر بلوچی در تعریف سر رابرٹ سنڈیمن صاحب بہادر

ھُدائیٔ قصّو کاران	گشتان شعر دل وجانی
اللہ کا حکم ایسا تھا	کہتا ہون شعر دل کی خوشی سے
سِنمِن تُرک اخورنی	نوان حاکم ھوّیے وقتا
سنڈیمن صاحب بڑا قابل حاکم تھا	فی زمانہ اُس کا ہمسر حاکم نہین ہوگا
ھو سِنمِن تھئی بختا	تھئی ناموز چیو ذھارین
اے سنڈیمن صاحب! تم بڑے بخت والے ہو	تمہارا نام چارون طرف مشہور ہے

بُرڑ زہ دیِ کابل قندھارین شمال کی طرف کابل قندھار تک	جھلادی باغین ھندوستانین دوسری طرف آباد ملک ہندوستان تک
آن گڈُّ دا دلی و کلکتہ اُس طرف دلّی اور کلکتہ تک	رزق رغامین وتھی دستہ تم اپنے ہاتھ سے زرق کی بارش کرتے ہو
دھی سبزان دَھوِی وقتا ملک آباد ہے اس وقت تک	جہان رنگ داتھ تھئی بختنا جہان کو رنگ چڑھ گیا ہے تمہارے بخت سے
تھئی صفتین دنے وقتا تمہاری تعریف مین اس وقت تک	نہ بیوڑان حاکم مئی گبرا نہین آتا ہے ایسا حاکم ہماری یاد مین
رغام نوذی تھئو گوارین کس طرف اور کیسا تم بارش کرتا ہی ملک مین	شتُو گوار تھین مہ سیوی آ تم چلا گیا ہے اور بہت بارش کیا ہی سیوی مین
دیمی سرمہ کوٹے آ وہان سے کوئٹہ جاکر بارش کیا ہے	دل وجانی مہ بلوچستانان دل اور جان سے بلوچستان مین بارش کیا ہے
کہ نہ دِیتھا صاحبے مُدکا تمہارے جیسا حاکم بلوچستان نے نہین دیکھا	گوار تھ گو طالع وبختا بارش کیا تم نے بخت والے پر
کہ ھؤسِمن تھئی لھران سنڈیمن صاحب تمہاری موج ایسی ہے	چھوکہ سمندر اُوچھالان جیسا کہ سمندر مین پانی اُچھلتا ہے
شاعرشي شعربران گو دیوانا شاعر گیا یہ شعر لیکر دیوان کے پاس	بہ اشکھون دُر گہان نختنا اور کہا اے اچھے آدمی کرسی نشین ہو کرسن

تھئی بختین دی ھر وقتا	دئی دی شاعرالو نگی
تمہارا بخت ہر وقت بلند ہے	تم شاعر کو لونگی دیو
تھو نندی وتھی تختا	خدا بخشی ھوی وقتا
تم بیٹھو اپنے تخت پر	خدا تم کو نصیب کرے یہ اچھا وقت

کسی زمانے مین ایک ظریف نے بلوچ کے لفظ کے معنی بلوچون کے چال چلن پر اس طرح لگائے تھے - بلوچ کے لفظ مین حروف (ب - ل - و - چ) شامل ہین - ب (بہادر)، ل (لالچی) و (ویری) یعنی دشمنی کو یاد رکھنے والے اور انتقام لینے والے - چ (چور) - مگر اب بباعث تہذیب زمانۂ حال کے بلوچ لوگ مہذب بن گئے ہین -
بلوچون کی زبان اگرچہ فارسی سے بہت ملتی ہے مگر دراصل فارسی سے جُدا ہے - اس زبان کا کبھی رواج نوشت و خواند مثل فارسی نہین پایا جاتا - نہ کوئی کتاب پُرانے زمانے کی زبان بلوچی مین ملتی ہے - نہ کوئی خاص حروف ابجد بلوچی مین نوشت وخواند کے واسطے پائے جاتے ہین - مگر بلوچی مین بہت شعر اور تمثیلین بزبان مروج پائی جاتی ہین جو متقدمین نے بطور نصیحت یا تعلیم اخلاقی و مدنی کے بلوچی زبان مین کہی ہین اور اب تک لوگون مین یاد چلی آتی ہین - اور عوام آپس مین اکثر موقعوں گفتگو مین بطور نظیر یا استدلال استعمال کرتے ہین - اور یہ نصیحتین اور مثالین جو بلوچی زبان مین نظم مین متقدمین کہہ گئے ہین - بہت عمدہ مفید اور کار آمد معلوم ہوتے ہین اور جو بلوچ اُن کو جانتا ہے - وہ بہت ہوشیار اور تجربہ کار سمجھا جاتا ہے - چند اس قسم کی نصیحتین ذیل مین بطور نمونہ درج کرتا ہون :-

بلوچی تمثیلین

بخیلین صاحبان کس نہ ستی جوان — اود اکہ صاحب انصاف کھننت پازین گناھان معاف کھننت

بخیل حاکم کی کوئی شخص تعریف نہین کرتا — منصف حاکم نرمی کے ساتھ عدالت کرتا ہے

اوداکہ صبا زور کہنان بے گوشبتنا شور کہنان ـــ اغ تھاشی تا کھاری دپھشی

جب حاکم کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو دوسرے کسی کے کہے بغیر زور کرتا ہے ـــ اگر دوڑے گا تو لاوے گا اور پکاوے گا

اغ وپسی تا ڈغار تپسی ـــ نشتغا اوغات نہ بی کسّی

اگر سوئے گا تو زمین تیرے نیچے گرم ہوجاویگی ـــ بیٹھے رہنے سے معاش نہین ہوسکتی

بیگاہ جھیڑ تھی جن و وسّی ـــ آن مڑکہ کہنان بوکٹھان روشانہ پریشان وھاوان

شام کو عورت اور خوشدامن جھگڑہ کرتی ہے ـــ جو شخص دوسرن کو پناہ دیتا ہے وہ دن مین آرام نہین پاسکتا

نہ گلگلہ نہ شور کہنے نہ غریبان زور کہنے ـــ گو گاووارڑی نہ ملبی دوست آن باگاہ پر بیگاہ پوست آن

لڑائی مت کرو اور غریبون پر ستم مت کرو ـــ شلغم خور میرا دوست نہین وہ دن کو موٹا ہوجاتا ہے اور شام کو لاغر

بلوچون مین زمانہ قدیم سے ایک بڑا عمدہ رواج چلا آیا ہے کہ جو لوگ لڑائی مین بہادری کے ساتھ جان دیتے یا ثابت قدم ہوکر لڑائی کرتے تھے - اُن کی بابت بلوچی زبان مین بڑی تعریف کے ساتھ شعر بنائے جاتے تھے جو پشتہا تک گائے جاتے ہین اور بہادرون کا نام بہت عزت کے ساتھ یاد رکھتے ہیں جس کے سُننے سے دوسرے لوگون کو بڑی دلیری ہوتی ہے - اسی طرح جو لوگ لڑائی مین پس پا ہوتے ہین یعنی بھاگ جاتے ہیں اُن کی بابت بھی بہت مذمت اور لعنت ملامت کی جاتی ہے - یہ نظمین معتبر بلوچون کی تصنیف شدہ ہین - بلوچ خود بھی اس کو گاتے ہین اور اُسے ڈوم بھی ساز کے ساتھ گایا کرتے ہین جن کو بلوچ انعام واکرام دیتے ہین - اس قسم کی ایک دو نظمین نمونے کے واسطے بزبان بلوچی ذیل مین درج کرتا ہون :-

شعر بلوچی

وژ گوشین لوری، ہبار وتھی پھلین پہر پہغا   گہ صباحیا گوار منا بالا رابدار

اے ہوشیار ڈوم لے آؤ اپنا عمدہ پہر پہنع لکڑی کا تنبورا   بڑی فجر کو پاس میرے آکر رکھو

اڙهئي ڪارن شور نو سچائي خدا تمہارے کامون سے شکر ہے اے سچا خدا	اڙهئي ڪاران ڏيٺهه غون حيران متهغان تمہارے کاموں کو دیکھکر مین حیران ہون اور تھک گیا ہون
ڪهئي ذست پهڙس مه ٿهئي ڪارگونڌ ران کون ہاتھ ڈالیگا تمہارے عجائب کامون مین	بنده بي هوشين مه نيستني هيچ ڪستي گمان آدمی پورا عقل نہین رکھتا واسطے سمجھنے اُن کامون کے
اي جهان وشين په دنيا ميلغان یہ جہان خوش ہے دولت جمع کرتے مین	اي جهان ڪوڙين بجازي دڪهرين یہ جہان جھوٹا ہے اور جھوٹے جھوٹے سودے رکھتا ہے
هم چار چنڌان سنگ پهولادي ٽڪرين چارون طرف پتھر اور فولاد کے پہاڑ ہیں	پهلوين روشان مل ڪهيد کهئي دي مه سرا دن (عمر) گزرنے پر ملک الموت آتا ہے سر پر
باڙ ملو ڪاني اڙ رختغين ڪٿهاين سرا لے جاتا ہے بادشاہون کو رنگین چارپایون کے اوپر سے	ٺنگوين بچه پهنگوين براتهان مجلسا طلائی (خوبصورت) بچون اور لائق بھائیون کو مجلس سے
بستغا بور کهو شتهتهي مه تبنيلوا باندھے ہوئے گھوڑے رہ جاتے ہین اصطبل مین	اغ نصيبي گو وٿه زيري بو چهانا اگر نصیب ہے تو اپنے ساتھ ایک کفن لے جاتا ہے
هے فناهان گواهي په دروغا داٿهغان ہے فنا اُنکے واسطے جنہون نے جھوٹی گواہی دی ہے	چهمان ڪهور بنته اڙ زوانان گنگ بيتهغان اُن کی آنکھین اندھی ہوگئی ہین اور زبان گنگی
هے فناهان ماشراهان رياڻي ڪهنست فنا اُسکو ہے جو عدالت مین رعایت یا بے انصافی کرین	مار سولا ميٹروا پچهون رونت رسول کے حضور مین کس طرح جاوین گے
هے فناهان داٿه غين ناره جنست فنا اُسکو ہے جو دینے والے کا راستہ روکے	جان بجهيا ٿهپتهغين آسر آشوشغت جان بوجھ کر اپنے تئین آگ مین ڈالتے ہین

نیکی مه ٻڌان دریاهان گارنه ٿيندھ نیکی بہتے ہوئے دریا مین گم نہین ہوتی	قرآني اکران ٿيو غا ظاهر انت اندر قرآن کے سب الفاظ ظاہر ہین
جھو خدا راضي ٿيندھ گو خاکي بندغا جب خدا راضی ہوتا ہے خاکی بندے پر	وته رسول نندي پل سلاتین گٹ وفا آپ رسول بیٹھے گا پلصراط کے مُنہ پر
اُمّتا گوا زين مه وهي آنیک و بد دیتها اپنی اُمت کو گزارے گا نیک اور بدکو	آن مُراد میرین آختہ اژ بُرزئ کوہ سرا میر مُراد اُتر آیا اُونچے پہاڑ سے
آخت غو مهمان بي ٿا گور جلو اوڑا آیا اور جلو کے پاس مہمان ہوا	نیاستہ جلّوا رخت غین کھٹا بن سرا بٹھایا جلو نے اُس کو بسترے والی کھاٹ پر
گه صباحیا آختغون داسبزی کهیلغا علے الصباح وہ گیا سبز کنک کے کھیت پر	ملغي ڈیلا نیتھه اندهوبن بزان خوبصورت جوان کو نہین تھا اندیشہ دشمن سے
خون میهان سر تهع ٹالپور پوترزرن خون میہان یاد آگیا ٹالپور کی اولاد کو	بانگه صُحوی بھیڑ تھا جوڑبن دُژمنان صبح کو سخت گھیرا اُس کو دشمنون نے
آن مُراد کُشتھو لبستی مسکین ماهڑا مراد کو جان سے مارا اور خوشخبری دامن مین باندھ کر لے گئے	تهیغ حیلو برادری تهیو غاگو آنجتیها جلدی جلو نے اپنی برادری کو بُلایا
عیساني رجوري کهاني مه دفتر آ عیسانے اور جو کہانے یکجا جمع ہوئے	خان فتح علی وحاصلان بي ٿنتهه سرا فتح علی خان اور حاصل خان پیشوا ہوئے
لڈ ٹالپور آخت غ گور دولر پُترو ا ٹالپور کوچ کر کے دولانی قوم کے پاس پناہ گیر ہوئے	تهیغ گاهیا برادري تهیو غاگو آنجتیها فوراً گاہی نے اپنی قوم کو جمع کیا

گند عين كهارين ابھ هور ناكهام منان یہ کام خراب ہے مگر لاچار ہون مین	نز نگر لج گيت غان شير پو تروا سامان اُٹھا کر لایا ہے میرے پاس مزدوری
بانگا صُحوي ٹالپور ترنڈ ابرخت غنهھ علے الصباح ٹالپور لشکر نے حملہ کیا	بدرا دميهان بيتھ شوها زهمان ستا بدر اور میہان مارے گئے بہادری سے لڑتے ہوئے
تهيغ بوهراسند هتها شهتاين جذار جلدی بوہر نے سیدھا کیا اپنی بندوق کو	کهپت غا پلّو ديٹھ وی سُهربي تھا ڈغار گر گیا پلو اور زمین خون سے سُرخ ہوگئی
خاوند منّتان مہ منّان صدبرا خدا کا شکر یہ ادا کرتا ہون سو مرتبہ	اڑ رنان دُراها آخت عين خان بادلا میدان جنگ سے سلامت آیا بادل خان
سُهرين بهنبها کهپت غا مسکے مہ رنان بہادر بھنبھ گرا خوشبودار لڑائی مین	وش گوشين لوری زبرمني گالدين درزا اے خوش گفتار قوال اُٹھاؤ میرا سخن درجہ بدرجہ
برگورے سردارا راج رنان شب گورا لے جاؤ پاس سردار کے جو حاکم ہے عرصہ رات مین	ننگرين بهرام باتهي حيراني تھا اے سخی بہرام تم خیریت سے رہو
گو کرم خان باتهي شاها پاکهرا کرم خان کے ساتھ زیر سایہ حضرت شاہ کے	برگور دلدارا دل مجنڈي واڑدگرا لے جاؤ دلدارا کے پاس جس کا دل لغزش نہیں کھاتا ہے
خان حاجيان نشتہ گوبهراتان سرجمع نیز حاجی کے پاس جو بیٹھا ہوگا اپنے بھائی کے پاس	لمّا بدهي مہ نهي دستين دُل درايا جنوبی مُلک کی حکومت تمہارے ہاتھ مین ہے
نوکرا سينگار تھا شهين شيروارين کهنار نوکر نے اسپ مادہ شہین کے بچھڑے پر زین باندھا	دوڑوآن بڑنهي تھا ميرين مِٹھا ے دُرگهان رکاب پر چڑھا میر مٹھا کا پوتا

مہ شوي پاسا آختہ مہ کشمیری دھان
شاباش آیا کشمور کی دہ مین

پیش سرداران بر تھا جلوا شرع
سردار کے آنے سے پہلے جلو اپنی شرع کر چکا تھا

یہ ھڑ خونا یازدہ مڑ وآتھی رانا
ایک خون کے عوض اُس نے گیارہ آدمی مار ڈالے

چاکري نشقین تہیغ جلوا نوخ کھدا
چاکر کے نقش کو جلدی جلو نے تازہ کیا

پھٹ غین رِند انین نہغر پہ سایئن جتھا
اصل رندوں کی میلی چٹائی کو صابون سے دھویا

چھو گوھر ہرّانی سر امیرین چاکرا
جس طرح گوہر جتنی کے ڈاچیون کے واسطے میر چاکر نے لڑائی کی تھی

سمی گوخاني پھدا دودائی لُڈا
جیسا کہ سماہ سمی کے بادہ گاوان کے واسطے دودہ نے لڑائی کی تھی

پہ وتھی نشقہ چھون کھدا گور گیج پتروا
اپنے نقش کے واسطے جیسا کیا تھا گور گیج کے پتھرون نے

گڈ گور گیجا تہیغ جلوا نوخ کھدا
بعد گور گیج کے جلو نے اُس کام کو تازہ کیا

ٹالپور ار تھئی حونین گار گو زرکہان پونزوا
اے ٹالپور اگر تمہارا خون زرکہان کی اولاد پر قرض تھا

زُر تہیں نمین گھلے کھُشتے نین ھڑوي سل لِدا
تم ایک گھل لے جاتا اور اُنکا ایک آدمی جنگل میں مار ڈالتا

نظم بلوچی

شاہ حُسینی چھرۂ روشا
شاہ حسین کے تابوت کے دن

در کھفی باغری اژگیڈا
نکلا ایک بڑا سوسمار پیش کے جھاڑ سے

چھور وان الغار بوختا پہ دیما
بچون نے دوڑنا شروع کیا اُسکے پیچھے

گرُ کھنا نان دا ھتین لوغا
بھاگتا بھاگتا مقدم کے گھر تک

لوغانہ ابیت سموی سالو گھر مین نہیں تھا اُس وقت مالک خانہ	در کہفیت دیمافردم جونین سامنے آئی اُس مالک خانہ کی عورت
بی بڑی گال آختہ هزان شانین بی بی نے سخن بولا بڑی شان والی نے	قبامہی منتین کھدی بازین بہت بڑی منت اُس نے کی
چھوروان باغرا اے مئین شامین اے بچو! سوسمار کو چھوڑو وُہ اس نے میری پناہ لی ہے	ھچو شی منتین نہ بی جتان اُس منت کو بچوں نے نہ مانا
چھوروان باغار کُشت پہ لٹھان بچوں نے سوسمار کو مار ڈالا سوٹے کے ساتھ	جلد کھوریا بھیجتی دھایین عورت نے جلدی خاوند کے پاس بھیجدیا فریاد
تھؤ پہ باعزانہ کہنے کائے اگر تم سوسمار کے بارے مین کچھ نہیں کروگے	ماتھے بھین تھؤ منی بھای مین تمہاری بھین ہون تم میرے بھائی ہو
او عمل ماھین گال میاگوما اے ماہ رو والے سخت کلامی مجھ سے مت کرو	تھو منی کہارین من تہی خوران تو مری عورت ہے اور مین تمہارا خاوند ہون
من پھرا باغرا کہنان چھونان میں سوسمار کے واسطے ایسا کرون گا	ای ڈغار شہمی بیتھ از ھونا یہ زمین آلودہ ہوجاوے گی خون سے
شنگو اشصت شانگورا پنجاہ اس طرف سے ساٹھ اور اس طرف سے پچاس	دُرھہ باغرا بی تھغین یک جا سب سوسمار کے ساتھ یکجا مردہ ہوئے

تفصیل اقوام بلوچی سکناے علاقہ کیچ و پنجگور

نمبر شمار	نام قوم	جاے سکونت	نام سردار	نام معتبران	تخمیناً تعداد نفری اسلحہ بند
۱	رند	مند ۔ تنپ ۔ دشت نگر علاقہ ۔ کیچ مکران	×	ولی محمد ولد میر اشرف دین محمد گرگنڈی مولاداد دین محمد	الـــــ ۱۰۰۰

واضح ہو کہ جب اقوام بلوچی کرمان سے مکران مین آئی تھین ۔ تب سے یہ لوگ بھی وہان آئے اگرچہ میر شہک و میر چاکر و گہرام وغیرہ رند و لاشاری بجانب قلات چلے آئے ۔ مگر یہ حصہ قوم رند کا اس ملک مین رہ گیا ۔ ان کا کوئی ایک سردار یا تمندار مقرر نہین ۔ ہر ایک پہلی یعنی فرقے کا علٰحدہ علٰحدہ معتبر ہے ۔ چونکہ بلوچستان کا کچھ حصہ شاہ ایران کے اور کچھ حصہ خان قلات کے ماتحت ہے ۔ یہ قوم دونو ریاستون کی حد پر رہتی ہے ان لوگون کی معاش بہ نسبت زراعت کاری کے زیادہ تر مال مویشی پر ہے ۔ یہ لوگ چوری اور رہزنی بھی کیا کرتے ہین ۔ یہ لوگ زیادہ تر گوادر وگرد و نواح عملداری والئے مسقط مین نقصان پہنچایا کرتے ہین ۔ براے نام خان قلات یا شاہ ایران کی رعیت کہلاتے ہین ۔ ورنہ کسی کو مالیہ نہین دیتے اور اپنے کوہستان مین باغی رہتے ہین ۔ جب ایران کی طرف سے زور پڑتا ہے ۔ علاقہ قلات مین بھاگ آتے ہین ۔ اور ایرانی لوگون کو جواب دیتے ہین کہ ہم خان قلات کی رعیت ہین ۔ جب خان کی طرف سے زور پڑتا ہے بجانب ایران چلے جاتے ہین ۔ گویا کہ شتر مرغ کی طرح جس طرف فائدہ دیکھتے ہین اُسی طرف ہو جاتے ہین ۔ سرداران گچکی جو علاقہ کیچ مین رہتے ہین اس قوم کے اکثر خوشامد کیا کرتے ہین ۔ وجہ یہ کہ ان کے اوپر غلبہ پانے کے واسطے اُن کے پاس کافی زور نہین ہے ۔ البتہ اُن کے وسیلہ سے دوسری کمزور قومون کو جو اُن کے اپنے علاقہ مین رہتی ہین ۔ دبا سکتے ہین +

معتبران رند اکثر سرداران گچکی سے کچھ انعام و مواجب لیا کرتے ہین اور ضرورت کے وقت اُن کو مدد دیتے ہین ۔ ان رندون کی زبان خاص بلوچی ہے ۔ باوجودیکہ یہہ لوگ علاقہ مکران مین رہتے ہین ۔ ان کی زبان بہ نسبت مکران کے اقوام رند سے جو

بمقام شوران علاقہ کچھی مین رہتے ہین - زیادہ ملتی ہے - مکران کی زبان بہ نسبت بلوچی دیگر رندون اور مری بگٹی کے بہت فرق رکھتی ہے - یعنی مکرانی لوگون نے بباعث نزدیک ہونے سرحد فارس یعنی ایران کے اپنی زبان مین فارسی بہت شامل کر دی ہے اور جو بلوچ علاقہ قلات مین ہمسایہ بروہی کے رہتے ہین اُنہون نے کچھ بروہی شامل کرلی ہے - لیکن جو اقوام مری و بگٹی کوہستان مین رہتی ہین اور بہت مدت تک بطور یاغستان بروہی وغیرہ اقوام سے علٰحدہ رہے اُن کی زبان بلوچی زیادہ صاف اور خالص معلوم ہوتی ہے - اب جب سے اُن کی آمد و رفت دوسری قومون سے زیادہ ہوتی جاتی ہے اُن کی زبان مین بھی آمیزش ہوتی جاتی ہے - لیکن ابتدا مین جب ہم نے اُن کو یعنی مری و بگٹی کو دیکھا ان کی زبان بلوچی بہ نسبت دیگر قومون کے بہت صاف اور خالص پائی تھی - اقوام رند سکنائے مُنڈ کو بھی جب ہم نے دیکھا ان کی زبان بھی زبان مری و بگٹی سے و رند سکنائے شوران سے بہ نسبت دیگر فرقہ ہائے بلوچ سکنائے مکران کی زیادہ مطابقت رکھتی ہے +

نمبر شمار	نام قوم	جائے سکونت	نام سردار	نام معتبران	تعداد نفری اسلحہ بند
۲	بلوچ ہوت	تُمپ	×	—	۱۰۰ نفر

اگرچہ موجودہ زمانے مین علاقہ کیچ مین قوم ہوت کی کچھ شہرت یا وقعت نہین رہی لیکن پچھلی تواریخون اور نظمون سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب قوم بلوچی علاقہ کرمان سے علاقہ مکران مین آئے - دیگر قومون نے قلات کی طرف رجوع کیا تو علاقہ کیچمکران پر ہوت قابض ہوئے - چنانچہ اخوند محمد صدیق اپنی کتاب مین بابت ملک مکران اس طرح لکھتا ہے :-

بقولہ - "اولاً ملک مذکور از ہوت بود - و بعد از ان از ملک ہا - و بعد از ان از بلیدی ہا - و بعد از ان از گیچکی شد" +

قوم ہوت کے ملک کیچ مکران کے مالک ہونے کی بابت ایک بہت پُرانے زمانے کا مشہور قصہ سسّی و پنّون کا بلوچستان اور سندھ اور پنجاب مین زبان زد ہر خاص و عام چلا آتا ہے - یہ قصہ بڑا دلچسپ ہے اور پنجاب اور سندھ کے شاعرون نے زبان پنجابی اور سندھی مین اور بلوچستان کے شاعرون نے زبان بلوچی مین بطور نظم یعنی پوئٹری* کے بنایا تھا - اور بڑے شوق سے لوگ اُس کو گاتے ہین +

* انگریزی لفظ ہے +

شعر بلوچی

شُکرِ منّا اش پروررا شُکر ہے مجھ کو پروردگار کا	گُون خالِق ربِّ درا اُس خالق کے در پر
جوانین مہ کیچے بھرا ایک جوان ہے طرف کیچ کی	نامِ فنوّانت پیداورا اُس کا نام پُنّون مشہور ہے
گُشت عالیا گُون مرد ورا کہا عالی نے اُس کو	بیاکہ دیئنت سانگے ترا آؤ کہ تمہارا ناطہ (منگنی) کرین
گُشت فُنّو آگو پِھتھا کہا پنّون نے اپنے باپ سے	درکیچ منی منٹ درورا کیچ مین کوئی میرے برابر کا دکھا
جن نیست مہ باگے مکران کوئی عورت نہین علاقہ مکران مین	غیرِ دگر دورین دِھان سوائے ممالکِ غیر کے
گُشتہ وکیلا فُنّو آ کہا وکیل نے پنّوں کو	دے صد سوارکہ من روان سَو سوار دیدے کہ مین جاؤن
دیرو دِھان چرخہ دیان علاقہ جاتِ دور ممالک مین پھرون	داتھی گچینی صد سوار دے اُس کو عمدہ سَو سوار
بُرتھی صفاھان تاکہ لاڑ وہ لیکر گیا اصفہان اور لاڑ تک	آتکہ مہ گنج قندھار آیا بیچ آبادی قندھار کے

دیرو دھی درست گول تنھ تمام اور علاقون اور ملکون کو ڈھونڈا	ما باغچۂ سندا شتنھ سندھ کے باغستان مین بھی گیا
شہرے دفا اُردو کُتنت شہر کے دروازے پر ڈیرے ڈالدئے	بھنبور ما تنبو جتنت بھنپور کے پاس تنبو لگا دئے
سسوئے دیتگ درم گوررین سسی کو دیکھا کہ خوبصورت ہے	شرلڈ نے سنگین پرے اچھی محبوبہ اور زیبا تر ہے
جستے کتی کئی دخترے پوچھا کہ یہ کس کی بیٹی ہے	چو گشتہ شہرے مردمان شہر کے لوگون نے یہ کہا
نے مادرائے داری نے پدر نہ اُس کی مان ہے اور نہ باپ	کھتری برفتہ ناگہان کھتری گیا تھا ناگہان
پھولین گو دانی شودگان کپڑون کے دھونے کے واسطے	سسوے دیتھ درم گوررین سسی کو دیکھا نہایت خوبصورت
وابتت مہ صندوقے تہا سویا ہوا اور میان ایک صندوق کے	زرہنگ دریائی او چھلان اور دریا کی لہرون نے اُسے اُٹھایا ہوا
شیر مچنتی موردانگان دودھ نکلتا ہے اُس کی اُنگلیون سے	شیر بتکگی موردانگان دودھ جاری ہے اُس کی اُنگلیون سے
کھتری گشتہ گوجنا کھتری بولا اپنی عورت کو	فرزند شاہ داتھہ منا خدا نے فرزند دیا مجھ کو

دو ستے بد ارچو دید گان اس کو اپنی آنکھون کی مانند عزیز رکھ	سانگا کھتہ وس عالمان اس کے سانگ کیواسطے کوشش کی لوگوں نے
کَسّیِ نَدَاتھہ ظالما کسی کو نہ دیا اُس ظالم سے نے	رفتہ وکیل گوَن کھتریا گیا وکیل پاس دھوبی کے
یک وَا جھے ھستَن منَا ایک آقا ہے میرا	نامِ فُتّوُ اَتْ پیدا اوار نام اُس کا پتّون ہے مشہور
تھئی چُکّ مَتّھ دَرورُ نتھ تیری لڑکی کے برابر ہے	گُشت کھتری منَا نیست نار کھتری نے کہا مجھ کو عذر نہین
چوُدا وکیلا کوچ کُتھَ وکیل نے اس طرف سے کوچ کیا	ما باغجۂ کیچا شُتھَ بیچ باغستان کیچ کے گیا
میر فُتّوے معلوم کُتھَ میر پتون کو معلوم کیا	ما بھنبور دِیتھا جَنین مین نے بھنبور مین دیکھی ہے ایک عورت
نامِ سَسّو مہ پیکرے نام اس کا سسّی ہے اور چاند کی مانند چمکتی ہے	لعل تھئی نکاحین دُرُودَرین وہ محبوبہ تیرے نکاح کے لائق ہے
ہُوت فُتّو آمو کل لِستَا ہوت کو پتّون نے طیار کیا	صد اشتر بن از بُجدُوئی بار سو اونٹ از قسم بُجدو لدا ہوا
اشْ تھانَ زَرّ اکُرت بار تھان اور سونا چاندی سے	صد گوار زرُ تھہ دُنیا وڑا سو آدمی اُٹھائے نامدار

صد مولدی زرتھ مبدورا سو لونڈی کھانے پکانے کے لئے ہمراہ لی	سہ صد سوار نیزہ دار تین سوار نیزہ دار
جوانین سپاہی یکہزار عمدہ عمدہ سپاہی ایک ہزار	رنیت پہ سانگا کتھا ارادہ منگنی کا کیا
ماباغچوین سندا شتھا بیچ باغستان سندھ کے گیا	شہرے تہا تنبو جتنت شہر مین خیمہ لگایا
ما بھنبورا اردو کتھا بھنبور مین ڈیرہ ڈال دیا	مِسک ورزبات گدّے کتھا مِسک اور زبات کو آٹے مین ڈالکر گوندھا
ورتھ اشترا نامن دفا منہ لگایا اونٹون نے اُن کو	دف چکتھا بستہ شفا رات کو منہ اُن کا باندھ دیا
صبح کریما روش کتھا صبح کو جب خدا نے دن دکھایا	دف اشترانی سوکتھا اونٹون نے منہ کھولے
زرتگ گلاٹ اشتران اونٹون نے اُگالی کرنی شروع کردی	مِسک وزباتا بوئے کتھا مسک اور زبات کے بو نکلنے لگی
ہرکس اپچھے راھا شتہ جو اس رستے سے جاتا تھا	آنزا ہے بویا جتھا اُس کو یہ خوشبو آتی تھی
بوے تنا شہرا شتھا یہ خوشبو شہر تک پہنچ گئی	سسّوا گشتہ ہمسران سسّی نے اپنی سہیلیون کو کہا

مَنا قولین ہمَین مَردَا گِران مجھے قول ہر کہ مین اسے اپنا خاوند بناؤنگی	رفتہ وکیل رَا بالوِی گیا وکیل پاس اُسکے واسطے وکالت کے
سانگے کُتھَا کھتری سَہی کھتری نے سانگ کا دینا منظور کیا	گُشت کھتر با مَنا بنست ناز اور کہا کہ مجھے سانگ دینے مین عذر نہین ہے
زانی کہ دنیا دارِ باز مین جانتا ہون کہ تو بڑا دولتمند ہے	یک بر بِشوُز شہرِ گدّان ایک دفعہ شہر کے کپڑے دھو
گُڈّہ بِکَن جاگہِ اے دان پھر اس جگہ رہنے کی تجویز کرین	شہرِ گدّے دُرَست بیڈ گُتَنتھ شہر کے تمام کپڑے جمع کئے
رِبین فردر یابَ کرّہ شُتَنتھ اب دریا کے کنارے پر گیا	دَرُستِ گدّان فرزون گُتَنتھ سب کپڑون کو درست کیا
ھریک سرے مُھر بہ بست ہر ایک کپڑے کے ساتھ مُہر باندھا	دَاتَنتھ برِ خاوندِ دَست مالکون کے ہاتھ مین دے دی
اَورن وَتِی گدّ کَش تَنُت مالکون نے جب اپنے اپنے کپڑے کھولے	اش پلّوا مُھر گدّ تَنتھ ہر ایک نے اپنے اپنے کپڑے کے دامن مین مُہر باندھا پایا
ہوت فنّواش پسند کُتَنتھ ہوت پنّون کو پسند کیا	دُھلان بہ شادی غرّ تنگ شادی کے نقارے بجنے لگے
یک ماھیا شادی کُتَنتھ ایک مہینہ کے دھوم دھام رہی	چوَدَا وکیلا کوچ گُتھَ اُس جگہ سے وکیل نے کوچ کیا

بابا غچّوین کیچا شُتہ کیچ کے باغستان مین گیا	یک پُور وین سالے گُذشت پورا ایک برس گذر گیا
کیچا پھتھا کاغذ نوشت کیچ سے باپ نے کاغذ لکھا	پُنّو نیائی مرد جوان پُنّون ہنہین آتا مرد جوان
مَن نشتغون درد و غمان مین درد اور غم مین بیٹھا ہون	تو وشئے گو ماہ کو تُرا تم خوش ہوا اپنے ماہ اور بی بی کے ساتھ
گوُن لعل یاقوتِ برا ساتھ لعل اور یاقوت جیسے محبوبہ کے	گو رُوچ ماہا دنہ ورا جو آفتاب اور ماہتاب کے ہم مثال ہے
مچّے تیار نت کو کران ابھی میوہ طیار ہے خرما کا	آموصلی گُرزین بران وہ لمبے موصلی وغیرہ اشجار
گشتہ کیانی برادر بولا کیانی بھائی کو	فرّ ہلیّٔ سلطان پرا جس کا لباس شاہانہ تھا
از سندھ کاران مردورا سندھ سے مین اُس جوانمرد کو لاؤنگا	مہری نین جلدی لو تھتک ایک سانڈھنی جلدی منگوائی
حنیت گون جنید ابر کتھگ اُس کے کجاوے وغیرہ طیار تھے	نو تین نوابین چھترا اس عمدہ نواب خوش طرز کو
بُرزبی تھکنگ ھر دو روان اُٹھ کر چلنے لگے دونو	وش نشتگی مَن کو فلان خوشی سے بیٹھے کجاوے مین

پر باغچون سندا شتھا بیچ باغستان سندھ کے گئے	شہرے تھا تنبو جتنا شہر کے اندر تنبو لگا دیا
سسّو آنئو لو ھتنت سسّی کو پنّون نے بلایا	بیلان شراب واری کتھا ایک وقت شراب خوری مین رہی
گھتنت شرابان کار یا سخت پکڑا اُن کو شراب کے خمار نے	سسوش دیتھ بے سار یا سسّی کو دیکھا بے ہوش
فنّواش بست بے مُھریا پنّون کو باندھ لیا اوپر ساندھنی کے	درستین شفا تا تاریا تمام رات اور فجر تک
جلدی شتنت الگاریا جلدی جاتے تھے دوڑ سے	گدّا کہ سسّو سار کتھا پھر جب سسّی ہوش مین آئی
اَفسوزا فسوزا و ران نہایت افسوس اور غم والم کیا	ہچون کتھا مکرانیان اس طرح کیا مکرانیون نے
بے فنّو آمنی دوست کے انتھ سوائے پنّون کے میرا اور کون دوست ہے	ہیچکس چو فنّو آسنے انتھ مجھے کوئی پنّون کے برابر نہین
شف ٹک بتو وقت سحر رات رہی اور فجر کو	دل سسّو یا کر تہ مہر سسّی کے دل مین بھی محبت جوش زن ہوئی
گِپت اشترانی راہ رند لیا اونٹون کے نقش قدم کو	ہچو شتنگ مثل گرند جاتے تھے مانند بجلی کے

سہ منزلِ بُرت فَنُد تین منزل سفر طے کیا	پا وآبلہ وجان بیتھا ژند پاؤن ہیں بلے اور جان ہین درد ہو گیا
درستی شفا کے گون نشان ایک گلہ بان نے دیکھ کر اُسے	اِلگار کُتھا آن ناگمان دوڑا اس کی طرف وہ ناگمان یعنی بے گمان
لعلان بگُشت پادان بد ار وہ محبوبہ بولی کہ ادھر مت آ	فرصن یک تاشے شیرِ بیار میرے لئے ایک پیالہ دودھ کا لا
سہ منزلِنت من گشنگان تین منزل ہین کہ مین بھوکی ہون	نک خشکِننت من تشنگان تالو میرا خشک ہے مین پیاسی ہون
رفتک شفا تک بیتکدر گیا گلہ بان دوڑ کر	یارب مناوت درِ ببر اے یارب مجھے اس موذی سے بچا سسّی بولی
نحور ہُس توئے مادر پدر میری داد رسی کر تو میرا ماں باپ ہے	جار امدہ بردستِ اِین مجھے ان کے پنجے (ہاتھ) میں نہ دے
ناسر فدین جتِ لعین یہ بے وقوف ایک لعین جاٹ	نل بُتک مُشکین ڈگار ظاہر ہوا اس زمین پر ایک شگاف
سستو شُتگ بیتک گار سسّی اُس کے اندر گم ہو گئی	کہر تگ شُفا نگہ ہوش سار وہ گدریا جب ہوش مین آیا
گُشتی کہ بوتن تاہ ڈگار بولا کیا ہوا جو گم ہو گئے	گدّا کہ فنّو سار کُتّھا پھر جب پنّون ہوش میں آیا

رهر گپتهَ اِلگار کُتهَا غُصّے مین آیا اور دوڑا	بے زار اَڑ پرا تھا کُتھَا بیزار ہو گیا بھائی سے بھی
فَر باغچوین سِند اشُتهَا بیچ باغستان سندھ کے گیا	دیستی ھمان کوہی شَفانگ اُسی دم اُسی گڈریا کوہی کو دیکھا
پھٹتی زِمیُنا گُشُت چاگ اور جس جگہ زمین پھٹنی تھی	گُشت فنتُوا چھے تھی دِھان کہا پتّون نے تمہارا کدھر خیال ہے
گُشُتہ شفا کے پَیَدَ را گڈریا نے کہا کہ اس طرف	اَٹ کے یک جتّے مے گورَا آئی ایک عورت میری طرف
چو ماہ رَوُچے دَر وَرَا مانند چاند اور سورج کے چمکتی ہوئی	نہ فرّ بازل گو تَرَا بڑے کرّ و فرّ کے ساتھ
نہ سوار پرا سپِ سَرَا گھوڑے وغیرہ پر سوار نہ تھی	آتلگ پرِی بے نوکرا آئی پری اکیلی بغیر نوکر کے
مَنُ آتکَن گرَین بِنیلوفرَا مین آیا نزدیک اُس پھول کے	پُرُشُتگ زمین لعل اِپرتند زمین پھٹ گئی اور لعل اسمین داخل ہوگیا
مَنُ کھَدُ جنَین چولِی ہوتان مین کھود رہا ہون پارچہ کی نشان سے	دُر دانگی لعلان کَشَان تاکہ موتی لعل کو باہر نکالون
رنگت وَدِنیت چندے گُستان اُس کو تم نے خود دیکھا ہے مین کیا کہون	فنتُو بگشُتہ یا خُدَا پتّون بولا اے خدا

جان وسرم پر تو فدا جان اور سر میرا تجھ پر قربان	مار امکن لعلان جدا مجھے اُس محبوب سے جدا مت کر
فتوے دعا بوت مستجاب پنون کی دعا قبول ہوئی	پھرشتک زمین فتوشتگ زمین پھٹی اور اُس کے اندر گیا
سستوئے انبازان کتگ سستی نے ہاتھ پھیلائے	رفت گون گلوہم رازبا گیا ساتھ اُس ہمراز کے
دست من گور انبازبا ہاتھ گلے میں ڈالے ہوئے	ہر دو بوتنت راضیا دونو آپس میں راضی ہو گئے

دل فر دلے بے نیازبا
ایک دوسرے کی مراد پوری ہوئی

بلوچی شعرون کے معنی بزبان اُردو اُن کے نیچے لکھے گئے ہین - اُن سے اُس کا مطلب معلوم ہوسکیگا - سندھ اور پنجاب مین یہ قصہ اس طرح پر مشہور ہے - کہ پُرانے زمانے مین جبکہ ملک سندھ اور پنجاب ہندو راجون کے قبضہ مین تھا - شاید یہ وہ زمانہ ہوگا - جبکہ قلات بلوچستان وسیوی وسہوان واقعہ سندھ خاندان راجہ سیوا کی ریاست تھی - چنانچہ آئین اکبری وغیرہ کتب قدیمانہ مین یہ ملک بنام نہاد سیوستان لکھا ہوا ہے - بلکہ اب تک علاقۂ سندھ مین قریب لڑکانہ سہوان مشہور ہے) سہوان کے گرد نواح مین ایک ہندو راجہ کنارۂ دریاے سندھ پر رہتا تھا - اُس کے گھر مین لڑکی پیدا ہوئی - بموجب دستور قدیم ہندو شاستر کے اُس نے کسی پنڈت جوتشی سے اُس لڑکی کے آئندہ زمانے کے نصیب کا حال دریافت کیا - پنڈت نے بروے جوتش شاستر کے لڑکی کے وقت پیدائش کے ستارون کا حساب لگاکر یہ پیشینگوئی کی کہ

جب یہ لڑکی سن بلوغ کو پہنچ گئی - عاشق مزاج ہوگئی اور مسلمان خاوند کو اختیار کرگئی - اور بہت مصیبتین اور تکلیفین اُس کے نصیب بین لکھی ہین - چونکہ وہ راجہ ہندو تھا - اور جوتش شاستر پر اُس کو پورا بھروسہ تھا اُس نے ایسی لڑکی کا اپنے گھر بین رکھنا موجب ہتک دھرم اور شان جو سمجھا لڑکی کو مارنا بھی داخل گناہ سمجھتا تھا - تب اُس نے یہ تدبیر سوچی کہ ایک لکڑی کے صندوق مانند چھوٹی کشتی کے بنایا - اور لڑکی کو زندہ اُس کے اوپر سُلایا اور کچھ زر و نقد و جواہرات و پارچات ساتھ رکھکر دریا بین بہادیا - سہوان کے جنوب کی طرف گرد و نواح بین کوتڑی کے ایک شہر بھنبور دریا کے کنارے پر آباد تھا - اتفاقاً ایک دھوبی کپڑے دھو رہا تھا - یہ صندوق بہتا ہوا اُس کے سامنے سے گزرا - اُس نے صندوق کو پکڑ لیا - زندہ لڑکی اور اسباب زر و نقد وغیرہ دیکھکر خوش ہوا اور اپنی عورت کو سپرد کیا کہ وہ اس لڑکی کو خداداد اولاد خود تصور کر کے پرورش کرے - چنانچہ عورت نے اُس کو مانند دختر خود پرورش کیا - چونکہ وہ لڑکی راجہ کے خاندان سے تھی - جب سن بلوغ کو پہنچی - حُسن اور لیاقت بین شہرۂ آفاق ہوئی - رفتہ رفتہ اُس کے حُسن اور لیاقت کا آوازہ اُس دیس کے راجہ کے کان مین پہنچا جس مین وہ دھوبی رہتا تھا - بلکہ وہ لڑکی راجہ کے گھرون بین آنے جانے لگی - اور بباعث حُسن اور لیاقت کے اُس دیس کا راجہ بھی اُس کو بمثل دختر خود پیار کرنے لگا - چونکہ جب سے دھوبی کو لڑکی ملی تھی - اُس کے ساتھ زر و نقد و جواہرات وغیرہ سامان بھی ملا تھا - تب سے دھوبی بھی آسودہ حال ہوکر خوشحال رہنے لگا - لڑکی کے ناطہ نسبت کی بابت بہت لوگون کی طرف سے درخواستین آئین لیکن لڑکی کسی سے منسوب ہونا منظور نہین کرتی تھی - کہتے ہین کہ جس طرح زلیخا کو خواب بین یوسفؑ کا نظارہ ہوا تھا - اور اُس کے اوپر عاشق ہوکر اُس کی تلاش بین لگی تھی - اسی طرح اس کو بھی خواب بین پنّون قوم ہوت بلوچ کا نظارہ ہوا - اور اس کی جستجو بین رہتی تھی - اُدھر کیچ بین پنّون کا یہ حال تھا کہ عالی نام ہوت بلوچ کے گھر بین جو اُس زمانے بین عالی کیچ کا سردار تھا - پیدا ہوا - حُسن بین بے نظیر تھا - جب وہ سن بلوغ کو پہنچا - اُس کے ناطہ نسبت کی بابت باپ نے ذکر کیا - ہوت نے کہا کہ اُس گرد نواح کیچ بین مجھ کو اپنے جوڑہ کی کوئی عورت نگاہ بین نہین آتی - جب تک بین دور دیس بین تلاش کر کے اپنے لائق عورت نہ پاؤنگا - شادی نہ کرونگا - عالی باپ پنّون

نے اپنے وکیل آصفہان - قندھار - گجرات - لاڑ ہر دیس مین بھیجے لیکن کہین ویسی عورت نہ ملی - آخر وکیل عالی کے اُس شہر مین آئے - جہان سسّی رہتی تھی - اُس کو دیکھکر پنّون کو خبر دی - پنون بڑے تجمل کے ساتھ خود آیا اور اُس کے باغ مین جو سسّی نے بنایا تھا - ڈیرہ کیا - جب سسّی باغ مین سیر کے واسطے آئی - اُونٹون کو نقصان باغ خود کا کرتا دیکھکر کسیقدر رنجیدہ خاطر ہوئی - سارہ بانون نے پنون کو خبر دی - جب پنّون سسّی کے روبرو آیا - دونو نے ایک دوسرے کو دیکھا - دونو ایک دوسرے پر عاشق ہوگئے - پنون نے سسّی کے باپ سے جو وہی دھوبی اُس وقت باپ کہلاتا تھا - سسّی کا ناطہ نسبت مانگا - باپ نے منظور کیا - دونو کی آپس مین شادی ہوئی - پنون نے اپنے ہمراہیون کو رخصت کیا - خود سسّی کے ساتھ اُس کے گھر مین رہنے لگا - جب ہمراہیان پنون نے واپس جاکر عالی باپ پنون اور اُس کے برادرون کو حال دیا - تب عالی نے پنون کے بھائی اور کچھ شتر سوارون کو پنون کے لانے کے واسطے سندھ کی طرف بھیجا - ہر چند بھائیون نے کوشش کی - پنون واپس جانا نہین چاہتا تھا - آخرالامر پنون کے بھائیون نے جب رات کو سسّی خواب مین تھی - پنون کو شراب پلاکر بے ہوش کیا - اور رات کو بے خبری کی حالت مین پنون کو شتران مہاری پر بٹھاکر طرف کیچ کے لے گئے - جب فجر کو سسّی بیدار ہوئی تب پنون کو اور اُس کے ہمراہیون کو نہ دیکھکر بہت رنجیدہ ہوئی - اور بڑا افسوس کیا - اس موقعہ کے متعلق جو ہندی شاعر نے سسّی کی طرف سے سخن کہے ہین - نہایت دردآمیز اور عبرت خیز ہین - ہر چند مان باپ اور ہمجلیس عورتون نے سسّی کو نصیحت کی - کہ وہ اس رنج کو بھولے اور صبر کرے - مگر اُس نے ایک نہ مانی اور مصمم ارادہ کر لیا - کہ مین بھی پنون کے پیچھے کیچ کو جاؤن گی - ہر چند اُس کو سمجھایا گیا کہ کیچ کے راستے مین نہایت مشکلات ہین پانی نہین - راستہ نہین - کوئی واقف نہین - تمام ملک کوہستان اور ریگستان ہے بہت تھوڑے لوگ اس ریگستان بیابان مین آباد رہتے ہین - جو رہتے ہین وہ بھی مثل جانوران خونخوار کے ہین - اور اس ویرانہ مین کئی درندے اور گزندے پھرتے ہین - اور کوئی ہمراہ جانے پر دل نہاد نہین ہوتا - اور ہرگز ممکن نہین کہ تو اکیلی کیچ تک بے توشہ و آب پہنچ سکیگی مگر اُس صادق عاشق عورت نے ایک نہ مانی - اور اکیلی تن تنہا بے توشہ و بے بدرقہ اپنے خاوند کی تلاش مین کیچ کی طرف روانہ ہوئی - یہ عورت کہین گرد ونواح کوٹڑی سے روانہ ہوئی ہوگی

حب[1] سے گزر کر علاقہ لس بیلا مین مابین شاہ بلاول اور آو نقل کے ایک ریگستانی میدان ہے وہان تک پہنچی - اسی موقعہ پر سستی و پنّون کی قبر موجود ہے - انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ قریب ایک سو میل کے پا پیادہ گئی - اور راستہ ایسا خراب ہے کہ اب تک مردون کو بھی ایسے دشوار گزار راستے سے اکیلا جانا مشکل ہے - ایسی نازک مزاج عورت اس طرح اکیلی چلی گئی - سوا ے اس کے کہ جذبہ محبت و اشتیاق شوہر پر خدا اس کو مدد دینے والا تھا اور کوئی اس کا باعث نہین ہو سکتا - کہتے ہین کہ جب اُس دشت بیابان مین گئی - پانی سے سخت لاچار ہوئی - اتفاقاً ایک رمہ بان رمہ چرا رہا تھا - اُس سے پانی مانگا - اُس بے ایمان رمہ بان کا ایسی پری وش حسین عورت کو اکیلا دیکھکر دل بدل گیا اور بدنیتی کا خیال پیدا ہوا - چونکہ وہ عورت نیک بخت اور پارسا تھی اور نہایت صدق دل اور جوش خروش سے اپنے خاوند کی تلاش مین پھرتی تھی - اُس نے بے ایمان رمہ بان کی طرف سی بدنیتی معلوم کر کے اپنے ننگ و ناموس مین خلل آتا ہوا دیکھا - اور کوئی چارہ اپنی رستگاری کا نہ پایا - ہر طرف سے نا امید اور مایوس ہو کر اپنے خاوند حقیقی یعنی خداوند پاک کی طرف جو کشائندہ مشکلات اور برارندہ حاجات اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے رجوع کیا - اور صدق دل سے دعا مانگی کہ یارب العالمین ! ایسے موقعہ پر نہ مان باپ ہے نہ کوئی بہن بھائی نہ خویش نہ خاوند اور نہ کوئی دیگر مجھ عاجز کا وسیلہ و دستگیر ہو سکتا ہے - اور یہ موذی رمہ بان مجھ عاجزہ کی عفت و پارسائی مین خلل ڈالا چاہتا ہے - صرف تو ہی ہے جو مجھ بیکس کی عصمت اور شرم رکھ سکتا ہے - جب تیرے بندگان کو ایسی ایسی مشکلات پیش آئی - ہمیشہ تو نے ہی اُنکی دستگیری کی - اسی واسطے تجھے مشکلکشا کہتے ہین - جب سچے دل سے عالم نا امیدی مین اپنے اُس مالک الملک کی طرف پورا رجوع کیا تو چونکہ وہ مستجاب الدعوات اور قادر القدیر اور ہر جا حاضر و ناظر ہے - اُس نے سستی کی دعا قبول کی اور زمین مین شگاف ہو گیا - سستی زندہ اُس مین داخل ہو گئی اور پھر شگاف ملگیا - سستی کی عزت بچ گئی - کہتے ہین کہ پنّون جب نشۂ شراب اور نیند سے بیدار ہوا - اور اپنے آپ کو اونٹ کے اوپر باندھا ہوا اپنے بھائیون کے ساتھ بلا سستی کے کیچ کی طرف جاتا ہوا پایا تو فوراً اپنے بھائیون سے مخلصی پا کر اکیلا واپس سستی کی طرف روانہ ہوا - اتفاقاً اس موقعہ پر جہان رمہ بان رمہ چراتا تھا - اور سستی زمین مین گھس گئی تھی پہنچا - رمہ بان سے سستی کا سب حال معلوم کیا -

[1] حب نام ندی کا ہے جو کراچی اور لس بیلہ کی حد پر واقع ہے ۔

تب پنون بھی اُس موقعہ پر بیٹھ گیا - اور صدق دل سے خداوند تعالےٰ سے دعا مانگی - کہ مجھ کو بھی سسّی کے ساتھ جگہ دے - چونکہ سسّی پارسا عورت تھی اور پنون پارسا خاوند تھا - اور دونو کی آپس مین سچی محبت تھی - اور دونو کا اپنے خداوند پر پورا یقین اور بھروسہ تھا - اُس کی بھی دعا مقبول ہوئی - اور پنون کو بھی زمین نے قریب سسّی کے جگہ دی - وہ بھی اُسی موقعہ پر زندہ داخل زمین ہؤا - اب تک دونو کی قبرین علاقہ لس بیلا مین بنی ہوئی ہین - اور لوگ زیارت کے واسطے جاتے ہین اور اپنی مرادون کے لئے دُعائین مانگتے ہین +

چونکہ عام مشہور ہے کہ جس وقت فیمابین میر چاکر رند و گہرام لاشاری کے کبھی ہیر نیس ۳۰ سال کامل لڑائی ہوتی رہی اُس وقت تعداد لشکر رند پچاس ہزار اور لاشاری چالیس ۴۰ ہزار کہے جاتے تھے - فرقہ رند مین ۶۷ اور فرقہ لاشاری مین ۳۹ قومین شامل تھین - بعد اختتام جنگ کے کچھ قوم لاشاری بجانب میرواہ و گجرات کے چلے گئے جو اب تک وہان آباد ہین - کچھ فرقہ جات دیگر قومون مین شامل ہوکر رند کے ماتحت ہو گئے اور اسی طرح خود چاکر بمعہ چند فرقون کے بجانب ہندوستان چلا گیا کہ وہان بمقام ست گرہ ضلع منٹگمری مستقل سکونت اختیار کی اور وہان ہی فوت ہؤا - بعضے اقوام رندان بلوچ جو ہمراہ میر چاکر گئے تھے واپس آکر مختلف مقامات مین جہان جس کو گذارہ زمینداری یا مالداری کا جو پسند آیا وہان سکونت اختیار کی - چنانچہ اب تک اضلاع ذیل مین مختلف اقوام بلوچی پائی جاتی ہین - بلکہ بہت گاؤن اُن کے آباد شدہ موجود ہین - اوّل ضلع ڈیرہ غازی خان - اس ضلع مین اقوام ذیل آباد ہین - مزاری[۱] - دریشک[۲] - گورچانی[۳] - لنڈ بیٹی لنڈان[۴] - لغاری[۵] - کہوسہ[۶] - لنڈ[۷] سوری - منگدان قیصرانی[۸] - گوپانگ[۹] - گولہ[۱۰] - دشتی[۱۱] - چانڈیہ[۱۲] - جتوئے[۱۳] - کورائے[۱۴] - تنکانی - منجملہ ان کے نمبر ۱ سے ۵ تک کے بڑے بڑے تمنات ہین اور تمندار مزارے اور لغاڑے کو سرکار کی طرف سے خطاب نوابی کا ملا ہؤا ہے اور باقی اقوام مختلف طور پر علاقہ مین رہتے ہین - اور اُس ضلع مین اب زیادہ زمیندار یہ بلوچ قومین ہین - بلکہ تواریخ ضلع ڈیرہ غازیخان سے پایا جاتا ہے کہ خود شہر ڈیرہ غازیخان غازی خان بلوچ نے آباد کیا تھا جو مرنانی بلوچ تھا - گویا کہ ایسا سمجھنا چاہیئے کہ یہ ضلع جزو بلوچستان کا ہے معصل حال اقوام بلوچیہ کا جو اس ضلع مین رہتے ہین - مطالعہ کتاب گل بہار متضمن تواریخ ڈیرہ غازیخان مصنفہ راقم مطبوعہ

سنہ ۱۸۷۲ع سے واضح ہو سکتا ہے +

دویم ڈیرہ اسمٰعیلخان - اس ضلع مین بھی اب تک چند اقوام بلوچی رہتے ہین مگر اس ضلع مین افغانون کی آبادی زیادہ ہے - اس واسطے بلوچ مشہور نہین رہے - کہا جاتا ہے کہ جب ڈیرہ اسمٰعیلخان آباد ہوا تو اسماعیل خان نے جو غازیخان کا بھائی تھا آباد کیا - مگر موجودہ زمانہ مین یہ ضلع افغانون کا سمجھنا چاہیئے - بلوچون کی رہائش وہان کم ہے +

سوم ضلع مظفرگڈھ - اس ضلع مین چند اقوام بلوچی - جتوئی - گوپانگ - دشتی - لاشاری موجود ہین مگر نامور صرف جتوئی ہے کہ کوڑہ خان اُس کا متمندار ہے اور اسکو سرکار سے اختیارات مجسٹریٹی وغیرہ ملے ہوئے ہین +

چہارم ریاست بہاولپور - اس مین بھی بہت اقوام بلوچی رہتی ہین - مشہور فرقہ جات ذیل ہم کو معلوم ہین - دشتی - چانڈیہ - گوپانگ - لغارے +

پنجم ریاست میر علی مراد خان ٹالپور والے خیرپور سندھ - اس مین بھی بہت قومین منجملہ خاندان بلوچون کے رہتی ہین - کچھ حصہ مرے اور لغارے کا بھی وہان رہتا ہے بلکہ خود میر صاحبان خاندان بلوچون سے ہین - ایسا کہا جاتا ہے کہ ٹالپور لغارے رند سے تعلق رکھتا ہے - اب تک ایک فرقہ از قوم ٹالپور منن لغارے ضلع ڈیرہ غازیخان مین اور مرے بگٹی مین موجود ہے - اور ٹالپورون کا خطاب میر جو مشہور ہے - یہ میر کا خطاب بھی بلوچون کا ہے - بعد لڑائی رند اور لاشاری کے علاوہ ملک سندھ کے ملک کچھی بلکہ سیوی و سانگھان و بادرہ و گٹ مندای - ڈیرہ غازیخان یہ تمام علاقہ میان صاحبان سرائے یا کلہوڑہ کے قبضے مین تھا - اُس وقت اقوام بلوچی قریباً کل زیر تحت کلہوڑہ کے تھی اور میر ٹالپور بادشاہ کلہوڑہ کے ملازم تھے - لیکن بعد اس کے کلہوڑہ کو نکال کر یہ لوگ خود مختار بادشاہ بن گئے - جیسے افغانستان مین محمدزئی لوگ سدوزئی کو نکال کر خود مالک بن گئے تھے +

ششم ملک سندھ - کم وبیش تمام ملک سندھ مین اقوام بلوچی موجود پائے جاتے ہین - مگر زیادہ تر ضلع جیکب آباد خاص بلوچون سے آباد ہے - اس مین اقوام ذیل بلوچی رہتی ہین - بگیدی - جمالی - کھوسہ - جھکرانی - ڈومبکی - تعلقہ کنبر مین اقوام چانڈیہ و مگسی بھی رہتی ہیں - کوٹری اور کراچی کی طرف بھی بلوچ لوگ رہتے ہین گویا کہ تمام سندھ والے

ڈیرہ غازیخان بلوچی ملک سمجھنا چاہیئے - اب اس علاقہ بلوچستان مین جو قومین از فرقہ بلوچون کے رہتی ہین اُن کی تفصیل ایک علٰحدہ نقشہ مین دیتا ہون اور پھر جو جو بڑی بڑی قومین ہین اُنکی بابت علٰحدہ علٰحدہ حالات بھی لکھے جاوینگے - جب سے خانی کلات کی خاندان بروہی مین چلے گئے - اور میر نصیر خان نے کل قوم بروہی کو دو دستہ ہا چنانچہ سراوان اور جہالاوان مین تقسیم کیا تب سے قوم بلوچی کو بھی جو سراوان کے بیچ رہتے تھے سراوان مین اور جو جہالاوان مین رہتے تھے جہالاوان مین شامل کردیا بلوچون کا خاص علٰحدہ دستہ نہ رکھا - اس واسطے ہم بھی اُن کو سراوان اور جہالاوان کی فہرست مین ہی دکھا دینگے - مگر یہان بلوچوں کے مجموعی طاقت یکجا دکھانے کے واسطے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ سب بلوچوں کو خواہ رند ہون یا لاشاری یکجا دکھایا جاوے *

ملاحظہ ہو نقشہ تفصیل اقوام بلوچی

نقشہ تفصیل اقوام بلوچی جو علاقہ بلوچستان مین مختلف مقامات مین رہتی ہین +

نمبر	نام قوم	نام سردار یا معتبر	جاے سکونت	تعداد نفری اسلحہ بند جو علاقہ قلات مین رہتے ہین	زمانہ قدیم مین رند سے یا لاشاری سے تعلق رکھتے تھی	زمانہ حکومت احمد زئی خان کلات مین سراوان سے یا جہالاوان سے تعلق رکھتی تھی	کیفیت
۱	رند	وڈیرہ سردار خان رند	سوران علاقہ کچھی	الـ صہ نفر خاص رند - دیگر اوس لکہ صمار	خاص رند سے	سراوان سے	مفصل حال اس قوم کا علحدہ تحریر کیا گیا ہے سردار تمام رندستان کا وڈیرہ سردار خان آپ کو سمجھتا ہے -
۲	ڈومبکی	وڈیرہ سہراب خان	لاہڑی ضلع سبی	الـ صمار نفر خاص ڈومبکے - دیگر اوس الـ صمار	خاص رند سے	سراوان	اس کی بابت مفصل حال علحدہ لکھا گیا ہے - یہ ڈومبکے بھی رند کے خاندان سے ہے اور بعد رند کے ڈومبکے آپ کو خاندان رند مین بڑا سمجھتا ہے - ایک حصہ اس قوم کا علاقہ سندھ ضلع جیکب آباد مین سکونت رکھتا ہے -
۳	مری	نواب مہر اللہ خان تمندار مری	کہان و کوہستان مری	صمہ نفر	رند سے	×	جب کسی زمانہ مین یہ قوم زیر فرمان خان کلات کے تھی تب سراوان کے ساتھ سمجھی جاتی تھی مگر بہت زمانہ ہوا کہ یہ قوم خان کلات سے باغی ہوگئی - اس واسطے سردار سراوان سے تعلق نہ رہا بلکہ ایک وقت خود سردار سراوان اُن کے تمن مین پناہ گزین ہوا اس کی بابت علحدہ حال درج کیا گیا ہے -
۴	بگٹی	نواب شہباز خان تمندار بگٹی	ڈیرہ بیبرک و کوہستان بگٹی	اہ صمار نفر	رند سے	×	جب کسی زمانہ مین زیر فرمان خان صاحب والے قلات کے تھے تب سراوان سے تعلق رکھتے تھے مگر بہت مدت تک خان کلات سے باغی رہے اس واسطے سراوان سردار سے تعلق اُٹھ گیا -

۵	بلیدی	وڈیرہ غلام علی خان	نصیر آباد متصل جیکب آباد	الـــــ نفر	رند سے	سراوان	کچھ حصہ اس قوم کا کچھی مین بموضع تلہاڑ نیابت بہاگ مین کچھ حصہ نیابت نصیر آباد مین کچھ حصہ سرحد سندھ ضلع جیکب آباد مین رہتا ہے۔ سرداران کا مسمی وڈیرا غلام علی خان ہے جو مستقل سکونت علاقہ نصیر آباد مین رکھتا ہے۔
۶	جمالی	وڈیرہ لشکر خان	روجھان علاقہ نصیر آباد متصل جیکب آباد	الـــــ نفر	رند	سراوان	خاص گاؤن وڈیرہ لشکر خان اور نور محمد خان کا روجھان ہے مگر علاقہ نیابت نصیر آباد مین چند بستیات مین رہتے ہین اور نالہ جات پر آبادی کرتے ہین۔ کچھ حصہ اس قوم کا ضلع جیکب آباد سندھ مین رہتا ہے۔ جمالی ایک فرقہ تمن لغاری کا ہے اور تمندار لغاری مقام چوٹی ضلع ڈیرہ غازیخان کو اپنا سردار تسلیم کرتے ہین
۷	عمرانی	شیر محمد خان	منجوٹھے علاقہ کچھی	سار نفر	رند	سراوان	خود وڈیرہ منجوٹھے مین متصل بیل پٹ کے رہتا ہے۔ راج متصل اُس کی بستیات مین رہتے ہین۔ گذران زراعتکاری اور مال داری پر ہے غلام حیدر خان برادر سردار لین ریلوے پر جمعدار لیوی کا ہے۔
۸	جہکرانی	بہاول خان	نیابت نصیر آباد متصل جیکب آباد	صار نفر	رند	سراوان	جہکرانی کسی زمانہ مین مشہور قوم تھی جب اول سرکار انگریزی نے سندھ پر قبضہ کیا اس قوم نے بہت تکلیف دی۔ آخر اس قوم کو دامن کوہستان سے کوچ کرا کے علاقہ سندھ جیکب آباد مین آباد کیا گیا ان کو گذارے کے واسطے ملازمت دی اور زمینات بھی دین جب تک سر رابرٹ سنڈیمن صاحب نے بلوچستان مین امن قائم نہین کیا اس قوم کو علاقہ کچھی مین آنے کا حکم نہین تھا۔ اب کچھی نصیر آباد و لاہڑی مین آباد ہین۔ سردار اُن کا خاص علاقہ جیکب آباد مین رہتا ہے۔ اور کچھ حصہ اس قوم کا بدستور جیکب آباد مین ہے۔ بوقت آمد سر رابرٹ سنڈیمن صاحب اس قوم کے بہت آدمی رسالہ گائیڈس مین ملازم تھے۔ رسالدار ماگذار خان اسی قوم سے تھا۔

٩	کہیری	محمد بقا	چہتر فلیجی	صد نفر	رند	سراوان	یہ قوم کہیری شیخ اور سید کہلاتی ہے اکثر اس قوم کے لوگ سرکار انگریزی کے خیر خواہ اور نوکر رہے ہین چنانچہ ابتدا مین جب سرکار نے سندھ پر قبضہ کیا تو یہ قوم نوکری گائیڈ مین شامل ہوئی ایمانداری سے خدمت کی - اب بھی خان بہادر حسن خان اس قوم سے تھانہ دار کچھی کا ہے - چہتر فلیجی کا علاقہ جاگیر مین خان صاحب سے سردار کو انعام ملا ہوا ہے تاہم ان لوگون کا گذارہ زمینداری پر اچھی طرح چلتا ہے اور مردمان اسلحہ بند اور بہادر مثل بلوچون کے ہین - اس قوم کا کچھ حصہ ریاست بہاولپور مین نواب صاحب کی اردل مین بطور باڈی گارڈ نوکر رہتا ہے وقت آمد سرکار برطانیہ بموقعہ اول جنگ افغانستان ۱۸۴۰ء مین اس قوم نے خوب مدد اور خدمت کی تھی -
١٠	جتوے	سردار کوئی نہین مختلف معتبران ہین	سنی قریب سوران علاقہ کچھی	الف صد نفر	رند	سراوان	کسی زمانہ مین یہ لوگ وڈیرہ رند سے تعلق رکھتے تھے سرکاری دربار مین انکی آمد و رفت ہمراہ وڈیرہ مذکور کے تھی مگر اب کچھ عرصہ سے بباعث تنازعہ زمین آپس مین تکرار رہا - اب معتبران قوم وڈیرہ سردار خان سے علحدہ اپنا زمینداری کا کام کرتے ہین مگر انتظام پورا نہین - کئی لوگ اب بھی وڈیرہ سردار خان کے تحت مین رہنا پسند کرتے ہین اور کئی جدا رہنا پسند کرتے ہین - اس کی بابت مقدمہ زیر تجویز ہے - یہ قوم بہت بہادر ہے انہون نے مری کے ساتھ ہنگام تاخت علاقہ کچھی خوب لڑائی کی تھی +

۱۱	کچک	شکر خان	رکرتہ درہ بولان	مار نفر	رند	سراوان	قدیم سے یہ قوم کرتہ مین جو ماہین بولان کے ہے آباد رہی - جب مری کو زور تھا تب ان لوگون کو کرتہ سے نکال دیا اور ان کا گاؤن جلا دیا تھا - اب جب سے سرکار نے انتظام بولان کا کیا تب سے یہ لوگ اپنے گاؤن مین آباد ہوئے ہین چھائی اور جلبانی سردار کچک کا راج ہے -
۱۲	چھٹے	مختلف مقدم	رند علی متصل ڈھاڈر	۱۱ نفر	رند	سراوان	یہ لوگ علاقہ ڈھاڈر مین زمینداری کرتے ہین زمانہ جنگ اور صلح یا امن مین ماتحت کچک کے متصور ہوتے تھے - اس واسطے ان کی زمین کرتہ مین بھی ہے -
۱۳	جلبانی	″	شہر جلبانی متصل ڈھاڈر	مار نفر	رند	″	بشرح صدر
۱۴	کلوے	″	نڑنکہہ و منگچر	اسار نفر	رند	″	کلوے زیادہ نڑنکہہ تھوڑے منگچر مین بھی رہتے ہین جو نڑنکہہ مین رہتے ہین وہ صلح اور جنگ مین شامل رند چلے آتے ہین جو منگچر مین رہتے ہین وہ ہمراہ لانگو کے شریک رنج و راحت رہے ہین -
۱۵	پُرش	دودہ وغیرہ	بجوری درہ بولان	ماصـــ نفر	رند	″	درہ بولان مین متصل بی بی نانی ایک جگہ کا نام بجوری ہے وہان یہ لوگ رہتے ہین زمین آباد کرتے ہین اور مالداری کرتے ہین -
۱۶	غلام بولک	وڈیرہ میر خان	روشن علاقہ ڈھاڈر بکہرہ علاقہ سیوی علاقہ شوران	حمار نفر	رند	″	یہ قوم تین جگہون مین رہتی ہے شہر بکہرہ علاقہ سیوی مین - شہر روشن علاقہ ڈھاڈر مین اور شوران مین - وہ سب زمینداری کرتے ہین -
۱۷	لاشاری	وڈیرہ شہ ولی خان وافضل خان	گاجان کیہاڑی دکھٹان	الـــ نفر	لاشاری	جہالاوان	یہ قوم اب ایسی نیست ہوگئی ہے کہ ان کا کوئی سردار نہین رہا - گاجان مین زیر سردار جہالاوان کے زمینداری کرتے ہین -

۱۸	مگسے	وڈیرہ قیصر خان	جھل	سمہ نفر	لاشاری	جہالاوان	مفصل حال علیحدہ لکھا گیا ہے - موجودہ زمانہ میں لاشاری کا بڑا سردار یہ سمجھنا چاہیئے - جب لاشاری کو عروج تھا مگسے اُس کے ماتحت تھا -
۱۹	کہوسہ	کلاتی	نیابت نصیر آباد دہگانہ وغیرہ	الہ نفر	لاشاری	″	اگرچہ زمانہ قدیم میں کہوسہ لاشاری سے متعلق تھا مگر جو یہ کہوسہ علاقہ نیابت نصیر آباد میں رہتا ہے - صرف آباد کار ہے غم لشکر کا نہ جہالاوان نہ سراوان کو دیا ہے بڑا سردار اُن کا اور نیز زیادہ وہ اس علاقہ جیکب آباد میں رہتے ہیں -
	″	یارخان کہوسہ	علاقہ ڈھاڈر مشکاف	سار نفر	″	سراوان	یہ کہوسہ ہمیشہ سے سراوان سے شامل رہا اور زمینداری کرتا ہے - خان صاحب کو بٹائی دیتا ہے - ایک تمن کہوسہ کا سردار بہادر خان کہوسہ ہے علاقہ ڈیرہ غازیخان میں آباد ہے سب ایک ہی قوم ہے - کہوسہ سکونہ جیکب آباد یعنی سرحد سندھ کچھی سردار بہادر خان کو اپنا بڑا تسلیم کرتے ہیں
۲۰	عمرانے	خدائے عمرانے	تنبو نیابت گنداوہ	صار نفر	لاشاری	جہالاوان	یہ لوگ قدیم سے ہمراہ مگسے کے رہے اور لشکر کشی میں ہمراہ جہالاوان مگسے کو امداد دیتے تھے -
۲۱	رند سکنائے مند	خان محمد دلردین محمد میر اشرف میر ولی محمد	مند - تمپ دشت بگر	السہ نفر	خاص رند	شامل گچکے	مفصل حال علیحدہ لکھا گیا ہے -
۲۲	ہوت بلوچ	مختلف مقدم	تمپ	ہاص نفر	ہوت	فی الحال شامل گچکے	زمانہ قدیم میں علیحدہ شاخ تھی مفصل حال علیحدہ درج کیا گیا -
۲۳	متفرق بلوچ بر علاقہ کیچ و پنجگور	×	×	صہ نفر	متفرق	×	علاقہ کیچ و پنجگور میں چند مختلف اقوام مختلف مقامات پر رہتے ہیں جو اپنے آپ کو بلوچ کہتے ہیں - یہ تمن علیحدہ نہیں اب ماتحت سرداران گچکے کے ہیں - اس واسطے علیحدہ علیحدہ درج نہیں ہوئے -
۲۴	متفرق بلوچ سکنائے علاقہ کچھی و خراسان	×	×	ہمہ ۳۰۰۰	متفرق	×	چند متفرق قوم بلوچی کی علاقہ کچھی وغیرہ میں رہتی ہیں جن کا کوئی تمن علیحدہ نہیں اسواسطے کسی تمن میں شمار نہ کرکے بطور تخمینہ درج کیا گیا -

میزان [illegible]

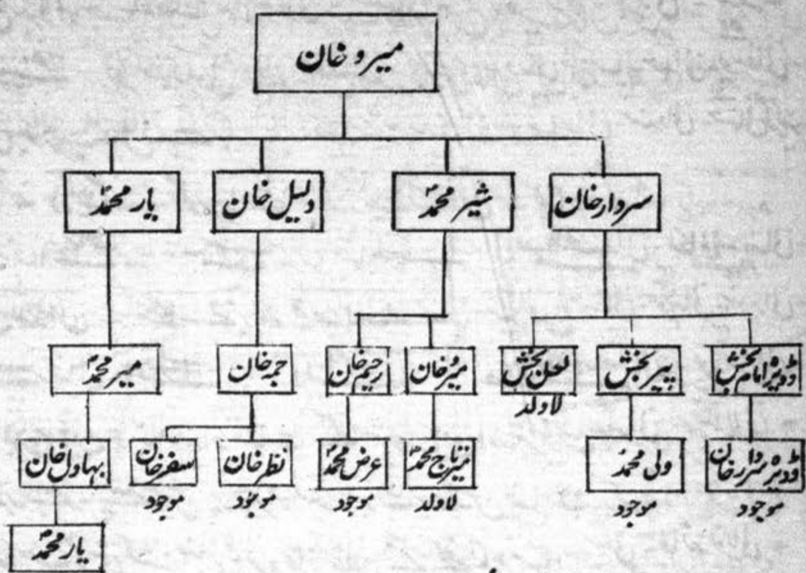
واضح ہو کہ بموجب تفصیل مندرجہ فہرست بالا خاص بلوچستان مین خاص قوم بلوچی
قریب ۳۵۰۰۰ نفر شمار ہوتی ہے۔ ضلع ڈیرہ غازی خان مین تعداد نفری اسلحہ بند
اقوام بلوچی بموجب ذیل ہے :-

کھوسہ	لغارے	لنڈ بیٹے لنڈان	گورچانے	دریشک	مزارے
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

میزان	قیصرانے	نتکانے	لنڈ سوری لنڈان
[illegible] نفر	[illegible]	[illegible]	[illegible]

یہ خاص بلوچ ہین جو بنام نہاد تمنات کے مشہور ہین اور ہر ایک کا سردار بھی علٰحدہ علٰحدہ مقرر ہے۔ پہلے مشن پر ہمراہ سر رابرٹ سنڈیمن صاحب کے جو اس وقت کپتان سنڈیمن صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع ڈیرہ غازیخان کے تھے تمام سرداران بمعہ سواران اپنی قوم قریب یک ہزار نفر کے قلات تک ہمراہ آئے تھے جنکی تفصیل باب سویم مین درج ہوگی۔ علاوہ اس کے اقوام گوپانگ۔ و دشتی و چانڈیہ وغیرہ چند قومین اُس ضلع مین رہتی ہین۔ اگرچہ وہ لوگ از قوم رند نہین کیونکہ میر چاکر اُن کو قوم رند سے الگ کر چکا ہے۔ مگر تاہم وستہ بلوچ سے ہین۔ فی الحال کوئی سردار یا تمن اُن کا نہین اس واسطے بلوچ شمار نہیں ہوتے مگر عادات و رواج مین قریباً نیم بلوچ ہین۔ اس طرح علاقہ جیکب آباد مین اقوام ذیل بلیدے۔ جمالے۔ کھوسہ۔ جھکرانے۔ ڈومبکی مشہور تمنات رہتی ہین۔ جن کے سردار بھی مشہور ہین۔ اور بھی جو اقوام بلوچی چانڈیہ وغیرہ علاقہ سندھ مین رہتی ہین جو چالیس ہزار مردم اسلحہ بند سے کم نہ ہونگے گویا کہ اب بھی قریب ایک لاکھ نفر اسلحہ بند بلوچ سرکار برطانیہ کے ماتحت اس سرحد بلوچی پر رہتے ہین جو بلوچ خاص بلوچستان مین یا سرحد جیکب آباد یا ضلع ڈیرہ غازیخان مین رہتے ہین ان کے پاس اسلحہ بھی موجود ہین اور خوب مضبوط جوان ہین اور اچھی مہارت سپاہیت کی رکھتے ہین لیکن جو باقی علاقہ سندھ چنانچہ تعلقہ کنبر۔ لاڑکانہ و کوٹری و کراچی مین رہتے ہین اُن کے پاس اسلحہ نہین رہے۔ بعضے بعضے تمنات کلان کا حال جو اس علاقہ بلوچستان مین سکونت پذیر ہین ذیل مین درج کیا جاتا ہے :-

شجرہ نسب سردار رند۔



شجرہ نسب سردار رند

یہ شجرہ خاص سردارخیل میروزئی کا ہے۔ تین پسران سردار خان و شیر محمد خان و دلیل خان کی اولاد علاقہ سُہران واقعہ کچھی مین رہتی ہے۔ باقی یار محمد کی اولاد علاقہ جیکب آباد مین ہے اور وہان اُن کو جاگیر ملی ہوئی ہے۔ سُہران مین بباعث بڑے پسر کی اولاد ہونے کے اُن کا سردار و ڈیرہ سردار خان ہے۔ یہ لوگ اپنے آپ کو میر چاکر سے اس طرح شامل کرتے ہین کہ میر شہک کے دو پسران تھے۔ اول میر چاکر۔ دویم میر محمد ابراہیم۔ میر چاکر معہ خاندان خود ہندوستان کو چلا گیا۔ میر محمد ابراہیم پسر ثانی کی اولاد اس علاقہ مین رہ گئی۔ یہ لوگ کہتے ہین کہ میرو خان مورث اعلےٰ ہمارا اسی خاندان سے تھا۔

حسب بیان کہن سال معتبر رند از روے دفتر بلوچی (اُن کا دفتر شعرہا یا قصہ ہا جو سینہ بسینہ یاد چلے آتے ہین۔ ہے) تفصیل اصیل اور نجیب اقوام بلوچی کی بموجب ذیل ہے۔

دستہ رند ۳۶ فرقہ جات ذیل:-

رند[1] - چاکرانی[2] - میرانی[3] (جو میر شہداد کی اولاد ہے) الہ دادی[4] - میروادی[5] - بجارانی[6] - بگرانی[7] - نہمانی[8] - محمدانی[9] - ڈومبکی[10] - ابراہیمانی[11] - ریحانی[12] - نوشیروانی[13] - عالیانی[14] - سدرانی[15] - ہیبتانی[16] - نندوانی[17] - حیدرانی[18] - گورچانی[19] - فروزئی[20] - کہیازئی[21] - مریدانی[22] - قیصرانی[23] - جمالانی[24] - لیغاری[25] - کلوئی[26] - جسکانی[27] - فروزانی[28] - عمرانی حکانی[29] - رخشانی[30] - مزاری[31] - مرانی[32] - سیاہ لاف[33] - قلمتی[34] - بلفت[35] -

جنگلانی - رُستمانی - سارنگانی - آسرکانی - مستیانی - عمرزہ - زید - بابرانی - لنڈ -
جادوانی - راہیجہ - گشکوری (گشکوزاد) ہوتکانی - کہیری - درِیشہک - عبدانی - یوسفانی -
محمدانی - شہکانی - علی خانی - گرگیج - شاہل زئی - پُژ بربندی تِچ - عباسانی - مندوانی - حسانی گرگینر
پندرانی گرگینر - جلبانی - مستوری - ہڈگری - دشتی - شہریانی (قوم بلوچ) +
دستہ لاشاری ۳۹ فرقہ جات بدین تفصیل - چاکٹ - شہدانی - رشیدانی - ملکانی - جتانی -
بنگلانی - میردادانی - مبارکانی - میرزانی - ویدادانی - محمدانی - خیروانی - حسانی - موہنانی - شوپرانی -
سالارانی - پیر محمدانی - قلندرانی - بجارانی - مزارخانی - کمالانی - جاگوانی - سلیمانی - توہم خانی -
اخوندانی - عالیانی - شاہوانی - بہرامانی - صدیانی - نوط بندیانی - چاروانی - بگرانی - جلالانی -
اسمعیلانی - سلامانی - علقانی - بگیسے - نوکلانی - سنگیانی +
فرقہ دنیاری ۵ فرقہ ہے یعنی خلقانی - عہدیانی - میر خان زئی - زنگیجہ - رہوانی - طائفہ توپانی +
قوم کورائی ۴ فرقون پر ہے یعنی کورائی - جاہانی - جاتی - آلانی +
قوم جتوی کے ۴ فرقے ہین مظفرانی - فتح خانی - شاہدین زئی - خلورانی +
قوم ہوت ۵ فرقون پر منقسم ہے - ہوت - حسانی - ہوتکانی - لوح کانی - چنرانی -

اور کہتے ہین کہ زمانہ قدیم مین یہ قومین بلوچ مشہور تھین - بعد اس کے بعض شاخین ان ہین سے جدا ہوکر علحدہ مشہور ہوگئین اور دیگر کئی قومین ان قومون کے ساتھ میل جول کرنے سے بلوچ بن گئین - ہمارے خیال مین موجودہ زمانے مین جو قومین اپنے آپ کو بلوچ کہلاتی ہین ان کی تعداد بہت بڑھی ہوئی ہے اور اس قسم کی بہت قومین ہین جو زمانہ قدیم مین دراصل بلوچ نہین تھین بلوچون کے ساتھ شامل ہونے سے یا اُن کی ہمسائیگت مین پناہ لینے سے بلوچ بن گئین - بلوچون مین کم و بیش رواج آپس مین جنگ جدل اور غارتگری مال مویشی وغیرہ کا اب تک جاری رہا - دوسری اقوام کو جو بلوچ نہین تھین اُن کو کسی زبردست قوم کی ہمسائیگت مین پناہ لینا ضروری امر تھا اور بلوچ بباعث اسلحہ پوشی کے دوسری اقوام جٹ وغیرہ مسلمانون مین معزز اور معتبر سمجھی جاتی تھی اس طرح بلوچی قوم مین زیادہ ترقی ہوئی اور ہوتی جاتی ہے - زمانہ حال مین جو اقوام بلوچی اس علاقہ بلوچستان مین مشہور ہین علحدہ نقشہ مین تفصیل ان کی درج کی گئی ہے - خاص وڈیرہ رند کے ساتھ علاقہ شہران مین جو قومین رہتی ہین ان کی تفصیل یہ ہے :-

نمبر شمار	نام پاڑہ یعنی طائفہ کلان	نام پہلی یعنی طائفہ خورد	نام سردار یا معتبر	تعداد نفری اسلحہ بند	ریمارک
۱	میروزئی	میروزئی	شیر دار خان رند تمندار	عـــ نفر	ماسوائے اس قوم کے ایک فرقہ قوم
۲	"	ہوتان زی	"	عہ نفر	شیخ جو نیز بلوچ کہلائے جاتے ہین
۳	گودری	گودری	بہالی خان	عـــ نفر	جو حضرت حسین رضہ کے مجاور ہین
۴	"	چولانی	صالح	صـــ نفر	اس علاقہ مین رہتے ہین مقدم
۵	"	دیناری	نزک علی خان	لعہ نفر	ان کا برخوردار ہے وقت لشکرکشی
۶	"	کنبرانی	مراد علی	ضعہ نفر	کے پانچ چھ سوار اسلحہ بند قوم شیخ سے
۷	"	جاموانی	عطا محمد	عـــ نفر	بطور مدد ودعا کے ساتھ جاتے ہین
۸	"	شہیجہ	شہداد خان	لعہ نفر	اس قوم شیخ مین قریب ماعہ نفر
۹	"	باجوی	منگھہ خان	سہ نفر	اسلحہ بند ہوگا مگر لشکرکشی کے وقت
۱۰	ناصرزئی	ناصرزئی	بگڑا خان گلاب خان	ما ر نفر	اُن پر جبر دینے سواران یا ہمراہ چلنے
۱۱	کلوی	کلوی	نواب خان لشکر خان	ما ر نفر	کا نہین کیا جاتا ان کا مورث اعلے
۱۲		آزوئی	منو خان	صـــ نفر	شاہ امین الدین وشاہ ہمین تھا جو
۱۳		اسفانی	یوسف خان	سہ نفر	وقت میر چاکر کے حلب سے
۱۴		رامی زئی	فاضل خان	عـــ نفر	ہمراہ آیا تھا اُن کے مقبرہ ہا
۱۵		رامی زئی ثانی	الہ بخش	عـــ نفر	اس جگہ موجود ہین یہ شیخ لوگ
۱۶	غلام بولک	غلام بولک	وتار خان	ـــ نفر	قوم کہیری سے جو علاقہ چہتر
۱۷	سیا فاز	سیا فاز	دوست خان	ـــ نفر	پہلیجی مین رہتی ہے شامل
۱۸	بزوار	بزوار	ولمراد	صعہ نفر	ہوتے ہیں ٭

کل ۷۸۶ نفر

حدود اربعہ علاقہ شہران کی یہ ہین - شمالاً آستی - جنوباً گاجان - شرقاً واہ سنری - غرباً کہیہ سنان - طول علاقے کا شمالاً جنوباً ۱۶ میل اور عرض شرقاً غرباً دو میل ہے ان حدود مین بستی ہائے ذیل آباد ہین - شہران - ماچہی نہر - باجوی - سیلیخ - ابری - ستاوان - تمنیان - نبروہ جہوگ - علاوہ رندون کے اقوام ماچہی - تمنیان - ابری - ودہوترہ - بردہ - گولہ مہیسر

مسلمان جٹ اور چند خانہ جات ہندوان کے بھی آباد ہین۔ تخمیناً تعداد مردم شماری اس ضلع کی قریب پانچہزار نفری بیان کی جاتی ہے۔ علاوہ اس کے ایک قوم شیخ کہیری کی بھی رہتی ہے جس نے ایک بستی بنام نہاد ٹہاری آباد کی ہوئی ہے اور قریب ایک سو نفر اسلحہ بند اُس مین ہوگا۔ یہ کہیری مجاور خانقاہ حضرت حسینؓ کے تصور کیئے جاتے ہین۔ اس واسطے یہ لوگ بیگار غم لشکر سے معاف تھے لیکن بروقت لشکرکشی بطور دعا کے چند شیخ ہمراہ جاتے تھے۔ اس علاقہ مین اندرون کوہستان متصل علاقہ سہران ایک موقعہ پر چشمہ پانی کا ہے اس کو ہندو لوگون نے بنام نہاد ہرتی سر ایک تیرتھ بنایا ہوا ہے جیساکہ پنجاب اور ہندوستان کے ہندو لوگ گنگاجی پر جاکر اشنان کرتے ہین۔ ایسے اس ملک کے ہندو لوگ بروز بساکھی اسی موقعہ پر جاکر اشنان کرتے ہین اور متبرک سمجھتے ہین۔ آبادی ملک دو قسم کی ہوتی ہے ایک تو سیاہ آف یعنی جاری پانی سے جو ایک ندی موسومہ سکہیلیجی کوہ موسومہ گرگ سے نکلکر نصف پانی ندی کا سُہران مین اور نصف گاجان کو آباد کرتا ہے۔ دویم بارش باران پر بذریعہ لٹھ بندی کے۔ زمین علاقہ سُہران کی اچھی اور زرخیز ہے اور سردار رند کو اچھی آمدنی ہے اور مرفہ الحال ہے۔ بلوچی مین سُہر سونا کو کہتے ہین اس واسطے علاقہ ہذا کا نام بلوچون نے سہوران رکھا تھا۔ پہلے جب رند اور لاشاری کچھی مین داخل ہوئے۔ سیوی ڈاڈہر مین رند اور سہوران و گاجان و گنداوہ و جہل مین لاشاری تھے۔ مگر جب فیمابین دونو قومون کے لڑائی ہوئی لاشاری نے شکست کھائی تب سوران رند کے قبضہ مین آگئی۔ رند خان صاحب والے کلات کو کچھ محصول بٹائی نہین دیتے تھے مگر غم لشکر تعدادی ایک ہزار تک بوقت ضرورت دیا کرتے تھے۔ اس غم لشکر دینے مین تمام بلوچ قوم جو علاقہ بلوچستان مین زیر تحت خان صاحب کے رہتی تھی شامل ہوتی تھی۔ علاوہ اس کے جب خان صاحب علاقہ کچھی مین تشریف لاتے۔ ضیافت بھی دیا کرتے تھے۔ بلکہ جب کبھی خانصاحب کا پورا پورا زور ہوتا خانصاحب کسی نہ کسی بہانہ سے کچھ جرمانہ یا خانانہ بھی وڈیرہ رند سے لیا کرتے تھے۔ خان صاحب خداداد خان نے وڈیرہ امام بخش سے کسی غلام کے قتل کرنے کے جرم مین بہت کچھ لیا تھا۔ موجودہ زمانہ مین خان صاحب اُن سے کچھ نہین لیتے بلکہ مبلغ ... ماہواری از طرف خانصاحب کے اُس کو ملتے ہین۔ وڈیرہ رند کا سردار سراوان سے رشتہ بھی ہے کہ والدہ اس سردار خان

رند کی ہمشیرہ سردار ملا محمد خان رئیسانی کی تھی اور ہمشیرہ وڈیرہ سردار خان کی عبدالرحمان خان پسر خورد سردار ملا محمد خان موصوف سے بیاہی ہوئی ہے لیکن بباعث راجداری جتوئی کے فے الحال سردار رند اور رئیسانی کی آپس مین نزاع بھی ہے - دراصل فرقہ جتوئی قدیم سے رند کے ساتھ متعلق رہا ہے بلکہ سردار رند کا راج سمجھا جاتا تھا - چنانچہ ملک املاک جتوئی کے بھی اقوام رند سے شامل ہین اور صلح و جنگ مین رند کے ساتھ شامل رہا - غم لشکر بھی فرقہ رند کے ساتھ ادا کرتا رہا کہ ان کو ضمیمہ رند کا تصور کرنا چاہیئے - باوجودیکہ چند معتبر جتوئی کی وڈیرہ رند سے جدا ہین مگر زیادہ حصہ رند کے ساتھ شامل ہے +

حال تمن ڈومبکی

بعد رند کے بلوچون مین ڈومبکی دوسرا خاندان سمجھا جاتا ہے کہ زمانہ میر جاکر سے اس خاندان مین دفتر بلوچون کا چلا آتا ہے - وڈیرہ سہراب خان تمندار ڈومبکی سے جو کتاب دستیاب ہوئی اُس کو مفصل ذیل مین درج کیا جاویگا - فے الحال مسکن سردار ڈومبکی موضع لاہڑی مشہور ہی جو زمانہ قدیم مین اس موقعہ پر اقوام لاہڑی بروہی جو دراصل فرقہ رند سے تھی آباد رہتی تھی - اس واسطے اس موقعہ کا نام لاہڑی مشہور ہے یہ علاقہ متصل تمنات مری و بگٹی کے واقع ہے یہ علاقہ شروع مین بارو زئی کے سیبی سے متعلق تھا مگر بعد مین عرصہ مزید سے ماتحت خان صاحب والے قلات کے چلا آیا - چنانچہ وہان نائب از طرف خان صاحب کے مقرر رہتا ہے البتہ جسقدر زمینات قدیم سے سردار یا راج ڈومبکی کو معاف رہی اس مین نائب دست اندازی نہین کرتا - آبادی زیادہ تر بارانی ہے - اس تمن کی ہمیشہ مری اور بگٹی سے سیالداری رہی ہے اور اپنے قوت بازو پر اُن کے بیچ گزارہ کرتا رہا ہے اور وزیرانی ڈومبکی و جہکرانے اس کی شاخ ہین اور جب شروع مین سرکار عالیہ برطانیہ نے علاقہ سندھ پر قبضہ کیا بجر خان وڈیرہ وزیرانے ڈومبکی سرحد پر مشہور ڈاکو و راہزن ہو گزرا ہے جس کے اوپر چند دفعہ لشکر کشی ہوئی اور بصد مشکل قابو مین آیا اور اس طرح جہکرانے نے بھی سرحد پر بہت تکلیف دی تھی - اگرچہ فیما بین ان تینون اقوام مری - بگٹی اور ڈومبکی کی آپس مین خانہ جنگی رہی مگر خلاف سرکار برطانیہ جب کارروائی کرنی ہوتی تھی ہر سہ متفق رہین - اب جب سے سرکار عالیہ نے ملک سیوی پر قبضہ کیا

جو علاقہ لاہری کا حدود ات سیوی سے ملحق ہوتا ہے - اس واسطے سردار سہراب خان تمندار ڈومبکی کو واسطے حفاظت سرحد کچھی و سیوی کے نوکری ایک جمعدار اور ۵ سوارون کے دی گئی - چنانچہ میر محراب خان پسر سہراب خان جمعدار ہُوا تب سے سردار موصوف ماتحت صاحب پولیٹیکل ایجنٹ تھل چوٹالی اچھی طرح خدمت کرتا رہا - چنانچہ اکثر دورہ جات سرحدی پر سر رابرٹ سنڈیمن صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان کے ہمرکاب چلتا رہا اور سال ۱۸۸۰ء مین جبکہ چند فرقہ جات مری کے باغی ہو گئے تھے اس سردار نے امن قائم رکھنے کے واسطے خوب مدد دی - اور اس سردار کے ملاقات سے پرانے زمانہ کے حالات و رواج بلوچی کے بہت معلوم ہوتے ہین اور وہ اب تک بمثل اپنے قدیم رواج بزرگون کے مذہب شیعہ کو بحال رکھتا ہے اور صاف کہتا ہے کہ بلوچ قدیم سے حضرت علی کے مرید اور شیعہ مذہب رکھتے تھے - اُن کی آمدنی اور گزران متوسط درجہ کی اچھی ہے +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ آلہ المکرمین و اصحابہ الامجدین - اما بعد چند کلمات از حسب و نسب ڈومکیان و گذشتہ و موجودہ حالات اوشان و چند حکایات از دیگر بلوچان حسب الحکم جناب رائے بہادر رائے ہیتو رام صاحب سی - آئی - ای اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر صاحب بہادر دام شفقتہ مرقوم رفت دراصل تمام بلوچان در ملک عربستان سکونت میداشتند و ہمین فرقہ قبل از پیدائش حضرت رسالت پناہ است و خاص ڈومبکیان اولاد حضرت امیر حمزہ کہ عم حضرت رسول اللہ صلعم بود میباشند بتفصیل ہذا کہ حضرت امیر حمزہ از قوم پریان یک زن بنکاح خود آوردہ بود و ازان یک فرزند پیدا شد نام او بدیع الزمان نہادند و از بدیع الزمان یک پسر شد نام او بُرزُچہ نہادند و وجہ نسبت ڈومکیان بہ بلوچان از بُرزُچہ شد و بُرزُچہ را یک پسر بود مسمی منظہر و از منظہر دو پسران شدند یکے حبیب - دوم مختار و حبیب بن منظہر بہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ در دشت کربلا شہید شدہ - چنانچہ خانقاہ حبیب در آنجا مشہور است و چونکہ بعد شہادت حضرت امام حسین ع حضرت امام محمد حنیفہ لشکر خود از دمشق بر داشتہ جہت عوض گرفتن از یزید سوار شد بخدمت او مختیار بن منظہر ہمراہ بود و بعد قتل رسیدن یزید دو سہ پشت ڈومبکیان در ملک عربستان با امن گزرانیدند -

پس حجاج بن یوسف سلطان عربستان شد و بہمراہ سادات و اولاد حضرت رسالت صلی
اللہ علیہ وسلم کمال خصومت و عداوت بر پا نمودہ چنانچہ ہر جاکہ سیدے از اولاد آنحضرتؐ
بشنیدے طلبا نیدہ شہید میکنا نیدے - چونکہ تعلق ڈومکیان از حسب و نسب بہمراہ سادات
کرام بود و نیز طریقۂ محبت زیادہ از حد میداشتند و بحجاج بن یوسف طاقت مقابلہ نمیداشتند
ازین باعث از عربستان کوچ نمودند - و در وقت کوچیدن سردار ڈومکیان و تمام بلوچان
سردار جلال خان بود و بہمراہ جلال خان چہل و چہار پاڑۂ بلوچان کوچیدہ روان شدند و در
ایران آمدند و در ملک ایران در آن وقت پادشاہ شمس الدین بود و پادشاہ شمس الدین بکمال
شفقات خسروانہ اوشان را بنواخت و سردار جلال خان و تمام بلوچان را عزت و نان بسیار
داد - بعد چند مدت بقضاے الٰہی پادشاہ شمس الدین فوت شد و پسر او بدر الدین بر تخت سلطنت
نشست و در آنوقت شاہان ایران را رسم بود کہ ہر آنجا قوی و دلاور تمنات و اقوام را مید مدند
از آن سانگ ہا میخواستند - پس پادشاہ بدر الدین نیز سردار جلال خان را طلبا نیدہ حکم ساخت
کہ از ہر پاڑۂ بلوچان خود سانگ ہا بدہند و بلوچان از غلبہ پادشاہ طاقت اِبا و انکار نمیداشتند
رو برو ے پادشاہ آرے و بلے نمود با یکدیگر صلاح نمودند کہ ما بلوچان را از قدیم الایام رسم است
کہ سواے ہم قوم خود دیگر یرا سانگ نمیدہیم و الحال بہ پادشاہ طاقت سیالداری و جنگ
نمیداریم مناسب است کہ از ہر یک قوم یک کودک خوبرُو و اَمرَد بہ حُلیہ جات زنانہ دادہ
بعد از آن فے الفور کوچ نمائیم پس از ہر یک قوم کودکان موازی چہل و چہار جمع آوردہ
بحلیہ جات زنان در حضور پادشاہ بدر الدین دادہ و خود کوچیدند و در ملک جنین آمدند پس چونکہ
پادشاہ بدر الدین بعد دریافت بشناخت کہ نرینہ کودکان دادہ رفتہ اند و کار خیانت در حرم
پادشاہ نمودہ اند لشکر کلان در پے بلوچان فرستاد و در مقام جنین لشکر شاہی رسیدہ
بہ بلوچان جنگ نمود و مال مواشی بلوچان غصب نمود آخر الامر بلوچان غلبہ نمودہ لشکر شاہی
ہزیمت داد و فتحیاب شدہ بار دگر از جنین کوچ نمودہ در کیچ مکران آمدند و کیچ مکران و ہمہ
اطراف و اکناف او گرفتہ ماتحت حکم خود آوردند و در کیچ مکران سردار جلال خان فوت شد
جلال خان را چہار فرزندان بودند - رند - لاشار - ہوت - کرّا - یک دختر مسمات
مائی جتو و مائی جتو را در حین حیاتے خود سردار جلال خان بہ نکاح مراد کہ قریب
او بود دادہ بود - بعد وفات جلال خان ہر چہار برادران را بہمہ یکدیگر سلوک و صلاحیت

نماند و تمام فرزندان علیحده علیحده بر مقام های خود تعزیت و ماتم پرستی نمودند و مائی جتو
بهمراه برادر کلان خود یعنی به رند متفق شد ڈومبکیان اولاد رند میباشند و سردار نیز رند شد
و چند مدت در کیچ مکران گذرانیدند و پشت به پشت هر یک پسر بر دستار سرداری مے نشست
بعد از آن از آنجا کوچ نموده در ملک خراسان آمدند و درین وقت میر شهیک و میر حسن ولدان
میر اسحاق بودند و سردار میر شهینک بود و تمام ملک خراسان را گرفته بزیر خود آوردند و چند
ایام در خراسان گذرانیدند بموسم زمستان به ملک کچهی[1] مے آمدند و در موسم تابستان بخراسان
میرفتند و در آن ایام در ملک سیوی و کچهی حاکم جام ننده بود پس بجام ننده جنگ نمودند ملک
سیوی و کچهی را نیز گرفتند و میر شهیک در سیوی وفات یافت و پسر او میر چاکر بود و میر چاکر
لاشهٔ پدر خود از سیوی برداشتانیده در کچهی که تعداد پانزده گنبد اعلی دین خان افغان را
مے بودند و خاص گنبد اعلی دین کلان و بازیب بود در آنجا دفن کنانید و پس مثل مشهور
بود که گنبد اعلی دین رفت و گنبد شهیک شد - و همان گنبد ها را نشان تا حال موجود اند
که از غرب رسته ریلوے مابین اسٹیشن ہیل پٹ و لنڈسی که سیوم اسٹیشن دنبولی مے نامند
ظاهر اند چونکه میر چاکر سردار شد بعد دو سه سال بهمراه قوم لاشاریان جنگ آغاز ساخت و درین
وقت عم حقیقی میر چاکر که میر حسن بود او نیز جان بحق تسلیم کرد و میر حسن در حین حیات خود وصیت
کرده بود که لاشهٔ مرا قریب دہان رود خانه لہڑی در کنارهٔ کوه دفن بنمائید پس میر چاکر حسب وصیت
لاشهٔ عم خود در کناره کوه قریب دہان رود لہڑی دفن نمود چنانچه مشهور و معروف است و مخلوقات
بدانجا نذر و نیاز میبرند و میر حسن را پنج پسران بودند میران - جیند - ریحان - میر محمد خان
میر براهم خان - چونکه بهمراه لاشاریان جنگ و مخاصمه برخاست تا مدت سی و سه ٣٣ سال میرفت
و میران و جیند در جنگ مقام نلی والا بقتل رسیدند و هر دو لاولد بودند و ریحان نیز وفات یافت
و از عقب خود کس نگذاشت یعنی لاولد بود بعد مرور مدت سی و سه ٣٣ سال میر چاکر بنیاد و بیخ
لاشاریان برکندیده و نشست و تخت گاه خود در ملک کچهی در رود خانه ناڑی قریب خانقاه پیر
اولیا که پیر موصوف بمسافت شش میل از جانب جنوب بهاگ است سکونت نمود و همین
شهر را نام فتح پور نهاد و چنانچه تا حال نشان بام میر چاکر در آنجا مشهور و ظاهر است و
مدت سی سال در فتحپور بتمام امن و عافیت و بفرصت کمال حکمرانی مے نمود پس عمزادگان خود

[1] در ملک کچهی در اول ده صدی یعنی ابتدا از سنه ۱۰۰۰ھ آمده بودند +

یعنی میر محمد خان و میر براہم خان رنجیده گشت و بخیال گرفتن ملک پنجاب و ہندوستان
کوچیده روان گشت و عمزادگان نیز تنہا ازاو طاقت نشستن ندیده ہمراه میر چاکر کوچیدند
و درآنوقت ملک پنجاب و ہندوستان زیر حکمرانی پادشاه ہمایون خان[1] جغتہ بود - و میر چاکر
جنگ نموده پنجاب را بزیر خود آورده و ہندوستان را گرفتن نتوانست و در شہر ملتان در پنجاب
سکونت نمود و وقت کوچیدن از کچھی یکے نائب خود در سیوی دوم در شوران سوم نائب مسمی
مندو در قلات مقرر نموده رفتہ بود - پس میر احمد خان قنبرانی براہوئی از ملک سیستان معہ
چار پاڑه براہویان چنانچہ قنبرانی دوم سمالانی سوم گرگناڑی - چہارم میروانی و دراصل نیز
براہوی ہمین میباشند آمده بر قلات بعہ مندو جنگ نمود و مندو را بکشت چنانچہ تا حال قبر
مندو قریب دروازه مستونگی مشہور و موجود است و میر احمد قلات را گرفت پس ہرآنچہ پسمانده
بلوچان چنانچہ قوم لہڑی و بنگل زئی و محمد شہی و کہیڑ وغیره از آن دراصل بلوچ بودند و خاص
قوم لہڑی پاڑه ڈومبکی اولاد میر براہم بودند و از رنجیدگی برادران خود کوچیده در نرمکہہ سکونت
ورزیده و خود را بعہ براہویان متصل کرد و براہویان نیز از سکونت اصلی او در لہڑی نام قوم مذکور
لہڑی بستند و خاص پاڑه سردار لہڑی براہم زئی است پس تمام پسمانده بلوچان غلبہ میر احمد
را دیده خود را براہوی مقرر نمودند و ریسانی دراصل افغان است پس خود را براہوی نمود - بعد از آن
افغان بر ملک سیوی غلبہ نمود سیوی را نیز گرفت و سیوی ہم از دست بلوچان رفت و بعد از آن
میر محمد خان و میر براہم خان ہر دو عمزادگان از میر چاکر رنجیده از مقام وزیری کوچ نمودند و در
نالہ محمد واه سکونت نمودند - پس میر چاکر در دل خود خیال نمود کہ مبادا بلوچان ہمراه عمزادگانم بروند
مناسب است کہ بکدام تجویز عمزادگان خود را بکشانم پس تمام بلوچان را گفت کہ رفتہ محمد و براہم
را بکشند کسے از بلوچان طاقت مقابلہ ہمراه محمد و براہم نداشتند آخر الامر قوم دودائی تیار شده
در محمد واه رفتہ ہمراه محمد و میر براہم جنگ نمود و میر محمد خان و میر بشیر خان کہ پسر میر براہم خان
بودند بقتل رسانید و براہم نیز بمقام لونی وفات یافت و پسر محمد خان میرو خان و پسر میر براہم خان
آدم خان بودند و در کوه سلیمان سکونت نمودند و سردار میرو خان شد و میر چاکر بعد قتل کنانیدن
عمزادگان خود شرمنده شد و دودائی ہا را طلبانیده گفت کہ چرا عمزادگان مرا کشتہ اند او شان
گفتند کہ بحکم آن صاحب میر چاکر باز گفت کہ من گفتہ بودم کہ او شان را خوف بدہید و بزنید نہ کہ

[1] دراصل میر چاکر ہمراه ہمایوں بطور مدد کے گیا تھا۔

اوشان بقتل رسانیدہ اند آخر الامر ازین غصہ ہفتاد کس دودائی را در کچہری خود گردن زنانید
و چند مدت در شہر ملتان بحکومت گذرانید بعد از آن از پنجاب کوچیدہ بطرف ہندوستان روانہ
گشت چونکہ میر چاکر عمزادگان خود را بقتل رسانید پس اکثر بلوچان ازاو بیدل و رنج شدہ سرداری
میروخان بر سر خود قبول نمودہ بہ میر چاکر نرفتند تمام نزد سردار میروخان آمدند و ازین ملک بلوچستان
تا حد قیصرانی و باقرانی تمام بلوچان سردارئ میروخان منظور نمودہ نشستند و مقدم بجار قوم پھوڑ
رند کہ بکلان تمن بود نیز بہمراہ سردار میروخان متفق شدہ چنانچہ الحال اولاد بجار خان در تمن مری
بجارانی مشہور اند و در اینوقت سردار میروخان را بکمال قوت شد و بہ دودائی ہا خصومت شد و
ہر کس کہ از دودائی ہا سردار میشد او را ڈونکیان میکشتندـه تا کہ ہفت سرداران دودائی ہا را کشتند
بعد از آن از خوف کسے سردار دودائی نمیشد و سرداری دودائی گم شدہ رفت و میروخان سکونت
در کوہ سلیمان نمود و درین وقت در لہڑی حکومت بہرائی بود و رواہی در نسب جندال بود و بکمال
قوت میداشت پس میروخان بر رواہی جنگ نمودہ لہڑی از او غصبیدہ ماتحت خود نمودہ و در علاقہ
شورن کہ میر چاکر نائب خود مقرر کردہ بود ہمان بر حال بود و ملک سیوی زیر حکم افغان سدوزئی بود
و نائب سدوزئی باروزئی بود و بعد چند مدت باروزئی خود حاکم سیوی گشت و در ملک کچہی سواء
لہڑی و شورن حاکم میان کلوڑہ بود پس میروخان بعد گرفتن لہڑی ارادہ گرفتن سیوی میداشت
مگر درین عرصہ بہمراہ باروزئی مصالحت نمود و بر ملک لہڑی و شورن اکتفا نمودہ و نائب پیشینہ
میر چاکر والا راہم کشیدہ مسمی ہمزہ قوم افغان کہ خلاصہ دوست و خدمتگار او بود نائب خود
مقرر ساخت و در ملک لہڑی عمزادہ خود آدم خان نشستانیدہ و خراج ملک شورن و لہڑی
ہر دو را در کوہ سلیمان متصرف میشد چونکہ میروخان در کوہ بود و بعضے رندان حکومت نائب
حمزہ را اقبال نے نمودند و خدمت او بجا نیاوردند و حکم عدولی میساختند پس نائب حمزہ ہمین
احوال بطرف سردار میروخان فرستاد پس میرخان رقم خود بطرف رندان بمضمون ہذا
فرستاد کہ نائب حمزہ را بجاے من دانستہ خلاف نورزند اطاعت او بجا آرند بٹائی و خراج
باو دادہ باشند و درین ایام سردار براہوی میر عبداللہ خان بود و میر عبداللہ خان بر ملک کچہی
بہمراہ کلوڑہ جنگہا نمود و بلوچ و براہوی ہر دو متفق شدہ بہ عبداللہ خان یکجا شدند و در جنگ تعداد
ہفتصد مردمان از بلوچ و براہوئی بہمراہ میر عبداللہ خان بقتل رسیدند۔ بعد از آن نادر شاہ

ـه و اولینہ سردار دودائی را نام سہراب بود ۔

سلطان ایران بر هندوستان تیار شد و بعساکر خود در کچھی آمد پس میر نصیر خان پسر عبد اللہ خان
که سردار براهوی بود او را نادر شاه گفت که همراه من بیا میر نصیر خان گفت که عوض خون پدرم
از کلوڑه گرفتانیده بده و من حاضرم نادر شاه فرمود که وقت واپسی بدلهٔ خون پدر شما گرفته شود
پس میر نصیر خان بمعه بلوچان و براهویان جمع شده همراه نادر شاه روانه گشتند و سردار
میرو خان علاقه لهڑی را سپرد آدم خان نموده بود و از جانب آدم خان مسمی کالاخان همراه نادر شاه
رفت و از شورن نائب حمزه خود روان شد چونکه نادر شاه واقع سنده رفت از میان
نصیر محمد کلوڑه پسر او غلام شاه بهمراه خود برد چونکه بعد فتحیابی هندوستان نادر شاه واپس آمد
بار دگر میر نصیر خان احمدزئی جهت بدلهٔ خون پدر خود عرض نمود نادر شاه گفت که میان نصیر محمد کلوڑه
را دوازده پسران میباشند اگر میگوئی که یکے از وشان بر دار بکشانم و اگر ملک کچھی ترا پسند
است تمام بشما داده آید پس میر نصیر خان به بلوچان و براهویان صلاح نمود که اگر یکے از پسران
میان نصیر محمد بر صوری شد ما بان را چه حاصل خواهد شد و جنگ نیز بر ملک کچھی نموده ایم مناسب
است که کچھی را بگیریم پس میر نصیر خان از نادر شاه کچھی طلبید نادر شاه از میان نصیر محمد کلوڑه
ملک کچھی گرفته حواله میر نصیر خان فرمود چونکه ملک کچھی بدست میر نصیر خان آمد بلوچان و
براهویان هر آنچه طبقات طبقات زمین در دست میداشتند رو برو نادر شاه بنام اوشان
شد و ملک لهڑی راسند به کالاخان بنام میرو خان گرفت و نائب حمزه عرض کرد که ملک شورن
راسند با عطا شود نادر شاه فرمود که تو نائب میباشی شورن بشما چگونه داده شود پس نائب حمزه
سند میرو خان کشیده گفت که مرا میرو خان مالک و بجاے خود کرده است نادر شاه بعد ملاحظه
سند مذکور شورن حواله حمزه ساخت - بعد ازان میرو خان فوت شد و خانقاه او در سنگ سیلاح
شد چنانچه تا حال مشهور است - و پسر میرو خان بلوچ خان بود بر دستار سرداری نشسته
در لهڑی سکونت ورزید - و بعد چند مدت عمزاده بلوچ خان که مسمی جلاب بود که الحال اولاد
او محمدانی ڈومبکی میباشند بهمراه بلوچ خان خصومت بر پا نمود یک مسمی شاهی قوم جندار
را انگشت نمائی کنانیده بلوچ خان را بقتل رسانید و پسر او یعنی پسر بلوچ خان میرو خان
بود و عمر شش ساله گی و خورد بود و وارث او نیز بغیر عمزاده پدرش یعنی جلاب خان دیگر کسے نبود
پس خدمتگاران و غلامان از خوف جلاب مذکور میرو خان را برداشته بطرف سیوی نزد بارو زئی
که حاکم و ملاذ بود رسانیدند بعد ازان جلاب تمام راج را طلبانیده گفت که مرا دستار سرداری

بدهید که بلوچ خان فوت شده و پسر او میروخان خورد بود آن هم گریخته رفته - باقی ڈومکیان گفتند که پسر بلوچ خان زنده است چگونه ترا سردار خود کنیم - پس اولا بدعا بازی مکر شاهی را اگر بخنابنده بعد از آن بطرف باروزئی رفت و گفت که میروخان سردار ماست میروخان را بما بده و بفرما که آمده نزد ما بر دستار سرداری خود بنشیند پس باروزئی میروخان را که خورد سال بود آورده رو برو جلاب گفت که عمزاده پدر شما یعنی جلاب جهت طلبگاری شما آمده است بهمراه او برو و بر سرداری خود بنشین پس میروخان را غلامان و خدمتگاران او فهمایش نموده این بیت یاد کنانیدند - ؎

مده جلاب خونی را که هر دم میکشد مارا — رضای کشتنی داری بدست خود بکش مارا

چونکه میروخان همین بیت گفت پس باروزئی را بر سر جلاب خشم آمد و جلاب را از مقام خود رانده بکشید و مسمی جلال خان قوم حاجی جه مغیری بلیدهی نزد باروزئی آمده گفت که میروخان سردار مایان است بهمراه من بده که او را بمقام خود برده خدمت او جهت سعادت خواهیم نمود و از حسودان محفوظ نیز خواهیم داشت و دختر خود نیز باو داده و او را داماد خود کردم چونکه همین قدر تسلی دهی از جلال خان بشنید و فهمید که دختر خود هم باو داده بعد ازین قدر اخلاص مخالف نخواهد شد - میروخان را حواله جلال خان نمود - و جلال خان مذکور میروخان را از انجا بهمراه خود برداشته واقع بشهر جلال خان که شهر مذکور از طرف غرب بهاگ بفاصله شش میل است رسانید و دختر خود بنکاح او داد و خراج ملک لهڑی در شهر جلال خان میخورد و درین وقت نیز قدرے قدرے از خراج شوران حمزه مذکور به میروخان میداد و درین عرصه سردار سراوان بنگل زئی بود و بهمراه بنگل زئی نائب حمزه سانگ بندی[۱] نمود و متعلق براهویان گشت و براهویان نیز زور گرفتند و حمزه هم آخر از دادن خراج جواب داد - بعد ازان از تمنات ڈومکیان معتبران جمع شده در شهر جلال خان آمده به میروخان گفتند که آنصاحب سردار مایان میباشی و بغیر از سردار تمام راج و تمن بے سر میباشیم والحال بفضله تعالے کلان و لائق شده اند مناسب است که بیا و بر سرداری خود بنشین و تمن خود را بدست آر چونکه میروخان یکدلی ڈومکیان بدید از شهر جلال خان آمده بهلو

---

[۱] و نیز نام پسر حمزه میروخان بود بهمان میروخان بنگل زئی دختر خود داد و سردار بنگل زئی میر هیبت خان بود سردار دختر خود داده بود ؎

جلاب خان جنگ نمود و بعضے بدکسان از تمن ڈومبکی نیز ہمراہ جلاب شدند پس میروخان
کلان جنگ نمودہ بود چنانچہ جلاب گریختہ رفت واز ملک لہڑی فراری شد وشاہی جعدار
ویکصد وچہل کسان از بدخواہان رابکشت ودر شہر لہڑی سکونت نمود چونکہ درمیان جلاب
ومیروخان کشت خون واقع شدہ بود وعداوت بحدے کمال رسیدہ وہرروز ہرطرف فتنہ
برپا میشد ازان باعث میروخان نزد باروزئی رفتہ گفت کہ کدام مردم خود بدہ کہ درمایان
میان بنشیند و نائرہ فساد را منتفی سازد پس باروزئی گفت کہ اگر نائب خود بفرستم
پس خرچۂ او کے خواہد داد میروخان گفت جہت خرچۂ او جھولی وقت بٹائی فصلات
کشیدہ شود وبہمین دستور نائب از باروزئی گرفتہ در لہڑی نشستانید ووقت فصلات
جھولی بہ نائب مذکور کشیدہ میدادند۔ بعد ازان احمدزئی[1] وباروزی را باہم جنگ افتاد
ہژدہ بار باروزئی در جنگ غالب شد ونوزدہم بار احمدزئی غالب شد چونکہ احمدزئی غالب
شد از ڈومبکیان نیز بٹائی طلبید وبر ڈومبکیان در وقت حکمرانی باروزئی نام نائبی داشتہ
بود ازان باعث برسر ڈومبکیان بٹائی مقرر شد پس از جانب احمدزئی ہرانچہ زمینات
خلاصہ سردار بود انعام شدند وہرانچہ وجوہات انعام چنانچہ بادی ہوائی ودلالی وکلالی
وسنگ ودہڑو وغیرہ ازان در پس انعام خلاصہ سردار راشدند وہرانچہ در رودخانہ لہڑی
خاص پاڑہ میروزئی رامقرر شد بران خالصاحب احمدزئی بٹائی میگرفت مگر احمدزئی
از انبار خود پنجم حصہ ودیرہ بدیرہ خرمنات تخفیف جہت سردار مقرر شدند ودر باقی
تمام رودخانہ لہڑی ابتدا از گرک یعنی دہان رود لہڑی انتہا الے جہنڈیر ہرآنچہ سامان
واشیا لطرف کوہ میرفتند درسنگ ڈہرو وغیرہ ازان نصف سردار ونصف احمدزئی
رامقرر شد وہرآنچہ اشیا وسامان بغیر کوہ بکدام دیگر اطراف واکناف میرفت
سوم حصہ درسنگ دہڑ آن وسوم حصہ دربادی ہوائی تمام رودخانہ لہڑی جہت سردار
مقرر شد وہرآنچہ زمینات دیگر ڈومبکیان تحت بٹائی آمدند پس درآنہا بعضے قطعات انعام
وبعضے نصف انباری ودہم حصہ انبار وخرمنات انعامی وخرمنات تخفیف بٹائی

---

[1] احمدزئی اوّلاً جنگ بہمراہ باروزئی نمود بعد ازآن جنگ بہمراہ میان کلوڑہ ساختہ وسہواً در قصہ اوّلا ذکر جنگ
میان کلوڑہ نوشتہ شد لاکن صحیح این است کہ اوّلاً بہ باروزئی جنگ شدہ +

جہت ڈوبکیان مقرر شدند چنانچہ تا حال متصرف و جاری میباشند[۱]۔ چونکہ جد ڈوبکیان میر
صاحب محمد خان و میر براہم خان از میر چاکر رنجیدہ گشتہ از ملک پنجاب واپس آمدند درانوقت
ہمراہ اوشان تمنات از اقوام بلوچان بہ تفصیل ہذا بودند مری ۔ بگٹی ۔ لغاری ۔ بلیدھی ۔ دریشک
گورشانی ۔ باقری ۔ لُنڈ ۔ قیصرانی ۔ بلیدھی ۔ جمالی ۔ عمرانی ۔ جتوئی ۔ چونکہ ملک شورن بدست
نائب حمزہ آمد پس بلیدھی و جمالی و عمرانی و جتوئی تعلق بہ حمزہ داشتند و غم لشکر کشی باو میدادند
ازینکہ میراث و زمینات اوشان درآن علاقہ بود ۔ چونکہ میرو خان از کوہ سلیمان کوچ نمودہ در لہڑی آمد
تمنات مرقومہ فوق در کوہ ماندند و ہمراہ او خاص تمنات ڈوبکی آمدند بہ تفصیل ہذا مزاری
نوتھانی ۔ گڈانی ۔ جہکرانی ۔ گشکوری ۔ جندار (کہ الحال خود را شامل بگٹی نمود) ٹالانی ۔ شبکور ۔
گلوئی ۔ گلاہٹہ ۔ گورگیج ۔ دینناری ۔ گزیانی ۔ جمنانی ۔ فتوانی ۔ سبنگانی ۔ و خاص اولاد
از یک جد بہ تفصیل ہذا میروزئی ۔ وزیرانی ۔ محمدانی ۔ برہمانی پس باتفاق الہٰی سردار را ہمراہ
مزاری رنجیدگی پیدا شد پس بانگشت تمامے دیگر ڈوبکیان بلیدھی غلبہ خود بر مزاری آورد و مزاری
طاقت برابری نداشتہ از علاقہ لہڑی کوچ نمودانہ کوہ گزشتہ واقع رود جہان نشست و رود خانہ
گوڑھی و بلوچ و چوپان کہ زیر زراعت مزاری بودند بعد کوچیدن اوشان سردار ڈوبکی رود خانہ
گوڑھی حوالہ ٹالانی نمود چنانچہ تا حال متصرف است و نوتھانیان را سردار ڈوبکیان در ملک کوہ نشستانید
و مسمی عاکیف قوم راہیجہ کہ از ملک سہوری آمدہ بود سردار ڈوبکی او را از خود نائب بر سر نوتھانیان
مقرر ساخت و عاکیف مذکور تمام ہشیار مردم بود سردار خود را نیز از خود خوش میداشت و تمن را ہم
احسان مند مے نمود و چونکہ سکونت ڈوبکیان بر زمین بود و زیر بٹائی آمدند و سکونت عاکیف و نوتھانیان
در کوہ بود و نیز عاکیف اوشان را ممنون نمودہ بود پس نوتھانیان دیدند کہ سردار ہم بدست خود
مقدم ما عاکیف نمود و از او محظوظ ہم میباشیم پس آخر الامر عاکیف را سردار خود نمودند و بدایں
دستور سرداری بگٹی علیحدہ شد و قوم گڈانی از سردار ڈوبکی رنج شدہ کوچیدہ در مسو واہ از شرق
دریا سکونت نمودند و در تمن مری خاص پاڑۂ بجارانی در نسل پھشر رند است و پاڑہ گزینی

---

[۱] و وقت غصب شدن انعام دیگر ڈوبکیان کہ بٹائی مقرر شد پس در عوضانہ تعداد یک صد و چہل
خروار غلہ جواری از خان صاحب جہت سالم ڈوبکیان مقرر شد چنانچہ سندات موجود اند بعد از آن

• چونکہ وزیر خان وزیرانی ڈوبکی باغی گشت ازین باعث بند گشت +

ودیگر طائفہ ہا مری درنسب بلیدھی بودند پس بجارانی ہمراہ گزینی جمع گشت و خود را مری نمود آخر الامر مری نیز بہمین دستور واز نشستن کوہ علیحدہ سرداری خود مقرر ساخت و علے ہذا القیاس دیگر تمنات بلوچان از لغاری ودریشک الخ علیحدہ علیحدہ سردارے خود مقرر کردند و بجار خان وزیرانی ڈومبکی کہ اولاد محمد خان بود در وقت خانصاحب میر محراب خان باغی شدہ بود وزد بُرد مے نمود و در وقت خانصاحب میر نصیر خان ولد محراب خان از دست سرکار انگریز صاحب بہادر بمعہ جہکرانیان ہا قید شدہ بود پس جہکرانیان را سرکار انگریز در سندھ جاگیر دادہ و ہر آنچہ زمینات جہکرانیان در علاقہ کچھی بودند تا حال متصرف میباشند و سکونت اکثر از اوشان در سندھ است و بعضے را در علاقہ کچھی و ترتیب لشکر گرفتن سردار ڈومبکی از تمن خود بہ تفصیل ہذا است جہکرانی ہا را دو فرقہ حساب مے نمودند۔ یعنی دوبارہ گزبانی و سینگانی یک فرقہ گشکوری یک فرقہ لغدار نیم فرقہ ٹالانی سوا فرقہ (۱¼) شبکور سوئم فرقہ (⅓) ۔ گلوئی یک فرقہ گلاہٹہ یک فرقہ گورگیج یک فرقہ دیناری و جمنانی یک فرقہ فتحوانی تمام شدہ و کسے از اوشان نہ ماندہ برہمانی یک فرقہ محمدانی یک فرقہ وزیرانی یک فرقہ و بر میروزیان مقرر است کہ ہر چند مردان از اوشان لائق سواری داسلحہ باشند تمام ہمراہ شوند و بہ سردار خود بیایند و اسماء مقدمان ہر یک فرقہ ڈومبکیان این است :۔

وڈیرہ گل محمد خان ۔	میر ہزار خان و کریم خان ۔	لوز دین خان و صوبہ خان ۔
مقدم وزیرانی	مقدمان محمدانی	مقدمان برہمانی
وڈیرہ بہاول خان و دوست محمد خان ۔	نور محمد خان ۔	کریم خان ۔
مقدمان جہکرانی	مقدم گشکوری	مقدم لغدار

ٹہنگو خان ۔	پیرک خان ۔	نواب خان ۔	کریم خان ۔	سلطان خان ۔
مقدم ٹالانی	مقدم شبکور	مقدم گلوئی	مقدم گلاہٹہ	مقدم گورگیج
الہ داد خان ۔	لعل بخش ۔	ٹہنگو خان ۔	رندہان خان ۔	
مقدم دیناری	مقدم گزبانی	مقدم جمنانی	مقدم سینگانی	

و وجہ تسمیہ ڈومبکیان بہ ڈومبکی این است چونکہ جد میر چاکر و میر محمد خان و میر براہم خان کہ میر اسحاق بود و ملک کیچ مکران زیر حکومت خود آورد پس تمام بلوچان صلاح نمود رودخانہ کلان کہ مسمی باسم ڈونگ مشہور بود در دستار داری بہ میر اسحاق دادند پس بوجہ ملکیت رودخانہ ڈونگ ڈومبکی مشہور شد چنانچہ مگبٹی در اصل رند ست در ملک بگ مے بود و نسبت بگ دادہ

بگٹی گفتند و بلیدهی در اصل میر عالی رند بود چونکه ملک بلیده باو دادند به سبب مالکیت ملک بلیده اوشان را بلیدهی گفتند - و گشکوری نیز در اصل پهپهڑ رند است و رود خانه گشک او را دادند پس به نسبت گشک گشکوری شدند و در قوم براهوئی که تمن لهڑی مشهور است ایهنا در اصل ڈومبکی سکنه لهڑی بود چونکه از لهڑی کوچیده نزد براهویان رفته باوشان متصل شده خود را براهوی مقرر کردند پس براهویان نام ذات به نسبت سکونت لهڑی لهڑی گفتند و بدینوجه نام ذات اوشان لهڑی مشهور شد و کهیری نیز از قدیم الایام رفیق ڈومبکی است و در وقت لشکر گیری سردار ڈومبکی سوم حصه لشکر از کهیریان میگرفت و دو حصه از ڈومبکیان و در اصل پاڑه و تمن براهوی قدیمی و بنیادی چار بودند - قنبرانی - گرگناڑی - سمالانی - میروانی بعد ازان جدید پاڑه ها که براهوی شده اند اصلیت اوشان این است - قوم لهڑی در اصل ڈومبگی لاسیما اولاد پاڑه سردار اوشان اولاد میر براهم میباشند - قوم محمد شهی پهپهڑ رند است - ریسانی افغان - کورد بلوچ رند است - شهوانی پهپهڑ رند است - بنگل زئی رند بلوچ است و در تمن مری فرقه گزینی در اصل حاجی جه بلیدهی است - بگٹی در اصل جنداں راج لاشاری بود و مقوی راج بودند پس بهمراه میان کلوڑه سانگ ها خود دادند چونکه نادر شاه ملک کچهی گرفته به میر نصیر خان داد پس میان نصیر محمد کلوڑه نادر شاه را عرض کرد که ملک جهل به بگٹی عطا فرمایند که سانگ بند من میباشند پس نادر شاه ملک جهل را به بگٹی عطا فرمود +

فهرست مردان سوار کاران و اسلحهٔ پوشندگان لائق جنگ

تمن ڈومبکی

میروزئی	۶۰	بغدار	۳۰۰	سینگگانی	۱۰۰
وزیرانی	۱۰۰	شبکور	۲۰۰	جهکرانی	الف ۱۰۰۰
محمدانی	۲۰۰	گلوئی	۱۵۰	سوای تمن ڈومبکی دیگر	
برهمانی	۴۰۰	گلاهٹه	۲۰۰	اشخاص همسایه که همراه تمن	
گشکوری	۲۵۰	دیناری	۱۵۰	ڈومبکی میباشند تعداد	
گورگیچ	۱۵۰	گزیانی	۱۰۰	الف ۱۰۰۰ خواهند شد	
ٹالانی	۳۰۰	جمنانی	۵۰	و در همسایگان تمن پاڑه	

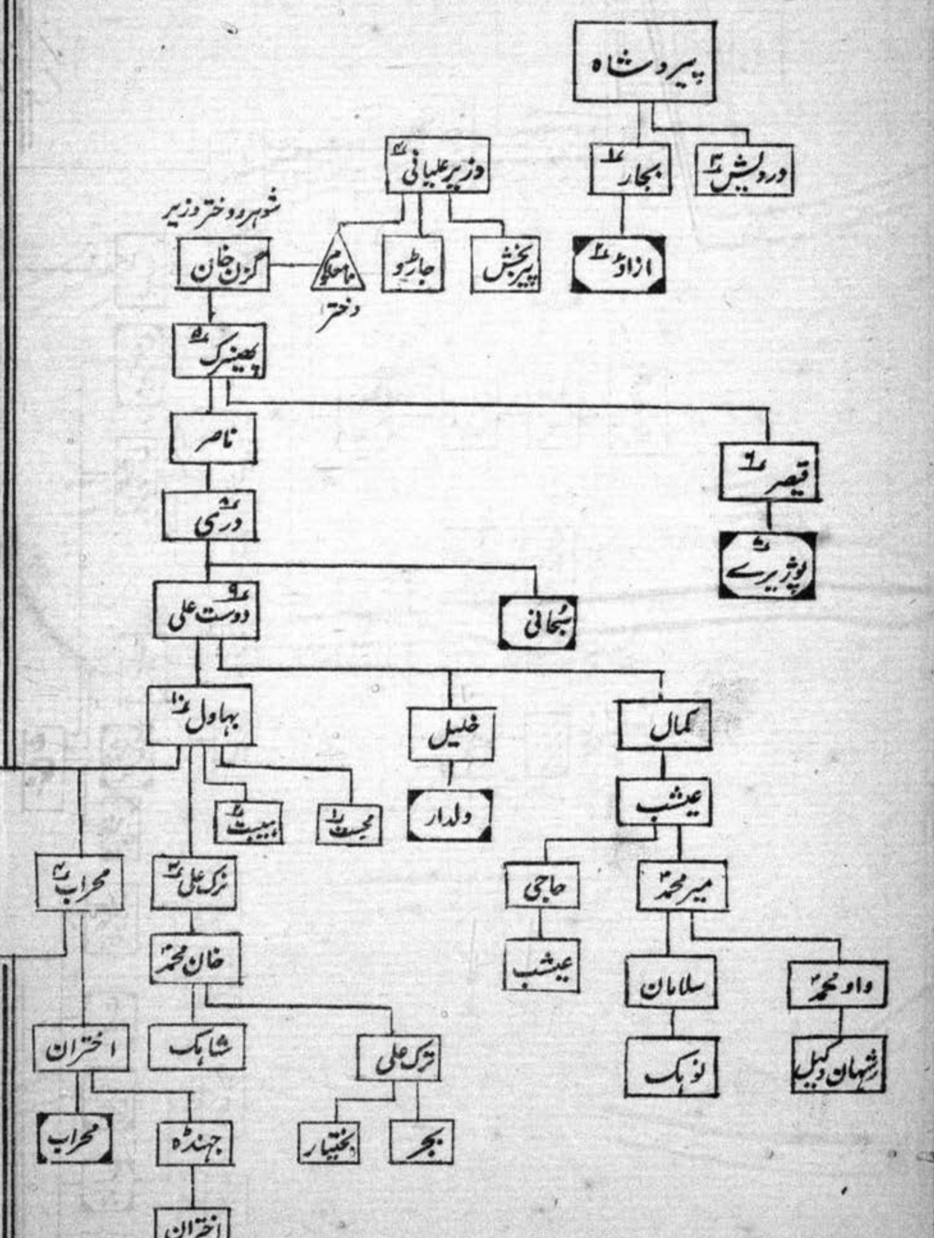
و تمن تنیه میگویند که از عربستان همراه و رفیق رنج راحت شده اند و اشند و زیاده از صد خیرخواه

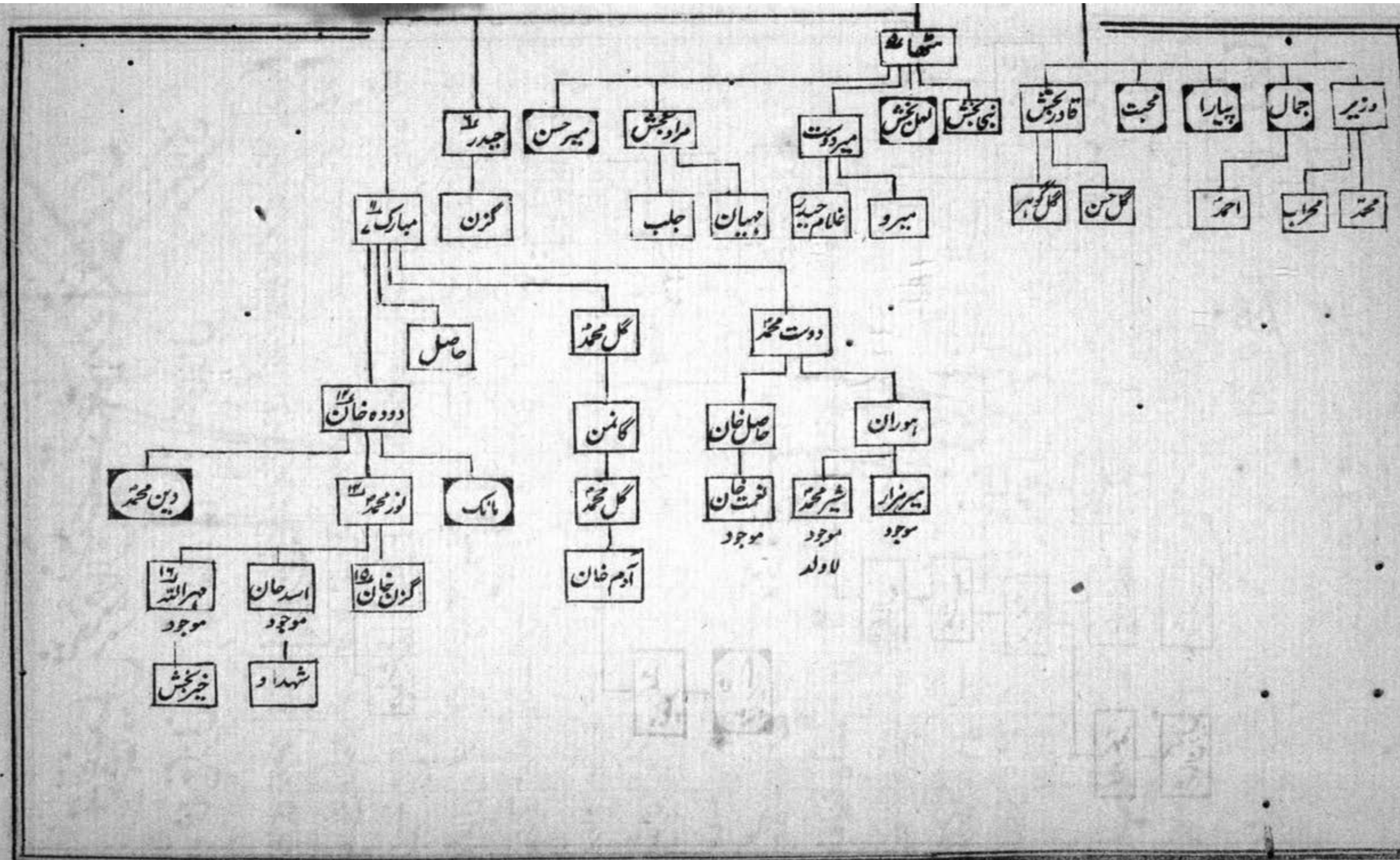
سردار ڈومبکی از قدیم الایام شده آمده اند فقط و در وقت لشکر کشی احمدزئی چونکه لشکر از تمن ڈومبکی میطلبید پس بر ڈومبکیان مقرر نبود که دو صد یا چهار صد مردمان بیایند مگر برمناسب موقعه جنگ لشکر از تمن ڈومبکی میرفت یعنی اگر از طرف احمدزئی اهلکار میرفت تا سردار ڈومبکی نیز کسے برادر یا فرزند خود بلشکر میفرستاد اگر خود احمدزئی میرفت تا سردار ڈومبکی نیز بسر خود بلشکر گران موافق موقعه میرفت + تمت بالخیر بتاریخ ۲۵ ماه ستمبر ۱۸۹۹ء از دست فقیر حقیر عبدالحق ولد قاضی نصر الله مرقوم است - فقط

شجرۂ نسل سردار ڈومبکی

سردار سُهراب خان بن بلوچ خان بن سُهراب خان بن جلال خان بن میر شهداد بن جلال خان بن میرو خان بن بهوت بن بلوچ خان بن میرو خان بن بلوچ خان بن محمدؐ خان بن میرو خان بن محمد خان بن میر حسن بن سحاق بدانکه اسحاق را دو پسران بودند میر شهک - میر حسن - از میر شهک پسر میر چاکر پیدا شد - و میر حسن را پنج پسران بود سه لاولد باقی میر محمدؐ خان و میر براهم خان از میر محمدؐ خان بعد چند پشت محمدانی جدا گشتند و بعد چند پشت وزیرانی جدا شدند از میر وزیان و از میر براهم برهمانی پیدا شدند و بالا از اسحاق الی حضرت آدم علیه السلام که جد امجد تمام بنی آدم بود شجرۂ موجوده بود مگر چونکه بسیار از مردمان بهانه ها میخواهند و جاسوس میباشند که خود را متصل میسازند از خوف اوشان مرقوم نرفت - فقط

شجرۂ نسب تمندار مری





شہاک
وزیر
جمال
پیارا
محبت
قادربخش
نبی بخش
لعل بخش
میردوست
مرادبخش
میرحسن
حیدر
محمد
محراب
احمد
گل حسن
گل گوہر
میرو
غلام حیدر
جہیان
جلب
گزن
مبارک
دوست محمد
گل محمد
حاصل
ہوران
حاصل خان
گامن
دوده خان
میرہزار
شیر محمد
نعمت خان
موجود
موجود
لاولد
موجود
گل محمد
آدم خان
ماتک
نور محمد
دین محمد
گزن خان
اسد خان
مہراللہ
موجود
موجود
شہداد
خیر بخش

نقشہ تفصیل مردمان اسلحہ بند تمن مری

شاخ گزنی			لوہارانی			بجارانی			مزارانی		
نام پھلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پھلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پھلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پھلی	نام مقدم	تعداد نفری
بہاولان زئی	مہراللہ خان	للعہ	کندرانی	نہال خان	ما نفر	کلندرانے	مرزاخان پسر کریم خان	ماعہ	فوجانے	کیہچی	سا نفر
ہندانے	داد علی و میہان	ما	گواسرانے	نوہک و جمشیر	ما	سومرانے	شادبان	لـ	ہندوانے	شیرول	اسا
لانگھانی	ور محمد	اساصـ	شہروانے	شہداد	اسا	سالارانے	شاہ بخش	ماعہ	مالکانی	آدم خان	مار
لنغرسندگانے	میرہزار	عہ	محمدانے	سونہ	ما	راحمکانے	علی خان	اسا	رندوانے	قطب خان	ما
جروار	حیات خان	صـ	.	.	.	پواہدی	ڈیوا	ما	.	.	.
چہلگری	گل محمد و ہیبت	ما	.	.	.	کہکرانی	میدخان	ما	.	.	.
علیانے	جاڑو	صـ	.	.	.	کہلوانے	باطل و نشیرخان	ما	.	.	.
ٹہوری کش	الہ بخش	صـ	.	.	.	پُھپھروانی	پیرد	ما	.	.	.
مہکانی	بہنے خان	ـــ	.	.	.	شاہیجہ	رحیم داد	ما	.	.	.
سرگانے	حیات خان	صـ	.	.	.						
نوہک عیسوانی	نوہک	لـ									
ٹھنگانی	میرگل و پیر بختیار	اساصـ									

وڈیرہ صوبیدار

میزان الصما نفر

الـ ۱۰۰۰ نفر

الصما نفر

الـ ۱۰۰۰ نفر

کل میزان صمہ ۵۰۰۰

حال تمن مری کا اس طور پر ہے کہ اول دستار سرداری اس تمن کی بجرانی مری کے خاندان مین تھی چنانچہ جس وقت میر چاکر سردار کل اقوام بلوچی تخت قلات پر قابض اور متصرف ہو کر طرف ہندوستان جاتا تھا اُس وقت بجار خان سردار تمن مری کا تھا اور اُس زمانہ مین یہ قوم مری کے نام سے مشہور نہ تھی بلکہ یہ قوم بجرانی کہلاتی تھی۔ مری اس دن سے مشہور ہوا کہ جب میر چاکر طرف ہندوستان جاتا تھا اور سردار بجار خان نے اُس کے ہمراہ جانے سے انکار کیا تو میر چاکر نے کہا کہ بجار مری ہے (مری) کے معنی بلوچگی مین جن کے ہیں جیسا اب بھی ملکی زبان ہیں عام رواج ہے کہ جو کوئی کسی کا کہنا نہین مانتا اور برخلاف عمل کرتا ہے تو اس کو جن کہتے ہین یعنی آدمی نہیں ہے جن ہے۔ اسی باعث رفتہ رفتہ یہ نام قوم پر حاوی ہو گیا اور قوم بجرانی سے مری مشہور ہو گئی۔ پہلے بجار خان کہان مین آکر متوقف ہؤا اُس وقت تخمیناً ایک سو نفر ہمراہ بجار خان ہوگا۔ اسی زمانے مین مسمی نوتہہ نگبی سیاہ آف مین آکر ٹھیرا ہؤا تھا بعد فوتیدگی بجار خان کے آزاد خان بیٹا اُس کا تمندار بنا مگر لاولد فوت ہؤا۔ دستار تمنداری درویش خان بھائی بجار خان پر منتقل ہوئی۔ لیکن درویش سُست تھا اُس سے سرداری وزیر علیانی نے چھین لی۔ اسی عرصے ہین گزن خان تمن مری مین آیا۔ مشہور ہے کہ یہ چار بھائی تھے۔ گزن خان۔ حاجی خان۔ زین الدین۔ عمر ایک مادر و پدر سے۔ اُن کا باپ بلیدی کے تمن مین مقدم تھا کہتے ہین کہ بدعاے خیر ایک فقیر کے یہ چار بیٹے عقلمند و صاحب بخت پیدا ہوئے۔ چنانچہ زین الدین کل تمن بلیدی کا سردار ہؤا کہ اب تک سرداری تمن بلیدی زین الدین کے خاندان مین ہے اور عمر گندہ تتنبو حد بھاگ ناڑے مین سردار ہؤا کہ اقوام عمرانے اب تک مشہور ہے اور گزن خان بسبب رنجش باپ خود مسکن مالوفہ اپنے سے نکل کر طرف کہان کے آیا۔ محض اکیلا تھا۔ بسبب عقلمندی اور ظاہر ہونے آثار طلوع بختی کے وزیر خان تمندار مری نے ناطہ نسبت لڑکی اپنی کا گزن خان کو دیا۔ گزن خان کا بیٹا بہنزک خان پیدا ہؤا جبکہ وزیر خان قریب المرگ تھا اُس کے دو بیٹے کم سن اور نالائق تھے۔ اُس نے واسطے سرداری کے بجے بہنزک خان نبیرۂ خود وصیت کی۔ چنانچہ بعد فوتیدگی وزیر خان کے دستار بہنزک خان نے باندھی گزن کی اولاد ہونے سے گزنے مشہور ہوئے۔ وزیر خان کی اولاد علیانے وزیرانی اب تک موجود ہیں مسمی جاڑو اُن کا مقدم ہے بعد فوتیدگی بہنزک خان قیصر نے دستار باندھی جب قیصر

فوت ہؤا۔ درے اُس کا بیٹا خرد سال تھا مسمی پوژیر بھینجا اُس کا بطور سربراہ مقرر ہؤا۔
جب پوژیر فوت ہؤا دُری خود تمندار رہؤا۔ اس سردار کے وقت مسمی دلاور رامہ زئی بگٹی
کسی سبب سے اپنی تمن سے رنجیدہ ہو کر علاقہ دُری سردار مری مین متمکن ہؤا مسمی
بندل نوذبندگانی نے جس کی اولاد سے اب میر ہزار خان مقدم قوم نوذبندگانی کا ہے
دغا کر کے مردمان مہکانی مری کو ترغیب دیکر مال رامہ زئی بگٹی مذکور صدر کا غارت کرایا
بتعاقب ان سردار دُری خان تمندار مری جو گیا تو بگٹی ضرب بندوق ہانتھ مہکانی مری سے
مقتول ہؤا بعد اُس کے دوست علی خان بیٹے اُس کے نے دستار باندھی۔ معاوضہ کے
واسطے بجمع آوری تمن خود مردمان مہکانی پر تاخت لایا چنانچہ ساٹھ نفر مہکانی قتل ہؤا اُسی
دن سے مہکانی مفرور ہو کر طرف سندھ چلے گئے کہ اب تک علاقہ قلات وغیرہ سرحد سندھ
مین بہت اقوام مہکانی مری موجود ہے اُس سردار کے وقت علاقہ بھاگ ناڑے وغیرہ
توابعین ان کے سوا قلات تعلق میان صاحب سرلے والے حیدرآباد سندھ کے تھے
یہ محقق نہیں کہ اُس وقت کون میان صاحب ریاست پر متمکن تھا لیکن مراد گنجا وزیر و
نائب کچھی کا تھا میان صاحب نے اوپر ملک کلات علاقہ خراسان چڑھائی کی اور سب تمنات
سے مدد طلب کی۔ دوست علی خان سردار مری مع دو سوار کرم علی یتمت۔ اتفاقاً مراد خان
سردار تمن ڈومبکی کے پاس مہمان تھا تمندار ڈومبکی جو حسب الطلب میان صاحب ہمراہ
لشکر میان صاحب روانہ ہؤا تو دوست علی خان تمندار مری بھی مع دو نو سوار ہمراہیان خود
ساتھ گیا لشکر میان صاحب شکست کھا کر بھاگا دوست علیخان پیچھے تھا جب اُس نے
سُنا کہ مراد خان تمندار ڈومبکی مارا گیا چونکہ سردار مذکور سے اُس کی نہایت دوستی تھی اسلئے
بنظر حُبِّ دوستی و شرمساری کے دوست علیخان معہ دو نفر ہمراہی خود میدان جنگ مین
کھڑا ہو کر لڑائی مین مارا گیا۔ (روایت ہے کہ سر کاٹنے کے واسطے جو پٹھان لوگ مستعد
ہوئے تو سر پتھر کا ہو گیا کاٹ نہ سکے[ف]) مردمان مری سردار تمن مری کو جب سے اولاد
گزنے کے اوپر دستاد معین ہوئے اولین گزن کے سبب سے فقیر خاندان تصور کرتے
ہین اور اُس کی بددعا سے البتہ اندیشہ مند رہتے ہین۔ سرداران ماضی کے کرامات دکھانے

ف اگرچہ یہ قصہ بے بنیاد معلوم ہوتا ہے لیکن مری اس کے اوپر پورا یقین رکھتے ہین۔

کے واسطے چند نظائر سُناتے ہین۔ مطلب کہ ع کس نگوید کہ دوغ من ترش است +

بعد دوست علی خان بڑا بیٹا اُس کا تمندار ہؤا اور اس تمندار کے تین بیٹے تھے تینون سے اولاد ہوئی۔ مگر سب سے زیادہ بہاول خان کی۔ چنانچہ سات بیٹے بہاول خان کے تھے۔ بہاول خان کی اولاد بہاولان زئی مشہور رہوئی۔ شجرۂ نسب کے دیکھنے سے بخوبی ظاہر ہوگا اور کمال ثانی پسر دوست علی کا بیٹا عیسب تھا اس سے جو اولاد ہوئی وہ عیسوانی مشہور ہے علیٰ ہذا القیاس۔ اور اقوام گزنی بھی اسی طرح مختلف نام پر مشہور ہوگئے ہین شجرہ نسب مین بسبب طوالت جملہ اقوام گزنی کو ظاہر نہین کیا گیا صرف دوست علی خان مندرجہ نمبر ۹ شجرہ کے جو اولاد پیدا ہوئی۔ بلکہ زیادہ تر اقوام بہاولان زئی کو جس کے خاندان مین اب دستار سرداری کی ہے مفصل درج کیا گیا ہے دیگر اقوام گزنی اُس سے پہلے علٰحدہ ہوئی ہین۔ اس سردار کے وقت مین اقوام مزارانی مری جو اصل مین قوم سے کہتران تھی اور ایک دو پشت سے بسبب تکرار از تمن کہتران الگ ہوکر تمن مری مین شامل ہوئے تھے کسی اتفاق سے بتقریب گیاہ چری بہ علاقہ کٹ منڈائی جاکر تمن مری سے علٰحدہ ہو گئے اور قریب علاقہ بولان سکونت اختیار کی۔ بلکہ بعد چندے بموجب دلاسہ خان صاحب والئے قلات خاص رعایا و ملازم خان صاحب موصوف بنکر چند دفعہ ساتھ مردمان تمن مری کے لڑائی کرتے رہے کہ باوقات مختلف چند مردمان نامور منجانب طرفین کے مارے گئے

جو لوگ منجانب تمندار مری ہاتھ مزارانی مری سے مارے گئے۔

گھری ٹھنگانی بیدلولا لنگھانی۔ گور گلوانی۔ بیری بجرانی۔ بیری لانگھانی۔ میرو راحمکانی۔ برادر شہداد شہروانی

جو لوگ مزارانی مری ہاتھ تمن سے مارے گئے۔

ہیکو مقدم مالکانی۔ جمالن برادر شیرول مقدم بیٹا شیرول مقدم

کچھ مدت تک مزارانی مری منجانب خان صاحب حفاظت درہ بولان پر بھی تعینات ہوئی تھی لیکن پورے طور درہ کو قابو نہ رکھ سکے۔ جب سنڈیمن صاحب نے واسطے حفاظت درہ بولان انتظام کیا تھوڑے مزارانی درہ بولان مین باقی تھے۔ زیادہ تمن مری سے صلح کرکے تمن مری میں چلے گئے تھے کہ اب تمن مری مین موجود ہین۔ بعد بہاول خان کے مبارک خان بڑا بیٹا دستار بند ہؤا۔ مگر جنگ حسنی مین مارا گیا اُس کے بعد دودہ خان تمندار بنا یہ بڑا مشہور سردار ہؤا ہے۔ اس کے عہد مین تمن مری نے بڑی ترقی پائی۔

اس سردار کے وقت فوج سرکار انگریزی کا ساتھ تمن مری کے مقابلہ ہوا جسکا مفصل حال بطور قصہ کے درج کیا جاتا ہے :-

واضح ہو کہ ۱۸۳۹ء مین جب فوج لارڈ کین صاحب بہادر طرف خراسان جاتی تھی تو اُس فوج نے براہ درہ بولان بہ علاقہ قلات گزر گیا۔ اس وقت فوج سرکاری نے راستہ مین اقوام بلوچ جہکرانے و ڈومبکی وغیرہ کے ہاتھ سے بہت نقصان اُٹھایا۔ واسطے سزارسانی مردمان مذکور و درستگی راستہ کے میجر بلمور صاحب بہادر کمان افسر رجمنٹ اول گرانیڈر بمبئی معہ سات سَو سوار تعینات ہوئے۔ صاحب ممدوح پہلے ڈومبکی و جہکرانے کی طرف گئے۔ بجر خان سرغنہ جہکرانے وغیرہ مقدمان اپنے اپنے مسکنات کو چھوڑ کر پہاڑ پر بھاگ گئے۔ بعد تھوڑی لڑائی کے جملہ رجمنٹ بمقام شاہ پور جو موقعہ پوست سرحد سندھ کا ہے جمع ہو کر دو ٹکڑہ ہوئے۔ ایک نصف براستہ درہ گورہی ویرہ بگٹی کو گیا۔ دوسرا براستہ لاہڑی کہان مسکن مری پر گیا۔ دونو جگہ کو فوج نے قابو کر لیا۔ جب خاص جاے پناہ اور مسکن گاہ تمندار قابو ہو گئے تھوڑے عرصہ بعد مقدمان جہکرانے و ڈومبکی خود بخود بخدمت صاحب کمان افسر حاضر ہو گئے۔ کیونکہ جہان جہان اُنہون نے مقابلہ کیا شکست کھائی۔ ساڑھے تین ماہ کامل فوج مذکور اندرون پہاڑ کے رہی۔ کسی صورت کچھ نقصان نہ ہوا دونو قلعات یعنی سیاہ اُف بگٹی اور کہان مری فوج نے قابو کر لئے۔ یہ دورہ ہر طرح آسودگی اور درستگی سے ہوا۔ واضح ہو کہ صرف سات سَو سوار تھا اس قدر تھوڑی فوج کے ساتھ بآسودگی و بلا کچھ نقصان کے دورہ کا یہ سبب مفہوم ہوتا ہے کہ اقبال فر و الجلال سرکار انگریزی کا حال ان لوگون نے سُن لیا تھا اور فوج لارڈ کین صاحب بہادر کی دیکھنے سے جو نہایت آراستہ و پیراستہ فوج تھی ان لوگون کو اس امر کی زیادہ تر تصدیق ہو گئی تھی۔ بموجب اس روئداد کے مقدمان تمن جن کو کچھ ہوش اور عزت کا خیال تھا سرکار انگریزی کے ساتھ مخالفت نہین چاہتے تھے۔ اُنہون نے حتے المقدور اپنی قوم کو بہت روکا جس قدر دقت اور نقصان راہ فوج سرکاری کے ساتھ ہوئے تھے صرف متجانب چند مشہور رہزن اور چوری پیشہ کے وقوع مین آئے تھے۔ اگر اس وقت کل اقوام بلوچی یعنی تمنات مری و بگٹی یکدل و یک صلاح ہو کر برسر فساد ہوتی تو ممکن نہ تھا صرف سات سَو سوار کے ساتھ سہولت سے دورہ ہو سکتا جب فوج سرکاری خراسان

پہنچی تو معلوم ہوگیا کہ بروقت روانگی فوج راستہ مین جو تکلیف اقوام بلوچستان سے
پہنچی سبب اُس کا یہ تھا کہ میر محراب خان والے قلات امیر دوست محمد خان والئے کابل
سے سازش کر کے یہ رستہ بند کیا چاہتا تھا اسی سبب سے بروقت واپسی فوج سرکار
نے قلات کو محاصرہ کیا محراب خان والئے قلات لڑائی مین مقتول ہُوا۔ قلعہ اور علاقہ قلات
پر سرکار انگریزی نے تسلط پا کے لفٹنٹ وُل شیر صاحب بہادر قلعہ قلات پر تعینات ہوئے
اور کپتان لوئیس برون صاحب بہادر جو پیچھے بنام کہان برون صاحب بہادر مشہور
ہوئے تھے تمن مری پر گئے شہر کہان کا محاصرہ کیا۔ فوج ہمراہ صاحب ممدوح نے اچھی
خدمت ادا کی مردمان مری اپنا مسکن چھوڑ کر بھاگ گئے صاحب ممدوح قلعہ کہان اپنے
قبضہ مین لائے تمن مری نے بمقام کہوڑی جو غربی طرف کہان سے بفاصلہ عنہ ۲۰ میل واقعہ
ہے جا کر مقام کیا لیکن جاسوس اپنے پیچھے فوج مذکور کے تعینات رکھے۔ ایک دن
لفٹنٹ وال پول کلارک صاحب بہادر معہ چار سو سوار ہمراہ گلہ شتران جو واسطے لانے
رسد کے کہان سے لاہڑی کی طرف بھیجا گیا تھا۔ تعینات ہوئے تو مردمان مری مطلع ہو کر
بتعداد سات سو نفر جمع کر کے بہ سرداری دین محمد خان پسر دودہ خان تمن دار بہ تعاقب ان
کے روانہ ہوئے جب بمقام چڑ سرتاف پہنچے دیکھا کہ بقدر اسی سوار معہ غلہ شتران اور باقی
لشکر کو پیشتر روانہ کر کے واپس آتا ہے ان کے ساتھ مقابلہ کیا جملہ سواران کو قتل کیا اور
گھوڑا اسباب اُن کا غارت کر کے بتعاقب باقی لشکر اور گلہ روانہ ہوئے چنانچہ وہ لوگ وگلہ شتری
نزدیک پر بطرف چُر سرتاف جاتے تھے جا ملے۔ بوقت مقابلہ صاحب موصوف معہ ساٹھ
نفر سواران ہمراہی فوج لڑائی مین مارے گئے اور باقی لشکر سرکار کا بھاگ گیا مردمان مری
گھوڑے اور اسباب فوج لوٹ کر بمقام قیام گاہ خود چلے گئے جو کہ کپتان برون صاحب بہادر
کے ساتھ صرف چھ سو سوار تھا اس مین سے بقدر چار سو سوار چنانچہ کچھ ہاتھ مردمان مری
سے قتل ہوئے اور کچھ بھاگ گئے گویا باقی بقدر دو سو سوار صاحب ممدوح کے ساتھ بچ
رہے نہ کوئی چارہ باہر نکلکر جانے کا تھا اور نہ مقابلہ کر سکتے تھے مجبور ہو کر بیٹھے رہے۔
جو کچھ رسد بچت تھی بہزار شدت اُسپر گزارہ کرتے رہے چونکہ بہ اطلاع این حال حاکمان
قلات کو ہر وقت خیال انتقام کلارک صاحب بہادر اور نکالنے کہان برون صاحب بہادر
کا تھا مگر منتظر موقعہ تھے۔ ایک دفعہ بماہ اگست ۱۸۳۹ء لشکر مردمان مری او پر مردمان

افغان گیا ہوا تھا مسمیان میر حسن نوتہانی اور عبداللہ کہیری شیخ مسکونہ علاقہ کچھی نے صاحب پولیٹیکل ایجنٹ قلات کو حال غیر حاضری مردمان مری عرض کرا بھیجا چنانچہ لشکر سرکاری بافسری میجر گلبرین صاحب بہادر بڑی عظمت کے ساتھ معہ تین ضرب توپ وسوار و پیادہ براہ سرتاف روانہ ہوئے مسمی ہیبت شیرانی مری نے جو بمقام بہنہور اس راستہ کے نزدیک بیٹھا تھا سردار دودہ خان مری کے پاس خبر بھیجدی اور لشکر مری اس عرصہ مین ملک افغانستان سے واپس آگیا تھا۔ اُس وقت اکثر تمن مری بمقام گرم اف تنتراہ پر سکونت رکھتا تھا چنانچہ ایک ہزار نفر تمن مری جمع ہوکر فوراً بمقام کہنڈک یعنی کوتل پہنچکر پیش بندی کی۔ لشکر سرکاری نے جو وہان پہنچا تو رستہ بندشدہ دیکھکر نیچے کہنڈک کے ڈیرہ کیا اوپر لشکر مری کا تھا ایک دوسرے تک گولی بندوق پہنچ سکتی تھی لشکر مری نے ایک فریب کیا کہ اُس موقعہ سے ہٹ کر نیچے کہنڈک کے چھپ گیئے۔ سرکاری فوج نے تین صفین باندھ کر آگے قدم بڑھایا جب قریب تر پہنچے تو لشکر مری نے ناگہان حملہ کردیا عندالمقابلہ اسّی نفر منجملہ تمن مری جس مین چند مقدم نامور حسب ذیل تھے مارے گیئے :۔

منجملہ پہلے گزنی خاص برادری دودہ خان سے۔

کرم خان۔ خیر محمد۔ یار محمد۔ امیران۔ علی محمد۔ باکر بیٹا علی محمد

مقدم دیگر مردم مری۔

ہیبت شیرانی۔ کرم خان سہرانی۔ کرم خان لوہڑی کش۔ ریون مزغیانی

منجانب سرکار بھی البتہ فوج کو نقصان پہنچا چنانچہ دو صاحبان بہادر قتل ہوئے۔ تاہم مردمان مری نے شکست کھائی۔ سرکاری لشکر کا مورچہ اُسی جگہ بدستور قائم رہا۔ چونکہ اس موقعہ پر پانی کی بڑی تکلیف تھی کیونکہ جو پانی نفسک کے اوپر تھا وہ بقبضہ مردمان مری کے آگیا اور دوسری جگہ بفاصلہ پندرہ میل کے ملتا تھا بسبب تنگی پانی جب وقت شام ہوا تو فوج سرکاری نے واپس کوچ شروع کیا جب وقت تقریباً دس گیارہ بجے رات گیئی تو جاسوس تمن مری نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ لشکر سرکاری چلا گیا تھا خالی ڈیرہ اور توپ اور اسباب پڑا ہوا تھا۔ تمن مری بہ تعاقب اُن کے روانہ ہوا سرتاف کے کہنڈک تک جو بفاصلہ چار میل اُس موقعہ سے ہوگا جسقدر لوگ سائیس وغیرہ پیچھے سے مردمان مری کو ملتے گیے قتل کرتے گئے۔ چنانچہ بہت لوگ قتل کیئے اور بقدر اسّی نفر پناہ طلب ہوا اُن کو ساتھ

لے گئے اور اسباب کپڑا وغیرہ بہت لوٹ کیا اور جو اسی نفر پیادہ طلب ساتھ لے گئے پھر
اُن کو مقام فلیجی تک سلامتاً پہنچا دیا۔ خود بمسکنات خود چلے گئے گویا کہ تمن مری اُس وقت
سے زیادہ تر دلاور اور بے خوف ہو گیا۔ برابر کہان تک مالچری اور رہائش رکھنے لگا اور
دیگر فوج آنے کے اُس راستہ سے امید کم تھی اور کپتان برون صاحب قلعہ کہان سے
باہر نہیں نکل سکتے تھے۔ واضح ہو کہ جو پہلی لڑائی ہوئی جس مین لفٹنٹ کلارک صاحب بہادر
مارے گئے اُس وقت سرکاری سوار تھوڑے اور مردمان مری زیادہ تھے دوسرا محاصرہ
گٹ مین ہؤا کہ بندوق بخوبی نہیں چلائی جا سکتی تھی۔ دوسری لڑائی مین سرکاری فوج
گو زیادہ تھی مگر بانی نے دھوکا دیا موقعہ راہ سرتاف اور کہنڈک جہان مقابلہ ہؤا نہایت
مشکل جو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کتنا خراب راستہ ہے ایک راستہ خراب دوسرا پانی
نایاب تیسرا عملداری سرکار اسی عرصہ مین تازہ ہوئی تھی۔ حالات راستہ و احوال ملک
و رسم بلوچی سے ناواقف جو تھا محراب خان والئے قلات تازہ مارا گیا تھا کوئی شخص
اہل ملک اُس زمانہ مین سرکار انگریزی کی طرف دل و جان سے خیر خواہ و صلاح کار
نہین تھا پس کس طرح کامیابی ہوتی۔ زمانہ حال کا سا حال تو نہ تھا کہ عام لوگ بھی راستہ
کہان سے جانتے ہین۔ بانی کے چندین موقعہ اور مقام ہین جو سب کو معلوم ہے اور حالات
ملک و رسم بلوچی سے حاکمان وقت اس قدر واقفیت رکھتے ہین کہ اُن کی خانگی رسومات
کو بھی جانتے ہین۔ عملداری سرکار مین رعایا اکثر آسودہ و قدردانی سرکار سے بخوبی واقف
صدق دل سے خیر خواہ و صلاح کار ہین۔ بعد چار پانچ ماہ جب بسبب قلت رسد کے
کپتان برون صاحب بہادر زیادہ تنگ ہوئے تو مسمی خیر محمدؐ قوم رند کو جو ہمراہ صاحب
موصوف کے قلعہ کہان مین تھا پاس دودہ خان تمندار مری کے واسطے مصالحت کے
بھیجا کہ وہ وہان سے اپنے علاقہ تمن مری سے چلا جانا چاہتے ہین۔ چنانچہ تمندار موصوف
نے گامن خان بھتیجے اپنے کو معہ تین سو نفر مردمان تمن خود ہمراہ دیا کہ مقام فلیجی تک
صاحب موصوف اور اُن کے ہمراہیان کو پہنچا گئے۔ اس عرصہ مین راس بیل صاحب
بہادر پولیٹیکل ایجنٹ علاقہ لاہڑی نے مردمان مری کو واسطے سلام کے طلب کیا۔ چنانچہ
گل حسن و لعل بیگ گز نے مری منجانب تمندار مری جا کر صاحب موصوف کا سلام کیا کہ
بعد عطائے خلعت فاخرہ واپس گھر پر پہنچے۔ اس عرصہ مین دودخان تمندار فوت ہو گیا

دین محمد بیٹا اُس کا تمندار ہوا ۔ اس زمانہ مین سرکار انگریزی نے ملک سندھ کو تسخیر کیا
علاقہ قلات بموجب التجا نصیر خان بیٹا محراب خان مقتول کو واپس عطا فرمائے ۔ لیکن
نصیر خان اُس وقت کم سن تھا رعب اور سیاست اُس کی امیران و رئیسان علاقہ قلات
پر بخوبی قائم نہ ہو سکے اس باعث سے جتنی خرابی پیشتر تھی پھر اسی طرح شروع ہوئی
چنانچہ زمین کی طرف مردمان ڈومبکی و جھکرانے پہاڑ کی طرف بگٹی اور مری نے دست
تطاول شروع کیا علاقہ سندھ و پنجاب سرحد سرکار مین بھی وہی طریق آغاز کیا بعد تسخیر
ملک سندھ سنہ ۱۸۴۴ء و سنہ ۱۸۴۵ء مین سر چارلس نیپیر صاحب بہادر نے معہ ایک مختصر فوج کے
مردمان ڈومبکی اور جھکرانے پر تاخت کیا کہ وہ لوگ مسکنات اپنے چھوڑ کر اوپر پہاڑ
علاقہ تمن بگٹی مین بھاگ گئے ۔ صاحب موصوف اُنپر اُس مقام پر پہنچے جہان مردمان
مذکورہ زیر سایہ پہاڑ ترکی کے جو ایک بڑا سخت موقعہ ہے پناہ گزین تھے اُس موقعہ
پر صاحب موصوف نے اُن کا راستہ بخوبی بند کیا ۔ جب سخت لاچار ہوئے تو بجر خان
تمندار ڈومبکی وزیرانی و درہن خان تمندار جھکرانے معہ مردمان تمن خود امان طلب
صاحب موصوف کے پاس آئے ۔ اس دورہ مین بسبب دشمنی خود جو تمن مری کے
ساتھ بگٹی کے رہتی تھی تمن مری سرکار کی طرف مدد و معاون تھا ۔ چنانچہ مراد بخش گزنے
مری اور گہرام کہیازئی کہ اس عرصہ مین بسبب رنجش ساتھ تمن دار بگٹی طرف سوہڑی و
کہان کے رہتے تھے بطور جاسوس و رہبر سر چارلس نیپیر صاحب بہادر کے خدمت
مین حاضر ہوئے بعد اُس کے اکثر قوم ڈومبکی و جھکرانے علاقہ قلات سے کوچ کر کے
علاقہ سندھ سرکاری مین متمکن ہوئے ۔ مردمان تمن مری و بگٹی کی طرف سے بدستور
بدکاری شروع رہی ۔ بلکہ معاملہ ایسا خراب ہوا کہ سنہ ۱۸۴۶ء مین سر جارلس نیپیر صاحب
بہادر نے مبلغ عـہ فی سر مردم مری و بگٹی کے لیئے اشتہارات جاری فرمائے تھے
جنوری سنہ ۱۸۴۷ء مین میجر جارج جیکب صاحب بہادر پولٹیکل سپرنٹنڈنٹ سرحد سندھ
اور ملک قلات کے مقرر ہوئے ۔ بسال سنہ ۱۸۵۴ء مابین سرکار انگریزی و خان صاحب
والئے قلات کے ایک اقرارنامہ بچند شرائط مختلفہ متعلق نظام ملک کے مکمل ہوا جس
مین ایک یہ بھی شرط تھی کہ خان صاحب ذمہ وار ٹھیرایا گیا کہ اپنی رعیت کو بدی بدکاری
ملک سرکار سے روکے اور جو سوداگر اور بیوپاری اُن کے ملک سے گزرین اُن کی حفاظت

گرہن منجانب سرکار عالی مبلغ پچاس ہزار روپیہ سالیانہ دینا تجویز ہوا۔ان شرائط
کی تکمیل کے لئے منجانب سرکار میجر جان جیکب صاحب بہادر پولٹیکل ایجنٹ سپرنٹنڈنٹ
مقرر ہوئے جنہون نے شہر جیکب آباد کو آباد کیا اور اب تک بنام صاحب ممدوح مشہور
ہے۔صاحب بہادر بڑے ذی اختیار اور ہوشیار تھے آراستگی افواج وغیرہ ہر
بات مین بسرحد جیکب آباد کو بڑا فروغ دیا اور انتظام فرمایا۔ہمیشہ صاحب مقدم
الوصف کی یہ توجہ رہی کہ علاقہ خان صاحب بدستور ان کی تحت مین رہے اور خان
والئے قلات کا زور جتنا بڑے نصیر خان کا تھا اُسی طرح ترقی پاوے بلکہ اکثر صاحب
لوگ جو سرحد مذکور پر رہے اسی امر پر متوجہ رہے خان صاحب خود بھی اچھا ہوشیار
اور منتظم تھا۔اس نے اس باب مین بخوبی کوشش شروع کی۔چنانچہ مری بگٹی کے
سردار اپنے دربار مین بمقام بھاگ طلب کر کے اُن کو نوکری دی اور ان سے عہد
بند کرنے بدی بدکاری علاقہ سرکار کا کر کے کہان مسکن گاہ تمندار مری اور ڈیرہ بیبرگ
تمندار بگٹی مین پوسٹ مقرر کئے اور سرحد کچھی پر بہت اچھا بندوبست فوج وغیرہ کا
کیا۔گویا کہ رُخ انتظام کا اچھا نمایان ہو چلا اس سے زیادہ امید انتظام اور بندوبست
آیندہ کے واسطے تھے۔لیکن افسوس کی بات ہے کہ پیشتر ثمروار ہونے درخت کی بیخ
اُسکی خشک ہوگئی یعنی ہنوز اُس بندوبست کا نتیجہ اچھی طرح نہ نکلا تھا کہ ۱۸۵۶ء مین
خان صاحب موصوف فوت ہو گیا بجائے اُن کے خداداد خان برادرش جو بعمر ہ
سال تھا مسند نشین ہوا مردمان مری نے پھر علاقہ سرحد قلات و سندھ پر تاخت و تاراج
شروع کیا۔ایسی بدانتظامی و خرابی ہوگئی کہ بسال ۱۸۵۸ء و ۱۸۵۹ء بموجب صلاح و منشاء
کرنیل جان جیکب صاحب بہادر خداداد خان والئے قلات نے اپنی کل فوج کو مردمان مری
کے اوپر بھیجنے کے واسطے جمع کیا۔اس عرصہ مین صاحب ممدوح فوت ہو گئے بجائے
اُن کے میجر گرین صاحب بہادر بعد اُن کے سرہنری گرین صاحب مقرر ہو کر افسر
کمان لشکر جو طرف مری جاتا تھا تعین ہوئے۔اس عرصہ مین دین محمد خان تمندار فوت ہو چکا تھا
نور محمد خان بھائی اُس کا تمندار تھا۔تمن مری بغور اطلاع اس حال کے مسکنات مالوفہ اپنے سے
کوچ کر کے مُلک پٹھان شادوزئی میں جا کر متمکن ہوا۔فوج خانصاحب نے اُس حد تک تعاقب کیا۔
آخر سردار وغیرہ مقدم لوگ مجبور ہو کر امان طلب ہوئے بلا کچھ معاملہ و تکلیف کے یہ مقدمہ فیصلہ ہوا سبعیان گل محمد گزنی

بہاولان زئی سو نز تمندار معہ ایک کس دیگر بطور یرغمال خان صاحب اپنے ساتھ لائے۔ چند روز رہ کر پھر بسبب خوف تھوڑے روز بعد بھاگ گئے اس عرصے مین نور محمد خان تمندار فوت ہو گیا تھا۔ گزن خان تمندار بیٹا اسکا تمندار ہوا۔ بعد چند ایام پھر سرکار انگریزی نے مبلغ پچاس ہزار روپیہ سالانہ واسطے بندوبست مدد خرچ ان لوگوں کے دینا تجویز ہو کر خداداد خان نے وہی طریق جیسا نصیر خان نے کیا تھا نوکری وغیرہ شروع کیا۔ لیکن کچھ اچھا نتیجہ نہ نکلا۔ نہ خداداد خان نے کچھ زیادہ کوشش عمدہ انتظام کے واسطے کی۔ اخیر وہ طریقہ جاتا رہا اور بدستور طریق بدی بدکاری جاری رہی۔ چنانچہ سال ۱۸۶۲ء مین خداداد خان نے بہ جمع آوری فوج خود لشکر کشی شروع کی لیکن اس سے بھی کچھ فائدہ نہ نکلا از دست خرابی پیدا ہو گئی۔ چنانچہ مردم بگٹی کو خان صاحب واسطے لشکر کشی برخلاف تمن مری کے اپنی طرف کرنا چاہتا تھا۔ اور رعیت اپنی کو بھی واسطے لشکر کشی برخلاف مری جمع کرتا تھا۔ اس سے فیمابین مری و بگٹی و مری و دیگر تمنات کے و رعایا خان صاحب وغیرہ کی زیادہ عداوت پیدا ہو گئی۔ جب سرکار انگریزی نے دیکھا کہ خان صاحب والئے قلات سے انتظام نہین ہو سکتا تب سرکار نے مبلغ پچاس ہزار روپیہ سالیانہ دینا ملتوی کر دیا خان صاحب نے بھی ملازمت سے اُن لوگون کو علیحدہ کر دیا۔ بعد اس کے جیسی ان کی مرضی تھی ویسے کرتے تھے۔ اُس زمانہ مین اس سرحد کا یہ حال تھا کہ اول قوم مری ملک کبھی علاقہ قلات کو اپنی شکارگاہ سمجھ کر بدی بدکاری بہت کرتے تھے۔ منجانب خانصاحب و سرکار انگریزی اُن کے ساتھ دشمنی و آمد و رفت بند تھی۔ دوسری سرحد سندھ کی طرف بھی کبھی کبھی جب موقعہ ملتا تھا وہ لوگ بدی کرتے تھے لیکن تھوڑی۔ کیونکہ قوم بگٹی سے اُن کی عداوت تھی۔ راستہ بین تمن بگٹی واقعہ ہے اسی سبب سے بخوبی اُن کا ہاتھ فادر نہین ہو سکتا تھا۔ تیسرا بگٹی کی قوم چند ٹکڑہ ہو کر متفرق ہو گئی اور بدی بدکاری ملک مین شروع کی۔ چنانچہ پہلی دفعہ اقوام مشوری نے سرحد سندھ پر چھ نفر دوسری دفعہ تین مرد اور ایک عورت بیگناہ کو قتل کیا۔ رگھو رگھا نامی مقدم کہلپر نے علاقہ سندھ مین ایسی چوری شروع کی کہ ایک دفعہ ایک سو اسّی مہار شتر دوسری دفعہ کچھ اور زیادہ مار کر لے گیا اور چند دفعہ مختلف واردآتین کین۔ چنانچہ مشہور ہے کہ علاقہ سندھ مین ایک مہینہ کے اندر اوسط سو مہار شتر تک چوری کی۔ واضح ہو کہ جو حال اوپر بیان ہو چکا ہے صرف علاقہ

سندھ وقلات کا جسقدر اس تمن سے متعلق تھا اظہار کیا گیا ہے۔ اب حال اس قوم کا علاقہ پنجاب کے ساتھ جب سے سرکار انگریزی کا تسلط ہوا ظاہر کیا جاتا ہے کیونکہ ملک سندھ کے انگریزی گورنمنٹ مین آنے سے پہلے پنجاب عملداری سکھان مین تھا جو بندوبست درباره انتظام فوائد ملک مری لوگون کے ساتھ ہوتے رہے وہ صرف واسطے فوائد ملک سندھ کے تھی۔ چنانچہ جب ۱۸۴۷ء مین میجر جان جیکب صاحب بہادر خان صاحب والئے قلات کے ساتھ شرائط مقرر فرمائین اُس وقت فوائد انتظام سرحد پنجاب کا جوان قومون کے ساتھ متصل تھے کچھ خیال نہین ہوا۔ سبب یہ ہے کہ اس وقت ملک پنجاب پر قبضہ و تسلط سرکار انگریزی کا نہین تھا بملاحظہ نقشہ منسلکہ واضح ہوگا کہ تمنات مری و بگٹی کا علاقہ ضلع ڈیرۂ غازیخان کے ساتھ کسمور سے ہڑند تک بفاصلہ اسی میل شامل ہوتا ہے۔ خاص پہلی قوم تُمنات مذکور جو علاقہ پنجاب سے ملتی ہین حسب ذیل ہین:۔ از تمن بگٹی (مشوری۔ شنبانی) از تمن مری (لوہارانی)۔ جب ۱۸۴۹ء مین سرکار برٹش نے ملک پنجاب کو اپنی سلطنت سے شامل فرمایا تو معلوم ہوا کہ ہمیشہ یہ قوم علاقہ پنجاب ضلع ڈیرہ غازیخان مین بدی بدکاری کرتی ہے۔ جو اسسٹنٹ کمشنر علاقہ راجن پور مین تعینات رہا اس کو معلوم تھا کہ جب تک ان تمنات مری و بگٹی پر اس کا قبض و دخل نہ ہو انسداد واردات ممکن نہین۔ چونکہ یہ قوم رعایا خان صاحب والئے قلات کی مشہور تھی مگر صرف برائے نام کیونکہ خانصاحب، موصوف کا انپر کچھ دست قادر نہین ہوسکتا تھا اور اہتمام و انتظام ملک قلات تعلق مین صاحب بہادر پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ سرحد سندھ کے تھا اگر کوئی افسر علاقہ ڈیرہ غازیخان کسی قسم کی مداخلت کرتے تو باعث ناراضگی و رنج کا ہوتا اس باعث سے کچھ اختیار کسی بات چیت کرنے یا کسی بندوبست کرنے کا ساتھ تمندار یا مقدم اُس قوم کے صاحب موصوف کو نہ تھا جس حالت مین خانصاحب کی طرف سے جس کو کلیتاً اختیار اور دخل اس قوم پر تھا کچھ بندوبست نہ ہوسکتا تھا تو اس علاقہ سے کیا ہوسکتا تھا صرف ایک راستہ صاحب اسسٹنٹ کمشنر راجن پور کے واسطے کھلا تھا کہ جو پہلی قوم تمنات مذکور کی اُس سرحد کے اوپر رہتے ہین ان کا راستہ آمد و رفت اُس علاقہ کے واسطے کھولین چونکہ اس عرصہ میں قوم شنبانی پہلے تمن بگٹی سے تنازعہ کرکے ملک مری مین جا کر سکونت پذیر ہوئی اور جاسوس ہوکر لشکر واسطے بدی بدکاری ملک

پنجاب یعنی علاقہ ڈیرہ غازیخان لے آئے تھے۔ لفٹنٹ بروس صاحب بہادر نے جوان ایامون
مین اس سرحد پر تعینات تھے گہرام خان بھائی مزار خان مقدم شنبانی کو طلب کر کے
چند نفر بھائی بند اُس کے اس رجمنٹ مین بھرتی کئے۔ اسی طرح بعد تھوڑے عرصہ
کے کٹو خان جو سوتر بھائی مقدم مشوری پہلے تمن بگٹی کا ہے معہ چند نفر برادری خود ملازم
ملیشیا ہُوا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لفٹنٹ بروس صاحب بہادر نے یہان آکر جو بندوبست
کیا وہ سندھ کا نمونہ تھا یعنی سرحد سندھ پر اس طرح عالم خان کہلپر مقدم قوم کہلپر سوارون
مین رسالدار مقرر کیا گیا تھا چونکہ اُس وقت اور کوئی راستہ نہین تھا بہر حال یہی
بندوبست کرنا تھا۔ اگرچہ پہلے چند مدت تک نتیجہ اچھا نکلا لیکن آخر کار نتیجہ اس کا
اچھا پیدا نہ ہُوا۔ ظاہر ہے کہ یہی پہاڑی لوگ جاہل مطلق و کوتاہ اندیش ہین اُن کے
دل مین یہ خیال ہُوا کہ جو کوئی آپ کو چور یا رہزن مشہور کرے شاید اس کو نوکری ملتی
ہے دوسرا پہلے تمنات کی ہر ایک قوم الگ الگ ہوگئی کچھ رعب یا حکم اپنے تمندار کا
اُن پر نہ رہا نہ کوئی موقعہ قابو تمندار کا ان پر رہا خود سر ہو گئے اور مقدم پہلے خود بطور
سردار ہو گئے کہ بھائی برادر آپس مین مل ملا کر ایک طرف سرکاری نوکری اور نمک کھاتے
تھے دوسری طرف مری وغیرہ سے سازش کر کے سرحد سرکاری پر بدی کرتے تھے۔
چنانچہ مسمی کٹو مشوری رہزن و غارتگر اس سرحد پر مشہور تھا۔ چنانچہ باوجود ملازم ہونے سرکار
کے بھی اس کا نام بلوچون مین کٹو رہزن مشہور تھا۔ جب سرکار مین اُس کی رسائی و نوکری
ہوگئی دیگر اقوام نے بھی خیال کیا کہ اپنے سردار کے ساتھ بیٹھنے سے کیا فائدہ ہوگا۔
چنانچہ مسمیان ولی جان مقدم نوتہانی و رُگھّا مقدم کہلپر معہ مردمان برادرے خود مسکنات
قدیمانہ اپنے سے کوچ کر کے اُس کے شامل ہوگئے۔ ۱۸۵۷ء مین لشکر مردمان بگٹی کا
راجن پور پر تاخت لا کر مال مویشی بقدر مبلغ چھ ہزار روپیہ قیمت کا غارت کیا۔
اور بعلاقہ کہتران لے جا کر فروخت کیا۔ سرکار کی طرف سے آمد و رفت مردم کہتران کی
بند کی گئی اخیر لاچار ہو کر اُن لوگون نے مال مسروقہ واپس کیا اُسی سال بسبب مفسدہ
ہندوستان فوج سرکاری طرف ہندوستان بھیجی گئی۔ تمن مری نے ایک بھاری واردات
اس سرحد پر کی کہ بحر خان تمندار وریشک معہ ورہن خان بیٹا کلان خود و چالیس نفر
مردمان تمن خود ہاتھ مردمان مری سے قتل ہوئے۔ عند التحقیقات مقدمہ ہذا سرکار کو

ثابت ہؤا کہ مسمی گہرام شنبانی کے اس مقدمے بین سازش تھی چنانچہ اسی جرم مین گہرام مذکور کو سرکار انگریزی نے نوکری سے برخاست فرمایا۔ کٹو مشوری کے اوپر اشتباہ تھا مگر صریح ثبوت نہؤا۔ ۱۸۶۲ء مین مردمان تمن مری بہ جاسوسی شنبانی ایک دفعہ علاقہ راجن پور مین تاخت لائے ایک نفر سرکار انگریزی مارا گیا۔ اور کچھ مال مویشی غارت کر کے لے گئے جسپر سرکار سے معرفت صاحب پولٹیکل سپرنٹنڈنٹ جیکب آباد و سرحد سندھ واسطے واپسی مال غارت شدہ یا داے عوضانہ خان صاحب والئے قلات کو ارشاد ہؤا جسپر صاحب ممدوح نے جواب لکھا کہ دراصل ان اقوام پر والئے کلات کا حکم صرف براے نام ہے۔ واپسی مال مغروقہ ان کی طرف سے بالکل نہین ہوسکتی۔ جب مفصل رپورٹ اس امر کی گورمنٹ عالیہ بین گزارش ہوئی تب جو پچاس ہزار روپیہ سالیانہ سرکار سے والئے کلات کو ملتا تھا ملتوی ہوگیا یہ حالت بد انتظامی ۱۸۶۶ء تک برابر رہی۔ چنانچہ تفصیل واروات و مال مغروقہ سال وار نقشہ علیحدہ سے ظاہر ہوگی۔ بماہ جولائی ۱۸۶۶ء مردمان بگٹی کے ہاتھ سے دو نفر مزاری رعایا سرکار انگریزی قتل ہوئے۔ مسٹر بروس صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر راجن پور نے واسطے اجازت دربارہ طلبی غلام مرتضےٰ خان تمندار بگٹی رپورٹ کی کہ کپتان سنڈیمن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر نے کرنیل گرین صاحب پولٹیکل ایجنٹ سرحد سندھ سے اجازت طلب کی اور صاحب ممدوح نے درخواست صاحبان موصوف منظور فرماکر اجازت بخشی چنانچہ غلام مرتضےٰ خان تمندار بگٹی بوصول اطلاع طلب داشت خود حاضر ہؤا اور ظاہر کیا کہ وہ بندوبست تمن خود اور انتظام بدی و بدکاری ملک سرکار کے واسطے پہلے مستعد تھا لیکن بموجب حالت اُس وقت کے وہ مجبور ہے کہا کہ جو نتیجہ ہؤا ہے سرکار کے اپنے انتظام کا قصور ہے کہ اس طرح مقدمان کو بالا بالا بلاکر اس قدر عزت دی۔ جیساکہ مقدمان تمن بگٹی یعنی کٹو مشوری و گہرام شنبانی کو جو اس ضلع بین اور عالم خان کھاپیر سرحد سندھ پر ہین۔ اس سبب سے ہماری قوم اور بھی زیادہ بے خوف اور خود مختار ہوگئی جس سے ہمارے تمن کا تمام انتظام بگڑ گیا ہے۔ اب ہم سے سواے امداد سرکار کے کسی صورت انتظام تمن خود نہین ہوسکتا۔ جب تمنداران ان پہلے ہا کی فتنہ انگریزی وغیرہ سے واقف ہوگئے اور اپنی اپنی جگہ پر تمنداران نے اپنے تئین سنبھال لیا تو ان فتنہ انگیز پہلوؤن نے اپنی بے عزتی خیال کی اور اپنی ذلت تصور کر کے انتظام بین سد راہ ہوئے

لیکن کچھ پیش رفت نہ گئی۔ بعد تحقیقات مثل مقدمہ مقتولی دو نفر مزاری کے مردمان مشوری پردگری ہوئی اور بموجب رسم بلوچی عوض اُس کے دو ناطے بازو مشوری لوگون سے معرفت غلام مرتضےٰ خان سردار اُن کے دلوانے تجویز ہوئے۔ اگرچہ مشوری نہ مانتے تھے لیکن بہ کوشش تمندار مذکور تعمیل اس کی بخوبی ہوئی *

گوشوارہ واردات پہاڑی جو علاقہ سرکار مین ازدست مجرمان کوہی وقوع مین آئین

نام سال	تعداد مقدمات	تعداد مقتولین رعایا سرکار	تعداد مجروح رعایا سرکار	قیمت مال مسروقہ	کیفیت
۱۸۴۹ء	[illegible]	[illegible] نفر	دو نفر	[illegible]	
۱۸۵۰ء	یک	یک	۰	[illegible]	
۱۸۵۱ء	[illegible]	[illegible] نفر	دو نفر	[illegible]	
۱۸۵۲ء	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	اس زمانہ مین مردمان لشاری پیتانی تمن گورچانی علاقہ سرکار سے مفرور ہو کر بہ تمن مری پناہ گزین ہوئے تھے اور واردات بعلاقہ سرکار بکثرت کرتے ہیں
۱۸۵۳ء	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃
۱۸۵۴ء	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃
۱۸۵۵ء	[illegible]	۰	یک	[illegible]	〃
۱۸۵۶ء	[illegible]	[illegible]	۰	[illegible]	〃
۱۸۵۷ء	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	اس سال مین بجر خان تمندار دریشک مع چالیس نفر تمن خود لڑائی مری مین مقتول ہوا
۱۸۵۸ء	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃
۱۸۵۹ء	[illegible]	۰	۰	[illegible]	〃
۱۸۶۰ء	[illegible]	۰	۰	[illegible]	〃
۱۸۶۱ء	[illegible]	۰	۰	[illegible]	〃
۱۸۶۲ء	[illegible]	[illegible]	۰	[illegible]	
۱۸۶۳ء	[illegible]	[illegible]	یک	[illegible]	اس عرصہ مین مردمان مشوری پہلے تمن بگٹی کے ساتھ تمن مزاری کی جنگ تھی اس سبب واردات زیادہ وقوع مین آئین
۱۸۶۴ء	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	

نام سال	تعداد مقدمات	تعداد مقتولین	تعداد مجروح	تعداد مال مغروقہ	کیفیت
۱۸۶۵ء	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۱۸۶۶ء	[illegible]	[illegible]	دو	[illegible]	
۱۸۶۷ء	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۱۸۶۸ء	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۱۸۶۹ء	[illegible]	۰	۰	[illegible]	
۱۸۷۰ء	۰	۰	۰	۰	
۱۸۷۱ء	۰	۰	۰	۰	
میزان کل	[illegible]	[illegible]	[illegible]	یک لاکھ [illegible]	

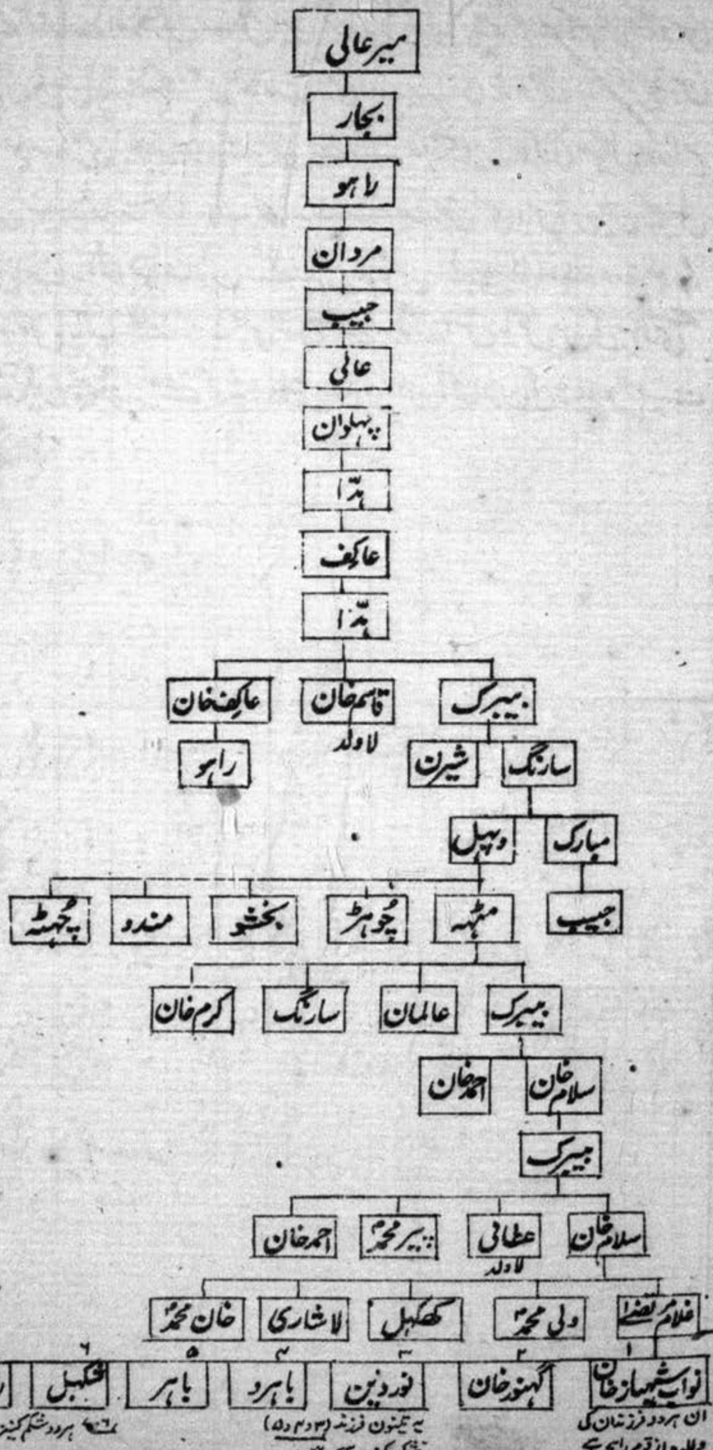
تھوڑے عرصہ مین پھر دوسری واردات اس قوم نے کی کہ [illegible] مہار شتری مردم دریشک کے مارکر لے گئے تحقیقات سے ثابت ہؤا کہ کٹو خان جمعدار رسالہ بلوچی جو سوتر بھائی غلام حسین مقدم مشوری سرغنہ اُس قوم کا تھا اس واردات مین رازدار تھا۔ اس قصور مین مال شتری اُس کا جو علاقہ سرکار مین موجود تھا تا حق رسی مال مغروقہ تمن دریشک کے ضبط ہؤا اس عرصہ مین گورنمنٹ انڈیا سے واسطے دینے چند سوار بطور ملازمی بحق غلام مرتضےٰ خان تمندار بگٹی کی منظوری پہنچ گئی۔ ان مشوری وغیرہ فتنہ انگیز لوگون نے بڑی جہد و کوشش کی کہ کسی صورت یہ نئی پنجابی اُن کے گلے مین نہ پڑے چنانچہ بماہ جنوری ۱۸۶۷ء ایک بڑا لشکر بتعداد [illegible] نفر ہر سہ تمنات بسر براہی غلام حسین مقدم مشوری متذکرہ بالا کے یعنی (تمن مری کے۔ تمن بگٹی کے۔ تمن کہتران سے) جمع ہو کر او پر سرحد ہرنڈ علاقہ ڈیرہ غازیخان تا تاخت لایا۔ پہلی رات خبر اس اجتماع لشکر مفسدان کے غلام مرتضےٰ خان تمندار بگٹی نے بر وقت سرکار مین بھیج دئے جس کے سبب لشکر فوج سرکاری متعینہ قلعہ ہرنڈ و اقوام بلوچی یعنی تمن گورچانی و لُنڈ مستعد اور ہوشیار ہو گئے۔ عند المقابلہ غلام حسین مذکور

معہ مالان ۲۶۰ نفر ہمراہیان خود قتل ہوا اور للعہ ۲۴ نفر مفسدان سے زندہ گرفتار کئے گئے جب کٹو خان جمعدار کو نتیجہ اور حال اس واردات کا معلوم ہوا تو فوراً معہ بازگیران خود اندرون پہاڑ مفرور ہو گیا۔ اسلئے تمن مری کے ساتھ کسی قسم کا انتظام کرنے کا یہ عمدہ موقعہ ہاتھ آیا تھا جب تمندار مری کی عرضی واسطے رہائی قیدیان تمن اپنے کے آئی اُسپر پیشگاہ کپتان سنڈیمن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع ہذا سے جواب لکھا گیا کہ جب تک خود تمندار معہ مفسدان خود حاضر نہ آوے تب تک یہ عرضی منظور نہیں ہو سکتی۔ تھوڑے عرصے بعد گزن خان تمندار معہ مقدمان خود حاضر آیا اُس نے بھی وہی وجوہات جیسا غلام مرتضٰے خان تمندار بگٹی نے ظاہر کئے تھے بیان کئے اور کہا کہ اگر سرکار کی طرف سے مدد ملے تو انتظام اور بندوبست تمن اپنے کے لیئے مین بخوبی کوشش کرونگا چنانچہ چند نفر سواران کے نوکری اُن کو بھی دی گئی جیسی کہ پہلے تمن بگٹی کو دینی تجویز ہوئی تھی۔ جب سے اس تمن کو نوکری دی گئی۔ شہمن خان وکیل از جانب تمندار معہ ایک دفعدار و دس سواران کے راجن پور مین بخدمت اسسٹنٹ کمشنر راجن پور جو اُس وقت مسٹر بروس صاحب تھے رہنے لگا اور انتظام سرحد ضلع ڈیرہ غازیخان کا خاطر خواہ ہو گیا چنانچہ اُسی کی تتبع حکام سندھ نے بھی کی کہ معرفت کپتان سنڈیمن صاحب بہادر کے اقوام مری کو انتظام سرحد سندھ کے واسطے نوکری دی گئی سال ۱۸۸۰ء مین یعنی کامل دس سال بعد سردار گزن خان فوت ہو گیا چونکہ سردار مذکور لاولد تھا اس واسطے دستار سرداری کی سردار مہر اللہ خان برادر حقیقی سردار گزن خان کو دی گئی۔ سردار گزن خان اگرچہ سفر اور ملاقات حکام وغیرہ کے لئے سست الوجود تھا لیکن سخن کا پورا تھا۔ جو اقرار اُس نے روز اول کپتان سنڈیمن صاحب بہادر سے کیا تھا اپنی حین حیات تک اور سے بخوبی قائم رہا اور اُس کے زمانہ مین تمن مری سے کوئی بدخواہی بحق سرکار عمل مین نہین آئی بلکہ اُسی کے وقت مین کپتان سنڈیمن صاحب نے پہلی دفعہ بدون سرکاری فوج کے صرف سرداران بلوچی کے ساتھ کہان صدر مقام تمندار مری تک دورہ کیا جو بخوبی سرانجام ہوا۔ پھر دوبارہ بھی پہلی مشن کلات کے وقت صاحب ممدوح براہ کہان مری کے کچھی مین آئے اُس وقت بھی سردار گزن خان نے اچھی مدد دی بلکہ واسطے روکنے تمن مری کو بدی بدکاری علاقہ کلات سے بشرطیکہ خان صاحب والئے قلات اُن کے قدیمانہ حقوق نوکری جاگیر وغیرہ واپس عنایت فرماوین۔ وعدہ کیا۔ تھوڑے روز بعد فیصلہ فیمابین خانصاحب اور سرداران بروہی و بلوچ کے سردار

گزن خان فوت ہوگیا۔ سردار مہر اللہ خان بھی اپنے بھائی کے قدم بقدم چلنے لگا۔ چونکہ
بباعث جنگ افغانستان علاقہ سیوی کا سرکار انگریزی کے قبضے میں آگیا۔ اور کوئٹہ مین
چھاؤنی افواج سرکاری تعینات ہوئی تو علاقہ مری مین براستہ نارٹے و ببر کچھہ ہرنائی روڈ
بنائی گئی اور ریلوے بنانے کی بھی منظوری آگئی بلکہ کام شروع ہوگیا۔ اقوام مری کے
چند فرقہ جات چنانچہ ٹنگہانے۔ بجارانے وغیرہ جن کے علاقے مین یہ سڑک بنائی گئی اور
ریلوے بنانے کی تجویز تھی بباعث اس کے کہ اُنکی لوٹ مار علاقہ افغانستان چنانچہ
ہرنائی دبوری دیوب وغیرہ مین بند ہوجاویگی۔ اس تجویز مین سرکار سے خوش نہین تھے
چنانچہ بموقعہ دوسرے جنگ افغانستان یعنی جبکہ میجر کونگناری صاحب سفیر کابل قتل ہوئے
اور دوبارہ افواج سرکار کابل کو بھیجی گئی۔ چند فرقہ جات مری جن کا اوپر ذکر ہؤا ہے باغی
ہوکر مسٹر ڈیوک صاحب پولیٹیکل ایجنٹ تھل چوٹیالے پر جبکہ وہ افواج پوسٹ دو کے وغیرہ
لیکر بمعہ کلی ہاجو مرست سرگ پر تعینات تھے واپس بجانب سیوی آرہی تھی قریب دلوجال
کے حملہ کیا اور چند نفر کلی مار ڈالے اور کچھ قدر روپیہ نقدی اور سامان غارت کرکے لے
گئے جس کے پاداش مین سرکار عالیہ نے زیر کمان جنرل مگریگر صاحب بہادر کے ایک لشکر
تمن مری پر روانہ کیا جو براستہ کٹ منڈای و مامند کے کہان پہنچا جہان مہر اللہ خان تمندار
مری نے شرائط انجام قرارداده سرکار عالیہ ہند کو منظور کرکے مبلغ تین لاکھ روپیہ عوضانہ نقصان
کا ادا کیا اور برائے آیندہ یرغمال دیئے گئے جو چند سال سوی مین حاضر رہا کرتے تھے
اگرچہ اس بلوہ اور فساد مین سردار مہر اللہ خان تمندار کا چندان قصور نہین تھا مگر بباعث
سردار تمندار ہونے کے وہ اپنے تمن سے الگ نہین ہوسکتا تھا یہ روپیہ نقدی زیادہ تر
مہر اللہ خان کو از خود دینا پڑا جس کے عوض زمینات علاقہ کٹ منڈای اُس کو از طرف اقوام
ٹنگہانے و بجارانے وغیرہ کے بطور رہن کے سپرد ہوئین کچھ روپے کے عوض فرقہ جات
فساد کنندگان سے مال مویشی لیا گیا اور کچھ عرصے کے واسطے پوسٹ سرکاری کٹ منڈائی
مین تعینات ہؤا۔ چند روز بعد جس طرح کہ تمن مری پر اعتبار ہوتا گیا پوسٹ ہٹایا گیا اور
یرغمال رخصت ہوئی۔ تب سے اقوام مری کی طرف سے کوئی سنگین واردات برخلاف
سرکار کے نہین ہوئی معمولی چوری چکاری ہؤا کرتی تھی سو بہ نسبت دیگر علاقہ کے چندان
قابل لحاظ نہین۔ سردار مہر اللہ خان اب تک خود حیات ہے مگر پیر سال امد ضعیف البدن

ہوگیا ہے۔ اس واسطے کاروبار میر خیربخش خان پسر کلان اُس کا سرانجام کیا کرتا ہے اور
اب مری لوگون کے عادات اور طریق معاش مین بڑا فرق آگیا ہے جیسے کہ وہ پہلے وحشی
تھے اب ویسے وحشی نہین رہے کچھ کچھ ہوشیاری اور دینداری بڑھ چلی ہے لیکن افسوس
ہے کہ ساتھ ہی تعصب بھی بڑھ چلا ہے یعنی پہلے سے غازی پن کا کوئی خیال اور نام
بھی اقوام مری مین نہین جانتا تھا۔ اب کچھ مدت سے یہ مرض بھی اس تمن مین پھیل
گئی ہے۔ یہ مرض ہمسایہ اقوام افغانون کے جاہل ملائون نے پھیلایا ہے ورنہ بلوچ
اس مرض سے بالکل پاک تھے۔ اب بھی بلوچ سردار لوگ اس پاگل پن کی بیماری سے
سخت نفرت کرتے ہین۔ صرف بعضے کوتہ اندیش لوگون مین افغانون کی زیادہ صحبت
سے اثر کر گئی ہے ÷

شجرۂ نسب خاندان تمندار بگٹی



تفصیل پہلے ہا ازتمن بگٹی

رہیجہ: نام پہلی	رہیجہ: نام مقدم	رہیجہ: تعداد لفری اسلحہ بند	رہیجہ: جاے سکونت	نوتھانی: نام پہلی	نوتھانی: نام مقدم	نوتھانی: تعداد لفری اسلحہ بند	نوتھانی: جاے سکونت	مشوری: نام پہلی	مشوری: نام مقدم	مشوری: تعداد لفری اسلحہ بند	مشوری: جاے سکونت	کہیکیر: نام پہلی	کہیکیر: نام مقدم	کہیکیر: تعداد لفری اسلحہ بند	کہیکیر: جاے سکونت
بیبرک زئی	سردار شہباز خان	۳۰	ڈیرہ بگٹی	پیروزئی و رونمہ زئی	مراد خان	۱۸۰	پیر کوہ	جعفرانی	علی محمد و جلنب	۳۰۰	پھلاوغ و کہیجات	پہدلانی	گلشیر	۳۰۰	مٹ و صفری
صوبہ زئی	یارو و سیدو	۴۰	سیاہ اف	کوہلے	کوڑہ	۶۰	〃	بخشوانی	شہلی و امیران	۳۰۰	〃	ہوتکانی	دودہ خان	۳۰۰	مٹ و گودساز ہین
کریوزئی	عبدالرحمان	۸۰	مرو و سیاہ اف	جہیلانی	کنبر	۴۰	〃								
قاسمانی	حکیم	۴۰	ایلا ہے و سیاہ اف	ڈومیکی	گوران	۴۰	〃								
منڈوانی	کہیرو	۵۰	سیاہ اف و مرو	شالوانی	تاج محمد و گلشیر	۲۰۰	پیر کوہ								
مبارکان زئی	کندا	۱۵	سیاہ اف	پھیشزر	نوہک و دوستعلے	۱۰۰	این کوہ								
سیاہن زئی	شاہل	۶۰	سیاہ اف	چاکرانی و رانمہ زئی	رسول بخش	۱۰۰	پیر کوہ و دامان								
				ورگ بیکانی	ولیجان و بجر	۱۴۰	پاتر و پیر کوہ								
				شنبانی	دوران و سالار	۱۵۰	پاتر و پیر کوہ								
				میران زئی بلوچان زئی	عمر	۲۰۰	پاتر و پیر کوہ								
				میردوست زئی	کامے	۱۰۰	پاتر و پیر کوہ								
				رحمے زئی	شہجہ	۱۰۰	〃								
				سبزوانی	عرضی	۸۰	پاتر و پیر کوہ								

نوہکانی				مندرانی و پہگ بُر				شنبانی				
نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری اسلحہ بند	جاے سکونت	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری اسلحہ بند	جاے سکونت	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری اسلحہ بند	جاے سکونت	
نوہکانی	حصلان و رمضی	۱۶۰	پہلاوغ و کہلجات	مندرانی	سکان	۲۰۰	بیاشاہ و پیش گوگی	کہیازئی	کیچی خان	۲۰۰	لوٹی و نہو	
								شنبانی	پہالائی و گاجی	۲۰۰	״	
								سیدانی	امران	۲۰۰	״	

واضح ہوکہ بروقت لشکرکشی یہ تمن تین دستہ کلان سمجھے جاتے ہین - نوتہانی -
مشوری - کہیلپر اوران مین چند پہلی ہا مختلف شامل ہین علاوہ ہرسہ دستہ ہا کے بڑے
مقدسان کی ہرایک پہلی کے چھوٹے مقدم بھی ہوتے ہین - بگٹی لوگ اپنے آپ کو خاندان
رندعالی کی اولاد پہلوان زئی علیانی لغارے سے ملحق سمجھکر کہتے ہین کہ بباعث رہنے اوپر
زمین بگ بوقت آنے از حلب کے اس پاڑہ کا نام بگٹی تھا اور ہمراہ میر جلالان سردار
بلوچی کے منجملہ للی للی پاڑہ کے ایک پاڑا بگٹی تھا - جب میر چاکر سردار بلوچی کا ہمراہ ہمایون
ہندوستان گیا بگٹی ساتھ نہیں گیا اُس وقت نرکہ اسپلنجی کوہستان تعلقہ بولان مین
رہتا تھا بباعث دشمنی گودری رند کے وہان سے کوچ کرکے اُس کوہستان سیاہ اف مین
جہان بالفعل سکونت پذیر ہے بمعہ فرقہ ہاے ذیل راہیجہ خاص سردار خیل مندوانی - مشوری -
کہیلپر آیا اُس سے پہلے ان کوہستان مین اقوام ہا مندرجہ ذیل نوتہانی - مزاری - جکرانی
ٹالپور - گدائی - شنبانی تھین - قوم نوتہانی تو بگٹی سے مل گئی کہ اب تک ماتحت بگٹی کے ہے
و ع ۲۰۳ و ۴ سے مدت تک جنگ وجدل رہی آخرالامر قوم مزاری بجانب مشرق میدان
پر بوضع روجہان جہان اب آباد ہے اقوام ناہڑ کو جو پہلے وہان آباد تھی نکالکر سکونت پذیر
ہوئی اور جکرانی نے میدان لاہڑی و سندھ کی طرف جہان فی الحال آباد ہے چلا گیا اور مردم
ٹالپور سندھ مین پاس بادشاہان کلہوڑہ جو اُس وقت مالک سندھ کے تھے جاکر ملازم ہوئے
گدانے بھی ادھر اُدھر دیگر تمنات مین شامل ہوگیا - بگٹی کا بشمول نوتہانی و شنبانی
کے ایک تمن بن گیا اور خاندان راہیجہ سے سردار مقرر ہوا جو اب تک سرداری اُسی خاندان مین
چلی آتی ہے عملداری میر نصیر خان کلان مین بے شک یہ تمن ماتحت خان صاحب کلات
کے تھا کہ اُس وقت ملک داجل و ہڑند واقعہ ضلع ڈیرہ غازی خان مذکور کے تحت
مین تھا عملداران کلات اور قافلہ جات کی براستہ سیاہ آف المعروف ڈیرہ بیبرگ علاقہ
ہڑند ضلع ڈیرہ غازیخان سے بطرف کچھی و خراسان ملک کلات مین آمدورفت رہتی تھی
کچھ فیس بطور حق بدرقی کے تمندار بگٹی کو بھی ملتی تھی لیکن بعد فوتیدگی میر نصیر خان جبکہ
علاقہ داجل ہڑند کا خان کلات کے ہاتھ سے نکل گیا یہ تمن باغی بن گیا خود خان کلات
کے علاقہ مین غارت گرے اختیار کی چند بار خان صاحبان کلات نے اُن کو نوکری
دیکر اپنے ساتھ ملایا - چند بار لشکر کشی کرکے سزادی مگر اثر نہ ہوا اس تمن کو اس قدر طاقت

ہو گئی تھی کہ ہمسایہ قومین جو ڈیرہ غازیخان کے ضلع مین بجانب مشرق وشمال صدودات تمن مزاری ۔ دریشک ۔ گورچانی رہتی تھین اور شمالاً کھتران وبزوار اور غرباً مری وجنوباً ڈومبکی وجھکرانے وغیرہ رہتی تھین سب سے لڑائی اور غارتگری کیا کرتا تھا مری کے ساتھ بھی اسی طرح لڑائی رہتی تھی ۔ باوجودیکہ تمن مری بہ نسبت بگٹی تعداد مین دوگنا سے زیادہ ہے تاہم مری کا ناک مین دم کر رکھا تھا اگر تمام حال لڑائیون کا جو تمن مری اور دیگر اقوام سے اس تمن کے ہوتی رہی لکھا جاوے تو ایک علیحدہ کتاب بن جاویگی ۔ کئی شعر بلوچی زبان مین اُن کی لڑائیون کی بابت مشہور چلے آتے ہین اس تمن کے چندین سردار اور معتبر اور عام لوگ لڑائیون مین مارے گئے ہین تھوڑے لوگ ہونگے جو عمر طبعی کو پہنچکر اپنی موت سے مرے ہون سال ۱۸۴۰ء مین جب افواج سرکار انگلشیہ اس راستہ سے کابل وقندھار گئے تھے اس قوم نے غارتگری سامان وغیرہ مین بہت تکلیف دی تھی میجر بلمور صاحب بمعہ سات سو نفر سوار واسطے سزادہی مردمان جھکرانے وڈومبکی ونوتہانی ۔ بگٹی تعینات ہو کر مردمان جھکرانے وڈومبکی ونوتہانی کو خوب سزادی تھی ۔ جب ڈیرہ بیبرک مین جو مسکن گاہ تمندار بگٹی کا ہے فوج سرکار پہنچی تمن بگٹی نے خوب لڑائی کی چنانچہ لوہ ۷۹ نفر ازجانب تمن بگٹی ہاتھ فوج سرکار سے قتل ہوئے ۶ اور منجانب سرکار علاوہ نقصان سپاہیان کے لفٹنٹ کلارک صاحب ازدست تمن بگٹی زخمی ہوئے تھے ۔ آخر الامر فوج سرکاری سردار بیبرک خان کو جو اُس وقت تمندار بگٹی کا تھا قید کر کے ہمراہ خود لے گئے ۔ دو سال تک قید رہا ۔ بعد اُس کے رہائی دی تھی ۔ سال ۱۸۴۲ء مین نیپر صاحب نے جو بعد اُس کے لارڈ نیپر کمانڈر انچیف افواج ہند کے ہوئے تھے بجر خان ڈومبکی اور میر حسن نوتہانی پر جو مشہور راہزن اس سرحد سندھ وکلات پر ہو گزرے ہین فوج کشی کی یہ دونو راہزن بمعہ ہمراہیان خود تمن بگٹی مین بمقام زمین تر کے جو اندر کوہستان بگٹی کے سخت جگہ مشہور ہے پناہ گزین ہوئے تھے صاحب ممدوح نے بہت مشقت کے بعد اُن کو گرفتار کیا تھا بعد فوتیدگی بیبرک خان سلام خان تمندار بگٹی کا ہوا اور سندھ مین جان جیکب صاحب نے شہر جیکب آباد بسایا ہوا تھا شاہ پور مین بگٹی کے روکنے کے واسطے سرکاری فوج کا پوسٹ رہتا تھا جس مین میری وود صاحب جو بعد اُس کے سر ولیم میری وود کمشنر سندھ ہوئے ۔ تھے تعینات تھے قریباً پانچسو نفر بگٹی نے بسر کردگی ارنڈو کہلپر بستی کلندرانی سرحد سندھ پر تاخت

لاکر مال مویشی غارت کیا میری وور صاحب بمعہ ایک سو نفر سوار رسالہ سندھ ہارس اُن
کے تعاقب مین گئے آپس مین دامن پہاڑ پر لڑائی ہوئی از جانب بگٹی کے ۱۱ نفر قتل
اور ایک سو بیس زندہ گرفتار ہوئے باقی فرار ہو گئے اس دن سے میری وور صاحب کا
ستارہ نجت کا طلوع ہؤا اور سردار سلام خان تمندار بگٹی کے بدنامی ہو چلی کہ اس کی دستار
سرداری تمن بگٹی کو نیک فال نہین ہوئی۔ اس شکست کھانے کے سبب اُسی عرصہ
مین مری سے بھی شکست اُٹھائی تھی کہ حرمت نوتہانی کرمیداد رانمہ زئی۔ وشہ بیگ
نوتہانی معتبران بگٹی بمعہ ۷۰ نفر از دست مری قتل ہوئے تھے تمندار بگٹی بمعہ تمن خود
تمن کہتران مین جو وہان تھوڑے عرصے سے شادی بھی کی تھی کوچ کر کے چلا گیا وہان
بھی بشمول کہتران تمن مری سے بمقام موندری جنگ ہوئی کہ قریب دو سو نفر از تمن
بگٹی و کہتران قتل ہؤا۔ اس عرصہ مین سردار غلام مرتضےٰ پسر سردار سلام خان کا بالغ
ہؤا ایک لشکر سواران کا جمع کر کے مری پر تاخت لایا کہ ۱۱۰ نفر مری کے قتل کئے
اور خود بھی خفیف زخمی ہؤا بعد اس کے تمن بگٹی واپس اپنے وطن مین آگیا۔ تمن شنبانی
المعروف کہیازئی اگرچہ شامل تمن بگٹی کے متصور ہوتا تھا۔ مگر اُس کے سرکردگان نے
تمندار مری سے رشتہ داری پیدا کر لی اور تمندار بگٹی سے برخلاف ہو کر تمن مری سے
مل گئے تمن بگٹی اور بھی کمزور ہو گیا لیکن غلام مرتضےٰ خان بڑا دلیر اور جوانمرد تھا سلام خان
نے بصلاح تمن اپنی حین حیات میں دستار سرداری کے غلام مرتضےٰ خان کو دے دی
غلام مرتضےٰ خان نجمع آوری لشکر او پر تمنات کہیازئی جو پناہ تمن مری مین رہتے تھے تاخت
لاکر شہل سیدانی شنبانی۔ فوجہ مرغیانی مری رئیس شنبانی کو قتل کر کے واپس بمسکن خود
آتا تھا کہ بمقام کلیری تمن مری تعاقب مین پہنچکر لڑائی ہوئی پھر بھی مری نے شکست
کھائی چنانچہ عنـ۲۰ـدد نفر مری بمعہ معتبران ذیل جمال مرغیانی۔ بڈھ گزنی۔ رامین سیدزئی۔
یار خان کہگرانی۔ مزار لانگھانی مارے گئے۔ پھر تمندار بگٹی جمع آوری لشکر کر کے بمقام
کہولہو بجرانے مرے پر تاخت کی بہت مال مویشی غارت کر کے آتا تھا کہ کرم خان مقدم
بجارانی نے بجمع آوری قوم خود تعاقب مین آیا عند المقابلہ قریب مابین ۱۳۰ نفر مری مارے گئے
اور مری شکست کھا کر واپس گئے اس عرصہ مین بباعث متواتر فتح یابیون کے سردار
غلام مرتضےٰ خان خوب نامور ہو گیا اور تمن بگٹی ہر طرف لوٹ مار کرنے لگا سرحد ڈیرہ غازیخان

کی طرف مشوری اور شنبانے اور سرحد جیکب آباد کی طرف کہاپر دنو تہانی رہتے تھے اور یہی لوگ اپنے اپنے ہمسایہ قوم مسکونہ ضلع ڈیرہ غازیخان و سرحد سندھ کا نقصان کیا کرتے تھے اگرچہ صاحبان علاقہ ڈیرہ غازیخان نے فرقہ شنبانی و مشوری سے اور صاحبان سندھ نے از فرقہ کہاپر وغیرہ کے کچھ لوگ نوکری میں رکھے مگر چونکہ سردار غلام مرتضےٰ خان اپنے مسکن پر اُن سے الگ رہتا تھا اُن کی کچھ آمد و رفت سرکار مین نہین تھی اس واسطے کوئی انتظام خاطر خواہ نہین تھا۔ سال ۱۸۶۷ء سے جبکہ سر رابرٹ سنڈیمن صاحب جو اُس وقت کپتان سنڈیمن صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع ڈیرہ غازیخان کے تھے سردار غلام مرتضےٰ خان کو بلوا کر نوکری دی اور ہمسایہ قومون سے صلح کرائی تب سے امن ہوا اور سردار غلام مرتضےٰ خان نے اپنی حین حیات مین بباعث علالت طبع جو کچھ مالیخولیا کی مرض اُس کو ہوگئی تھی دستار سرداری شہباز خان پسر کلان خود کو دیدی جب سے شہباز خان سردار ہوا اُس نے اور بھی تمن کو رونق دی اور خدمات سرکار عالیہ برطانیہ اور دوستی ہمسایہ قومون سے صدق دل سے پسند کی چنانچہ بصلہ خدمات خطاب نوابی اُس کو سرکار سے ملا ہے اور نواب امام بخش خان تمندار مزاری سے اُس کی نہایت دوستی ہے اور سرداران سے بھی اچھی ملت ہے اور سرکاری عملداری اور انتظام کو خوب پسند کرتا ہے اور عقلمند آدمی ہے ؞

اس تمن کی زمینات قابل کاشت زراعت بہت تھوڑی ہین سیاہ آف یا کالا پانی صرف برائے نام ہے خشکابہ کی زمینات البتہ ہین جن مین زمین مرو مشہور ہے جس مین زیادہ تر حصہ تمن شنبانے کا ہے سردار بگٹی کا بھی اُس مین حصہ ہے اُس کی آبادی برسات سے ہوتی ہے۔ جس سال برسات خاطر خواہ ہوجاوے خوب فصل ہوتی ہے جنس گندم اس زمین کی مشہور ہے۔ پہلے گزارہ اس تمن کا زیادہ تر چوری اور غارتگری پر تھا اکثر ہمسایہ قومون کے مال مویشی چرایا کرتے تھے تمن مری سے بھی اکثر جنگ رہتی تھی چھوٹی چھوٹی چوریان خود بخود تمن کے لوگ کرتے تھے لیکن جب بقدر پچاس یا سو نفر جمع ہو کر کسی ملک پر گہل یا لشکر لے جاتے تھے اُس وقت مقدم ضرور ساتھ ہوتا تھا اس سے بڑے بڑے لشکرون کے ساتھ سردار بھی جایا کرتا تھا سردار ساتھ ہو یا نہ ہو منجملہ مال مغروقہ کے اُس کا حصہ جس کو پنجک کہتے ہین سردار کے پاس بھیج دیتے تھے۔ مقدم کو بھی کچھ حصہ بقدر مناسب بیچ بین سے دیا جاتا تھا جس کو ریز کہتے

ہین - باقی تقسیم مال مغروتہ حصہ رسد ہوا کرتی تھی حصص پیادہ اور گھوڑی اور بندوق کے برابر تھی - جو شخص خالی پیادہ تلوار لیکر جائے ایک حصہ - اگر بندوق رکھتا ہو دو حصے - اگر گھوڑی بھی ساتھ ہو تب تین حصے ملتے تھے - جب سے سر رابرٹ سنڈیمن صاحب نے اس تمن سے بندوبست نوکری وغیرہ کیا تب سے سردار اور مقدمان کا گزارہ نوکری سے ہوتا ہے اور باقی تمن مالداری سے گزارہ کرتا ہے اور زراعتکاری بھی شروع کی ہے - بہ نسبت سابق اب زراعتکاری کا شوق زیادہ ہے - زیادہ آبادی بارش باران پر منحصر ہے ٭

سال سنہ ۱۸۴۰ء کے جنگ افغانستان مین اس قوم نے افواج سرکاری کو اسقدر تنگ کیا تھا کہ ایک دستہ فوج کا اُس کے اوپر بھیجنا پڑا تھا - جنگ افغانستان سنہ ۱۸۷۸ و ۱۸۷۹ء مین پنجاب سے بہت حصہ فوج اور سامان باربرداری فوج کا براہ ڈیرہ غازیخان و کوہستان بگٹی خود ڈیرہ بیبرک صدر مقام سردار بگٹی سے گزرتا رہا جس کے سلامت پہنچانے مین سردار اور تمن بگٹی نے خوب مدد دی جس کے صلہ میں سردار شہباز خان تمندار نواب بنائے گئے ٭

اگرچہ تمن بگٹی کے شعر اور قصص جنگ بہت ہین لیکن نمونہ کے واسطے صرف دو شعر ہا بمعہ مختصر حال ذیل مین درج کئے جاتے ہین :-

---

شعر بلوچی ارنڈو خان نوتھانی

صوا ھان یات کنان پِیرا	ھُمہ جُملہ جہان گِیرا
صبح کے وقت یاد کرون پیر کو	اُس کو تمام جہان یاد کرتا ہے
بذان نیمغہ کِمام زِیرا	منی اھِل پھدل گیرا
دشمنون پر چڑھائی کرتا ہے	مجھ پر اور جہان پر فضل کرنے والا ہے

مُریدان شکّل وسِشیرا	بذیانی کشہ تیراٰ
مریدوں کے واسطے مصری اور دودھ ہے	دشمنوں کی بغل میں لگنے والا تیر ہے
اِلٰهي حُکم تقدیرا	پِلنگی آتکہ اژ دِیرا
خدا کا حکم تقدیر ہے	فرنگی دور سے آیا ہے
دِھا اژ مُلک زنزیرا	سمندرء نند ناسِیڑھا
اپنے وطن سے جو ایک جزیرہ ہے	سمندر کے تیز پانی سے پرے شہر لنڈن ہے
دھیانا ثے بتین دِیرا	پُھلھتی مُلک اژ میرا
نگاہ سے بہت دور ہے	زور سے پکڑ لیا ملک میرون سے
بدلُٹھنتی جہانور وھِیراُ	گورنر شیر جرنیلاؔ
لوٹ لیا ہے جواہر اور ہیرے	جرنیل گورنر شیر کی موافق ہے ؔ
بدزُڑتھی رُوستما ٹھیلا	هُمان وقتا هُمان ویلا
اُس بنے میر رُستم کو ملک سے بدر کیا	اُسی وقت اُسی ساعت
نیا کتّمین هزاران نِین	کروڑان پلٹنِیان نین
نہین کی ہزارون کی	کرُوڑ پلٹنون کے تھے
جزاران توپ تبرا نِین	پِلنگی دِبر سَربن فوژان
بندوقین۔ توپین اور گولے	فرنگی کی عبے تعداد ہے فوج

+ ط سرچارلس نیپیر کے لاوے

دیانا ساوبین موژان دیتا ہے ساون کا دریا موج	کِما ما جیکما زُرڑ تھا کمان اُٹھایا جیکم صاحب نے
دِہے دا خان گرڈھ گپتا ملک خان گدھ تنک اُس نے پکڑ لیا	کشی بخت گون سلاما نان بغل میں ہے بخت پاس سلام خان (مگسی سردار کے)
قوی ہین کھوہ سلطانا مضبوط ہے پہاڑ کا بادشاہ	صلاحا جنگ سا نمانان تجویز ہے لڑائی کی تیاری کی
چپول دہ اوچ دا نمانان حملہ کیا اوچ کے دامن سے	دیھ گزّی دیھ پھنیانان علاقہ گزی اور علاقہ پھنیان
گُزانتا توپ و گُمبارا گزر گیا توپ اور غبارہ کی زد سے	مکانِ شہپورا شہرا شہر شہپور کے مقام تک
پھدل تھئی حُکم دربارا خدا کی درگاہ سے تم کو حکم فضل کا ہُوا	درا چَوکی خبر دارا باہر چوکی والے خبردار تھے
بلوچان دست کرڑ دارا بلوچوں کے ہاتھ کے کردار ہین	رئیتن لُٹھ جمّارا رعیت کو لوٹ لیتے تھے شروع سے
گُشنت دہان آن دا سرکارا کہتے تھے فریاد سرکار کو	کھیریان سری وسّہ کھیریوں نے اپنے سر کے وسّ تک
نہ کُھنتھ لبیا اژ کسّہ نہیں کرتا لبیا (خوف) کسی سے	صلاح و مصلحت یکہ وے سب یک صلاح تھے

ھُدا تحقیق و برحقّا اور توکّل بر خدا تھے	بلوچان گو مِڑغ بکہ اور بلوچوں کے ساتھ لڑائی پر آمادہ
ارنڈو ونھ سخن ساکتہ ارمڈو خان تگبٹی نے خود قسم کھائی لڑائی کیواسطے	گزآباچار دہ گیست ۲ تکہ غزا (لڑائی) کے واسطے ۱۸۰ آدمی آئے
کہیری مان شفا ناکتہ کہیریوں پر شباشب حملہ کیا	ریئتی پنج دہ کُہشتہ اور اُن کی رعیت کے ۱۵ آدمی مارڈالے
شیر نالا نین بُنادرُشتہ گھوڑون کی نعلوں نے اُن کو پیس ڈالا	کُہتھ صوبہ و پھداگرد تھا کر کے فتح پیچھے واپس آیا
شتاوی آتکہ ڈاھی فوراً ایک جاسوس آیا	دمی دولان نہ کھتہ ساھی ڈھولون نے ایک دم آرام نہیں کیا
در آتکہ شہیہ[1] پہ دعوائے آیا کہیری واسطے مقابلہ کے	بزرثنی پیاد بُنگاھی لے گیا پیادہ فوج بہت
بِشتا و سینگار تھغنتھ تازی جلدی زین کیا گھوڑون کو	چڑھ تنت شہیہ پہ ابازی سوار ہوئے کہیری زور سے
گُدایان گون بُند لانین لڑائی مین شامل تھا فرقہ بند[2] لانی کا	گِہین لاشین مُراواڑین اور سالم فرقہ مُراوانی کا
سردغان اِنفار خانا سب سے پہلے اعتبار خان کہیری تھا	رائیت زُڑتھ پہ پھرمانا رعیت کو لے گیا حُکم سے

[1] شہیہ یعنی تیخ قوم کہیری کی شاخ کا نام ہے +

[2] لانی و مُرادانی قوم کہیری کے ذیلی فرقے ہیں +

کھُدی کھوڑي پھدا مالا کیا تعاقب پیچھے مال کے	صڑون گو کھوہ زرکھانا لڑونگا ہمراہ پہاڑی زرکہان کے
جنون نین گون اقبالان مارونگا ساتھ اقبال کے	بِغوشی شاعران گالان. سُنو شاعر کی بات
مقابِل بیتھ گو سیالان کھیری نے دشمن کا مقابلہ کیا	نتل بستہ کھُتھا ڈھالان اور اپنی ڈھالون کی دیوار بنادی
نہ اوشتی شیہہ نہ ذی حالان نہ ٹھیرا شیخ واسطے دینے حال کے	کھننت چوَکہُ گزُی بالان دوڑایا گھوڑون کو مثل پرندون کے
جنین بلّي کھشے بذان مارینگے نیزے دشمن کو	مُھڈّا داشتہ جعندالان جندال قوم نے مقابلہ کیا
سیدان تاج محمّدا سیدون مین سے تاج محمّدا	شہیدی گپتہ ھمان ھندا شہیدؔ ہوُا. اُسی جگہہ پر
نوِی اے میرُوا رِندا نبی کے پاس جاکر بیٹھا	نھال درا کھان کا بیٹا نہال در کھان کا بیٹا
سرِ دَغا بیتھ چھو گھوٹا پیش رو ہوُا مثل دولہا کے	گزایا مد کھنون چوٹا لڑائیُ مین مَین چوٹ کرون گا
پِراھبت آنڑھین موٹا ایک موٹا حجام بطور آنہڑ کے ہمراہ ہوُا	کُہتھا ھکّل توپک گرنڈہ کیا آواز زور کا بندوق نے

پہ کُہشتی مٹ اُوُ ھندہ مار ڈالا دشمن کو اُسی جگہہ	جتھا گوتو پکی متیران مارا ساتھ بندوق کی گولی کے
سرِینا سا کُہتھا ھِبران اوپر سے سایہ کیا حورون نے	بِنوشی کو ثڑی سِشیران تاکہ ہیوے چشمہ کوثر کا دودھ
مُرتھا مولید ادخانین مرگیا مولید او خان	کچھریان تھئي نامین کچھریوں مین تیرا نام یاد ہے
نھال درکھان فرسند نہال درکہان کے بیٹے	جڑین عالی سرا سند بہادر عالی نے کاٹا سر دشمن کا
کُھشتہ کیلو امیر گِندان مارا گیا کیلو امیر دیکھنے والا (دانا)	شہیدي میڑوا رِندان وہ شہیدون مین جاکر بیٹھا
حلالین چندر کھتري آ آفرین ہے مسمی چندو ہندو پر	نہ کُھنتھی ساہ کالي آ نہ کی اُس نے پرواہ جان کی
کسیّے مُقابل بي گون ُبگيّ آ وہ شخص مقابلہ کرے گا مگبٹیون کا	اگر ماثے جڑین تھي آ اگر والدہ پیدا کرے کوئی دوسرا
پڑا بازین بٹاکي آن میدان جنگ مین ہین بہت لاف زن	بہ گری تھنت دھاروزاري آن گریہ اور فریاد زاری کرتے ہین
میاران بڈ باری آ لعنت کے بوجھا کے نیچے دبے ہوئے ہین	گے ہین گہل آتکنت اوآري آ عمدہ چیدہ سپاہی آئے ایک جگہہ

شراوان پُرخُمارِي آ گویا شراب کے نشے مین تھے	پھنزہ درا کھان هوشیاري آ روان ہوئے پیچھے ور کہان کے ہوشیاری سے
ورنت بھنگان اواري آ گویا پی تھی بہانگ اُنہون نے	کھُتھا دروغہ ہِنھاري آ اور کیا تھا دروغ کا ناشتہ اُنہون نے
اژہ بھاجتھ پھنزہ رندا وے اُس جگہ سے پیچھے بھاگے	بہ گوراِشتہ گیت اوو ھذا چھوڑ کر بیس آدمی میدان مین اُس جگہ
ارندو مرڑ دواري آ ارندو لڑائی مین حملہ آور ہوئے	شُتہ شیہان اواري آ ہوگیا کہیریون کے ساتھ صُلح نامہ
ھُمان سال برقرار گوراستہ وہ سال امن سے گذر گیا	امیر شید درمیان آنکہ امیر خان کہیری نے مصالحت کی
کہ بلوچ بہ منتان د آشتہ بلوچون کی منت کرکے لڑائی کو روکا	شُتہ ساتھے پرہ دانا گیا ایک قافلہ واسطے خرید غلہ کے
سروغا گُل اژ زرکھانا سر اور مسی گل گُبگٹی تھا	بہ گوشتہ اعتفار خانا کہا اعتبار خان نے اُنس کو
بڑنتھی شہ پورا شھرا لے جاوین تُم کو شہر شاہ پور مین	کھنتھی قید مہ سرکارا کر دیوین تم کو قید سرکار مین
ارندو مست مرڑ واڑا ارنڈو بہادر تھا اور مردم خوار تھا	کلام واحد اقرارا ایک سخن والہ اور ایک اقرار والہ

ملوکا اژ دِلا زھرا وہ امیر دل سے ناراض تھا	کھُدی سنڈوَ دَ چودھارا بُلوایا اُس نے آدمیون کو چارطرف سے
جمع کھُتھ پیادغ و زوارا جمع کئے اُس نے پیادے اور سوار	بہ جنگَی سیلاہ ئیُن ھارا تا کہ دشمن کے بہت تعداد کو قتل کرین
بیا تکمین مہ شفا پھرآ پہنچے وہ رات کے وقت	قلند رانی گے ہین شہرآ قلندرانی کے بڑے شہر مین
کھُتھی ہوکا ہوآن پھرآ اُس نے فوراً منادی کردی	قلاتا بیڑ تھی چو دھارا اور قلعہ کو چارطرف سے محاصرہ کیا
کھیري دبن محمّدا دین محمّد کھیری	تِریلین زحم اڑ.نگا بہادر تھا اور تلوار کا بہادر تھا
دُھرا ایمان نبن ھندہ شروع سے ایمان والا ہے	قلاتا محکمہ داشتہ وہ لڑا قلعہ کے اندر سے
جتھو اُر دو پھڑا گو آشتہ مارا لشکر کو اور پس پا کیا	نوِي تھی مہ شفا سایا مغلوب کیا رات کے اندر
کہ گڑایا جنگ و بلھایا عین لڑائی کے وقت مین	کہیری زوار دوڑایا کہیریون نے ایک سوار دوڑایا
صاحب سے بات بولایا صاحب کی خدمت مین جاکر رپوٹ کی	چڑھیا میري بذل آیا اور میریوِ دِر صاحب چڑھ آیا

حُکم جو آپ فرمایا اُس نے خود حکم دیا	پکڑو راہ دستایا کہ منگٹیون کے راستے کو روکو
بہادر گوشت انگریزي صاحب نے انگریزی مین کہا	شتادِي جنگ پرویزي جلدی جنگ شروع کرو
کھیري جان محمدؐا جان محمدؐ کھیری	بہ دُڑھی فوژ رود اندر لے گیا فوج کو رود کے اندر
در آتکہ روش اُدوُ ھندا نکل آیا آفتاب اُسی جگہہ	رود ھو تیہہ سر گاھا رود ہوتی کے سر پر
حُکم اژ ربّ درگاھا حکم تھا درگاہ رب کا	مُقابِل بیتھہ یک جاھا مقابل ہوئے ایک جگہ پر
مِڑو خین پنصد زرکہانین لڑنے والے پانچ سو مگٹی تھے	دُھرا باندھانڑنت زحمانین جو بچپن سے تلوار کا استعمال جانتے تھے
اڑنڈو شیر غُرّان نین ارنڈو بگٹی شیر کی طرح گرجتا تھا	سرا مندیل مولھان نین اُس کا صافہ سُرخ رنگ کا تھا
گِروخي چھاپ تیغاني تلوارین بجلی کی مانند چمکتی تھین	مسلو کا چھکہ زحماني تلوارون کا حملہ ارنڈو کے سر پر تھا

بُرستہ گرڈو اڑماني اُٹھی گرد فلک تک	ھڑوخين تيغ ميهان خان لڑا تلوار اُٹھا کر میان خان
سري راهيجه ڏرگيهان جو سردار خیل راہیجہ مین سے بہادر اور اقبالمند ہے	جنھی زخما پرآ ایمان مارا اُس نے تلوار بہادری سے
پڙا مھران شنباني میدان مین کھڑا مسمی مہران قوم شنبانی	مونھ مبلين رئيساني مقابلہ مین ایک رئیسانی افغان کے ہاتھ سے
يذان ني زڙتغان گھانڙين دشمن کے مارے گئے بہت آدمی	حِساوا گيست بزياني حساب سے بیش دشمن تھے
نريانو مرڊ ايراني ایرانی گھوڑون پر سوار	سمان تے ساکتہ جنگاني خوب اُنہون نے لڑائی کی
صواهان گرنڊ تونپاني صبح کو آواز توپ کا ہؤا	بُرستہ گرڊو اڙماني چڑھی گرد آسمان پر
گرڙوي چاٹا تيراني ژالہ کی طرح زد تھی گولی کی	جنھي تھانجو هزاران ني جس سے ہزاران آدمی مر گئے
ھُمان کھوا مزاراني وے پہاڑ کے شیر	کُھتھی جنگ بادشاهان نين لڑے مثل بادشاہون کے

پڑا سۓ صد بلوچا نین میدان جنگ مین تین سو بلوچ	شہید نت دین مُسلمانین مسلمان مذہب والے شہید ہوئے
میری بدل ستاھان نین میر یوور صاحب کی تعریف	ارڈنڈو کُشتہ نوتھانی ارنڈو خان نوتھانی مارا گیا
مو آسا کھوہ سُلیمانی زور تھا وہ کوہ سلیمان کا	ھزار شاواش کھیری آ ہزار آفرین ہے کھیری کو
تھئی جنگان امیری آ تم لڑے بہادری سے	ملوکین جان محمدا بہادر جان محمد کھیری
جتھن تھی مٹ اُوو ھندا مارتا تھا دشمن کو اُسی جگہہ	کھیری گون شتھوپن زوار کھیری تمہارے ساتھ پانچ سوار ہین
گزا یا بیتھہ غنتھ اختیار اُس کو لڑنے کی اجازت حاصل تھی	گزا شپہان وتھی چھشتھ لڑائی کھیریون نے خود شروع کی
مہ ھندا وڑ دِلا نشتہ گھر مین خوشدل ہوکے بیٹھے	کھُتھی شاواش سپاہاران کی شاباش سپاہیون کو
ھڑو خین ھڑد و بوران را لڑنے والے آدمی اور گھوڑون کو	پلنگان داتھی بُنغ چالان فرنگی نے دیا ایک فریب چال

جتھو اُڑود کھُدی تاکان مارا لشکر کو اور کیا فنا	بھادر جیکمان اُڑدان بہادر جیکب صاحب کے لشکر نے
کھھتی سیاہ آف شیر گرُدوان کیا سیاہ آف کے شیر کو گرد کے نیچے	فتح میری بدل کیا میر یودر صاحب نے فتح کیا
پکڑ کر قید سب کی یا سب کو پکڑ کر قید کیا	نصیحت واڑتھ بُگٹی یا بگٹیون نے نصیحت پائی
شُتہ حالا وِ سلامانان گئی یہ خبر سلام خان کے پاس	قوی ہین کھوہ سلطانان جو پہاڑ کا مضبوط بادشاہ ہے
سلامی بیتھ اُوُ ھندا اُس نے وہان آکر انگریز کا سلام کیا	جڑین لرکا لنوا ہندا بہادر آدمی رہنے کے واسطے لرکانہ کو بھیجا گیا

بیان شعر اڑندو خان پیروزئی بگٹی نوتھانی

جبکہ جناب سرکار دولتمدار انگلشیہ یعنی بذریعہ سرچارلس نیپیر صاحب کی کشتی کرکے میر صاحب ٹالپور سے ملک چھین کر شہر جیکب آباد کو آباد کیا تھا۔ اُن ایام مین بگٹی سندھ و کچھی علاقہ جناب سرکار انگلشیہ و جناب خان صاحب بہادر والئے قلات کو تاخت و تاراج کرتے رہتے تھے۔ اور سرداری سردار اسلام خان تمندار بگٹی کی تھی۔ جیکب صاحب نے سردار اسلام خان کو واسطے تابعداری سرکار انگلشیہ حکم بھیجا مگر سردار اسلام خان و مردمان بگٹی نے نامنظور کیا جسپر جناب سرکار عالیہ نے واسطے امن رعایا بمقام شاہ پور جو بگٹی کی سرحد پر واقعہ ہے جناب صاحب والاشان کپتان میری بدل صاحب بہادر بعدہن سرولیم میریوور صاحب کو بمعہ رسالہ سرکاری مجوز فرمایا جو گشت گول کرتے رہے۔ اُن ایام مین وڈیرہ اڑندو خان

مقدم پیروزئی نوتہانی بگٹی نے لشکر اُٹھاکر شہر کہنری کو تاخت کیا اور پندرہ نفر کھیری قتل کرکے مال مارلے جاتے تھے کہ کھیری لوگ تعاقب کرکے آپہنچے اور مقابلہ ہوکر بقدر بیس نفر کھیری مارے گئے کھیری لوگ شکست کھاکر واپس ہوئے بعد چند ایام مابین کھیری و بگٹی انجام قرار پایا۔ اور مُسمی گل نامی بگٹی واسطے خرید غلہ شہر فلیجی مین گیا تو اعتبار خان کھیری نے اُس کو پکڑ کر قید کیا اور میر یوور صاحب کے پاس بھیج دیا۔ اس کے بعد اڑندو خان نے قریب پنج صد نفر بگٹی سوار و پیادہ کا لشکر جمع کرکے شہر قلندرانے کو تاخت کیا مگر کھیری لوگ کو لشکر کی خبر ہوگئی تھی۔ اس واسطے بذریعہ بندوق کے ایک دو نفر اس طرف سے اور ایک دو نفر اُس طرف سے مارے گئے اور بگٹی خالی ہاتھ واپس جاتے تھے کہ مردمان کھیری نے جو سرکاری ملازم تھے بمقام شاہ پور جاکر جناب صاحب مقدم الوصف کو رپوٹ دی جسپر جناب صاحب مقدم الوصف بمعہ یکصد و پنجاہ نفر سواران رسالہ روانہ ہوکر بمقام ہوتی لشکر بگٹی پر آپہنچا اور مقابلہ ہوکر بگٹی نے شکست کھائی اور اڑندو خان بمعہ یکصد پنجاہ نفر بگٹی مارا گیا۔ اور قریب یکصد پنجاہ نفر بگٹی سرکار نے زندہ پکڑ کر قید کئے اور دو صد نفر بگٹی فرار ہوگئے پھر جناب صاحب مقدم الوصف نے سردار اسلام خان کو کہلا بھیجا کہ اگر تم لوگ سرکار دولتمدار کو ملوگے تو تمہارے قیدیون کو چھوڑ دیا جاویگا۔ جسپر سردار اسلام خان نے سردار غلام مرتضےٰ خان کو جو صغیر سن تھا اور سرداری بھی اُس کے سر پر تھی وہان چھوڑ کر خود بمعہ عالم خان مقدم کہلپر و وارثان قیدیان بمعہ عیال اطفال کوچ کرکے بمقام شکارپور جاکر جناب گونی صاحب بہادر کلکٹر کو ملے تو جناب صاحب ممدوح نے بمقام لڑکانہ جاگیر دیکر بٹھلا دیا بعد دو تین سال سردار اسلام خان کو وہ ملک پسند نہ آیا اور بوقت رات بمعہ عالم خان فرار ہوکر ڈیرہ بگٹی چلا آیا۔ اور تمن وغیرہ کو کوچ کراکے بطرف بارکہان علاقہ کھتران مین چلا گیا اور دو تین سال وہان رہا اور پھر بحضور جناب خان صاحب بہادر نصیر خان سابق والئے قلات جاکر مشرف سلام ہؤا اور واسطے رہائی قیدیان عرض کیا جسپر جناب خان صاحب مقدم الوصف نے جناب صاحب عظیم الشان جان جیکب صاحب بہادر سے بندوبست کراکے قیدیان چھڑا دئے اور ان کو لیکر علاقہ بگٹی مین آیا اور تمن وغیرہ کو بھی بارکہان سے کوچ کراکے ملک بگٹی کو آباد کیا ❊

شعر جنگ چھنبڑے

هَب برون یا ٹھین قادر صد گنجین گلی

سات دفعہ مجھے یاد ہے خداوند تعالےٰ کے سَو خزانوں کا دروازہ

شاہ مرڑدان چارین یارُ پیغمبری

اور شاہ مردان (حضرت علی) اور چاروں یاروں کو اور پیغمبری کو

اژ دنیائی لوٹ سُون ایمان پڑ دُئی

دنیا سے مانگا ہین نے ایمان کا پردہ

لھر خورجہ ژرے گال کھایان کیماگری

دریا کی لہر یعنی موج کی مانند مجھے کیماگری مصرع شعر کہنے کے یاد آتے ہیں

دِیزعنو چھمانی مدد گیرین یا علی

میری بینائی اور آنکھوں کے مددگار حضرت علی ہیں

دِنیُون سائین ژرے سوادھان و قِصُّوات

دیکھے ہین نے خداوند تعالےٰ کے تماشے اور قصے

اُمّی خاک بیزھا شیر باز پھٹرین ڈھنگران

آدمی خاک ہو گئے ہین ڈھینگروں کے نیچے

سیندو سردار اژ محلُ مارڑی گُواس گران

سید اور سردار محل مین دریچون ہوادار سے (یعنی محلوں سے اٹھکر زمین کے نیچے خاک ہو گئے)

دین پیغمبر گون سخیان و مومنان
اور دین پیغمبر والے (مسلمان) اور سخی لوگ اور مومن لوگ

کھل رازین ژ رختغین کھٹانی سرا
اور بیگمات اپنے شاندار مکانات سے اور رنگے ہوئے چارپائیوں سے (اُٹھ کر خاک ہو گئے)

جہانا کار ماانی چھرین پہ مسکین سر شمان
جہان کا قافلہ گزر رہا ہے اور اُس کی اقطار ہے عدم کی طرف

باز مُریدا کہ سیر کھتہ چھارین قبلہان
سوائے شیخ مرید (ایک ولی کا نام ہے) کے کہ وہ سیر کرتا چاروں قبلوں کی (یعنی وہ مرا نہیں)

پھُسَغ جھیڑنتہ گوسی عاریفین پھسان
لڑکے تکرار کرتے ہین اپنے نیک بخت باپوں کے ساتھ

جوفوی جھٹین براس گیشان سنگتان
حرص کے جھپٹ بھائیوں کو ایک دوسرے کی محبت سے جُدا کرتے ہین

ھر کس ہشی مان شُنزیٰ آن سیر نہ بان
ہر ایک آدمی کہتا ہے کہ مین بھوکا ہون رجا (سیر) نہین ہون

بل کوڑینئی دروغین پچار قصّوان
چھوڑ دو جھوٹے جہان کو اور جھوٹی کہانیون اور قصّون کو

قادر کار پھہ دوئین چھمان دیسغان
خدا تعالےٰ کے کام مین نے دونو آنکھون سے دیکھے ہین

ای دنیا ئیتڑا کھور بہوخین خشک بیسخان
اس دنیا کے رود بہتے ہوئے خشک ہو جاتے ہین
دا سخین داد اژ بند غان نھیغا زبیس غنہ
اور دی ہوئی نعمتین بندون سے خدا تعالے تمامی چھین لیتا ہے
چھو ہڑل زیری مڑدم تکی اُلکہان
جب ازل (قضا وقدر) اٹھاتی ہے تو آدمی آسائش کی جگہ تاکتا ہے
مَلک میئس باڑتھ ہفتمین روش مزّلان
ملک الموت لے جاتی ہے ساتوین دن کی منزل پر
سر دلیل گلئے بیسامان دُزی ءِ روان
(آغاز قصہ) مسمی دلیل لشکر کا سرگروہ ہُوا - کہ مین چوری پر جاتا ہون
ماڑیئے گھٹین اوڈھرین مالان وران
ماڑی گھٹ (ایک جگہ کا نام ہے) کے اوٹ مین مال کھاؤنگا
نوھک وچھتہ جمالہان گو سنگتان
نوہک اور چھتہ اور جمالان وغیرہ ساتھیون کے ساتھ
جُوفُوا گلین مجہ بی چہار مڑ یک سرا
یہ لشکر طمع کا ہے یکسر چار آدمیون نے جمع آوری کی
شاگرا جنگانی مَرِیٔ ئین گون براھمنا
اُس طرف سے بہادر لڑنے والی مری کے ہین براہم (نام ایک کس ی) کے ساتھ

گھوڑو چارِیٔ ئین روان سِندھ پُلوا
لشکر کا جاسوس ہے کہ مین جاؤنگا سندھ کی طرف (براہم)
دژمنان آپ تِیٔ دیسا بَرین بید ھیا
دشمنون نے ایک دوسرے کو دیکھا ویرانے میں
گون تفاقا نے تڑیسا ماڑی سراء
اتفاق سے ایک دوسرے کو مل گئے ماڑی (جگہ کا نام) کے اوپر
گُوُشت دلیلا کہ مان ڈغارا درُوھی دِیان
کہا دلیل نے کہ مین زمین کو دروہی (قسم) دیونگا
نام بہادری گہنور ین تہیغان جنان
بہادری کے نام پر جوہردار تلوارین ماروںگا
توفیق چھُٹہ بستہ پہ جنگان ھنتیار
توفیق کرکے مسمی چھٹہ نے باندھی لڑنے کیواسطے ہتیار
کھاڑچھ - کاہٹار کھو فغادِ برگوا کھین جَبزار
کارد اور حنجر اور کاندھے پر دور آوازے والی بندوق
بیشغتھ چھُٹہ دُلیل تھیغالے گزُار
ہو گئے چھٹہ اور دلیل تلوارون کے گزار (یعنی مارے گئے)
پھَدَ بوخ حالا بیاران وَ باقی عالِما
(باسوا اُن کے باقی) بھاگنے والے خبر لاتے ہین باقی عالم تک

(لشکر مری لسر گروہی براہم و لشکر بگٹی لسر گروہی دلیل)

وامیٔ سردارا وَلدَّا ورنہ سَرا

اور تا ہمارے سردار دانا تک

دُزحون کِراث ۔ ھڑ گُرنیلی جُزغا

(ایسا سردار ہے) کہ چور اور خون لینے والے لوگون کو کسی طرف چلنے اور ملنے نہین دیتا (تعریف سردار)

کاغذُ خطان سیب کھے پٹی ھر کھسا

(صلح) کے کاغذ اور خط کے میدان ہر کسی کو پسند آتے ہین

کاشران راج رندان حَیرانی پھزا

کیونکہ آسودگی مین راج (رعایا) بیٹھتے ہین صلح کے بعد (اس واسطے صلح ہر کسی

راج کھلیری زے مہ قُرانی اوڈھرا

تمن کھلیری (جگہ کا نام) مین تھا قرآن شریف کی پناہ مین (یعنی مری

تران کھُزا کھاھان حَربان پہ گھوڑوان

مشورہ کیا کھاٹان کے مریون نے لشکرکشی کے واسطے

مِہتر سردار قرآن فروشین لُوران

اور مہتر قوم وسردار قوم قرآن توڑنے والی (قسم توڑنیوالی) بدچلنون نے (یعنی لشکرکشی کی صلاح کی

شیخہن دین محمّد. قرآن پھشتین جنان

خواہشمند ہوا مسمی دین محمد (سردار مری) کہ مین قرآن کو پشت دیونگا (صلح کو توڑونگا)

گامن و نور محمّد گوشان ھچھو فزوان

گامن و نور محمد (خاندان سردار مین سے تھے) کہتے ہین یون زبان سے

(کو پسند آئی ہے کہ صلح کے بعد رعایا آسودہ اور بیخوف ہوکر بیٹھتے ہین)

اور بگٹی نے صلح کی تھی اور قرآن شریف درمیان رکھکر قسم اٹھائی تھی

منزل نزی خین گیشتر بن شا رو ئے کھنان

کہ منزل (موقعہ جنگ) نزدیک ہے زیادہ حملہ آوری کرون گا

بستغان سرواھی بلوچان پنگوان

سرواہی (قسم تلوار) باندھین بلوچون نوجوانان بہادرون نے

مرگیانی الہ داد جنگی جبو آن

الہ دار مرغیانی (فرقہ تمن مری) ساتھ جنگی جُبّہ ہتھیارون کے

جادا شیرانی گو بلوچی گفتارغان

اور مسمی جادا شیرانی (فرقہ تمن مری) ساتھ بلوچی گفتارون کے

تگیہ چاری ئین بیشا مفوجان نی سرا

تگیہ جاسوس ہؤا لشکر کے آگے

زبری داد محمد اُرّد دیر باندین چھپران

اُٹھایا ہے داد محمدؐ (مری) نے لشکر بھاری کی ذمہ واری

سر نہ داشتو مارت کامان امیری دیروان

(لشکر) سر نہ روک کر آپڑا امیرون (رگیٹوں) کے (تزندون). بین

رستہ گلن چھو بیگہی آف بندین جُران

جم گیا گلن (مری) شام کے کالے بادلون کی مانند

نرمغے یلان تھی قباہ گون ابریشمان

اُس کے نرم کپڑے اور ابریشمی کوٹ لٹکتے تھے

فاضِلا هِندی رَسته گون سبزین آمڑان

فاضل نے تلوار سبز جوہر دار نکالی

نَوخ[له] سالوخی ڈِیل سماڑتھ برا هُندغان

دُلہا دُلہن کی مانند اپنے قد کو آراستہ کیا بہادروں نے

بھُورا ساڑین ئین بشکیا گون طُرَّ هان

مسمی بہورا موجود ہے اور مسمی بخشہ (مری) ساتھ طروں کے

دائما جہلتھ بشکوانی پہ کھنُّوان

ہمیشہ رو کنے والے ہین بخشوانی (فرقہ مسوری بگٹی) تلواروں کے

حونی بگاءَ رخت غان اَنگ رَ بیٹوان

دشمنون کو مسمی بگا (بگٹی) نے (خون مین) رنگا مانند بیٹون (ایک قسم کا سرخ کپڑو) کے

مه پڑا کھپتا پاک شہیدیءَ محمدان

میدان مین پڑا پاک شہید ہوکر مسمی محمدان بگٹی

ڈیہہ بُرتھا دیر پاندین مریءَ پا سانڑُوان

ملک کو پائمال کیا مری کے بھاری لشکر کی تاخت نے

مارکھا هُگاءُ جواب گون دُژمنان

مسمی مبارک بگٹی کا غل اور جواب دشمنون کے ساتھ تھا

پھگڑی دادُو کوشتی گورِ ندی ولزهان

پہلو مین مسمی دادُو کھڑا تھا ساتھ رندی) آراستگی کے

له اگر نَوخ بفتح ن پڑھا جاوے تو اس کے معنی دُلہن ہوتے ہین یعنی دلہن دُلہا کی مانند اور اگر نُوخ بضم ن پڑھا جاوے تو اس کے معنی نیا ہوتا ہے یعنی نئی دلہا کی مانند ۱۲

دائما کھوشتان بچھ گون عاری فین پھزان

ہمیشہ کھڑا کرتے ہین میٹھے اپنے نیکبخت باپون کے ساتھ (یعنی مبارک اور داؤد جو باپ اور بیٹا تھے اکٹھے لڑتے تھے)

پھگلے خنبر کھایان سیدو سرا

ساتھ فخر کے حورین آتی ہین مسمی سیدو (بگٹی) پر (یعنی مارا گیا)

کُلّان یا ھنداواڑتھ غان دُنگانی شراب

سب نے (یعنی جن بگٹیون کا نام پیچھے لے چکا ہے) اکٹھے نوش کیا شکون کا شراب (شراب مرگ)

اُذُزو شہبازا نہ چھری تا صد برا

عذر (گلہ) مسمی شہباز پر نہین عائد ہو سکتا صدبار

تکزہئے مکۂ مدینہ حج دَرا

ارادہ کیا اُس نے مکّہ اور مدینہ حج کے دروازے کا

گونڈلین شیرُو ستاھان باز کھنان

بہادر شیرو (بگٹی) کی تعریف بہت کرتا ہون

جان نہ پہاریز تش کھن مانی گرمین جَسا

جان کا پرہیز نہ کیا اُنہون نے تلوارون کے گرم قلب گاہ سے

حل کہا لال خان کھے گلیما دیما گُرا

بستی مین مسمی لال خان بگٹی دشمن کو دیکھتے ہی آگے آیا

پھرع گھٹی نہ کھترُ شاھی بہادرا

لڑنے کے واسطے کمی نہ کی شاہی بہادر نے

ن حور کا املا ہے

شاعرا شفت گون ندا وشوخ ضبن زرد کُبرا (شاعر غصہ کے ساتھ آیا اور شوخ ۔۔۔ کا لڑنے والا ۔۔۔)

کلموا یمانا مُرتھا گامین دیم ترا

ساتھ کلمہ اور ایمان کے مرگیا ایک دو قدم آگے مار کر

صحبت بے پھُرسین شیر خان حان جنگ روھوا

مسمی صحبت غیر محتاج ہوکر اور شیر خان عین جنگ گاہ مین (مارے گئے)

سر کھلیری ءَ دزُ گاماز گھوڑ وا

علاقہ کلیری لشکر کے غل اور غبار سے (پرُ ہوگیا)

ھکل میرانُ شکاری جعفرا

میران اور شکاری جعفر نعرہ مارتے تھے

پلوان براس بندان منا وشین پڑا

پلے آپس مین بھائی باندھتے تھے جنگ کے ناخوش میدان مین

عطری۔ لونگ مِسک آواہان گو بیرڑوان

عطر اور لونگ اور مشک (شہیدوں کے) ناف مین ملے ہوئے تھے

گون پریان لیوکھنان باغان نی بران

ساتھ پریون (حورون) کے کھیل کرتے تھے اور باغون کی میودن کے ساتھ

زحم جنغ ترگین ھنبکانی ءِ سُور ھان

تلوار کا مارنا مثل زنار کے ہنکانی (دگبٹی) بہادرون کی گردن مین ہے

گاج رندھانا جھیڑوشہ بخش لوڑان

مسمی ندھان گرجتا تھا اور شہ بخش کی تلوار کی شوخی تھی

رکھڑا شاھا رحمان اژ گرمین ساعتان
رکھا بادشاہ (حقیقی) نے مسمی رحمان کو گرم اور سخت ساعت سے
مٹ کھاری ئین زخم گواہین تا مشکتا
مقابلہ کرنے والا (فریق ثانی سے) مضبوط ہے اور زخم گواہ ہے ہمیشہ کیواسطے
سئ بیان مٹھا بے رہای ناما گران
مقابلہ کنندگان کا نام مجھے معلوم نہین کرمین بے ریا ہوکر انکا نام لون
رانمن ٹھپیٔ گرتھا اژ زرکھان پوتروان
مسمی رانمن زخمی ہوکر واپس آیا زرکھانیون سے
گلن روش کھشتیغن مڑدان گرڈان
مسمی گلن (مسوری) کے قتل ہونے کے دن قتل ہوئے باقی جوانوں کو گنتا ہون
صوبھ بڑتھا دیر پاندین ھریانی لشکران
فتح لے گئے بھاری لشکر مریون کے
مان کھڑا راتران کہازرکانی پوتروئ
تعاقب پسماندگان نے باہم صلاح کیا زرکھانیون نے
مرتضےٰ مرداڑ سلامان نان پھوزان
سردار غلام مرتضےٰ خان اور سردار سلام خان نے آپس مین
گوش غلام حسینا ماستی جھجے بران
کہا غلام حسین (مسوری) نے کہ مین جلدی حملہ کرونگا

لشکرِ زیرون دَوُن مریءَ ڑاپسوآن

لشکر اُٹھا کر دیوینگے مری کو جواب

باطِل سرگوُرشین جنگان تی کھڑین ھیبتان

مسمی باطل (مقدم) خواہشمند تھا اور جنگ کیلئے برجستہ تھا ہیبتان (مسمی مقدم)

مجنان حاجی ڑی مری ھمسائگان

ہم ماریں گے میر حاجی کھتران کی مری ہمسائیون کو

سنّی مڑ چاری ئین سوھوا نتھ ڑاءُ نُتکان

ہمیں جوان جاسوس ہین اور واقف ہین باریک راستون سے

سمبری محران پھہ بدی یانی ھِمتان

طیار ہؤا مسمی مہران دشمن کے تاخت کرنے کے ارادے کو

بچھو براز اتک مَد لان لیٹان نیم شوَان

کیونکہ فرزند اور بھتیجے دل مین لیٹتے ہیں انکا سانپ کی زہر کے مانند آدھی راتون کو (جب یاد آتے ہین)

چھاڑا ذا کرمان ھمبو حیدڑان

دیکھا مسمی کرمان اور ہمبو حیدر نے

گھوڑَئ سڑ واگ گپتغان دیرین سُوھَوان

لشکر کے لگا مین اُٹھائے دور والے جاسوسون نے

پھیازُغ سواڑ گُستا پہ سیمو سرشمان

پیادے اور سوار گزرے سبزہ زار سرِشم سے

کہ آتکا زر کانی مان مریانی ڈیرُ وان

یہانتک کہ جا پڑے زرکھانی لوگ مریون کے ڈیرون (بستیون) مین

جھُل کھیترانئے در بُرُ تھا بخت ساعتان

پناہ کھتران کا بچ گیا بخت اور ساعتون سے (یعنی مری بچ گئے)

شاہ حسین دزگیرین مان رُخے آختی ھیبتان

شاہ حسین دستگیر تھا اُس کے آگے آیا ہیبتان (موسی)

پھوندلُ درمان بیزغان لحّانی خمان

پھوندل (مری) درمان (مری) ہو گئے اپنی ننگ کے ضامن (یعنی مارے گئے)

ھوتکُ جامو آزاد مان جگانی پڑان

مسمی ہوتک جامو آزاد جنگ کے میدان مین

کُھشتَین دہ مرُدمان بلوچانی بولکان

مارے گئے کل دس جوان (مری کے) بلوچون کی بستیون مین

مٹ گون میرانُ شکاریءُ گُلّنان

بالمقابل ہوئے میران اور شکاری اور گلن کے

ساعتے گھوڑ تھا مسوریئین پھیا زغان

ایک ساعت تک برسے (دوڑی) مسوری کے پیادے

میشُ بزُ جنبن تھش ھزاران بے لیکھوان

بھیڑ اور بکری اکٹھی کی ہزارہا اور بے حساب

ردش پیشینا پیکل بوہ رہ نغان

شام کے وقت پہنچے پیکل پہاڑ کی چوٹی پر

کھبتران کھوڑیء آختہ حاجی گون بنگہان

میر حاجی کھتران تعاقب کے لئے آیا فوج کے ساتھ

تروگلی گرند اژ دو دیمی توپ کان

ژالہ باری اور گرج ہر دو طرفی بندوتون سے تھی

ملخ گور ہیبراغ سرو بِرسان نشتغان

فرشتے مسمی بیراگ کے پہلو بین بیٹھے

کھدَّ لئے شیری پیالۂ بنگی دا زغان

کٹورے دودھ کے اور پیالے بھنگوں کے دئے

محراب دعوئے مان کھے جورین دژمنان

مسمی محراب دعوے کرکے آیا دشمنون کے پاس

جنگ لیا آے صوبہ مسوری کھٹ زا

جنگ بے مصلحت ہے اور فتح مسوری نے جیتی

پرّدوا کھبتران مال نیمئے پریچ زا

پردہ کھتران کا سمجھ کر نصف مال واپس کرکے اسکو خوشنود کیا

نام سانگ بندی لیّا سید خان باز کھزا

کیونکہ لڑکی (اور کہتران میں) نام سانگ بندی کا ہے۔ پاس محبت سید خان (مزارانی

ننگ منہ

چاکری نشقے جنگان باطلا پالـزا

میر چاکر کے جنگون کا نقش باطل نے پالا

گُڈ ڑ بالاچھا غلام حُسینا نوخ کھزا

بالاچھ (گوریچ) کے بعد (میر چاکر کے جنگی نقشہ کو) غلام حسین (مسوری) نے جدید کیا

ھیبتان نامُوس چھارین چوٗدھار اجس کھز ا

مسمی ہیبتان (مسوری) کا ناموس چارون طرف بلند ہوُا

ھفتمین روشا حون مسوری یان کِبھتـغان

ساتوین دن مسوریون نے خون لیا (یعنی عوض لیا)

دیر نہ بیزا گوستا چھار روش مان نیا معان

دیر نہ ہوئی چار دن درمیان مین گزرے تھے (کہ مسوریوں نے اپنا عوض لیا)

بارو چھری لی صلاحین دین محمدا

داری پھرتی ہے۔ اب دین محمدؐ مری مشورہ کر رہا ہے

ھیمتا زر کان نِشت مان شُہری کھشتغا

آرام کے ساتھ زرکھانی (بگٹی) بیٹھے ہوئے تھے سہری کھشتغ (ایک جگہ کا نام) مین

ھر گرُے لوٹھائی مـریانی لشکرا

ہر طرف سے (دین محمدؐ مری) منگاتا ہے مریون کا لشکر

مچھُ بی دراٰئی آدو ھزارین مان لیکھوان

اکٹھے ہوئے جائے مقررہ پر اور دو ہزار ہوئے حساب مین

کپچھو بے رو ٹھان هری آپا سا لنو ئین

کچھ (بیٹ) اور بیروٹھ (نمناک سبزہ زار) ین مریون کا تاخت ہے

دیرو آمسکانی گوراند ُو ڈ او نین

بستے ین مسی گوراند ُو مسکانی (مشک کی بو جیسا) مستحکم ہے

مٹ چھچو رین مان دِلا ایمان ثابتین

بالمقابل اس کے مسی چھچو ر ہے اور اُس کے دل ین ایمان ثابت ہے

کھو فغا لوزانی شیرین ترَڈِغین

اُس کے پہلو ین نوزانی بہادر شیر کی مانند دھاڑتے ہین

شہین نوسانی آن نہنگا نا ٹکرین

نوزانی فقیرون بادشاہون سے ہنگ خان کو دلیری سے لڑائی ہے

زحمان بے نکین ڈھال مان دستا گیہل این

تلوار کی لڑائی مین بے پرواہ ہے اور ڈھال اُس کے ہاتھ ین لڑکتی ہے

شہ مراد رختی دست گلیمانی سر برین

شہ مراد کا رنگا ہوا ہاتھ دشمنون سے بالا دست ہے

پہ شہیدی گامان مُظہیر دیما ترین

شہید ہونے کے قدمون پر مسمی مظہر سب سے آگے ہے

حلقہا خیر ائیں عُلی دوست را گھُرین

بستی مین خیرا اور علی دوست کو جگر ہے (یعنی غصہ سے پیچ و تاب کھا رہے ہین)

دائمان کھوشتان بچہ گرعار یفین پھزان

ہمیشہ مارے جاتے ہین لڑکے اپنے نیک بخت باپون کے ساتھ

نبا مَیں برخور دار قائمُ ھوتھان تزکمان

بیچ بین ہین مسمیان برخوردار قائم ہوتھان ترکمان

سُہر علی بخش میر خدا بخش و سکھمان

سُرخرو علی بخش میر خدا بخش و سکھمان

مراد علی - مِسکی - زری ستہ میرڈوان

مراد علی مشک کی بو والا کچہری اور جماعتون بین

بازین زرکانی پلود کا چھوئی بران

زرکانی (بگٹی) کے کنارے بہت ہین پچھی کی طرف

کھشتغین گیسنت[۲۰] سیزدھان جنگانی پڑا

مقتول تینتیس[۳۳] ہین میدان جنگ مین

سہی نیانا ماکہ گوشانی مان دفترا

(باقیون کا) نام معلوم نہین کہ کہون بین دفتر مین

پَنہان تاختی ھوڈو بنا اوچ گرڈنا

پنہان (نام علاقہ) اور ہوڈو (نام علاقہ) کو تاخت کیا اوچ کے گردن (نزدیک) تک

مچھ کھزی مڈی از ھزاران بے لیکھوا

اکٹھا کیا اسباب ہزارون سے زیادہ اور بے حساب

وش دِلا گرٹھا کہ نہ بیزی کھوڑی پھُرا
خوشدل واپس ہؤا کہ اُس کا تعاقب نہ ہؤا
بازین زرکانی سوجے سردار آتخت سرا
بہت ہین زرکہانی (رگبٹی) اور سردار تخت پر قائم ہے
پیر لاکھو۔ ناہڑ مستین گون سرورا
پیر لاکھو اور ناہڑ مست اور سخی سرور سمیت
اے مددگیران مرتضے سوداہ سرا
یہ سب مددگیر ہین سردار غلام مرتضے خان کے
شاعر نیکھین دعائین گولس واڑھا
شاعر کی نیک دعا ہے سارے تمن کے سردار کے ساتھ
میرسلامانِ بازّے مان شہ پاکھرا
سردار میر سلامان ہووے بادشاہ حقیقی کے زیر دامن
لعل خان دوستدارین شہ و رند امراھین تھرا
لعل خان کا یاور شہ و رند ہے اور مددگار ہے
لوٹ کوٹھی آمچھ کھن سرداہ عالما
بعد اطلاع دہی کے اکٹھا کیا سردار نے لوگون کو
گِپ تغون سیالانی پرلانکھہ کھش غنا
پکڑا ہمسر دشمنون نے پائجامہ اُتارنے کو

کوہ نُھزانی آختا گون یار محمّدا

پہاڑ کے نوزانی آئے ساتھ یار محمّد (مقدم) کے

تھیغان ھم ترا نتھ کہ جنون دَور دژمنا

سب ہمصلاح ہین کہ مارین قدیمی دشمن کو

گون نغرَے مٹ کھنون دَدُن نی پَسُّوا

ساتھ نغر (دامان پہاڑ) کے عوض کریں اُس کو اور دیوین جواب (مقابلۃً) اُس کو

تاشون کھولو آشر بت مری دیروآ

تاراج کرین کھولو کو شربت (مری) کے بستی کو

رندک و سونا نشتغان مان تخت سرا

رندک (مری) اور سونا (مری) بیٹھے ہین تخت پر

ز بلوچانی زڑ نھغان تھی بے لیکھوا

قرضے (قرض جنگ) بلوچون کے اُٹھائے ہین اُنھون نے بیحساب

ماءِ خان خیر محمّد سخنانی سچار

روشن (رفہم) خیر محمّد خان (نوزانی) باتون کا سچّا

پھونگ چندرازی گُل پھر شار وئین طیار

پھونگ (فرقہ بگٹی) اور چندرازی (فرقہ بگٹی) گُل لڑائی کیواسطے تیار ہوئے

پھر غان بارانی فتوھل اژ کلھپران

حلپہ ی (اشارہ پر) مسمی بارانی اور فتوہل (فرقہ) کہلپر سے

دُرّغان میوہ اڑ گھینو سر کرڑ دُوان

(فرقہ) دُرّغ کے سرکردگان اور معتبران سے میوہ خان تھا

شیخ ھتھ دُورماڑین مسوری پہ غُصُوان

مفتخر ہین مسوری مرفہ الحال مقابلے پر

نزان کھے غلام حسین و باطل و ھیبتان

صلاح کیا غلام حسین باطل ہیبتان نے

دوڑئی واگان گیرڑ علیشر گو تاسغان

اپنی دو شاخہ واگ لیا علیشیر خان نے غصّے سے

گلّان تران بستو گُر نقیرا مچھ بیمغان

سب نے صلاح کرکے مسمی فقیر (مقدم مسوری) کے پاس اکٹھے ہوئے

بوراڑ تنبو آن سلامان آبو ختغتہ

(بزنگ) بور (گھوڑی) خیمہ سے سردار سلام خان نے چھوڑی

دیر سرین فوج دُ مرتضےٰ ژ سرداز غنتھ

بھاری فوج خود سردار غلام مرتضےٰ خان نے ہانکی

بخمل بُلگاران بیہان سنگار تھغتھ

مخمل اور بلغار سے گھوڑیوں کو آراستہ کیا اور سنگارا

رتل تلین چھارزی اُلکھو گھٹان کھشغتہ

لحظہ بلحظہ جاسوس اُس طرف کی منزلوں اور دروں میں نکالے

سوھوئی مسکیف کرمان دیم داز غنتھ
رہبری کے واسطے مسمی مسکیف اور کرمان کو آگے روانہ کیا
شاھک میران زر پیچ ھمنبو آ بستغتھ
شاہک اور میران اور ہمنبو نے طلائی کھیسہ باندھے
صیفل و ٹمکو دل مرادا بار زُر غنتھ
صیفل ٹمکو دلمراد نے ذمہ داری اُٹھائی
فتح خان شاذیان دھیانی داڑو گرُنتھ
فتح خان اور شاذی خان ولایت کے پُرفن اور چالاک ہین
مرتضٰے سردار فہار سر شیف بیز غنتھ
سردار غلام مرتضٰے خان کے بہادر سر دینے کے لئے تیار ہوکر (روانہ) ہوئے
ترونگاو نوز ھوری شلانا مان گو ستغتھ
ژالے اور مینہ کی مانند برستے ہوئے گزرے
کیچھو برین الکاہ پھاز مال کھُرنتھ
کچھ اور ویران منزل کو پائمال کیا (طے کیا)
گون سر ٹھالان چھاری گورحانا آخت غنتھ
ساتھ نیک شگون کے جاسوس اپنی سردار کے پاس واپس آئے
ما بدی یان نی دیرو کو لوا دیر غنتھ
ہم نے دشمنون کے دیری (بستیان) کہو بو بین دیکھی ہین

سہوان فوجانی مہار نوزے گپت غتھ
رہبرون نے لشکرون کی باگین بادل کی مانند کیئے (یعنی جلدی چلتے تھے)
زرکان بھر بیزو بام رنگار ختغتہ
زرکہانی (زنگٹی) تقسیم ہوکر صبح کے وقت آپڑے
مان گلیمانی دیرو ترنڈا رخت غتھ
دشمنوں کے دیرے اور بستیون مین آپڑے
بانگھے کہولو گپتغا دزّانی مُزان
صبح کے وقت کہولو گرد اور غبار سے پکڑا گیا (پُر ہوگیا)
اوتھر دیر پاندین جُڑبن بانی با چھڑان
بھاری آندھی اور مینہ کے چھڑکاؤ کی طرح
بھاج جونیان نوبت ھند اکھیکھزا
دشمن سارے بھاگ گئے اور مسمی نوبت وہان ٹھیر گیا
مان رخاسید خان زحم ویلیا مانگھزا
شمشیر کے وقت سید خان آگے گھس گیا
جھنڈا چہار گام گوبستہ اژ بیل برادران
جھنڈا چار قدم آگے گزرا اپنے مقابل بھائیون سے
سرد لیلا بیکنتہ گون جورین دژمنان
مسمی دلیل نے سر اپنا قربان کیا آگے کڑوے دشمنون کے

جعفر حون گِر بن ملنگ صِفت کهتا
مسمی جعفر خون (عوض) لینے والے اور مسمی ملنگ کی صفت کرتا ہون
شنبهانی آت شِعر سنگار ان عظمتا
شنبانیون میں سے عظمت کے واسطے شعر آراستہ کرتا ہون
کہولوزر کهانا تهاخته باغاؤ بهرا
کہولوکو زر کهانیون نے تاخت کیا باغ اور بھرتک
حاکمی اُڑ دا هر تضلے خان لشکرا
حاکم (لشکر) اور مرتضلے خان کے لشکر نے
نهنکانی یا - مسوری یا یک سرا
نہدکانی اور مسوری نے یکسری
کهوه نهزانی گون هڑو خین راهیجو آ
پہاڑ کا نوزانی ساتھ لڑنے والے راہیجہ کے
راو بهانا په هفتین راجان نی نیا مغا
جاتا ہے بہتا ساتون تن کے بیچ مین
تُهس تغین ڈاهی دهرتا کهانا آخت غنتھ
تھکے ہوئے خبر لانے والے کھاہان تک آئے
کولهو دیر پاندین دیروزر کانا تهاخت غنتھ
کہولو کی بھاری لبستیان نگبٹون نے تاخت کین

نوبت کُھشتہ تھنگوین سُہرین زُڑ تھختہ
مسمی نوبت کو قتل کر کے (خالص) اور سُرخ سونا اُٹھایا
بگٹی پٹ پانپ ڑین ڑ بار ببیزغتھ
بگٹی (لوگ) ریشم اور آرایش کی چیزون سے پُر ہوئے
گوخ - ڈرچی میش اژ جھوکے کھشت غتھ
گاؤ اور ڈاچی اور بھیڑ جگہون سے نکلے
ہر دو شہراتی نیامغا ویلھو دازغتھ
(کھولکے) دونو شہرون کے درمیان شب باش ہوئے
لج گوُر کھاھان مری یان گران ببیزغتھ
ننگ و ناموس کھاہان کے مریون پر بھاری ہوگئے
تھیغا سرداران ھتار تزکی لسبت غتھ
سب سرداران (مری) نے ترکی ہتھیار باندھے
سنج ابو لمشانی ببیہانا پھترین تھختھ
سنج عمدہ گھوڑیوں پر ڈالے (رکھے)
شیر علی جھنڈا مراد بخش سمبر تھغتہ
شیر علی جھنڈا مراد بخش طیار ہوئے
الہ داد ابنگوا تازی بوخت غتنز
الہ داد اور بنگو نے گھوڑے کھولے

گوں دادمحمد اژ کلا تان در کپت غتہ
ساتھ ہے داد محمد کوٹون سے باہر نکلے
دیما بجارانی گون سونہ آخت غتہ
آگے بجارانی ساتھ مسمی سونہ کے آئے
ور کرم خانا گھوڑوانی واگ گپت غتہ
خود کرم خان نے گھوڑون کی واگ لئی
آزاد- شہباز- نہالو سر گپت غتہ
آزاد - شہباز - نہالو روانہ ہوئے
گڑد غارا اہ لئے کہ پھرا و یار کھنتہ
پھر جانے کا راستہ نہین کہ پیچھے گلہ کرینگے
یغ رہین سرداران شہیدی موت منزا
ایک ہی رستہ پر چلنے والے سرداروں نے شہیدی موت قبول کی
چہار شب وچہار روش دژمن اگا نشت غتہ
چار رات اور چار دن دشمن کے آگے بیٹھے (یعنی راستہ بند کیا)
حرفِ سونا با گون غنیمٔ آ بکے دیان
حرف کیا (کہا) سونا نے کہ ساتھ غنیم (دشمن) کے پنجہ اڑاؤنگا (لڑونگا)
گہترین کھاہان مری آ پھیشی کھنان
گھاہان کے اچھے مریون کو آگے کرونگا

بگٹی پھیزاغین اِمروشی شرطے جُنان
بگٹی آتا ہے آج (اُس کے ساتھ) شرط باھتاہون (یعنی شرط مارونگا)
قادر کارُ قصوان ھچھی سہی نیان
پاک پروردگار کے کام اور قصے کچھ معلوم نہیں
باسر کھاھان مروائے بر کھتان
(دیا) یکسر مرد کو اور یا یکسر کھاہن کو ویران کرونگا
مرتضےٰ سردار دیر دراژ ازین مِزلان
سردار مرتضےٰ خان کے لیے چوڑے منزلون سے
تہانوا ھندا راج شفاتی باز بیزغنۃ
آخری مقام مین بگٹی لوگ بلتجی سفارش کیے ہوئے
بگٹی ویلوان گِرانا ایر کھپت غنتہ
بگٹی (لوگ) منزل طے کرتے ہوئے نیچے اُترے
کُھنڈ نبلا یا چھنبڑی سردا شغنتہ
نیلا کے کنڈ اور چھنبڑی مین ٹھیرے
شک تہا کھاھان ھری اُ آخت غنتہ
خواہشمندی سے کھاہن کے مری آئے
اِسپیر ایخزین شم جہکا نِشت غنتہ
ڈھالیں فخر سے لٹکائے ہوئے میدان شم پر بیٹھے

گوانگھ چھیکئ گون بدان گالی بیزغتہ
(دور سے) بات چیت کرتے ہوئے دشمنوں سے ہمکلام ہوئے
شِنگرا دور مارٹین مسوری سمبرتھ غتہ
اس طرف سے آسودہ مسوری طیار ہوئے
کھوہ کھزانی آف اچھلی آخت غتہ
پہاڑ کے نوزانی مانند موج دریا کے آئے
مرتضیٰ سردار سلامان ابر کھپت غتہ
سردار غلام مرتضیٰ خان اور سردار سلام خان اترے
نوزی ھیجات دز دوھوا تو پکان
بادل کے آواز اور غبار اور دود بندوقون کا
چھوھزغان پھر جھزان پھلین اسیران
مثل ٹڈیون کے پر مارتے تھے ایک دوسرے کے پھول جیسے ڈھال
توپک توپان جزارانی ھکلان
بندوق اور توپک کے سخت (سینتاک) آوازون سے
شاگر خلبوا مریانی سور ھیان
اُس طرف سے شور غل مریون کے بہارون مین
اڈدو دیمی اٹکر دور دژمنان
دونو طرف سے مقابلہ تھا قدیمی حریفون کا

مُہری باطل و جلو گیر ھیبتان

آگے باطل تھا اور حملہ کرنے والہ ہیبتان

سروزی پھیکین تھا ہڑا لجی واڑھان

سر اپنا ڈال دیا میدان جنگ مین شرم کے مالکون نے

کِھرکھڑا سرواہی حسنا گون نوڑھان

زیب تن کیا حسن (موری) نے تلوار ساتھ نقرہ (ساز) کے

گوشت غلام حُسینا برکت پیر مرشدان

کہا غلام حسین (مقدم مسوری) نے برکت پیر اور مرشدون سے

زور سُہری اَ اوَزلین چھاپُلے جنان

اور زور سہری (ادلیا) سے زبردست طپانچہ مارونگا

آف شیر بیزھا زحم علیمَ بے لیکھوین

مانند دودھ اور پانی کے ہوگئی دشمن کی تلوار بے شمار

بشکو بہادرین سر جلوا گواھند عنین

مسمی بشکو دلیر آدمی ہے اُس کا سب سے پہلے حملہ کرنا (یا پہلا وار کرنا) اسکے واسطے گویا ہے

انبلان پُھلین تھئے تعریف گیشترین

بہادر ساتھیون مین سے تمہاری تعریف زیادہ ہے

سمبران ورنا آڑ تھا شوئی جوڑین دژمنان

خبردار ہو جاؤ جوانو آ گئے تمہارے گرد بد دشمن

هَوتس سونا یا کہوڑیانی بے گُرا
ہوس تھا مسمی سونا کہوڑیانی (نام فرقہ) لاثانی کو
بچھ دشن اے لکہ بری شاباشین ھترا
اے مسمی دشن کا بیٹا لاکھ بار تجھے آفرین ہے
دو جہان گل بیگ سُہرین مان رندی دفترا
دونو جہانون مین مسمی گل بیگ سرخرو ہے رندی (بلوچی) دفترون (تصون) مین
موت برحق ئین جھال دا آنگے ھنگوان
(وہ کہتا تھا) کہ موت برحق ہے وہ چمکتی ہے مانند سونہ کے
کہوڑیانی آن بازسان جنگان سمان
(فرقہ) کہوڑیانی کو بہت تھا جنگ کے (ارادے کا) سامان
آختہ درخان چھو نوز اِستنی کوکران
آیا مسمی درخان مثال بڑے بادل کے برسات کی
تہ دلی چھٹہ یا کلامُ گون دژمنان
تہ دل نے چھٹہ کا کلام (قسمیہ) تھا ساتھ دشمنون کے
جھیڑی رحمانا کرائے پھیکبتغان
دلیری سے مسمی رحمان نے اپنے بازو (دشمن کی تلوار کے آگے) تصدق کیئے
گوُر ملنگا حونی پھتر دیمی آختغان
کس ملنگرہ (اسوری) کے دشمن کے آگے پیچھے آگئے (گھیر لیا)

مان بڑا لہنڑایا دو دستی زہم جزنتہ

میدان (جنگ) میں مسمی لاہنڑا نے دونو ہاتھوں سے تلوارین ماریں

مسکیف وشیر محمدؐ سخاران سبنگار تہ غتہ

مسمی مسکیف اور شیر محمد کو تلواروں نے آراستہ کیا (یعنی زخمی ہوئے) گویا زخم تلواروں کے بدن پر

جھکع تیغان مٹ جھگڑدی* داشت غتہ

تلواروں کا عطیہ (چھنک) تھا (یعنی تلواروں کا آواز تھا) اپنے بالمقابل کو مسمی

پیٹھن نالا لاھان آمزاری بہورین تہ غتہ

جنگ کے حلقہ میں مسمی لالان نے شیروں کی طرح بھگایا

مہ گنین نو دِن وعلی بخشا گھپت غتہ

مسمی نوزن اور علی بخش نے دشمنوں کو چاند گرہن کی طرح پکڑا

جعفرانی بان سر حلو گرین بنگلان

جعفرانیوں میں سے پہلے حملہ کرنے والے بہادر بنگلان

شاہک میران جنگ ناوشین ساعتان

میران بن شاہک تھا جنگ کی ناخوش ساعت میں (وقت جنگ میں)

مٹ پھرشتی چون باز سیمرغی چنگلا

اپنے حریف کو ہلاک کیا باز اور سیمرغ جیسے چنگلوں سے

امسران جوبٹی مبارک مان لشکرا

ہمسروں سے مسمی مبارک فوج میں اول نمبر ہے

*جھگڑدی کا ترجمہ (نقش بگاڑنا تھا)

کھنوان وستاد طبیب اسے دائما
تلوار کا اُستاد اور طبیب (دانا) ہے ہمیشہ
سبد خان وڈانِ تانبادا پیر کا
سبد خان گویا (گرز) ہے آبا و اجداد سے
دِھیرے یاران دازہ ۔ یہ زھمانی گلا
ہمت یارون کو دی تلواردن مارنے پرخواہشمند ہونے کو
صد بری ساران ملنگا گو جعفرا
سَو دفعہ تعریف کرتا ہون مسمی ملنگ کی ساتھ جعفر کے
کھوفغ ڈکھین تھا پھز بچھان یکسرا
کاندھے (مونڈھے) ملائے باپ اور بیٹون نے جملگی
شدّ و کھرزان حیدر برانی سرا
ریشمی لُنگی لٹکتی تھی مسمی حیدر کے سفید کپڑون پر
دلمراد اِستینی روزانا چھو نیوران
دلمراد بڑے پہاڑ جیسے بادلون کی طرح جما ہوُا تھا
پالزا محرابا وزی ورنائی کلام
پالا (وفا کیا)، مسمی محراب نے اپنی جوانی کا سخن (وعدہ)
حقداد ساڑین این مان کرّاکٹ پیشہنڑا
مسمی حقداد موجود ہے جنگ کے حلقہ مین

میاجھو بشامازھم چنے تہیغی بُگٹی

مسمی بشام جنگ کا بہادر تھا اور تلوار مارنے والے تھے سارے بگٹی

سندرانیان منجسہ کھپتا تُر کھلی

(فرقہ) سندرانیون مین سے مسمی ترک علی آتش کا آزار مین کود پڑا

سٹ دَھُو دیما داشتہ نوخافا ظاھری

ضرب دونو طرف سے برداشت کی مسمی نوخاف نے ظاہری

نَوُکل پھروشتان لعل مَدر کھین کیماگری

مسمی توکل نے توڑے کیمیاگری کے لعل اور منکے (یعنی دادِ مردانگی دی)

گیشتر کہرڑی مَلِک داد سار اغا

زیادہ سزادار ہے مسمی ملک داد تعریفون کے

لیڈُری جھگ جَکما لا گور دژمنان

(مست) اونٹ کی طرح کف (جھگ) اور نعرہ تھا ساتھ دشمنون کے

ھردو دیمی آگھنورین تہیغان رڑ کغین

دونو طرف سے جوہر دار تلوارون کے (مارنے کے) آواز ہین

ڈکزا مُرچہ دیما بوہٹا تَتگُبُرین

طرفین آن کر مقابل ہوئے باڈکھ فخر سے

سنج بلغاران ھونی یاراني دھیروئین.

اپنی آراستگی اور برجستگی سے ہوتی اپنے ہمراہیون کا تسلی تھا

زحما بازار ہن شیری ٹمکو آھل مھین

تلوار کا بازار ہے اور شیر کی طرح مسمی ٹمکو کا حملہ

اِسپر زرپیچین۔حسن را گھیرین

ڈھال سُنہری مسمی حسن کی لٹکتی تھی

جاموا شاھو تھپنو یارانی سرین

اپنے کپڑون مین مسمی شاہو گرم تھاہمراہیوں سے پیش مقدم ہے

بازی شبمو شا پلوآ نو کلین

باز کی جھپٹ کی طرح مسمی پلو کو توکل ہے

سکھان سوی مان ھزاران پیذاورین

مسمی سکھان سنگار ہے ہزارون مین ظاہر

دز منان جوڑے ناعلیشرا بھا کرین

کوڑے (بد) دشمنون سے علی شیر کی کشتی ہے

علوا زیاذئ گو غلیما دست گورین

مسمی علو کا سب سے زیادہ دشمن کے ساتھ ہاتھ گردن مین ہے

جنگ دیلھا محمدا ایمان ثابتین

جنگ کے وقت مین مسمی محمدؐ کا ایمان ثابت ہے

ھمزہ وکا کاران پڑا لیُو شاذ ھین

مسمی ہمزہ اور کا کار کو جنگ مین کھیل (کرتب جنگ دکھانا) خوشی ہے

جستکانیان میر حسینا ریزا سوی

(فرقہ) جستکانی سے مسمی میر حسینان آگے ہوا

مست سان جمشیر وریہ جنگا جھیڑی

مست تھے مسمی جمشیر اور وریہ جنگ کے جھگڑے مین

مسک سر پہاغان بستہ لوہا بیڑی

لوہا نے باندھے اپنے سر کے پٹکے مین مشک کے بیڑے

سوڈاپاھی آعہد حلال بازھان کھر گزی

مسمی سوڈہا پاہی (فرقہ) کو مبارک ہوے زمانہ مین مجلس دوستون کی

سُورہین نوران آغلیم بازی بُرتھا

مسمی نوران بہادر دشمن سے بازی جیت گیا

ٹُرک مد ھوشین مرغا کبلو کھزا

بہادر اور مدہوش تھے لڑائی مین نعرہ مارتے ہوئے

مان سری چھورا رحمتانان سر ھولزا

اول صف والون مین سے مسمی رحمتان نے اپنا سر تصدق کیا

بالاد بشکو آمان بذانی نیاما جھزا

مسمی بالا اور بشکو دشمن کے بیچ مین آن پڑے

شیران ھکلین کہوہ گیانداری لرزستا

شیرون کا نعرہ ہے گیانداری پہاڑ کانپ گیا

آندمی آسمان و زمین آختوڈگ سا
اسی وقت آسمان اور زمین ایک ہو گئے
بارکھن دکھاھان مرو تھیغا لڈ زا
بارکھان اور کھاہان اور مرو سارے کانپ اُٹھے
کنپ و سیاہ کھوہا داشم ماڑی چھنڈ زا
کنپ (پہاڑ) اور سیہ کہوہ (پہاڑ) تشم اور ماڑی تک بھونچال ہوا
فیل مستیا آختہ ھمبو دُرگیان
مست ہاتھی کی طرح آیا مسمی ہمبو بہادر
دیما ترڈانا چھو مڑو خین کھائر گان
آگے ڈکارتا ہوا مثل لڑاکے بیل کے
سُہر شہ سان کہتیہ مان جنگانی پڑا
(خون سے) سُرخ اور زخمی پڑے جنگ کے میدان میں
سورھان رحمانا ستاھان بازکھتا
بہادرون مین سے مسمی رحمان کی تعریف بہت کرتا ہون
تہاس کھوڈیان باڑتھ شرابان نی پیالوآن
طاس کے کٹورون اور شراب کے پیالون میں پیئے شراب
تُھستغین اسانی پھزا رامن گنا
بجھی ہوئی آگ کے بعد مسمی رامن کو گنتا ہون

ھُکانیان میرک این تھیغان نی زوان

(فرقہ) ہنکانے مین سے مسمی میرک ہے تلواروں کا زبان

ہوتو بے چھندڑین کھے عَلَمْ دین دعویٰ گری

مسمی ہوتو نڈر ہے اور آتا ہے مسمی علم دین دعوے کرتا ہوا

شاذیان اِخِر کھُزا جان پانبڑی

مسمی شادی خان (مقدم) نے لٹکایا اپنی جان کا لونگی

حونی وان ختران ہوتین بنگئ تُرکعلی

(عوض لینے والے ہین) (شمشیر زن ہین) بہادر بنگی اور ترک علی

سروزی پیربخش اُبڑ تھوبہنکن تھاپڑی

سراپنا مسمی پیربخش نے حلقہ کا ازار مین حاضر کیا

مشکول نوز گواری قادربخش جنگا سمبری

مسمی مشکول اور قادربخش جلدی جنگ (لڑنے) پر طیار ہوئے

کھرکزی اوٹی لددو دیمی اِسپران

لٹکائے دونو طرف سے ڈھالین

کھوہ نوزانی کھاختہ چھوآف اُچھلان

پہاڑ کے نوزانی آتے تھے مثل موج دریا کے

گرد جھنڈا یا گھور کھز زرکان پونزوان

مسمی جھنڈا (مری) کے آس پاس حملہ کرتے تھے بگٹی لوگ

مان سرا خیر محمد درآختہ چھو کوکران
آگے آگے خیر محمد نکل آیا مثل بادلون کے
لوڈ جساران آختہ مان تھبغانی رھان
ٹہلتا ٹہلتا آیا تلوارون کے آگے
ساکھزا ملحان ذرھہ گون زرین بازران
سایہ کیا اُس کو فرشتون نے اور اُٹھایا سُنہری بازؤن نے
سانڈی سرموزان داری مستیھان کھوفغان
مستیھان سرگروہ سانڈھ جیسے کاندھے رکھنے والا
شبی وجانان مان بلوچانی لشکران
گنڈھی کے مانند بجتا ہوُا بلوچی لشکرون مین
کھشت غان دیما گام تڑیلے یار محمدا
آگے اُٹھائے قدم یار محمد جنرل نے
جُختغین مٹ کُھشتہ مان جگانی پڑا
دو دو حریف قتل کئے جنگ کے حلقہ مین
پیھری ٹھپی آگڑتھا از شیر چبوآ
مسمی پیری (مری) زخمی ہوکر پھرا شیر کے پنجے سے (یعنی پیری مری کو یار محمد نے زخمی کیا)
لوھارانیان بور ھزارئ بستغان
فرقہ لوھارانی (مری) نے اپنے قیمتی گھوڑے باندھے

بغر ہین غزی نی پڑا زحمی آختا غان

یک دل غزنی (مری) شمشیر کے میدان مین آئے

پھیا زغا کُل گرشیر علی آ اِیر کھپتغان

پیادے سب مسمی شیر علی (مقدم مری) کے پاس (پہاڑ سے) اُترے

کوہ نوتہانی آف بندی ماناختغان

پہاڑ کے نوزانی (فرقہ بگٹی) مثل سیلاب مسدود بند کے مقابلہ پر آئے

حیبت آدبما بنئ تھیلان داز غتہ

مسمی ہیبت (مری) نے آگے مانند بند کے اُن کو ٹکرایا (روکا)

درگان - میوہ آ- کرڑ لی بھور ینتہ غتھہ

درغون (فرقہ بگٹی) سے مسمی میوہ نے نئے (کانے) کی طرح اُنہین توڑا

کھونڈئ گاجیئ فقیر گیشت غتہ

(دشمنون کو) دو ٹکڑے کر کے گاجی فقیر نے ایک دوسرے سے جُدا کیا

زہم میرا تین چھم دلبلا پھیدا شت غتہ

تلوار ہماری میراث ہے آنکھین مسمی دلبیل نے دکھائین

شیری اُون ھار کھُز مریانی سُور ھان

شیری کی طرح چنگھاڑتے تھے مریون کے بہادر

چھوکمان دوشان کھپتغان بغز نگین جوان

مانند ٹیڑھے کمان کے گر پڑے مشابہ جوان

مرڈ دو دیی رِخت غان کھو ہر کہل گران

جوان دونو طرف سے ڈھیر ہوگئے بٹّون اور کنکرون کی طرح

ھِبّران گورولیا سرِ بنا اُر گو کھُرا

حورون نے (عالم بالاے سے) مسمی ولی کے سر پر اجتماع کیا

جھٹ سا بُڑزان مان بہشت سایہ بُڑھتا

اُٹھاکر اُس کو اوپر بہشت کے سایہ مین لے گئے

جنتی جُوآنی سرا شاذیان شنا

بہشت کی نہرون میں خوشی گیا

چھلوپے گپتہ محمّدان زھمی مانگ زا

مسمی چھلو اور محمّدان نے مستعدی دکھلاکر تلوار اُٹھائی

ھر دو دیمی آکھنوان رللزڈکا لائیزا

دونو طرف سے تلوارون نے شور مچایا

عظمت مھران زئ صفاہان شہمی کھُزا

عظمت مہران زئی کو شمشیروں نے زخمی کیا

پھشُت دیمی آرِ سپران سُہری آسا کھُزا

آگے پیچھے سے بہادرون کو ڈھالون نے سایہ کیا

چھکغ تہیخان مان سرا جامی کھو فغان

عطلسہ تلوارون کا سر اور پیارے کاندھون پر

ٹھیکغُ سہما ڑیت کمانان گون جاہان

(ترنگا ترنگ) آوازہ سہمان (نام ولایت) کی کمانون اور جبھون کی

آن دوئین موسلے مان پڑا بندان پلُوان

وہ دونو موسلے میدان مین باندھتے ہیں ایک دوسرے کا دامن

زہرورانازئی لبُوکھتہ باغان لی بران

مسمی زہرورانازئی (فرقہ گبٹی) خوشی سے ٹہلے باغون کے نیچے

لوہار شیگنتا کاڑچھ کاٹارُ نیزغان

مسمی لوہار کو مجروح کیا کاتیون اور کٹارون اور نیزون سے

ساکُھڑا بڈھا عرشی ہمبوئین فرشتغان

مسمی بڑھا کو سایہ کیا عرش کے نیک سیرت فرشتون نے

مارگوُرُ کالاءِ مردشی زاخم گمان

ہم کو مسمی کالا سے آج تلوار (مارنی) کے بہت امید ہے

کہنیغ لوٹی شاعرانی ساراغان

مسمی کہنیغ مستوجب ہے شاعرون کی تعریف کا

جانی نوزانی بک دازی گون دژمنان

مسمی جانی نوزانی نے کشتی دی ساتھ دشمنون کے

آختہ نولُو اژ کہوہی ر عناءِ بنگلان

آیا مسمی نولو پہاڑ کے بہادر جوانون سے

پہڑتوس و پاندھی اژمڑ وخین نو ھیجوان

مسمی پھرتھوس اور پاندھی لڑنے والے نوزائیدن سے

تعصبان پھوگانی بجبیر گون منگھان

تعصب سے مسمی پھوگانی اور بہادری سے بجرخان

زھم سر ڈکین تھا فتیہان رھیجوان

تلوار کا سر ملایا (دشمن کی تلوار کے ساتھ) مسمی فتیھان اور ہیجو نے

دلی پھیش بُرا جسنو باھیان تھرا

مسمی دلی پھیش بر (فرقہ) اور باہیان تم کو آفرین ہے

بندل- پھوگانی اژبے چندرین الان

مسمی بندل پھوگانی نڈر بہادروں سے

پتلا پاہی مٹ کھپتی پہ دھکوان

مسمی پتلا پاہی اُس کا مقابل ہؤا برجستگی سے

شالواڑیان جنہور ے بار خان فقیر

(فرقہ) شالواڑی سے جوہردار ہے مسمی یارخان فقیر

سبز و شنبانی بستی میان بجری

مسمی سبزو شنبانی نے باندھی اپنی کمر میں تلوار

چاکرانی آن خان رسول بخش مان ڈکی

(فرقہ) چاکرانی مین سے رسول بخش خان مشہور ہے

نی کہ چندرزئی سر مچھکی آخغان
اب کہ فرقہ چندرازئی ایک دوسرے کے سر پر آئے

اسپرین زر پیچین اؤ دیمے داشت غنتہ
طلائی ڈھالین اپنے آگے دھرین

سہتکُ لہڑی موران ماھیا لشکری
سمبان سہتک لہڑی موران مانند چاند کے تھے لشکر مین

تکنزئے آنجہان بہشتان ھفتین گلی
قصد کیا اُس جہان کا بہشت کے ساتوں دروازون کا

چھکر گیراران بلوچانی لیکھوان
کتنا یاد کروں مین بلوچون کا حساب

دَوُر ورنایان میر کھوی لاگون شدُ آن
جوانی کے عیش میر کھوہل کے ساتھ اکٹھی گئی

شاعری گفتاران شکرخان باز گوشان
اپنی شاعری توصیف شکرخان کو بہت کھونگا

شیخرین ورنا بہ حڑایان ایر کپتغان
خواہشمند نوجوان لڑائی پر اُترے

بالاچھ راھزنئی لعل موتی پھروشتغان
مسمی بالاچھ رامن زئی نے لعل اور موتی توڑ ے اور جنگ مین تمہاری کی

نشادملان - جو ظلی گون حرپیچی پوشتگان
مسمی چتادملان جنگ مشہور آدمی ہے ۔ ریشمی پگڑیان ہے

ترکعلی آرا فرشتگان کھو فغ دازغان

مسمی ترک علی کو فرشتون نے کاندھا دیا (اُٹھایا)

سٹ ملوکا مبر ھنے جانا داشت غتہ

ضرب اُس ملوک نے تن عریان (ننگے) مین برداشت کیئے

مِسک پدیانی صیفلا پھا غاپست غتہ

دشمنون کے خوشبو (فتح) مسمی صیفل نے عمامے مین باندھی

انجھانا مشاہ دبوا نا نشت غتہ

اس جہان مین اپنے بادشاہ (رسول خدا) کی کچہری مین بیٹھے

جنگا شہذادا زھم پھر ناموز جزنتہ

جنگ مین مسمی شہذاد نے تلوار ناموس کے لئے ماری

جور۔ تھا غمانان پہ مڑغ تصقیر نہ کھزنتہ

بہادر تھاغمان نے لڑائی کے واسطے تصور نہ کیا

ڈاھو شاھو سُہر شہمیا آخت غتہ

مسمی ڈاہو اور شاہو سرخ زخمون (خون مین رنگی ہوئی) سے آئے

مُندرانیان منگھئے ھا غام توار

مندرانیون کا بہادری کے لئے غل اور آواز تھا

کلمہ وازو بیز ھا زھمانی امام

کلمہ بیزن عکرہ تلوار (مارنے والون) کا پیشوا ہوا

ناموس پھڑھانے جکڑا چارین چودھار
مسمی پہڑہان کی ناموری چارون طرف چمکی
بہاران بے تکین گون غلیمٔ بیڑھا آوار
مسمی بہاران بے خوف ساتھ دشمنون کے مقابل ہوگیا
پھگڑے لعل خان بیڑا پہ جنگان اختیار
قریب اُس کے لعل خان (آمادہ اور) اختیار کرنے والا لڑائی کا ہوا
تگیہ مندرانی دلبلانی شہسوار
مسمی تگیہ مندرانی دلیلون کا شہسوار تھا (اپنے قصد کا پکا تھا)
شیرخان میرعالی دازی سر مَرو ھوآن
شیرخان میرعالی نے اپنا سر دیا جنگ کی سختی مین
ھیبتی قول گون حسّدیان پالزون
(اور کہا کہ) مین نے سچا قول دشمنون سے پورا کیا
حان پڑا جوانسال خبرنتہ شیرازی صغار
معرکہ جنگ مین جوانسال مارتا تھا شیرازی تلوار
دژمنی نپہتی آ فتوہل بورین ھزار
دشمن کے لئے بجلی تھا فتوہل شیر بر
بگرا ابازسان ورنائی سنگار
مسمی بگرا کو بہت تھی نوجوانون کی آرائش

{ بیگن و قول میر سہاک کا کھنتہ قول ... اقرار کر کے بیسے سہاق نے کیا }

{ بسا ڑتن ھنڈ وینتا مَنْکی پاپنی پیڑا ... موجود جگہ پہ معرکہ دشمنون کے میدان مین }

سوڑھی چاشین تہا دلیلان کھلپرا

تلوار اپنا چلایا دلیلان کھلپر نے

واہ تہا ژو چھو قندھاری بوشیدگان

واہ واہ تہاژو مانند قندھاری داناؤن کے

لیو بازیان زھم جہز غان دعوے گران

کھیل کی مانند تلوار ماری دعوے کرنے والون نے

کھنوان مسکانی فریدا یاد کھنان

یاد کرتا ہون تلوار کے ذکر بین مسمی فرید خوشبودار کو

جنگ سرجوش آخت نامان نی مصری

جنگ مین سرجوش آیا نامور مصری (نام)

باٹوانی آن زھمی سرموری بخش علی

(فرقہ) باٹوانیون مین سے تلوار کا بہادر ہے بخش علی

عمرو ھوران عطر بووانی دلیل

عمرو اور ہوران سے عطرون کی بو کی دلیل آتی ہے

بستہ دلدارا میان زر پیچین آنگرین

دلدار نے اپنی کمر کا سنہری تلوار باندھا

مرتضے سردار بنگ بووانی ملگزار

سردار غلام مرتضے خان خوشبودار بھنگون کا مالک

پیر عنبرانتہ باز تھئی اقبال و کلا

پیر تمہارے والی ہین اقبال اور برکتون سے

ستہ چہار کھشتہ سلامان آمان پڑا

ہین چار قتل کیئے سردار سلام خان نے میدان (جنگ) ہین

پیر بخش راہیجہ گون بہوخین سیرا مڑان

پیر بخش راہیجہ چلنے والی (تیز) تلوار کے ساتھ

بنگلا - تارا گہنورین تیغانی رہا

بہادر تیرتے تھے جوہردار تلوارون کی دھار کے آگے

سُہر خدا بخش آ مشہیدانی میڑوآ

سرخرو تھا خدا بخش شہیدون کی کچہری ہین

شہراد شاعر جنگ هڑواں بن پہلوان

شہراد شاعر جنگ کا بہادر پہلوان

هرو ٹھپی آ باز سی بہولائ گمان

ہر ایک دن زخمی تھا بہت امیدین تھین اُس سے

نوکر ساراپان ملوکا مد فتران

نوکر اور ملوک کو اپنی دفتر ہین تعریف کرتا ہون

دو مزار آختو مَڈ غارسے ٹکرتھ غنتہ

دو شیر آکر ایک میدان ہین مقابل ہوئے

بَرَهنغے جان بہ کھنئ کھوزان شبز غتہ

ننگے تن تلواروں سے مجروح ہوئے

ھر دو دیمی آ جنھورُ لالی رِخت غتہ

ہر دو طرف سے گوہر اور موتی گر پڑے

آسی لمبوآن چو پتنگان پیلوشت غتہ

آگ کے شعلوں نے مانند پتنگ کے جلا دئے

بہ خُدای حُکم آمری هَندا کِست غتہ

خدا کے حکم سے مری اپنی جگہ سے ہٹے (بھاگے)

کوہ سہرے آ گون کلاڑا بھورتھ غتہ

پہاڑ کے (پیر) سہری نے اپنی کرامت سے اُنہیں بھگایا

میر سلامان سُاعت عنبرا بیز غتہ

میر سلام خان کے اقبال ساتھی ہوئے

مرتضےٰ سرداراَرلاَّ ریسیتھ غتہ

سردار غلام مرتضےٰ خان کے بہادروں نے اُن کو بھگا دیا

گورہ لاغی آدبرتا ماڑے آداز غتہ

گورخر کے مانند ماڑی کے پہاڑ تک اُنہیں ہانکا

دوصدان کھاہان مری زھمان چِھرتھ غتہ

دو سو مری کھاہان کے تلواروں نے چیر دئے (قتل کئے)

سہتی نیا نامان شاعری حرفان گوُست غتہ

اُن کا نام معلوم نہین شاعری باتین کہی ہین

بگٹیان جھودان جاندراہی آدُر شت غتہ

بگٹیون نے مثالی غلہ کے غراس مین اُنہین پس دیا

بنگو۔جھندا۔شیر علی ہندا کُشت غتہ

مسمی بنگو۔جھنڈا۔شیر علی (مقدمان) (میدان مین) ایک ہی جگہ مارے گئے

شہر بلوچی پہ اللہ داد آبر بیز غتہ

شہر اللہ داد کے مرنے کے بعد ویران ہوگئے

کوٹ پر چھچور ملک دادا پھرِ شت غتہ

کوٹ چھچور اور ملک داد کے لوٹ گئے

سوناءُ داد محمد میڑ آزان بند ببز غتہ

مسمی سونا اور داد محمد میدان مین پابستہ ہوئے

ہیر گون باہیان سید علی آلیُو کھرنتہ

حورون نے ساتھ مسمی باہیان اور سید علی کے کھیل کیا (مارے گئے)

ملخ گور باجا میرین وڑ دادا لشت غتہ

ملانگ ساتھ میر باجا کے خوش بیٹھے (مارا گیا)

الہ داد زبرا سر بینا ایر کہپت غتہ

الہ داد اوپر سے نیچے اوترا.

کلان گون میرخانا شراب خوری واڑھتہ غتہ

سب نے ساتھ میرخان کے شراب پیا

مھر گل بنگان کوڑ دوا ذوقان گوست غتہ

مھر گل اور بنگان اس جہان کی جھوٹی لذتون سے گزر گئے

مبارک وعظمت براھما اُھتران بیز غتہ

مبارک اور عظمت اور براہم ایک صلاح ہوئے

گر خدا بخش او علی شبر کھپت غتہ

ساتھ خدا بخش اور علی شبیر کے پڑے (مارے گئے)

آن دوئین میران غلام محمدؐ سُہر سنتہ

وہ دونو میران اور غلام محمدؐ (خون سے) سُرخ تھے

قائمان ھوتین کرم شامی ببیز غتہ

مسمی قائمان بہادر اور کرم زخمی ہوئے

زین بیہاتانی شاھک جروارا اِشت غتہ

گھوڑیون کے زین مسمی شاہک جروار (نام فرقہ) نے چھوڑے (مارا گیا)

اے پُڑ ھوشین وزرین کہ سیالا دا ز غتہ

یلجنگ) پُڑ (نام جگہ) کے دن کا قرضہ ہے جو حریفون نے دی (یعنی عوض جنگ پُڑ والہ جو فتح ریونکی برائی ختم ہوگئی)

ھفتمین سال حقین زر کا نا گپت غتہ

ساتوین سال کا حق ہے جو زر کھانیون نے لیا

اژ بذ ان بالو۔ امام بخش گیشت غتہ

دشمنون سے بالو بگٹی امام بخش بگٹی کا عوضہ لیا

مرتضےٰ سردار صوب مباح بازے صدبرا

اے سردار غلام مرتضےٰ خان تجھے فتح مبارک ہووے صدبار

وَخُدایا بشکا زغی پیرو مرشدا

خود خدا نے (فتح) تجھے بخشی ہے اور پیرو مرشد نے

کوہ سہری کھے امیرشاہ تھیئی واھرا

پہاڑ کا پیر سہری اور مرشد امیر شاہ آتا ہے تمہاری مددگیری پر

زھم نام زرکھانے شُذا چہار ین قبلہا

زرکھان کی تلوار کا نام چو طرف پھیل گیا

چہل گون ملوکین خیر محمدا

چالیس آدمی ساتھ خیر محمد خان بگٹی کے مارے گئے

دلثی وھمبو تُرک علی ۱۷ امیزئے پڑا

مسمی دکی ہمبو ترک علی رامن زئی (بگٹی) جنگ ین مارے گئے

جس کھرزا ناموس تا زمین آ اوڑ کا

چمکا ناموس زمین کے ہر طرف

اَشکُرا خانا گون فرنگئے جیکم آ

سُنا خان قلات نے اور جیکب صاحب نے

کلان گون میرخانا شراب خوری وار ھتہ غتہ

سب نے ساتھ میرخان کے شراب پیا

مِھر گُل بنگان کوڑ روا ذوقان گوست غتہ

مِھر گل اور بنگان اس جہان کی جھوٹی لذتون سے گزر گئے

مبارک و عظمت براھما اَمُھتران بیز غتہ

مبارک اور عظمت اور براہم ایک صلاح ہوئے

گُر خدا بخش او علی شبر کھپت غتہ

ساتھ خدا بخش اور علی شیر کے پڑے (مارے گئے)

آت دوئین میران غلام محمد سُھر سنتہ

وہ دونو میران اور غلام محمدؐ (خون سے) سُرخ تھے

قائمان ھوتین کرم شامی ببیز غتہ

سمی قائمان بہادر اور کرم زخمی ہوئے

زین بیھا نانی شامک جروارا اِشت غتہ

گھوڑیون کے زین سمی شاہک جردار (نام فرقہ) نے چھوڑے (مارا گیا)

اسے پُڑ رو شین وزرین کہ سیالا دا ز غتہ

یلجنگ، پُڑ (نام جگہ) کے دن کا قرضہ ہے جو حریفون نے دی (یعنی عوض جنگ پُڑ والہ جو فتح

میدان کی ہوئی تھی اُن کا حق ادا کیا)

ھفتمین سال حقین زر کا نا گِپت غتہ

ساتوین سال کا حق ہے جو زر کھانیون نے لیا

اژ بذ ان بالو- امام بخش گیشت غتہ
دشمنون سے بالو بگٹی امام بخش بگٹی کا عوضہ لیا
مرتضےٰ سردار صوب مُباج بازے صدبرا
اے سردار غلام مرتضےٰ خان تجھے فتح مبارک ہووے صد بار
وَخُدایا بشکا زغی پیرو مرشدا
خود خدا نے (فتح) تجھے بخشی ہے اور پیرو مرشد نے
کوہ سہری کھے امیر شاہ تھیئی واھرا
پہاڑ کا پیر سہری اور مرشد امیر شاہ آتا ہے تمہاری مددگیری پر
زھم نام زرکھانے شُذا چھارین فتلہا
زرکھان کی تلوار کا نام چو طرف پھیل گیا
چھل گون ملوکین خیر محمدا
چالیس آدمی ساتھ خیر محمد خان بگٹی کے مارے گئے
دلئی وھمبو ترک علی رامیزئے پڑا
مسمی دلی ہمبو ترک علی رامن زئی (بگٹی) جنگ بین مارے گئے
جس کھرا ناموس تا زمین آ اوڑ کا
چمکا ناموس زمین کے ہر طرف
اَشکرا خانا گون فرنگئے جیکم آ
سُنا خان قلات نے اور جیکب صاحب نے

جہلا ءِ وجہانا دَ امام بخش مسترا

جہل مین (جہل والون نے) اور نواب امام بخش خان تمندار مزاری بزرگ نے

اُٹھاؤ لمہ حاجی سردار ا بار کھما

شمال اور جنوب مین اور میر حاجی سردار نے بارکھان مین

بیا مداحی ڈوم گورِ شوخین دَنبیرو آ

آ مداحی مراسی اپنے بجنے والے دبیرا (نام ساز) سے

زِیو مَنی شِعر گون حدیثۓ دفترا

یاد کر میرے شعر کو ساتھ قصّے اور دفتر کے

برگور کھاہان مری سر کر دغان

لے جا کھاہان کے معتبر مریون کے پاس

چِھے سِیزہ بیزئے گون قرآن نانی فروش غان

(اور کہہ) کہ کیا فائدہ ہوا تہمین قرآن شریف کی قسم شکنی مین

تہو دل گُوشت بے کھُرڑی مالان وَران

تم دل مین کہتے تھے لاوارث مال کھاتا رہونگا

دائما گیر آرے مَنی حان پسُوان

ہمیشہ یاد کرو ہمارے سردار کے عوضہ لینے کو

شیر چھا پُھلان پُشت کِھنیاپئرین تھ غے

شیر کے پنجہ نے پیٹھ کی طرف تہمین گرایا

گدُ جھنڈا بادرہ دیما گوسنت غے

بعد جھنڈا کے بادرہ (نام جگہ) کے آگے گزر گیا تو

انڑ گڑ بن کار انی کھن غا۔ پشت سرہے

اُلٹے کامون کے کرنے سے بیٹھ کے بل گرا

ھفت قرآن پشتا کھلیرے آ آخت غے

سات قرآن کے پیچھے (قسم کے بعد) کھلیری (نام جگہ جہان پہلے لڑائی ہوئی تھی) مین آیا تو

بس کھڑ ون شعر ا پڑ دوا اڑ داس کھتان

شعر کو ختم کیا مین نے اور پردہ کا سوال کرتا ہون

صیے ذبان شغر ین اڑ دِلا بیوس بیزغان

میری زبان لمبی ہے مین اپنے دل سے مجبور ہون

کلمہ بیارے دِین مسلمانِ مرڑ دوان

کلمہ پڑھو (حضرت محمد صلعم کے) دین کے مسلمان جوانو

حالات قوم لاشاری

واضح رہے کہ زمانہ قدیم سے بلوچون مین دو فرقہ رند اور لاشاری مشہور چلے آتے ہین لیکن جب سے فیما بین رند اور لاشاری کے خانہ جنگی ہوئی لاشاری علاقہ بلوچستان سے قریب معدوم ہو گیا ہے صرف ایک دستہ اصل قوم لاشاری سے جن کو گاجانے لاشاری کہتے ہین بمقام گاجان علاقہ کچھی متصل رود موڑہ کے ماتحت سردار زہری یعنی سردار جہالاوان بروہی کے رہتا ہے کاشتکاری پر گزران کرتا ہے زہری سردار کا لاج

کہلاتا ہے بٹائی اُن زمینات کی سردار مذکور لیتا ہے لاشاری بطور مزارعہ یا زمیندار سمجھے جاتے ہیں۔ غم لشکر مین بھی جہالاوان کو مدد دیا کرتا ہے۔ بروقت دورہ خاران وڈیرہ ہا لاشاری نے جو سن رسیدہ تھے حالات آبادی علاقہ گاجان اور قوم لاشاری کے اس طرح لکھائے تھے:۔

گاجان

وجہ تسمیہ۔ ضلع گاجان کو شروع مین گاجان نامی ایک زراعت کار نے آباد کیا۔ چنانچہ اس کی اولاد میں سے مردم گاجانی اب تک اس ضلع مین موجود ہین۔ اس وجہ سے علاقہ ہذا کا نام گاجان مشہور ہؤا اور شہر گاجان بھی اسی نام سے موسوم ہؤا +

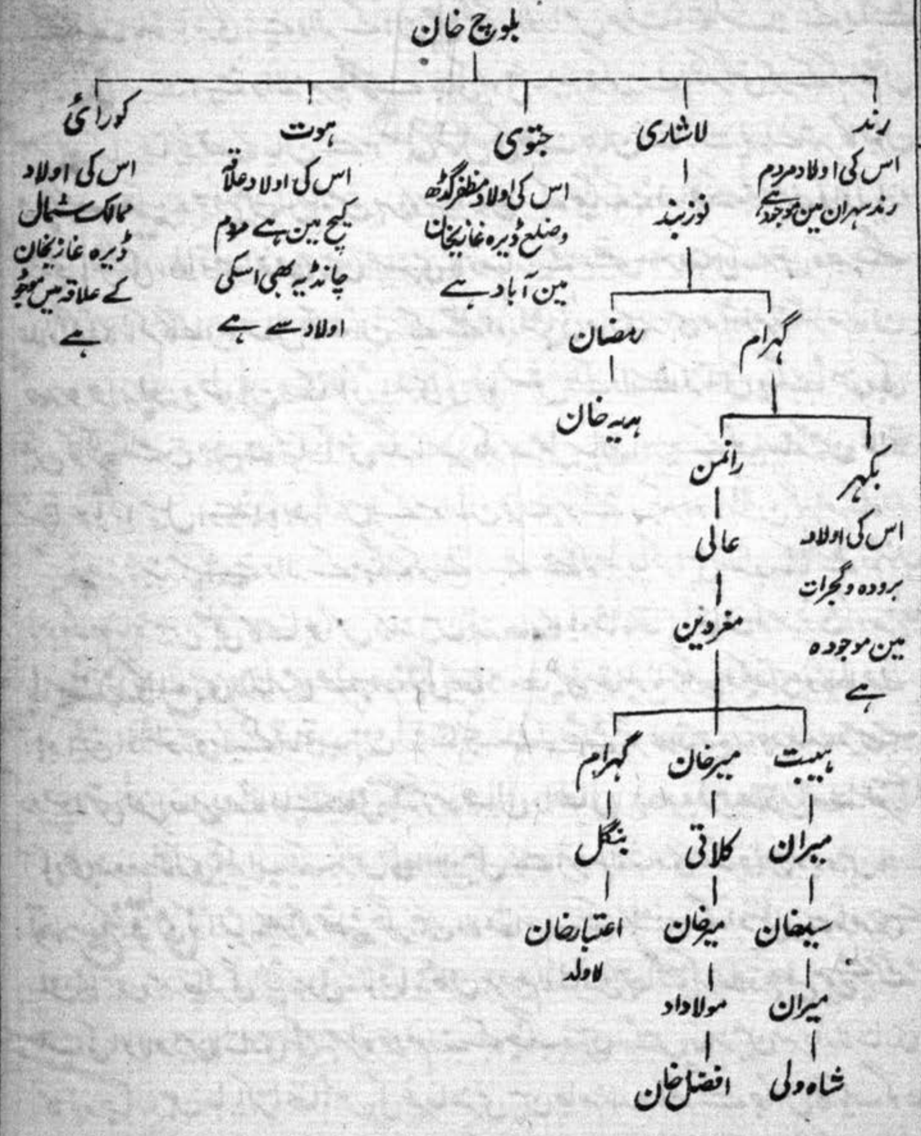
حدود اربعہ وطول وعرض۔ شمال مین اس ضلع کے علاقہ سہران ہے جنوب مین کوڑہ مشرق مین علاقہ گنڈاوہ سے اُس کی حد ملحق ہے اور مغرب مین پہاڑ۔ یہ علاقہ شرقاً غرباً ۱۰ میل اور شمالاً جنوباً ۸ میل ہے۔

بزمیشے	مادہ گاوان	جوڑہ ہا	اسپ ہا
۱۰۰۰	۱۰۰	۲۵۰	۳۰

باشندگان واندازہ مردم شماری۔ اس علاقہ مین مردم لاشاری وگاجانے آباد ہین اور متعدد سید بخاری وہندو ومتفرق قسم کے لوگ۔ لاشاری ہتھیار بند قریب دو سو اسی نفر اور مردم گاجانے تقریباً یکنیم صد اور سیدان دس نفر ومتفرق صد نفر آبادی مردم شماری تخمیناً ایک ہزار تمام ضلع کی گاجان (۴۰۰) متفرق (۶۰۰) +

تواریخ قومی۔ یہ علاقہ اصل مین ملک لاشاری بلوچ کا ہے گہرام خان لاشاری یہان کا سردار تھا۔ گہرام خان مذکور کی نسل بلوچ خان تک پہنچتی ہے جو میر حمزہ متوطن حلب کی اولاد مین سے تھا۔ شجرۂ نسب بموجب ذیل ہے:۔

شجرۂ نسب



گہرام خان کے ماتحت سوا اِیے گاجان کے سُہران وجہل وملک چانڈیہ رہڑ تک علاقہ سندھ اور گنداوہ بھی شامل ہین اور خاص شہر رہائش گہرام خان کا گنداوہ تھا اُس زمانہ بین میر چاکر سیوستان کا سردار تھا گہرام خان کا برادر زادہ ہدیہ خان میر چاکر کی بیٹی مسماۃ بانڑی سے

شادی کیا گیا تھا۔ رامن خان ولد گہرام خان ایک روز شکار کو گیا مگر اتفاق سے اس روز کچھ شکار ہاتھ نہ آیا تہیدست واپس آتے ہوئے شرم کی بات سمجھکر اُس نے مسمات بانڑی کے شتران مین سے ایک بوتہ کو جو جنگل مین چرتا پھرتا تھا بندوق سے مارا اور اس خبر کے پانے پر مسماۃ بانڑی اپنے والد کے ہان چلی گئی۔ اور اس حرکت ناشائستہ کے واسطے رامن کی نسبت اپنے والد میر چاکر سے شاکی ہوئی۔ میر مذکور نے لشکر کشی کرکے گہرام خان پر حملہ کیا۔ چنانچہ قصبہ گاجان سے ۳ میل شمال کی طرف جہان نشانات پور لنے شہر گاجان کے اب تک موجود ہین۔ فیما بین ہر دو سرداران کے جنگ ہؤا۔ چونکہ جانبین قوی بازو سردار تھے اور طاقت افواج مین ہمسری کا دم مارتے تھے۔ صرف ایک مرتبہ کے جنگ پر اکتفا نہ کرکے ۳۰ سال تک اُن کے حملے اور لڑائی جاری رہی۔ آخر مرتبہ گہرام خان بہمراہی پچاس سواران کے مائی بانڑی کی فہمائش کے واسطے کہ ناحق جنگ اُس کی ناراضگی سے ہو رہا ہے گیا۔ اُس جگہ نامبردہ کو معہ ہمراہیان اُس کے کھانے مین زہر ملا کر دیا گیا جس سے وہ اور اُس کے سواران فوت ہو گئے۔ بکہر اور رامن گہرام کے دو بیٹے بعد فوتیدگی اپنے والد کے جنگ کرتے رہے حتے کہ میر چاکر اپنی امداد کے واسطے ذوالنون (جو غلام شاہ حسین خلجی کا تھا جو اُس زمانہ مین قندھار کا بادشاہ تھا) افغان کو معہ فوج اُدھر چڑھا لایا۔ انہون نے یعنی لاشاری نے ہر دو فوج کی مقاومت یعنی مقابلہ ناممکن دیکھکر جنوب کو فرار ہو گئے۔ لشکر بھی اُنکے تعاقب مین رہا۔ تا بجدے کہ ٹھٹھہ نگر علاقہ حیدرآباد سندھ مین جب پہنچے تو رامن خان نے اپنے بھائی بکہر کو معہ عیال و اطفال بروہ (جو علاقہ ریاست مشہور ہے) کی طرف روانہ کر دیا کہ اب تک اُس کی اولاد مین سے مردم لاشاری کے وہان موجود ہین اور خود مقابلہ دشمن کو اُلٹا پھرا کہ ٹھٹھہ نگر مین وہ مقام اب تک رامن کے اوتیل سے نامزد ہے لڑائی مین میر چاکر کی فتح ہوئی۔ باقیماندگان مردم لاشاری بھاگ کر علاقہ جہل مین چلے گئے بعد از آن مردم لاشاری کی ہمراہ مردم رند کے جنگ رہی۔ اُس زمانہ مین سردار لاشاری کا خود جنگ مین جایا کرتا تھا اُس کی غیر حاضری مین جام نندو قوم مگسے جو اُس کا یک گونہ مصاحب بمثل وزیر کے تھا ملک پر قابض ہو گیا۔ سردار لاشاری کو رندان نے شکست دی اور سہران کا علاقہ چھین لیا ادھر جہل پر جام نندو قابض ہو گیا تب سے یہ لوگ جس قدر باقی رہے گاجان مین سکونت پذیر ہین۔ خاص پہلی اُن کے یہ ہین:۔

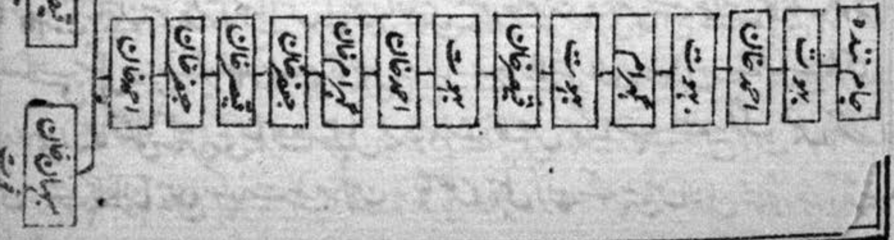
نوٹ:۔ مردم لاشاری جنگ کا آغاز اسطرح بیان کرتے ہیں جو روایت مردم رند سے مختلف ہے۔

تعداد ہتھیار بند - ہبتانی - گنگلانی - ایسبانی - شہلانے - اخواندانے } ہتھیار بند
۵۰ ۵۰ ۶۰ ۱۰۰ ۲۵

جام نندو کی اولاد مین سے قیصر خان مگسے علاقہ جہل کا سردار ہے - گنڈاوہ جو سردار لاشاری کے زیر تحت تھا اُس پر چھتہ جب دلی سے آیا اُس نے تسلط کرلیا - اب یہ قوم چھتہ لاشاری بطور محکوم کے یہان آباد ہے - اور ان کی برادری علاقہ کوناڑہ وکھاری وچارکوٹلہ وکونبے مین سکونت رکھتی ہے اور نیز ریاست برودہ وضلع گجرات وصوبہ پنجاب مین سکونت رکھتی ہے +

معتبران لاشاری نے شجرہ نسب مین اپنے آپ کو میر گہرام خان کے ساتھ قریب تر شامل کیا ہے - اس مین شک نہین کہ یہ لوگ اُسی خاندان سے ہین مگر شجرہ نسب مین چند پشت بھول گئے ہونگے - بے شک بزمانہ گہرام خان لاشاری کے جام نند سردار مگسے کا گُہرام خان کا نائب وزیر تھا - اب اُس کی اولاد علاقہ جہل وگنڈاوہ پر قابض ہے جس کا حال مفصل علٰحدہ ذیل مین لکھا جاتا ہے - سوائے اس کے بلوچستان مین لاشاری کا کہین پتا نہین ملتا - علاقہ سندھ مین چند فرقہ جات مین علاقہ برودہ وٹھٹھہ نگر کی طرف بھی موجودگی اقوام لاشاری کی سُنی جاتی ہے - ضلع ڈیرہ غازیخان مین بھی تمن گورچانے کے علاقہ مین ایک دستہ قوم لاشاری کا جس کی تعداد قریب پانچ سو نفر اسلحہ بند ہوگی رہتا ہے - مگر سردار خود منظور کرتا ہے کہ جام نندہ مورث اعلٰے مگسے کا گہرام خان سردار لاشاری کا مصاحب تھا موجودہ زمانے مین بجائے سردار لاشاری کے مگسے علاقہ جہل وگنڈاوہ وغیرہ پر قابض ہیں - مفصل حال اُس کا علٰحدہ درج کیا جاتا ہے +

شجرہ نسب سردار مگسے



جب میر چاکر سردار رند اور میر گہرام سردار لاشاری کچھی مین داخل ہوئے۔ نگسی اور چاندیہ لاشاری مین بڑے تمنات تھے۔ چنانچہ میر چاکر وغیرہ اقوام رند سیبوی۔ ڈاڈہر اور گرد نواح مین اُس کے متمکن ہوئی۔ لاشاری گنداوہ مین اور نگسی جہل مین اور چاندیہ ملک ڈہرہ مین جو جہل کے جنوبی طرف علاقہ سندھ مین واقعہ ہے سکونت پذیر ہوئے۔ مشہور ہے کہ اُس وقت رند کا لشکر پچاس ہزار اور لاشاری کا لشکر چالیس ہزار تھا۔ جب فیمابین چاکر رند اور گہرام لاشاری کے کچھی مین گھوڑ دوڑ پہ لڑائی ہوئی جو تیس ۳۰ سال کامل تک جنگ جاری رہی جس مین رند نے بعد بہت نقصان کے فتح پائی۔ گہرام لاشاری ملک چھوڑ کر پہلے چلا گیا۔ میر چاکر بعد مین چلا گیا۔ تاہم کچھ اقوام از رند اور کچھ اقوام از لاشاری اس ملک کچھی مین رہ گئی۔ نگسی اُس وقت سے جہل میں اور چاندیہ ڈہرہ مین آباد رہی۔ جب کچھی کا حاکم بارزوئی ہوا یا جب کلہوڑہ کچھی کا مالک ہوا یا جب محبت خان بروہی مالک کچھی کا ہوا تو وہ اُس کو سلام کرتے رہے۔ غم لشکر وغیرہ بھی دیتے رہے مگر ملک کو نہیں چھوڑا۔ کلہوڑہ کے زمانہ مین نگسی کو میان صاحبان کلہوڑہ سے بہت اُنس تھی۔ چنانچہ (طرز لباس) اور چال چلن اُن کا کلہوڑہ سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ جب میر نصیر خان نے انتظام سراوان اور جہلاوان اور تجویز لشکر کی کی۔ اُس وقت نگسی شامل جہالاوان زیر بیرک جہالاوان سردار کے رکھا گیا۔ غم لشکر کا بشمول جہالاوان ملکر ہمراہ زہری کے دیتا تھا۔ کہتے ہین اُس وقت تعداد نگسی چھ ہزار ،،، شمار ہوئی تھی۔ سال ۱۲۳۲ھ ہجری مین جبکہ میر محمود خان اوّل والے کلات نے وفات پائی۔ میر محراب خان پسر ش کسی قدر کم سن تھا۔ جعفر خان واحمد خان وڈیرہ ہا نگسی نے محراب خان سے انحراف کر کے میر احمد یار خان عموزاد میر محراب خان کو جہل مین لے جا کر خان بنایا۔ اور بنائے فساد کی شروع کی۔ مگر بعد اُس کے تائب ہوئے اور فساد سے ہاتھ اُٹھایا۔ تب سے برابر زیر اطاعت خان کلات چلے آئے۔ بوقت میر خداداد خان کے جبکہ بروہی خان سے سرکش ہوا تھا۔ نگسی اور رند برابر تابعداری خان مین رہتے تھے بوقت فیصلہ مستونگ اور دربار دہلی کے نگسی خان کی طرف تھا۔ حدودات جہل کے بموجب ذیل ہین۔ شمالاً گنداوہ و دراہو جہ جنوباً و پنج کبہڑ۔ شرقاً ناورہ۔ غرباً کوتڑہ و کانڈوری۔ طول شمالاً و جنوباً قد

ے مختلف ہے۔

پچاس میل عرض شرقاً غرباً قریب پندرہ میل۔ مواضعات ذیل ۔

جہل خاص تعداد آبادی تخمیناً	پنجک تعداد آبادی	ہتھار تعداد آبادی
۵۰۰	۴۰۰	۳۵۰

آباد تعداد آبادی	آبادثانی	دُر	جمبرانی	شاڈیر	بچی
۲۵۰	۲۵۰	۱۵۰	۱۷۵	۱۹۰	۸۰

جلنیان	دوہلرٹی	میزان
۱۲۵	۷۰	

تعداد مردم شماری بروقت دورہ مکران سال ۱۸۸۴ء مین معتبران گمسی نے حسب ذیل لکھائی تھی :-

گمسی زن ومرد وبچہ ہا	ہنود زن ومرد وبچہ ہا	ماچھی	گنجانی	سورگے	زہیجہ
قریب [illegible]	ال [illegible]	سا نفر	سا نفر	۲۶ نفر	۱۸ نفر

متفرق	میزان کُل
اسا نفر	۲۷۰۰ ہزار

آبادی ملک کی اس طرح ہوتی ہے ۔ پنجم حصہ آب مورہ کا جو ہمیشہ جاری رہتا ہے علاقہ جہل مین جاتا ہے اور بھی چند واہے ایسے ہین جو ہمیشہ جاری رہتے ہین ۔ بارانی پانی بھی بموسم برسات جاری رہتا ہے خشکابہ پر بھی آبادی ہوتی ہے اجناس ذیل گندم ۔ جوار ۔ سرسون ۔ کپاس ۔ مونگ ۔ موٹھ پیدا ہوتے ہین ۔ سردار نگسے کا اکثر قوم گمسی سے اور دوسرے لوگون سے بٹائی لیتا ہے ۔ اس واسطے اُس کو آمدنی اچھی ہوا کرتی ہے ۔ لوگ کہتے ہین کہ لاکھ روپیہ سالیانہ کے قریب سردار کو آمدنی ہوتی ہے مگر سردار خود تیس چالیس ہزار تک قبول کرتا ہے ۔ پہلے زمانہ مین خان لوگ کچھ نہ کچھ بطور خانانہ یا نذرانہ اس سردار سے لیتے تھے مگر اب خانصاحب حال ازدست مبلغ سار روپیہ ماہوار اس سردار کو تنخواہ دیتا ہے اور نابہی گنڈاوہ کی بھی اُس کے برادر زادہ عبداللہ خان کو دیدی ہے ۔

تفصیل اقوام و معتبران مگسی حسب ذیل ہے

نمبر شمار	نام قوم	نام معتبران	تعداد نفری اسلحہ بند	کیفیت
۱	بہوتالی	وڈیرہ قیصر خان	۱۶	سردار جہل
۲	٠	راجہ خان	۱٠	
۳	راوتالی		۲٠	
۴	سوبہانی	پیر بخش	۵٠	
۵	نندانی	ورک خان	۸٠	
۶	شنبانی	موسےٰ خان	۱٠٠٠	
۷	روہیجہ	غلام محمد	۴٠٠	
۸	ساکہانی	امیر بخش	۶٠٠	
۹	٠	جہان خان	۱۲۵٠	
۱٠	ہسپانی	علی مراد	۶٠٠	
۱۱	حسرالی	نبی بخش	۴٠٠	
۱۲	بنگلانی	٠	۲٠٠	
۱۳	کہوسہ	مالک	۶٠٠	
۱۴		پیرا	۶٠٠	

باب دوم

متضمن حال قدیم اقوام بروہی وقبضہ بلوچستان وگدّی نشینی میر احمد خان برخانی قلات بلوچستان واحوال سلسلہ وار ہر یک از خانانِ قلات جو از خاندان احمد خان المعروف احمدزئی تخت قلات پر متمکن ہوا اور طرز حکومت و معاشرت ہر ایک خان وغیرہ وغیرہ تا میر محمود خان حال خانِ قلات

چونکہ اقوام بروہی کی زبان چال چلن اور طریق زندگی میں بہ نسبت بلوچوں کے بڑا تفاوت ہے اسواسطے اغلب یہی ہے کہ یہ دونو خاندان قدیم سے ہی علیحدہ تھے۔ ہاں لفظ بلوچ دونو خاندانوں پر یکسان حاوی ہوسکتا ہے کیونکہ بموجب لغت حلبی لفظ بلوچ کسی خاص ذات یا قوم سے منسوب نہیں بلکہ بلحاظ پیشہ اور چال چلن کے یہ نام دیا گیا ہے۔ یعنی جو لوگ صحرا نشین اور اہل مویشی ہمیشہ خانہ بدوش رہتے ہوں۔ اُن کو بلوچ کہا جاتا ہے۔ پس یہ صفت اقوام بلوچ اور بروہی میں یکساں پائی جاتی ہے اور بلوچستان میں زیادہ تر تو یہ دو فرقے مشہور ہیں۔ یعنی بروہی ۔ بلوچ (یعنی رند ۔ لاشاری)، مگر بجانب سیستان چند اور فرقے بھی آباد ہیں چنانچہ ناروئی ۔ کرد یہ بھی بلوچ کہلاتے ہیں۔ بلکہ ممکن ہے کہ ان کے علاوہ اور بھی بہت قومیں ایسی ہوں جن پر لفظ بلوچ حاوی ہوسکے۔ کیونکہ **شاہ نامہ** میں جو ذکر بلوچوں کی بابت درج ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ بلوچ بعہد نوشیرواں بھی کثیر التعداد اور ایک طاقتور قوم تھی۔

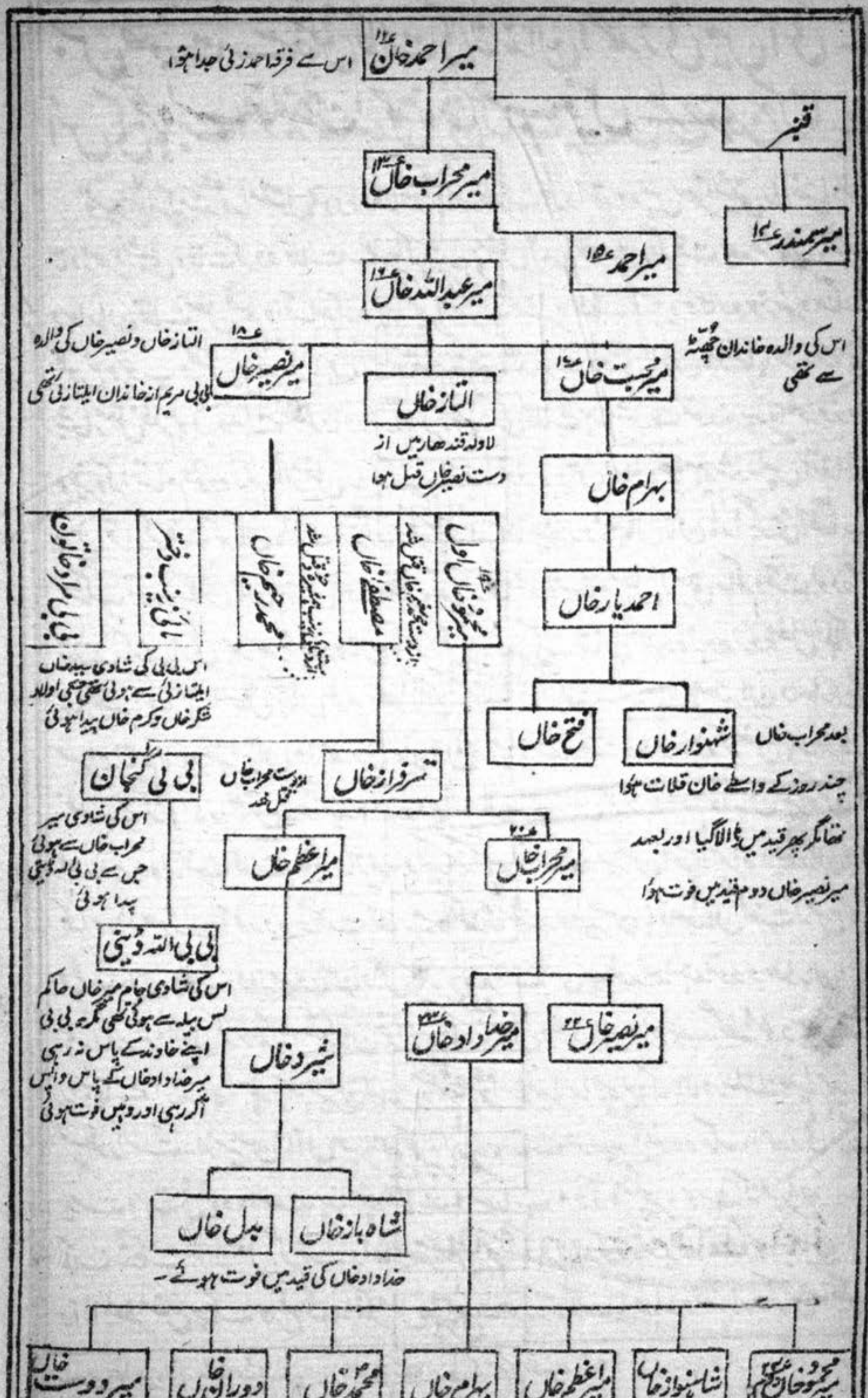
وجہ تسمیہ لفظ بروہی اغلباً براہیم کی اولاد ہونے سے منسوب ہوسکتا ہے یا سکونت علاقہ بروہ ضلع حلب سے وہ براہی مشہور ہوئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم بھی اُس وقت حلب سے نکلی۔ جس وقت بزمانہ شہادت امامین دوسری اقوام بلوچی وہاں سے نکلی تھیں۔

دراصل خالص قوم بروہی کے سات فرقے مندرجہ ذیل مشہور ہیں۔ قنبراتی۔ احمدزئی۔ میروانی۔ کلندرانی۔ سماعلانی۔ گرگناڑی۔ دگر مینگل ما اگرچہ احمدزئی قنبرانی سے نکلا ہے مگر زمانہ حال میں قنبرانی اور احمدزئی جدا جدا نام سے مشہور ہیں اور خصوصاً خانان قلات خاندان احمدزئی میں سے ہیں اسواسطے احمدزئی کو جدا فرقہ قرار دیا گیا ہے۔ رند سے پہلے قوم میروانی بروہی نے قلات پر قبضہ کیا تھا۔ اُس سے رند نے لے لیا۔ اور رندوں سے قوم میروانی نے پھر قبضہ لیا مگر پھر جب قوم میروانی نے قلات کا قبضہ چھوڑ دیا تو اقوام مغل نے قبضہ کر لیا تھا۔ اس کے بعد قلات کی حکومت احمدزئی خاندان میں آئی جو اب تک اوسی خاندان میں چلی آتی ہے۔

(سلسلہ کے لئے دیکھو شجرہ نسب خاندان احمدزئی)

شجرہ نسب خاندان احمدزئی حسب ذیل ہے

- میر قنبر
- میر زہراء
- میر زرک
- میر ابراہیم
- میر گہرام
- میر حسن ع۱
- میر سنجر ع۲
- میر ملوک ع۳
- میر قنبر ع۴
- میر احمد ع۵
- میر سورو ع۶
- میر قیصر ع۷
- میر احمد ع۸
- میر التاز ع۹ — اس سے قوم التازئی جدا ہوئی
- میر کیچی ع۱۰
- میر التاز ع۱۱



یہ چوبیس پشت سے خانی قلات اس خاندان میں چلے آتے ہیں

جس صورت سے خانی قلات کی خاندان احمدزئی میں آئی۔ اُس کی بابت اخوند محمد صدیق اپنی کتاب میں اس طرح درج کرتا ہے

و میر بجار[1] کہ منہ[2] ورا مقتول نمودہ و قلات را در تصرفِ خود آورد۔ پس صحرا نشینی را اختیار نمود تا در صحرا نشینی وفات کرد و قلات بے حاکم شد۔ و مُغل آمدہ قلات را گرفت بعد مُرور ایام ہمراہ دہواران قلات مغل قسم و اقسام کرد۔ چنانچہ از ضربِ شمشیر و تفنگ و نیزہ و کارد و زہر و سنگ و کلوخ و چوب و کفش بہمدیگر باین اسلحہ تمام نزنند۔ تا حرف دوستی مابین ما و شما باشد۔ ازانجا کہ شعارِ مغل ظلم بود۔ دست تظلم را دراز نمود دہواران قلات بہم مشورت نمودند بہر اسلحہ و زہر وغیرہ کہ اقسام نمودہ ایم۔ اگر مغل را ہلاک سازیم ماخوذ نزدِ حق تعالی خواہیم شد۔ پس اتفاق برین قرار گرفت کہ نان ہائے ارزن[3] سطبر سخت پختہ چند روز ہمان نان ہا را بگرمی آفتاب خشک نمودہ یکان نان پنہان طور در بغلِ خود گرفتہ آمدہ بسلام مغل کہ یعنی حاکم وقت بود حاضر شدند بیک بارگی جملہ حملہ آوردہ نان ہا از بغلِ خود ہر یک شان کشیدہ زدہ زدہ مغل را ہلاک ساختند۔ چنانچہ الحال ہمان قوم دہواران را ڈوڈکی[4] میگویند۔ بعدازاں معتبرانِ دہواران بطرف میر ابراہیم کہ جدِ قنبرانیاں و احمدزئی و میروانی مے باشد رفتند و باو گفتند کہ مغل با دہواراں ظلم مے کرد او را بقتل رسانیدہ آمدہ ایم کہ حال از پسرانِ خود با ما دہواران ہمراہ کن کہ او را بردہ بر تختِ قلات حاکم سازیم۔ و میر ابراہیم نواسہ خود میر حسن نام را ہمراہ دہواران فرستاد کہ او را دہواران آوردہ بر تخت قلات حاکم ساختند و میر حسن با دہواران گفت کہ خرچ گاہ و چوب این جانب و از مہمان من و گل کاری سرائے من چہ طور خواہند نمود دہواران این ہمہ را برخود قبول کردند کہ ما دہواران خواہیم داد تا حال دہوران بموجب گفتۂ خود ہمین خدمت را بجا مے آرند۔ چنانچہ اسم میر حسن پسر میر گہرام نواسۂ میر ابراہیم بود کہ بالا در سلسلۂ علیہ احمدزئی مسطور است۔ از میر حسن تا آن میر احمد کہ ہمراہ باروزئے حرب ہا نمودہ ملک احمدزئی این مقدار بدست احمدزئی بودہ است چنانچہ قلات و سوراب و وڈ و منگچر۔ نوبت کہ بمیر احمد رسید ملک مستنگ را از مغل گرفت و آغا جعفر مغل ہم لشکر فراہم کردہ در قلات آمد فیما بین میر احمد و آغا جعفر مغل جنگ واقع شد۔ لشکر مغل ہزیمت خوردہ و ملک باغبانہ و خضدار و کرخ و چکورا

[1] میر بجار میروانی۔ [2] منہ از خاندان زہ بلوچ [3] ارزن ایک قسم کا غلہ ہے [4] ڈوڈکی در پشتوناں را مے گویند۔

از جبت گال میر احمد بضرب شمشیر گرفت۔ بعدازاں معاملہ حرب ما با بارو زئے بر داشت تا کہ
ہژدہ جنگ ہمراہ باروزئی کردہ شانزدہ جنگ باخت و ہفدہم جنگ در مکان ہرکلمین طرفین
ضرب شمشیر خوردہ ہر کس بمکانِ خود مراجعت نمود چنانچہ خود میر احمد و اخوند محمدؐ صالح و کہلیش
ہر دو زخمی مے شوند و میر ابراہیم جدِ میر آزاد خاں نوشیروانی نیز در جنگ باروزئے ہرکلمین والہ
مقتول شدہ بعد ازاں میر زنگی رئیسانی بخدمت میر احمد عرض مے نماید کہ ایں مرتبہ صاحب
خود بر مقدمۂ باروزئے تیار شود و میر محراب خاں پسرِ خود را نیز بروے آرد بلکہ حق تعالےٰ
قدوم اورا مبارک گرداند و ظفر روزے نماید بعدہ جمع آوری لشکر نمودہ از درۂ بولان رو بہ ملک
سیوی میکنند۔ و مرزا خان حاکم باروزئے ہمراہِ پسرِ خود نواب بختیار خاں بہ الکا شکارپور
رفتہ بود زیرا کہ ملک شکارپور و ایں طرف دریائے سندھ و کچھی و سیوی تمام از باروزئے
بود و در الکائے سیوی سید صفا و سید نبی ہر دو قائمقام مرزا خاں بودند۔ بعد ازاں میر احمد
و میر محراب خاں معہ تجمّلِ خود رو بہ سیوی نہادند ازاں طرف سید صفا و سید نبی ہمراہ لشکر ہا
کہ در سیوی ہر وقت موجود بودند ہمراہ عملہ و سپاہ و لشکر کسی چنانچہ رند و مگسی و ڈومبکی
و جمیع بلوچ کچھی جمع نمودہ بحرب میر احمد و میر محراب خاں مے آیند و جنگ واقع
مے شد۔ سید صفا و سید نبی بدرجہ شہادت میرسند در مکان شیخ کٹے نزدیک ناڑی گارج
و لشکر باروزئی بسیار مقتول مے شود و ہزیمت مے خورند میر احمد و میر محراب خاں
فتح کردہ واپس بجائے خود مے آیند۔ چونکہ شکست لشکر باروزئی بسمع مرزا خاں و نواب
بختیار خاں مے رسد۔ فی الفور لشکر ہائے سندیہ وغیرہ را بر داشتہ لشکر عظیم ساختہ بطرف
قلات روانہ شدہ چوں بمنزل جوہان رسید و دانست کہ جنگ براہوئے در کوہ سخت است
باروزئی معائنہ کرد برائے پس رفتن خود بملک کچھی و سیوی محال دانست میر زنگی پسر قلندر
رئیسانی درمیان آمد و رفت کردہ منتِ خود را بر باروزئی گذاشتہ مرزا خاں و نواب
بختیار خاں را بر داشتہ بر سرِ چشمہ آورد و از میری قلات میر احمد و میر محراب خاں را
پائیں نمودہ بسرِ چشمہ قلات آوردہ و صحبت درمیانِ شان کرد باروزئی از میر احمد رخصت
گرفتہ بہ سیوی رفت۔ بعد از چند یوم مرزا خاں وفات یافت و بختیار خاں بجائے پدر خود نشست
شاہزادہ معز الدین (از خاندان چغتہ دہلی والہ) در ملتان بود و شاہزادہ بسیار مہربانی بر نواب
بختیار خاں داشت تا بحدیکہ شاہزادہ از روئے شفقت بسیار بختیار خاں را برادر خود خواندہ

بود بعد از مرورِ چند سال نواب بختیار خاں سفلہ پروری و اراذل نشینی را اختیار کردہ تلک نامی
شخصے بود کہ او ہم قرابتے بہرزا خاں و بختیار خاں داشت و تلک نام دختر خود را بہ برادر زادۂ
خود دادہ بود۔ نواب بختیار خاں دخترِ تلک را بجبر بر داشتہ بخانہ خود آورد و تلک و
برادر زادۂ او بہ شکار پور رفتہ بودند چونکہ از انجا واپس شب بہ خانۂ خود آمدند و معاملہ ناموسی
را معائنہ کردند پس تلک گفت کہ خوبتر شد از برادر زادۂ من ایں زیادہ تر است کہ حاکم دامادِ
من شدہ۔ و بختیار خاں ہم مہربانی بسیار بہ تلک نمود بعد از چند ایام برادر زادۂ خود را برداشتہ
استغاثی بخدمت شاہزادہ معز الدین بہ ملتان رفت پس شاہزادہ معتبر بطرف نواب فرستاد
کہ ایں چنیں فعل از آدم خانوادہ بسیار ناپسند است کہ ملک نام استغاثی بدروازۂ من آمدہ
لازم کہ بازوے دختر ایں ملک نام را واپس بدہند کہ شما را از مہربانی خود برادر خواندہ ام
فی الحقیقت شما برادر ہمے باشید اگر بازوے دختر ملک را نہ دادند پس در برادر خواندگیٔ خود
بہ نفسہٖ من شاہزادہ بشما نقصان نے رساند ولیکن اگر تلک از من نا امید شد پس بہ دہلی بطرفِ
شاہِ اورنگ زیب خواہد رفت پس آنچہ حکمِ شاہ شد من از حکمِ شاہ سر تابی نخواہم کرد چونکہ حکمِ
شاہزادہ بہ نواب بختیار خاں آمد نواب مذکور جواب داد۔ پس تلک نام بدہلی رفتہ حکمِ شاہ
بر شاہزادہ آورد کہ سرِ بختیار خاں را ببرند پس شاہزادہ دیگر بار ہم آدم بطرف نواب بختیار خاں
فرستاد او از کور عقلیٔ خود بزبان اراذل شدہ جواب داد شاہزادہ ناعلاج شدہ خود با فواج شاہانہ
سوار شدہ رو بطرف شکار پور کردہ و نواب ہم لشکر فراہم کردہ بے ادبی نمود و با بادشاہ
مقابلہ کردہ و لشکر باروزئی ہزیمت خوردہ خود نواب مقتول شد و کامراں نام رند ہمراہ نواب
مذکور مقتول شدہ و دیگر کسے از طرف نواب نمردہ از انجا کہ نواب اراذل پرست و آراذل نشین
بود۔ چنانچہ مولانا نظامی در حق دارا و سلطانِ سکندر کہ جنگ واقع گردید خاصہ در حقِ دارا را
فرمودہ است۔ **بیت**۔ کس از خاصگاں پیشِ دارا نبود۔ کز و بر دلِ کس مدارا نبود + پس
از مقتول شدن نواب بختیار خاں حکم از خانۂ باروزئی رفت و ملک شکار پور و ایں لب دریا
و تمام کچھی و سیوی را میاں یار محمد کلہوڑہ گرفت و در قلات میر احمد احمد زئی وفات کرد
پسرش میر محراب خاں بر تختِ قلات نشست و میر احمد سی سال حکم نمودہ بود۔ در سلطنتِ
میر محراب خاں بعد از مرورِ ایام میاں نور محمد و داؤد خاں برادرش از بادشاہ چغتہ فراری
شدہ رو بہ کوہستان نمودند و حکمِ شاہزادہ معز الدین کہ در ملتان بود حکم بر میر محراب خاں فرمود کہ

اگر کلہوڑہ از ملکِ شما بسبیل سلامت برود۔ پس بازخواست شاہانہ از شما خواہد شد۔ بعد ازاں
خانِ ذیشان بہ تجملِ افواج رہگرائے کرخ وچکو گردید وازاں طرف میاں نورِ محمد و داؤد خاں
کلہوڑہ در مکان کرخ وچکو رسیدند و بہ میر محراب خاں گفتند کہ مایاں را بگذار کہ بملک ایران خواہیم
رفت وخانِ والاشان در جواب آنہا فرمود کہ حکم گذاشتن در ہائے شما از طرف شاہزادہ برمن
نیست آخرالامر جنگ طرفین واقع شد میر محراب خاں بدرجۂ شہادت رسید از طرف لشکر خود
تفنگ خورد پس تا دو سہ روز میر محراب خاں را حیاتی بود اخوند محمد صالح کہ وزیرش بود طلب فرمودہ
وصیت نمود کہ پسرانِ من میر احمد و عبداللہ خاں مے باشند حکومت را بہ پسران من ندہند برادرِ
کلانِ من کہ میر قنبر بود پسرِ کلانِ او کہ میر سمندر است حکومت را باو تفویض نمایند پس بموجب
فرمودہ خان امر بجا آوردہ حکومت را بمیر سمندر دادند و در عوضِ خونِ میر محراب خاں بادشاہ
چھتہ کورو و کراچی را از میاں کلہوڑہ گرفتہ بہ احمدزئی دادند پس میاں نور محمد و میاں داؤد خاں
را میر سمندر بند کردہ بقلات آورد بعد از چند ایام ہر دو برادر یعنی کلہوڑہ ہائے فراری شدہ از
راہ ملکِ جہوان نزدیک بی بی نانی میرفتند۔ در اثنائے راہ خیار نامی قوم لہڑی باوشاں
مقابل مے شود و میاں بخیار میگوید کہ مبادا لشکرِ میر سمندر در عقب ما بیاید باوشاں از ما اظہار
نہ کنند۔ کہ میاں ازینجا گذشتہ رفتہ پس لشکر میر سمندر در عقبِ میاں رفتہ با خیار مقابل شدہ
پرسیدند۔ نامبردہ یعنی خیار گفت کہ میاں الحال فی الفور ازینجا عبور نمودہ رفت پس ہمیں لشکر
کہ در عقب میانِ آمدہ بودند۔ میاں کلہوڑہ را گرفتہ آوردہ در نزدِ میر سمندر حاضر ساختند چونکہ
بدیوانِ مجلس میاں را مے آوردند سر برہنہ آوردند اخوند محمد صالح دستارِ خود را بر سرِ میاں کلہوڑہ
گذاشت۔ آخر بعد از چند ایام میاں کلہوڑہ بحکم بادشاہ چھتہ از میر سمندر خلاص شدہ رفتہ بر تخت
سندھ نشست۔ چہل ہزار روپیہ سال بسال از چبوترہ خدا آباد بمیر سمندر مے داد و خیار ہم بعد
از چند ایام طرفِ میاں کلہوڑہ رفت و میاں بقامتِ راست در روئے خیار لہڑی برخاست
واو را در کنارِ خود گرفتہ یک ساعت خوب داشت و بعد ازاں فرمود کہ اے بے حیا
کدام احسانِ نیکِ خود را مد نظر نمودہ قدم رنجہ فرمودہ نزدِ ایں جانب آمدہ و بقامتِ راست
برخاستم وزعم بروم کہ برخاستن ایں جانب شما کردہ خود را در دلِ خود لحاظ نمودہ جان بحق
تسلیم خواہند کرد۔ ازیں گذشتند و بارِ ثانی شما را بکنار خود گرفتم ازاں نیز گذشتہ نمردند مثلِ
شما در جہاں بے حیا پیدا نخواہد شد پس باو خلعت وصد روپیہ نقد دادہ میاں بخالوادگی خود

دیدا و را رخصت فرمود۔ دو دو ہزار روپیہ سال بسال مہربانی فرمودہ میاں نور محمد بمقابلہ
احسانِ دستارِ خود بر سرِ میاں کہ اخوند محمد صالح گذاشتہ بود عطا مے فرمود او میر سمندر برادرِ خود
میر قلندر نام را گشت کہ قبرش در شیریں آب است کہ در حدود مستنگ است۔ بعد از چند
روز شاہزادہ معز الدین میر سمندر را در ملتان شریف طلب فرمودہ بہنگام روانگی لک روپیہ
شاہزادہ بمیر سمندر عطا فرمود و میر سمندر لک روپیہ را بہ یک ساعت بقوم براہوئی و عملہ
وغیرہ عالم بخشید و یکدرم برائے خود نہ گذاشت۔ بار ثانی شاہزادہ نامدار لک روپیہ دیگر برائے
خانِ والاشان یعنی میر سمندر عطا فرمود و ایں دویم لک را نیز بخشیدہ آنچہ لشکر خود نفس بردہ
و آنچہ غیرہ عالم بردہ بنوبتِ سیوم اخوند ملا محمد صالح را شاہزادہ معز الدین طلب فرمودہ سیوم
لک را بدستِ اخوند داد و فرمود کہ میر سمندر حاتمِ وقت خود است باید کہ ایں سوم لک
روپیہ را برائے آغائے خود نگاہدارند۔ باندازۂ ہر احدی از اقوام معتبران و سائر براہوی
کہ واقف اند میدادہ باشند و باقی مبلغ را در نزدِ خود نگاہ داشتہ زادِ راہِ آغائے خود نمایند
تا کہ بادشاہی چغتہ برحال بود۔ سال بسال مبلغ دو لک روپیہ وجہ مواجب بغیر از امداد
و خلعت دربارۂ میر سمندر مے رسید۔ و میر سمندر از خدمت شاہزادہ اجازت نمود بسمتِ
قلات مراجعت نمود۔ پیشِ رو رخانوادۂ شان تاماس بیگ نام مغل بمستنگ آمد
برائے گرفتنِ ملک و توابعاتِ آں بحکمِ قادرِ قدیر میر سمندر آمدہ حاضر گردید جنگ مابین
خان و مغل واقع گردید و تاماس بیگ مغل از دستِ میر سمندر کشتہ شد۔ ملکِ ژوب و بورہ
و تل و چوٹائی را کہ از کاکرستان بود میر سمندر تاراج ساخت و میر سمندر تا شانزدہ سال
حکم کردہ۔ میر احمد و میر عبداللہ خاں ہر دو پسرانِ میر محراب خاں بودند از انجا کہ پسر کلانِ
میر احمد بود چار لاچار او را بر تختِ قلات نشانیدند و اخوند ملا محمد صالح نشستن ہر دو
برادر را در یکجا مصلحت ندید۔ پس در خدمتِ میر احمد اخوند محمد صالح عرض نمودہ شال کوٹ
را گرفتہ بمیر عبداللہ خاں داد۔ و میر عبداللہ خاں رفتہ در شالکوٹ نشست بعد از یک سال
میر فیروز ریکسانی کہ در قوم ریکسانیاں انہا را جمال زئی مے گویند میر عبداللہ خاں نزدِ خود
میر فیروز را طلب فرمودہ مصلحت مے نمود با وجودِ اینکہ میر احمد برادرِ کلان است لیکن
شخصِ عیاش میباشد مبادا از دستِ او ملک برود چرا کہ ملک را بخونِ جگر و ضربِ شمشیر
گرفتہ ایم۔ کہ مفت برباد ملک بدستِ معاندان نیفتد۔ فہمیدنِ امروز خوب نہ افسوس

فرد انفکر بیشتر باید نمود۔ درجواب میر عبداللہ خاں میر فیروز گفت اگر مرضئے مبارک باشد بجائے رئیسانیاں رفتہ تا مقصود بدست آید میر عبداللہ خاں بجائے ملا عیسے رُستم زئی رفت در ایں عصر سرداری رئیسانیاں از میر عمر پسر محمد بود و برادرِ خورد میر عمر لشکری بود۔ و میر عمر را میگویند کہ سردار رئیسانی شما مے باشد کہ من میر عبداللہ خاں بجائے شما مے آمدم الحال کہ بجائے ملا عیسے رفتم ازیں باعث کہ مبادا ملا عیسے رستم زئی بر وقتِ ایستادگی ہمراہ من میر عبداللہ خاں نہ کند و رئیسانیاں بملک ہمہ سراوان بموسمِ زمستان اتفاق نمودہ از خدمتِ میر عبداللہ خاں بطرفِ ملکِ کچھی مے رفتند اگرچہ ملکِ کچھی از کلہوڑہ بود و چراگاہ گذرِ مال براہوئی بزمستان در کوہستان نمے شد و تابستان واپس بملکِ کوہستان مے آمدند۔ و امرار براہوی شناسائی بمیانِ کلہوڑہ داشتند۔ عہ سراوان و جہالاوان داد و دہش مے نمود چونکہ واپس در ملکِ مستونگ مراجعت نمودند۔ جمع آوریٔ عساکرِ رئیسانی نمودہ در خدمتِ میر عبداللہ خاں حاضر شدند۔ از شنیدنِ ایں سخن میر احمد لشکر جہلاواں و از مستنگ دیگر سراوانان جمع شدہ عددِ آں ہفت صد سوار بحضورِ میر احمد آمدہ حاضر شدند۔ و پنجاہ نفر سوار ہمراہِ میر عبداللہ خاں جمع شد۔ جنگ ہر دو برادر بسواری مابین شان واقع شد۔ میر داد مینگل شاہی زئی ہمراہ میر احمد بود کہ مقابلۂ او ہمراہ خود میر عبداللہ خاں گردید۔ شمشیر بہ جبینِ مبارکِ میر عبداللہ خاں زد و دیگر زخمہائے بسیار بجانِ میر عبداللہ خاں رسیدند آخر الامر از کثرتِ جنگ میر احمد شکست خوردہ بقلات آمد و اخوند محمد صالح بعد از جنگ صلاحیت مابین ہر دو برادر نمود۔ اجداد اخوند محمد صالح از ملکِ شیراز آمدہ بودند۔ چونکہ در قلات ورود نمودہ بہ وزیریٔ احمد زئی منصوب شدند۔ پس در وزیر میری قلات جائے خود کردند۔ و ہماں جائے را از سبب نشست گاہ اجدادِ اخوند شیرازی نامند کہ تا حال بدیں نام مشتہر است پس اخوند محمد صالح میر عبداللہ خاں را بجائے خود نشانید و میر احمد در میری بود پس چندر روز گذرانیدہ یک روزے وقتِ نیم روز میر احمد بجانِ خود از سبب بیماری پوست پوشانیدہ بود چراکہ قاعدہ برہوائے است کہ از سببِ بعض امراض پوست گوسفند بجانِ خود مے پوشد پس ہماں روز میر عبداللہ خاں وقت را دیدہ بمیری بالا شدہ میر احمد را گرفت و میر احمد چہار سال حکم کردہ بود چراکہ میر عبداللہ خاں بجائے اخوند نشستہ بود از اں سبب اخوند محمد صالح از شہر بیروں بر سر کاریز خود خیمہ زدہ نشستہ بود۔ بعد گرفتنِ میر احمد میر عبداللہ خاں اخوند محمد صالح را طلب فرمودہ بخلعت وزارت

سرفراز فرمود لبعد از چند ایام سوار شده بمعہ تجمل عساکرات میر عبداللہ خاں بسر زمین کچھی ورود فرموده
شہر گاجان را تاراج نموده ازاں بسیار تقبتل رسانید۔ و نائبانِ میاں نور محمدؐ کلہوڑه بالشکرِ در گنجابہ
نشستہ بودند طاقتِ حرب میر عبداللہ خاں نداشتند از گنجابہ الی گاجان آمده عذر خود را نکردند بعد از آں
شخصے از حاکم ضلع ڈیره غازیخاں صوبہ پنجاب کہ قرابتے بحاکم ڈیره داشت از دست تطاولِ آں استغاثی نزدِ میر
عبداللہ خاں آمد و گفت کہ ننگِ مرا بکن از انجا کہ میر عبداللہ خاں شیر بیشہ شجاعت بود از
شنیدنِ ایں سخن ننگ او دامنگیر دیده بمعہ افواج سراوان و جہلاوان طے منازل نموده واردِ
ملک ڈیره گردید۔ و شہر ڈیره را بغارت رسانیده در انجا مسکن پذیر گردید اخوند محمدؐ صالح و
سرداران سراوان و جہلاوان در خدمت والاشان میر عبداللہ خاں عرض نمودند کہ در ملکِ بیگانہ
نشستن صلاح ندارد اگرچہ کچھی ملکِ کلہوڑه مے باشد از اب مال نموده آمده ایم واپس مراجعت
ملکِ کچھی نیز بروئے ماست آینده نشستن اینجا صلاح ندارد پس عرضِ ہیچ احدے سود
نکرد پس ناعلاج ہر سردارے یک میخ خیمہ را کشیدند کہ ما اُمرا آنصاحب یعنی حاکم خود را نمے
گذاریم و میر عبداللہ خاں را بر داشتہ بقلات آوردند من بعد آں در ملکِ مکران دراب نامی
کوہِ سخت است خانِ ذیشان رو بمکران نہاد مکرانیاں حیلہ گری خود را گذاشتہ از خوف رو
بطرفِ کوہِ خود دراب نمودند باوجود اینکہ کوه سخت بود ہم مکرانیاں را دراں کوه مقتول نمود
تمام مکران را تاراج ساختہ واپس بقلات آمد بعد ازاں ملاں عیسے رستم زئی کہ سردار رستم زئیاں
بود میر عبداللہ خاں دستارِ مبارکِ خود را بر سرِ ملا عیسے نہاد و اورا عازمِ جنگ قندھار نموده
مقتول گردید و بعد ازاں خود میر عبداللہ خاں برائے انتقامِ خونِ ملا عیسے سوار شده بمعہ تجملات
رو بطرف قندھار نہاد در ہماں عصر شاه حسین خلجیے کہ بادشاه بود پس در مکان لیلے و مجنون
جنگ عظیم واقع گردید۔ بادشاه شکست خورده بادشاه را میر عبداللہ خاں در رو انداختہ الی برده
فاکر بُرده و عالم بر آہویان گفتند کہ شاه حسین بر فیل سوار است و بادشاه را رسانیده اگر حکم باشد
بقتل رسانیم بعده میر عبداللہ خاں کشتن بادشاه مصلحت ندید و دیہاتِ قندھار را تاخت
نموده واپس بقلات روگی نمود۔ ملکِ پنجگور و شوراوک را بدست خود در آورده میر فیروز
رئیسانی را در پنجگور نشاند و سلطانِ قائم خاں شہوانی را در ملکِ شوراوک نشاند بعد ازاں
شاه حسین و میاں نور محمدؐ کلہوڑه از راه بولان و لشکر شاه حسین از قندھار دو طرف لشکر بر سرِ ملک
میر عبداللہ خاں روی نمودند۔ وقتیکہ لشکرِ افغان بملکِ پنجگور آمد میر فیروز رئیسانی مدار انجا گذشت

و دلاور نام رئیسانی سلطان قائم خاں را از شوراوک کشیده در مستونگ بخدمت میر عبداللہ خاں
آورد همره و لشکر شالکوٹ را محاصره نمودند شالکوٹ از لشکر براهوئی پر بود و خود میر عبداللہ خاں
معه عساکرات از مستونگ بود ـ و از بیرون شهر براهوی ها شب و روز همراه لشکر شاه حسین بادشاه
و میاں کلهوڑه جنگ کرده گشته واپس بکوه مے رفتند آخرالامر لشکر قندهاری و سندهی عاجز
شده فرار نموده قندهاری بقندهار رفت و سندهی بملک سنده رفت ـ و میاں نور کلهوڑه
که مبلغ چهل هزار روپیه هر سال بمیر سمندر سال بسال میرسانند بعد از میر سمندر که میر احمد چهار سال
حکم کرده بود نه میر احمد تقاضائے چهل هزار روپیه کرد و نه میاں کلهوڑه فرستاد پس هرگاه نوبت
بمیر عبداللہ خاں رسید جمع آوری لشکر بر میاں نمود پس میاں نور محمد کلهوڑه چهل هزار روپیه و یک
فیل برائے میر عبداللہ خاں که فرستاده بود در منزل بی بی نانی در دره بولان آورده رسانیدند
خان ذیشان واپس بقلات مراجعت فرمود چونکه خواهش شان به تسخیر ملک کچهی بود نوشت
خواند خود را طرف شه بهارا جنجر نموده پس شه بهارا این مصلحت نمود و طرف خانصاحب نوشت
هرگاه خیال تسخیر ملک کچهی دارند پس این چنین نمایند که لشکر جهلاوان را از دره موره مامور بگنجابه
فرمایند ـ تا عذر من شه بهارا در نزد میاں کلهوڑه نشود ـ پس خان والاشان بر اتنازئی و سرداران
جهلاوان اینچنین امر فرمود و خود شان همراه لشکر سراوان و چندے از جهلاوان براه بولان روانه
شده بملک ڈهاڈر بدر شده و از قریه ڈهاڈر هر روانه شده بمکان جانداری بر آمده منزل گرفت
چونکه اتنازئی و لشکر جهلاوان از راه موره نیامده بودند شه بهارا و مراد گنجه نایب گنجابه با لشکر
سنده و کچهی تمام برائے حرب خانصاحب در منزل جانداری بر آمدند که اسحاق خان پور مے
نامند چونکه میر عبداللہ خاں از تغافلی لشکر جهلاوان و اتنازئی لشکر موجوده خود را اندک دیده
لشکر دشمن بسیار دید و چونکه پسرش میر محبت خاں بخدمتش حاضر بود پس به اخوند محمد صالح
امر نمود که میر نصیر خاں و میر اتناز پسران من خورد سال مے باشند ملک از دست آنها خواهد
رفت بشما لازم که پسرم میر محبت خاں را بر ده حاکم نمائید تا بنیاد ما احمدزئی بر باد نشود و اخوند
موصوف عرض نموده که چوں سن اخوند را بپا رکاب آغائے خود یعنی خانصاحب خون
ریختن بهتر است نخواهم رفت پس خانصاحب و چند امرا حاضرین تمام زبان بر اخوند
دراز کردند اگر صاحب خود را برده حاکم نے کند پس خدانخواسته بنیاد احمدزئی خواهد رفت
لاچار شده صاحبزاده خود را آورده بر تخت قلات نشانیده و در خان پور جنگ طرفین واقع شد

واز طرف سرائے عالم بسیار مقتول نمودہ وچند گام لشکرِ سندھی وکچھی بمعہ خاصان پس پا شدہ
بازبا یکدیگر حرفِ طعن سندھی کردہ بازواپس رو بجنگ کردند چونکہ ارادۂ حق تعالی این چنین بود
خان والاشان شربتِ شہادت راچشید وبعد از میر عبداللہ خاں سہ صاحبزادہ ماندند میر
محبت خاں ومیر التاز ومیر نصیر خان۔ میر محبت خاں از جت گال پیدا است ومیر التاز ومیر
نصیر خانِ والاشان از بی بی مریم التاززئی بودند از انجا کہ میر محبت خاں را اخوند محمد صالح
بر تخت نشانیدہ بود حاکمِ وقت گردید وملکِ مستونگ را از میر محبت خان اخوند موصوف گرفتہ
بمیر التاز داد۔ ومیر التاز رفتہ در ملکِ مستنگ مسکنت نمود ومیر محبت خان در کلات الی
دوسال حکم نمود۔ پس میر لشکری رئیسانی میر التاز را بدست خود نمودہ آمدہ بشہر کلات بدربانانِ
شہر چیزے مبلغ دادہ وبوعدۂ فردا نیز امیدوار نمود ومیر لشکری واپس بہ مستونگ رفت واز انجا
میر التاز را با لشکرِ معدودہ سوار کردہ بہ شبِ عید آوردہ ودربانان دروازۂ شہر را واکردند میر التاز
آمدہ بر تختِ کلات مُسلّط شد ومیر محبت خاں را از شہر بیروں آوردہ مقید نمود پس شہوانیاں
اسکلکو میر محبت خاں را بطورے از قید کشیدہ خود داشتن نتوانستند بطرف مینگل ہا بملک وڈ
فرستادند کہ عالم بسیار بود ومیر محبت خاں چند روز رفتہ دراں ملک گذران خود را نمود بہ امیدِ
مددگارئے مینگلاں ومدد از دستِ مینگلاں واقع نہ شد پس مایوس شدہ واپس چار لاچار
شدہ در نزدِ برادرِ خود یعنی میر التاز آمد پس آہستہ آہستہ معتبرانِ براہوی را بدست
مے نمود والتاز بعیاشئے خود مشغول بود ومیر لشکری رئیسانی از ین حال بمیر التاز آگاہی
داد کہ یعنی میر محبت خاں انقوام براہوی را مخفی طور بدست کردہ وآنصاحب حاکمِ وقت ودولت
بدست خود در آرند دستِ مہربانے عفو نما بہ براہوی کشادہ فرمانا از انصاحب اقوام براہوی
بے دل نہ شوند چنانچہ شیخ سعدی علیہ الرحمتہ مے فرمائد ؎

زر بدہ مرد سپاہی را تا سر بدہد وگرش زر نہ دہی سر بنہد در عالم

پس التاز افشائے راز آں مخلص خود را در دیوان ادا نمودہ۔ کہ مردم براہوی مایاں را برائے
برادری نے گذارند۔ بعد ازاں میر لشکری مُہر بدہانِ خود نہاد۔ ودیگر مردم نیز از خوف باو
راز نے گفتند درین اثنا نادر شاہ بادشاہ مُلکِ ایران را بتصرفِ خود آوردہ خروج بہ ہرات
نمود۔ والی ہرات مشکی خاں نام مُغل را محاصرہ نمود کہ مشکی خان از محاصرہ عاجز آمد جنگ میدان
را اختیار نمودہ پس صفِ جنگی مابین شان واقع گردید سپاہ از جانبین بسیار مقتول شدہ و

مشکی خاں ہمراہِ خود باوشاہ مقابل شدہ از دستِ خود بادشاہ مقتول شد ملک وشہرِ
ہرات را در تصرفِ خود آوردہ طرفِ قندھار غلجئی رو نمود و قندھار را نیز گرفتہ متصرف
شد پس چپڑی طرفِ میر التازخان فرستاد کہ اگر آمدہ سلام مے کنند بہتر و اگر نمے آیند
خلعت و سرفرازئی شما در انجا فرستادہ شود تا شما را بعزت تمام برداشتہ آوردہ مشرف
حضورِ پادشاہ سازند بعد ازاں میر التازخاں و میر محبت خاں بخدمت بادشاہ تیار شدند
بمعہ سردارانِ سراوان و جھلاوان و میر لشکری رئیسانی را میر التازخاں طلب فرمود
و چیزے نقود برائے مدد خرچے او نیز فرستاد کہ یعنے میر لشکری ہم ہمراہ مایان تیار گئے خود را
بکنند۔ کہ بہ قندھار رفتہ مشرفِ سلام بادشاہ بشویم و میر لشکری آمدہ در خدمتِ خان
عرض نمود کہ بمجرد رسیدن قندھار پادشاہ آنصاحب را خواہد گرفت و میر محبت خاں را
حاکمِ ولایتِ خود خواہد نمود چرا کہ سرداران براہوئی نیز در حضورِ بادشاہ برائے حاکمی میر
محبت خاں عرض خواہند نمود چرا کہ سرداران براہوئی ہمہ ہمراہِ میر محبت خاں متفق اند و
آنصاحب نصیحتِ اینجانب را بخاطرِ خود نداشتہ و راز افشائے فرمودند پس ہمہ خیرخواہان
آنصاحب سکوت نمودند آخر میر لشکری بہ قندھار نہ رفت القصہ میر محبت خاں سرداران
را بدست خود کردہ بود و میر نصیر خاں در مستونگ ماند کہ خورد بود۔ و بودِ قندھار سرداران
براہوئی در حضورِ بادشاہ نادرشاہ بادشاہ عرض نمودند کہ از میر التازخان خدمتِ بادشاہ نخواہد
شد میر محبت خاں را حاکم کردہ بدست ما سردارانِ قومِ خود بدہ کہ خدمتِ بادشاہ از میر محبت خان
خواہد شد بعدہ میر التازخاں را مقید نمودہ و میر محبت خاں را خلعت دادہ حاکم نمود و لطف علی
نام مغل را ہمراہ پنجصد سوار ہمراہ میر محبت خاں داد و محبت خاں لطف علی مغل را برداشتہ
آورد و میر مراد علی پسر التاز را و میر نصیر خاں را معہ والدہ اش یرغمال کردہ بہ قندھار بردند
و شال[1] را بہ میر التاز و میر نصیر خاں بنا بر خرچ بادشاہ باوشاں داد و میر محبت خاں حاکم شد
باز در ہماں بند نادرشاہ برامرے ادنے میر التازخان شمشیر کشیدہ بر سرِ میر نصیر خاں آمد و
و میر نصیر خاں از خوفِ جانِ خود شمشیرِ خود را بروئے خود داشت بقضائے الہی جلبغانہ شمشیرِ
میر نصیر خانِ بشکمِ میر التازخاں آمد و بشہادت رسید۔ بعد ازاں نادرشاہ بادشاہ از علما
در بابِ خونِ میر التازخاں پرسید علما در حضور شاہ عرض نمودند کہ سبقت از میر التاز بمیر

ا یعنی قاصد ۔ ۱۔ [1] مراد از شال کوٹ حال کوئٹہ است ۔

نصیر خاں شدہ است خونِ او بہوک یعنی بے قصاص است بعد ازاں شال کوٹ را ضبط نمودہ بہ میر محبت خاں داد و بعد از یکدو سال بی بی مریم بحضور بادشاہ عرض نمود شال را بہ میر محبت خاں دادہ بود۔ در اندازہ حصول شان بی بی مریم از خزانۂ خود میداد و بادشاہ بوقت رفتن بی بی صاحبہ بر کسانے غضب بود و بی بی صاحبہ عرض نمود کہ شوہر من از دست کلہوڑہ در جنگ کشتہ شدہ است زہے انصافِ شاہ بعدہ بادشاہ ہمراہ بی بی صاحبہ بی بی مریم اقرار نمود کہ خون میر عبداللہ خاں را خواہم گرفت ہر گاہ کہ پادشاہ بدہلی برائے گرفتن محمد شاہ چغتہ رفت دہلی را گرفتہ و ہمراہِ محمد شاہ چغتہ چنانچہ ہر دو پادشاہان ہم تاج بخشی نمودہ نادر شاہ بادشاہ واپس بملکِ سندھ رفت مراجعت فرمود و بقلعہ عمرکوٹ رسید۔ و میاں نور محمد کلہوڑہ را گرفت و از و دولتِ بسیار بدستِ بادشاہ آمد۔ و میاں نور محمد و پسرش میاں غلام شاہ را تا لاڑکانہ برداشتہ و چپڑ چلتی[1] در عقب میر محبت خاں فرستاد کہ اورا از کلات آوردہ بمکان لاڑکانہ حاضرِ حضورِ بادشاہ نمودند و میاں نور محمد کلہوڑہ را بجائے میر محبت خاں فرستاد کہ میاں نور محمد را کشتہ و ملکِ سندھ را بدستِ خود نمایند کہ وعدہ کہ ہمراہِ والدۂ شما بادشاہ فرمودہ بود۔ بر خیال گردد و میر محبت خان گفتہ فرستاد کہ ما براہوئی گاہے آدمِ دستگیر را نکشتہ ایم۔ بہ ما براہوئی ایں حرف عیب است و سندھ را نمے گیریم کہ گاہے خراج نہ دادہ ایم و ملکِ تمام کچھی و سیوی را در خونِ میر عبداللہ خاں بادشاہ رقم کردہ بمیر محبت خاں داد پس بادشاہ و سلطان قائم خاں شہوانی را فرمود کہ تو در ملکِ کچھی و کوہستان ہر چہ تقاضا داری عرض نما وآں در حضور والا عرض کرد کہ ملکِ شالکوٹ در کوہستان و ملک ڈھاڈھر را بہ کچھی اگر امداد شود زہے احسان۔ پس بادشاہ بہ سلطان قائم خاں بخشید بعد ازاں از اخوند محمد حیات پرسید کہ شما نیز امید بیارگاہ والا دارید آنچہ خواہشِ شما باشد نیز عرض نمائید پس اخوند محمد حیات عرض نمود۔ دستِ آغائے ما بکیسۂ شاہ است و دستِ ما بہ کیسۂ آغائے خود است بار دوم کہ پادشاہ دریں باب مہربانی فرمود پس اخوند عرض نمود کہ در تمام ملک کچھی یک کاسہ بر سر حصہ وار از مابین سرکار و زمین دار و در حدِ گنجابہ کہ اورا کوتارہ (کوٹڑہ) میگویند و در حد بہاگ دہ۔ برخوردار کہ الحال اوراشہر بدہ میگوئیند کہ در حدِ لہڑی ملک تو غاچی را بخشید۔ باز ہمیں کاسیگی و غیر ملکہا ہمراہِ بادشاہ بہ تقاضائے اخوند انعام نمودہ داد بعدہ بادشاہ میاں غلام شاہ کلہوڑہ را یرغمال کردہ بخدمتِ خود بہ خراساں برد و بعد از چند سال بہ قضائے الٰہی

---

[1] قاصد تیز رفتار

نادرشاه پادشاه از دستِ برادر زوجۂ خود کشته شد پس هر احدے پراگنده گردیده بطرفے رو نهادو
درهماں ساعت به نعشِ پادشاه نادرشاه احمدشاه آمده سلام نمود و مهرِ پادشاه را از دست کشیده
زیارت کرده بدستِ خود کرد چنانچه مرزا زکی در شاهنامهٔ نادرشاه همیں حرف نوشته که احمدشاه
ابدالی پاسِ حقِ نمک را بجا آورده که نعشِ پادشاه را سلام کرد۔ و بعد از وفاتِ نادرشاه میر
نصیرخاں بمعه چند نفر چنانچه میر کمال خاں التازئی و سلطان زهری و گل زئی و علی دربان و داروغه
ملا مهر علی که جدِ داروغه ملا گل محمد است از ایران به شیراز و رُود آورده و از انجا داروغه ملا مهر علی
را خانصاحب بطرفِ عیالِ خود که در قندهار نادری بودند فرستاد و خود خانصاحب میر
نصیرخاں و کمال خاں و علی دربان و سلطان زهری و از راهِ کیچکران گذشته در ملکِ حب به نزد
بوت نام قوم چهته آمدند و بوت خدمتِ خانِ والاشان را بوجه احسن نمود باز از انجا میر نصیرخاں
از ملکِ حب روانه شده به نزدِ میاں نور محمد کلهوڑه آمد۔ مدتِ دو سال در خدا آباد[1] نشست نزدِ
میاں نور محمد و والده اش بی بی مریم در قندهار بود و درهماں وقت حاکمِ کچهی و کوهستان میر
محبت خاں بود پس از چند ایام برائے احمدشاه میر نصیرخاں عریضه نوشت و برائے وزیر
شهولی خاں نیز عریضه نوشت دریں مابین نوشت خواند همیشه مے کرد و هرگاه که تسلی و خاطر
جوئی را وزیر برائے خانِ والاشان نوشته خانصاحب از خدا آباد[1] روانه شده به قندهار رفت
و بجائے وزیر با ئمین شده و وزیر تسلی تمام به خانصاحب داد و خانصاحب را فرزند خود خواند
و گفت که اگر بختِ شما یعنی خانصاحب در سعادت باشد پس من وزیر در دربخانه[2] پادشاه از
سبب کار شما هیچ کوتاهی از طرفِ خود نخواهم ساخت دریں اثنا از مردم براهوئی از ناامیدی
میر محبت خاں که در اقوامِ براهوی خلاف و عناد انداخته بود برائے میر نصیرخاں نوشت خواند
میکردند که ما اقوامِ براهوئی هر آئینه از آنصاحب مے باشیم و آں صاحب کارِ خود را در پادشاهی
محکم و برحال فرمائید۔ و از نوشت خواندِ مردمِ براهوئی که بخدمتِ میر نصیرخاں احوال
خود مے نوشتند چیزے بسمعِ میر محبت خاں رسید و سلطان قائم خاں شهوانی را برائے
سر انجامئی اموراتِ خود به دربخانه پادشاه فرستاد چونکه قائم خاں دارد احمدشاهی یعنے
قندهار شد کار میر محبت خاں را نحوی دیگر دید پس مصلحتِ وقت و تدبیرِ خود را بدیں رائے

[1] حیدرآباد سندھ [2] یعنی دربار

جلوه داد و نسبتِ دخترِ میر محبت خاں اسم بی بی صاحبه میر گوهر بود تدبیرے برابر نمود لیکن
تقدیر از جنابِ توزک الهی اینچنیں رفته بود که هرگاه سلطان قائم خاں از آنجا واپس مراجعت
نموده بخدمتِ میر محبت خاں حاضر گردید حضور والاشان سخن نسبت واله را قبول نه فرمود
از شنیدنِ این سخن احمد شاه غیرت آگین گشته بمعه افواجِ خود برائے تخریب میر محبت خان
رو بکلات نهاد و آمده ملکِ مستونگ را تاراج نمود۔ و از اقوامِ براهوئی محمد شهی ها بسیار
بقتل رسیدند و دیگر اقوامِ سرابان معتبرانِ آنها را بطریقِ یرغمال همراهِ خود برداشته
برائے جنگ مستعدِ کلات شد و حاجی رحیم خاں بابی که مرشدِ پادشاه احمد شاه بود و از
میر محبت خاں نیز بطور معرکه کلام الله را تشفیع برداشته در منزلِ منگچر رفته مشرفِ حضور
بادشاه شد و از آنجا که احمد شاه پادشاه از اهل اسلام بود شرفِ کلام الله را بجا آورده
بعده از تقصیرِ میر محبت خاں درگذر فرمود۔ و واپس مراجعت به قندهار فرمود و اسیران از
براهوئی بسیار با خود برد و از قندهار روانهٔ کابل شد و میر محبت خاں اخوند ملا محمد حیات
را در خدمتِ بی بی صاحبه بی بی میر گوهر فرستاد که بمکانِ غزنی بی بی صاحبه را برد
مشرفِ حضورِ خاص بادشاه گرداند بعد ازاں اخوند ملا محمد حیات عمل بر امر خانصاحب
نموده بی بی صاحبه را برده عقد با پادشاه بسته داد۔ و بندِ براهوئی ها را اخلاص کرده
واپس به کلات آورده و میر محبت خاں را بعد از ایامِ بسیار احمد شاه بادشاه با جمیع
سردارانِ براهوئی طلب فرمود و خانصاحب میر محبت خاں بمعه امرائے خود روانه شده رفته
مشرفِ حضورِ پادشاه شد هرگاه بسلامِ بادشاه رفت بسرِ خود کلاه داشت و بادشاه بخان
گفت شنیده شده که شما گفته اند که شمشیر را بمیان نخواهیم بست تا که انتقام مستنگ را نگیریم
از پادشاه و اسمعیل خاں باروزئی نیز همچنیں در حضورِ شاه عرض نمود که همیں لفظ از میر محبت خاں
صادر شده و شاه فرمود که شما بیگانه مے باشید۔ پادشاه سخنِ شما را نخواهد شنید و میر نصیر خاں
نیز هم چنیں عرض نمود باز شاه فرمود که قولِ مدعی معتبر نیست هرچه زهرو بما بگوید معتبر است و
سلطان زهرو بنگل زئی عرض نمود که راستی دارم و راستی در آستین دارم آنچه خانصاحب
میر نصیر خاں عرض نموده است صحیح و معتبر است و میر محبت خاں فرمود که شما یعنی سلطان زهرو
در میان بودید که ما بهم همیں محاکات نموده ایم شاه فرمود که معلوم مے شود که همیں مصلحت نموده
اید و همیں سخن از شما صادر شده چونکه سایهٔ هما از سرِ میر محبت خاں بعید شده بسر میر نصیر خاں

ایستاد یعنی بعدہ پادشاہ تاماس خان مغل را حکم فرمود تا میر محبت خان را مقید ساختہ نشانند
و خلعتِ حکومت بلوچ براہوی را بمیر نصیر خان دادہ سرافراز فرمود و تمامی براہوی و بلوچ
را در عقبِ میر نصیر خان انداختہ مرخص فرمود و میر نصیر خان از خدمتِ پادشاہ روانہ شدہ آمدہ
بر تختِ کلات در سنہ یکہزار یکصد و شصت و چہار سال بود کہ آمدہ نشست و حکمرانی خود
را کرد لعبد ازاں ہر چہ نقصانِ مالی و جانی از قومِ براہوئی مے رسید بقومِ افاغنہ پس آمدہ
در حضورِ خانِ والاشان استغاثہ مے نمود پس خانِ ذیشان عوضِ مالِ آنہا و دیتِ خونِ
آنہا از خود مے داد بدیں وجہ آموختند کردند کہ اگر کدام افغان بمرگِ خود مے مُرد ہم میّت
خود را آوردہ بدروازہ خانصاحب آوردہ استغاثہ مے نمود و مے گفتند کہ ایں افغان ما را
براہوئی ہا کشتہ اند و از ادبِ پادشاہ دیتِ ناحق را خانصاحب بافغانان مے داد۔ دریں ایام
پادشاہ عزیمت بطرفِ کابل نمود و خان خانان را در قلعۂ قندھار نشانیدہ و میر محبت خان
در قندھار مقید بود و لعبد ازاں کدام خیانت در بارشاہی از خان خانان سرزدہ ہرگاہ کہ
پادشاہ واپس از ملکِ کابل بطرفِ قندھار مراجعت فرمود بوزیر شہولی خان حکم فرمود کہ بجلادان
بہ فرما کہ گردنِ خان خانان را ببرند از انجا کہ وزیر بہ میر نصیر خان حرف دادہ بود کہ سرِ میر
محبت خان گم خواہم نمود وقت یافتہ حکم فرمود کہ حکمِ بادشاہ است کہ گردنِ خان خانان
و از خانِ بلوچ را زدہ بیایند و جلاداں رفتہ گردنِ ہر دو خان را زدہ واپس بخدمتِ بادشاہ
آمدہ عرض نمودند کہ ما جلادان بہ حکم بادشاہ رفتہ گردنِ خان خانان و از خان بلوچ ہر دو نگہ را ہاں
را زدہ آمدہ ایم پادشاہ فرمود کہ دویم کیست عرض نمودند کہ دویم خانِ بلوچ میر محبت خان پس
بادشاہ بغضب روبہ وزیر کردہ فرمود کہ چرا بامرِ ناحق و بے فرمودۂ شاہ ایں چنیں امرے عظیمے را
برپا نمودہ اند۔ کہ باعثِ بدنامی شاہ است چہ باید نمود کہ بحیثیتی و میت بجز ذاتِ پاک دیگرے
طاقت نہ دارد لعبد ازاں نعشِ میر محبت خان را ہمراہِ معتبرانے چند و مبالغ بسیار طرفِ کلات
فرستاد کہ منزل بمنزل زرافشان کردہ بکلات آوردہ نعشِ مبارک را مدفون نمودہ واپس
رفتند و لعبد ازاں لقیصۂ میر نصیر خان آمدیم ہرگاہے کہ احمد شاہ پادشاہ بافترائے افغانان
ہر روز محصلانِ خود از بے انصافی بر میر نصیر خان مے فرستاد و خانصاحب نیز از سببِ
کذبِ افغانان بجان رسید مایوس طور بجائے خود قرار نشست و لعبدہ چہیبر پادشاہ برائے
خانِ والاشان برائے خدمتے دیگر طلب و حکم صادر شد نہ برائے ایں امورات ادنے

پس خان صاحب اخوند ملا محمدؐ حیات را و تمامی امرا را طلبیده فرمود که من خان چپری پادشاه
را جواب میدهم و طرفِ قندهار نخواهم رفت پس اخوند و امرا باهم متفق شده در خدمت خانصاحب
عرض نمودند که مصلحت نیست که چپری پادشاه را جواب سازیم چراکه آنصاحب دستِ یمین
همین پادشاه است آخر الامر خان ذیشان تا ملک پشنگ همراهِ چپری رفت بار ثانی به اخوند
ملا محمد حیات و سائر سرداران مصلحت فرمود که باین ناامیدی رفتنِ من خان طرفِ احمد شاه
بادشاه نمے شود چراکه ۔ دل شیشه ایست چوں شکسته شود درست نمے شود ۔ مانند نقره
نیست که سازی و بشکنی ۔ آخر الحیل چپر را در انجا طلبانیده از آمدنِ سلامِ پادشاه جواب
دادند خانِ والاشان واپس بکلات مراجعت فرمود و ازانجاکه روانه شد چونکه بمستنگ مے
رسید زده تاراج نمود و به کلات آمده داخل گردیده و بتاراجِ شهرِ کلات نیز حکم فرمود بقدرے
کم و بیش اهل سپاه بشهر دست اندازی نمودند و بمجردِ این سخن آدم از شهر اسکلکو در رسید
که حاصل خان زئی شهوانی باغی شدند خانصاحب بعد از استماعِ این خبر عنانِ فرخنده
کوکب را جهت تنبیه و خذلانِ حاصل خان زئی سمتِ اسکلکو معطوف گردانید ۔ در انجا
رفته شهرِ اسکلکو را محاصره نمود اهلِ شهر که بعد از چند روز از بسکه به تنگ آمده بودند یکے از
برادرانِ قائم خان شهوانی بهادر خان نام که برادر زادهٔ قایم خاں بود مخفی طور استغاثے نزدِ
احمد شاه رفت پس خود بادشاه بمعه تجملاتِ شاهانه تشریف فرمائے کلات گردید و خانِ ذیشان
بمعه عساکراتِ خود شهر کلات را محکم نمود و آمادهٔ جنگ شده نشست ۔ لشکر پادشاه آمده
شهر کلاتِ را محاصره و حلقه نمود جنگ از دور تیر و تفنگ و توپ و شهین واقع مے گردید دوازده
روز شهر در محاصره بود از انجاکه پادشاه مسلمان بود آذان هاے موذنانِ شهر بسمعِ بادشاه میرسید
از بسکه بسیار بلکه بیشمار اثرے بے اندازه پیدا نمود پس فرمود که تخریبِ اهل شهر همگی مسلمانان و
امتِ سرورِ کائنات مے باشد زدن و کشتنِ این طائفه وبال لا تُعَدُّ و لا تُحصیٰ است ۔ پس بتوپ
باشیان امر فرمود که توپ ها را از شهر غلط بزنند و تمام ارکانِ دولتِ پادشاه از فرمودهٔ و زیره
شهوے خاں بیروں نبودند بغیر برخوردار خان اچک زئی که از وزیر سرتابی داشت بر کوه
شاه مردان برخوردار خان براے حرب حمله نمود و در انجا قاسم خاں و امیر خان قوم محمد حسنیٔ ها
بدرجهٔ شهادت رسیدند چراکه پیشتر حکمِ بادشاه بر حرب بود و لشکر را از جنگ و زیره
ممالغت مے فرمود و قبل از مداراء پادشاه برخورداران خان حمله آورده قاسم خان

وامیر خاں را ہمراہ چند نفرِ براہوی مقتول و ہرگاہ وزیر شہوے خاں مقدمہ خان ذیشان
رانحوے دیگر دید پس رقعۂ خود را طرفِ خانِ والاشان مرقوم و مرسول فرمود کہ اگر آمدہ
مشرف سلامِ بادشاہ شوند پس من و وزیر ضامنِ شما خواہم شد کہ شمار ا پسر خود خواندہ ام
واگر نے آیند پس پادشاہ ظل اللہ است داشتن بادشاہ از من و وزیر بسا مشکل و
خانصاحب اخوند محمد حیات را در نزدِ وزیر شہوے خاں فرستاد و وزیر صاحب اخوند
را برداشتہ در حضور بادشاہ برد و بسلامِ پادشاہ اخوند محمد حیات را مشرفِ ساخت
و اخوند در حضور شاہ دعا و ثنا ادا نمود و پادشاہ فرمود کہ خان از کدام باعث مشرفِ سلام
نمے شود و اخوند عرض نمود کہ تسلی و عزت طلب است پس شاہ فرمود کہ بکدام وجہ تسلی
مے شود و چہ آبرو مے خواہد بار ثانی اخوند عرض نمود کہ تقصیر معاف باشد شاہ فرمود
کہ معاف است اخوند التماس نمود کہ تسلی کلام اللہ است و آبرو ایں است کہ وزیر
صاحب خود نزد خان آمدہ و او را مشرف ساختہ برداشتہ آوردہ مشرفِ حضور
پادشاہ فرمائد و شاہ از روے عنایات استدعاے اخوند را قبول فرمود۔ مہر کلام اللہ
نمود۔ و وزیر شہو لی خان لبشہر آمدہ خانصاحب را انواع الواعِ تسلی تمام دادہ برداشتہ
آوردہ بسلامِ پادشاہ مشرف نمود و شاہ از کمالِ مہربانے و الطاف شاہانہ دربارۂ
خانصاحب و اخوند خلعت فاخرہ لبسر فرازی عطا فرمود من بعد آں سخن مردمان شہوانی
برادر زادہ سلطان قائم خاں بہادر خاں نامے بود و نیز آدم خان و جوہانی نام برادران
سلطان قائم خان بودند کہ بہ قندھار استغاثے رفتہ بودند پادشاہ سپرد آنہا را بہ
خانِ عظیم الشان داد و خان در جواب عرض نمود کہ از بندہ ہیچ تقصیر صادر نہ شدہ لیکن ہما
اُنسِ من خان مے باشند گاہ بر حرفِ حق بر سر ایشاں غضب مے شوم و گاہ بہ تقصیر اینہا
را مے کشتم۔ و نامبردگان عادت گرفتہ ہر وقت اِستغاثہ نمایند طاقتِ پادشاہ ندارم
غلام بقندھار بخدمتِ بادشاہ خواہد آمد و کلات را بہ ہر احدے کہ پادشاہ حوالہ فرماید
مالک است و پادشاہ در جوابِ خان فرمود کہ کلات را خداوند تعالے جل شانہ نصیب
شما گرداندہ و مردم شہوانیاں را پادشاہ ہمراہِ خود بردہ و قطعۂ نان باوشاں خواہد داد پس در
ہماں ساعت منشی را طلب فرمود ملک کاہی و بڈانی را بآنہا رقم کردہ انعام فرمود و خانصاحب
را بہ مکانِ پیشنگ بخدمتِ خود بردہ و تسلی تمام دادہ واپس بہ کلات اجازت فرمود

دشہوا انیاں را بہ قندھار بردو و در حدِ ملکِ مشہد کہ آنرا ترشیش مے نامند بر علی مردان نام بادشاہ مغل صد بار بیشتر لشکرِ خود را فرستادہ قشوناتِ بادشاہ ہزیمت خوردہ واپس مے آمدند۔ بعد ازاں چپر و خلعتِ سرفرازئ خانِ والاشان و طلب خان بمعہ تمامی عساکراتِ براہوئی و بلوچ چنانچہ تمام سراہان و جھلاوان و تمام و جمیع بلوچ را بر داشتہ آوردہ حاضر حضورِ شاہ شوند پس ازاں جناب خانصاحب جمع آوریِ لشکرِ خود نمودہ روانہ شدہ بمعہ عساکراتِ خود مشرفِ حضورِ پادشاہ در مکانِ مشہدِ مقدس شد و بی بی صاحبہ والدۂ خانصاحب نیز ہمراہ بود و شاہ امر فرمود کہ میر نصیر خاں و سردار جہاں خان فوفل زئی بمقدمۂ علی مردان بروند پس خانصاحب بجوابِ بادشاہ عرض نمود کہ بالراس والعین قبول دارم خانصاحب و سردارِ جہان خان درانی رنگہاے ترشیش شدند بروزِ جنگ خانصاحب (بسر و چشم) بسردار جہان خان درانی گفت کہ شما امروز جنگ را بمن (درگذاشت) بگذارید کہ من خان با جمیع براہوی و بلوچِ خود جنگ میدان با دشمن مے نمائم۔ اگر خدا نخواستہ جنگ را باختم پس شما درانیاں مدد بدہید و سردارِ موصوف سخنِ خانِ والاشان را قبول کرد۔ پس خانصاحب بنائے جنگ کرد۔ بروے لشکرِ علی مردان یک کاریزی بود دراں سنگر[۱] نمود و از انجا علیمردان مژدہ خوار بود کہ چند مرتبہ لشکرِ شاہ را ہزیمت دادہ بود از جائے خود سوار شدہ حملہ بہ لشکرِ خان نمود ہنگامِ نزدیک تفنگ ہائے مردمِ جھلاوان بر لشکر علی مردان واشدند عالم بسیار از طرف مغل کشتہ شدہ و خود خانصاحب نیز در قلبِ لشکرِ خود بود و خود علی مردان ہم تیر و تفنگ خوردہ و مُرد و لشکرِ سراہان بر لشکرِ علی مردان حملہ آوردند بفضلِ حق تعالےٰ[۲] جلشانہ لشکرِ مغل را ہزیمت دادند و خانصاحب بر دشمن معاندِ ظفر و فتح یافت و پسرِ علی مردان از میدانِ جنگ پس پا شدہ رفتہ قلعہ خود را محکم ساخت پس سردار جہانخان آدمِ خود بطرف پسرِ علی مردان فرستاد کہ اگر آمدہ سلام میکنند بہتر والا نہ قلعۂ شما را منہدم ساختہ خواہد شد۔ و او در جواب سردار جہانخان گفتہ فرستاد کہ بہ درانی اعتبار ندارم اگر خان بلوچ ضامن میشود آمدہ سلام خواہم نمود خان ذیشان ازرفتہ خلعت باو گرفتہ دادہ واپس بردہ در قلعہ مخوش رسانید و خانصاحب و سردار جہان خان واپس مراجعت فرمودہ روانہ شدہ آمدہ در مشہد مقدس بسلام پادشاہ مشرف شدند پس پادشاہ از روئے مہربانی کمال خانصاحب و اخوند و سردارانِ سراہاں و جھلاوان و بلوچ را بخلعت فاخرہ سرفراز و ممتاز فرمود و سان[۳] لشکری براہوی نیز مرفوع القلم گردید و ملکِ[۴] از ند

---

[۱] جاے پناہ از تفنگ دشمن [۲] بہ عنایت خدا کہ شان او بزرگ است [۳] بمعنی پرخمال [۴] ہر دو نام مقام

داو دجال یعنی ویجل را رقم کرده بخان صاحب بخشید و از انجا اجازت فرمود بملکِ خود برونده
و رفتنِ خانصاحب بمشهدِ مقدس در سنه یازده صد و هشتاد و چهار بود و بعد از چندے
پادشاه خانصاحب را جهتِ جنگِ مرهٹه طلب فرمود و خان خود نرفت که حکم این چنیں
بود و میر کمال خان الناززئی را و از سرداران لشکر جمع کرده بخدمتِ پادشاه فرستاد و از لشکرِ
خان صاحب چنانچه از سراهان میر عبدالکریم برادرِ میر عبدالنبی و از دیگر امرائے سراهان و جهلاهان
کسے برادر و کسے برادرزادهٔ خود را فرستاد که فرمان پادشاه نیز این چنیں نافذ بود۔ خدمت
پادشاه سراپا بجا آورده اجازت گرفته واپس آمدند بارِ ثانی پادشاه چپر و خلعت بسرفرازی
خانصاحب و اخوند فرستاد و خانصاحب را طلب فرمود چنانچه اخوند و سراهان و جهلاهان
و بلوچ و الناززئی بے بے صاحبه و والدهٔ خانصاحب نیز همراه بود روانه شده با تجمل کلان
در ملکِ پنجاب رفته بخدمتِ پادشاه مشرف گشت و از انجا پادشاه تحرک ورزیده طیّ
منازل نموده بحدِ دهلی که رسیدند جنگ عظیم مابین شان واقع گردید چنانچه دُرانیاں پس پا
شدند پس خانصاحب را پادشاه طلب فرمود و گفت که قندهار و کلات دُور ماندند در جنگ
همت باید۔ و بر کمکِ درانی شمارا حکم است که رفته جنگ بکنید پس خانصاحب بفرمودهٔ
پادشاه رفته جنگ نموده وقت شام دُرانیاں همه واپس در اردوئی شاه آمدند و جنابِ
خانصاحب در مکان حرب ماند چنانچه اسپ سواریٔ خود خانصاحب نیز تفنگ خورده زخمی
شد و دو تیر تفنگ بجانِ اخوند رسیدند و زخمی شد خبر به شاه رسید۔ پس شاه یکدو مرتبه آدم
بطرفِ خانصاحب فرستاد و خانصاحب به مردمان پادشاه جواب داد که جائے حرب گاه را
گذاشته نخواهم آمد پس بسردار جهان خان امر فرمود که رفته خان را برداشته آورده مشرفِ حضور
کن پس سردار رفته خانصاحب را مشرفِ حضور ساخته باز فردا علی الصباح افواج طرفین مستعد
جنگ شدند۔ پس حق تعالےٰ جلشانه احمد شاه پادشاه غازی را فتح داد و لشکرِ کفار هزیمت
خورد بعد ازاں طرفِ دهلی پادشاه با قشونات (یعنی لشکرات) تمام تشریف فرما شد و همراه احمد شاه
چغته جنگ نموده احمد شاه غازی شهر دهلی را گرفته چنانچه نادر شاه همراهِ محمد شاه چغته تاج بخشی نموده
بود احمد شاه غازی نیز همراهِ احمد شاه چغته تاج بخشی کرده و دخترِ پادشاه چغته را بالعقد نکاحِ
خود آورده واپس مراجعت به قندهار فرمود و بی بی صاحبه بی بی مریم والده خانصاحب همراه
بود مبلغ دو هزار روپیه وجه چادر بی بی رقم کرده عطا فرموده و دو هزار روپیه دیگر وجه مرهم بهائے

اخوند ملا محمد حیات سال بہ سال بر مالیۂ لشکارپور رقم کردہ بہ اخوند مرحمت فرمود۔ والیِ عصر شاہ زمان بادشاہ بلاناغہ سال بہ سال متصرف میشدند +

میاں عبدالنبی کلہوڑہ از دستِ ٹالپُران کہ ملکِ سندھ را گرفتہ بتصرفِ خود آوردہ بودند بدان سبب بحضورِ خانصاحب والا مناقب میر محمد نصیر خاں علیہ الرحمۃ والغفران برائے استمدادِ تجملات عساکر آمدہ بود پس خانصاحب سردار میر زرک زہری را ہمراہِ میاں عبدالنبی بسمتِ سندھ برائے محاربہ و مجادلہ معانداں میاں موصوف رفیق نمود سردار میر زرک بمعہ پنج صد نفر زہریاں بدانطرف مستعد گشت و از معتبران چنانچہ میر ولی محمد برادرِ سردار تاج محمد پسرِ شادیخان کاوڑے زئی و جام خداداد برادرِ کلان میر نور محمد موسیانی و میر بازو جتک نیز ہمراہ بودند پس بعد آں سردار میر زرک ہمراہِ میاں کلہوڑہ بمعہ معتبران و عساکرِ خود رہگراے سندھ گردید از بیجا طی منازل نمودہ در مکان سکرنڈ جنگِ سردار میر زرک و ٹالپُران واقع گردید از انجا کہ او سبحانہ و تعالے ہمہ ابواب پردہ داریِ بندگانِ خود را مے نماید۔ باوجودِ قلتِ عساکر خوشنامی نصیب حالِ میر زرک گردانید کہ ہمراہِ معتبرانِ خود در مکانِ سکرنڈ سردار نامدار بشہادت رسید کہ تا الیوم بپاس ننگ داری مشہورۂ آفاق است و بعدہ تیمور شاہ پادشاہ ملک گوڑہا از ٹالپُران گرفتہ بخانصاحب در خون میر زرک داد و خانصاحب ہمیں ملکِ گوڑہا را بسردار میر یوسف خان پسر سردار میر زرک داد کہ بجائے پدر خود بر سرداری منصوب گشت و بعد از سردار میر یوسف خان سرداری بہ پسرش سردار میر قادربخش رسید کہ اینہا را چاکرانی مے نامند و بعد از سردار میر قادربخش سردارئی ایں قوم بسردار میر تاج محمد کاوڑے زئی رسید و بنیادِ چاکرزئی تمام شد کہ بعد از وفاتِ میر قادربخش از چاکرزئیاں باقی کسے نماندہ و بعد از سردار تاج محمد سرداری زہری بسردار میر رشید خاں رسید و بعد ازاں سرداری بسردار میر تاج محمد پسر سردار رشید خاں رسید +

و بعد از شہادتِ سردار میر زرک حکمِ پادشاہ تیمور شاہ بر خانصاحب میر محمد نصیر خاں صادر گردید باینصورت کہ از حضورِ پادشاہ سردار مدت خاں اسحاق زئی را باستعانتِ میاں عبدالنبی کلہوڑہ مقرر فرمودہ ایم کہ ہمراہِ لشکرِ قاہرہ خواہد آمد و بر سرِ شما نیز امر است کہ لشکرِ براہوئی و بلوچ را بمصاحبتِ سردارِ موصوف بجانب سندھ روانہ دارند تا قوم ٹالپُران را کہ معانداں میاںِ موصوف اند پائمال ساختہ ملک را از ایشاں گرفتہ تفویض کلہوڑہ مذکور نمایند۔ دریں وقت خانصاحب بجانِ خود اثرِ مرض داشت پس اخوند صاحب ملا فتح محمد خاں را با جمیع سردارانِ

براهوی و بلوچ بخدمتِ پادشاه بمصحوبِ سردار مدت خان تیار نمود چنانچه جماعتِ سرابان
از اقوامِ رئیسانی سردار میر عبدالنبی و از قومِ شهوانی سردار حاجی محمد خان و از قومِ سرپره
میر جنگی و از قومِ ذگر مینگل میر احمد خان و از قومِ بنگل زئی وڈیره بهادر خان و از قوم محمد شهی
احمد خان و از قومِ کورد دینار و از قوم لهڑی و لانگو نیز و از جماعت بلوچ از قومِ رند وڈیره
میرو و دیگر طوائف که تعلق به رند دارند چنانچه ڈومبکی جلال خان و مغیری جلال خان و
وڈیره غلام علی بلیدی و جتوئی وغیره طائفه هاے رندستان۔ و از جهلاوان از قوم زهری سردار
میر یوسف خان و میر نور محمد موسیانی و خدرانی و ساسولی و جنگ و نیچاری و پندرانی وغیره
اقوام که تعلق به زهری دارند۔ بخدمت سردار میر یوسف خان حاضر شدند و از قوم مینگل شاهی زئی
سردار میر ولی محمد و میر رحمت و میر مراد خان و از قوم محمد حسنی سردار شهباز خان و از بزنجو میر
فقیر محمد و دیگر طوائف جهلاوان چنانچه گرگناڑی و قلندرانی و سمالانی و بلوچیکه به جهلاوان تعلق
دارند چنانچه وڈیره قیصر خان مگسی بهوتانی و وڈیره کلاتی دیناری لاشاریان وغیره لشکرِ بلوچ و
براهوی و بلوچ بخدمتِ اخوند صاحب بودند و از طرفِ پادشاه همراه سردار مدت خان سحاق زئی
شش هزار سوار مکمل یراق بود روانه شده بطرفِ ملکِ سندھ رفتند چوں که در مکانِ هالیانی
بیلانی رسیدند جنگ واقع گردید از طرفِ ٹالپران میر فتح علیخان و میر غلام علیخان و میر کرم علیخان
و میر سهراب خان و میر ٹھارا خان و میر باگهه خان بمعه لشکرِ خود بر مکانِ مذکور حاضر شدند و باقیمانده
لشکرِ ایشاں در عمرکوٹ بودند دریں مکان جنگ واقع گردید اخوند صاحب بوقت جنگ
بسردار مدت خان التماس نمود که قشون و فیروز بیش نیز از پادشاه است اگر مرضی باشد در
مصافِ جنگ ایستاده دستِ بشمشیرِ تیز برده باقبالِ پادشاه و خانصاحب مقابله با متمردان
نمایم سردار مدت خان فرمود دریں سخن عین مصلحت است بعد ازاں دراں مکان جنگ واقع
شد از لشکرِ ٹالپر یک شخص مردانگی نمود و برخود اخوند صاحب حمله نمود بمجردِ حمله نمودن پیرداد
نام خانه زادِ اخوند صاحب خود را پیش کشید بمجرد مقابل شدن پیرداد را هماں کس زخمی کرده
انداخت بمجردِ افتادن پیرداد باز سبز علی نام خانه زاد اخوند صاحب بمیدانِ جنگ پیش شده
سبز علی را نیز زخمی کرده بعده کمال بیگ نام خانزادِ اخوند صاحب همراهِ هماں کس مقابله نموده کمال بیگ
را نیز از پا فگند پس سردار میر عبدالنبی رئیسانی براو به حاضرئی اخوند صاحب حمله نمود و شتابی دستی
کرده همچناں ضربِ شمشیر بپا هایش زد که لاجرم بر خاک غلطید و از طرف ٹالپران دراں مکان مقدار

یکصد و چہل نفر در ہمانجا بقتل رسیدند و ٹالپُران از انجا ہزیمت ورزیدہ رفتہ ہمراہِ آل و عیالِ خود در
عمرکوٹ قلعہ بند شدند و سلامت کوچہ زدہ بودند و بعد از ہفت ماہ از قلعہ بندی عاجز شدہ بلوچانی
اہل ہائے خود ٹالپُران وغیرہ بلوچاں ہمگی التجا در نزد اخوند صاحب آوردند و گفتند کہ معتبران
ٹالپُران بہم سنجیدند و مایاں را بطرفِ شما فرستادند و ہمیں حرف را بما ضعیفان ہا تعلیم دادند کہ
با اخوند صاحب صریح بگوئید کہ صاحب ننگ و شانِ آں اخوند صاحب را دیدہ بعدہ التجا آوردہ
ایم۔ کہ بدونِ آنصاحب سر و ناموسِ ما ٹالپُران از دستِ لشکرِ افاعنہ برباد خواہد شد بعدہ اخوند
صاحب بخدمت سردار مدت خاں آمدہ عرض نمود و سردارانِ ٹالپُران را طلبانیدہ بسلام سردار
موصوف مشرف گردانید و سردار مدت خاں بپاسِ عرضِ اخوند صاحب عفو تقصیرات ٹالپُران
فرمود و گفت کہ اگر اخوند صاحب عرض نمی کرد آنچہ شما ٹالپُران از قتل باقی مے ماندند شما را
ہمراہ آل و عیال با احمد شاہی مے بردم چونکہ از گناہ ٹالپُران درگذر فرمود بعد ازاں بمقدار یک
لک روپیہ بر ٹالپُران مقرر کرد کہ حال خواہیم گرفت و اخوند دراں ساعت ضامن شد کہ
اہل و عیال ٹالپُران بجائے اخوند صاحب نشستہ بودند و سردارِ موصوف ضمانت اخوند صاحب
را قبول کردہ و بہ ٹالپُران فرمود کہ مبلغ یک لک روپیہ بر ٹالپُران مقرر کرد کہ حال خواہیم گرفت
و اخوند دران ساعت ضامن شد کہ اہل و عیال ٹالپُران بجائے اخوند صاحب نشستہ بودند و
سردار موصوف ضمانتِ اخوند صاحب را قبول کردہ و بہ ٹالپُران فرمود کہ مبلغ لک روپیہ ضامنِ
اخوند صاحب بمن سردار رسید و آنہا را رخصت داد و اخوند صاحب ٹالپُران را برداشتہ جائے
خود آوردہ و چادرہا بہ سرِ عیال ہائے ٹالپُران انداختہ کہ صاحبِ ننگ و نام بود و رسمِ بلوچی نیز ہمچنیں
بود بعد ازاں ٹالپُران را معہ اطفالِ شان از جائے خویش اجازت فرمود و اوشاں با پردۂ تمام بجائے
خود رسیدند و منت بردارِ اخوند صاحب شدند و ملکِ سندھ را از ٹالپُران گرفتہ میان کلہوڑہ را بر مسندِ
آبا و اجداد او مسلط ساختہ سردار مدت خاں و اخوند صاحب راہگرائے ملک کچھی گردید چونکہ طی منازل
نمودہ واردِ مکان بھاگ شدند سردار مدت خاں ہماں لک روپیہ را از اخوند صاحب طلب نمود و اخوند صاحب
در جوابِ سردار فرمود کہ مبلغ دادنی ام لاکن آں سردار را خود معلوم است کہ در ملکِ بلوچی نقدی
ہرگز پیدا نیست اسب و سلاح بسیار خواہم داد سردارِ موصوف ہمیں لک روپیہ را بر اخوند صاحب
بخشید و بعد از مدتِ چند روز اخوند صاحب و سردار مدت خاں بالاتفاق از بھاگ روانہ شدہ منزل
بمنزل بمکان شالکوٹ رسیدند۔ و از انجا سردارِ نامدار با احمد شاہی روانہ شدہ و اخوند صاحب

بمعہ سرداران سرایان وجہالایان وبلوچان بخدمتِ خانصاحب بزیارت مشرف شدند۔ وجناب خانصاحب بخوشِ وقتیٔ تمام بخلعتِ فاخرہ اخوندصاحب را وارکانِ دولت را کہ بخدمتِ اخوندصاحب جہت پیکار رفتہ بودند مفتخر فرمودہ وسابق از رفتنِ سردار مدت خان واخوندصاحب کہ لشکرِ افاغنہ وبلوچی بامرِ پادشاہ برائے مجادلہ سندھ کہ مامور شدہ رفتہ بودند دو سہ مرتبہ از انجا بفیروزی نیامدہ بودند مگر باین دفعہ سردار مدت خان و اخوندصاحب باقبالِ پادشاہ وجنابِ خانصاحب بفتحمندی واپس مراجعت فرمودند وبعد از مرور چند یوم چھپیر پادشاہ از احمدشاہی در نزدِ جناب خانصاحب در رسید وخانصاحب را واخوندصاحب را بخلعت فاخرہ سرفراز فرمود واز پادشاہ در رقم حکم صادر بود کہ یعنی سردار سرفراز خان بارک زئی کہ نامش پایندہ خان[1] وملقب بلقب سرفراز خانے بود از طرف پادشاہ باین لقب موصوف بود بنا بر تخریب مردم ٹالپران بملک سندھ اور افرستادہ خواہد شد چونکہ در ملکِ بلوچی وارد شد بر شما حکم است کہ عساکرات براہوئی وبلوچ را بالاتفاقِ سردار مذکور برداشتہ رفتہ ٹالپران را پائمال سازند چونکہ سردارِ نامدار معہ افواجِ شاہی واردِ ملکِ کچھی شد جنابِ خانصاحب قبل از ورودِ سردار موصوف جمع آوریِ لشکرِ خود نمودہ بود وبموجب امرِ پادشاہ بخدمتِ سردار سرفراز خان روانہ شدہ وطے منازل ساختہ واردِ مکانِ لاڑکانہ شدند۔ دمکانِ مذکور چھپیر پادشاہ آمدہ داخل شد وبر سردارِ نامدار وجنابِ خانصاحب حکم بود کہ از تقصیرات ٹالپران پادشاہ درگذر فرمود چونکہ عنایتِ حق تعالیٰ بر مردمِ ٹالپران بود از آفتِ پادشاہی نجات یافتند ودر حضور پادشاہ خزانہ فرستادہ بودند وعریضہ نیز بدین مضمون عرضداشت درحضورِ والا نمودہ بودند کہ از میر کلھوڑہ ٹالپران مضاعف بر مضاعف خدمت خواہیم کرد چونکہ برگشتگیٔ ازل بر کلھوڑہ بود ہر چیزے نمود سودے نکرد۔ بیت

باآب کوثر وزمزم سفید نتوان کرد ۔۔۔ گلیم بخت کسے راکہ بافتند سیاہ

بعدہ سردار سرفراز خان وجناب خانصاحب واخوندصاحب از انجا واپس گشتہ سردار باحمدشاہی رفتہ وخانصاحب در ملکِ خود آمدہ ٹالپران میاکلھوڑہ را از ملکِ سندھ اخراج نمود۔

حکایت ہائے سخاوت وشجاعت واز جنگ ہائے خان والاشان

لاتعد ولاتحصی است امّا باختصار او کلکِ جواہر سلک را در میدانِ اوصاف او مہمیز دادہ چیزے بظہور رسانیدہ شد از انجا کہ آیۂ کریمہ است۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَكُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ (ترجمہ ہر جان چشندۂ موت است (یعنی خواہد مرد) وکسیکہ بر زمین است فانی است) ذاتِ پروردگار تو کہ صاحبِ بزرگی وعظمت است باقی خواہد ماند)

[1] این جد اعلیٰ خاندان بارک زئی امیران (حال) کابل بود مشاہدہ شود نسب نامہ منسلکہ۔

آں شیرِ بیشۂ شجاعت ہمائے اوجِ سعادت ابرِ سخاوت سلطانِ اورنگِ عدالت زیب آرائے روضۂ فتوت زینت افزائے برجِ مروت حامئ دینِ محمدی ناصرِ ملتِ احمدی قاتلِ کفار قامعِ فجار نواب مستطاب امیر محمد نصیر خاں غازی کان اللہ علیہ الراضی در سنہ یکہزار و دوصد ہشت بجوارِ حق پیوست اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون (ترجمہ ما برائے خدا ہستیم و بطرفِ او باز خواہیم گشت) و بعد از خانصاحب مرحوم سہ پسر ماندند چنانچہ پسر کلاں میر محمود خاں کہ ہفت سالہ بود و میر مصطفےٰ خاں ایں ہر دو برادر از یک مادر بودند۔ میر مصطفےٰ خاں و میر محمد رحیم خاں صغیر تر بودند و میر محمد نصیر خاں در گنجابہ وفات یافتہ و اخوند ملا فتح محمد خاں وزیر در شہرِ بھاگ بود بہ جینِ وفات آمدہ در گنجابہ حاضر گردید و میر محمود خاں را تاج بسر نہادہ حاکم کردہ بود اند فرصت میر بہرام خان کہ نواسۂ میر محبت خاں و پسر میر حاجی خاں بود میر محمود خاں را صغیر دیدہ بلوچ تمام ملک کچھی را بمعہ چیرے براہوئی بدستِ خود نمودہ عازم شدہ میر محمد خاں را در قریۂ ڈاڈر قلعہ بند نمود و بخدمتِ خانصاحب میر محمود خاں وزیرش اخوند ملا فتح محمد خاں و میاں روح اللہ باپے پسر حاجی ملا رحیم خاں کہ پیر خانۂ پادشاہ احمد شاہ و از خانوادۂ احمد زئی بود و از الناززئیاں چنانچہ میر چمپر خاں و میر مراد علی و میر سعید خاں و میر الناز و سلطان محمد مراد برادرزادہ اخوند صاحب بود کہ سلطانی و نائبی شال و مستونگ مستوفی گری را امیر نصیر خاں علیہ الرحمتہ با و مرحمت فرمودہ بود و از سرداران سراوان ملا محمد رئیسانی بمعہ برادرانِ خود چنانچہ میر ابراہیم خاں و میر قطب خاں و میر کمال خاں جمال زئی و میر جنگی سرپرہ و از سردارانِ جہلاوان میر نور محمد زہری موسیانی۔ و ملا عبدالرحمن ولد آغا علی و از خانزاد آں ملا مہر علی و ملا صالح محمد و داروغہ ملا گل محمد و شاغاسی برقی و ملا دین محمد باقر کہ بعد از مدت بسیار بپاسِ عرضِ اخوند ملا فتح محمد خاں منصبِ شاہ غاسی گری از سرکار میر محمود خاں براو مرحمت شد و ملا فقیر محمد پسرِ مستوفی و ملا رمضان پسر ملا دارو و از معتبرانِ سایر مقدار سہ صد نفر بخدمتِ میر محمود خاں حاضر بودند و میر قادر بخش سردار زہری و میر تاج محمد زہری از انجاکہ سردار میر قادر بخش خورد سال بود و مینگل شاہی زئی و محمد حسنی و بزنجو و ساسولے وغیرہ جہلاواں بخدمتِ خانصاحب میر محمود خاں حاضر نہ گردیدہ بودند ازیں سبب کہ جنگِ ناگہانی در ملکِ کچھی برخاست و ہمراہِ میر بہرام بلوچ تمام ملکِ کچھی و دیگر سراباں و عالم سیوی چنانچہ خجک و مرغزانی و دہپال و صافی ایں ہمہ از طرفِ میر بہرام خاں بودند الا خدایار خاں بازور کہ دامادِ خان بود بطرفین شان نبا مدہ القصہ معاملۂ جنگ بر میر محمود خاں تنگ آمد پس جناب سیدہ بی بی سارہ سُنی را دکلام اللہ را شفیع باد دادہ بطرف میر بہرام خاں فرستاد و بی بی سُنی در نزدِ میر بہرام خاں رفتہ وعظ و نصیحت نمود ہیچ اثر نہ کرد پس بی بی صاحبہ انہ

میر بہرام خاں مایوس شدہ واپس نزدِ میر محمود خاں آمدہ بیان نمود کہ میر بہرام خاں ہیڑ معرکہ وشفیع بر ول کلام اللہ را قبول نہ کرد و باعثِ حرب شد و بہ توکل حق تعالی جلشانہ کلام اللہ حامی شما است و فتح و نصرت نصیب شما یعنی میر محمود خاں با دفردا علے الصباح معاملہ حرب را مہیا سازند و علی الصباح سردار ملا محمد رئیسانی و جنگی سرپرہ و میر نور محمد موسیانی بر لشکرِ بہرام خاں حملہ کردند ازانجا کہ برکتِ کلام اللہ و دعاے اولیاء اللہ در باطن ہمراہ بود بحکمت اللہ لشکرِ میر بہرام خاں ہزیمت خورد و سردار ملا محمد رئیسانی و رفیقانش فتحمند شدہ و لشکرِ میر بہرام خاں ہر کس بروے خود فراری شدہ رفتہ و در ہمیں جنگ عالم بسیار از طرفِ لشکر میر بہرام خاں مقتول شدند و خود میر بہرام خاں ہمراہِ ہمیں لشکر فراری شدہ رفت پس خانصاحب میر محمود خاں را با جمیعِ معتبرینِ اخوند صاحب ملا فتح محمد خاں ازانجا برداشتہ بکلات آورد و محراب خاں شہوانی را بدربخانہ پادشاہ شاہِ زمان فرستاد چراکہ خانصاحب از ملک کچھی روانۂ کلات شدہ و بعدہ میر بہرام خاں ملکِ تمام کچھی را گرفت و چونکہ محراب خاں شہوانی در حضورِ پادشاہ و وزیر شیر محمد خاں پسر وزیر شہولی خاں بامے زئی فرستاد و پادشاہ پیش خانہ خود را از قندھار طرفِ کابل کشیدہ بود ازانجاکہ پادشاہ معاملۂ سفر در پیش داشت کمکِ خود را ہمراہِ محراب خاں شہوانی براے میر محمود خاں نداد و محراب خاں شہوانی واپس روانہ شدہ آمدہ در حضورِ خانصاحب میر محمود خاں در کلات خود را حاضر ساحت و بارِ ثانی خانصاحب میر محمود خاں و اخوند ملا فتح محمد خاں محراب خاں شہوانی را بخدمتِ بادشاہ و وزیر شیر محمد خاں فرستادند معہ عریضہ ہاے خود براے استمداد و کمکِ اخوند ملا فتح محمد خاں معروضداشت کہ خود بندۂ درگاہ یعنی من اخوند بدربخانہ آمدہ مشرف مے شدم لاکن لائقِ خدمتِ چند روز و پیش برونِ اموراتِ خانصاحب امروز روز سختی کسے نیست والا نہ کہ من اخوند بخدمت بدربخانہ شاہ مے آمدم ایں چنیں خدمتگار کسے نبود کہ بخدمتِ خانصاحب گذاشتہ بخاطر جمعی مے آمدم محراب خاں شہوانی کہ معہ عریضہ جات بہ قندھار رسیدہ و عریضہ ہا را نظر گذار شاہِ و وزیر کرد پس وزیر بموجب عریضۂ خانصاحب و اخوند ملا فتح محمد خاں در حضورِ پادشاہ عرض نمودہ و رخصت خود را از پادشاہ گرفت و پادشاہ از کمالِ الطاف معہ دو ہزار سوار اجازت فرمود و وزیر روانہ شدہ طے منازل نمودہ در مکانِ دشت آمد و خانصاحب و وزیر صاحب و اخوند صاحب بہم ملاقی گردیدند ازانجاکہ میر بہرام خاں معہ لشکرِ خود در مکان دہنہ ڈھاڈر مستعد جنگ بود خانصاحب میر محمود خاں و وزیر شیر محمد خاں و اخوند ملا فتح خاں معہ امراے خود بطرفِ میر بہرام خاں تحرک ورزیدند در مکان دہنہ جنگ طرفین واقع گردید و میر بہرام خاں معہ افواج خود ہزیمت خوردہ و از لشکر خود بسیار آدماں مقتول کنانیدہ بملکِ سندھ

رفت و دراں ملک بقضاے الٰہی فانت یافت بعدہ نعش میر بہرام خاں را از ملک سندھ بولایت خود
آوردہ مدفون نمودند و بعد از چند یوم شاہِ زماں پدرِ وزیر فتح خاں را کہ نامش پایندہ خاں بود و ملقب
بہ لقب بادشاہی اورا سرفراز خاں میخواندند بے تقصیر بگفتۂ رحمت اللہ خاں سدوزئی کہ لقب اورا شاہ
وفادار خاں گذاشتہ بود سرفراز خاں را بشہادت رسانید و چہار خانِ دیگر را نیز بے گناہ در ہماں نحو پادشاہ
گشت و مابینِ وزیر شیر محمد خاں و وفادار خاں عناد برخاست و پادشاہ بگفتۂ وفادار خان وزیر شیر محمد خاں
را بہ نیابتِ کابل فرستاد و میر محمود خاں را اخوند را شاہِ زمان معہ تجملات و عساکر طلب فرمود خانصاحب
رفتہ مشرفِ حضورِ بادشاہ شد و محمود شاہ کہ قلعہ ہرات را بدستِ خود نمودہ نشستہ بود شاہِ زمانِ معہ
عساکرات روانہ ملکِ ہرات گردیدہ و خانصاحب را نیز بخدمتِ خود برد ہنوز شاہِ زمانِ داخلِ ملکِ
ہرات نگردیدہ بود کہ محمود شاہ از قلعۂ ہرات فراری شدہ بہ طہران طرفِ فتح علیشاہ قجر رفت از انجا کہ پیشتر
ہم در نزدِ پادشاہ قجر بود و رخصت گرفتہ بملکِ ہرات آمدہ بود ہر گاہ کہ وفادار خاں عنادی کہ ہمراہِ وزیر
شیر محمد خاں داشت و وزیر مربی خانصاحب میر محمود خاں بود پس خانصاحب را پادشاہ بے خرچ و
بے اسباب اجازت فرمود و خانصاحب بمشقت کلاں بہ کلات رسید بعد ازان وزیر فتح خاں با ایران
رفتہ از فتح علیشاہ پادشاہِ ایران محمود شاہ را بر داشتہ آوردہ بمکان بارک زئیاں کہ الوسِ وزیر فتح خاں
بودند در گرشک رسید و جمع آوری لشکر نمود و از بادشاہ قجر مددِ لشکر نشد و مقدار دو لک روپیہ شاہ محمود
داد وزیر فتح خاں محمود شاہ را در گرشک گذاشتہ و شاہزادہ کامران را ہمراہِ خود بر داشتہ معہ عساکر طرفِ
قندھار روانہ شدہ حربِ وفادار و شاہِ زمان را اختیار کردند و سردار احمد خاں نورزئی از سبب عناد
وفادار آمدہ او نیز ہمراہِ لشکرِ شاہزادہ کامراں یک جا و متفق شد پس جنگ مابین شاہِ زمان و
شاہزادہ کامراں واقع گردید و لشکرِ شاہ زماں ہزیمت خورد و شاہِ زمانِ و وفادار کہ وزیر او بود
فراری شدہ بکابل رفتند و وزیر فتح خاں شاہ محمود را از ملکِ گرشک طلب نمودہ بر تختِ قندھار
نشاند و شاہزادہ کامران را نیز نشانید و خود وزیر فتح خاں در عقبِ شاہ زمان و وفادار بمعہ لشکر رفت
و شاہ زماں و وفادار کہ بکابل رفتند وزیر شیر محمد آنہا را در کابل نگذاشت بعدہ لاچار شدہ ہر دو رفتہ بہ
سبیداں کنار رتیچی باوطہ شدند و وزیر فتح خاں نیز بمعہ لشکرِ خود کہ در عقبِ اوشاں حملہ نمود بہماں مکان
رفت از انجا کہ سردار سرفراز خاں راہِ خادمی و دوستی ہمراہ سبیداں کنار داشت ازاں باعث سیدانِ
بارو زئیاں شاہ زمان و وفادار را بدستِ وزیر فتح خاں دادند و وزیر صاحب چشمہاے شاہ زمان را کشیدند و وفادار
را بند نمودہ ہر دو را ہمراہِ خود بر داشتہ اورا زدہ بملکِ قندھار در حضورِ شاہ محمود حاضر ساخت و وفادار

را با عقوبت ہاے بد و رعوض خون پدر کشت - در باب تواریخ سدوزئی و درانی بخاطر داشتم کہ بیان نمایم
لیکن متوجہ طبیعت را رجوع بتواریخ آقاے صاحباں کہ عبارت ازاں احمدزئی مے باشد بیان نمودم
و مقدار سہ چہار سال شاہ محمود پادشاہی کرد و بعد ازاں شاہ شجاع الملک با چند خوانینِ درانی اتفاق
نمودہ بر سرِ شاہ محمود بہ قندھار آمد و محمود شاہ را از شہر خارج نمودہ بر تختِ قندھار نشست و چند سال
پادشاہی نمود و دو مرتبہ بجنگِ سندھ و ڈیرہ و ملتان رفت و خانصاحب میر محمود خاں و میر مصطفےٰ خاں و
اخوندصاحب و الناززئیاں سرکردگانِ سراوان و جہلاوان و بلوچ و عساکر بخدمتِ شاہ رفتہ خدمت نمودہ و از
پادشاہ خلعتہاے فاخرہ دربارہ خانصاحب و میر صاحب و اخوند صاحب و الناززئی و امرا لائق ہر یک مرحمت
شدہ و مواجبِ خود را نیز گرفتہ اجازت شدہ واپس بولایتِ خود مے آمدند - و باز بعد از پنج شش
سال شاہ محمود و شاہزادہ کامران و وزیر فتح خاں با چند خوانین بہ قندھار آمدہ ہمراہِ شاہ شجاع الملک
جنگ و مناقشہ نمودہ ویرا از قندھار کشیدہ و بر تخت شاہ محمود جلوس نمود و بخدمتِ شاہ محمود
خانصاحب نیز یکدو مرتبہ بہ ملکِ ڈیرہ و ملتان رفت و بہ سنہ دوازدہ صد و بیست چہار زبدۃ السالکین
میانصاحب میاں روح اللہ را جناب صاحبی ام میر مصطفےٰ خاں بصلاحِ علیا جناب مائی صاحبہ
مائی زینب و بمشورتِ چند نفر از معتبرین براہوئی در شہر گنجابہ بشبِ حج بشہادت رسانید بے گناہ و
بے تقصیر و بعد ازان خانصاحب میر محمود خاں میر مصطفےٰ خان را خلعت دادہ اختیارِ تمام ملک کچھی و گنجابہ
را داد و بملکِ کچھی فرستاد و میر مصطفےٰ خاں و مائی صاحبہ ہر دو بملکِ کچھی روانہ شدند میر صاحب ضابط
و حکمی استوار در ملکِ کچھی نمود چنانچہ بیکدست سخاو بیکدست بقبضۂ شمشیر کرد و زباں را با رعیت و جرگہ
و امراء لوازی شیریں نمود و ملک را بحدے امن ساخت کہ گرگ و گوسفند را یک جا حبس نمود و بر
قطاع الطریق روشنائی روز راشبِ تیرہ ساخت و درۂ بولان را مثلِ بازارِ کلات موجبِ احسان
و امن ساخت و سفر بر کاکرستان نمودہ تمام کاکرستان را در تاخت آوردہ و قلعہ ہرنائی را زدہ منہدم
ساختہ قطاع الطریق آنجا را پیر غمال کردہ آورد و آوازۂ عدل و سیاستِ او باندک فرصت جا بجا
بظہور رسید و تخم ظلم از ملک کشیدہ و بقصد گرفتن کورہا و کاراچی مستعد بود چنانچہ میران سندھ قوم تالپر ا
و کیلاں با تحفہ و تحائف و دست برداری ملک طرفِ میر صاحب تیار نمودہ بودند و در خوف بودند کہ مبادا
ملکِ سندھ را از ما تالپران بستانند ناگاہ از شہر کوٹڑہ بعزمِ شکار بطرفِ ملک مولوی قریہ الیست کہ
او را مولوی مے نامند در حدودِ گنجابہ مے باشد رفت درایں اثناء میر محمد رحیم خاں برادرِ خود شان کہ
مسند صدر تحریر است از قریۂ نوشہرہ سوار شدہ در شکار گاہ بقصدِ محاربہ بہم ملاقی شدہ ملا مہر علی رئیس

مصطفےٰ خاں فرستاد کہ رفتہ دیدہ بیایند کہ ایں سواراں کہ بنظر مے آیند چہ کس مے باشند و ملا علی را
بر سیدنِ آنجا مقتول نمودند و محمد رحیم خاں ہمراہ سی نفر سوارانِ خود بود رو طرفِ میر صاحب نہادند
و ہمراہِ میر صاحب شش نفر بود و خود میر محمد رحیم خاں تفنگ را زد و بجانِ میر صاحب تیرِ تفنگ آنچناں
خورد کہ قطعۂ ہائے جگر پارہ پارہ شدہ بودند و آں یوسف طلعت و نوشیرواں خصلت و رستم صولت
چناں حملہ برد و بسرِ میر محمد رحیم خاں کہ با ضربِ تفنگ بجاں نہ رسیدہ بود و یک ضربِ شمشیر بجان میر
محمد رحیم خاں انداختہ چونکہ بہم تنگ افتادند شمشیر از جان میر محمد رحیم خاں گذشتہ اندک چنیں زخم
بمیر محمد رحیم خاں رسیدہ بود بعدہ میر مصطفےٰ خاں شمسیر را از دستِ خود انداختہ و میر محمد رحیم خاں را خود
بر خود گرفتہ و بالا ببردہ بزمین انداخت و کارد شکار را از کمرِ خود کشیدہ بمیر محمد رحیم خاں زد و میر
محمد رحیم خاں بدستِ خود گرفت چونکہ از ضربِ تفنگِ قوت جانِ خود باقی نہ داشت از قضا بوئے
اجل بمشامش رسید و شربتِ شہادت را چشید و رخت از جہانِ فانی بدار البقا کشید بعد ازاں میر
محمد رحیم خاں بملکِ سندھ رفتہ زادِ راہ برداشتہ رو بملکِ داجل نمود۔ حیدر نام نوابِ داجل را
گرفت و قریۂ داجل را بتصرفِ خود در آورد و بعد از ایام معدودہ بموجب نوشت خواندِ کسانے
امید کردہ از داجل روانہ شدہ رو بطرف ملکِ کوہستان نمود بہ کچھی آمدہ در مکانیکہ پنج منہ مے
نامند و آبِ مورہ بخش مے شود و ہمیں خبر آمدنِ میر محمد رحیم خاں بسمع مائی صاحبہ بی بی زینب
و میر سرفراز خاں کہ صغیر بود و میر احمد یار خاں رسید و از انجا مائی صاحبہ و میر سرفراز خاں و میر
احمد یار خاں ہمراہِ نہ صد نفر برائے حربِ میر محمد رحیم خاں آمدند و بہ میر محمد رحیم خاں ہمراہ خود
سی نفر داشت جنگ واقع شد و سی نفرِ سپاہ محمد رحیم خاں و یک ہندو تمام بمردانگی جنگ نمودند
آخر نوبتِ شمشیر بخود فیل تن رسید و دو سہ نفر را بدستِ خود مقتول ساختہ و دو سہ نفر را زخمی نمودہ
و صدائے کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (ترجمہ) ہر جان چشندہ موت است) را شنیدہ جان بحق تسلیم
کرد و دریں روز ہا خانصاحب میر محمود خاں در جانِ خود بسیار بیماری داشت و از کلات بطرف
ملکِ کچھی روانہ شدہ بندوبست ملکِ کچھی را نمودہ واپس بکلات آمد۔ دریں وقت مائی صاحبہ
بی بی زینب میر سرفراز خاں پسر میر مصطفےٰ خاں و میر احمد یار خاں را دو لک روپیہ ہمراہِ خود برداشتہ
با حمد شاہی قندھار رفت بطرف شاہ محمود و وزیر فتح خاں و از طرفِ پادشاہ برائے جناب خانصاحب
حکم آمدہ بود کہ لشکرِ سراوان و جہلاوان و بلوچ را رفتہ در ملکِ کچھی مہیا نمودہ بنشینند کہ پادشاہ
بجنگ سندھ تشریف خواہد آورد و چونکہ احوالِ رفتن مائی صاحبہ و میر سرفراز خاں و میر احمد یار خاں

را با عقوبت ہائے بد و بعوضِ خون پدر کشت ۔ در بابِ تواریخ سدوزئی و درانی بخاطر داشتم کہ بیان نمایم لیکن متوجہ طبیعت را رجوع بتواریخ آقائے صاحباں کہ عبارت ازاں احمدزئی مے باشد بیان نمودم و بمقدارِ سہ چہار سال شاہ محمود پادشاہی کرد و بعد ازاں شاہ شجاع الملک با چند خوانینِ درانی اتفاق نمودہ بر سرِ شاہ محمود بہ قندھار آمد و محمود شاہ را از شہر خارج نمودہ بر تختِ قندھار نشست و چند سال پادشاہی نمود و دو مرتبہ بجنگِ سندھ و ڈیرہ و ملتان رفت و خانصاحب میر محمود خاں و میر مصطفےٰ خان و اخوند صاحب و الناززئیاں سرکردگانِ سراوان و جھلاوان و بلوچ و عساکر بخدمتِ شاہ رفتہ خدمت نمودہ و از پادشاہ خلعت ہائے فاخرہ دربارہ خانصاحب و میر صاحب و اخوند صاحب و الناززئی و امرا لائق ہر یک مرحمت شدہ و مواجبِ خود را نیز گرفتہ اجازت شدہ واپس بولایتِ خود مے آمدند ۔ و باز بعد از پنج شش سال شاہ محمود و شاہزادہ کامران و وزیر فتح خاں با چند خوانین بہ قندھار آمدہ ہمراہِ شاہ شجاع الملک جنگ و مناقشہ نمودہ و یرا از قندھار کشیدہ و بر تخت شاہ محمود جلوس نمود و بخدمتِ شاہ محمود خانصاحب نیز یکدو مرتبہ بہ ملکِ ڈیرہ و ملتان رفت و بہ سنہ دوازدہ صد و بیست چہار زبدۃ السالکین میانصاحب میاں روح اللہ را جناب صاحبی ام میر مصطفےٰ خاں بصلاحِ علیا جناب مائی صاحبہ مائی زینب و بمشورتِ چند نفر از معتبرینِ براہوئی در شہر گنجابہ شب جج بشہادت رسانید بے گناہ و بے تقصیر و بعد ازان خانصاحب میر محمود خاں میر مصطفےٰ خان را خلعت دادہ اختیارِ تمام ملک کچھی و گنجابہ را داد و بملکِ کچھی فرستاد و میر مصطفےٰ خاں و مائی صاحبہ ہر دو بملکِ کچھی روانہ شدند میر صاحب ضابط و حکمی استوار در ملکِ کچھی نمود چنانچہ بیکدست بسخاوت و بیکدست بقبضۂ شمشیر کردوزباں را برعیت پروری و امراء نوازی شیریں نمود ملک را بحدے امن ساخت کہ گرگ و گوسفند را یک جا جبس نمود و بر قطاع الطریق روشنائی روز اشبِ تیرہ ساخت و درۂ بولان را مثلِ بازارِ کلات موجبِ احسان و امن ساخت و سفر بر کاکرستان نمودہ تمام کاکرستان را در تاخت آوردہ و قلعہ ہرنائی را زدہ منہدم ساختہ قطاع الطریق آنجا را یرغمال کردہ آورد و آوازۂ عدل و سیاستِ او باندک فرصت جا بجا بظہور رسید و تخم ظلم از ملک کشیدہ و بقصد گرفتن کورہا و کاراچی مستعد بود چنانچہ میران سندھ قوم ٹالپر و کیلان با تحفہ و تحائف و دست برداریِ ملک طرفِ میر صاحب تیار نمودہ بودند و در خوف بودند کہ مبادا ملکِ سندھ را از ما ٹالپران بستانند ناگاہ از شہر کوٹڑہ بعزم شکار بطرفِ ملک مولوی قریہ ایست کہ او را مولوی مے نامند در حدودِ گنجابہ مے باشد رفت درایں اثناء میر محمد رحیم خاں برادرِ خود شان کہ در صدر تحریر است از قریۂ نوشہرہ سوار شدہ در شکار گاہ بقصدِ محاربہ بہم ملاقی شدہ ملا مہر علی رئیسِ

مصطفیٰ خاں فرستاد کہ رفتہ دیدہ بیایند کہ ایں سواراں کہ بنظر مے آیند چہ کس مے باشند وملا علی را
برسیدنِ آنجا مقتول نمودند ومحمد رحیم خاں ہمراہ سی نفر سوارانِ خود بود روطرفِ میر صاحب نہادند
وہمراہ میر صاحب شش نفر بود وخود میر محمد رحیم خاں تفنگ را زد وبجانِ میر صاحب تیر تفنگ آنچناں
خورد کہ قطعۂ ہائے جگر پارہ پارہ شدہ بودند وآں یوسف طلعت ونوشیرواں خصلت ورستم صولت
چناں حملہ برُد وبسرِ میر محمد رحیم خاں کہ باضربِ تفنگ بجاں نہ رسیدہ بود ویک ضربِ شمشیر بجان میر
محمد رحیم خاں انداختہ چونکہ بسم تنگ افتادند شمشیر ازجان میر محمد رحیم خاں گذشتہ اندک چیزے زخم
بمیر محمد رحیم خاں رسیدہ بود بعدہ میر مصطفیٰ خاں شمشیر را ازدستِ خود انداختہ ومیر محمد رحیم خاں را ہم
برخود گرفتہ وبالا ببردہ بزمین انداخت وکارد تنکار را ازکمرِ خود کشیدہ بمیر محمد رحیم خاں زد ومیر
محمد رحیم خاں بدستِ خود گرفت چونکہ ازضربِ تفنگ قوت جانِ خود باقی نہ داشت ازقضا بوئے
اجل بمشامش دمید وشربتِ شہادت را چشید ورختِ ازجہانِ فانی بدارالبقا کشید بعد ازاں میر
محمد رحیم خاں بملکِ سندہ رفتہ زادِ راہ برداشتہ روبملکِ داجل نمود۔ حیدر نام نوابِ داجل را
گرفت وقریۂ داجل را بتصرفِ خود درآورد وبعد ازایام معدودہ بموجب نوشتِ خواندِ کسانے
امید کردہ از داجل روانہ شدہ روبطرفِ ملکِ کوہستان نمود بہ کچھی آمدہ درمکانیکہ پنج مُہہ مے
نامند وآبِ مورٔہ بخش مے شود دو ہمیں جنبہ آمدنِ میر محمد رحیم خاں بسمع مائی صاحبہ بی بی زینب
ومیر سرفراز خان کہ صغیر بود ومیر احمد یار خاں رسید وازانجا مائی صاحبہ ومیر سرفراز خاں ومیر
احمد یار خاں ہمراہِ نہ صد نفر برائے حربِ میر محمد رحیم خاں آمدند وبہ میر محمد رحیم خاں ہمراہ خود
سی نفر داشت جنگ واقع شد وسی نفرِ سپاہ محمد رحیم خاں ویک ہند وتمام بمردانگی جنگ نمودند
آخر نوبتِ شمشیر بخود فیل تن رسید ودو سہ نفر را بدستِ خود مقتول ساختہ ودو سہ نفر را زخمی نمودہ
وصدائے كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (ترجمہ: ہر جان چشندہ موت است) را شنیدہ جان بحق تسلیم
کرد ودریں روز خانصاحب میر محمود خاں درجانِ خود بسیار بیماری داشت واز کلات بطرف
ملکِ کچھی روانہ شدہ بندوبست ملکِ کچھی را نمودہ واپس بکلات آمد۔ دریں وقت مائی صاحبہ
بی بی زینب میر سرفراز خاں پسر میر مصطفیٰ خاں ومیر احمد یار خاں را دو لک روپیہ ہمراہ خود برداشتہ
باحمد شاہی قندہار رفت بطرف شاہ محمود ووزیر فتح خاں واز طرفِ پادشاہ برائے جناب خانصاحب
حکم آمدہ بود کہ لشکرِ سراوان وجہلاوان وبلوچ را رفتہ درملکِ کچھی مہیا نمودہ بنشینند کہ پادشاہ
بجنگ سندہ تشریف خواہد آورد وچونکہ احوالِ رفتن مائی صاحبہ ومیر سرفراز خاں ومیر احمد یار خاں

بسمعِ جنابِ خانصاحب رسید و میر محراب خاں در سنِ خورد بود خان والاشان پسرِ خود میر
محراب خاں را بخدمتِ پادشاه و وزیر به قندهار فرستاد و اخوند صاحب را بخدمتِ میر محراب خاں
برائے سرانجامی امورات یکجا فرستاده و ملا عبدالرحمٰن نیز همراه بود هرگاه که واردِ قندهار شدند باقبال
خانصاحب سخن مائی صاحبه را شکسته و کارِ آغائے خود را صورت داد هرچند که مائی صاحبه و ولک
روپیه را باخاصان داده بود و اہل دربخانه را از خود کرده بود بفضلِ حق تعالےٰ جلشانه و باقبال
آغائے خود اخوند صاحب در حضورِ پادشاه و وزیر فتح خاں عرض نمود بحسبِ دلخواهِ خود کار آغائے
خود را برحال و محکم نمود و بخدمتِ بادشاه بپارکاب بملک کچھی آمدند و خانصاحب میر محمود خاں
قبل از عزم ورودِ پادشاه در کچھی رفته لشکرِ تمام سرایاں و جلایاں و بلوچ را مهیا نموده نشسته بود
چونکه بادشاه بملک کچھی رسید خانِ والاشان و میر محراب خاں و اخوند صاحب با جمیع معتبراں چنانچه
الثاازئی و سرداران سرایاں و جلایاں و بلوچ بپارکابِ پادشاه ملکِ ڈیره[1] و ملتان یکجا رفتند بعده
بادشاه از مکانِ دین پناه[2] خانصاحب را بسرفرازئ تمام و خلعت هائے فاخره از حضور خود مرخص
کرده واپس بملکِ خود آمد و یکبارِ دیگر هم بخدمتِ شاه محمود خانصاحب ملک ڈیره و ملتان رفته و
و در عهدِ جنابِ میر محمود خاں علی شیر کهلپر[3] مال از حدود گلیچی زده رفته بود طاهر و داد محمد مینگل و دو سه
نفر دیگر هم در عقبِ مال رفتند و کشته شدند پس خانصاحب میر محمود خاں و میر مصطفےٰ خاں بخدمت
پادشاه شاه شجاع الملک بسنده رفته بودند و خدمتِ شاه را بجا آورده واپس آمده داخل مکانِ
شکارپور شدند و جنابِ خانصاحب بر میر مصطفےٰ خاں و اخوند صاحب حکم نمود که لشکر برداشته
بر اقوامِ بگٹی و کهلپر رفته عوضِ خونِ مینگلاں را بکنند و روانه شده رفته به حدودِ قوم بگٹیاں رسیده
قطاع الطریق رفته در کوهِ ترکی جائے سختِ شان بود در آنجا خود را محکم کردند پس میر صاحب بعساکرات
فرمود که رفته تمنِ سنگک نام بگٹی را بزنید و لشکرِ میر مصطفےٰ خاں سوار و پیاده رفته تمنِ سنگک را
زده تلف و تاراج نموده و مالِ مویشی بسیار آوردند و مردم بسیار از انها مقتول ساختند و عرصه
بر علی شیر کهلپر به تنگ رسیده پس سردار ملا محمد رئیسانی را علی شیر مربی خود گرفته بپاسِ خاطر سردار ملا
محمد از کشتن علی شیر درگذر فرمود به غال بر داشته بگنجابه درخدمتِ خانصاحب آورده حاضر ساختند
و خانصاحب موجبِ عرضِ سردار ملا محمد رئیسانی عفو تقصیراتِ علی شیر کهلپر نموده و او را خلعت داده
واپس بملکِ خود اجازت فرمود و بلوچ کوهِ سلیمان بیکبارگی از ملکِ جنابِ خانصاحب دست بر داشته

[1] مراد از ڈیره غازیخان [2] ڈیره دین پناه در علاقه ڈیره غازیخان است [3] کهلپر شاخ قوم فرقه بگٹی کی ہے +

پیشۂ عزیبی خود را مے کردند و در پادشاہے شاہ زمان مردم تجار استغاثی بدر بخانۂ شاہ رفتند کہ مردم مینگل و بزنجو خرچ بسیار از ما مے گیرند کہ ما تجاران طاقت این خرچ نداریم پس پادشاہ لوز نگ خان گل محمد خان را بطرف خانصاحب فرستاد و خانصاحب و میر مصطفٰے خان و النا زئیان و اخوند صاحب و چند معتبرین بملک خضدار تشریف بردند و مینگل و بزنجو را طلب فرمودہ و از گرفتن خرچ با نہا ممانعت فرمودند مینگل فرمان پذیر شد و بزنجو انحراف نمودہ بکوہ خود را محکم کرد پس میر مصطفٰے خان را اخوند صاحب برداشتہ بمعہ لشکر بران کوہ حملہ آوردند و سردار ملا محمد رئیسانی برکوہ رفتہ فقیر محمد سردار بزنجو را بمعہ پنجاہ نفر بر آن کوہ مقتول نمودہ واپس آمدند و پسرش کمیرانام را بردا شتہ در حضور خانصاحب آوردند از انجا کہ بزنجوان را بدبختی پیش آمدہ بود کہ چشم زخم بخود رسانیدند و خان والا شان میر محمود خان کہ طالع مسعود داشت و فریدون خصلت و حاتم عصر خود بود چنانچہ شاعر میگوید ع نیک را از درم نباشد دور۔ بد را بدرائے را کنم مجبور ٭ جزبہ نیکان نظر نہ بفروزم۔ وز بد آموز بد نیاموزم ٭ نان کس را بزور نستانم۔ بلکہ نالش بنان بیفزایم [1] ونقصانِ سر و مال و منصب ہیچ احدے نرسانند و اگر از کسے تقصیری سر میزد و از گناہ او درگذر فرمودہ بجاے بدی نیکی مے کرد و از دشمنان انتقام نمیگرفت۔ بیت بدی را بدی سہل باشد جزا۔ اگر مردی اَحْسِنْ اِلٰی مَنْ اَسَاءَ [2] و عصر خود را بخوش نامی گذرانید چند سال مرض در جانِ مبارکش بود و خانصاحب دو سہ سال در گنجابہ بود و میر محراب خان در کلات بود و پسر اخوند صاحب میر مبارک خان نیز در کلات بخدمتِ میر محراب خان بود و از پس اینکہ جناب خانصاحب در جان بیجا بود اخوند صاحب را در عقبِ میر محراب خان فرستادہ کہ در گنجابہ آوردہ حاضر سازد کہ مرگ و زندگی بر مردم ہست اخوند صاحب ہمچنان ساخت و میر محمد خان سردار شہوانی لشکرِ خود و سر ابان برداشتہ بسیوی رفتہ ہمراہِ مردمِ نجک جنگ کردہ و لشکرِ شہوانی پس پا شدہ بود و چونکہ میر محراب خان و اخوند صاحب در حضورِ خانصاحب بمکان گنجابہ مشرف شدند خانِ والا شان بمیر محراب خان و اخوند صاحب ملا فتح محمد خان امر فرمود کہ بمکانِ بہاگ رفتہ لشکرِ سرابان را جمع نمودہ بسیوی رفتہ انتقامِ سردار میر محمد خان شہوانی را از قوم نجک بگیرند و میر محراب خان و اخوند صاحب و میر مبارک خان بموجب فرمودہ جناب خانصاحب در بہاگ رفتہ جمع آوریِ لشکر مے نمودند۔ و سردار سمند خان بامے زئی نیز ہمراہ بود و خانصاحب را از سبب بیماری بسیار تصدیع شد بہ بندۂ ملا محمد صدیق خان امر فرمود معتبر خود را بسمتِ میر محراب خان و اخوند صاحب بفرست کہ او شان را از بہاگ برداشتہ بیارند پس فی الفور آدم معتبر روانہ شدہ رفتہ

[1] اگر تو مرد ہستی نیکی کن در بارۂ کسی کہ بدی کرد ٭

بشمشم پاس میر محراب خاں و اخوند صاحب را آورده در گنجابه حاضر ساخت و منصور خاں دُرانی از شکارپور
با حمد شاهی میر فت و منصور خاں را نیز اخوند صاحب آورده حاضر ساخت و وقتِ سحر شب چهار شنبه
در سنه دوازده صد و سی دو رختِ حیاتی را از دار الفنا بر داشته بسوئے دار البقا بست و بجوارِ حق پیوست
پس اخوند صاحب منصور خاں بارک زئی که بندۂ پادشاهی بود و سردار میر قادر بخش که سردار تمامی جهلاوان
و زهری بود و سردار میر ولی محمد و ملک دینار مینگل و ملا عبد الرحمن جیبۂ حکومت را بسر میر محراب خاں
نهادند و همراه نعش خانصاحب میر شکر خاں التازئی را و میر مبارک خاں و سردار میر قادر بخش زهری
را به کلات فرستادند تا آمده دفن نموده واپس آمدند بسبب صدر جناب میر محراب خاں بر تخت جلوس نموده
بعد از شش ماه میر احمد یار خاں را جعفر خاں و احمد خاں قوم مگسی با هم متفق شده به شب سوار کرده بملکِ
جهل بردند و همراهِ خانِ ذیشان از امرائے براهوئی بدونِ سردار میر قادر بخش زهری و سردار میر ولی محمد
مینگل و ملکِ دینار دیگر هیچ احدے حاضر نبودند پس خانصاحب میر عیسے خاں را در عقبِ میر قادر بخش
سردار زهری به گاجان فرستاد و سردار میر قادر بخش به میر عیسے خاں جواب داد و بطرفِ خانصاحب
نیامد و جناب خانصاحب اخوند صاحب را در حضورِ خود طلب فرموده احوال نا آمدن سردار
میر قادر بخش بفرستید که رفته سردار میر قادر بخش را بر داشته آورده بحضورِ نواب عالی ما حاضر و مشرف
سازند پس* اخوند صاحب میر مبارک خاں را فرستاد که رفته سردارِ مذکور را آورده حاضر ساخت
بعدهُ هر چند که اخوند صاحب رو بروئے خود بسردار میر قادر بخش سعی نموده فرمود که کمر همت و اخلاص
را بخدمتِ خانصاحب بسته و همیں خدمت بسر برند. سردار میر قادر بخش جواب داد بعد از اں
اخوند صاحب ملا فتح محمد خاں بمنت هائے بسیار آخر الامر او را ایستاده نمود من بعد آں وڈیره
سردار خاں رند را از مکانِ شهران طلب کرده با استمالت نموده ایستاده کردند و ڈیره بهرام خان بلیدی
و کلائی و بیار زئی را نیز استوار نمودند و سردار خان رند از جناب خانصاحب اجازت گرفته در شهرانِ
لشکرِ بسیار جمع کرده و علی شیر کلهپر را با لشکرِ کوه سلیمان طلب کنانیده همراه خود آورده بحضورِ
خانصاحب حاضر ساخت و لشکرِ بلیدی و دیناری همه بخدمتِ خانصاحب آمده حاضر شدند
و خانِ والا شان با تجملِ لشکر از مکان گنجابه بفرِ دولت و اقبال تحرک ورزیده بملکِ پنجگ
در جهل منزل نمود و جعفر خاں مگسی و احمد خاں بسیرِ او طاقتِ حاکم را نیاورده عاجز شده معرکه
چند معتبران برائے منت و سماجت بحضورِ والا فرستاد که اگر آنجناب عالی از تقصیرات
ما غلاماں یعنی مگسیاں درگذر مے فرمائید و از سر میر احمد یار خاں نیز پس اخوند صاحب را با تسلیِ

* زهری تشریح داده فرمود که خود شما بروید یا پسرِ خود میر مبارک خاں را طرف سردار
میر قادر بخش

تمام طرفِ میر احمد یار خاں و ما غلاماں بفرستند کہ تسکینِ خاطر گردیده آمده بسلام مشرف گردیم بعده خانصاحب اخوند صاحب را بداں طرف فرستاد میر احمد یار خاں را بموجب فرمودهٔ خانصاحب اخوند صاحب رفته تسلی داده و جعفر خاں و احمد خاں نگسیاں را نیز خاطر جمع داده از مکانِ جبل برداشته آورده در حضورِ خانصاحب حاضر ساخت و خانصاحب باآنها تسلی داده همراه خود آورده کوچ کرده واپس بمکانِ گنجابه عزمِ نزول فرمود و عبدالقادر پسرِ ملا عبدالرحمن اینجا که عنادِ جبلی با اخوند صاحب و اولادش داشت سردار میر قادر بخش زهری را که دامادِ اخوند صاحب بود از بسکه مُشکر و بے خبر بود بدامِ تزویر و حیله سازیِ خود آورده او را بقتلِ اخوند صاحب مستعد نمود باین فریب که من عبدالقادر در نزدِ خانصاحب درجهٔ قربتی دارم مطالبِ ملفی الضمیر شما را آنچه باشد از خانصاحب بسر انجام خواهم رسانید آنگاه میر قادر بخش چونکه از بسیاری سکرِ فرقِ دوست و دشمن را نمی توانست کرد عزمِ قتلِ اخوند صاحب نمود - بحکمت الله اخوند صاحب دریں مابین مریض بود و بر سرِ او آدمانِ خویش و بیگانه شب و روز حاضر بودند دریں وقت سردار میر قادر بخش وقت نیافت که به اخوند صاحب نقصانِ سر برساند بموجب مضمون - اِذَا جَاءَ[۲] اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ - برخلافِ تدبیر مسطور وقوع یافت یعنی سردار میر قادر بخش بوقتِ افطار بتاریخ شانزدهم ماه رمضان المبارک سنه ۱۲۳۲ه بسرِ میر مبارک خاں که پسرِ کلان اخوند صاحب بود رفته دستِ تطاول دراز نموده بدرجهٔ شهادت رسانید و خود سردار میر قادر بخش که در نزدِ بے بے لعل بائی که اهلیه خانصاحب مرحوم میر محمود خاں بود و قرابتے نیز همراهِ بے بے صاحبه داشت علقش بے بصر گردیده بموجب حدیث نبوی چنانچه[۳] اِذَا اَحَلَّتِ الْمَقَادِيْرُ ضَلَّتِ التَّدَابِيْرُ بشهرِ خود گاجاں که نزدیک بود رفته مانندِ سراسیمگان نزدِ بی بی صاحبهٔ مذکوره پناه گرفته نشست و خانصاحب والامناقب بمجردِ استماعِ شهادتِ میر مبارک خاں از کمالِ وفورِ مرحمت قدم رنجه فرموده بخانهٔ اخوند صاحب بسرِ جنازهٔ میر مبارک خاں آمده اخوند صاحب را سرفراز ساخت از شام تا صبح در انجا مسکنت نمود باز علی الصباح مهربانی بر مهربانی افزوده همراه نعشِ میر مبارک خان تا حدِ باغ گنجابه واله آمده او را بطریقِ امانت مدفون ساخت هرگه بشهر واپس آمد خانصاحب بجائے خود رفته برائے انتقامِ خونِ میر مبارک خاں خود وارثِ

(وقتیکه موتِ مردمان بیاید نه ازاں تاخیر کنند و نه تقدیم + [۳] (وقتیکه تقدیرها نازل شوند تدبیرها گم شوند) +

خون شده هبے ایمائے اخوندصاحب حکم بر قتل سردار میر قادر بخش فرمود تا بار ثانی اینچنیں هیچ احدے
با خانوادهٔ اخوند صاحب کوته اندیشی نکند و سردار میر قادر بخش را بقتل رسانیدند بعد ازاں منصور خاں
بارگ زئی از طرف شاه محمود و وزیر فتح خاں حاکم شکارپور بود از شنیدن شهادت میر مبارک خاں
پسر اخوند صاحب بگنجابه آمده اخوند صاحب را با جازت خانصاحب همراه خود برداشته روانه
شده به احمد شاهی رسیدند شاهزاده کامران به قندهار بود و خود بادشاه در کابل بود و وزیر
فتح خاں در هرات بود منصور خاں و اخوند صاحب بخدمت وزیر فتح خاں عریضهٔ خود بمضمون
مزبور از شهادت میر مبارک خاں و از قتل سردار قادر بخش نوشتند که در یک روز دو ماتم از دست
عبدالقادر پسر ملا عبدالرحمن به اخوند صاحب رسیده و خان والاشان از تزویر عبدالقادر اطلاع
نداشت و نیز از باقیماندن غصهٔ اخوند صاحب بر عبدالقادر اعلام و اخبار بگوش نیوش نیاورده
بود چرا که خود خانصاحب وارث خون شده میر قادر بخش را بقتل رسانید چونکه ایں دو انتقام
نزد عبدالقادر باقیمانده بودند پس وزیر فتح خاں برائے سردار پردل خاں برادر خود نوشت که همراه
اخوند صاحب بملک بلوچی رفته معاندان اخوند که عبدالرحمن و پسرش عبدالقادر است هر
دو را بقتل رسانیده واپس بیایند و عبدالرحمن هم از افعال مشورهٔ پسر خود بے خبر بود
پس سردار پردل خاں بموجب فرمودهٔ وزیر صاحب والامناقب بجلدی تمام به همراه اخوند صاحب
روانه شده وارد سرزمین گنجابه گردیده بازوے عبدالرحمن و پسرش عبدالقادر را از خانصاحب
طلب فرمود و گفت که از وزیر صاحب بر من سردار پردل خان اینچنیں حکم است که بمجرد رسیدن
آنجا عبدالرحمن و عبدالقادر را به قتل رسانم و خانصاحب والامناقب اخوند صاحب را طلب
فرموده گفت که حدیث نبوی است احرِق قلبی یا ابراهیم[1] و دیگر برا چه یارا که بر شما حرف نهد چرا
که درد اینچنیں فرزند قابل بسے دشواری است حال بپاس خاطر عالیما تقصیر عبدالرحمن و عبدالقادر
را عفو نموده سردار کثیر الاقتدار سردار پردل خان را از نقصان سر ایشاں منع نمایند که رضائے
عالیما درین است والا نه مایوسی بندگان عالیما از شما خواهد شد پس اخوند صاحب پاس حق نمک را
بجا آورده از تقصیر عبدالرحمن و عبدالقادر درگذر نموده رفته بخدمت سردار صاحب عرض
کرده از نقصان سر عبدالرحمن و عبدالقادر منع نمود پس عبدالقادر از بیم جان خود مخفی طور بحضور خانصاحب
عرض نموده پدرمهٔ خانصاحب سالیانه مبلغ هفت هزار روپیه برائے سردار پردل خان مقرر نمود و بعد ازاں خانصاحب سردار

---

[1] سوخته شد دل من اے ابراهیم +

پُردل خاں را از خود رضامند ساخته ره گرائے قندھار گردانید بعد ازاں سردار تاج محمد زہری دو ہزار نفر زہری بدست نموده آشکارا عزم کشتن عبدالقادر نمود و میر تاج محمد را نیز اخوند صاحب از سببِ مرضی خانصاحب برائے نقصانِ سر عبدالقادر نگذاشته بعد از چند روز خانِ والاشان عبدالقادر را سمتِ سانگاں برائے آمدن میر احمد یار خاں فرستاد و عبدالقادر در آنجا رفته عهدِ کلام الله همراهِ میر احمد یار خاں نموده برداشته آورده نزدِ خان صاحب حاضر ساخت و بعد از چند روز به مصلحتِ عبدالرحمٰن و عبدالقادر خانصاحب میر سرفراز خاں و میر احمد یار خاں را بدرجهٔ شهادت رسانند و عبدالقادر ماخوذِ کلام الله گردید در ہماں سال او سبحانه تعالیٰ جلشانه خانصاحب را بر او شاں مسلط نمود و عبدالرحمٰن و عبدالقادر را بقتل رسانید و بہماں سال که ایشاں مقتول در قلات شدند باز خانصاحب بطرفِ ملک کچھی تشریف برد و شاه شجاع الملک از لودیانه آمده در الکائے شکارپور نشسته بود و میرانِ سنده برائے شاه ایوب و سردار محمد عظیم خاں نوشتند که شاه شجاع الملک سدوزئی مے باشد از ما میرانِ کشیدن نمے شود اگر شما بیائید خزانه مے دہیم پس شاه ایوب و سردار محمد عظیم خاں مطلبِ خود را دیده به کشیدنِ شاه شجاع الملک بسیار خوش وقت شدند و برائے خانصاحب میر محراب خاں چیزے فرستادند که بادشاه بملکِ سنده مے آید شما معه عساکراتِ خود قبل از ورودِ بادشاه در ملکِ کچھی پیشتر حاضر باشید پس خانصاحب جمع آوری خود را نموده پیش از ورودِ بادشاه آمده در گنجابه نشست و بادشاه ہم در آخرِ زمستاں آمد و اخوند صاحب را باستقبالِ شاه به قریهٔ ڈھاڈہر فرستاد و خود در شہر بھاگ آمده حاضر شد تا که خدمتِ بادشاہے را تا شکارپور نمود و شاه شجاع را از الکائے شکارپور کشیدند و خود بادشاه برائے خزانه گرفتن نشست و خانصاحب را و اخوند صاحب و سرداران سراواں و جهلاوانِ را خلعت داده از شکارپور مرخص فرمود و بخدمتِ ایوب شاه سردار محمد عظیم خاں و سردار امیر دوست محمد خاں و سردار شیردل خاں بودند و باقی دو چند نفرِ معتبرِ درانی دیگر ہم بودند و مقدار سی ہزار سوار لشکرِ مکمل یراغ بخدمتِ شاه ایوب بود و مہرچه بود سردار محمد عظیم خاں بود اسم ایوب شاه بود القصه جناب میر محراب خاں اجازت گرفته بگنجابه آمد بعد از یک ماه شاه ایوب پس از راه کچھی به قندھار مراجعت فرمود و بار دیگر ہم خانصاحب اخوند صاحب را بخدمتِ شاه ایوب تا بحدِ ڈھاڈہر فرستاد که قشونات بادشاہی را گذرانیده واپس به خدمت آمده در گنجابه حاضر شد بعد ازاں خانصاحب در آنجا کوچ کرده به قلات آمد و بعد ازاں بوقتِ زمستان بطرف ملک کچھی رفت شش ماهِ زمستان را گذرانیده به خضدار نشست داروغه ملا گل محمد را ہمراه کرده

بطرفِ مستنگ برائے جمع آورے عساکرات سراوانان تاکہ انصرامی ملکِ کیچ و مکران نماید چونکہ داروغہ
ملا گل محمد بملکِ مستنگ رفت سردار مہر اللہ خاں رئیسانی و سردار محمد خاں شہوانی با جمیع معتبرانِ سراوان
اتفاق نمودہ بداروغہ جواب دادند از استماعِ ایں خبر خانصاحب والاشان از ملکِ خضدار بقلات
تشریف آوردہ و اخوند صاحب ملا فتح محمد خاں را بملکِ مستنگ برائے جمع آورے لشکرِ سراوان
فرستاد باز اخوند صاحب بکوشش کمال تسلی تمام سرداران سراوان را اعتبارگی دادہ بقلات آورد
از انجا کہ داد محمد افغان کہ در حضور خانصاحب کلان بود و از شکست بے اعتباری اہل براہوئی و
خانصاحب پروا نداشت ازیں بعد براہویان در کلات آمدہ مایوس شدہ با حاکم بموافقت نیامدند
لاچارِ اتہام بدنامی و نقصانِ سر خود را از سبب بے عزتی قبول نمودہ بملکِ کچھی از خانصاحب
مرخص شدہ رفتند و از سرِ خود گذشتہ بنائے یاغی گری را نمودند سردار خان رند و بہرام بلیدی
و کلاتی دیناری را نیز بہم متفق کردند سوائے احمد خاں مگسی و غلام نبی مغیری کہ در اتفاقِ سرداران
سراوان نیامدند پس خانصاحب شاغاسی ملا نور محمد را برائے جمع آوری لشکرہائے جہلاوان فرستاد
و بعد از چند ایام خانصاحب والامناقب از کلات تشریف بملکِ خضدار فرمود و چند روز در
مکانِ خضدار سکونت نمودہ رہگرائے ملکِ کچھی گشتہ نزول در موڑہ فرمود۔ احمد خاں مگسی و غلام نبی
مغیری آمدہ بسلامِ خانصاحب حاضر شدند پس خانصاحب برائے تنبیہ اہل سراوان حکمِ سوختن و
تاراج شہر گھاری فرمود ہرگاہ کہ خانِ والاشان واردِ مکانِ کوٹڑہ گردید سرداران سراوان و رند
وغیرہ طاقتِ مقابلہ نیاوردہ پس قرآنِ مجید و فرقانِ حمید کہ شفیع دارین است کلام اللہ را بہ بی بی
سیدزادی بی بی نور خاتون شفیع دادہ در حضورِ خانصاحب فرستادند از انجا کہ خان عظیم الشان
شخصے خدا ترس و عاقبت اندیش بود کہ تخریب براہوئی را نقصانِ خود میدانست پس بموجب
شفاعتِ قرآن مجید و فرقان حمید کہ کلامِ خدا است و بموجبِ شرف بی بی صاحبہ کہ اولاد سید المرسلین
است از سرِ ایشاں گذشتہ و از دریاءِ اقبالِ خود مد نظر نمودہ سردار مہر اللہ خاں رئیسانی را و
سردار محمد خاں شہوانی و سردار خاں رند را با عزاز و اکرام تمام بطریقِ پرغمال بہ گنجابہ آوردہ و باوشان
تسلی تمام داد روز و غیرہ[۱] بہ لایق ہر احدے کہ سابق متصرف مے شدند حوالہ فرمود و خود
خانصاحب بمعہ عساکراتِ جہالاوان تشریف بہ بہاگ بردہ من بعد آں اخوند ملا محمد فتح خاں
و ملا داد محمد را بطرفِ کوہِ سلیمان فرستاد کہ رفتہ بہ کوہستان قوم بگٹی را پامال ساختہ خود علی شیر

---

[۱] نقد و جنس +

کلہپر را بیارند پس اخوند صاحب و ملا داد محمد باقبالِ خانصاحب در انجار رفته بموجب فرمودهٔ خانِ ذیشان آنہا را پامال ساخته و علی شیر کلہپر را به غمال کرده ہمراه آورده حاضرِ حضورِ جناب والا شدند بعد ازاں خانصاحب بلوچانِ کوه را خلعت داده بآنہا اجازت فرمود که واپس بجائے خود رفتند و بعد از مرورِ ایام خانصاحب والاشان بگفتهٔ بانیاں فساد تاکه ہراسنده از افعال ہائے ذمیمهٔ خود بودند بخیر خود نظر کرده و از خیر آغائے خود گذشته خانصاحب را مصلحت به قتلِ سردار مہراللہ خاں ریکسانی دادند خانصاحب به مصلحت داد محمد سردار مہراللہ خاں را بدرجهٔ شہادت رسانید و بعدهٔ سردار میر اسد خاں ریکسانی و سردار محمد خاں شہوانی و سید محمد شریف و میر عبدالکریم ریکسانی برادر سردار میر اسد خاں و میر مصری مینگل شاہی زئی باہم متفق شده از سببِ نقصان فردا که به نظرِ شاں مے آمد۔ چار لاچار پرده خانگی را دریده استغاثے بمکان پشنگ نزدِ سردار شیر دل خاں والئے قندھار رفتند و اخبارِ شہادتِ سردار مہراللہ خاں و از مایوسیِ خود را بایں نوع بخدمتِ سردارِ کثیر الاقتدار معروض داشتند که شما امروز بجائے احمد شاه بادشاه قائمقام مے باشید۔ خانصاحب کلان میر محمد نصیر خاں در حدِ ناصر آباد از حضور که جنگ واقع شد و ہفت صد نفر براہویاں به قتل رسیدند احمد شاه بادشاه بازخواستِ آنہا را از خانِ والاشان نمود چه حاجت که بلاتقصیر بامرِ ناحق ایں چنیں سردارے را مقتول نمود و بازخواست از شما نشده آینده معتاد ایں عادت خواهد شد بعد ازاں ہر کسے را خدا کافی است صاحبا خونِ افغان و براہوی یکجا ریخته است ننگِ ما به شما لازم و الا شما لجامِ اختیار ہر کسے را چنانچه حاکم والوسی را وامیگذارند ہم خیریت۔ در پاسخِ اوشاں سردار شیر دل خاں که شخصِ ننگ دار بود تسلیِ تمام بمعه آدمِ خود برائے آوردنِ ایشاں فرستاد و سرداران سراہان ہمراهِ آدم سردار شیر دل خاں به قندھار نه رفتند من بعدِ آں سردار شیر دل خاں که صاحبِ ننگ و نام بود خود بمعه عساکرات سوار شده به پشنگ آمده به تعظیمِ تمام سردار اسد خاں و میر محمد خاں و سید محمد شریف را بپا رکاب خود به قندھار برداشته برد و میر مصری و میر عبدالکریم را واپس بمکانِ خود به تسلیِ تمام بحصول مقاصدات فرستاد و عیسے خاں مینگل و میر یار محمد شاہی زئی پیش از شہادتِ سردار مہراللہ خاں بطرفِ سندھ رفته بودند و به مجردِ استماعِ ایں خبرِ وحشت اثر که سردارانِ سراہان را سردار شیر دل خاں خود آمده از پشنگ به قندھار برده و مستعدِ شتاب به جنگِ کلات در آمدن است خانصاحب والامناقب اخوند صاحب ملا فتح محمد خاں را بحضور خود طلب فرموده مصلحتِ چاره کار ایں مقدمه را مشر دعا

ازو پرسید اخوند صاحب در خدمتِ والا درجتِ خانصاحب عرض نمود و گفت که صاحبا بهر وقت و بهر ساعت بنوش و نیش غلام را بجز خیر خواهی آنصاحب دیگر مطالب نیست لاکن داد محمد کجا است که چناں کارِ شایسته نماید که هم سیخ بر جا بود و هم کباب و غرضِ فدوی ایں است که از آبا و اجداد به تصدقِ اقبال و اشفاقِ بلا نهایتِ شما در بادشاهی از قدیم مرد شاه شناس مے باشم و معاندان و متردداں شما را به فضلِ ایزدِ متعال از مطالباتِ اوشاں از بادشاهی واپس دستِ تهی گردانیده ام الحال نیز داور داد ارکمر همتِ اخلاص را میاں بسته بخیر خواهیِ خود آنصاحب و الوسی آنصاحب کوتاهی نخواهم ساخت از آنجا که نصیحتِ خان کلانِ میر محمد[1] نصیر خاں علیه الرحمته در حقِ شما ایں چنیں واقع است که هر احدے و فردے که صاحب قندهار باشد محاربه و مقابله با او برائے شما سراسر زیاں است حال از ضرور مصلحت ایں است که از قدیم چهل بار بر دارے مقدماتِ جانفشانی بر غلام شده است باید که آنصاحب سکونت نماید و خود ایں غلام شاغاسی ملا نور محمد را با خود برداشته برائے جمع آوری عساکراتِ سراباں بملکِ مستنگ رفته در آنجا لشکرِ ذگر منگل را فراهم آورده مستعدِ جنگ شده مے نشینیم هرچه با داباد. بعده اخوند صاحب شاغاسی را بخدمت برداشته بمجردِ ورودِ آنجا لشکر ها را بموجبِ فرمودهٔ خانصاحب جمع نمود و لشکرِ ذگر منگل که بسیار بود بے شمار آمده بخدمتِ اخوند صاحب حاضر شدند و اخوند صاحب با ایں جماعه لشکر مستعدِ جنگ شده در مکانِ مستنگ سکونت فرمود و سردار کثیر الاقتدار سردار شیر دل خاں معه دوازده هزار سوارِ یکمل یراغ و چند ضرب توپ و شهین ها آمده در قلعه حاجی اردو نمود به حکمت الله سردار ممدوح که از قندهار رهگرائے ایں طرف گردیده بود بجانِ سردار شیر دل خاں مرضِ تپ محرقه لاحق بود از سببِ شدتِ مرض که خُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا[2] است خود بیماری مد نظر نموده واپس با احمد شاهی مراجعت فرمود بعد از قضائے چند یوم سرعتاً بتقدیر الهی از دار فنا بدار بقا پیوست من بعد آں بجائے شیر دل خاں سردار پردل خاں برادرش در قندهار مسلط شد و سردارِ نامدار بسمتِ خانصاحب میر محراب خاں برائے پیوندِ امورات سرداران سراباں نزد او بطریقِ استغاثه نشسته بودند اخوند زاده غیاث را با ایں تقریر فهمانیده فرستاد که فیما بینِ دولتین لَحْمُكَ لَحْمِي[3] واقع است و اخوند صاحب ملا فتح محمد خاں خیر خواهِ جانی و مالی شما است و در آنچه خیرِ شما باشد مشکور شد

[2] خدا پیدا کرد انسان را ضعیف + [3] گوشتِ تو گوشت من است +

باید که اخوند صاحب را بطرفِ قندهار روانه نمائید تا در نزد این جانب آمده انصرامِ امورات مذکور را نماید که با آمدنِ و تسلی دادنِ اخوند صاحب شبهٔ سردارانِ سرابان و ملالِ طبع اوشان رفع خواهد شد و بدونِ آمدنِ اخوند صاحب سردارانِ مذکور به هیچ احدے دیگر تسکین نخواهد شد بعده خانصاحب اخوند صاحب را بحضورِ خود طلب فرموده و در بابِ او اشفاق و الطافِ لاتعدّ و لاتحصٰی فرمود باین عنوان که خود شما در وقتِ وزیر فتح خاں سخن مائی صاحب را و غیره معاندانِ و کلار عالی ما را در انجا پائمال نموده و ترقیِ امورات ما را اظهار نمودند باین حدیکه وزیر صاحب بزبانِ در افشانِ خود در حقِ شما فرمود که اخوند ملا فتح محمد خاں زبان ماست انچه بگوید دیگر گوں نخواهد شد و شما پاس نمک را مد نظر داشته استقامت به تخریب اعدائے ما نمودند که تا الیوم ازثمرِ آں متثمر مے باشم که آں حکایت ها کالشمس[1] به که دمه هویداست باید که آلان[2] رهگرائے قندهار گردیده و در انجا این مهمات را کماحقه رفع نموده و بروئیداد[3] اندیار دیده بکام بندگانِ عالیا سعی بلیغ نمائید. و اخوند صاحب در خدمتِ خانصاحبِ والا مناقب عرض نمود که بالرأس و العینِ میروم چراکه از ابتدا بروے عساکرات و محاربه مستعد شده با قبالِ آں صاحب از سرِ خود گذشته مقابلهٔ صاحبِ قندهار را اختیار نمودم چه حاجت که امروز روزِ وصل است چونکه ارشاد فرموده آنجناب انحراف خواهم ورزید انشاالله تعالی آنچناں در انجا رفته لبشان و اقبالِ آں ذی شاں بکوشم که این رشتهٔ وداد سرکارین تمام قیام مربوط و پایدار ماند و سردارانِ سرابان که لایق اعزاز و اکرام مے باشند بامیدوار یهائے گوناگون از طرفِ آنصاحب اوشاں را مشکور ساخته آورده مشرف خواهم ساخت و لاکن در خدمتِ والا درجت عرض است که عصاے غلام درین جا و در انجا بهیش بردنِ جناب جانفشانی غلام زاده آنصاحب است اگر ده کرت یومیه بخدمتِ سردار کثیر الاقتدار سردار پردل خان بفرستم رفته جواب سوال را بحسبِ دلخواه و شایسته کرده خواهد آمد و اگر مرضیِ مبارک باشد ملا محمد صدیق خاں را همراه بخدمت برم خانصاحب فرمود که این سخن عین صلاح است پسرِ خود ملا محمد صدیق خاں را بپاره کابِ خود بر داشته بروید و داد محمد درین مصلحت خود را اخر درگل دید که بانی فساد این مقدمه من داد محمد شده ام اکنوں اخوند صاحب اگر در انجا رفت آنچناں خواهد نمود که باعثِ فرخندگی طبیعتِ دوستاں شود نه موجبِ خندگیِ دشمناں و اتحاد صاحبِ قندهار را و از آغائے خود که خانصاحب است متنفر خواهد کرد

---

[1] چنانچه حق اوست. [2] به روئی داں دیار). [3] بسر و چشم.

وسرداران سراوان را نیز بہ تسلیِ تمام ہمراہ خود برداشتہ بخدمتِ آغاے خود خواہد آورد ہرگاہ کہ ایں امورات را از اینجا برحال کردہ آمد از یں خدمات جمعیتِ کلی بہ خانصاحب حاصل خواہد شد پس آنچہ اخوند صاحب بخدمتِ خانصاحب عرض خواہد کرد۔ پذیرا خواہد شد باید کہ از بردنِ پسرش مانع شوم۔ بیت۔ ہرچہ بدل ہست زپاک وپلید۔ درسخن آید اثرِ آں پدید + پس داد محمدؐ در دیوان بحضورِ خانِ والاشان بہ اخوند گفت کہ بردنِ محمدؐ صدیق خاں بہ قندھار صلاح نیست اخوند در خدمتِ آغاے خود عرض نمود کہ صاحبا خدا شاہدِ حالِ ایں مقال است کہ من و پسرِ من ہر روز ہم در خیر خواہیِ آنصاحب بایں معنی سنجیدہ ایم کہ در اینجا رفتہ بخیرِ آغاے خود اینچنیں خواہیم کوشید کہ عہد وپیمان آنصاحب را با صاحبِ قندھار چناں محکم خواہیم نمود کہ فیمابینِ دولتین حکم واحد خواہد بود لیکن ایں غلام جانفشاں ہنوز در کلات بحضورِ آنصاحب نشستہ ام کہ داد محمدؐ ایں چنیں اتہام در آوردن است۔ اتقوا من مواضع التہم خیریت است حالا رفتنِ من اخوند صاحب بہ قندھار نخواہد شد۔ داد محمدؐ برود خواہ دیگرے چونکہ اخوند صاحب را بایں سخناں یاس تمام حاصل گردید از خدمتِ خانصاحب برخاستہ ارادۂ کوچ نمود مبادا داد محمدؐ خاں بایں افترا ہاے کدام زخم چشم بہ پسرِ من برساند از افسوس فردا چہ سود۔ بجاے خود آمدہ با وجودِ اینکہ ہنوز زخمِ سردار مہر اللہ خاں مرہم نشدہ بود و شبہ و بے اعتبارے کمال فیمابینِ سرداران والوسیہ حاکم چناں باقی بود کہ واقعۂ دیگر وقوع یافت یعنی اخوند صاحب کہ براے معالجۂ زخم مہر اللہ خاں جہتِ تسکینِ خاطرِ سردار اسد خاں وغیرہ سردارانِ سراوان کہ نزدِ سردار پُردل خاں بودند بسمتِ قندھار مستعد بود کہ مرہمِ زخمِ ایشاں را نمودہ بالتیامِ احوالِ سابق آرد مرہم بجاے خود کہ زخم بر زخم پیش آمد پس اقوام براہوئی از سببِ گزندِ فردا کہ بنظرِ اوشاں مے آمد بدل سنجیدند کہ ایں چنیں شخص مخلص یک رنگ با وجودِ بجا آوردے خدماتِ سابقہ کہ از شمار بیروں اند ملک خدمتے فی الحال کردہ در مقدمۂ سردار شیر دل خاں چگونہ بخیر خواہیِ آغاے خود کوشید بجاے جزا سزا دردیدن است و سردار مہر اللہ خاں را کہ سردارِ سردارانِ بود نقصانِ سر پیش آمد و با خوند صاحب ایں معاملہ برخاست۔ از ایشاں ہیچ احدے زیادہ نیست باید کہ در نزدِ اخوند صاحب رفتہ متفق شدہ ملک را گذاشتہ بردیم آیندہ ہرچہ باداباد۔ بعدہ نزدِ اخوند صاحب آمدند ہر یک میر کرم خاں و میر یعقوب خاں الثاززئیاں و جام علی و سردارانِ جہالاوان تمام چنانچہ سردار

ف۔ مہر ہنر یداز جاہاے نعمت ہا +

میر رشید خاں زہری و میر بوہر زہری و میر عیسے خاں و میر یار محمد مینگل شاہی زئی وغیرہ پس از استماعِ ایں خبر خانصاحب والامناقب بی بی صاحبہ والدۂ خود را برائے دلجوئے و آوردنِ اخوند صاحب و سردارانِ جہلاواں فرستاد کہ آوردہ حاضرِ حضور نماید پس بی بی صاحبہ از روئے غلام نوازی آمدہ ہر چہ نوازشات نمود سود ننمود چرا کہ خوف خانصاحب ہم چناں باقی بود و رفعِ کدورت ہیچ نہ شدہ بود کہ ایں مثل پیش آمد مَنْ جَرَّبَ الْمُجَرَّبَ حَلَّتْ لہ النّدامہ[1] آخر الامر بی بی صاحبہ واپس رفت و اخوند صاحب بعاقبتِ سخن نظر نمود کہ ہمراہِ جناب خانصاحب افواج ہیچ اقوام موجود نیست و میر شہنواز خاں و برادرش میر فتح خاں ہمراہِ خانصاحب مے باشند مبادا سردارانِ جہلاواں از خوفِ جان خود احمدزئیاں مذکوراں را کہ میر شہنواز خاں و میر فتح خاں اند بکدام عنوان کشیدہ آوردہ بدستِ خود نمایند بہ خانصاحب خدا نخواستہ کدام نقصان مالی و جانی برسانند پس ایں خجالت تا قیام بر من اخوند صاحب خواہد ماند۔ **بیت**۔ بسا نام نیکوئے پنجاہ سال۔ کہ یک نام زشتش کند پائمال + بعدہ بہ عجلت ہمراہِ سردارانِ جہلاواں روئے بہ خضدار نہادہ ہر گاہ کہ در خضدار رسیدند اہل براہوئی از ناامیدئے تمام و دیگر آنکہ معتادِ بحکم حاکم بودند لجام حکم نیز بدر شد۔ **بیت** اگر چوب حاکم نباشد زپے۔ کند زنگیے مست در کعبہ قے + پس دست اندازی باہل بازار نمودند و داد محمد از کلات بہ قندھار رفت و جناب خانصاحب مرحوم حرم خود را کہ از دخترِ جام عالی بود برائے سرافرازی و افتخاری و دلجوئی اخوند صاحب سمتِ خضدار فرستاد و من بعد آں اخوند صاحب در خدمتِ بی بی صاحبہ دام شرفہا[2] عرض نمود کہ خود غلام را بمعہ غلام زادہ آنصاحب از آمدنِ چارہ نیست لاکن چوں پدر و پسر ہر دو بیائم سرابانِ تمام یاغی است و در ملکِ کچھی از تاراج اعدائے او شاں را مانع شدنی نیست خود غلام ازیں سبب بملکِ کچھی رفتہ او شاں را مانع مے شوم کہ رعایا خراب نہ شود بعدہ ملا محمد صدیق خاں فرزندِ اخوند صاحب و میر کرم خاں و میر یعقوب خاں الٹازئیاں و جام عالی و سردار میر رشید خاں زہری و میر عیسے خاں مینگل شاہی زئی و میر یار محمد مینگل بہ کلات در خدمتِ بی بی صاحبہ روانہ شدہ رفتہ مشرفِ حضورِ جناب خانصاحب شدند و جناب خانصاحب والامناقب از روئے غلام نوازی و بندہ پروری ایشاں را بہ خلعتِ فاخرہ سرفراز فرمودہ بطرفِ ملک کچھی فرستاد و جام عالی سمتِ بیلہ بملک خود رفت و ملا محمد صدیق خاں

١۔ کسیکہ آزمودہ چیز را آزماید براں پشیمانی نازل شود + ٢۔ بزرگے آں ہمیشہ باد +

همراه رفیقانِ خود بموجبِ امرایمائے خانِ ذیشان عزِ ترخیص یافته از کلات آمده در خدمتِ
اخوند صاحب حاضر شد و بمجردِ ورودِ ملک کہچھی اخوند صاحب آمده در قریۂ بهاگ نشست و
اقوام سراباں شهرِ بهاگ را محاصره کرده بودند اخوند صاحب باوشاں زجر و تنبیه نمود در
بهاگ سکونت نمود و اوشاں را برائے دست اندازئے فصل و ملکِ رعایا نگذاشت و نائب
ملا محمد حسن نیز دراینجا بخدمتِ اخوند صاحب حاضر بود و او را به نائبے شهر و ملکِ بهاگ
منصوب گردانیده هرگاه همیں سخن نائبے بهاگ بسمعِ خانصاحب رسید برائے اخوند صاحب
سرفراز نامه مرقوم فرموده و دراں ایں امر صادر بود که بنائب محمد حسن نائبے بهاگ را ندهند
من بعد آں اخوند صاحب عریضۂ خود در خدمتِ خانصاحب معروض داشت که صاحبا
پدر ایں شخص مقتول گردیده و خانمان او بتاراج رسیده مرهم زخم او ایں بود که نمودم پس
بموجبِ عرض اخوند صاحب بمعاوضۂ بهاگ نائبے ملک ڈاڈهر نائب محمد حسن منصوب
گردید۔ شهادت ملاداد محمدؐ که ازینجا برخواسته بمنصبِ پدرِ خود مسلّم گردیده و بعد از چند یوم
ملا محمد صدیق خاں بخدمتِ پدرِ خود یعنی اخوند صاحب عرض نمود که اگر مرضئے آنصاحب
باشد که رفته بزیارتِ حضرتِ مخدوم لعل شهباز خرق الله العوائد علی یدیه و قلب الاعیان و
مظهر العجائب رفته بآستان بوسی مشرف شوم از انجا که برائے ما عاصیاں الله تبارک و تعالی
جلشانه قرآن مجید و فرقان حمید را شفیعِ دارین و حبل المتین گردانیده و بعد از کلامِ خود حبیبِ خود
را داں او را شفیع ماندگاں گردانیده رفته گناهانِ عظیم خود را مغفور ساخته واپس مراجعت نموده
در خدمتِ آنصاحب خواهیم آمد چرا که سال بسال علام بآستان بوسئے جناب ذیشان
سابق رفته مشرف مے شد و اوصافِ آں حمیده خصال که مقبولِ درگاهِ ایزدِ متعال است
لا تعد و لا تحصی است و لاکن وزیرِ اعظم دستور المعظم وزیر غیاث الدین بوفق ارادهٔ خود کم و
بیش در شانِ آں عالیشاں چیزے فرموده است چنانچه نظم۔ اے آنکه تو شهباز اوجِ قدری
تاباں به جهاں چو ماهتابِ بدری + از لطف و عنایت نظرے کن بنظام۔ که امروز بمسندِ ولایت
صدری۔ صدرا بتو حاجت است چون من صدرا۔ بدرا بتو رونق است نیک بدرا + در محفلِ
نو قامتِ ما راست شود گر راست کنی بلند قدر اقدرا + پس عزِ ترخیص یافته رفته مشرف
دربار دُربارِ موصوف شدم و در انجا از آمدنِ ایں بندهٔ درگاه میر کرم علیخاں تالپر و میر

ملـه۔ مبارک و بزرگ بلکه شاں آں بزرگ است + ملـه سفارش مهر دو جهاں رسنِ استوار ملـه آبلند قدر قدر ااگ آنکی

مراد علیخاں باخبر شدند و برائے نواب ولی محمدؐ کہ در مکانِ لاڑکانہ سکونت داشت نوشتہ فرستادند
کہ فیما بینِ خانصاحب و اخوند صاحب و اقوامِ براہوئی کدورت چناں واقع است کہ قرب ایشاں
از عقل بعید است و شما آدمِ ہوشیار و اخلاص کیش سرکار تالپرے باشید۔ بہر نوع کہ تمنائے اوشاں
باشد عہدہ بردار شدہ اخبار اوشاں را عرض رساں باشید تا اوشاں را بمکانِ حیدرآباد آوردہ فائضِ
مقاصداتِ اوشاں گردانیم ہرگاہ کہ نواب ولی محمدؐ از آمدن زیارت ایں بندۂ درگاہ خبر یافت خود
باستقبال یک دو منزل آمد و عیسےٰ خاں نیز ہمراہ بود و کاغذہائے میر کرم علیخاں و میر مراد علیخاں
بہ تسلیِ تام آمد پس نواب ولی محمدؐ دریں باب استفسارِ احوال نمود و کشمکش در حاضر نمودنِ مبالغ
جہت مصرفِ اوقاتِ بسیار ساختہ التماس نمود کہ از آغائے خود گسستہ مرز و بوم خود را رہا نمودہ
روئے بایں دیار نمایند من بعد آں ایں بندۂ درگاہ یعنی ملا محمدؐ صدیق خاں پسر اخوند صاحب
ملا فتح محمد خاں در پاسخ نواب ولی محمد اظہار نمود کہ چراغِ آشنائی کریم از بادِ تفرقہ ضررے یابد بلکہ
ہنوز فروغ و روشنائی مے فزاید و گلِ محبت لئیم اگرچہ زود بشگفد فاما دیر نپاید معہذا احیاناً اگر شمع
مزاج کریمی ببادِ کلفتِ کدام رقیب سگ صفتے از ندیم اضطراب سہم رساند باندک اصلاح بصلاح آید
بلے خزفِ سیمیں دیر بشگافد و زود باصلاح آید و سفالِ گلے زود بشکند و اصلاح پذیر نشود حیف
است کہ ایں اوقات باعزاز و اکرام در خدمتِ آں آغائے ذو المجد و الاقتدار صرف شد الحال از بادِ
کدورت حقوقِ آغا را بطرف ساختہ و داغ نمک حرامی را بر ناصیہ نہادہ قائمقام ولی نعمی خود از و
بائیں تر اشخاص را منتخب نمودہ و ملازمے ایشاں را قبول ساختہ بنایم ایں از عقل بعید است
آخر الحیل مایوس شدہ ہر چند کہ بعقل خود عقیلہ دریں باب ہمراہ ملا محمدؐ صدیق خاں نمودہ سود نہ
نمود من بعد آں از انجا قطع منازل نمودہ آمدہ در حضورِ پدر خود اخوند صاحب حاضر گشتم و از
آمدنِ من سابقاً خانصاحب والامناقب والدۂ معظمہ خود را برائے اعزاز و اکرام و آوردنِ اخوند
صاحب فرستادہ بود بی بی صاحبہ بہ اخوند صاحب فرمود کہ خانِ والامناقب ملا داد محمدؐ را
بحضور خود نخواہد گذاشت بہ تسلیِ تام در خدمتِ بی بی صاحبہ روانہ شدہ حاضرِ حضور والا گردند
و آنچہ مطالب مافی الضمیرِ شما باشد انشاءاللہ تعالیٰ ہمہ بعہدۂ من بی بی صاحبہ است بورود آنجا
از خانصاحب شما را عہدِ جدید گرفتہ و بمنصب وزارت اصلی استوار خواہم نمود کہ ہیچ احدے
و فروے مزاحمِ نان و منصبِ شما نخواہد شد من بعد آں اخوند صاحب در خدمتِ بی بی صاحبہ
عرض نمود اما بموجب آنکہ پروردۂ نعمتِ ایں خاندانم نخواہم کہ از فرمودۂ آنصاحبہ انحراف

ورزم هرچه باداباد بآن صاحب خود عیان است که در عین مقدمه سردار شیردل خان واله آنچه بوفقِ وسعتِ بنده خدمت در حقِ ولی نعمی خود صادر گردید حال باوجودِ اینکه همه مخلوق از خانصاحب بسخنِ شهادتِ سردار مهرالله خان بری و بیزار بودند در خاطر داشتم که این شیرازهٔ گسسته را بارِ ثانی پیوند سازم و شبه و بے اعتباریِ حاکم و براهوئی را برطرف سازم من درین خیال بودم - که الحال به قندهار رفته سردار میر اسد خان را و محمد خان شهوانی را در اعجار رضامند ساخته و عهده بردار شده ازانجا از سردار پردل خان آورده در حضورِ خانصاحب حاضر سازم روز بروز درازدیادِ ترقی درجات ولی نعمی خود کوشم و داد محمد از جذبِ جود نه از اخلاص آغا بمن بپیچید خدا شاهد حالِ این مقال است آنچه حال در خدمتِ والا عرض مے نمائیم در دل نیز این خیال مصمم داشتم داد محمد در دیوانِ خاص بحضور آغا بمن گفت که اگر پسر خود را بپارکاب خود بسمتِ احمد شاهی بردند پس در رفتنِ پسرِ شما عینِ تخریبِ امورات سرکار است من بعد آن من اخوند صاحب را درین حرفِ یاس کلی حاصل شد که آغاے من باوجودِ تجربهٔ بهائے کرات و مرات از خدماتِ جانفشانیِ من بخانصاحب از وقتِ خانِ کلان الی الیوم برآمده است باو هویدا است باین معاندانِ من باین اتهام غیر حق هیچ درشتی قلبی ننمود معلوم مے شود که مرضی آغا را باین عنوان دیده بپسرِ من اینچنین مے گوید چار و لاچار از خوفِ خود کناره نشیدیم الحال بالراس والعین سر را قدم ساخته در خدمت مے آئیم - پس ازانجا طے منازل نموده از راه موره برسرخشم داخلِ حد انجیره گردیدیم بسمع رسید که داد محمد از قندهار واپس آمده حاضرِ حضورِ خانصاحب شد پس من ملا محمد صدیق خان بخدمتِ اخوند صاحب عرض نمودم که من به کلات نمے آئیم سمتِ باغبانه مے روم ناگاه این سخن بسمع پیوست که خانصاحب از کلات شبخون برداشته برائے زدنِ مایان در آمدن است پس درین حال یاس در یاس حاصل شد که عجب تسلی و دلجوئی در شدن است که ازانجا والدهٔ معظمهٔ خود را به تسلی تام فرستاده و ازینجا شبخون در آوردن است آخر مصلحتِ بدآموزان این چنین است که حاکمان را بے اعتباریِ شهرهٔ آفاق مے سازند از سببِ عنادِ خود - بیت - زبانم چو بر عهد شد رهنمون سر از عهد و پیمان نه بردم برون + سخن پادشاهان نقش بر سنگ است نه این چنین پس هرگاه که شبخونِ خانصاحب در حدِ انجیره آمد من بعد آن سردارِ نامدار میر اسد خان که صاحبِ ننگ و شان بود دستِ بسته در خدمتِ خانصاحب والا درجت عرض نمود که اے خانِ

عظیم الشاں گردآمدنِ خلق موجبِ بادشاهی است تو مرخلق راچرا پریشاں مے کنی مگر
سرِ حکمرانی نه داری. بیت. اے زبردست زیردست آزار. گرم تا کے بماند ایں بازار +
آیا نشنیدهٔ. نظم. بنی آدم اعضائے یکدیگرند. که در آفرینش زیک جوهراند + چو عضوے
بدرد آورد روزگار. دگر عضوها را نماند قرار + عنانِ مرکبِ فرخنده کوکب را که بدان طرف
معطوف ساخته اند. داشتن عنان امروز خوب است والا بهر نحویکه باشد شدنی است
پس هرچه باداباد. من میر اسد خاں از سرِ خود گذشته ام اول حکم بقتلِ من کنند من بعد بداں
طرف بگذرند. خان صاحب شخصے عاقبت بیں بود. اَلْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ[له]
را شعارِ خود ساخته اَلْعَفْوُ عِنْدَ الْقُدْرَةِ[عه] نمود من بعد آں ملا محمد صدیق خاں بسلامِ خانِ
ذی شان آمده مشرف اقدام بوسی گشت در منزلِ انجیره ازانجا اخوندصاحب درخدمتِ
والا درجت یک جا بپارکاب خانصاحب سوار شده در سهراب آمده مسکن نمودند خانصاحب
از روے کمالِ اشفاق قدم رنجه فرموده بجائے اخوندصاحب عز نزول نموده لاتعد ولاتحصی (بیشمار و بیشمار)
درباره اخوندصاحب مهربانی کرد و اخوندصاحب درخدمتِ خانصاحب عرض نمود که کرم
گسترِ من سلامت مخفی نماند. قطعه. مردِ خردمندِ هنر پیشه را. عمر دو بایست دریں روزگار.
تا به یکی تجربه آموختن. با دگرے تجربه را بردبکار. ایں غلام تراب الاقدام خود بنفسه از وقتِ
خانِ کلات کلاں. عَلَیْهِ الرَّحْمَةُ وَالْغُفْرَانُ (برو رحمت و بخشش باد) بمنصبِ وزارت در سایهٔ عاطفتِ آں فیاض
الی الیوم (تا امروز) دریں امورات عمر صرف نموده ام بوقتِ خان عَلَیْهِ الرَّحْمَةُ (روحش) در عنفوانِ (آغاز) جوانی بودم. که
قبله گاهم اخوندصاحب ملا محمد حیات از دارِ فنا بدارِ بقا انتقال نمود من بعد آن خانِ ذیشان مدتِ
یک دو سال شب و روز به تربیت و نصائح من مهربانی ها فرموده و به یمن زبان دُرافشانِ آں
ذی المجد چنانچه باید وشاید که بجائے قبله گاهے خود مستقیم گردیدم و آنچه اموراتِ ولنعمی بود درپیش
از پیش نمودم ولاکن چه سود که بحیاتِ مستعار کدام اعتبار که آغاز شیب و خود دم شاب بهنگام
نتیجهٔ خدماتِ من آنچه درحقِ من تمنائے الطاف در دل داشت با خود بمزار برد و درحقِ
قبله گاه و عموی آنصاحب نیز انواع انواعِ خدمات نمودم که اوشاں درحالِ صغر و میر
بهرام خاں درجوش و خروش اعانتِ اهل بلوچ و براهوئی مستعدِ حکم بود اَظْهَرُ مِنَ الشَّمْسِ (روشن تر از آفتاب) به که و مه
هویدا که معامله اورا آنچناں برطرف ساختم که بارِ ثانی عود نه نمود و میر محمود خاں و میر مصطفےٰ خاں

له - فرو خورندگانِ خشم و درگزرکنندگاں از مردماں + عه معافی بوقتِ قدرت است + عه خانهٔ فنا به خانهٔ بقا +

کہ خورد سال بودند خدماتِ مرا فراموش ساختند و بہ حینِ وفات میر محمود خاں مائی صاحبہ و
احمدزئی ہمہ متفق و مستعدِ حکم و من اخوند از سرِ خود دست بردار شدہ آنچہ از دستِ برامد کوتاہی
نہ کردم کہ منصور خاں دُرانی را حاضر نمودہ و خواہش منصور خاں نیز دریں بود کہ عنانِ حکم را
بمعاندان شما واگذارد و ازانجاکہ باقبال آں خانصاحب راہِ نیازمندی فدوی را در خدمتِ
وزیر فتح خاں بچشمان خود دیدہ بود کہ وزیر صاحب بغیر گفتۂ غلام دیگرے نکرد و او نیز طوعاً و کرہاً
از سخن احقر العباد اِبا نہ نمود آنصاحب را بہ تخت فیروز بخت مسلم گردانیدہ و خود در اموراتِ
آنصاحب کوشیدم۔ دور از خیالِ بغض و کینہ با معاندانِ خود چرا کہ خاطر جمع داشتم کہ مطلبِ من
مطلبِ آغا است و او خود صاحبِ انصاف است بجائے من دیگرے را نخواہد دید الاّ
کہ اگر در نزدِ آغا خدمتِ من مجرا نگردید عند اللہ اجر باقی است اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیعُ اَجْرَ
الْمُحْسِنِیْنَ۔ نزد آنصاحب بجائے جزا سزا یافتم فی الحال نیز باو سبحانہ و تعالیٰ آشکارا است
کہ در پاسِ حقِ نمک مقدار تار موئے بدخواہی در خاطر خود ندارم مگر بحصول مدعائے خود کہ در
کوشیدم من بعد آں آنچہ نوازشات کردنی بود میر محراب خاں غلام خود را باشفاقات سرفراز
فرمود از انجا روانہ شدہ بکلات آمدہ داخل شدند۔ چونکہ داد محمدؐ شب و روز در فکرِ نقصان
سر و ملک ہلائے بندہ درگاہ بود ہم وقتے کہ سردار رحم دل بطرف سیوی معہ چند ضربِ توپ
و قدرے لشکر در شالکوٹ آمد و بفریب ملک دینار محمد شہیٔ را از شہر شالکوٹ اخراج نمودہ
کوٹ را در تصرفِ خود آورد و سردار کُہندل خاں سردار مہردل خاں را معہ عساکرات بکمکِ
سردار رحمدل خاں فرستاد چوں در شالکوٹ آمد باز او شاں ملکِ مستنگ را ہم در تصرف
خود آوردند بعد ازاں دیگر بار بندۂ درگاہ و سردار میر محمد خاں شہوانی و میر ابراہیم خاں و
میر قطب خاں رئیسانی و جان محمد بنگل زئی در مستنگ آمدہ بخدمتِ او شاں استغاثہ از دستِ
داد محمد نمودیم من بعد آں از مطلبِ خود گذشتہ بے مطلبی را مطلبِ خود پنداشتہ حضرت قبلہ گاہم
اخوند صاحب را طلب نمودہ صلاحیت سرکارین را نمودیم۔ بعد از مرورِ ایام شاہ شجاع الملک
بمعہ تجملاتِ ہندیہ داخل مزر بوم شکارپور گردید ازانجاکہ بادشاہ را از احوال آغایم و شناسائی
اعزاز و اکرام ہمراہ احدے بہ نزد او ہویدا بود پس ایں احقر العباد توکلتُ علی الحیّ الذی لا یموت
نمودہ از کلات بیک سر بغیر از مددِ غیرے میر محمد حسن رئیسانی را ہمراہ خود و یک نفرے دیگر

لہ۔ اجر من بر خداست خدا اجر نیکی کنندگاں برباد نہ سازد۔ ٢ہ۔ توکل کردم براں خدا کہ نمیرد۔

ازخدمت گذاران خود الہٰ بخش نام برداشتہ طے منازل نمودہ بہ عجلت تمام بحضور بادشاہ مشرف گردیدیم۔ بعد از چند روز بادشاہ عنان مرکب فرخندہ کوکب را معطوفِ سمتِ قندھار گردانید پس بیرون شہر قندھار آمدہ اردو در انجا مسکن پذیر گردید۔ جنگ طرفین واقع گردید بمصداق قول این آیہ کریمہ کہ تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ[۱]۔ فرد کسے را کہ قہرِ تو از پائے فگند۔ بپا مردی کس نہ نگردد بلند۔ لشکر شجاع الملک ہزیمت خوردہ ہر احدے بیک طرفے رو نہادند در عین راہ میر شہنواز خاں و میر فتح خاں ہمراہِ این جانب ملاقی شدند۔ بسیار لاتعد ولاتحصی لغزشات بحدے نمودند کہ در تحریر نمے گنجد کہ آمدہ رفیق با ما گردیدہ برائے امورِ ترقی درجات ما ساعی گردیدہ بوسع امکان خود بکوشند بپاسخ اوشاں عرض نمودیم کہ صاحبا در پاسِ حق نمک این چنیں نمک حرامی نشاید کہ شما معاند بذاتہ از خود خانصاحب میر محراب خاں مے باشید پس چگونہ من رفیق با دشمنانِ خان والا شان با اوشاں متفق مے شوم این حرف از عقل بعید است اے سامعانِ تقریر این تحریر اگر اعتبار باین تحریر نمے آرند برائے امتحانِ اخلاص و یکرنگی این احقر العباد بعد از شہادت خان ذی شان اخلاص و دل خواہی من در حق میر شہنواز خاں تا حدے اظہر من الشمس کہ بہ کہ و مہ ہویدا کہ میر شہنواز خاں کہ صاحب حکم و حکمرانی بود و میر محمد نصیر خاں جلاوطن بود آنچہ از دستم خدمتگارے در آں روزہا در حق ولی نعمی میر محمد نصیر خاں صادر گردید مثلِ آفتاب معلوم چگویم وچہ نویسم اَجْرِیْ عَلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ[۲] از قصہ گذشتہ بدیگر جا انتقال نمودم آخر الحیل میر شہنواز خاں را جوابِ صاف دادہ آمدہ در کلات در خدمتِ والا درجت خانصاحب والا مناقب مشرف گردیدم از استماع مایوسی میر شہنواز خاں آغا صاحب را با این بندۂ درگاہ اعتبارِ کلی حاصل گردید چرا کہ خانِ والا شان شخصے فہیم عالیجاہ و مردم شناس بود کہ میزانِ عقل ہرگاہ کہ یکبار وزن مے کرد حاجت ببار ثانی نہ داشت کہ بگفتۂ ہر احدے عمل مے کرد پس از ہماں روز اعتبارِ کلی نمود پس بادشاہ شجاع الملک پس جلا این بامیدِ مدد شاہ زادہ کامراں رفتہ از انجا مایوس شدہ بہ کلات آمدہ رسید خانصاحب اعزاز و اکرام بادشاہ را چنانچہ باید و شاید بجا آورد خانِ عظیم الشان این چنیں ظریف و حاضر جواب بود و باین اوصاف موصوف بود کہ سخن نہ گفتہ باشد بسخن رسیدہ باشد فی البدیہہ جواب باصواب مے داد در ہر انجمن خانصاحب در خدمتِ بادشاہ عرض نمود کہ الحمد للہ بغلامِ خانۂ خود شانِ نبیل

---

[۱] کسے را کہ تو مے خواہی عزت میدہی و کسے را کہ تو میخواہی رسوا مے سازی۔ [۲] اجر من بر خداست۔ خدا اجر نیکی کنندگاں برباد نہ ازد

سلامت از دستِ معاندان آمد شاہ در جوابِ خانصاحب فرمود اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَایَسْتَاخِرُوْنَ[ل]
سَاعَۃً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ ہرگاہ کہ بادشاہ را از عنایتِ ربانی وحفاظتِ ازلی در نصیب بود پس
ایں سگاں راچہ یارائے مقابلۂ بادشاہ بود خانصاحب فی الفور عرض نمود کہ قربانت شوم
ایں سگاں از قدیم آموختہ گوشتِ شیر دارند پس دریں لفظِ باریک باید دید کہ امروز از دست
ہیچ احدے ایں چنیں حاضر جوابی نمے آید بعد ازاں نزدِ خانصاحب چیزے طلا فرستاد در
خدمتِ بادشاہ خانصاحب عرض نمود کہ امروز گرفتن عیب است از قدیم نمک پروردۂ آں
خاندانم اگر بادشاہ بسلطنتِ خود مستحکم مے بود بزور مے گرفتم کہ سرفرازیِ غلام دریں بود و
امروز قباحت است پس در خدمتِ بادشاہ میر علیے خان منگل شاہی زئی را ہمراہ نمود کہ
بادشاہ را بہ ہیچ وجہ کدام زخمِ چشم از ہیچ اطرافے پیش نیاید بخوشنامی بادشاہ را فرستاد کہ
تا الیوم بہ بلند ہمتی شہرۂ آفاق است میر شہنواز خان از انجا در ڈہاڈہر آمدہ باروںنام خانہ زاد
را تا امروز مقتول نمودہ بسمع ایں سخن خانصاحب میر محمد اعظم خان را کہ برادرش بود برائے مقابلہ و
مجادلۂ میر شہنواز خان بطرفِ بہاگ فرستاد ازانجا کہ میر شہنواز خان بمعہ لشکرِ سراباں آمدہ و
نائبِ ملا محمد حسن و برادرانش نیز ہمراہِ معزالیہ بودند در انجا جنگ واقع گردید و محمد حسین نامی
برادر نائب ملا محمد حسن ازاں طرف مقتول گردید و میر شہنواز خان بمعہ لشکرِ خود ہزیمت خورد
و بعد از چند سال شاہ شجاع الملک صاحبانِ انگریز بہادر را برائے گرفتن قندہار و کابل
برداشتہ از راہِ سندھ آمدہ داخلِ شکارپور شد اول مرتبہ بہ معرفتِ نائب محمد حسن خانصاحب
سید محمد شریف را فرستاد و بارِ ثانی خود نائب ملا محمد حسن را در خدمتِ بادشاہ و صاحبان
انگریز بہادر فرستاد نائبِ مذکور ازانجا آمدہ مشرفِ حضور والاشد من بعد آں سید محمد شریف
و سکندر برنس صاحب بہادر در حضورِ خانصاحب والامناقب سکندر برنس بہادر بسیار بسیار
تمنائے رفاقت کرد کہ خانِ والاشان آمدہ سلامِ بادشاہ را در شالکوٹ بکند و سلام
مگناٹن صاحب را کہ ملقب بہ لاٹ بود ملاقی شوند از سبب شتابی عبورِ لشکرِ صاحبانِ انگریز بہادر
رفتنِ خانصاحب باں طرف نہ شد کہ در ینجا کسے از سردارانِ حاضر نہ بودند کہ لشکر جمع کردہ
شتاب یکجا مے رفت ہمراہ سکندر برنس صاحب بہادر پس ازیں سبب مکدر خاطر شدہ از
شال ہمراہِ لشکرِ خود یکجا شدہ رہ گرائے قندہار گردیدند بمجردِ رسیدنِ آنجا قندہار را و

[ل] ۔ وقتیکہ موت مردمان خواہد آمد ساعتے نیز تاخیر و تقدیم نہ خواہند کرد۔

کابل را به تسخیر خود در آوردند بسبب بے اتفاقی افاغنه و بین صاحب را بشالکوٹ فرستادند ولبدین صاحب را بستنگ - من بعد آں آغا صاحب ایں بندۂ درگاه را سمتِ کابل طرف بادشاه فرستاد که از قدیم من خانصاحب خدمتگارِ خانه وادۂ سدوزئی ام وخاصه از خود قبلۂ عالم آنچناں جانفشانی وسر بازی برائے سرکار نموده م که اظهر من الشمس است باید که از امورات غلام غافل نباشند پس بامرِ ایمائے خانصاحب از راهِ مستنگ رفته ملاقی همراهِ لبدین صاحب شدم ولبدین صاحب استفسارِ احوال نمود من بعد آں لبدین صاحب به پاسخ لب کشود که رفتنِ شما امروز طرف بادشاه ولاٹ صاحب سود نه دارد و بمن لبدین صاحب نیز حکم است که شما را بداں طرف نمے گذارم حکم بر ما یاں ایں چنیں است که بهمراهِ خانصاحب در باب صلاحیت وکونسل ملاقی نشوند چرا که من برنس صاحب خانصاحب را بوجه احسن دیده آمده ام که شخصے علامۂ عصر مے باشد که سخن نگفته باشد بسخن رسیده باشد باایں اوصاف حمیده خانِ والاشان موصوف است میدانِ سخن را از و کسے نخواهد برد بر شما حکم که با او مجادله ومحاربه در پیش برند خواه بقتل رسد یا دستگیر شود - حکم اماں دادن بر شما نیست اگر سلام نماید اورا دستگیر نمایند عجب است هر گاه که وقتِ پیوند و وصل بود دیگراں را به نزدِ صاحبانِ انگریز بهادر مے فرستاد والحال وقتِ فصل است شما را فرستاده است ایں سخن از حیله گری گذشته است پس ایں جانب بسے التجا در پیش آورد سر بر هنه نمود منِ بعد آں در جواب گفت آخر الحیل الحال ایں است که بشما وعده است که بموعد یا نزدم شب من لبدین صاحب مسکن دریں مقدمه مے کنم فی الفور رفته آغائے خود را دیده بسرو مال و آل و عیال از قلعه کلات بهر اطراف که خارج مے کنند مختار اند احسان ما یاں بحال همیں است پس از انجا روانه شده در خدمتِ خانصاحب آمده مشرفِ گردیدم ایں احوال را مشروحاً بمعرضِ عرض معروض داشتم +

در جواب ایں احقر العباد فرمود از انجا که صاحبانِ انگریز بادشاه لنڈن وتمام هندوستان مے باشند - وحال کابل وقندهار را نیز به تسخیرِ خود در آورده اند باایں غلبه و قوتیکه اوشاں دارند مے دانم که وکلائے عالی ما را طاقتِ مقابله ومحاربۂ سرکار انگریز نیست اکنوں ملک را گذاشته فرار شده بکجا بروم آبا و اجدادِ من بریں مرز و بوم از سر گذشته ملک گیری کرده اند - بیت - در بدر رفتنم نه دارد سود - تیر تقدیر را دوا چه کند +

اَلْحُکْمُ لِلّٰہِ وَتَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ خدا شاہد حال این مقال است کہ بلا ریا خاصۃً للہ سر مے دہم -
(الحکم برائے خداست . و بر خدا توکل کردم)
آیندہ ہر چہ باد اباد الحمد للہ کہ حین حیاتِ خود سر نیاز در پیش ہیچ احدے و فردے فرو نہ بردہ ام -
بسرِ خود حاکم شدہ ام و محکومِ ہیچ احدے نہ بودہ ام - چرا امروز سر نہ دہم و از ساغر رنج و محنت
خونابہ نوش نشوم امید بدرگاہ جل و علیٰ شانہٗ این چنین است کہ جرعۂ شراب شہادت را
او تعالیٰ جل شانہٗ نصیب حال این بندۂ عاصی خود خواہد نمود - لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ
اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا - آنچہ دریں باب باخلاصِ نام درباب سر دادن فرمود
این چنین بمثلِ شیر بر بیشۂ شجاعت بروزِ مصافتِ جنگ تہور و مردانگی نمود کہ از دستِ
ہیچ پادشاہ واقعہ نگردد من بعد آں تاریخ پنجم شہر رمضان المبارک در ۱۲۵۵ھ جرعۂ شراب
شہادت از دستِ ساقی ازلی نوشید و بحضور حسنین مشرف گردید از انتقال نمودن دار فنا
بسوئے دار بقا و چشیدنِ تلخی موت بشیرینی حیات ابدی در رسید چنانچہ آیۂ کریمہ در شان
شہدا واقع است بایں معنی واصل شد وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا
بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ
لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ - و بعد از شہادتِ
خانصاحب صاحبان انگریز میر شہنواز خان احمد زئی را بہ مسندِ سلطنت و حکمرانی منصوب کردند
و بعد از مرور ایام سردار میر اسد خان رئیسانی و سردار محمد خان شہوانی و میر آدم خان بنگل زئی
و ملک دینار محمد شہی جمیع سرایاں ہم متفق گردیدہ سنجش نمودند حیف است برایں زندگانی
کہ میر محمد نصیر خان در ملکِ خارانِ بلا بگذرانیم و ہزار آفریں بہ ہمت و ننگ داری بپاس ہمسایہ
داری میر آزاد خان نوشیروانی کہ تا امروز بوسعِ امکانِ خود آغائے مارا نزدِ خود پرورش در
نمودن است باید کہ بتوکل خدا خانصاحب را از انجا طلب نمودہ در نزد خود قدم بخیر فرمودہ
بیاریم - پس بقدرتِ قادر قدیر توکلتُ علی اللّٰہ نمودہ خانصاحب را نزد خود طلبانیدند
(بر خدا توکل کردم)
من بعد آں چار لاچار از سرِ خود گذشتہ بوسعِ امکان چند مقدمہ نمودند از انجا کہ صاحبان انگریز
صاحب دانش و انصاف بودند کرنیل صاحب را بہ تسلی تام نزدِ میر نصیر خان فرستادند

لہ - شان او بزرگ است + ؎ از عنایت خدا نا امید نہ شوند - خدا ہمہ گناہاں معاف مے سازد + ؎ آں کساں
را مردہ مدانید کہ در راہِ خدا قتل کردہ شدہ اند . بلکہ زندگان اند - نزد پروردگار خود رزق می یابند بحالت خوشی بباعث آنکہ
خدا فضل بر ایشاں کند و خوش شوند بآں کساں کہ از پس ایشاں شامل نہ شدند - و بہر ایشاں خوف نہ باشد و نہ غمگین شوند +

بمجرد ملاقی شدن کرنیل صاحب از روے ادراک فراست خانصاحب را شناخت کہ در عہد خوردی آثار بزرگی در ناصیۂ او پیدا و لمعان انوار سروری در جبین او ہویدا ۔ بیت ۔ بالائے سرش ز ہوشمندی ۔ مے تافت ستارۂ بلندی ۔ چونکہ خان والاشان جمال صورت و کمال معنی داشت بہ ہمہ اوصاف پسندیدہ خاطر گردید بحکم او سبحانہ تعالی کہ تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بیدِ قدرتِ اوست کرنیل صاحب نہال آمال آن فرخندہ خصال خجستہ افعال را بثمرات مرادات حال و مآل پسندیدہ افعال مثمر گردانید پس در ساعت سعید مثل روز عید بر تخت فیروزہ لخت و بمرتبۂ بزرگتران خود متمکن گردید ۔ ہم چنین نجم سعادتش در ترقی بود کہ در عرصۂ عنقریب بفضل باری تعالی طالعش یاری نمود کہ بعروج سلطنت و کامرانی در رسید و اوصاف جوانمردی و نیک رائے آن شاہ بلند اختر کہ در عصر خود نادر بود کہ بکار مملکت و غریب پروری نظرے نداشت سر رشتے بود نو خاستہ و بزیور حکم و کامرانی آراستہ و بکار مملکت پیراستہ ۔ رباعی ۔ جولانی نور سے یوسف نظیرے محو بیانراد رین عالم نصیرے ✤ بکار مملکت روشن ضمیرے ۔ یگیتی فی المثل بدر منیرے ✤ و حسن تدبیرش ہم چنین بود کہ در عہد خود بلا تطاول ہیچ احدے از ارکان دولت او طاقت لا و نعم در حضور او نداشت و رائے او دادے کہ باسر کار انگریز داشت آن نیز مربوط و پائدار بود افسوس صد افسوس کہ بمطالبات مافی الضمیر خویش ہم آغوش نگردید و گردش گردون دون آن نامدار را در عین عنفوان شبابش کہ نو رسیدہ و سبزۂ گلستان عذارش نو دمیدہ تا ہنوز از باغ زندگانی برنخوردہ و از ریحان جوانی تمتع نیافتہ بود کہ ناگہان سایۂ عمرش را بسوخت و در سنہ یکہزار دو صد و ہفتاد و سہ ۱۲۷۳ھ مرغ روحش از قفس قالبش بآشیان اصلی پرواز نمود ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

چونکہ اخوند صاحب کی کتاب میں حالات خوانین کلات آگے میر محراب خاں لکھے ہوئے ہیں بلکہ میر محراب خاں کے حالات بھی پورے طور درج نہیں ہیں ۔ مرزا احمد علی جو نطفہ غاسی ولی محمد مشہور وزیر خان صاحب میر خداداد خاں کے متعلقین میں سے تھا اور جب نطفہ غاسی مذکور علاقہ قلات سے بدر کیا گیا وہ بھی اس وقت ہمراہ نطفہ غاسی مذکور چلا گیا تھا ۔ اور کچھ عرصہ بحکمہ نمک علاقہ سندھ میں ملازم سرکار عالیہ برطانیہ کا رہا ۔ اور جب سے میر محمود خاں گدی نشین ہوا اس کو مستوفی مقرر کیا گیا اس عہدہ پر اُس نے قریب دو سال کام چلایا ۔ بعد اس کے تقدیراً فوت ہو گیا ۔ اس نے بھی ایک یادداشت بابت حکومت خانصاحبان کلات اپنی قلم سے لکھی ہے بابت حکومت میر محراب خان و میر نصیر خان و میر خداداد خاں جو اس نے اپنی کتاب میں قلمبند کیا ہے حسب ذیل ہے

ذکر حکومت محراب خاں

محراب خاں شخصے شجاع و غصہ ناک بود شیوۂ حاکمان بیدار مغز و ہوشیار آنست کہ بنائے

ل کسے را کہ تو خواہی عزت بخشی و کسے را کہ خواہی رسوا سازی) ۲ ما برائے خدا ہستیم و بطرف او باز خواہیم گشت ✤

کار براہِ عقل وتدبیر میگذارند مردم را بلطف ومہربانی از خود مشکور وممنون میدارند بہ تندی و
درشتی کارِ حکومت ہرگز راست نمے آید محراب خاں بخلافِ آن بنائے مردم کشی را درمیان نہاد اولاً
احمد یار خاں پسرِ بہرام خاں وسرفراز خاں پسرِ مصطفےٰ خاں را کہ عموزادۂ او مے بود دریک روز بقتل
آورد بعدازاں از امرِ او مہراللہ خاں سردار ریسانی قادر بخش سردار زہری را مقتول نمود از اہلِ خدمت
ملا عبدالرحمٰن وملّا داد محمد را بعدم فرستاد مردم عاقل وخردمند میدانند کہ ازیں چنیں عملِ خللِ کلّی در
اموراتِ ریاست پدید مے آید اعتبارِ تمام مردم گسیختہ مے شود ہر کسے را بجان خود واہمہ مے بردارد
چونکہ از محراب خاں ایں طور کارہا بظہور پیوست تمام مردم متواہم شدہ نفور گشتند بازار داروگیر رہزنان
وقطّاع الطریق گرم شد بلوچانِ ملکِ کچھی چنانچہ مری وجکھرانی وڈومبکی وبلیدۂ دستِ غارت دراز
کردہ مال ومویشی رعایا بتاراج بردند ستردین را نقصانِ مالی وجانی رسید در ملکِ کچھی حیرانی ہا
کلّی بہم رسانیدند سردارانِ براہوی سرابانیہ باغی شدہ سر بفتنہ برداشتہ شہنواز خاں پسر احمد یار خاں
را پیشوائی خود ساختہ بار و نام غلام محراب خاں کہ بعہدہ نیابت ڈاڈر مقرر مے بود بقتل رسانیدہ
شہر ڈاڈر را تاراج ساختہ رو بنہاد بہاگ گردیدند میر اعظم خاں برادر کوچکِ محراب خاں معہ احمد خاں
مگسی در بہاگ مے بود معہ سپاہیانِ مقبوضۂ خود ولشکرِ بلوچانِ مگسی از شہر برآمدہ نزدیک بشہر
درحدِ گنبذ مقبرۂ مصطفےٰ خاں صف آرائے نمودہ مابینِ اوشاں آتش جنگ شعلہ زدن گرفت چند
از طرفین مقتول ومجروح گردیدند آخرالامر نسیم فتح بر لوائے میر اعظم خاں وزیدہ شکست بر لشکرِ
شاہ نواز خاں افتاد راہِ ہزیمت پیش گرفتہ رفتند باز رشید خاں سردار زہری بغیہ ورزید محراب خاں
برائے تنبیہ وتادیبِ او سواری فرمود رشید خاں درۂ کہ مابین زہری وانجیرہ واقع است مورچہ ہا بستہ
نشستہ مابین جنگ تفنگ وقوع یافت لیکن مردانِ خیرخواہ درمیان افتادہ آتش فتنہ را فرو نشاندہ
رشید خاں را اطاعت پذیر ساختہ برائے سلام نزدِ محراب خاں آوردند خانِ موصوف از سرِ تقصیرِ او گذشتہ
مراجعت نمودہ بکلات رفت علیٰ ہذا القیاس پیوستہ درمابینِ محراب خاں ومردم الوسی براہوی ہمیں معاملہ مے بود
اگر یکے خاموش مے بود دیگرے سر بفتنہ مے برداشت تا آنکہ شجاع الملک از تسلطِ سردارانِ افاغنہ فرار شدہ
نزدِ محراب خاں آمد رحمدل خاں برادر کہندل خاں تعاقبِ او نمودہ بہ مینگچر کہ یک منزل از کلات مفاصلہ
دارد معہ سوارانِ جرّار بدنبالِ او آمد محراب خاں لاروغہ گل محمد را بطرفِ رحمدل خاں فرستادہ پیام نمودہ کہ شجاع الملک
پناہ بخانۂ من آوردہ مے باید کہ شما دست ازو بازداشتہ واپس روند اگر بیشتر مے آیند من سرِ خود را بموجب ننگ بلوچی میدہم
شجاع الملک را ہرگز بدست شما نخواہم داد رحمدل خاں بہ پردہ داری محراب خاں نظر گماشتہ واپس قندھار رفت بعد ازاں

شجاع الملک نزدِ صاحبان انگریز رفته استدعائے مدد نمود سرکار انگریز برائے مدد او و تسخیر کابل و قندهار فوجے گراں مامور فرمود امیر دوست محمد خاں و سردار کهندل خاں تابِ مقابله نیاورده بے جنگ و جدل کابل و قندهار را گذاشته فرار شده رفتند بعد از تسخیر آں ملک فوج انگریزی که در قندهار مقیم بود معاودت نمود براهِ کلات بلوچی آمد محراب خاں اطاعت نه نمود برائے خوشنودی خدا و رسول به محاربه بپرداخت از سرداران براهوئی بغیر از ولی محمد مینگل شاهی زئی و چند نفر معتبرین دیگر هیچ کس همراه او به محاربه کمر نه بست بمکاناتِ خود با قرار نشستند فوج انگریزی در ماهِ رمضان ۱۲۵۵ھ بکلات آمد آتشِ کارزار اشتعال یافت از وقتِ طلوع آفتاب اِلے نصف روز جنگِ توپ و تفنگ قائم بود انگریزاں توپ ها را مقابل دروازه مستونگ گذاشته به چند گوله دروازه قلعه را زده شکسته درون شهر حمله آوردند محراب خاں معه چند نفر چنانچه شه غاسی نور محمد و میر ولی محمد شاهی زئی و عبد الکریم رئیسانی و داد کریم شهوانی و شهباز خاں رنجاری و فضل لهڑی و بنی بخش جتوئی وغیره بعضے مردم شهر کلات شربت شهادت چشید و نائب محمد حسن و نائب رحیمداد از نیک نامی و شربت شهادت محروم مانده بقید در آمدند اخوند محمد صدیق وغیر تاج محمد و ولی محمد و عبد العزیز زندگی را از جمله مغتنمات شمرده باماں در آمدند نصیر خاں پسر محراب خاں که بسن پانزده ساله مے بود معه داروغه گل محمد که شخصے کار آزموده بود بفرمودهٔ محراب خاں چند روز پیشتر از محاربه برائے فراهمی لشکر ذگر مینگل به نوشکی رفته بودند لشکر را جمع نموده در همان روز که محاربه واقع مے شد نزدیک کلات بفاصله شش کروه رسیدند ناگهاں شخصے جالو نام از فراریانِ کلات بر اسپے سوار تازان آمده خبر شهادتِ محراب خاں و در آمدن شهر کلات بدستِ انگریزاں آورده رسانید بمجردِ شنیدن خبرِ وحشت اثر لشکریاں بے دست و پا شده عزمِ مراجعت نمودند چوں کار از دست رفته بود دیگر علاج نه داشت داروغه گل محمد به نصیر خاں گفت که شما همراهِ لشکر مینگل به نوشکی بروید بر من زندگی حیف است سرِ خود را بکلات مے رسانم ایں سخن را گفته اسپ خود را بطرفِ کلات تاخت نصیر خاں نیز از دنبال او اسپ خود را تاخته مے آمد داروغه گل محمد هر چند ممانعت نمود او پس نمے رفت داروغه متحیر ماند که اگر من مے روم او هم مے آید ایں سخن از مصلحت خارج است که محراب خاں بذاته شهادت رسید در عقبِ او همیں یک پسر مانده چونکه ایں هم کشته شود بنیادِ خاندانِ احمد زئی برکنده خواهد شد بجز از واپس گشتن چاره ندید معه لشکر مینگل مراجعت

نمود بہ نوشکی رفتند چند روز در اینجا گذارنیده از اینجا نصیر خاں را برداشتہ بخاراں نزدِ آزاد خاں نوشیروانی بردہ آزاد خانِ مذکور طریق لائقی و ننگداری را بکار بردہ نصیر خاں را بعزت تمام در پیشِ خود نگاہ داشت والدہ نصیر خاں و عیال و اطفال داروغہ گل محمد از کلات بر آمدہ در خاراں آمدند آزاد خاں دقیقۂ از خدمات فروگذار نمے شد بعد از شہادتِ محراب خاں تمامی ملکِ بلوچستان در قبضہ انگلستان در آمد شہنواز خاں پسر احمد یار خاں احمد زئی را بہ حکومتِ کلات مقرر نمودند لیڈ طین نام یکے از صاحبان خود را نیز معہ شہنواز خاں در کلات گذاشتند مردمِ براہوئی تمام و کمال بفرمان در آمدہ اطاعت پذیر شدند الا طائفہ ذکر مینگل کہ از سببِ خیر خواہی نصیر خاں با طاعت ندر آمدند شہنواز خاں برائے تنبیہ و تادیبِ اوشاں برادر خود فتح خاں را معہ لیڈین صاحب بطرف نوشکی مستعد ساخت نصیر خاں و داروغہ گل محمد برائے حمایت مینگلاں از خاراں روانہ شدہ بہ نوشکی رفتند مردمِ مینگل را جمع نمودہ بمدافعہ پرداختند در مابین فریقین جنگ تفنگ وقوع یافت لیکن مردمِ مینگل تابِ جنگ نیاوردہ شکست خوردہ بریگستان رفتند و داروغہ گل محمد معہ نصیر خاں واپس بخاراں رفت مدت یک دو ماہ در اینجا بسر بردند کاغذات الہ داد خاں کچکی سردار پنجگور و فقیر محمد بیزنجو نائب کیچ برائے اوشاں آمدند کہ نشستنِ شما از خاراں در اینجا یعنی کیچ و پنجگور بہتر است روانہ شدہ در اینجا بیائید ایشاں بہ تصور آنکہ کار گذران اوشاں در اینجا بہتر خواہد شد نزدِ آزاد خاں معہ عیال و اطفال روانہ شدہ بہ پنجگور رفتند الہ داد خاں در قلعۂ خدا باداں اوشاں را جائے دادہ نشانید چند ماہ در اینجا گذرانیدند الہ داد خاں اولاً براہِ راستی مے رفت آخر الامر بہ کاغذاتِ وعدہ و وعید شہنواز خاں از جادۂ راستی منحرف گشت مخفی طور برائے شہنواز خاں نوشت کہ شما برادر خود فتح خاں را معہ سوارانِ مجرد بطریق چپاو بفرستند تا آمدہ نصیر خاں و داروغہ گل محمد را گرفتار ساختہ نزدِ شما بیارند شہنواز مذکور برادر خود فتح خاں را معہ سوارانِ مجرد بطرفِ پنجگور مستعد ساخت لیکن تقدیرِ ازلی باں نہ رفتہ بود کہ اوشاں گرفتار شوند پیش از روانہ شدن فتح خاں شخصے از جملۂ دوستاں بریں حال وقوف یافتہ برائے آزاد خاں خبر فرستاد آزاد خاں مذکور بمجرد شنیدن خبر دو سوارہ با در فتار خود را بطرف نصیر خاں و داروغہ گل محمد فرستاد از آمدن فتح خاں معہ سواراں بطرف پنجگور را اعلام نمود چونکہ ایں خبر با وشاں رسید بلا درنگ از پنجگور معہ عیال شبا شب بیروں شدہ براہ واشک رو بہادِ خاراں گردیدند روز دوم وقت صبح فتح خاں

وارد پنجگور گردید احوال روانگی اوشان شنیده بے نیلِ مقصود واپس مراجعت نموده بکلات رفت آزاد خان نصیر خان و داروغه گل محمد را معه عیال در کوهِ کلگ که قریب بنجاران ست آب جاری و هوائے خوش و درختانِ دلکش داشت سکونت پذیر ساخت خدماتِ شائسته بجا مے آورد دخترِ خود مسمی پے پے مه ناز را بمشورت داروغه گل محمد نامزد نصیر خان نمود درین روزها سردارانِ براهوئی سرابانِ چنانچه محمد خان شهوانی وغیره از شهنواز خان نفور شده رنجیدند چراکه شهنواز خان شخصے یاوه گو و بدزبان بود بسخنان لایعنی اوشان را رنجیده خاطر ساخت سرداران جهلاوان چنانچه میر کمال خان التازئی و رشید خان زهری و عیسیٰ خان مینگل همراهِ شهنواز خان متفق بودند کاغذاتِ سردارانِ سراوانیه برائے نصیر خان و داروغه گل محمد و آزاد خان آمدند که ما همراهِ شهنواز خان و انگریزانِ ارادهٔ فتنه و فساد داریم مے باید که شما نیز معه لشکرِ موجوده خود بیایند ایشان در جواب نوشتند که مارا بر قول شما اعتبار نیست شما اولاً فتنه را برپا ساخته بعد ازاں ما خواهیم آمد محمد خان شهوانی شخصے متوکل بود بنائے فساد را در مستونگ گذاشته شخصے منشی انگریز که در قلعه مستونگ با چند نفرِ معدود بود گرفتار ساخته معه رفیقانش بقتل رسانیدند در شال کوٹ لشکرِ انگریز معه دو نفر صاحبان اوشان یکے بین دوئم هیملے نام مقیم مے بودند بعد از رسیدنِ خبر قتل منشی وغیره نصیر خان و داروغه گل محمد و آزاد خان معه لشکر روانه شده در مستونگ با اوشان یکجا گردیده از انجا لشکرِ سراوانیه را همراه نموده عازم شالکوٹ گشتند در سراب که بطرف غربی شالکوٹ واقع است نزول نمودند جنگ توپ و تفنگ درمیان وقوع یافت چند روز پیوسته جنگ توپ تفنگ درمابین واقع بود بے آنکه کارے پیش رود جان محمد مینگل زئی شخصے فتنه انگیز و مفسد بود در لشکرِ براهوئی شکست انداخته لشکر را متفرق ساخت نصیر خان معه محمد خان شهوانی وغیره معتبرین از شال کوٹ روانه شده در مستونگ آمده باز از سرِ نو لشکراتِ براهوئی را جمع نموده از انجا روانه شده بکلات رفته بمحاصرهٔ آنجا پرداختند شهنواز خان و لیڈین صاحب معه چند نفر معدوده سپاهیان انگریز در قلعه کلات مے بودند میر کمال خان التازئی معه لشکرِ جهلاوان نیز در کلات بود ایام محاصره چند روز امتداد یافت دلاورانِ لشکر حمله هائے متواتر بر قلعه بردند کار بر محصورین به تنگ آمد مردمانِ درمیان رفت و آمد داشتند میر کمال خان را بوعده هائے فراوان از طرفِ نصیر خان امیدوار نموده از حمایت و خیرخواهی شهنواز خان برگردانیدند کار بر شهنواز خان تنگ شد

وقتِ شب از کلات برآمده راہِ فرار پیش گرفت وقتِ صبح قلعۂ کلات بدستِ نصیر خاں درآمد
لیڈین را گرفتہ مقید نمودند بعد از فتح کلات نصیر خاں والدۂ خود را معہ عیال و اطفالِ داروغہ
گل محمد از کلگ طلبیدہ بکلات آورد ایام تابستاں را در کلات گذرانیدہ بموسمِ خزاں میر اعظم خاں
برادرِ محراب خاں کہ شخصے عادی بمسکرات بود در کلات معہ بعضے مردم براہوئی گذاشتہ خود
نصیر خاں و داروغہ گل محمد لشکر براہوئی یاں سراباں را کلہم جمع نمودہ معہ عیال و اطفال از
راہ رود عازم ڈاڈر گشتند بعد از طے منازل بڈاڈر رسیدہ در موضع دہنہ در دامان کوہ از مقام
خواجہ ابراہیم دوپاسی علیہ الرحمت بالاتر نزول نمودند در چاونی ڈاڈر سپاہ سوار و پیادہ و توپخانہ
انگریز موجود بود ہماں روز وقتِ ظہر در مابین جنگ توپ و تفنگ واقع گردید تا مدتِ یکہفتہ
ہر روز و شب جنگِ توپ و تفنگ جاری مے بود از لشکرِ نصیر خاں بعضے مردم شہید و
برخے مجروح گشتند از طرفِ انگریزاں نیز مردم مقتول و مجروح مے شدند محمد خاں لہڑی
وقتِ شب بر چاونی انگریز حملہ برد انگریزان از خوفِ شب خون گرداگرد چاونے آتش زدہ
بودند پارہا محمد خاں تا زانو با آتش سوختند ہمراہاں او را از انجا برداشتہ بوثاق آوردند یک
روز وقتِ صبح ناگہاں در لشکرِ براہوی شکست افتادہ ہر کسے رو نمود در راہِ فرار پیش گرفت
نصیر خاں و داروغہ گل محمد از کوندلاں گذشتہ در میاں کوہ بہ کوہنبی آمدند در وقت ہزیمت
قاسو نام شخصے کہ لیڈین صاحب بدستِ او مقید بود لیڈین را مقتول ساختہ ہمراہِ فراریاں
فرار شد بعد از شکستِ ڈاڈر انگریزاں از شال کوٹ بطرف کلات لشکر بردند میر اعظم خاں
بے جنگ و جدل کلات را خالی گذاشتہ راہِ فرار پیش گرفت کلات دویم بار بدست انگریزاں
درآمد چونکہ نصیر خاں و داروغہ گل محمد در کوہنبی کہ بالا تر از کوتڑہ بر سرِ کوہ واقعہ است آمدند باز
مردم سراباں و جہلاواں نزدِ او شاں جمع شدہ شب و روز ملک کچھی را تاخت و تاراج
مے نمودند باز انگریزاں ہنگام شب در دامانِ کوہ مذکور آمدہ وقتِ صبح در مابین جنگ وقوع
یافت بعد از نصفِ روز شکست بر لشکرِ براہوی افتاد میر بوہیر موسیانی و پسرش مراد خاں
بدستِ انگریزاں مقید درآمدند نصیر خاں و داروغہ گل محمد براہ مولہ عازم جہلاواں گردیدہ
بزیدی آمدند میر کمال خاں التازئی و عیسٰے خاں مینگل باستقبالش آمدند چند روز در زیدے
گذرانیدہ بعد ازاں روانہ شدہ بہ مشکی رفتند داروغہ گل محمد عیال و اطفال خود را در نال
گذاشت خود معہ نصیر خاں بمشکی رفت بعد از مرور دو سہ ماہ کرنیل اسٹے سی صاحب از

راهِ صلح در آمده به باغبانه آمد سخنان صلح آمیز نصیر خاں و داروغه گل محمد را از مشکی در انجا طلبیده در باغبانه باهم ملاقات نمود از انجا بالاتفاق کرنیل موصوف عازم شالکوٹ گردید چراکه صاحبانِ کلان ترین اوشاں در انجا مے بودند بمعرفتِ کرنیل مذکور در شالکوٹ داخل گردیده معه اڑم صاحب وغیره صاحبان انگریز ملاقات نموده بندوبست پخته نموده عهد نامها از طرفین نوشته داده نائب محمد حسن و نایب رحیمداد و بوہیر و پسرش مقید بودند از قید رها شدند قاسو نامی که لیڈین صاحب را کشته بود از نصیر خاں گرفته در عوض خون لیڈین صاحب برادر کشتبد ند نصیر خاں وغیره تمامی معتبرین را خلعتِ فاخره داده نصیر خاں را از انجا همراهِ خود یکجا بر داشته بکلات آورده در ۱۲۵۶ھ بر تختِ کلات نشانیدند از تمام ملک بلوچستان افواجِ خود را بر داشته بسندھ و ہند رفتند حکومتِ کلات بالاستقلال در قبضه نصیر خاں در آمد +

ذکرِ حکومت نصیر خاں

نصیر خاں شخصے زیرک و ہوشیار بود با مرا و ارکانِ دولت و رعایا طریقِ مهربانی و خوش خوے را مرعی مے داشت تمام مردم را از خود مشکور و ممنون مے داشت ہیچ کس از فرمائش سر نمے پیچید۔ در موسمِ خزاں ہماں سال به ملک کچھی رفت در گنجابه نزول نمود شہنواز خاں که از کلات فرار شده بملکِ سندھ رفته بود بعضے مردم روحله و ہندوستانی و سندھی ہا ہمراہئے فراواں با خود متفق نمود بعزم جنگ به کچھی آمد نصیر خاں بلوچاں کچھی و براہویاں را فراہم نمود باستقبالش به تمبو شتافت در موضع مذکور تلاقی فریقین دست داد شہنواز خاں در قلعه تمبو محصور شده بمیدان نه برآمد درمابین جنگِ تفنگ واقع گردید بعد از یک دو روز کار بر شہنواز خاں و ہمراہانش تنگ شد اماں خواسته بسلامِ نصیر خاں آمد نصیر خاں او را نظر بند نموده مراجعت کرده به گنجابه آمد ایام زمستان را گذرانید بموسم بہار بکلات رفت شہنواز خاں را در حبس خود نموده کشتند مدتِ ہفده سال در حکومت بسر برد در تمامی ایامِ حکومتش ہیچ فتنه و فسادے در ملکِ بلوچستان برپا نه شد امرا و ارکانِ دولت را ہیچ نقصان نرسانید الا نائب محمد حسن و محمد امین را سبب نقصان اوشاں ایں بود که نائب محمد حسن بر عهدۀ وزارت مقرر بود بخلافِ طبع و مرضی نصیر خاں کار ہامے کرد در امورات مالی و ملکی خلل ہائے

بسیار رہیے رسانید ماسوا ازیں نائب مذکور برائے ملاقات جیکب صاحب بجیکب آباد رفتہ بود در خلوت بہ جیکب صاحب گفتہ بود کہ نصیر خاں لائق حکومت بلوچستان نیست او را معزول نمودہ حکومت بلوچستان را بدست من بدہند ہمہ کارہائے ملک بلوچستان را موافق طبع و مرضی سرکار انگریز خواہم کرد جیکب صاحب ہمیں گفتۂ او را در پروانہ خود نوشتہ معرفت ملا احمد وکیل کہ در انجا مے بود بطرف نصیر خاں فرستاد بعد از رسیدن ایں خبر نصیر خاں بخشم و غصہ در آمدہ نائب محمد حسن و محمد امین را مقید نمودہ واللہ اعلم کہ در حقیقت ہمیں سخن را نائب محمد حسن گفتہ بود و یا بسبب عداوت بنا مش افترا بستند بعد ازاں نصیر خاں امورات مالی و ملکی را بنفس خود انتظام مے داد کار ریاست کلات بخوب ترین وجہ انتظام یافت بعد از گذشتن دو سال نائب محمد حسن در حبس وفات یافت برادرش محمد امین ہنوز در قید حیات بود خواہش الٰہی تقاضائے آں نمود کہ ملک بلوچستان خراب شود ہر احدے و فردے بہ بلائے گرفتار آیند نصیر خاں را کہ از طرف کچھی بکلات مے آمد در اثنائے راہ مولہ بہ عارضہ سنگ مثانہ مبتلا ساخت در منزل انجیرہ در ماہ شوال ۱۲۷۳ھ شربت ممات چشانید نعش او را از انجا بر داشتہ در کلات آوردہ مدفون ساختند سن اوسی و دو سال۔ ایام حکومتش ہفدہ سال داروغہ گل محمد تمامی سرداران بلوچستان را متفق ساختہ عنان حکومت کلات را بدست میر خداداد خاں کہ بعد از شہادت محراب خاں متولد شدہ بود دادہ بر ریاست کلات مقرر نمودند بمجرد نشستن فتنہ ہائے عظیم در ملک بلوچستان پدید آمد در فتنہ باز کردید +

ذکر حکومت خداداد خان

بعد از جلوس او فتنۂ اول آں بود کہ سرداران بلوچستان برائے عذر فاتحہ نصیر خاں و مبارکباد خداداد خاں از اطراف و جوانب در کلات جمع آمدند جام میر خان حاکم لس و بیلہ کہ از وقت مرحوم نصیر خاں کلاں علیہ الرحمت والغفران باخاندان احمد زئی خویشگی و پیوندے داشت خواہر خداداد خاں منکوحہ او مے بود از بیلہ روانہ شدہ بکلات آمد سردار تاج محمد زہری و ملا محمد رئیسانی ہر دو شخص مذکور داماد نائب محمد حسن مے بودند برائے رہائی محمد امین کہ در قید بود نزد خداداد خاں التماس نمودند گفتگو ہند و کہ دشمن محمد امین بود نمے خواست کہ محمد امین از قید خلاص شود بہ سخنان مکر و فریب خداداد خاں را بر عدم رہائی محمد امین استوار

ساخت سرداران مذکور خیلے آزردہ خاطر شدہ رنجیدند مفتنان در دیوار سخن رخنہ یافتہ سخنان موحش
بگوش طرفین مے رسانیدند جام میر خاں و سردار تاج محمد و سردار نور الدین در نزدیکِ شہر
کلات مقام داشتند چونکہ سخنان موحش بگوشِ اوشاں رسید از مقامِ مذکور بار کردہ بباغات کنار
چشمہ کلات کہ دیوار ہائے محکم داشتند در آمدند ایں سخن علاوہ تر باعث فتنہ و فساد گردید روز
دویم وقتِ طلوع آفتاب بحرکت گنگو ہندو و مراد خاں موسیانی سپاہ و لشکرِ خداداد خاں بعزمِ
جنگ با توپ و تفنگ بر آمدند جنگ در ما بین طرفین وقوع یافت از وقت بر آمدن آفتاب الی ظہر
آتش کارزار شعلہ زدن گرفت چند نفر از طرفین بگولۂ توپ و تفنگ مقتول و مجروح گردید مراد خاں
موسیانی کہ بانی فساد و فتنہ بود خود را مردِ میدان مے دانست در لشکرِ خداداد خاں مے بود با
سردار تاج محمدؐ عداوت داشت بگولہ تفنگ مقتول شد بے زاد و راحلہ رہ گرائے عدم گردید بعد
از ظہر سیدان درمیان آمدہ کلام اللہ درمیان آوردہ آتشِ فتنہ را فرو نشانیدند سپاہِ خداداد خاں
معہ سرانِ لشکر واپس بشہر آمدند روز دویم وقتِ صبح جام صاحب و سرداران روانہ شدہ بطرف
جہلاوان رفتند آزاد خاں معہ لشکرِ خود در سوراب آمدہ با وشاں پیوست کلہم بخضدار و باغبانہ
رفتہ نشستند غلہ انبار ہائے خداداد خاں را بہ تصرفِ خود آوردند خداداد خاں بمشورت و
صلاحِ داروغہ گل محمد و غیرہ معتبرین شاغاسی ولی محمد را بطریقِ مصالحہ مستعد ساختہ بطرفِ
سرداران بباغبانہ فرستادند کہ اشتلتِ محمد آمین برادرِ نائب محمد حسن را مشروط باں نمودند کہ سرداران
لشکراتِ خود را متفرق ساختہ ہر اصحابے بمکاناتِ خود بروند در فتنہ و فساد را مسدود نمایند
تا محمد آمین را از قید کشیدہ بدستِ اوشاں مے دہیم شاہ غاسی مذکور در باغبانہ رفتہ با سرداران
ملاقی شدہ سخنِ رہائی محمد آمین درمیان آورد اوشاں بر ہمیں سخن کہ مدعائے اصلی شاں بود
راضی شدہ ہر کسے متفرق شدہ بمکاناتِ خود رفتند بعد ازاں محمدؐ آمین را از قید بر آوردہ بدستِ
سردار تاج محمد دادند بموسمِ خزان ہماں سال مکالے صاحب از طرفِ جیکب صاحب معہ چند
سوارِ رسالہ براہ بولان و مستونگ بکلات آمد با خداداد خاں ملاقات نمود چند روز نشستہ واپس
بجیکب آباد رفت خداداد خاں تہیہ اسبابِ سفر کچھی پیش گرفتہ داروغہ گل محمدؐ را در کلات گذاشتہ
خود او معہ تمام معتبرین و سردارانِ عازم کچھی گردید در گنجابہ نزول نمود بغیر از جام صاحب دیگر
سردارانِ تمام در انجا جمع شدند گرین صاحب از جیکب آباد بفرمودہ جیکب صاحب در گنجابہ
آمد خداداد خاں را معہ تمامی سردارانِ و معتبرین ہمراہ برداشتہ بملاقاتِ جیکب صاحب بہ شاہ پور

برد جیکب صاحب معہ ہشت صد سوار رسالہ باستقبال آمد درانجا باہم ملاقات نمودند خداداد خان و تمامی سرداراں را با خود برداشتہ بجیکب آباد برد درانجا بند و بست چناں قرار یافت کہ بمشورت سرداران عہدۂ وزارت را بر شاہ غاسی ولی محمد قرار دادند گنگو ہندو را کہ بانی فتنہ و فساد شدہ بود معہ عیال و اطفال و برادران از دربارِ خداداد خاں اخراج نمودہ بسکھر و روہری فرستادند خداداد خان را معہ سرداران خلعت دادہ بہ کچھی رخصت نمودند برسیدن کچھی سردار تاج محمد را معہ برادرزادہ شاہ غاسی ولی محمد برائے مطیع و منقاد نمودنِ بلوچاں پنجگور کہ از جادۂ اطاعت منحرف شدہ بودند بطرفِ پنجگور فرستادند خود خداداد خاں بعد از مرورِ روز ہائے زمستان از کچھی روانہ شدہ بکلات رفت لیکن مزاجِ خداداد خاں از سبب اخراج نمودنِ گنگو باشہ غاسی ولی محمد و سرداران منحرف مے بود ہرگز باوشاں راست نمے آمد گرین صاحب معہ یک صد سوار رسالہ از طرف جیکب صاحب در کلات ایجنٹ مقرر شد تمام کار بلوچستان بصلاحِ دید او صورت مے بست سردار تاج محمد و برادرزادہ شاہ غاسی کہ بطرف پنجگور رفتہ بودند مردمِ پنجگور را اطاعت پذیر ساختہ واپس مراجعت نمودہ بکلات آمدند باز بموسم خزاں ۱۲۷۵ھ بفرمودۂ جیکب صاحب خداداد خاں لشکرات تمامی بلوچ و براہوی و جام صاحب را کلہم در کچھی فراہم نمودہ برائے تنبیہ و تادیب ہزناں مری بکوہ مری رفت۔ گرین صاحب معہ دو صد سوارِ رسالہ نیز ہمراہ مے بود مریاں دہاتِ خود را خالی گذاشتہ متفرق شدہ بکوہ رفتند قلعہ کاہان و محمد منجرا را لشکریاں خداداد خان منہدم ساختند و یک ضرب توپ انگریزی کہ در وقت جنگ انگریز و مری بدست مریاں درآمدہ بود در جائے مدفون ساختہ بودند بدست آمد توپ مذکور را بدست گرین صاحب دادند لشکرِ براہوی بکوہ ہا متفرق شدہ چند رمۂ گوسفنداں و چیزے گاوان از مریاں زدہ آوردند چند راس شتران خداداد خاں را مریاں بشمشیر زدہ بے جان نمودند دیگر ہیچ جنگ و جدلے در مابین واقع نہ گردید نور محمد مری معہ چند نفر معتبرین مریاں اطاعت پذیر شدہ بسلام آمدند او را معہ معتبرین برداشتہ از کوہِ مری مراجعت نمودہ واپس بہ ملکِ کچھی آمدند روز ہائے زمستاں را در کچھی گذرانیدہ بموسم بہار بہ کلات رفتند بعد از یک دو ماہ مریاں مذکور کہ در بیرونِ شہر جائے اقامت داشتند فرصت یافتہ بر اسپانِ خود سوار شدہ براہ جوہان و نرنگ گریختہ رفتند وقتِ صبح احوال گریختن اوشاں معلوم شد شاہ غاسی ولی محمد وغیرہ معتبرین معہ سواران در عقب مریاں الی جوہان تاختہ باوشاں نہ پیوستند شب را در جوہان گذرانیدہ وقت صبح مراجعت نمودہ بکلات آمدند مدتِ پنج شش سال

گرین صاحب در کلات بسر برد و بعد ازاں برادر خوردش بہ عہدہ ایجنٹ کلات سہ چہار سال گذرانید چونکہ او بجیکب آباد رفت بجایش ڈکن صاحب مقرر گردید آخر الامر صاحبان انگریز از ناسازگاری خداداد خاں بہ تنگ آمدہ بجیکب آباد رفتند یک دو سال ہیچ کس از صاحبان انگریز بکلات نیامد خداداد خاں پیوستہ بسخنانِ لایعنی و بیہودہ سرداران را متوہم و آزردہ خاطر مے ساخت پیشتر ازیں کہ خداداد خاں بہ کچھی مے رفت میر اعظم خاں و پسرش شیر دل خاں را بدستِ داروغہ گل محمد مے داد داروغہ موصوف اوشاں را درونِ شہر مے آورد و در جائے محکم سکونت پذیر مے ساخت مردمان بر سرِ اوشاں مے گماشت کہ ہیچ کس را نزدِ اوشاں نمے گذاشت و نہ اوشاں را جائے برائے رفتن مے گذاشتند ہرگاہ کہ خداداد خاں بہ کلات داخل مے گردید اوشاں را از شہر بدر کردہ بر جائے اصلی اوشاں مے گذاشتند در سنہ ۱۲۷۵ھ میر اعظم خاں وفات شد بعد ازاں یک دو سال با پسرش شیر دل خاں نیز ہمیں معاملہ میرفت در سنہ ۱۲۷۸ھ داروغہ گل محمد بعارضہ وبا بجوار رحمت ایزدی پیوست و عہدۂ نیابتِ کلات بہ پسرانِ او تعلق گرفت در سنہ ۱۲۷۹ھ وقتِ خزاں خداداد خاں عزم رفتن کچھی را بدل جزم نمود شیر دل خاں عموزادہ خود را نیز بہ بیروں کچھی با خود مستعد ساخت داروغہ محمد علی و عطا محمد بخداداد خاں گفتند کہ بردن شیر دل از مصلحت دور است از دستِ او ضرور نقصانے بشما خواہد رسید یا او را بکشند ورنہ بقرارِ سابق او را در کلات نزد ما بگذارند اگر ایں ہر دو کار را نمے کنند مے باید کہ سرداران و مردم کوہستان را از خود آزردہ خاطر نسازند خداداد خاں از فرطِ غرور و جہل بر سخنانِ اوشاں کہ محض خیر خواہی بود گوش نہ گرفت شیر دل خاں را ہمراہ خود بہ کچھی برد در گنجابہ نزول نمود سردارانِ سراوان و جہلاوان در آنجا جمع شدند در گوشۂ باغ در دائرہ انتزاع نمودند شیر دل خاں در تاریخ ۲۷ ماہ رمضان سنہ ۱۲۷۹ھ در وقتِ سواری یک زخم شمشیر بر بازوئے راستِ خداداد خاں زدہ خود را بر وثاق سرداران کہ از آنجا نزدیک بود رسانید در عقبِ او دو نفرِ غلامانِ شیر دل خاں یکے فیضو و دویم مٹو نام کہ در سواری با شیر دل خاں یکجا مے بودند جلاوت را بکار بردہ دو زخم شمشیر متواتر بر سر و دوشِ خداداد خاں زدند و خود را بدنبالِ شیر دل خاں بوثاقِ سردارانِ رسانیدند۔ خداداد خاں ازیں زخمہا بیہوش شدہ از خانۂ زیں بزمین افتاد سپاہیانِ خداداد خاں کہ سی یا چہل سوار مے بودند بیدست و پا شدہ گریختند و بعضے از ایشاں خداداد خاں را بر پشت خود برداشتہ بشہر رسانیدند شیر خاں کمانیر پلٹن و محمد علی رسالدار کہ

در شهر بودند مسلح شده معه سپاه برائے جنگ برآمدند لیکن شاه غاسی ولی محمد و محمد خاں اوشاں را
مانع شده برائے جنگ نگذاشتند نه خود مرتکبِ جنگ شدند شیردل خاں و سرداران فرصت یافته
بر اسپان و شترانِ خود سوار شده به گاجان رفتند در انجا هم قرار نه گرفته گذشته بطرفِ سوہان دستی
رفتند خدادادخاں بر بسترِ ناتوانی اُفتاد بمعالجه زخم ہائے اوپرداختند دریں روز ہا داروغه محمد علی و
عطا محمد در کلات بودند خدادادخاں بمشورتِ شاه غاسی ولی محمد و محمد خاں شیرخاں کمانیر را معه
دوصد نفر سپاہیان پلٹن و برادر زاده شاه غاسی را برائے مدد براه ٹاکارے و زیلک بطرف
کلات فرستادند و احوال زخمی شدن خود و رفتن شیردل خاں معه سرداران بطرفِ سوہان دستی
برائے داروغه محمد علی و عطا محمد نوشته به فرستاد اوشاں به کار تعمیر برج و باره پرداخته چند
نفر براہویاں که معتمد علیه بودند چنانچه باران زئی و نیچاری و پندرانی و شهوانی دلانگو جمع نموده نزد
خود داشتند بعد از چند روز شیرخاں کمانیر و برادر زاده شاه غاسی نیز آمده داخلِ کلات گردیدند
لیکن شاه غاسی برادر زادهٔ خود را واپس طلبید و شیرخاں معه دوصد نفر سپاہیاں در کلات ماند
شیردل خاں معه سرداران سراپاں براهِ بولان بمستونگ رفت سردار تاج محمد از عرصه راه از
اوشاں جدا شده به زہری رفت طرفین لشکرات جمع نموده ارادهٔ آمدن بکلات داشتند سردار
نوزدیں دریں روز ہا از سردار تاج محمد رنجیده بود چونکه احوال زخمی شدن خدادادخاں شنید
از وڈ روانه شده بطرفِ خدادادخاں رفت آمدن خدادادخاں از باعث عدم درستی زخم ہا
بطول کشید شیردل خاں معه سرداران لشکرات براہوئی را جمع نموده رونهاد بطرفِ کلات گردیدند
چونکه بمنگچر رسیدند دستِ غارت بمال و مویشی لانگوان گشادند سه صد نفر لانگو که در کلات
جمع شده بودند از سبب نقصانِ اموالِ خود پے رخصت و اجازت از شهر برآمده بمنگچر رفتند
مردمانِ باران زئی و نیچاری و پندرانی و شهوانی بر مال و جانِ خود ہراسیده به داروغه عطا محمد گفتند
که اگر ما نزدِ شما در قلعه کلات باشیم مال و موالِ ما بتاراج خواهد رفت همه متفق اللفظ و کلمه گفتند که
ما بمکاناتِ خود مے رویم بودنِ ما در قلعه کلات ممکن نیست + داروغه عطا محمد باوشاں گفت که اگر
مالِ شما بتاراج رفت عوضِ آں را از خدادادخاں گرفته بشما مے دہیم ہم قبول نکردند مستعد برفتن
شدند صریح گفتند که از دستِ ما برائے خدادادخاں ہرگز جنگ نمے شود در میان پلٹن نیز مخالفت
پدید آمد اشرف نام میجر صوبیدار با کمانیر شیرخاں عداوت داشت در سپاہیاں پلٹن فتنه انداخته
اکثر سپاہیانِ پلٹن را با خود متفق ساخته برائے کشتن شیرخاں کمانیر آماده گشتند داروغه عطا محمد

براں حال وقوف یافتہ شیر خاں کمانیر را بحیلہ از جنگ اوشاں رہا نید چوں کار بے اتفاقی سپاہ و مردم الوسی تا ایں حد رسید داروغہ عطا محمد متحیر ماند کہ چہ بائد کرد و با کدام کس قلعہ کلات نگاہ داشتہ آید و مقاومت با دشمن چگونہ کردہ شود و نہ معہ عیال از میان ایشاں بیروں شدن مے توانم بجز از اطاعت پذیری و دادن قلعہ دیگر چارہ ندید بالضرور قلعہ را بدستِ شیر دل خاں و سرداراں دادہ باطاعتِ در آمدہ منتظر وقت مے بود خداداد خاں سردار نور دین را از گنجابہ برائے مدد بکلات فرستاد لیکن پیش از رسیدنِ او کلات بدستِ شیر دل خاں در آمدہ بود چونکہ نامبردہ بکلات آمد بمثل دیگر سرداراں باطاعت در آمد بعد ازاں خداداد خاں کہ زخم ہائے او درست شدند از گنجابہ روانہ شدہ براہ مولہ بہ خُضدار آمد سپاہیان و مردمانِ خودش از و برگشتہ و خُضدار را تاراج نمودند بعضے مردم اسپان و شتران او را بمر داشتہ ہر کسے بطرفے بُرد اکثر جبت و گلہ بان و فراش و دربان وغیرہ مردم او را گذاشتہ بکلات آمدند خداداد از انجا روانہ شدہ نزد فقیر محمد بے زنجو بہ نال رفت فقیر محمد مذکور طریق خیر خواہی را مرعی داشتہ بجان و دل در خیر خواہی او کوشید شاہ غاسی ولی محمد از نال برائے بند و بست معہ شیر دل خاں و سرداران بکلات آمد با شیر دل خاں ملاقی نہ شد معہ سرداران سخنِ مصالحہ درمیان آورد سرداران سخن را باآں قرار داوند کہ خداداد خاں را در کہنک نزد سردار مُلا محمد بنشانند شاہ غاسی واپس رفتہ خداداد خاں را معہ عیال و اطفال از نال کوچانیدہ بہ کہنک بردہ نزدِ ملا محمد سکونت پذیر ساخت محمد خاں وکیل از نال از خداداد خاں جدا شدہ بہ بیلہ و کراچی از انجا بجیکب آباد رفت خود جیکب صاحب دریں روزہا فوت شدہ بود در جیکب آباد میریو در مقر رہے بود القصہ خداداد خاں شش ماہِ تابستان را در کہنک گذرانیدہ بموسمِ خزاں از راہ بولان بملکِ کچھی رفت از انجا بموجب مصلحت محمد خاں بہ لوڑواہ کہ نزدیک بجیکب آباد ست رفت در آنجا سکونت ساخت شیر دل نیز معہ سرداران بموسمِ خزاں از کلات روانہ شدہ بہ کچھی رفت در بھاگ نزول نمود برادرِ خورد گرین صاحب بملاقات آمد محمد خان وکیل نیز ہمراہِ او آمد در مجلسِ عام گرین مذکور بسرداراں گفت کہ خانِ شما شیر دل خاں است ایشاں ہمہ گفتند بلے خانِ ما شیر دل خاں است خداداد خاں لائق خانی نیست بعد ازاں گرین بہ شیر دل خاں گفت کہ خانی بشما مبارک باد چند روز نشستہ بعد ازاں واپس مراجعت نمود بجیکب آباد رفت در ہماں روز ہا محمد خاں دانست کہ از طرفِ انگریز برائے خداداد خاں ہیچ بند و بستے نہ شد مخفی طور سردار تاج محمد و سردار ملا محمد و داروغہ عطا محمد را دیدہ از طرفِ خداداد خاں سخنِ عہد و

پیمان درمیان آورد سرداران ازین سخن سر باز زده ابا و امتناع نمودند لیکن داروغه عطا محمد بسخنان رنگین و دلفریب و کوشش بسیار او شان را بر عهد و پیمان استوار ساخت محمد خاں سررشتہ مطلب بدست آورده روانه شده بحبیب آباد ره نوروه رفته از نزد خداداد خاں بر چهار عدد کلام الله بر سورت یٰسین قسم و عهد و پیمان باین مضمون نوشته فرستاد که اگر شما شیر دل خاں را مقتول نموده و الیس مرا بحکومت سرفراز سازند قسم به همین کلام الله و سورت یٰسین است که من مادام الحیات بدی شمارا نخواهم کرد و چیزیکه شرط خوبی است با هریکے از شما خواهم کرد و هیچ کارے بے صلاح و مشورت شما نخواهم کرد و اگر ازین سخنان تخلف نمودم همین کلام الله در عقب من باشد نزد خدا و رسول او گرفتار باشم یک کلام الله برائے سردار تاج محمد دویم برائے سردار ملا محمد سوم برائے داروغه عطا محمد چهارم برائے شیر خاں کمانیر پلٹن چونکه کلام الله ها رسید ند هر چهار نفر مذکور به بدی شیر دل خاں کمر سعی بمیان جان بستند بموسم بهار شیر دل خاں عزم روانگی را بطرف کلات جزم نمود سردار ملا محمد از و رخصت گرفته براه بولان به مستونگ و کهنک رفت سردار تاج محمد و داروغه عطا محمد و شیر خاں کمانیر معه شیر دل خاں براه موله روانه کلات گردیدند چونکه بمنزل نظر رسیدند شیر دل خاں وقت نصف روز بر اسپ سوار شده برائے هواخوری گشت نموده بوثاق شیر خاں کمانیر آمد شیر خاں مذکور شیر دل خاں را بسخن گفتن بر سر اسپ مشغول نموده یک شخص سپاهی باشاره شیر خاں از طرف پشت به تفنگچه شیر دل خاں را زد و یک زخم شمشیر خود شیر خاں هم شیر دل خاں را زد لیکن ازین هر دو زخم شمشیر و تفنگچه از اسپ نیفتاد اسپ او را بر داشته بطرف خیمه خودش مے برد تا بحدے بر سر اسپ مے بود بعد ازاں بیهوش شده از سر اسپ بزمین افتاد شیر خاں در دنبال او دویده یک دو زخم شمشیر دیگر نیز بر وزده کارش با تمام رسانید بعد از کشتن شیر دل خاں شیر خاں بخیمه سردار تاج محمد آمد سردار مذکور با وجود آنکه برائے زدن شیر دل خاں به شیر خاں خود مشورت داده بود لیکن آں را فراموش نموده شمشیر خود را کشیده یک دو زخم شمشیر به شیر خاں کمانیر زد شیر خاں مذکور با او ستیزه نه نموده از خیمه او بر آمده بوثاق خود رفت و از انجا معه بعضے مردم بر سر کوه بر آمد بعد ازاں داروغه عطا محمد آمده سردار تاج محمد و غیره مردم را از زدن و جنگ نمودن با شیر خان مانع آمده شیر خاں کمانیر را از جنگ او شاں رهانیده بمعرفت صفر خاں لوٹانی بزهرے فرستاد نعش شیر دل خاں را از انجا بر داشته بکلات برده مدفون ساختند خداداد خاں را از نوروه طلبانیده بکلات آورده در ۱۲۸۱ھ از سر نو بر حکومت نشانیدند و دختر سردار تاج محمد را

درحبالۂ نکاح او درآوردند بعد از مرور چند گاه باز خداداد خاں بعادتِ جبلی خود دست تسلّط
دراز نموده ملکیۂ میر کمال خاں التاززئی را که در باغبانه مے بود ملکیہ میر کمال خاں بجام صاحب
حاکمِ لس وبیله که درحقیقت وارثِ او مے بود تعلق میداشت در وقت مرحوم نصیر خاں نیز
ملکیۂ مذکور را جام صاحب خورده آمده بود) به عنف غصبیده مردمانِ جام صاحب را مقید نموده
ازیں سخن جام صاحب برخود پیچیده فراہمیٔ لشکراتِ خود نموده تا که بالاتفاق بسردار نوردین
و لشکر مینگل عازم خصدار و باغبانه گردید پیش از آمدنِ جام صاحب خداداد خاں شاه غاسی
ولی محمد را معه شیر خاں کمانیر و سپاه پلٹن و سوارانِ عمله زاد و افغان زد و ضرب توپ بخضدار
فرستاد جام صاحب و سردار نوردین معه جمع آورئے خود در شهر کنه واقع خضدار آمده نزول نمودند
وقت صبح درمابین اوشاں جنگ توپ و تفنگ وقوع یافت روز دویم که هنوز بازارِ دار و گیر
گرم بود وقتِ صبح سردار تاج محمد و داروغه عطا محمد معه لشکر زهری برائے مدد و کمک شاه غاسی
دار دگر دیدند روز ازل چند نفرے معدود از طرفین مقتول و مجروح گردیده بود لشکر جام صاحب و
وسردار نوردین برسرِ کوه مورچه ها بسته بودند شاه غاسی معه سپاه همراهیانِ خود بر زمین بودند بعضے
مردم زهری و بینز نخو بر سرِ همان کوه که لشکر مینگل مے بود بدست چپ مورچه ها بسته بودند وقتِ
نصف روز معتبرین مینگلاں با نیمه لشکرِ خود بر سرِ مورچه ها مردمِ زهری بر شمشیر ها برهنه حمله بردند
لشکرِ زهری تابِ شمشیر نیاورده شکستِ فاحش خورده رو بفرار نهادند دو نفرِ معتبرین زهری
یکے صفر خاں لوٹانی دوم جام موسیانی ثابت قدمی درزیده بقتل رسیدند سردار تاج محمد و داروغه
عطا محمد که بمقابلِ لشکر مینگل رو برو استاده بودند معه هشتاد نفر بطرفِ مینگلاں حمله بردند هنوز با
اوشاں نه پیوسته بودند که لشکرِ مینگل خود بخود شکست خورده رو بفرار نهادند رفته معه لشکرِ جام صاحب
یکجا شدند مردمِ زهری و بینز نخو وغیره که پیشتر شکست خورده بودند واپس معاودت نموده با سردار
تاج محمد و داروغه عطا محمد یکجا شدند تمامی مورچه ها مینگلاں به قبضۂ اوشاں درآمدند از طرف
پائیں شاه غاسی معه سواراں و سپاهیاں پلٹن پیش قدمی نموده نزدیک آمدند از طرفِ جنوب
سواراں زاد و افغان درآمدند جنگ توپ و تفنگ هنوز جاری بود از انجا هم لشکریان مینگل
و لونڑیا جام صاحب و سردار نوردین را معه چند نفر معدود گذاشته بطرفِ زیدی گریخته رفتند
جام صاحب و سردار نوردین بمصالحه درآمده از کوه پائین شده نزدِ شاه غاسی آمدند شب را در
همان جا گذرانیده وقت صبح جام صاحب و سردار نوردین را همراه برداشته بکلات برده مقید نمودند

فیصله نمود مثو که بعد از مقتول شدن شیر دل خاں گریخته پناه بخانهٔ جام صاحب آورده بودند از پس و بیله طلب نموده به فضیحتِ تمام گشتند تابستان را در کلات گذرانیده بموسمِ خزاں خداداد خاں عزم سفر کچھی جزم نموده جام صاحب و سردار نوردین را باخود مقید برداشته براه موله در بهاگ نزول نموده سردار تاج محمد و سردار ملا محمد در انجا آمدند خداداد خاں عهد و پیمانے که با اوشاں کرده بود فراموش نموده برائے گرفتاری و کشتنِ اوشاں هر روز باشه غاسی ولی محمد در خلوت تدبیرها مے بست شاه غاسی هم با سردارانِ مذکور بغض و کینه مے داشت سبب کینه شاه غاشی با سردارانِ مشارٌ الیه آں بود که اوشاں صلاح کشتن شیر دل خاں و حاکم نمودن خداداد خاں و عهد و پیماں بمعرفت محمد خاں کرده بودند از همیں سخن شاه غاسی خیلے از سرداران آزرده خاطر مے بود از خداداد خاں نیز در نورداه به همیں سخن رنجیده بود شتران باربرداری مهیا نموده بود که بار نموده معه عیال و اطفال بطرفِ کلات بیاید در همان روز که ارادهٔ روانگی داشت که بار شود ناگهاں خبر مقتول شدن شیر دل خاں رسید از آمدنِ کلات باز ماند همراهِ خداداد خاں یکجا بکلات آمد خداداد خاں از سببِ همیں حرکت شاه غاسی که او را گذاشته مے خواست که بار شده بکلات برود نهایت آزرده خاطر مے بود شاه غاسی مذکور شب و روز در فکر بود که بچه تدبیر خداداد خاں از طرفِ خود راضی نمایم و یکدم حیله سرداراں را از پا در اندازیم چونکه خداداد خاں را مائل به بدی اوشاں دید سر رشتهٔ مطلب هر دو سخن بدستش درآمد هم خوشنودیِ خداداد خاں و هم خرابی سردارانِ سرداران مذکور بریں حال وقوف یافته بخداداد خاں گفتند که از خلوت ها هر روزهٔ شما و شاه غاسی بوئے دشمنی بمشام جان ما مے رسد اگر مثلِ سابق راه مخالفت را بهراه شما بر دیم مناسب نیست و الا اگر سکوت شده بجائے خود بنشینیم باین شیوه از طرفِ شما و شاه غاسی نقصانے بما برسد هم خوب نیست اگر ما را خیر خواهِ خود مے دانند ارادهٔ بدی ماندازند شاه غاسی را معزول ساخته خلوت ها پوشیده هر روزه را بگذارند خداداد خاں از راه مکر و فریب درآمده قسم ها بر زباں مے آورد که من دشمنِ شما نیستم و نه شاه غاسی بدخواهِ شما است ایں خلوت ها برائے دیگر کار هاست نه برائے دشمنی شماست بسخنانِ مکر و حیله سرداران را غافل نموده بصدد خرابی شیر خاں کمانیر درآمد فقیر محمد کپتان پلٹن و محمد یار خاں جیٹن را بامید هائے فراواں دلاسا نموده بمعرفتِ اوشاں سپاهیانِ پلٹن را وعدهٔ زیادتی ماهیانه داده از قبضهٔ شیر خاں برآورده معه باروت و گوله و سامان پلٹن چیزیکه بود برداشته نزدِ خداداد خاں و شاه غاسی

آمدند خداداد خاں جائے سکونت اوشاں در گوشۂ خانۂ شاہ غاسی نمود روز دویم شیر خاں کمانیر را
معہ عیال او نیز خود اخراج نمودہ بطرف سندھ اند سردار ملا محمد ہماں روز روانہ شدہ بمہتری رفت سردار
تاج محمد حرکت نہ نمودہ بر جائے خود کہ بیرون شہر بود قرار نشست روز سویم وقت صبح شاہ غاسی
ابقا نمودۂ خداداد خاں معہ پلٹن و رسالہ و عملہ برائے گرفتاری سردار تاج محمد برآمد چونکہ نزدیک
بخیمۂ سردارِ مذکور رسیدند سردارِ مومی الیہ طریق مردانگی را گذاشتہ بقید درآمد و ہمراہانش متفرق
شدہ بعضے از انہا بقتل درآمد و برخے فرار نمودہ جان بسلامت بردند تمام اسباب و سامان
سردار مذکور وغیرہ مردم بتاراج رفت قدرے کمال خاں محمد سنی مقتول گردید جامصاحب و سردار نور دین
را دو سہ روز پیشتر ازیں از قید برآوردہ بسلامِ خداداد خاں بار دادہ بودند چونکہ خبر گرفتارئے
سردار تاج محمد بملا محمد رسید از مٹری ہم روانہ شد بقندھار رفت روزہائے زمستان را
خداداد خاں در بھاگ گذرانیدہ بموسم بہار از راہِ بولان بکلات رفت بمجردِ رسیدنِ کلات
بمشورت شاہ غاسی داروغہ عطا محمد را معہ دو صد نفر پلٹن نو رواہی و پنجاہ سوار رسالہ و دو
ضرب توپ و یک غبارہ و لشکر بلوچاں رند و مگسی بطرف خاراں برائے جنگ آزاد خاں نوشیروانی
کہ در پنجگور دو قلعہ نو تعمیر نمودہ بود و بمردمِ آنجا دستِ تسلط کشادہ مال و متاع اوشاں بعنف مے برد
ملکۂ قمرانیاں سرابان کہ در حدِ خاراں است محصولِ آنرا مداماً خانانِ سلف متصرف شدہ آمدہ
اند آزاد خاں بزور غصپیدہ در قبضۂ خود درآوردہ بی بی مہ ناز دخترِ او کہ زوجۂ نصیر خاں مے بود
برخصتِ چند روزہ بخاران رفتہ بود واپس بکلات نمے فرستاد برادر زادہ شاہ غاسی را معہ لشکرات
جہلاوان بطرف واشک و پنجگور فرستادند داروغہ مذکور بخاران رفتہ اولاً قلعہ کہ باسمِ لپسر او
موسوم است محاصرہ نمود عبدالعزیز معہ لشکرِ سرابان نیز در انجا آمد چند روز قلعہ مذکور را محاصرہ
نمودند مردمان محصورین تاب نیاوردہ باماں در آمدند قلعہ را بدستِ داروغہ عطا محمد سپردند
داروغہ مشارٌ الیہ قلعہ را منہدم ساختہ عازم قلعۂ خود آزاد خاں گردید بروز دویم در انجا رسیدہ
بر سر کاریز کہ بطرفِ شمال واقع است نزول نمود ہماں روز جنگِ توپ و تفنگ در مابین
وقوع یافت آزاد خاں از قلعہ نہ برآمدہ محصور شد اطراف و جوانبِ قلعہ زمین ہموار بود کہ
ہیچ سرکوب نداشت و جائے مورچہ بستن نبود سپاہیان پلٹن بشیب زمین را معہ بیلِ کلنگ
کندہ مورچہ ہا ساختہ توپ و غبارہ را در انجا بردہ بجنگ مشغول شدند و سوارانِ بلوچ و براہوئی
برائے آوردن غلہ و گیاہ باطراف و جوانب مے رفتند غلہ و گیاہ فراوانِ بدست آمد مدت

بست روز محاصرۂ قلعه بطول انجامید داروغه عطا محمد یکهزار نفر سوار و پیاده برائے زدن کلگ
که اکثر مردم غاران در انجا جمع شده بودند فرستاد باندکِ جنگ تفنگ کلگیان شکست
خورده منهزم گشتند چند نفر از طرفین مقتول و مجروح گردید تمام مال و مویشی اوشان بتاراج رفت
پانصد نفر مرد و زن و اطفال اوشان به بندر آمد برادر زاده شاه غاسی که بطرفِ پنجگور رفته بود
اولاً به واشک رفته قلعه واشک را گرفته از طرفِ خود مردمان در قلعه گذاشته از انجا روانه شده
به پنجگور رفت مردمانِ آزاد خاں که در پنجگور بودند باماں در آمده قلعه ها را بدستِ برادر زاده
شاه غاسی سپردند خود آزاد خاں از باعثِ افتادن گوله ها عباره در قلعه به تنگ آمده چند نفر
مردم و دواب بگولۂ غبار در قلعه تلف گردیدند از راهِ مصالحه در آمده مردمانِ میانجی در میان
انداخت برائے داروغه عطا محمد پیام فرستاد که همه مطالبِ شما سرانجام شدند الا فرستادن
بی بی مه ناز باقی مانده اگر حالاً دخترِ خود را همراهِ شما یکجا بکلات بفرستیم برائے من نهایت سُبکی
و خفت است برادر زادۂ خود میر لله را معه چند نفرِ معتبرین بطریقِ ضماں بدستِ شما مے دهم شما
بکلات بروید در عقبِ شما بزودی من بی بی مه ناز را مے فرستیم هر گاهیکه بی بی مذکوره بکلات
رسید بعد ازاں برادر زادۂ مرا معه معتبرین وا گذارند داروغه مشار الیه همیں احوال گفته آزاد خاں
را معه سوارانِ تیز رفتار بطرفِ خداداد خاں فرستاد از انطرف حکم بنامش صدور یافت که سخن
صلح را بموجب گفته آزاد خاں قرار داده شما معه لشکر و سپاه روانه شده بکلات بیایند داروغه
مذکور موجب فرموده برادر زادۂ آزاد خاں را معه چند نفرِ معتبرین همراهِ خود برداشته عیال و
اطفالِ مردم کلگ که به بندر آمده بودند گذاشته معه تمامی لشکر و سپاه روانه شده بکلات آمد
آزاد خاں بخلافِ گفتۂ خود کار نموده دخترِ خود را بکلات نفرستاد معه عیال و اطفال کوچیده
بهزار جفت که در حدِ سیستان واقع است رفت برادر زاده و معتبرین او گرفتار ماندند جاجی مصاحب
و سردار نور دین هنوز در کلات بودند خداداد خاں اوشاں را خلعت داده بعزتِ تمام بمکانات
اوشاں رخصت داده سردار تاج محمد را در قید خفه نموده کُشتند نعشش را بزهری برده مدفون
ساختند در وقتِ تابستاں مردم رستم زئی در کهنک بنائے فساد را گذاشتند برائے دفع فتنه
و فساد عبد العزیز نائب مستونگ و لشکر خان کمانیر و حیات خاں رسالدار مامور شدند
رستم زئیاں در قلعۂ خود محصور گشتند حبیب خاں و راوت خاں و پسرش برائے مدد بطرف
م و در اسپلنجی رفته بودند از انجا واپس گشته به قلعۂ خود مے آمدند که ناگهاں با سوارانِ رساله

مُلاقی شدند سوارانِ رساله براوشاں تاختہ باہم درآویختند حبیب خاں وراوت خاں پسرش
معہ چند سوارِ دیگر بقتل رسیدند از طرفِ رساله نیز یک دو نفر مقتول و مجروح گشتند عبدالعزیز
کہ با رستم زئیاں راہِ محبت و دوستی داشت نمے خواست کہ دیگر نقصانے ازیں زیادہ تر باو تعلق
برسد سپاہ را از جنگ مانع آمدہ از سرِ قلعہ برخواستہ بمستونگ آمد بموسمِ خزاں ہماں سال ۱۲۸۴ھ
محمد خاں لہڑی باغی شدہ سرِ فتنہ برداشت رستم زئی و الہ ڈینا کورد را باخود متفق ساختہ
ملا محمدؐ را از قندھار طلبیدہ نزدِ خود در نرمک آورد باعث فتنہ گردید خداداد خاں شاہ غاسی
ولی محمدؐ را معہ کلہم سپاہ و دو ضرب توپ وغیارہ برائے دفع فتنہ او فرستاد درمابین اوشاں
واقع نرمک جنگِ تفنگ و توپ وقوع یافت چند نفر معدود از جانبین مقتول و مجروح
گشتند لشکر لہڑی تابِ جنگ نیاوردہ از موضع نرمگ معہ عیال کوچیدہ براہ ناگاہو عازم آں
طرف گردیدند شاہ غاسی معہ سپاہِ مقبوضۂ خود از راہِ رودبار روانۂ آں طرف گردید درمابین
منزل کرتہ و کوند لان باز لشکر لہڑی برسرِ کوہ برآمدہ بجنگ مبادرت نمودند یک گولۂ تفنگ
رائفل بگردن و گلوے حیات خاں رسید زخمی شد چند نفر دیگر نیز مقتول و مجروح گشتند آخر الامر
سپاہیاں پلٹن برسرِ کوہ بالا شدہ لشکرِ براہوئی را متفرق ساختند شاہ غاسی از میان کوہ ہا برآمدہ
برجائے کہ بنگاہ و عیالِ مردم لہڑی مے بودند آمد ملا محمدؐ و الہ ڈینا محمد خاں را گذاشتہ خود را از میان
کشیدہ بسوے رفتند محمدؐ خاں لہڑی نیز بعجز درآمدہ بسلام آمد شہ غاسی او را مقید نمودہ بڈاڈر
رفت وریں روز ہا بلوچ خاں نوشیروانی در قلعۂ خاران برجائے آزاد خاں سکونت مے داشت
عرصہ را خالی یافتہ معہ سوارانِ مجبر واز انجا روانہ شدہ دہِ سوراب را تاراج نمودہ سالم و غانم
واپس رفت بعد ازاں خداداد خاں داروغہ عطا محمدؐ را معہ چند سوار عملہ زاد و افغان برائے حفاظت
باغبانہ و خضدار فرستاد داروغہ مذکور مدتِ یک دو ماہ در باغبانہ و خُضدار گذرانیدہ از ہیچ
طرف حرکتے واقع نہ شد واپس بکلات آمد شاہ غاسی از ڈاڈر گذشتہ بہ بھاگ رفت محمد خاں
لہڑی درانجا در قید وفات یافت بعد از منقضی شدن روزہائے زمستان شہ غاسی بکلات
رفت ۔ باز در ۱۲۸۵ھ درمابینِ خداداد خاں و جام صاحب بہ ملکیہ میر کمال خاں فتنہ برپا
گردید جام صاحب و سردار نور دین و بلوچ خاں نوشیروانی و الم خاں و درویش عمرانی نیز ہمراہِ
اوشاں بودند با لشکراتِ خود عازمِ خضدار و باغبانہ گردیدند خداداد خاں بہ نفس خود معہ سپاہ
سوار و پیادہ بعزمِ مقابلہ از کلات برآمدہ بہ باغبانہ آمد در گوشۂ خانہ ہائے میر کمال خاں

نزول نمود جام صاحب نیز معہ لشکر خود در ہماں روز وقت ظہر بر درۂ جو کہ کوکہ درما بین
خضدار و باغبانہ واقع است آمد ہماں وقت درما بین جنگ توپ و تفنگ جاری شد بگولۂ
رنفل یک دو نفر سپاہی خداداد خاں مقتول و مجروح گردیدیکد و راس اسپ و شتر زخمدار
شدند مدتِ پنج شش روز جنگِ توپ و تفنگ شب و روز جاری بود غالب از مغلوب
امتیاز نمے یافت خداداد خاں کہ در تمامی عمرِ خود مرتکب ہیچ جنگے نہ شدہ بود از آوازِ توپ
و تفنگ ہراسیدہ براہِ صلح در آمدہ شہ غاسی ولی محمد را برائے مصالحہ اشارہ فرمود شاہ غاسی
موجب فرمودۂ او معہ سہ چہار نفر بطرفِ جام صاحب روانہ شد ازاں طرف جام صاحب و
الہ ڈینا کوروکہ ہمراہِ لشکر جام صاحب مے بود از مکانِ خود روانہ شدہ درمیانِ ہر دو لشکر
اوشاں و شاہ غاسی فرود آمدہ باہم سخن درمیان آوردند بعد از گفت و گوئے بسیار سخن را
بر دادنِ ملکیۂ میر کمال خان بجام صاحب قرار دادند جام صاحب نیز از سرِ ستیزہ گذشتہ
بر دادنِ ملکیۂ مذکور راضی شد شاہ غاسی در نزدِ خداداد خاں آمدہ کاغذِ واگذاشت ملکیۂ مذکور
بطریقِ عہد و پیمان نوشتہ برائے جام صاحب فرستادند روزِ دویم وقتِ صبح جام صاحب
معہ لشکرِ خود کوچیدہ بہ بیلہ رفت بعد از چند روز خداداد خاں ہم روانہ شدہ بکلات آمد در
تابستاں ہماں سال ہیرسین صاحب بفرمودۂ کمشنر میر بود برائے بندوبستِ بلوچستان
مامور گردیدہ بود برائے جام صاحب و تمامی سردارانِ کوہستان کاغذات نوشتہ کہ شما تمام
جمع شدہ بیائند جام صاحب و سردار نور دین و سردار ملا محمد الہ ڈینا کوروبجا در بیلہ جمع
شدند بہ تقدیر ازلی شخصے فقیر کہ از جیکب آباد ہمراہِ ملا محمد و الہ ڈینا کوروبجا آمدہ بود معلوم
نیست کہ بچہ سبب واقع بیلہ وقتِ شب بر بالین الہ ڈینا آمدہ شمشیر از رفیقانِ خود الہ ڈینا
برداشتہ یک زخم شمشیر بر گردنِ پسرِ الہ ڈینا کہ نزدیک الہ ڈینا خفتہ بود زد بہماں زخم سر او از
تنش جدا ساخت دو سہ زخمِ شمشیر پیوستہ بر پشتِ الہ ڈینا کہ مانند پشت گاو بود زد لیکن
چنداں اثر نہ کردند نیز احمق ایں قدر نمے دانست کہ الہ ڈینا بغیر از گولۂ توپ بشمشیر و تفنگ
ہرگز نمے میرد الہ ڈینا بر مردمانِ رفقائے خود بانگ زد پسر دوم او از خواب برجستہ بر فقیر
حملہ نمود فقیرِ مذکور یک زخمِ شمشیر بر رخسارۂ او ہم زد البتہ قدرے بریدہ چنداں کارگر نہ شد
آخر الامر پسر الہ ڈینا فقیر را بر زمین زد دیگر مردمان از چپ و راست رسیدہ پسر را از بالائے
فقیر دور ساختہ فقیر را بقتل رسانیدند جام صاحب الہ ڈینا را برائے معالجہ زخم بالیش در بیلہ

گذاشته خود او و سردار نور دین و ملا محمد روانه شده بخضدار آمدند هریسن صاحب پیشتر در
خضدار آمده بود و سردار آزاد خاں نیز از هزارجفت بخاران آمده بود موجب فرموده هریسن او نیز
در خضدار آمد هیرنس مذکور با اوشاں ملاقات نموده با وشاں گفت که من پیشتر بکلات
میروم شما در عقب من روانه شده بکلات بیایند ایشاں در عقب هریسن روانه شده براه
زهری به گیپتو که نزدیک بکلات است رفته منزل ساختند خداداد خاں از آمدن اوشاں
که با مردم بسیار جمع شده آمده بودند هراسید شاه غاسی ولی محمد و داروغه عطا محمد رامعه
گلهم سپاه خود بحسن لالو که درمابین کلات و گپنو واقع است فرستاد نزدیک بود که آتش فتنه
برافروخته گردد لیکن هریسن درمیان آمده آتش فتنه و فساد را فرونشانید جا مصاحب و غیره
تمامی سرداراں راپے آنکه کدام بند و بست درمابین واقع گردد واپس بمکانات شان بر
گردانید هر یکے اوشاں متفرق شده بمکاناتِ خود رفتند مدتِ یک دو ماه هریسن در کلات
گذرانیده براه مستونگ و بولان روانه شده بجیکب آباد رفت خداداد خاں شاه غاسی ولی محمد
رامعه کلهم سپاهِ خود مستعد ساخته آوازهٔ رفتن بملک کچھی انداخته داروغه عطا محمد رامعه یکصد
نفر پلٹن و پنجاه سوار عماله و یک ضرب توپ و یک غباره برائے تحصیل مالیه ملکِ کیچ مامور
ساخته فرستاد در عقبِ او شاه غاسی ولی محمد روانه گردید چونکه به انجیره رسید عنانِ عزیمت
بطرفِ وڈ معطوف ساخت سردار نور دین در وڈ حاضر نه بود بطرفِ سارڈره رفته بود
جا مصاحب در بیله مے بود چونکه شاه غاسی در وڈ دار و گردید مردمِ مینگل عیال و مال
خود را شبا شب برداشته هر یکے بطرفے متفرق گشتند شه غاسی دهاتِ وڈ را آتش زده
سوخته منهدم ساخت غلهٔ فراواں برائے گذران بدستش آمد جا مصاحب و سردار نور دین
از آمدنِ شه غاسی مخبر شده فراهمے لشکرِ خود نموده روانه شده به وڈ آمدند در برابر اردو
شاه غاسی فرود آمدند درمابین فریقین جنگِ توپ و تفنگ جاری گردید چند روز پیوسته
جنگ امتداد داشت شاه غاسی برائے داروغه عطا محمد که هنوز در کولواه بود کاغذ نوشت
که شما بطرفِ کیچ نروید لشکر میروانی و بیزنجو را جمع نموده بطرفِ ما بیائند کاغذاتِ خداداد خاں
نیز درباب آمدنِ بوڈ بطرف شاه غاسی برائے داروغه مذکور صدور یافتند نامبردهٔ لشکرات
میروانی و بیزنجو را جمع نموده برداشته بجاؤ آمد درانجا خبر رسید که مردم بندلان براهوئی مینگل
جا مصاحب و سردار نور دین را تنها گذاشته فرار شده بمکاناتِ خود رفتند جا مصاحب و

سردار نور دین لاعلاج شده از انجا روانه گردیده بجدود بیله آمده عیال و اطفالِ خود را
براورده بکوه شرقی بیله رفت عیال را در انجا گذاشته خود او بکراچی نزد کمشنر میریو در
باُمیدِ خوبی و احسان رفت کمشنر مذکور جام صاحب را بسیار تلافی و خاطر جمعی داده باو فرمود
که عیال هائے خود را از کوه در اینجا بیارید جام صاحب بموجبِ فرمودهٔ او شتران معه مردمانِ
خود برائے آوردنِ عیال فرستاد مردمانِ مذکور عیال و اطفالِ جام صاحب را بر داشته
بکراچی بُردند سردار نور دین در کوهِ مذکور مانده بکراچی نه رفت چونکه عیالِ جام صاحب
واردِ آنجا گردید میریو در بخلافِ عادتِ بزرگان و حاکمان جام صاحب را معه عیال مقید
نموده بحیدر آباد سنده فرستاد شاه غاسی بعد از شکست لشکرِ جام صاحب از وڈ روانه شده
به بیله آمد داروغه عطا محمد همراهِ او در حدود بیله یکجا شد از عدم وستیابے غله و اجناس کار سپاه
و لشکر بنهایت تنگ شد سپاهیان پلٹن از باعث گرسنگی جمع شده خیمه را بر سر شاه غاسی انداختند
نزدیک بود که همراه او دست انداز شوند شه غاسی اوشان را خاطر جمعی داده غله و اجناس از سمت کراچی و
خضدار و باغبانه طلبانید تا هنگامِ آمدنِ اجناس چند رمهٔ گوسفندان از بنیزنجوان خریده تقسیم نموده بسپاهیان
داد لشکرِ مردم بلوچان کچهی وغیره را رخصت داده تا بمکاناتِ خود رفتند داروغه عطا محمد بکلات رفت شاه غاسی
ایام زمستان را در بیله گذرانیده بوقت بهار بکلات رفت برادرزاده خود را معه شکر خان
کپتان پلٹن نور واهی در بیله گذاشت کمشنر میریو دجام صاحب را از عیال و اطفال جدا ساخته
معه دو نفر ملازم او یکے ولی داد دویم ملا حسن به پونا وستاره فرستاد و در ۱۲۸۶ھ خداداد خان
داروغه عطا محمد را معه دو کمپنی پلٹن که عبارت از دو صد نفر باشد و صد سوار رساله و پنجاه
سوار عمله معه یک توپ و یک عباره برائے بندوبست ملک پنجگور و کیچ فرستاد داروغه
مشارٌ الیه واردِ پنجگور گردید بندوبست پنجگور را بوجه احسن سرانجام نموده عیال و اطفالِ
خود را در انجا گذاشته خود او معه سپاهیانِ پلٹن و رساله وغیره برائے بندوبست کیچ روانه
گردیده به بلیده منزل ساخت دو قلعه که بدستِ نوشیروانی بودند از وشان گرفته مردمان
از طرفِ خود در انجا مقرر نموده بدستِ اوشان داد کاغذِ خداداد خان بنامش صدور
یافت که هرلیسن صاحب برائے بندوبستِ سرحداتِ کیچ مکران که در قبضهٔ ایرانی
در آمده بودند بدانطرف از بندر گوادر مے آید باید که شما و فقیر محمد نائب کیچ همراه هرلیسن
مذکور بروید داروغه عطا محمد دیگر سپاهیانِ پلٹن و رساله و عمله را معه توپ و عباره بطرفِ

کیچ فرستاد خود او معہ پنجاہ سوار رسالہ از بلیدہ عازمِ آنطرف گردید فقیر محمد پیشتر ازیں باستقبالِ ہربسن صاحب بگوادر رفتہ بود داروغہ مومی الیہ بکلات تک رسیدہ باہی خاں سردارِ کیچ راہمراہِ خود بہ داشتہ عازمِ آنطرف گشتند در منزلِ چانب ہمراہ ہربسن صاحب ملاقی شدہ از انجا یکجا بہ بم پور رفتند در بم پور معہ جنرل گولڈ سمتھ صاحب کہ ہمراہِ مرزا معصوم خاں از طرفِ ایران آمدہ بود ملاقات نمودند از جائے اوبر خواستہ با میرزا معصوم خاں و سرتیپ ابراہیم خاں ملاقات نمودند روزِ دویم جنرلِ گولڈ سمتھ میرزا معصوم خاں و ابراہیم خاں برائے ملاقات بر جائے اوشاں آمدند بعد از ملاقات صاحبانِ مذکور در بابِ سرحداتِ ملکِ کیچ با میرزا معصوم خاں و سرتیپ ابراہیم خاں گفت و گو نمودند لیکن ایرانیاں مذکور بسخنِ درست نیامدند از دادن بعضے دہاتِ کیچ کہ در قبضۂ اوشاں در آمدہ بودند ندادند بعد از یک ہفتہ ہربسن صاحب و داروغہ عطا محمد از بم پور واپس مراجعت نمود از راہِ سرباز بہ تمپ آمدند ہربسن صاحب از تمپ جدا شدہ بگوادر رفت داروغہ عطا محمد و فقیر محمد بہ کیچ آمدند جرنیل گولڈ سمتھ معہ میرزا معصوم خاں بگوادر آمد باز دفعۂ دویم کاغذ ہیربسن صاحب برائے داروغہ عطا محمد آمد کہ شما ہمراہ معتبرین روانہ شدہ بہ گوادر بیائید داروغۂ مذکور معتبرانِ آنجا را چنانچہ فقیر محمد و باہی خاں سردارِ کیچ و گاجیان سردارِ پنجگور معہ چند نفرِ دیگر بگوادر رفت از سرِ نو با جرنیل گولڈ سمتھ ہربسن ملاقات نمودند جرنیل مذکور و ہربسن داروغہ عطا محمد و غیرہ معتبرین را خلعتے فراخورِ حالِ ہر کسے دادہ بطرفِ کیچ رخصت نمودند جرنیل گولڈ سمتھ ہربسن بجہازِ آتشی سوار شدہ بکراچی رفتند میرزا معصوم خاں واپس بایران رفت داروغہ عطا محمد در کیچ دارد گرد یدۂ مالی آنجا را در قیدِ تحصیل در آوردہ سوارانِ رسالہ را از سبب عدمِ موجودی علف بکلات فرستاد یک کمپنی پلٹن را معہ توپ و عبارہ بمعرفتِ فقیر محمد در کیچ گذاشتہ خود اوبطرفِ پنجگور رفت روز ہائے تابستان را در پنجگور گذرانیدہ باز بہ کیچ آمد مراد گچکی سردارِ تمپ از ادائے مالیہ سرباز زدہ بود او را سربراہ نمودہ مالیہ از و باز یافت نمود فقیر محمد نائب کیچ از آمدنِ داروغہ عطا محمد بہ ملکِ کیچ افسردہ خاطر گشتہ قلعہ تربت را کہ پیشتر بدستِ او بود بدستِ داروغۂ مذکور دادہ خود بجاؤ دادراں رفت در عوضِ سوارانِ رسالہ یک صد نفر پلٹن از کلات آمدند داروغہ عطا محمد عیال و اطفالِ خود را از پنجگور بہ کیچ طلبیدہ آوردہ در قلعہ تربت سکونت ورزید مالیۂ آنجا را بوجہ خوب بوصول مے آورد خداداد خاں در ۱۲۸۷ھ بہ ملکِ کچھی رفتہ بود در ایامِ تابستان از کچھی براہِ بولان روانہ شدہ بہ مستونگ آمد اکثرے ملکیہ براہویان

سکنهٔ مستونگ را بزور و جبر غصبیده در تحتِ تصرفِ خود در آورد براهویان مذکور خیلے آزرده خاطر گردیده بنائے فتنه و فساد را باہم سنجیده مے خواستند که با خود خداداد خاں دست انداز شوند لیکن قابو نمی یافتند خداداد خان از مستونگ روانه بطرفِ کلات گردید براهویانِ سکنهٔ مستونگ چنانچه محمد شهی و شهوانی و لهڑی در مستونگ فساد و فتنه را برپا نموده بر شهر و قلعهٔ مستونگ حمله آوردند قلعه را بدست آورده جانشین آنجا گریخته بخانه سیدان پناه برد اسپان مادهٔ گله خداداد خاں که جمله دو صد راس مے شدند همه گوسفندان او بدست مردم براهوی در آمد چونکه این خبر نزد خداداد خاں بکلات رسید شاه غاسی ولی محمد را معه کلهم فوج برائے مجادله بمستونگ فرستاد چونکه شاه غاسی بمنگچر رسید مردم براهوی از آمدنِ او خبردار شده هشتاد سوار برگزیده براهویان بعزم جنگ از مستونگ بر آمده وقتِ شب در حدِ کهنهٔ مستونگ و بدرنگ که مابین منگچر و مستونگ است رسیدند بر سرِ راه کمین کرده براسپانِ سوار استادند وقتِ عصر شاه غاسی از منگچر کوچیده وقتِ خفتن به کهنهٔ مستونگ و بدرنگ رسید سواران براهوئی بیکباره بر سوارانِ رساله که پیشتر مے آمدند حمله نمودند با سوارانِ رساله در آویختند چند سوار رساله را مقتول نمودند و بعضے از آں ها را مجروح ساختند بضربِ شمشیر سواران رساله را متفرق ساختند سواران عمله لانگوان که بدنبال رساله مے آمد در آں ها آویختند بعضے را کشتند و مابقیه آنها را منهزم ساختند شکست در تمامے فوج افتاد هر کسے بطرفے فرار شد شاه غاسی معه سپاهیان پلٹن وغیره در عقب مے آمد در هر جائے که بود شب در همانجا گذرانیده فقیر محمد کماندار پلٹن گریخته برابر بکلات رفت بعد از شکست سواران براهوی مظفر و منصور مراجعت نموده بمستونگ رفتند وقتِ صبح شه غاسی سپاه شکسته را باز جمع نموده از انجا روانه شده رو بطرفِ مستونگ نهاده در حدِ سر کماں رسیدند باز سوار و پیادهٔ براهوئی از مستونگ بر آمده به سر کمان آمدند جهانگیر پسر محمد خاں لهڑی با لشکرِ خود نیز آمده همراهِ اوشاں یکجا شده بود چونکه لشکرِ براهوئی با فوج شه غاسی ملاقی شد بلا درنگ حمله نمودند هر چند که از انطرف شلک توپ و تفنگ دادند براهویان پا از حمله نداشته با شمشیر ہائے آهیخته با فوج در آویختند و داد مردمی داده بضربِ شمشیر کلهم فوج خداداد خاں را شکسته منهزم ساختند بسیار مردمِ سپاه بقتل رسید و بعضے مجروح گشتند خود شه غاسی را در میان آورده دو سه زخم شمشیر بر پشت و دوشِ او زدند اسپ شه غاسی رم خورده او را بزمین انداخت براهویان او را حلقه نموده درمیان آوردند دیگر تمام سپاه متفرق شده بود مگر چند نفرِ سپاهی بر سرِ یک توپ استاده بودند معتبرین براهوئی باہم مشورت نمودند که شه غاسی را همراه گرفته همان

توپ را بدست آریم بعد ازاں شہ غاسی بدست ما است ہر چہ ہمراہِ او بکنیم اختیار بدستِ ما است شہ غاسی را پیادہ در روے خود انداختہ بطرفِ توپ نہادند چونکہ نزدیک بہ توپ رسیدند سپاہیاں پیشتر ایں توپ را بچھرۂ پر نمودہ استادہ بودند باوشاں یقین شد کہ براہویاں ما را ہرگز زندہ نخواہند گذاشت از خوفِ جان توپ را آتش دادند ہماں یک توپ معتبرینِ براہوی چنانچہ جہانگیر لہڑی و شربت خاں بنگل زئی و سید خاں سید زئی و مبارک خاں شہوانی و چند نفر دیگر بقتل رسیدند و شہ غاسی فرصت یافتہ خود را بر سرِ توپ رسانیدہ با سپاہیاں یکجا شد باقی مردم براہوی بیدست و پا شدہ لاش ہائے مقتولاں خود را برداشتہ بطرفِ مستونگ رفتند فاعتبروا یا اولی الابصار[ك] سبحان اللہ بیک دم زدن بازی رفتہ باز بدست آمد مردم متفرقہ سپاہ باز بر سر شہ غاسی جمع شدہ از انجا روانہ شدہ بہ مستونگ رفتند براہویاں مستونگ را نیز گذاشتہ رفتہ بودند درہمیں جنگ از طرف خداداد خاں حیات رسالہ دار و شیر خاں کپتانِ توپخانہ و رحیمداد سردار لانگو و سپاہیاں بے نام و نشاں بسیار مقتول شدند و بسیار زخمی گشتند شہ غاسی در مستونگ متوقف شدہ بمعالجۂ زخم ہائے خود پرداخت براہویانِ مذکور باز فراہمے لشکرات نمودہ بطرفِ ڈاڈر رفتند ولو نام شخصے از طرفِ خداداد خاں بہ عہدۂ نیابت آنجا مقرر بود خود را مردِ میدان دانستہ بمقابلہ پرداخت براہویاں از چہار طرف بر شہر ڈاڈر ہجوم نمودہ ولو را زندہ بدست آوردہ بفضیحت تمام کشتند شہر ڈاڈر را بتاراج رسانیدہ بہ بھاگ رفتند بھاگ و گنجابہ و کوٹڑہ یعنی تمام شہرہائے کچھی را بدست آوردند چونکہ احوالِ ایں فتنہ بملا محمد و سردار نور دین کہ نزدِ امیر شیر علی خاں رفتہ بودند رسید بلا فرصت از انجا روانہ شدہ خود را در بلوچستان رسانیدند سردار ملا محمد بہ کچھی رفت سردار نور دین از خاران گذشتہ بہ وڈ آمد پیش از آمدنِ سردار نور دین علیخاں جاموٹ لشکرِ لاسی را جمع نمودہ معہ برادر زادہ شہ غاسی ولی محمد و شکر خاں کمانیر پلٹن نور واہی کہ در بیلہ بودند مجادلہ نمودہ بود لیکن مردمِ لاسی شکست یافتہ بسیار مردمِ اوشان مقتول و مجروح شدہ بودند چونکہ سردار نور دین داردِ وڈ گردید برائے علیخاں نوشت کہ شما مردم لاسی را فراہم نمودہ آمادۂ باشید من مردمِ مینگل را جمع نمودہ بہ بیلہ مے آیم دریں روزہا شکر خاں کمانیر بکلات بموجب طلبِ خداداد خاں معہ پلٹن مقبوضۂ خود رفتہ بود در بدلی آں دو صد نفر سپاہیاں پلٹن جنگی معہ حسن خاں کپتان در بیلہ مے بودند چونکہ آوازۂ آمد آمدِ سردار نور دیں و علیخاں بہ بیلہ گرم شد

ك. اے صاحبان نظر با عبرت گیرید۔

برادرزاده شه غاسی پے آنکه جنگ وجدلے درمابین واقع شود بوا همه خالی سپاهیان را
معه توپ ها و غباره در بیله گذاشته عیالِ خود را وقتِ شبے برداشته براهِ لک به جاؤ رفت۔
ازانجا میروانیاں او را معه عیالش بمشکلے رسانیدند بعد از رفتن او سپاهیان بیدل شده هر یکے بطرفے
گریختند سپاهیان توپ خانه معه توپ ها و غباره در بیله ماندند حسن خاں کپتان بطرف کولواه فرار
شده رفت یک مردم سید که همراهِ او بود کپتانِ مذکور را کشته اسپ و سامان اسلحه او را متصرف
شد بعد از فرار شدنِ برادرزاده شه غاسی و سپاهیانِ سردار نور دین و علیخاں آمده بیله را به قبضه
خود درآوردند سپاهیانِ توپخانه مطیع و منقاد شده توپ ها و غباره را بدست سردار نور دین سپرده
به نوکرے سردارِ مذکور درآمدند چونکه احوالِ فتنه و فسادِ براهویاں در ملکِ مستونگ و کچهی و
بیله بسمعِ مردمِ کیچ رسید اوشاں نیز سر لفتنه برداشته همراهِ داروغه عطا محمد مقابله نمودند همراهِ
داروغه مذکور سه کمپنی پلٹن و پنجاه سوار عمله یک ضرب توپ و غباره مے بودند مردمانِ تمام هات
کیچ چنانچه بلیده و تمپ و ناصر آباد و دشتِ و کولانچ که تخمیناً دو هزار نفر مے شدند جمع شدند شبِ
اول داروغه عطا محمد معه سپاهیانِ مقبوضهٔ خود از تربت وقتِ خفتن برآمده بطرفِ قلعهٔ باهی خان
روانه گردید لیکن مردمان کیچ پیش از رسیدن او در مابین قلعهٔ باهیخان و قلعه گوشتنگ در کاریزات
کمین کرده نشسته بودند بجنگِ تفنگ مبادرت نمودند تمام شب الیٰ وقت صبح تفنگ جنگے
قائم بود بارانِ رحمت الهی نیز از فوق باریدن گرفت روز دویم وقتِ صبح مردمِ کیچ لشکرِ خود
را نصفاً نصف نموده نیمه بمقابلِ سپاهیانِ داروغه عطا محمد گذاشته نصفه دیگر را اللّٰه نوشیروانی
برداشته بطرفِ قلعه تربت که عیال و اطفالِ داروغه مذکور معه علی خاں پسر نائب ملا رحیم داد
با چند نفرِ سپاهی معدود در انجا مے بودند در نخلستان ها پوشیده بداں طرف رفتند در مابین اوشاں
و علی جان جنگ تفنگ شیوع یافت چونکه آواز تفنگ که در قلعه تربت زده مے شدند بگوش
داروغه عطا محمد رسید بلا درنگ معه کلهم سپاهیان بر سرِ مردمان کیچ که در نخلستان گرداگرد قلعه تربت
محاصره نموده بودند حمله آورد لشکرِ غنیم تاب نیاورده هزیمت یافته گریختند بشلک تفنگ شش یا هفت
نفر معه دو نفر کچکیاں ها بلیده مقتول شدند خود کلهٔ زخم گولهٔ تفنگ که به بازوے او رسیده بود
زخمی شد چند نفرِ اوشاں در کاریزها خزیده جان بسلامت بردند ازیں طرف یک نفرِ سپاهی
پلٹن مقتول شد و سه نفر زخمی گشتند بعد از شکست مردمانِ کیچ داروغه عطا محمد معه سپاهیان
در قلعه عنونترِ بت آمد سپاهیان در پختنِ نان مشغول شدند از وقتِ ظهر مردمِ کیچ جمع شده گردِ قلعه

بفاصلهٔ گولهٔ توپ آمدند باز درمابین جنگ وقوع یافت مدتِ بست و پنج روز جنگِ تفنگ و توپ
امتداد یافت بسیار مردم از طرفِ کیچیاں مقتول و مجروح گردید ازیں طرف یک نفر سپاهی پلٹن
و یک نفر گله بان بقتل رسید و چند نفر دیگر زخمدار شدند درہماں اثنا کاغذِ خداداد خاں بنام داروغه
عطا محمد صادر شد که شما ملک کیچ را بدست باہیخاں داده خود شما معه سپاه روانه شده بکلات بیائید
که مارا درینجا کارہائے بسیار رو نموده اند داروغه مشار الیه بموجب فرموده جنگ را معه باہیخاں و
مردم کیچ موقوف نموده از مضمونِ کاغذ خداداد خاں باوشاں اطلاع داده مردانِ کیچ معه باہیخاں
ازیں سخن خشنود شده بسلام آمدند داروغه عطا محمد باوشاں گفت که من بموجبِ فرمودهٔ خداداد خاں
آماده برفتنِ کلات مے باشم از طرفِ خود علی جان را به نیابتِ اینجا مقرر نموده بدستِ شما میدہم
اورا نائب ایں ملک دانسته بصلاح او کار ملکی و مالی بجا آرید باہیخاں وغیره معتبرین کیچ قبول نمودند
بعد ازاں داروغه از اوشاں خرچ راه و شتران باربرداری گرفته معه کلهم سپاہیاں و توپ و عباره عازم
کلات گردید چوں بمشکے رسید درانجا معلوم شد که سردار نور دین بعد از گرفتن بیله معه دو توپ و عباره
که در بیله مانده بود معه لشکرِ مینگل بخضدار رفته قلعهٔ آسنجار امحاصره نموده بجنگ قیام دارد آوازهٔ
آمدنِ آزاد خاں بطرفِ سردار نور دین نیز مسموع مے گردید چونکه داروغه عطا محمد بسوراب سید
آزاد خاں از عقب او از گریشه گذشته به باغبانه رفت کاغذِ خداداد خاں بنام داروغه عطا محمد ورود یافت
که خود شما معه سپاہیاں ہمراہی خود در سوراب بمانید عیال و اطفالِ خود را بکلات بفرستید برائے
شما دیگر سپاه تازه دم و گوله و بارود که در جنگ کیچ صرف شده اند میفرستیم بعد ازاں شما برائے
مجادلهٔ آزاد خاں و سردار نور دین به باغبانه و خضدار بروید داروغه مذکور بموجبِ فرموده عمل
نموده عیالِ خود را بکلات فرستاد خود معه سپاه در سوراب متوقف گردید بعد از جنگ سرکمان
و زخمی شدنِ شه غاسی و رفتنِ لشکرِ براہوئی بملکِ کچھی و بدستِ آوردنِ کچھی که ہنوز شه غاسی از سبب
عدم درستی زخمہا در مستونگ مے بود خداداد خاں محمد خاں وکیل را معه شکر خاں کمانیر و رساله
و عمله برائے دفعه فتنه و فساد براہوئیاں به کچھی مامور فرموده بود اوشاں از کلات روانه شده
به زہرے رفته بودند از انجا براهِ نریلک به کچھی شتافتند سمندر لہڑی که در گنجابه و کوڑه قیام
داشت معه بعضے مردم براہوئی برائے مقابله اوشاں به کونبی آمد باندک جنگے شکست خورده
به بهاگ رفتند محمد خاں و شکر خاں نیز گذشته رو بنهادند بطرفِ بهاگ گردیدند براہویاں شهرِ بهاگ
را نیز گذاشته بسحاجی و متهری رفتند درمابینِ محمد خاں و شکر خاں و براہویاں مرداں برائے

صلح داشتی رفت هو آمده می کردند محمد خاں بے اجازت وگفتهٔ خداداد خاں راغبِ صلح شد سخنِ صلح
را بر رفتنِ جیکب آباد نزدِ صاحبان انگریز قرار داد محمد خاں شکر خاں را معه سپاه در بهاگ گذاشته بخود
بجیکب آباد رفت سردار ملا محمد وغیره براهویاں بدنبال محمد خاں عازمِ جیکب آباد گشتند فیر صاحب وغیره انگریزان
سردار ملا محمد و براهویاں را از آمدنِ جیکب آباد مانع شدند اوشان ناامید شده واپس مراجعت نمودند پیش از آمدنِ
اوشان شکر خاں بر حال اوشان مطلع گردید معه سپاه از بهاگ شباشب روانه شده به حاجی سوفت بر سر براهویاں که در انجا
جمع بودند حمله بر و شباک توپ و تفنگ لشکرِ براهویاں را متفرق نموده بعضے مقتول و برخے مجروح شده فرار گشتند شکر خاں
مظفر و منصور مراجعت نموده به بهاگ آمد خداداد خاں از باعثِ صلاحیت محمد خاں خیلے آزرده خاطر گشته از
محمد خاں نفور شد برائے بندوبستِ ملک کچھی شه غاسی ولی محمد را که زخم هایش التیام یافته بود
مامور ساخت به کچھی فرستاد شه غاسی در ملک کچھی وارد شده به انتظام آں مشغول گردید کاغذِ میر بودر
کمشنر سنده بنامِ خداداد خاں مورود یافت نوشته بود که شاه غاسی ولی محمد را بجیکب آباد حکم آمدن
فرمائید ما براهویاں را برائے صلح و بندوبست خواهیم طلبید خداداد خاں بموجب نوشته میر بودر
شه غاسی را اشارهٔ رفتنِ جیکب آباد نمود شه غاسی روانه شده بجیکب آباد رفت کمشنرِ مذکور
سردارانِ براهویاں را در انجا طلبید تمام جمع شده بجیکب آباد رفتند برائے سردار نور دین هم کاغذِ
طلب نوشت مشار الیه نه رفت لیکن از محاصره خضدار دست باز داشته روانه شده به وڈ رفت
آزاد خاں از باغبانه چیزے مال و مویشی بدست آورده بمکانِ خود رفت کمشنر میر بودر مابین
شه غاسی و سرداران براهوی صلح نموده هریسن صاحب را همراه شه غاسی به کچھی فرستاد سرداران
را بمکاناتِ شان رخصت نمود هریسن صاحب و شه غاسی چند روز در گنجابه نشسته لشکرِ رند و
مگسی را با خود برداشته از راه مولہ بعزمِ جنگِ سردار نور دین بخضدار آمدند خداداد خاں برائے
داروغه عطا محمد که در سوراب بود فرمان نوشت که شما هم معه سپاهِ مقبوضهٔ خود برائے مددِ شاه غاسی
بخضدار برسید نام برده عازمِ آنطرف گردید لیکن سردار نور دین در رفتنه را مسدود نموده باطاعت
در آمد دو ضرب توپ و یک غباره که بدستش در بیله در آمده بودند با خود برداشته در فیروز آباد
آورده بدستِ شه غاسی سپرد و هم از سرِ ستیزه گذشته سردار نور دین را العزت برداشته از
خضدار معه هریسن صاحب روانه شده به باغبانه آمدند از انجا اوشاں و داروغه عطا محمد یکجا
شده بکلات رفتند مزاجِ خداداد خاں از سببِ صلح که شاه غاسی با براهویاں کرده بود منحرف
شده از شه غاسی نفور گشت در پے خرابی شه غاسی در آمد صلاح کشتنِ شه غاسی را با شکر خاں

کمانیر و صالح محمد و گل محمد منشی درمیان آورد یکے از مردمانِ حرم سرا که خیرخواهِ شه غاسی بود برین حال وقوف یافته شه غاسی را اطلاع نموده بمجردِ شنیدنِ شاه غاسی براسپ سوار شده نزد هرپین صاحب رفت احوال را سربسته بیان نمود هرپین از شنیدنِ این سخن بخشم در آمده از خداداد خان آزرده خاطر گردیده وقتِ ظهر سوار شده نزد خداداد خان آمد سخن را درمیان آورده خداداد خان انکارِ مطلق نمود که من هرگز ارادهٔ کشتنِ شه غاسی نکرده ام هر کسے این سخن را گفته افترا و دروغ است هرپین صاحب سخن خداداد خان را قبول نکرده باو گفت که شکر خان و صالح محمد و گل محمد را از نوکری خود اخراج سازید والا من شه غاسی را برداشته همراهِ خود بجیکب آباد خواهم برد خداداد خان از اخراج نمودن شکر خان و منشیان مذکور به جواب پرداخت هرپین صاحب بمکانِ خود رفت روز دویم عیال و اطفالِ شه غاسی را از شهرِ کلات بار کنانیده در گوشهٔ اردوے خود جائے داد شترانِ باربرداری بدست آورده ارادهٔ رفتن نمودند خداداد خان رفتنِ هرپین را بخشم و بردن شه غاسی از مصلحت خارج دید نزد هرپین رفته اخراجِ شکر خان و منشیان را طوعاً و کرهاً قبول نمود روز دویم هرپین شه غاسی را همراهِ خود بیجا نزد خداداد خان آورد خلعت گرفته پوشانید شکر خان و منشیان را از نوکرے اخراج نمودند شکر خان بمستونگ و منشیان به بهاگ رفتند هرپین خداداد خان را معه خود به بردن کچهی آماده ساخت داروغه عطا محمد را خلعت پوشانیده معه محمود خان پسرِ خداداد خان را در کلات گذاشتند چونکه به کچهی رسیدند بموجبِ نوشته و طلبِ کمشنر میرلود برائے ملاقاتِ لارڈ صاحب فرمانفرمائے هندوستان بجیکب آباد رفتند از انجا روانه شده بسکهر برائے ملاقاتِ لارڈ مذکور شتافته ملاقات نمودند از طرفِ لارڈ صاحب خلعت هائے فاخره یافته بجیکب آباد آمدند شکر خان و دو نفر منشیان را در انجا طلبیده مقید نموده به هندوستان بردند خداداد خان از سبب مقید شدنِ شکر خان و منشیان از صاحبانِ انگریز و شه غاسی بغایت کوفته خاطر گردیده چونکه بکچهی آمد سخنانِ دشمنی و نقصانِ شه غاسی علانیه بر زبان مے آورد و در هر کار مخالفت پیش مے گرفت هرپین ازین رفتارِ خداداد خان رنجیده خاطر گردیده شه غاسی را همراه برداشته بجیکب آباد رفت بعد از روانه شدنِ اوشان خداداد خان هم روانه شده بکلات رفت سردار نور دین را استمالت نموده همراهِ خود بکلات آورد بعد از یک دو ماه سردار مذکور را خلعت داده برائے بندوبستِ ملک بیله فرستاد در مابینِ مردمِ سمالانی و مریان سکنهٔ حدودات کلات فتنه برپا شد سمالانیان چند رمهٔ گوسفندان مریان زده بردند مریان مذکور نزدِ خداداد خان فریادی

شدند خانِ مذکور بطرفِ عبدالرحمٰن نایب مستونگ امر صادر فرمود در عوضِ رمۂ گوسفندان مریان
مال و مویشی سمالانیان را بزنید نایب مذکور بموجب فرموده چند رمۂ گوسفندان سمالانیان از حدِ مغربی
زده آورده بکلات نزدِ خداداد خان فرستاد مردانِ سمالانی دستِ غارت دراز کرده در عوضِ رمۂ
گوسفندانِ خود چندین رمۂ گوسفندان از حدِ مستونگ و شال کوٹ و کلات زده بردند از سببِ ظلم و
ستم نایبان بے عاقبت و محصلان هر روزهٔ خداداد خان مردمِ زهری و جتک و پندرانی و نیچاری
به تنگ آمده سر بغتنه بر داشتند پیر بخش پسر عید و تڑ نیزی که چندے روپیه از مالیهٔ گنجابه جمع نموده
معه ناک کمپی پلٹن و چندے سواران از راهِ موله بکلات مے آمد براهویان مذکورین دره سوهنده
را گرفته مانعِ آمدن او بکلات شدند سپاهیان پلٹن و سوار که همراه او بودند بمقابله بر آمدند بدره سوهنده
آمدند درمابین اوشان و براهویان جنگ تفنگ وقوع یافت صوبدار پلٹن و چند نفر دیگر بگولهٔ تفنگ
مقتول شدند پلٹن سواران شکست یافته بزهری رفته باستماع این خبر خداداد خان محسن کمانیر را
که قایم مقام شکر خان مے بود معه پلٹن و سوار و توپ ها برائے دفعِ فتنه براهویان فرستاد براهویان
جمع شده دره جرکی را که راه بغایت تنگ است گرفته مورچه بسته نشستند چونکه محسن مذکور آنجا رسید
درمابینِ او و براهویان جنگ واقع گردید یک دو روز درمابینِ اوشان جنگِ امتداد یافت چند
نفر از طرفین مقتول و مجروح گشتند محسن ازیں راه گذشتن نتوانست از راهِ دیگر گذشته به پندران
رفت از انجا بزهری رسید دامِ مکر و حیله را گسترده از درِ مصالحه در آمده به عهد و پیمان معتبران
اوشان را طلبیده نزد خود آورده مقید نموده از راهِ سوهنده که لشکرِ اوشان گرفته نشسته بودند
نیامد براهِ سوراب معتبرینِ اوشان را چنانچه چاکر خان و مدت خان و سبزل و خیر محمد باران زئی
و چند نفر که مقید نموده بود ندیا خود بکلات آورده در قید خانه محبوس داشت درهمیں ایام بعضے
مردم مری جمع آوری نموده برائے تاراج ساختن مال و مویشی رعایائے کچھی از جائے خود حرکت
نموده بدهاتِ بهاگ آمدند محمد خان که دریں روزها از وکالت معزول شده بود در لهڑی به نیابت
آنجا مقرر مے بود و نبی بخش جائے نشیں بهاگ از آمدنِ لشکرِ مری وقوف یافته سرِ راهِ را درمابین
لهڑی و بهاگ بر مریان گرفته نشستند روزِ دوم وقتِ صبح لشکرِ مری مال و مویشی چلگیری وغیره
دهاتِ را تاخته بر داشته مے آمدند چونکه به نزدیکِ محمد خان و نبی بخش رسیدند بمجرد متقابل شدن از
اسپان فرود آمده اسپان را بسته درهمان جا گذاشتند پا پیاده بر سپاه محمد خان و نبی بخش با شمشیر هائے
برهنه حمله آوردند سپاهیان همراهی محمد خان و نبی بخش هر چند تسلک توپ و تفنگ نمودند لیکن

مریان پا از حمله نداشته با وشاں پیوستند اکثرے سپاہیان را بقتل رسانیدند و برخے ازانہا که
سوار بودند خود را از میان براوردہ معہ محمد خاں و بنی بخش و سہراب خان سردار ڈومنکی گریختہ
رفتند مریان دو ضرب توپ و سامان اسلحہ مقتولاں را بدست آوردہ مظفر و منصور معہ مال و
مویشی بمکانات خود رفتند مردم چھٹہ و جاموٹ در حدودِ جب دستِ غارت دراز کردہ قافلہ ہائے بنجاران
قندھار که بکراچی میرفتند بتاراج مے بردند بعضے مردمِ بنجار از دست اوشاں مقتول گردید راہِ جب از رفت و
آمد قافلہ بالکلیہ مسدود شد افغانان در نزدِ کمشنر میر لودر فریادی شدند ازاں روز یکہ ہر بیسن شاہ غاسی را
ہمراہِ خود برداشتہ بجیکب آباد بردہ بود ہیچ کاغذے از طرفِ صاحبانِ انگریز برائے خداداد خاں نیامدہ بود چونکہ فریادِ مردمانِ
افغانان از حد گذشت ناچار کمشنر میر لودر درباب گرفتارے ہزنان و بندوبست راہ جب و زکا غذات خود را بتاکید
و توبیخ تمام بنام خداداد خاں نوشتہ میفرستاد جام عالی خاں خلفِ جام صاحب و ابراہیم خاں برادر سردار
نور دین کہ در حیدر آبادِ سندھ معہ عیالِ جام صاحب و نزدِ انگریزاں مقید بودند و بتدبیرے خود را
از قیدِ انگریزاں کشیدہ بمکاناتِ خود آمدند در ۱۲۹۲ھ خداداد خاں عہدۂ وزارت را بدارو غہ عطا محمد
دادہ و برائے بندوبستِ راہِ جب و سزادہی مردمِ چھٹہ و جاموت بجب مامور ساخت نامبردہ
معہ یک پلٹن و دو ضرب توپ و صد سوار رسالہ و پنجاہ سوار عملہ وغیرہ مردمِ براہوی در وسطِ
ماہِ رمضان روانہ شدہ بہ باغبانہ آمد گوہر خاں زرک زئی در راہِ مولہ بر مردمِ تجار کہ از سبب
مسدودی راہِ جب بہ ہمیں راہ بسندھ و کراچی مے رفتند مزاحمت مے رسانید جبر آ
سنگ یعنی محصول از اوشاں مے گرفت محسن کمانیر را معہ دو کمپنی پلٹن برائے سزادہی و
گرفتاری گوہر خاں فرستاد محسن از راہِ شنبلک گذشتہ در انجا رسید ما وا و مسکن گوہر خاں در میان
و بالائے کوہِ بلند و سخت بود محسن از انجا رفتن نتوانست بعضے مردم کہ معاونِ گوہر خاں بودند
در منزل پاشتہ خانہ جائے داشتند چند رمۂ گوسفندانِ اوشاں را زدہ واپس بہ باغبانہ آمدند
بعد ازاں گوہر خاں از بدی خود را باز داشتہ در کوہ ہا پنہاں شدہ مردمِ تجار از شرِ او امین شدند
بعد از عیدِ رمضان داروغہ عطا محمد از باغبانہ روانہ شدہ بہ خضدار آمد سردار نور دین از وڈ روانہ
شدہ بملاقاتِ او آمد داروغہ موصوف بسردار نور دین گفت کہ شما واپس بمکان خود رفتہ تہیۂ
اسباب سفر نمودہ ہمراہِ این جانب بہ جب بیایند سردار مذکور مراجعت نمودہ بہ وڈ رفت بعد
از چند روز داروغہ عطا محمد از خضدار روانۂ جب گردید در منزلِ بالاچ سردار نور دین آمدہ

ے سہتیرین جبتک و بہند رانی و باران زئی وغیرہ کہ در قید بودند بموجب التماس داروغہ عطا محمد از قید رہا شدند

باو پیوست از انجا بالاتفاق روانه شده بمنزل کار نزول نمودند از انطرف یعنی کراچی بندر
و نیز صاحب سپرنٹنڈنٹ و میرزا علی محمد مجسٹریٹ برائے ملاقات و بند و بست گرفتار
رہزناں و قطاع الطریقاں بموجب فرمودۂ کمشنر میر پور آمدند چند روز در مکانِ مذکور بسر بردند
نوشیرواں چھٹہ وغیرہ بدکاراں چھٹہ و بندیجہ چیز یکہ بودند ہمہ را گرفتار ساختہ مقید نمودند رہزناں
جاموت را جام عالیخان گرفتار ساختہ نزدِ داروغہ عطا محمد فرستاد خود جام عالیخاں نیز از بیلہ
روانہ شدہ برائے ملاقاتِ داروغۂ موصوف در حب واقع منزلِ مذکور یعنی کار اید چیز یکہ شرط
مدد و اطاعت پذیری بود بجا آورد درہماں اثنا کاغذِ خداداد خاں بنامِ داروغہ عطا محمد باین
مضمون صادر گردید کہ بمن معلوم گردیدہ کہ جام عالیخاں و سردار نور دین معہ چند نفرِ معدود
در انجا اند اگر خود را خدمتگار با اخلاصِ من مے دانند بر سیدن کاغذ ہر دو شخص مذکور القتل
آرید و یا مقید نمائید بعد ازاں روانہ شدہ بہ بیلہ بر دید بیلہ را در قبضۂ خود در آرید داروغہ
عطا محمد کشتن و مقید نمودن اوشاں را از مروت بعید یافت کہ اوشاں باخلاصِ تمام در خدمات
دگرفتارے وزداں و رہزناں سرگرم اند و با چند مردم معدود داعتبار نمودہ نزدِ من آمدند و ہنوز
کار بند و بست راہِ حب بوجہ خوب التزام نیافتہ کہ دیگر فتنۂ عظیم برپا شود و ایں کار از مصلحت
بعید است ازیں امرِ بیجا خداداد خاں سر بار زد بند و بست راہِ مذکور را بوجہ احسن سر انجام نمود
از سرداران ہر طایفہ برائے بدی آیندہ کاغذاتِ ضمانت نامہ گرفتہ ہر یکے را ضامن بدی
طائفہ خود ساختہ مہر سرداراں براں کاغذہا ثبت نمودہ بدستِ خود ساخت و چیزے مال کہ از
مردمِ تجاراں بغارت بردہ بودند در عوضِ آں چند ہزار روپیہ نقد و چیزے مال و مویشی در قید
تحصیل در آورد جام عالیخاں و سردار نور دین را خلعت دادہ بمکاناتِ شاں رخصت دادہ
خود داروغہ عطا محمد روانہ شدہ بکلات رفت خداداد خاں ازیں نافرمانی او خیلے آزردہ خاطر گشت
لیکن ظاہر اچیزے باو نگفت کینہ را در سینۂ خود جاے داد بداروغہ عطا محمد گفت کہ اگر شما
بموجب فرمانِ جام عالیخان و سردار نور دین را مے کشتند یا مقید مے کردند برائے شما بسیار
فائدہ مے بود چونکہ دریں کار مصلحت ندیدند ہم خیریت بعد از چند گاہ بداروغہ عطا محمد گفت
کہ آمدن جام عالیخاں و سردار نور دین برائے چند کار ضرورست یکے اینکہ از مدتِ بسیار
فقیر محمد نائب کیچ مالیۂ آنجا را خود متصرف مے شود بمن ہیچ نمے رساند دوم اینکہ ارادۂ
من آں است کہ ہمراہِ جام عالیخاں خویشی و پیوندی نمایم خواہر او را در حبالہ نکاحِ خود

درآرم تاکدروتے کہ درمابین ماواوشاں واقعست بالکلیۂ دفع شود سیم اینکہ بنائے رفت وآمد
قافلہ ہا ازراہ بیلہ شمایم راہِ حب راازرفت وآمد قافلہ ہا مسدود نمایم وسردار نور دین را نایب کیچ
نمودہ فقیر محمد رامعزول سازیم داروغہ مشارٌ الیہ بخدا داد خاں گفت کہ اوشاں بآمدنِ کلات اعتبار
نمے کنند اگر غرضِ شما ہمراہِ اوشاں دشمنی وبدی است سپاہ وتوپ واسباب ہمہ نزدِ شما موجود
است مرا القرستید کہ بطریق مردانگی ظاہراً بطرفِ اوشاں مے روم یا سرِ خود رامے دہم یا سرِ
اوشاں رانزدِ شمامے آرم خدا داد خاں قسم ہائے مغلظ برزباں آورد کہ ارادہ من بہ بدی اوشاں
نیست شما بموجبِ فرمودۂ اینجانب عبد النبی گرگناری راازجائے او طلبیدہ دراینجا بیارید تا کاغذات
نوشتہ بدستِ او دادہ بفرستیم وبعضے سخنانِ زبانی نیز باو خواہیم گفت داروغہ عطا محمد بموجبِ
گفتۂ خدا داد خاں عبد النبی راازگدر طلبانیدہ در کلات آورد خدا داد خاں کاغذ استمالت وامیدواری
وطلبِ اوشاں بنام جام عالیخاں وسردار نور دین نوشتہ بدستِ عبد النبی دادہ وسخنانِ زبانی نیز
درہمیں باب باو گفتہ فرستاد عبد النبی مذکور از کلات روانہ شدہ بہ بیلہ رفت سردار نور دین ہم در
بیلہ مے بود بعد از چند روز عبد النبی معہ جواب کاغذات واپس بکلات آمد سردار نور دین و جام عالیخاں
نوشتہ بودند کہ سردار نور دین بطرفِ کلات مے آید لیکن جام عالیخاں ملکِ خود را خالی گذاشتن و
بداں طرف آمدن نمے تواند سردار نور دین از بیلہ روانہ شدہ بہ وڈ آمد بار دویم باز خدا داد خاں عبد النبی
رامعہ کاغذات خاطر جمعی بہ وڈ فرستاد سردار نور دین از وڈ روانہ شدہ بہ باغبانہ آمد عبد النبی رامعہ
جوابِ کاغذات بکلات فرستاد برائے خدا داد خاں بایں مضمون نوشتہ بود کہ من بموجب فرمودۂ
شما بہ باغبانہ آمدہ ام بآمدنِ کلات چنداں اعتبار نہ دارم از طرفِ شما مردماں سخنانِ موحش بسمع
من مے رسانند اگر شما کاغذے کہ اطمینانِ خاطر من ازاں حاصل شود مے فرستید من بکلات
مے آیم خدا داد خاں کاغذِ عہد وپیمان نوشتہ معہ عبد النبی فرستاد کہ من ہرگز بدئ شما نخواہم کرد
بخاطرِ جمعی تمام روانہ شدہ بیایند بسخنانِ مردم اراذل گوش نگیرید بعد از روانہ شدنِ عبد النبی علی جان
راکہ دریں روزہا بر عہدۂ شہ غاسی گرے مقرر بود برائے استمالت وخاطر جمعی سردار مشارٌ الیہ
فرستاد علی جانِ مذکور بہ باغبانہ رسید سردار نور دین را بآمدنِ کلاتِ مستعد ساختہ عازمِ کلات شدند
خدا داد خاں داروغہ عطا محمد را باستقبالش بسوراب فرستاد دراینجا با سردار مشارٌ الیہ ملاقی شدہ
او را برداشتہ ہمراہِ خود بکلات برد سردار موصی الیہ پیوستہ برائے سلام علیک خدا داد خاں رفت و
آمد مے کرد درہمیں روزہا سنڈمین صاحب از سمتِ ڈیرہ غازیخاں بموجبِ فرمودۂ لارڈ صاحب

فرمان فرمائے کشورِ ہندوستان برائے بندوبست بلوچستان براہِ بولان بمستونگ آمد امام بخش خاں
و جمال خاں مزاریاں را از منزلِ بی بی نانی براہ رود بار بطرفِ خداداد خاں معہ کاغذ و پیامِ بانی
فرستاد کہ من بموجبِ فرمودۂ لارڈ صاحب برائے انتظام و بندوبستِ ملکِ شما آمدہ ام سرداران
سراہاں در نزدِ اینجانب حاضر اندمے باید کہ شما روانہ شدہ بمستونگ بیاید تا باہم ملاقات نمائم
خداداد خاں آمدن سنڈیمن صاحب را در ملکِ خود مکروہ دانستہ خود بمستونگ نہ رفت بکونامے
پسرِ عبدالعزیز را کہ حال بہ فقیر محمد شہرت یافتہ نزد سنڈیمن صاحب فرستاد سردار ملا محمد و سنڈیمن
صاحب از آمدن سردار نور دین نزدِ خداداد خاں رو بخود خیلے آزردہ خاطر گشتند برائے او سخناں
و کاغذاتِ گلہ آمیز نوشتہ فرستادند سردار نور دین لشکرے نام مینگل را معہ کاغذاتِ خود بطرفِ
مستونگ نزدِ سنڈیمن صاحب و ملا محمد فرستاد چونکہ نامبردہ در اینجا رسید پیش از ملاقاتِ سنڈیمن
صاحب با سردار ملا محمد ملاقی شد سردار مذکور بہ لشکرے گفت کہ سنڈیمن صاحب از آمدنِ سردار
نور دین نزدِ خداداد خاں بغایت آزردہ خاطر گردیدہ چونکہ شما نزدِ صاحب موصوف آمدید از
طرفِ سردار نور دین باو بگوید کہ من برائے خیر خواہی نزدِ خداداد خاں نیامدہ ام بلکہ ارادۂ بدی
و دشمنی او بدل دارم ازیں سخن شما بسیار خوش خواہد شد لشکرے نادان بموجبِ فہمائش سردار
ملا محمد ہنگام ملاقی شدن با سنڈیمن صاحب ہماں تقریر سردار ملا محمد را بہ سنڈیمن صاحب گفت
صاحب مذکور چیزے نہ گفت لشکرے را جواب کاغذ سردار دادہ واپس بکلات فرستاد بعد از
چند روز سنڈیمن صاحب از مستونگ روانہ شدہ بکلات آمد خداداد خاں برائے استقبالِ صاحب
مذکور محمود خاں پسرِ خود را فرستاد روز دویم سنڈیمن صاحب برائے ملاقات نزدِ خداداد خاں آمد
روز دیگر خداداد خاں برائے ملاقات بر جائے سنڈیمن صاحب رفت باہم ملاقات نمودند روز
سیم بار سنڈیمن صاحب نزدِ خداداد خاں آمد مردم عوام را از مجلس بیروں نمودہ با چند مردم خاص
در مجلس نشستند سنڈیمن صاحب سخنانِ مطلب بر زباں آورد بخداداد خاں گفت کہ پیشتر
ازیں بندوبست ملکِ شما تعلق بہ صاحبانِ بمبئی احاطہ داشت بعد از رفتن ہیریسن و بردنِ
شہ غاسی صاحبانِ بمبئی احاطہ برائے لارڈ صاحب نوشتند کہ ملکِ بلوچستان بغیر از بردنِ فوج
انگریزی و باہتمامِ خداداد خاں و سائر سرداران کوہستان صورت انتظام نمے پذیرد لارڈ صاحب
از ما صاحبانِ بنگالہ احاطہ مشورت طلبید کہ شما دریں باب چہ مے گوید ما صاحبان تمام گفتیم کہ مصلحتِ ما
بہ بردنِ لشکرِ انگریزی بہ ملکِ بلوچی ہرگز نیست اولاً بندوبست بلوچستان تعلق با صاحبانِ بمبئی احاطہ نمودہ بود

حالاً بندوبستِ ملکِ بلوچستان باختیارِ ما صاحبان بنگالہ احاطہ بگذارید بخوب ترین وجہ بندوبست
خواہیم کرد من بموجبِ فرمودۂ لارڈ صاحب برائے انتظام و بندوبستِ ملکِ شما آمدہ ام خداداد خاں
بسنڈیمن صاحب گفت کہ دربابِ بندوبست ملکِ بلوچستان پروانۂ لارڈ صاحب کہ اختیارِ انتظامِ ملکِ بلوچستان را بدستِ
شما دادہ نزدِ شما موجود ہست ازین سخن خداداد خاں سنڈیمن صاحب بسیار آزردہ خاطر شد خداداد خاں گفت شما
چہ میدانید کہ من دو دیے سام بے فرمودۂ لارڈ صاحب رو بخود آمدہ ام این بگفت و از مجلس خشم گرفتہ برخواستہ بر جائے خود
رفت وقتِ پیشین خداداد خاں سوار شدہ بر جلسے صاحب مذکور رفت ملاقات نمودہ بر جائے خود آمد چہار پنج روز
باہم قیل و قال نمودند خداداد خاں بسخنے راست نیامد سنڈیمن صاحب خشم گرفتہ معہ سردارانِ سراوان عازمِ
واپس رفتن گردید برائے سردار نور دین مردمانِ خود و سردار ملا محمد را فرستاد کہ شما ہم روانہ شدہ
ہمراہِ ما بیائید سردار مذکور کہ اجلش رسیدہ بود بمضمونِ این بیت۔ قضا چوں زگردوں فرو ریخت پر
ہمہ عاقلاں کور گردند و کر + ہمراہِ اوشاں نہ رفت سنڈیمن صاحب معہ سردارانِ سراواں روانہ
شدہ براہِ رود بار رفت روز دویم خداداد خاں وقتِ صبح داروغہ عطا محمد را طلبیدہ گفت کہ دی شب
یک لفافہ کاغذِ امام بخش خاں و جمال خاں مزاریاں برائے من آمدہ نامبردگاں بموجب خیرخواہی
من کردہ نوشتہ اند کہ رفتنِ سنڈیمن صاحب بازردگی برائے شما و ملکِ شما خیلے نقصان است
مے باید کہ داروغہ عطا محمد را معہ سردار نور دین و یکے از خواہرزادگانِ خود را بفرستید کہ سنڈیمن
صاحب کہ ہنوز در منزلِ جوہان است واپس بگردانند حالاً مصلحت این است کہ شما سردار
نور دین را بر جائے خود بہ طلبانید ہرگاہیکہ سردار مذکور بر جائے شما آمد شما داد ہر دو در نزدِ من
بیائید تا شما را چیزے سخن ہا فہمانیدہ از خواہرزادگاں خود یکے را ہمراہِ شما نمودہ بطرفِ صاحب
مے فرستم تا او را بسخنانِ مناسب و مصلحت آمیز واپس بگردانند آزردگی صاحبان انگریز کہ
بادشاہِ زمانہ اند برائے ما خوب نیست داروغۂ مذکور بموجب فرمودۂ او مردمِ خود را از حضورِ
خداداد خاں معہ ہمیں احوال گفتہ خداداد خاں بطرفِ سردار نور دین فرستاد او را بر جائے خود
طلب نمودہ خداداد خاں بحرمسرا رفتہ داروغہ عطا محمد بر جائے خود آمد بعد یک ساعت سردار
نور دین معہ چند نفر ہمراہانِ خود بر جائے داروغہ عطا محمد آمد باہم نشستہ بودند کہ ناگہاں پلٹن
از دو طرف بخانہ ہا آمدہ اوشاں را درمیان حلقہ نمودند سردار نور دین داروغہ عطا محمد از خانہ ہا
بدر شدہ معہ چند نفر کہ موجود بودند بمقابلِ پلٹن ایستادند از ہر دو طرف سپاہیانِ پلٹن شلک
تفنگ ہا نمودند داروغہ عطا محمد معہ چند نفر دیگر بہ شلک تفنگ ہا گولہ خوردہ افتادند سردار

نور دین معه باقی مردم بر پلٹن حمله نمودند چند نفرے را بزخم شمشیر مجروح ساختند لیکن سپاهِ پلٹن
که بقدر پانصد یا شش صد نفر بودند بالائے بام ها و خانه ها بر آمده بگولۂ تفنگ سردار موصوف
و داروغه محمد علی برادرِ کلانِ داروغه عطا محمد را معه تمامی همراهانِ که جمله هفتاد نفر بودند بقتل
رسانیده شهید نمودند بعد ازاں بخانه داروغه عطا محمد در آمده تمامی مال و اموالِ او را چیز یکه
بود بغارت بردند داروغه عطا محمد که از سببِ زخم بے هوش افتاده بود بر سر چهار پائی برداشته
بمکان یعنی لین خود بردند ایں قضیه در تاریخ ۹ ذی الحج سنه ۱۲۹۳ھ بوقوع یافت بعد ازیں فتح
نیک نامے خداداد خاں فرموده که بغیر از سردار نور دین و داروغه محمد علی دیگر همه مقتولاں را
ریسمان در پائے بسته کش نموده در تالاب که متصل به قلعه کلات ست برده حضره کلان کنده
تمامی را بیکجا سر بسر مدفون ساختند نعشِ سردار نور دین به شفاعتِ بعض مردم معتبرین به وڈ فرستادند
و نعش داروغه محمد علی را در گورستانِ خود شان مدفون ساختند داروغه عطا محمد که از زخمِ گولۂ تفنگ
بیهوش شده بود بعد از ظهر بهوش آمد روز دویم مردم از طرفِ خداداد خاں برائے تفحص احوالِ
او آمد داروغه عطا محمد معه مردمِ مذکور برائے خداداد خان پیام فرستاد که اگر من کشتنے ام بفرمائید
تا مرا نیز بکشند والا نه که مرضی شما در کشتن من نیست پس ایں قدر مهربانی بکنند که مرا معه عیال و
اطفالِ من در سرائے خود من یکجا بکنند خداداد خاں التماسِ او را قبول نموده حکم داد تا او را معه
عیالش در سرائے خودش برده یکجا کردند چند نفر سپاهیانِ پلٹن بطریقِ پهره و چوکی در دهانِ
سرائے بر سرش مقرر نمود مدتِ دو نیم ماه داروغه مذکور از باعثِ زخم در خانه افتاده بود بعد از
دو نیم ماه زخم او التیام یافت شبے فرصت یافته معه دو پسرِ کلانِ خود و چهار نفر خادمانِ صحنِ خانه
را سوراخ نموده از قلعه که متصل بخانه هائے اوشاں بود دیوار را شکسته فرود آمد تمام شب
پا پیاده رفته علی الصباح خود را بکوه هربوی رسانیدند از انجا بمعرفت سید گل شاه و یارانِ زئیال
بر اسپان سوار شده در موضع کوه درنیلی نزد فتح خاں جتک آمدند فتح خانِ مذکور و یاران زئیاں
خدماتِ شائسته بجا مے آوردند بعد از چند روز فاضل خاں جتک نیز معه چهل پنجاه نفر نزد او آمد
در همین اثنا مٹھا چوبدار معه چند نفر چوبداران و عبد الاحد نیچاری معه چند رمۂ گوسفندانِ
خداداد خاں بر او نزدیک از طرفِ کچهی بکلات مے آمدند چاکر خاں و بڈا جتک و صالح محمد
موسیانی وغیره موسیائیاں سر راه بر او شاں گرفته مٹھا چوبدار معه دو نفر دیگر چوبداراں بقتل
رسانیدند و رمه هائے گوسفنداں بغارت بردند چاکر خاں و صالح محمد و بڈا وغیره مردمِ اوشاں

ازانجا فراہم شدہ نزد داروغہ عطا محمدؐ آمدند از درنیلی اورا ہمراہِ خود برداشتہ بدرہ سوہندہ
آمدہ درہ مذکور رابستہ نشستند خرچ معاشِ خود را از ہندواں زہرے مے گرفتند چونکہ
سنڈیمن صاحب از نزد خداداد خاں خشم گرفتہ براہ رودبار بڈاڈر رفت سردار ملا محمدؐ وغیرہ
مردمِ سراباں را رخصت دادہ خود بجیکب آباد رفت درعقبِ او مردمِ سراباں شور
برداشتہ از حدِ کچھی تماماً بار کردہ درگوشۂ سیوی بروہ خانہ ناڑی وکوہ مری قرار گرفتند دست
بغارت نمودن ملکِ کچھی دراز کردند چند نفر سپاہیانِ خداداد خاں کہ در جھوک قاسم شاہ
درحدود ناڑی بودند اوشاں را مقتول نمودہ دہِ مذکور را تاراج کردند ماسوائے ازیں دیگر
نقصانات بسیار در ملک کچھی بہم رسانیدند بموجب فرمودۂ خداداد خاں عبد العزیز نائب
بھاگ وفیضو شیخ نائب ڈاڈر معہ سپاہ پلٹن ورسالہ وتوپخانہ برائے دفعہ اوشاں مامور شدند
چونکہ بمسکن براہویاں رسیدند درمابینِ طرفین جنگ وقوع یافت براہویاں ہمتِ مردانہ
بکار بردہ لشکر وسپاہِ عبد العزیز وفیضو را بضربِ شمشیر وشلک تفنگ منہزم ساختند بعضے
ازاں ہا را مقتول نمودند وبرخے را زخمی کردند از طرفِ براہویاں یک نفر عبد ال نام پسر
اعتبار گرانی بقتل رسید عبد العزیز وفیضو معہ سپاہ گریختہ بہ بھاگ وڈاڈر آمدند درہمیں اثنا
سنڈیمن صاحب پروانۂ لارڈ صاحب را بنامِ خداداد خاں در بابِ بندوبست گرفتہ از
جیکب آباد باز روانہ شدہ بہ کچھی آمد آتشِ فتنہ فرونشست از سرِ نو براہویاں را باز جمع
نمودہ براہِ بولان عازم مستونگ گردید داروغہ عطا محمدؐ کاغذے مشتملبر احوالِ خود برایش
فرستاد سنڈیمن صاحب جوابِ کاغذ اورا بطریق مہربانی وخاطر جمعی نوشتہ فرستاد کہ شما
خاطرِ خود را جمع دارید من غور رسی شمارا خواہم کرد بہر وجہ کہ باشد ہمراہ شما در کارِ شما مدد خواہم
کرد بعد از رسیدنِ کاغذِ سنڈیمن صاحب داروغہ عطا محمدؐ تمام مردم زہری وجہلاوان را
از فساد مانع شد سنڈیمن صاحب خداداد خاں را برائے ملاقات وبندوبست بمستونگ طلبید
خداداد خاں عازم آنطرف شد برائے عبد اللطیف وفقیر محمد کہ ساینر کردر ملکِ کچھی بودند کاغذِ فرمان نوشت کہ شما بزودی
روانہ شدہ براہِ مولہ بزہری بیائید باز ہرچہ بنام شما حکم صادر شد بعمل آرید کاغذ مذکور را مردمان جتک از حدود
نزیلک گرفتہ بجنسی نزدِ داروغہ عطا محمدؐ آوردند داروغہ مذکور از مضمون آں دانست کہ غرض از آمدن عبد اللطیف
وفقیر محمد بزہری بدی ودشمنی ماست از طرفِ خود کاغذات بنام جام عالیخاں وابراہیم خاں برادر مرحوم میر
نوردیں نوشت کہ شما ہم جمع شدہ بزہری بیائید گوہر خاں زرک زئی را از مولہ طلبیدہ باتفاق مردم

قوم زہری سردارِ قوم زہری کرد چند نفرِ طائفۂ زہری و جتک و باران زئی جمع نمودہ در نزدِ خود
نگاہ داشت آمدنِ جام عالیخان و ابراہیم خان بطول کشید عبد الطیف و فقیر محمد معہ یک پلٹن و سواران
رسالہ و عملہ و دو ضربِ دو توپ از کچھی روانہ شدہ براہِ مولہ عازم زہری گشتند داروغہ عطا محمد
صالح محمد موسیانی را بصلاحِ گوہر خان سردار زہری برائے دریافتِ احوال و جاسوسی بطرفِ
مولہ فرستاد خود او و گوہر خان لشکر زہری را جمع نمودہ با جمع آوری خود در زہری نشستند صالح محمد
روز مرّہ احوالِ عبد الطیف و فقیر محمد را معہ فوج منزل بمنزل مے فرستاد چونکہ فوجِ مذکور بمنزل
پیر لاکہ آمد داروغہ عطا محمد و گوہر خان معہ لشکر زہری روانہ شدہ درہ مشک را گرفتہ نشستند
چونکہ عبد الطیف و فقیر محمد بمنزل پاشتہ خانہ آمدند از پاشتہ خانہ کوچ کردہ براہِ درہ پسی بینٹ عازمِ
زہری شدند از یں راہ نیامدند بمجردِ رسیدنِ خبر وقتِ نصف روز داروغہ عطا محمد و گوہر خان
از درہ مشک روانہ شدہ پیش از آمدنِ عبد الطیف و فقیر محمد درہ پسی بینٹ را گرفتہ نشستند
روز دویم وقتِ طلوعِ آفتاب عبد الطیف و فقیر محمد از منزل پسی بینٹ کوچ نمودہ بدرہ مذکور
آمدند در مابین طرفین شعلۂ کارزار اشتعال یافت جنگ توپ جاری گردید سپاہیانِ پلٹن
بر مورچہ باران زئیاں حملہ آوردند باران زئیاں شکست خوردہ در مورچہ ہا جتک و موسیانیاں
آمدہ یکجا شدند باز سپاہیانِ پلٹن بر مورچہ باران زئی و جتک و موسیانی حملہ آوردند لیکن بہا ہویان
مذکور ہمت مردانہ بکار بردہ بشلک تفنگ و شلک سنگ پلٹن ہا را شکستہ چند نفر از اوشان
مقتول نمودند و بسیارے را زخمی کردند الی وقتِ ظہر جنگ توپ و تفنگ پیوستہ جاری بود
بعد از ظہر سپاہیانِ رسالہ اسپانِ خود را رود و خانہ بستہ از طرفِ دستِ چپ کہ مورچہ ہائے
طائفہ گرگناری وغیرہ مردمِ زہری بودند پیادہ شدہ بر سرِ کوہ برآمدند بشلک تفنگ طائفہ
گرگناڑی و زہری را شکست دادہ از مورچہ ہا بیروں کردند گوہر خان کہ معہ سی صد نفر درمیان
درہ جائے گرفتہ نشستہ بود بے آنکہ کسے بر اوشان حملہ آور شود شکست یافتہ راہ فرار پیش
گرفتند چونکہ ہمہ لشکر شکست باراں زئی و جتک و موسیانیاں نیز مورچہ ہائے خود را گذاشتہ
راہِ فرار پیش گرفتند در اثنائے گریز کمال خان لوٹانی معہ بست و پنج نفر سایر مردمِ زہری بشلکِ
تفنگ پلٹن مقتول شدہ باقی لشکر زہری وغیرہ متفرق شدہ ہر یکے بطرفے رو نہاد شدند
داروغہ عطا محمد و چاکر خان جتک و فاضل خان جتک و صالح محمد موسیانی و بارانِ زئیاں
بمشک آمدند از انجا نیز روانہ شدہ در کوہے کہ عیالِ چاکر خان بود در انجا رفتند پنج شش روز

درانجا بسر بردند عبد اللطیف و فقیر محمد معہ سپاہ آمدہ در زہری نشستند بسیار مردم از پلٹن مقتول و مجروح شدہ بودند در ہمان اثنا نواب خاں رسالہ دار معہ کاغذاتِ سنڈیمن صاحب بنام طلب دار وغہ عطا محمد و گوہر خاں درانجا آمد داروغہ مذکور معہ چاکر خاں و فاضل خاں و صالح محمد منوسیانی روانہ شدہ باب سپ لوح معہ نواب خاں رسالہ دار ملاقی شدہ ازانجا بالاتفاق روانہ گردیدہ بمشکِ آمدند مہر اللہ خاں پسرِ سردار ملا محمد نیز بموجب فرمودۂ سنڈیمن صاحب نیز در مشک آمد ہمراہ داروغہ عطا محمد ملاقات نمود کاغذاتِ سنڈیمن صاحب کہ بنام جام عالیخاں و ابراہیم خاں و گوہر خاں بودند بطرف اوشاں مرسول داشتند بعد از دو سہ روز جام عالیخاں و ابراہیم خاں در منزل انجیرہ آمدند داروغہ عطا محمد و مہر اللہ خاں وغیرہ مردمِ معتبرین چنانچہ چاکر خاں و صالح محمد و فاضل خاں از مشکِ روانہ شدہ در منزل سپ لو با جام عالیخاں و ابراہیم خاں و گوہر خاں ملاقی شدہ ازانجا بالاتفاق روانہ گردیدہ بہ گزاں آمدند فوج خداداد خاں معہ عبد اللطیف و فقیر محمد بموجبِ طلبِ خداداد خاں یکدو روز پیشتر از زہری روانہ شدہ بکلات رفتہ بودند جام عالیخاں و ابراہیم خاں و مہر اللہ خاں و داروغہ عطا محمد و گوہر خاں وغیرہ معتبرین تمام در زہری آمدند برائے استراحت یک دو روز در زہری بسر بردند بعد ازاں روانہ شدہ براہِ پندران و نیچارہ و اسکلکو و منگیچر گذشتہ بمستونگ رفتند درانجا با سنڈیمن صاحب ملاقات نمودند سنڈیمن صاحب درمابین اوشاں بندوبست نمود کاغذات از طرفین نویسانیدہ بدستِ اوشاں داد عیال و اطفالِ داروغہ عطا محمد را از کلات طلبانیدہ در مستونگ ہمراہ او یکجا نمود آوردنِ جام صاحب را از پونا بہ بیلہ بر ذمۂ خود قرار دادہ بعد ازاں جام عالیخاں و ابراہیم خاں و گوہر خاں وغیرہ معتبرین جہلاوان را رخصتِ مراجعت بمکاناتِ اوشاں داد بداروغہ عطا محمد فرمودہ کہ شما معہ عیال و اطفالِ خود چندگاہ در مرو نزد الہ ڈینا کور و بنشینند من بمعہ خداداد خاں بکلات مے روم ازانجا برائے شما خرچ راہ و کرایۂ شتران باربرداری خودہم فرستادم بعد ازاں شما روانہ شدہ بجیکب آباد بروید داروغہ مشار الیہ بموجب فرمودۂ سنڈیمن صاحب معہ عیال روانہ شدہ بمرور قتِ مدتِ دو ماہ درانجا بسر برد سنڈیمن صاحب مبلغ چہار صد روپیہ برائے خرچ راہ و کرایہ شتران برائے او فرستاد داروغہ مذکور روانہ شدہ بجیکب آباد رفت بروس صاحب جائے سکونت برائے او مقرر نمودہ در سرائے پاکیزہ فرود آورد و مبلغ چہار صد روپیہ با سوائے چہار صد روپیہ سابقہ با و عنایت فرمود بعد از مرور یک ماہ

خداداد خاں و سنڈمین صاحب معہ سرداران بلوچیہ برائے سلام و ملاقات لارڈ صاحب فرمان
فرمائے ہندوستان بجیکب آباد آمدند داروغہ عطا محمد برائے ملاقات نزد سنڈمین صاحب رفت
صاحب موصوف باو گفت کہ من در باب کار شما ہمراہ خداداد خاں بسیار گفتگو نمودہ ام خداداد خاں
ہرگز بسخن راست نمے آید من باو زور کردن نمے توانم حال شما مختار ہستید اگر دریجا بمانید
والا کہ بطرف دیگر مے روید اختیار بخود دارید داروغہ عطا محمد بعد از چندگاہ از جیکب آباد
روانہ شدہ بخاران رفت عیال خود را در انجا گذاشتہ بکابل رفت امیر شیر علیخاں بسیار
مہربانی دربارۂ او مبذول مے داشت بعد از گذشتن چند روز افواج سرکار انگریز از طرف
خیبر و شالکوٹ بسمت کابل و قندھار سواری نمود در خیبر کہ سپاہ امیر شیر علیخاں اقامت
مے داشتند جنگ وقوع یافت اکثرے از سپاہیان امیر بقتل رسیدند توپ و سامان کلہم
بدست افواج انگریزی در آمد سردار میر افضل خاں کہ در قندھار بود باندک جنگ شکست خوردہ
بطرف فراہ فرار نمود بعد از جنگ درۂ خیبر و شکست لشکر امیر واہمہ عظیم در کابل پدید آمد امیر
شیر علیخاں خزانہ و عیال خود بطرف ترکستان تیار نمودہ فرستاد محمد یعقوب کہ در قید بود او را از قید
خلاص نمودہ در کابل نشانید خود امیر شیر علیخاں نیز بطرف ترکستان روانہ گردید بمجرد رسیدن
ترکستان داعی اجل را لبیک گفت داروغہ عطا محمد کہ در کابل بود از انجا روانہ گردیدہ بخاران
آمد بعد از چند روز از خاران نیز روانہ شدہ نزد جام میر خاں بہ بیلہ رفت در سن ۱۲۹۹ھ حادثہ
عجیب در بیلہ بوقوع پیوست فلک شعبدہ باز و سپہر حیلہ ساز در مابین جام میر خاں و پسرش
جام عالی سنگ تفرقہ انداخت قصہ خسرو پرویز و شیرویہ کہ در دفتر زمانہ کہنہ و فرسودہ شدہ
بود زمانہ خواست تا در عوض آں قصہ جدید در صفحہ روزگار پدید آرد تفصیل ایں اجمال آنکہ
از آں روزیکہ جام میر خاں از پونا و ستارہ در بیلہ آمدہ بود جام عالی باغوائے نفس و شیطان
و بصلاح و مشورت دوست محمد نید و حاجی ہوشیار در معنی بے عقل در پے دشمنی پدر خود
افتاد میخواست کہ او را از میاں برداشتہ حکومت بیلہ را در قبضۂ اقتدار خود در آرد چونکہ خواہش الہی دراں
نبود مصلحت پوشیدۂ جام عالی بظہور پیوست باوجود آں خطائے بزرگ پدرش ہیچ نقصانے باو نرسانید لیکن دوری او را
از خود از جملہ ضروریات دانست جام میر خاں از بیلہ روانہ شدہ نزد واٹرفیل صاحب ایجنٹ بلوچستان بکراچی بندر رفت
بواٹرفیل صاحب گفت کہ جام عالی را طلبانیدہ در شالکوٹ و یا سیوی بدارند واٹرفیل صاحب پروانۂ طلب
برائے جام عالی فرستاد کہ شما روانہ شدہ بشالکوٹ و سیوی بیائید مبلغ دو ہزار پانصد روپیہ

درماه که مقرر است شما پدرِ شما در انجا ماه بماه بشما خواهد رسانید بودن شما در بیله باعثِ فتنه وفسادِ خواهد شد واٹرفیل صاحب به شالکوٹ رفت جام عالی بنائے باغی شدن را بدل سنجیده به نوشته فرمانِ صاحبِ موصوف عمل نه نموده هنوز جام میرخاں در بیله نیامده بود که جام عالی چند نفر از طائفه جاموتاں مخفی بشب درخانهٔ خود آورده مے خواست که اولًا باروت خانه وتوپ ها را قابض شده اخوندزاده محمد نور را مقتول نموده شهر بیله را معه اسباب وسامان بدستِ خود درآرد ابراهیم خاں مینگل که یک دو روز پیشتر برائے شادی وکدخدائی پسرِ خود نسبت بدختر جام میرخاں در بیله آمده بود از ارادهٔ جام عالی وقوف یافته اخوندزاده محمدؐ نور را بر جائے خود آورده سپاهیان پلٹن وچند سوار رساله وسپاهیانِ توپ خانه را معه مینگلان همراهی خود جمع نموده بر باروت خانه وتوپ ها وشهر برائے حفاظت مقرر نموده ارادهٔ جام عالی بسر نه رسید در وقتِ نصف شب معه عیال واطفالِ خود از شهر برآمده در ڈندو نزد جاموتان رفته قرار گرفت برائے جمع آوری سایر مردم لومڑیا مردمانِ خود را باطراف وجوانب فرستاد جام میرخاں وقتِ نمازِ عشا از سفر کراچی دارد بیله گردید ارادهٔ آں داشت که فردا وقتِ صبح معه سپاه ولشکرِ موجودهٔ خود به ڈنڈو برود جام عالی اهلیه خود را معه پسرِ خود بطریق عذر ومعذرت نزدِ پدر فرستاد که من از خوفِ جاں وبے عزتی خود از شهر برآمده ام اراده فساد نه دارم جام میرخاں بمردمان فرستادهٔ او گفت که من در بے عزتی وکشتنِ شما نیم صلاحِ کار همیں است که شما بموجبِ فرمانِ واٹرفیل صاحب بسوئے وشال کوٹ بروید همیں ماهیانهٔ دو ونیم هزار روپیه شمارا در انجا بشما مے دهم جام عالی از رفتنِ سوے وشال کوٹ ابا آورده گفت من بطرف سیوی وشال کوٹ نمیروم در ملکِ خود برائے من جائے سکونت نمایند جام میرخاں ایں التماس او را قبول نموده گفت که در اوره ماڑه ومیانی بنشینید جام عالی گفت که من در کزاج مےنشینم جام میرخاں گفت خوب شما در کزاج بنشینید باز عذرِ شترانِ باربرداری وخرجِ راه پیش آورد پدرش یکصد نفر شتر چنانچه شصت نفر شتر از خود وچهل شتر از مردمِ رعایا معه خرجِ راه برائے او فرستاد بابت استرادِ شترانِ چند نفر معتبرینِ مینگل را ضامن گرفت جام عالی معه عیال روانه شده با وطل رفته پسرِ مرحوم سردار نورالدین معه چند نفر مینگل همراهِ او بودند چند روز در اوطل قرار گرفت جام میر عالی خاں لشکرات که از مردمِ لاسی وبراهوی نزدِ او جمع شده بودند رخصت داد جام عالی میدان را خالی یافته از قولِ خود برگشته نایبان ومردمانِ پدر راکه در اوطل ولیاری ومیانی مقرر بودند گرفته مقید نمود

تمامی مال و متاعِ اوشاں را ضبط نموده دهاتِ مذکور را بقبضۂ خود درآورد شترانِ باربرداری
را نیز واپس نه فرستاد لشکراتِ اقوام لاسی را تردِ خود جمع نموده بعض مردم نومڑیا چنانچه شیخ و انگاریا
وصابراکه بطرفِ جام میرخاں بودند مال و مویشی اوشاں غارت نمود در راه آمد و رفتِ مردم بطرف
بیله مسدود کرد پدرش باز از سرِ نو چند نفر از مردم براهوئی و لاسی بوعده هائے فراواں و امیدهائے
بے پایاں نزدِ خود جمع نموده و شترانِ باربرداری بکرایه از مردم براهوی وغیره گرفته از بیله روانه
گردیده در ده قد در منزل ساخته جاسوساں برائے دریافتِ احوال جام عالی فرستاد وقتِ نیم شب
جاسوساں آمده خبر رسانیدند که جام عالی معه لشکرِ فراواں در آمدن است جام میرخاں بهماں ساعت
سپاه و لشکرِ خود را کمربند نموده بیار راست طائفه رونجه را برائے مقابلۂ جاموٹاں در ڈنڈ و گذاشت
و حفاظتِ شهرِ بیله را بر ذمهٔ اوشاں مقرر نمود چونکه سفیدۂ صبح دمید جام میرخاں معه لشکرِ موجودۂ خود
که تعداد دوازده صد نفر مے بودند از قد در روانه گردیده در کنارۂ رودخانه پور عالی منزل
ساخت ازانطرف جام عالی معه لشکرِ خود که شش یا هفت هزار مردم بودند آمد مقابلۂ فریقین
در ده لکهیر مانگه وقوع یافت جنگِ توپ و تفنگ شعله زدن گرفت چند نفر از طرفین مقتول و
مجروح گردیدند آخرالامر شکست بر لشکر جام عالی افتاده رو بگریز نهادند و چند نفر سیدان کلام الله
درمیان آورده جام میرخاں را از جنگ مانع شدند گفتند که ما جام عالی را برائے سلام شما مے آریم
جام میرخاں در همان منزل قرار گرفت تمام شب را بپاس داری بروز آورد از آمدن جام عالی
اثرے ظاهر نه شد وقتِ بر آمدنِ آفتاب خبر رسید که جام عالی بوقتِ نیم شب لشکرِ خود را گذاشته
بطرف کوهِ شرقی بیله فرار نموده رفته لشکرِ جاموٹاں در روز گذشته همراه رونجه ها جنگ پیوستند
چند نفر از رونجه ها مقتول و مجروح گردید نزدیک بود که در لشکرِ رونجگاں فرار و شکست واقع گردد
ناگهاں خبرِ شکست لشکرِ جام عالی رسید جاموٹاں نیز شکست خورده بطرفِ کوه شرقی رفته همراهِ
جام عالی یکجا شدند جام میرخاں ازاں منزل کوچ نموده در ڈنڈ و منزل نموده شب را در انجا گذرانید
روز دوم لشکرِ رونجگاں نیز همراهِ خود برداشته رو به کوه مذکور که جام عالی معه لشکر خود در انجا مے بود
آورد وقت ظهر باز درمابینِ طرفین آتشِ جدال و قتال اشتعال یافت جنگِ توپ و تفنگ
واقع گردید و دیگر مورچه هائے اوشاں بر سرِ کوه بودند یک مورچه از جاموٹان بر زمینِ دره کوه بود
سپاهیان پلٹن جام میرخان جلادت و مردانگی نموده بر مورچهٔ مذکور حمله نمودند جاموٹاں تابِ حمله نیاورده
رو بگریز نهادند و تمامی مورچه هائے اوشاں شکست افتاد سپاهیان وغیره لشکر جام میرخاں

تا بکہ وکردہ در تعاقبِ اوشاں رفتہ چند نفرے را مقتول و مجروح نمودند بنہ وسامان جام عالی کہ برشتراں دادہ پدرش بار بود تماماً بدست آمدند وقتِ غروب جام میر خاں معہ لشکرِ خود در موضع جنگ منزل انداخت تمام شب را بہ ہوشیاری وخبرداری بروز آورد فردا علی الصباح میخواست کہ لشکر خود را برائے تاراج کردن باطرافِ کوہ بفرستد درہمیں اثنا جام عالی معہ چند نفر در نزدِ پدر آمد بمجرد آمدنِ پدرش نامبردہ را مقید نمودہ باخود برداشتہ بہ بیلہ آمد بعد از مرورِ چند روز احوال فتنہ وفساد را برائے واٹرفیل صاحب فرستاد ازاں طرف حکم صدور یافت کہ جام عالی را خود شما برداشتہ بکراچی بیارید جام میر خاں تیاری سفر کراچی نمودہ جام عالی را مقید کردہ ہمراہِ خود برداشتہ بکراچی رفت بعد از دو جام میر خاں پس از سہ چہار روز مسٹر ڈیوک صاحب در کراچی آمد جام عالی را باخود برداشتہ بسیوی وشال کوٹ برد جام میر خاں واپس مراجعت نمودہ بہ بیلہ آمد بعد ازاں در بیلہ آرامی وامنیت پدید آمد در ماہ ذی قعد سنہ ۱۲۹۹ھ ستارۂ دنبالہ دار کہ دنبالہ آں بغایت دراز بود از طرفِ مشرق پدیدار شد الی پانزدہم ۱۳۰۰ھ صفر صدر ماند بعد ازاں غائب گردید در سنہ ۱۳۰۲ھ صاحبان انگریز بنائے کار ریل گاڑی در راہِ بولانِ جاری نمودند در ماہ ذیقعد سنہ ۱۳۰۳ھ بشالکوٹ رسانیدند۔

اگرچہ خانی کلات کی میر حسن نواسۂ میر ابراہیم سے شروع ہوئی مگر جب میر احمد خانِ کلات ہوا تو اسوقت صرف علاقہ کلات وسہراب ووڈ ومنگوچر خانِ کلات کے ہاتھ میں تھا۔ اور خاران بمثل ایک بڑے سردار کے تھا مستونگ مغل کے قبضے میں اور کبھی بارو زئی کے قبضے میں اور ملک باغبانہ اور خضدار وغیرہ متصل درہ مورہ اقوام جدگال مثلاً لاسی وچھٹہ کے قبضے میں تھے اور شالکوٹ افغان کے قبضہ میں تھا اس زمانہ میں پادشاہ دہلی کا اورنگ زیب اور قندہار میں شاہ حسین غلجئی۔ سندھ میں کلہوڑہ تھا۔ میر احمد نے کسی قدر ملک بڑھایا۔ چنانچہ مستونگ مغل سے اور باغبانہ وغیرہ جدگال سے بزورِ شمشیر حاصل کیا اور اقوام بارو زئی سے اٹھاراں دفعہ واسطے چھین لینے ملک کچھی کے لڑائی کی۔

احمد خاں نے قریب تیس سال حکومت کی اُس سے احمد زئی قوم مشہور ہوئی اس کا پسر میر محراب خاں صرف چند سال حکومت کرکے میاں نور محمد کلہوڑہ کے ہاتھ سے درہ مورہ میں قتل ہوا جس کے عوض پادشاہ دہلی نے علاقہ کراچی اور کورکا وارثان محراب خاں کو میاں کلہوڑہ سے عوض خون بہا دلوا دیا تھا نصیر خاں کلان کے وقت تک یہ علاقہ بہ قبضہ خان کلات رہا

اس وقت کراچی صرف ایک چھوٹی بستی تھی۔ بہ نسبت کراچی کے اُس وقت قصبہ سون میانی زیادہ مشہور تھا اب سرکار کی عملداری میں کراچی اس قدر بڑا شہر ہوگیا ہے کہ تمام ممالک دنیا میں مشہور ہے۔ جس طرح داجل اور ہڑنڈ ضلع ڈیرہ غازیخان میں کچھ دن زیر حکومت خان کلات کی ہوگذری ہے اسی طرح کراچی میں بھی کچھ عرصہ حکومت خان کی ہوگذری ہے۔

میر محراب خاں کے بعد اس کا چچیرا بھائی سمندر خاں خان کلات ہوا۔ اس نے اٹھاراں سال حکومت کی یہ شخص سخاوت اور بہادری میں نامور خان ہوگذرا ہے۔

بعد میر سمندر خاں احمد خاں بڑا بیٹا محراب خان کا خان ہوا مگر عبداللہ خاں دوسرا بھائی احمد خان نے اس کے ساتھ لڑائی برپا کی اور احمد خاں صرف چار سال حکومت کر کے از دست عبداللہ خاں ہلاک ہوا۔ عبداللہ خاں نے قریب بیس سال حکومت کی۔ یہ بڑا دلیر تھا بلوچی نظموں میں اُس کو کہار خاں نام دیا گیا ہے آخر الامر یہ شخص کچھی میں بمقام جنڈھیڑ جس کو اب خانپور کہتے ہیں۔ از دستِ افواج کلہوڑہ والی سندھ و کچھی قتل ہؤا۔

اس کے بعد پہلے بڑا بیٹا اس کا محبت خاں خانِ کلات ہوا مگر ایلتاز خاں دو سال کے عرصہ میں اس کو بیدخل کر کے خود خان بن گیا۔

نادر شاہ بادشاہ قندھار نے بموجب عرضِ سرداران براہوی ایلتاز خاں اور نصیر خاں کو قندھار میں قید رکھ کر محبت خاں کو پھر خان کلات مقرر کیا جب نادر شاہ دہلی پر حملہ آور ہؤا تو محبت خاں وغیرہ سرداران بروہی نے اس کو حملہ ہندوستان میں مدد دی۔ نادر شاہ نے عند الواپسی از ہندوستان علاقہ کچھی میاں کلموڑہ والی سندھ سے بعوض خون بہا عبداللہ خاں کے محبت خاں کو دے دیا چنانچہ محبت خاں نے ملک مذکور اقوام بروہی میں جو بمقدمہ عبداللہ خاں میں قتل ہوئے تھے تقسیم کیا۔ اب تک اُسی طرح ہر ایک کے قبضہ میں چلا آتا ہے۔ اس وقت سے جبکہ کچھی محبت خاں کو مل گئی بنیاد خانی کلات بطور حاکمانہ قائم ہوئی۔

ایلتاز خاں بحالت قید میر نصیر خاں کے ہاتھ سے قتل ہوچکا تھا جب نادر شاہ فوت ہوا نصیر خاں قندھار نادری سے چوری نکل کر سندھ میں چلا آیا۔ جب کہ احمد شاہ بادشاہ قندھار ہؤا اور شاہ ولی خاں بامہ زئی نوفلزی اُس کا وزیر تھا تو نصیر خاں بادشاہ اور وزیر سے بابت ملنے حکومت کلات خط و کتابت کرتا رہا دوسری طرف سرداران بروہی میر محبت خاں سے ناراض ہو کر بخدمت بادشاہ استغاثی ہوئے۔ جس پر بادشاہ نے میر محبت خاں اور میر نصیر خاں

کو قندھار میں طلب کر کے محبت خاں کو نظر بند اور میر نصیر خاں کو خان کلات مقرر کیا۔
علی مردان نامی مغل قلعہ ترشش میں سرحد مشہد پر عرصہ کثیر سے باغی چلا آتا تھا میر نصیر خاں نے حسب الحکم احمد شاہ بادشاہ بمعہ لشکر بروہی اس پر حملہ کر کے اس کو مغلوب کیا جس کے سبب میر نصیر خاں کا نام بہت مشہور ہوگیا اور علاقہ داجل اور ہڑند واقعہ ضلع ڈیرہ غازیخان نصیر خاں کو انعام میں بادشاہ مذکور نے عطا کیا۔ کہ اس عرصہ تک علاقہ ڈیرہ غازیخاں شامل قندھار ماتحت بادشاہ قندھار کے تھا۔ جب احمد شاہ نے دہلی پر حملہ کیا میر نصیر خاں ساتھ تھا۔ اور سندھ پر بھی بحکم بادشاہ نصیر خاں بمعہ لشکر خود شامل لشکر بادشاہی گیا تھا۔ اس خان نے سلسلہ حکومت کا قایم کیا۔ گویا کہ بہ نمونہ حکومت افغانیہ اس خان نے خانی کلات کو ایک چھوٹی سلطنت بنا دیا جس کے رکن آخوند صالح محمد و فتح محمد وزیر یا وکیل۔ آغا علی و پسرش نائب عبدالرحمان نائب بھی۔ ملا مہر علی و پسرش صالح محمد داروغہ ہائے محال کلات و خراسان۔ ملا برفی و دین محمد پسر شہ غاسی۔ میر چھپر خاں ایلتازئی مصاحب۔ میر مراد علی خاں ایلتازئی مصاحب۔ میر سعید خاں ایلتازئی مصاحب۔ سردار ملا محمد خاں رئیسانی سردار سراوان مصاحب۔ میر زرک و پسرش میر یوسف خاں سرداران جھالاوان مصاحب۔ اگرچہ میر نصیر خاں نے کوئی باضابطہ فوج بھرتی نہیں کی تھی مگر اول سے ہی لشکر اس کے ساتھ ایسا وابستہ تھا کہ نصیر خاں کے پسینہ پر خون دینے کو تیار تھا جو کارروائی وہ کرتا تھا اپنے امرا اور وزرا کی صلاح سے کرتا تھا اور اکثر سرداران سراوان اور جھالاوان اس کے دربار میں حاضر رہتے تھے اس نے اپنی سلطنت کا قاعدہ ایسا تجویز کیا جیسا کہ موجودہ زمانہ میں برٹش گورنمنٹ کا قاعدہ برٹش برطانیہ میں بصلاح پارلیمنٹ کے چل رہا ہے میر نصیر خاں بھی اپنی کارروائی ملک کی اسی طرح چلاتا تھا۔ اگرچہ ہر ایک قوم کا علیحدہ علیحدہ سردار مقرر تھا۔ مگر کل اولس کو دو دستوں میں تقسیم کیا ہوا تھا۔ دستہ سراوان اور دستہ جھالاوان۔ یہ دونو بڑے سردار ہمیشہ اس کے دربار میں منجانب کل قوم کے حاضر رہتے تھے اور جب کوئی موقعہ صلاح کا پیش آجاتا تھا تو جملہ سرداراں کو طلب کر کے صلاح کی جاتی تھی۔ قریب چالیس سرداراں کے اپنی اپنی قوم کی طرف سے حاضر ہو کر صلاح میں اپنی اپنی رائے پیش کرتے تھے اور عموماً کثرت رائے پر معاملہ طے ہوتا تھا۔ بوقت ضرورت لشکر کا ہر ایک سردار اپنی اپنی قوم سے سپاہی تعداد مقررہ تک جو ہر ایک کے واسطے ایک حد محدود تک تعداد نفری قوم وار مقرر تھی پیش کرنے

تھے اسی شرط پر اُن کو زمینیات اور آب ہائے دے رکھے تھے۔ اور روز و مواجب دیتے تھے۔ جب لشکر جمع ہوتا تو صرف ان دنوں کے واسطے جب تک لشکر جمع رہے بقدر گزارہ آرد اور دانہ اسب وغیرہ دینا پڑتا تھا اس کی کچھ تنخواہ نہیں دینی پڑتی تھی۔ اپنے ملک میں اگر میر نصیر خاں چاہتا تھا۔ تو قریب ایک لاکھ لشکر ایک ماہ کے عرصہ میں جمع کر سکتا تھا جب وہ مشہد پر لشکر لے گیا۔ قریب بیس ہزار لشکر بروہی اور بلوچ کا اس کے ہمراہ گیا تھا۔ اسی طرح جب وہ ہندوستان میں دہلی تک ہمراہ احمد شاہ کے گیا تھا۔ اس وقت بھی قریب دس ہزار لشکر اس کے ہمراہ گیا تھا یہ خان بڑا لائق ہوگذرا ہے گویا کہ بنیاد خانی کلات کا اس شخص نے رکھا ہے اس کا زمانہ بڑے امن اور چین سے گذرا ہے نہ اس نے کسی اپنے اہلکار کو نہ کسے سردار کو مارا ہے بلکہ اس کے زمانہ میں وہی لوگ ایک دوسرے کے ایسے دوست تھے اگر باہمی تکرار اور لڑنے کا موقعہ ہوتا تو ایک دوسرے کو سیدھی تلوار سے نہ مارتے تھے معکوس تلوار سے مارتے تھے تاکہ زخم نہ ہو۔ البتہ اس خان کے اوپر اس قدر دھبہ ملاحظہ تواریخ سے پایا جاتا ہے کہ اس نے الیتاز خاں برادر خود کو بحالت قید قندھار میں شمشیر سے قتل کیا تھا۔ مگر اخوند محمد صدیق مورخ تاریخ اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ تلوار اتفاق سے لگ گئی تھی۔ اور برائے حفاظت جان خود میر نصیر خان نے ایسا کیا تھا جس کے سبب علماء قندھار نے میر نصیر خاں کو قصاص سے بری کیا تھا۔ اس خان کے وقت میں بلوچستان پوری طاقت میں اور خوف بڑھا ہوا تھا چنانچہ میر نصیر خاں کے وقت میں بلوچستان کی سرحد بجانب کیچکران ایران سے ملک جہیدہ تک ملتی تھی اور ملکِ جہیدہ سے مشرق کی طرف تمام ملک مکران تا ناصر آباد خاں کلات کے ماتحت تھا۔ خاران چاغی اور نوشکی اور شال و مستونگ کلات کے ساتھ تھا۔ بلکہ کچھ حصہ پشنگ کا بھی کلات کے ساتھ تھا بجانب پنجاب داجل۔ ہڑند جو فی الحال شامل ڈیرہ غازیخان کے ہیں ماتحت میر نصیر خاں کے تھے۔ چنانچہ اب تک وہ ملک نصیر خانی مشہور ہے۔ مری اور بگٹی بطور ایک دیگر اولس بروہی بلوچ کے رعیت میر نصیر خاں کی تھی۔ سندھ کی طرف کراچی تک تمام ملک کوہستان ماتحت نصیر خاں کے تھا نصیر خاں شجاعت و سخاوت و راستی اور ایمانداری و انصاف میں بڑا نامور خان ہوگذرا ہے۔ اب تک اس کے قواعد اور رسومات بلوچستان میں برتے جاتے ہیں چنانچہ دیت خون بہا اور زخمہا کا عوضانہ اُس نے مقرر کیا جو اب تک مقدمات جرگہ میں وہی برتا جاتا ہے۔ عوضانہ خون اس نے مبلغ ا عصا ررر مقرر کیا تھا بہ تفصیل ذیل نقد ا۔۔۔ ناطہ دویا صما نقد مال مویشی و اسلحہ ا۔۔۔ مقرر کیا تھا

جس کو اب سرداران نے نقدی میں بلغ السّا... مقرر کیا ہے اور بعضے اعضائے مثلاً چشم اور دست کا عوضانہ برابر نصف خون قرار دیا تھا۔ اگرچہ اور مقدمات کے فیصلہ میں بروئے شریعت عمل ہوتا تھا مگر نصیر خاں نے رواج حصول ورثہ اہل نسوان انتظاماً براہوی اور بلوچ میں بند کر دیا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ اکثر براہوی بلوچ ناطہ نسبت دختران ایک دوسری قوم سے لین دین کرتے ہیں بلکہ براہوئی جدگال یعنی جٹ قوم کو سانگ دینے میں عار نہیں کرتے۔ خیال کیا کہ اگر اہل نسواں کو بموجب قواعد شریعت کے حق ورثہ دینا جائز رکھا جاوے تو ایک قوم یا تمن میں دوسری قوم یا اولس کا دخل ہو جائیگا جس سے انتظام تمن بگڑ جاویگا اور خصوص زمینات کے اوپر قیام لشکر منحصر ہے اگر ورثہ میں جٹ یا غیر قوم کے ہاتھ جائداد زرعی آجاویگی۔ ایک تو سپاہیوں کے دینے میں عذرات ہونگے۔ دوسرا مختلف اقوام کے (خلط ملط) ہو جانے سے اصلیت قوم کی جاتی رہیگی اسی سبب سے اب تک اقوام براہوئی اور بلوچ میں یہ رواج چلا آتا ہے اور جو ملکیت ایک قوم کے زمانہ قدیم سے تھے۔ اسی کے قبضہ میں چلی آتی تھی۔ مختلف قوموں کے ہاتھ میں نہیں آئی۔ یہ ایک بڑا اصول اولس داری کا ہے۔ اس اصول سے اولس کو بڑا فائدہ پہنچتا ہے جس قوم نے یہ اصول نہیں برتا۔ وہ قومیں بہت کمزور ہو گئی ہیں۔ چنانچہ گچکی سکنائے پنجگور یہ لوگ بموجب رواج شریعت کے دختران کو بھی حصہ ورثہ کا جائداد غیر منقولہ سے دیتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ اکثر ملک پنجگور کا بباعث ورثہ اہل نسوان کے فرقہ نوشیروانی کے ہاتھ میں آیا جس کے سبب رفتہ رفتہ گچکی قوم کا زور گھٹتا گیا اور نوشیرانی غالب ہوتے گئے۔

میر نصیر خاں کا زمانہ بلوچستان کے واسطے کمال ترقی کا تھا اُس کے بعد زوال ہوتا گیا ترقی نہیں ہوئی۔ سال سنہ ۱۲۱۰ھ میں خان موصوف بقضائے الٰہی جان بحق تسلیم ہوئے اس وقت تین پسران میر نصیر خاں کے تھے۔ میر محمود خاں۔ میر مصطفےٰ خاں۔ میر رحیم خاں۔ بڑا بیٹا میر محمود خاں اس وقت بعمر ہفت سالہ تھا۔ بہرام خاں پسر حاجی خاں نواسہ میر محبت خاں عاقل بالغ تھا۔ اہالیانِ دربانی میر محمود خاں کو خان مقرر کیا مگر میر بہرام خاں نے بدعوئے خانی بمدد مگسی وغیرہ بلوچان و بارو زئی و نجگ سکنائے سیوی کے بلوہ شروع کیا۔ باوجودیکہ پسران میر نصیر خاں کم عمر تھے مگر بلحاظ رعب داب میر نصیر خاں مرحوم بہرام خاں بمدد بادشاہ قندھار ہٹایا گیا۔ اور خانی میر محمود خاں پر رہی۔

میر محمود خاں بنفسہ خوب انسان تھا۔ چنانچہ سخاوت و شجاعت میں نامور تھا۔ مگر چونکہ باپ

اس کا تین اولاد نرینہ اور دو دختران چھوڑ گیا تھا۔ ایک دختر میر نصیر خاں بی بی زینب جس کا نام اس ملک میں بنام بی بی صاحبہ مشہور ہے مردوں سے کم نہ تھی اس خاندان میں نااتفاقی پیدا ہوئی چنانچہ مصطفٰے خاں کو محمد رحیم خاں نے موقع شکار علاقہ کچھی میں قتل کیا۔ جس کا روضہ بھاگ میں موجود ہے اور محمد رحیم خاں فرار ہو کر داجل میں گیا وہاں کا خود مختار حاکم بن گیا پھر کچھ عرصہ بعد علاقہ کچھی میں آیا جس کو بی بی صاحبہ نے مروادیا۔ پھر بی بی صاحبہ خود محمود خاں سے برخلاف ہوگئی۔ چنانچہ بدربار احمد شاہی میر محمود خاں پر استغاثی گئی۔ گویا بباعث خانہ جنگیوں کے اقبال خاندان میں زوال ہو چلا۔ چنانچہ داجل وہرنڈ قبضہ سے چلا گیا۔ کہ اُس طرف سکھ غالب آگیا۔ مری بگٹی بھی کسی قدر منحرف ہوگئی۔ چنانچہ خانصاحب نے خود ایک دفعہ علی شیر کہلپٹر پر لشکر کشی کی تھی۔ سال ۱۲۳۲ھ میں میر محمود خاں تقدیر الٰہی سے فوت ہؤا۔ اس نے چوبیس سال کامل حکمرانی کی۔ اُس کا بیٹا میر محراب خاں بجائے پدر خود خان کلات ہؤا۔ مگر احمد یار خاں پسر بہرام خاں از خاندان میر محبت خاں نے وقت کو غنیمت جان کر بصلاح جعفر خاں و احمد خاں نگسی جہل میں پہنچکر علم بغاوت کا برپا کیا۔ جو بعد کسی قدر مقابلہ و مجادلہ کے فرو ہوا۔

پھر اہل دربار میں غیرت اور نزاع پیدا ہوئی۔ چنانچہ ایک قدیم خانداں اخوند زئی کا دربار میں وزیر اور وکیل چلا آتا تھا دوسرا خاندان آغا علی کا بھی اس وقت خوب زور میں تھا۔ منجملہ اخوند زئی خود اخوند فتح محمد و پسرش مبارک خاں۔ منجملہ خاندان آغا علی نائب عبدالرحمٰن و پسرش عبدالقادر۔ دو فرقے بنے ہوئے تھے۔ سردار قادر بخش زرک زئی سردار کلاں جہالاوان اگرچہ اخوند فتح محمد کا داماد تھا۔ مگر سلسلہ آمدرفت اور صلاح کاری کا نائب عبدالرحمٰن اور پسرش عبدالقادر سے رکھتا تھا۔ بصلاح فرقہ ثانی مبارک خاں پسر اخوند فتح محمد کو قتل کیا اور اس کے قصاص میں محراب خاں نے قادر بخش کو قتل کیا۔ گویا کہ اس وقت سے رواج قتل کرنے سرداراں یا اہل دربار کا شروع ہو چلا۔ تھوڑے زمانے بعد محراب خاں نے احمد یار خاں از اولاد میر محبت خاں اور سرفراز خاں از اولاد مصطفٰے خاں کو جو فرار ہو کر بجانب کوہستان سانگھان وغیرہ پھرتے تھے۔ بدلاسا بہ قرآن شریف بوعدہ انجام منگوا کر قتل کیا۔ اس عرصہ میں ایک شخص داد محمد افغان دربار خانصاحب میں جائے گیر ہؤا۔ جس کے سبب سرداران سروانخ محراب خاں سے ناراض ہو کر شیوہ بغاوت کا اختیار کیا خانصاحب نے بمدد لشکر جہالاوان اُن کو مغلوب کیا اگرچہ اس وقت محراب خاں نے درگذر کیا۔ مگر بغض خانصاحب کے دل میں بدستور رہا تھوڑی دیر بعد

سردار مہراللہ خاں رئیسانی سردار سراوان کو قتل کیا۔ نیز ملا فقیر محمد مستوفی کو جو از خاندان خراسانی اس وقت مستوفی تھا باشتباہ اس کے کہ ہمراہ سردار مہراللہ خاں سازش رکھتا ہے قتل کرایا۔ اس سے اور کمزوری انتظام کلات کے ہو چلی چنانچہ سرداران سراواں برخلاف محراب خاں پاس حاکم قندھار جو اُس وقت حکومت قندھار از خاندان احمد شاہ بادشاہ منتقل ہوکر خاندان پائندہ خان وزیر خیل میں پہنچ چکی تھی گئے چنانچہ سردار شیر دل خاں برادر سردار کوہندل خاں بمعہ سرداراں سراوان بجانب کلات غازم ہؤا۔ مگر تقدیر آراستے میں فوت ہوگیا۔

بعد اس کے اگرچہ میر محراب خاں نے سردار اسد خاں نمبر ۲ (دیکھو شجرہ نسب) کو جو بجائے مہراللہ خان کے سردار سراوان ہوا تھا دلاسا دیا تاہم دلہائے جانبین پورے طور پر مطمئن نہیں رہتے تھے۔

ادھر شہنواز خاں احمد زئی پسر احمد یار خاں بباعث قتل پدر خود شورش میں تھا ادھر سرداران سراواں بباعث قتل سردار مہراللہ خاں محراب خاں سے ناامید تھے۔ نیز دربار میں بھی خلل واقع ہؤا۔ کہ داد محمد افغان برخلاف اخوند خیل جو قدیمانہ خاندان وکیلی اور وزیری کا تھا چغلی کرنے لگا۔ بزمانہ میر نصیر خاں کلان اقوام براہوئی اور اہالیان دربار سب یک صلاح تھے۔ اپنے خاندان کے قضیوں اور نزاعوں سے بچے ہوئے تھے دوسرے ملکوں کے فتح کرنے میں مصروف رہتے تھے۔ اس وقت دوسرے ملک حاصل کرنے بجائے خود بباعث خانہ جنگی کے ایک دوسرے کے برخلاف حملہ کرنے لگے۔ خانصاحب بھی اگر سراوان کو سزا دینا چاہتے تو جہالاوان کو دلاسا کرتے۔ اگر جہالاوان کو سزا دینا چاہتے۔ تو سراوان کو دلاسا کرتے۔ ایک امیر دربار سے ناراض ہوتا تو اس کے اوپر دوسرے کو چلاتے اسی طرح بلوچستان اپنے گھر میں خوب مشق قتل قتال کرنے لگا اور جو دور دور کے سرحدی ملک تھے قبضہ سے نکلتے گئے۔ اودھر افغانستان کی یہ حالت تھی کہ عنان حکومت و پادشاہی خاندان احمد شاہ سدوزئی سے نکلکر پایندخاں محمدزئی افغان وزیر خیل کے خاندان میں منتقل ہو گئے شاہ شجاع الملک آخری شاہزادہ خاندان سدوزئی کا قندھار سے شکست کھاکر بدربار میر ٹالپور والی سندھ و مہاراجہ رنجیت سنگھ والی پنجاب کے ملتجی اعانت و دستگیری کا پھرتا تھا والی سندھ اور پنجاب سے جب کچھ مدد نہ مل سکی تب بدربار برٹش برطانیہ جو اس وقت حکومت کمپنی بجانب کلکتہ و دہلی تا صدود ات فیروزپور تھی واسطے مطلب برآری خود گیا چونکہ گورنمنٹ برطانیہ کو سرحد

افغانستان کا اس وقت سے بڑا خیال تھا پس شاہ شجاع الملک کو مدد دینا مناسب تصور کر کے زیر کمان جنرل مکناٹن و اسکندر برنس صاحبان لشکرات روانہ کئے جو براستہ ریاست بہاولپور وسندھ و کچھی اور درہ بولان کو گذر کر کے شالکوٹ پہنچے یہ سال ۱۸۴۰ء تھا جب شاہ شجاع الملک بمعہ افواج سرکاری شکارپور سندھ میں پہنچا خانصاحب میر محراب خاں نے سید محمد شریف و نائب محمد حسن کو واسطے شرف سلام بادشاہ شاہ شجاع الملک بھیج دیا مگر بعد اُس کے کہ خود سکندر برنس صاحب نے کلات میں پہنچکر خانصاحب سے استدعا کی کہ خود بدولت بخدمت بادشاہ بمقام شالکوٹ مشرف ہوں اور بادشاہ کو مدد دیویں نہ خانصاحب خود آئے نہ کچھ مدد دی بلکہ جب زیادہ تر افواج سرکاری بجانب افغانستان چلی گئی پیچھے جو افواج واسطے انتظام راستہ اور آمدورفت رسد و اسباب کے علاقہ بلوچستان میں رہ گئی اُن کے ساتھ اقوام براہوی و بلوچ نے سخت بدسلوکی کی چنانچہ اقوام مری کے اوپر سرکار کو فوج بھیجنی پڑی اسی طرح درہ بولان میں اور کچھی میں سرکاری فوج کا بہت نقصان ہوا وجہ یہ تھی کہ حکومت افغانستان یعنی کابل و قندھار خاندان بادشاہ احمد شاہ سے نکل کر بخاندان وزیر خیل یعنی محمد زئی سرداروں کے خاندان میں منتقل ہوگئی تھی اور خان کلات اور براہوئی بلوچ لوگ شاہ شجاع الملک سے امید ہائے خود منقطع کر کے امیران کابل و قندھار سے پیوند کر چکے تھے اور شک کرتے تھے کہ شاہ شجاع مشکل سے پھر سلطنت افغانستان پر قائم ہو سکیگا اسواسطے مدد دہی بادشاہ مذکور سے پہلوتہی کی۔ جب بادشاہ شجاع الملک افغانستان پر قبضہ کر چکا بقدر ضرورت افواج سرکار برطانیہ افغانستان میں رہیں باقیماندہ واپس ہوئیں تب پیشگاہ شاہ و مکناٹن صاحب بہادر چیف افسر افواج سرکاری سے حکم صادر ہوا کہ میر محراب خاں سے بابت اس کے نہ حاضر ہونے بہ سلام بادشاہ و نہ مدد دینے بلکہ تکلیف پہنچانے افواج سرکاری وغیرہ وغیرہ کے جواب لیا جاوے چنانچہ لبدین صاحب پولٹیکل افسر بمعہ دستہ فوج بجانب کلات تعینات ہوا۔ میر شہنواز خاں جو میر محراب خاں کا بڑا بھاری رقیب تھا موقع پاکر بامید ملنے خانی کلات بلوچستان ہمراہ لبدین صاحب بجانب کلات روانہ ہوا ہر چند کوشش ہوئی کہ میر محراب خاں سلام کرے یا کلات کو چھوڑ دیوے مگر محراب خاں مقدمہ کرنے پر اور اپنی جان دینے پر مستعد رہا۔ سرداران سراواں و جھالاوان باوجود طلب داشت میر محراب خاں کے ساتھ مدد پر جمع نہ ہوئے۔ سرداران سراوان بباعث

قتل سردار مہر اللہ خاں رئیسانی اور سرداران جہالاوان بباعث قتل سردار قادر بخش زرک زئی میر محراب خاں سے ناراض تھے۔ منجملہ اولس براہوئی اور بلوچ کے بہت تھوڑے لوگ جمع ہوئے شاید کل مجموعہ ملازمان اور اولس و زمیندارہ و عملہ وغیرہ جب سرکاری فوج کلات پر آئی ہمراہِ محراب خاں کے دو تین سو نفری سے زیادہ نہ تھے بلکہ جب فوج داخل شہر ہوئی میری میں ہمراہ میر محراب خاں کے قریب شصت نفری باقی تھی۔ منجملہ جس کے ہمراہ خان موصوف کے چند نفر مقتول ہوئے اور چند نفروں نے سلام کرنے سے امان پائی تفصیل ان لوگوں کے جو اس موقعہ پر ہمراہ میر محراب خاں کے شہید ہوئے یہ ہے۔ سردار ولی محمد مینگل شاہی زئی۔ میر تاج محمد مینگل شاہی زئی۔ محمد علی مینگل شاہی زئی۔ دیگر سہ نفر ہا مینگل۔ میر عبدالکریم رئیسانی عموزادہ سردار اسد خاں رئیسانی۔ شہ غاسی نور محمد ملازم دربار خانصاحب ارباب خان محمد دہوار زمیندار علاقہ کلات کابلی زئی۔ دیوان بچہ رام از خاندان دیوان ہا ہندو ملازم قدیم خانصاحب۔ سردار داد کریم چنزوزئی شہوانی سکلوی سردار شہباز خاں بنجاری جہالاوان۔ بدل خاں برادر شہباز خاں بنجاری زخمی شدید۔ ایک کس جتوئی۔ کلاتی برادر سردار محمد خان لاہڑی۔ فاضل محمد برادر داروغہ گل محمد۔ از خاندانِ نائب محمد حسن ایک برادر زادہ اس کا قتل ہوا۔ شہباز خاں لاہڑی۔ زمان خاں بندرانی سردار بندران۔ دیوان کھیم چند۔ دیوان آسر داس۔ نائب محمد حسن خان نے اس موقعہ پر ایک نظم بلوچی زبان میں لکھی تھی جو بجنسہ درج کیجاتی ہے وھو ھذا

اشعار بلوچی مخلوط از زبان فارسی من کلام میر محمد حسن خاں رئیسانی

صفت اوّل خداوندِ جہان را پہلے خداوند دو جہان کی تعریف ہے	خداوندِ زمین و آسمان را جو زمین و آسمان کا مالک ہے
ہزار صلوات نبیؐ خاندان را نبی کے خاندان پر ہزار سلام اور درود ہے	محمد مصطفےٰ گو چار یارا محمد مصطفےٰ اور اُن کے چار یار پر

شہاول گو فرنگیا شہاول ساتھ فرنگی کے	نہ یک رنگا دو رنگی آ نہ یکرنگی سے بلکہ دورنگی سے
اچا ھندہ رھے سندھا ہندوستان سے براہ سندھا	حیرا اے شت پرے ترانا بات یہہ تھی اس طرح
دوان ملکِ خراسانا جاؤں گا ملک خراسان کو	دیان تختا شہاولا دلاتا ہوں تخت شہاول کو
کشانی دشمنی وَلاّ نکالوں گا بیخ دشمن کو	پہ شالکوٹا اُخت بُوت جالی شالکوٹ میں اگر داخل ہوا
کُتی کاغذ پخان دائی کیا کاغذ خان کے واسطے روانہ	کنون برخیں بالاشو ابھی اوٹھ کر کھڑا ہو
بہ پیشِ شاہِ والاشو شاہ والا کے پاس حاضر ہو	بگُشتہ شیرِنر ھمچوش کہا شیر نرُ (یعنی بہادر جس سے مراد خان کلات کے ہی) نے اسطرح
تو برنس برسرت کن ھوش اے برنس تو سر میں ہوش کو رکھ	دگر درپیش من مخروش دوسری دفعہ میرے سامنے مت بول
اشاروچی کہ بر تختا جس روز سے میں اپنے تخت پر	نشستہ گو وَلی بختا بیٹھا ہوں اپنے اقبال سے
رسول اللہ گواہ ھستند رسول خدا گواہ ہیں	مَنی گو دشمنانِ کسّتِن کہ میری دشمنوں (کافروں) سے ضد ہے

گفت محراب خان شہے عالیجناب محراب خان نے کہا اے شاہ عالی جناب	من نمی آیم زبہر جنگِ قرآن وکتاب میں قرآن وکتاب کے جنگ کیواسطے نہیں آسکتا
یک زمان ناقندھارِ دین ور ایکدفعہ قندہار تک جسمیں دینداری زیادہ ہے	گر تو رفتی حکم کردی دادور اگر تونے جاکر حکم کیا تو تو داد ور ہے
انزمان من حاضرم عالیجناب اے عالی جناب اوسوقت میں بھی حاضر ہوں	زود حاضر می شوم جلد و شتاب جلدی اور نہایت جلدی حاضر ہوتا ہوں
شد روانہ شاہ بہ سمتِ قندھار بادشاہ بطرف قندہار روانہ ہوا	ہیچ کس باغی نشد نزدان والا تبار اوس والاتبار کے سامنے کوئی باغی نہ ہوا
سوے کابل گشت پس جلدی روان پر فوراً کابل کی طرف روانہ ہوا	یک پسر از دوست محمدؐ بود در غزنی عیان غزنی میں دوست محمدؐ کا ایک لڑکا موجود تھا
شمس دین خان غلجئی و شہاب دین بامی زئی شمس دین خان غلجی اور شہاب دین بامی زئی	دیگر از افغانہا بودند مردان قوی اور بھی بہادر لوگ از قوم افغان تھے
یک ھزار کشتہ شد از مردم فوج فرنگ افواج فرنگی سے ایک ہزار آدمی مرا	سہ صد و سی بود زخمی دید عالم وقت جنگ تین سو تیس آدمی زخمی تھے جنکو بوقت جنگ لوگوں نے دیکھا
بادشاہ بر تختِ کابل شد مقیم بادشاہ تخت کابل پر قابض ہوا	شکر کرد و گفت یارب کریم شکر کیا اور کہا اے رب بخشش کرنے والے
لاٹ گفتش میروم من کلکتہ لاٹ نے کہا میں کلکتہ میں جاتا ہوں	میزنم خانِ بلوچی را کلاتِ لا فتاح قلات کے بلوچی خان کو بالضرور مارتا ہوں

بہر محراب خان نوشتہ اُنگاہ خبر محراب خان کے واسطے اوسیوقت خط لکھا		گفتم اول هوشمندی کن پسر بیٹے پہلے تجھے کہا تھا کہ اے بیٹا ہوشمندی کر
درمیان بادو باران میشوی زیروزبر باول اور مینہ کے درمیاں تو زیروزبر ہوتا ہے		کِتھی خانان همی ترانا خان اس کے اوپر اس طرح عمل کیا
بہ تحقیقا پہ دیوانا تحقیق سے کچھری میں	۱ [illegible]	بیا داروغگی دانا بلایا دانا داروغے کو
برو گو میرحسن خانا جا ساتھ میرحسن خان کے		بِرا مینگل رخشانی پاس مینگل اور رخشانی کے
بِگُش آزاد عباسا آزاد بن عباس کو کہہ	۲ [illegible]	پہ جلدی ماهی پاسا ابھی جاؤ اِسی ساعت
مروچی جنگ بُنگا هی آج ایک جنگ عظیم		گُرا انگریز تنہائی ساتھ انگریز کے تنہا کرتا ہوں
وطی تختی سرا جائی اپنی تخت پر بلاشک		کنا جنگی پہ بُنگا هی کروں گا ایک جنگ عظیم
ملا محمدؐ صدیق خانا ملا محمدؐ صدیق خان نے		وطی گوچُک فرزندا اپنے فرزند کے ساتھ
کُتِی را هی دَنا هندا کیا روانہ اوس طرف کو		گُشی میرِ رشید خانا کہ جاوے پاس میر رشید خان کے

یگښ میر رشید خانا
رشید خان ظاهر از هرت

کہا میر رشید خان کو
رشید خان بظاہر ناراض تھا

مناگو خان چی کار نتھہ
وطی وت خان سردار نتھہ

مجکو خان سے کیا کام
وہ (یعنے خان صاحب) اپنا آپ سردار ہے

آچے داات ڈاھی اسے
حبردات مرد جالئ لسے

اس طرف سے آیا ہے ایک خبردینے والا
خبر دی ہے اوس نے بھیجی

براگورگین نوی داھا
فرنك وتوپ وبنگا ھا

اوس گور گینی کے رستے
فرنگی ساتھ فوج اور توپ کے

مروچی منگچر جالئ
مئی ماا ولکوا کالئ

آج تحقیق منگوچر میں
ہمارے اس علاقہ میں آوے گا

جواب دانھامئی خانا
ولتی گوا ھل دیوانا

جواب دیا میری خان نے
اپنے اہل دربار سے

پمردی وپہ ایمانا
درالجی توپ عورخانہ

ساتھ مردانگی اور ایمان کے
نکالو توپ اور بارودخانہ

بہ اسماعیل کھاران
دراکن توپ جزاران

اسماعیل اور کہاروں کو حکم دیا
باہر نکالو توپیں اور جزاری بندوق

اول مازیار تاجنکا
کتاشا غاشئ رنگا

اول بیچ زیارت کے لڑائی
کے ہے شاغاسی نے اچھی طرح

۱۔ میر رشید خان کو [illegible]

برابر فوج تړّانا برابر فوج کو دوڑاتے	به مثل گاج غړّانا مانند رعد کے کڑکتا ہوا
تفنگ و توپ دړدکا ؤ تهه بندوق اور توپ کے گونج تھی	کلات ماډُوهوَ اگارتهه کلات بارود کے دہوئیں سے گم تھا
کُتهاخان اوّلی وارا کیا خاں صاحب نے پہلاوار تلوار کا	به تحقیقا دگر وارا تحقیق سے کیا دوسرا وار
جهانی دِ ینتهه تلوارا اوسکی تلوار کو تمام دنیا نے دیکھا	زپا او فتاد شیر نر شیر نر (یعنی خود خاں صاحب) پاؤں سے گر پڑا
رُخش گرد ید مثل زر مانند زر کے اُسکا چہرہ زرد ہوگیا	بدستِ ساقئ کوثر ساقی کوثر کے ہاتھ سے
بنوشد خانِ کوهستان کوہستان کے خان نے پیا پیالہ	بفضل رحمت رحمان خدا تعالےٰ کے فضل اور جلال سے
خیر هستن دَنا وسّا سب بات ہی طاقت کی	کنا شاغاسیا جسّا کروں شاغاسی کو آفرین
جو اهر کرت ناموسا نامدار کیا اپنے ناموس کو	۱۔ [illegible] امیر عبدالکریم خانا سردار عبدالکریم خان کو
هزار رحمت کنے جوانا ہزار رحمت کہو اوس جوان کو	۲۔ [illegible] ولی محمد سچا ریا ولی محمد سچائی سے

پہ دا خانے مزاریا پیچھے خان کے بہادری سے	شہید یو دبے میاریا شہید ہوُا بے معیار
پہ شہباز خان لاھڑیا اور شہباز خان لاہڑی کو	ملوک مبر شہوانی اور وہ اچھا میر شہوانی
درا دراٰت بوت ثانی برابر آگر حاضر ہوُا	ملا فاضل محمدؐ گونتھ ملا فاضل محمدؐ بھی تھا
سرو دَپ دشمنی ھونت دشمن کے سر اور منہ کو پُر خون کیا	دیواں بچۂ ھروا سا دیوان بچہ ہرواس نے
دَناکھیم چند گوروا سا اوس کھیم چند اور گورداس نے	رئیسانئ درگیانا رئیسانی کے ایک خاندان سے
ملا محمدؐ حسن خانا ملا محمدم حسن نے	صفت کُرتی شہیدانا تعریف کی شہیدوں کی
پہ انصافا وایمانا ساتھ انصاف اور ایمانداری کے	پڑت کلمہ مسلمانا پڑھو کلمہ مسلمانو

معتبران ذیل نے میر شہنواز خاں اور لبدین صاحب کو سلام کیا کچھ دن نظر بند رہے پھر آزاد کیئے گئے۔ نائب محمد حسن۔ نائب رحیمداد۔ محمد خاں رُستم زئی۔ اخوند محمد صدیق۔ سید محمد شریف نائب عبدالعزیز۔ بعد مقتولی میر محراب خاں و قبضہ میری کلات میر شہنواز خاں والی کلات اور لبدین صاحب بطور پولیٹیکل افسر ہمراہ اُن کے کلات میں رہے جس وقت افواج سرکاری شالکوٹ سے بجانب کلات روانہ ہوئی تھیں خانصاحب میر محراب خاں نے پاس سردار رشید خاں زرک زئی جہالاواں سردار کے بی بی اللہ ڈنی دختر خود کو بمعہ اخوند صاحب واسطے طلب لشکر کے بھیجدیا اور میر نصیر خاں کو بمعہ داروغہ گل محمد واسطے جمع آوری لشکر کی بجانب نوشکی وخاران بھیجدیا تھا مگر رشید خاں زرک زئی نے مدد دینے سے انکار کیا۔ نصیر خاں و داروغہ گل محمد کچھ لشکر جمع کر کے لائے تھے جب منگوچر میں پہنچے۔ حال شہادت میر محراب خاں و مفتوحی قلعہ کلات کا سنا تب داروغہ گل محمد میر نصیر خاں کو پاس سردار آزاد خاں نوشیروانی کے لے گیا وہاں سردار آزاد خاں نے میر نصیر خاں کی خوب خاطرداری کی۔ اور اپنے پاس رکھا بلکہ اپنا داماد بنایا میر خداداد خاں اس وقت تک پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ مقتولی میر میر محراب خاں کے ششماہ بعد متھڑی میں پیدا ہوئے۔ اگرچہ اوسی لوگ میر محراب خاں سے ناراض تھے مگر میر شہنواز خاں کی خانی بھی دل سے پسند نہ کی چنانچہ اکثر بڑے سرداران سراوان وجہالاواں میر شہنواز خاں کے پاس سلام کے واسطے نہ آئے قریب ایکسال کے شہنواز خاں خان کلات رہا اتنے میں ملازمان میر محراب خاں جو باعث مقتولی میر محراب خاں دربدر ہو گئے تھے۔ سرداران سراواں اور جہالاواں سے واسطے لانے میر نصیر خاں و نکالنے میر شہنواز خاں کوشش کرتے رہے۔ آخر ان کی کوشش معرفت سید علی محمد شاہ سکنہ مستونگ ہمراہِ سرداران سراوان کارگر ہو گئی۔ چنانچہ اول سرداران سراواں زیادہ تر سردار محمد خاں شہوانی نے مستونگ میں بغاوت شروع کیا۔ میر نصیر خاں کو جو اُس وقت خاران میں تھا طلب کیا اور میر نصیر خاں بمعہ سردار آزاد خاں مستونگ میں آیا اکثر سرداران سراوان اُس کیساتھ شامل ہو گئے رفتہ رفتہ سرداراں جہالاواں بھی نصیر خاں سے شامل ہو گئی کلات پر حملہ کر کے میر شہنواز خاں اور لبدین صاحب کو نظر بند کیا۔ شہنواز خاں تو بمعہ عیال واطفال کے نکال دیا گیا چنانچہ وہ براہ مورہ بجانب سندھ چلا گیا۔ لبدین صاحب نظر بند رہا کچھ عرصہ بعد میر نصیر خاں کچھی میں گیا لبدین صاحب کو بھی ساتھ لے گیا۔ اس عرصہ میں سرکار برطانیہ نے ملک سندھ

کو میران ٹالپور سے لے کر اپنے قبضے میں کر لیا تھا اور شکار پور میں اپنی چھاؤنی مقرر کی تھی جب نصیر خاں کچھی میں آیا تو پوسٹین صاحب نے سرکاری فوج لے کر خانصاحب پر حملہ کیا۔ خانصاحب نے شکست کھا کر کچھی چھوڑ دی سرکار انگریزی نے قریب ایک سو نفر از قوم براہوہی زیادہ تر جہالاوان جس میں میر بوہر سردار مسیانی و چند نفر زرک زئی و صالح محمدؐ سردار ڈایاں اور صاحبداد زرک زئی۔ عزیز محمدؐ زرک زئی۔ منگی زرک زی۔ شاد محمدؐ زرک زئی۔ اور چند نفر معتبر مُسبانی تھے۔ قید کر کے سندھ میں بھیجدیے۔ اس عرصہ میں سرکاری فوج نے میر نصیر خاں پر ڈھاڈر میں حملہ کیا اور خانصاحب کو شکست ہوئی بوقت بھاگنے کے لبدین صاحب کو اوس سپاہی نے جس کے وہ چارج میں تھا قتل کیا خانصاحب بعد شکست کھانے کے پنجگور کی طرف چلا گیا پھر کلات میں آیا اس عرصہ میں راس بیل صاحب پولٹیکل افسر تھے میر نصیر خاں سے صلاحیت و انجام کیا پچھلے معاملات مساوی تصور کئے گئے براے آیندہ صلاحیت ہوئی سرکار برطانیہ نے میر نصیر خاں کو خان کلات تسلیم کر کے مبلغ پچاس ہزار روپیہ سالیانہ مواجب دینا کیا اور خانصاحب نے سرکار انگریزی کو بجائے بادشاہان افغانستان اپنا سرپرست اور شہنشاہ تسلیم کیا براہوئی قیدی جو سکھر میں لے گئے تھے چھوڑ دئے گئے اور آمد و رفت ملازمان و رعیت کی سندھ کے ساتھ شروع ہوئی۔ نائب محمدؐ حسن وزیر خانصاحب کا مقرر ہوا اور ملا احمدؐ وکیل از طرف خانصاحب کے بخدمت صاحبان سندھ مقرر ہوا کچھ دن بعد جبکہ سرکار سندھ نے چھاؤنی بمقام جیکب آباد ڈالی میر نصیر خاں نے جیکب آباد میں جا کر صاحبان سندھ سے ملاقات کی۔ اس وقت قریب آٹھ ہزار براہوی بلوچ وغیرہ ہمراہ خانصاحب کے جیکب آباد میں گئے تھے سرکار انگریزی نے علاوہ پچاس ہزار سالیانہ کے کچھ اسلحہ بندوق وغیرہ بھی خانصاحب کو دئے اور بڑی خاطر تواضع کی۔ جب خانصاحب واپس اپنے علاقہ میں آیا اُس نے فوج بھرتی کرنا شروع کیا اور چاہا کہ وہ اپنے ملک میں حکومت زور سے قایم کرے چونکہ اس سے آگے رواج اپنی فوج کا نہیں تھا صرف بطور اولس داری بصلاح سرداران براہوئی کے انتظام ملک کا ہوتا تھا مگر اس سے سرداران براہوئی کسی قدر ناخوش ہوئے۔ چونکہ اس عرصہ میں محمدؐ حسن وزیر کا بہت غلبہ تھا براے نام خان میر نصیر خاں تھا کل کاروبار وزیر چلاتا تھا وہ خود وزیر اعظم دربار خانصاحب میں مقرر تھا اور اس کا بھائی محمد امین خاں نائب کچھی کا تھا اور سردار ملا محمدؐ رئیسانی سردار کلان سراوان سردار

تاج محمد خاں زرک زئی سردار کلان جہالاواں۔ دونو نائب محمد حسن خاں کے داماد تھے۔ جب میر نصیر خاں جیکب آباد سے واپس آیا تو اس کو نسبت وزیر محمد حسن کے کچھ شک پیدا ہو گیا۔ اس لئے اُس نے نائب محمد حسن کو قید کر لیا جو قید میں ہی فوت ہوا۔ محمد امین کو نائبی سے نکالا۔ لالہ گنگا رام منشی کو بایں خیال کہ یہ ہندو ہے کسی سردار سے سازش یا تعلق نہیں کر سکیگا پھر وزیر مقرر کیا آخر الامر سال ۱۲۷۳ھ میں میر نصیر خاں جب کچھی سے واپس بجانب کلات آتا تھا تو بمقام انجیرا بیمار ہوا۔ کلات سے حکیم طلب کیا گیا اُس وقت داروغہ گل محمد کلات میں تھا کہتے ہیں کہ داروغہ نے کسی حجام کو جو حکیم بھی تھا واسطے دوائی کے بھیجدیا اُس حکیم کے علاج سے بجائے فائدہ کے نقصان ہوا۔ اور بتاریخ ۹ ماہ شوال ۱۲۷۳ھ خان موصوف جان بحق تعلیم ہوئے۔ بعضے لوگ شک کرنے لگے کہ شاید حکیم فرستادۂ داروغہ نے کچھ حرکت کی ہے مگر سوائے گمان کے ثبوت کچھ نہیں تھا اس لئے سب لوگ خاموش ہو گئے۔

میر نصیر خاں نے قریب اٹھاراں سال حکومت کی اس کے ایام حکومت میں رعایا و اولسی لوگ عموماً خوش رہے چنانچہ اب تک اس کا نام خوبی اور نیکنامی سے یاد کرتے ہیں اور اُس کی وفات پر تمام بلوچستان میں سخت غم و الم ہوا چونکہ میر نصیر خاں صاحب کے کوئی اولاد نہیں تھی وارث تخت دو صاحبان مندرجہ ذیل۔ میر اعظم خاں برادر حقیقی میر محراب خاں جو سن رسیدہ آدمی تھا۔ میر خداداد خاں برادر علاتی میر نصیر خاں جو اُس وقت عمر میں قریب اٹھاراں سالہ تھے۔ سمجھے گئے۔ بعض سرداران اور اہالیان دربار کی رائے ایک طرف اور بعض کی دوسری طرف تھی لیکن ہوتا وہی ہے جو خدا تعالی کو منظور ہوتا ہے منجانب اللہ میر خداداد خاں صاحب کا قرعہ تیز تھا تخت خانی کلات اُس کی قسمت میں آیا چنانچہ جس وقت میر نصیر خاں کا اپنے بزرگوں کی گورستاں میں تجہیز و تکفین کیا گیا تو اُسی موقع پر سردار تاج محمد زرک زئی جہالاواں سردار وغیرہ اہالیان دربار نے میر خداداد خان کو خلعت خانی کا پہنایا اور شادیانے بجنے لگے۔ اور بی بی گنجاں جو سوتیلی ماں میر خداداد خاں کی تھی اور جو بباعث اعلے خاندانی و رشتہ داری ہمراہ سرداران سراوان و عقلمند ہونے کے بلوچستان میں خوب نام رکھتی تھی بلکہ جب کہ میر نصیر خاں بعد مقدمہ کچھی کے بجانب خاران و پنجگور چلا گیا تھا اس بی بی مذکورہ نے راس بیل صاحب سے معرفت اپنے وکلاء کی بندوبست صلاحیت مابین سرکار انگریزی اور میر نصیر خاں کے کیا تھا اسواسطے بھی یہ بہت نامور ہو گئی تھی وہ بھی خداداد خاں

کی طرف ہوگئی اگرچہ میر خداداد خاں کی اپنی والدہ چھوٹے خاندان سے تھی مگر بی بی گنجان نے
میر خداداد خان کو اپنا بیٹا بنالیا اور بالکل اس کی طرفدار ہوگئی۔ تھوڑے روز بعد دو امور پر
فیمابین اہالیان دربار و سرداران نزاع پیدا ہوگئی۔ پہلا امر یہ ہوا کہ سردار تاج محمدؐ کی ہمشیرہ
مراد بی بی میر نصیر خاں کی فوتیدگی سے بیوہ ہوگئی تھی۔ ماں کی طرف سے سردار مراد خاں
فرقہ موسیانی سے نزدیک تھا۔ مراد خاں چاہتا تھا کہ خداداد خاں اُس بی بی سے نکاح کرے
تاج محمدؐ کا بھی یہی خیال تھا مگر خداداد خاں اور بی بی گنجان زیادہ تر یہ چاہتی تھی کہ تاج محمدؐ
اپنی دختر جان بی بی کا ناطہ خداداد خان کو دیوے مجبوراً تاج محمدؐ نے ناطہ دختر خود دینا قبول
کرلیا۔ اس سے مراد خان مسیانی سردار تاج محمدؐ سے ناراض ہوگیا۔ اور تاج محمدؐ بھی کسی قدر
ناخوش ہوا کہ خلاف مرضی اس کے اُس کی دختر کا ناطہ خانصاحب لینا چاہتے تھے۔ دویم
بی بی ماہ گنج والدہ میر نصیر خاں کے پاس سامان از قسم اسلحہ و جواہرات و نقدی وغیرہ موجود
تھا۔ خداداد خاں جلدی اس کو اپنے قبضے میں لانا چاہتے تھے اور بی بی موصوفہ نہیں دیتی
تھی اس پر اہالیان دربار و سرداران دو فریق ہوگئے۔ بجانب میر خداداد خاں۔ داروغہ
گل محمدؐ۔ سردار مراد خاں موسیانی۔ فیض محمدؐ بابی وکیل دربار قندھار۔ لالہ گنگا رام وزیر بی بی
گنجان۔ بجانب ماہ گنج بی بی والدہ میر نصیر خاں۔ شہ غاسی تاج محمدؐ نائب عبدالعزیز۔
شہ غاسی ولی محمدؐ۔ محمدؐ خاں رُستم زئی۔ محمدؐ خاں ایلتازئی۔ سردار تاج محمدؐ زرک زئی برادر
بی بی ماہ گنج۔ جام میر خاں حاکم لس بیلا اور نور دین سردار مینگل بھی اس عرصہ میں وہاں آئے
چونکہ بی بی گنجان جام صاحب سے اسواسطے ناراض تھے کہ بی بی اللہ ڈنی دختر ش کے
شادی جام میر خاں سے ہو چکی تھی اور بی بی اللہ ڈنی لس بیلا میں بھی گئی لیکن بباعث نااتفاقی
واپس چلی آئی تھی۔ اس لئے بی بی گنجان نے جام میر خان اور سردار نور دین کو واسطے سلام
کے خانصاحب کے پاس آنے نہ دیا پس وہ دونوں بھی سردار تاج محمدؐ سے شامل ہوگئے
خانصاحب سیری میں تھا آخر لڑائی شروع ہوئی چنانچہ سردار مراد خاں مسیانی اور چند
نفر از فوج خاں اسی لڑائی میں مارے گئے۔ آخر سردار ملا محمدؐ خاں رئیسانی نے درمیان آکر
کسی قدر صلح کرائی مگر جہالاوان سردار ناراض ہوکر چلے گئے۔ بمقام خضدار سردار آزاد خاں
نوشیروانی بھی بموجب طلبداشت سردار تاج محمدؐ اس کی مدد پر پہنچ گیا۔ سردار تاج محمدؐ
نے پھر یہ ارادہ کیا کہ سرکار انگریزی کو فریاد کرکے خداداد خان کو خانی سے برطرف کراکے

میر اعظم خاں کو خان قلات بنائیں مگر اس اثنا میں بعد بحث مباحثہ کے اس امر پر صلاح ٹھہری
لالہ گنگا رام کو وزارت سے برطرف کیا جاوے بجائے اس کے شہ غاسی ولی محمدؐ وزیر مقرر
ہووے وجہ ناراضگی سرداران سراواں و جھالاوان از گنگا رام زیادہ تر یہ تھی کہ میر نصیر خاں نے
جو نائب محمدؐ حسن کو قید کر کے لالہ گنگا رام کو وزیر مقرر کیا تھا نائب محمد حسن دونو سرداران کا خسر
تھا دونو سردار ناراض تھے کہ گنگا رام نے یہ حرکت کی ہے خداداد خاں نیا خان ہوا تھا اس
کا اب تک پورا زور نہیں تھا۔ واسطے نکالنے گنگا رام کے سرداران نے موقعہ پایا۔ خانصاحب
نے مجبوراً سرداران کی درخواست منظور کر کے گنگا رام کو وزارت سے برطرف کیا اور اس کو
سرکار انگریز کے ہاتھ میں دیدیا کہ دراصل گنگا رام ساکن روہڑی علاقہ سندھ کا تھا۔ اس عرصہ
میں خداداد خاں واسطے ملاقات صاحب کمشنر بہادر سندھ جیکب آباد گیا تھا یہ تجویز پختہ قائم
کر کے واپس آگیا۔ عندالواپسی کچھی دختر سردار تاج محمدؐ سے جس کی بابت پہلے بات چیت ہو چکی
تھی ظاہراً بموجب رسوم ملک کے ناطہ نسبت کیا جب کلات میں آیا پھر بی بی مراد بیوہ
نصیر خاں سے نکاح کر لیا۔ چونکہ مراد بی بی سردار تاج محمدؐ کی ہمشیرہ تھی پس بروے شریعت
ایک ہی مسلمان کی ہمشیرہ اور دختر ایک ہی شخص کے نکاح میں جائز تصور نہیں ہوتیں اسواسطے
سردار تاج محمد ناطہ دختر خود دینے انکاری ہوا۔ اور بھی چند امورات ایسے تھے۔ جس سے سرداران
سراوان اور جھالاوان میر خداداد خاں سے باطن میں ناراض رہتے تھے ظاہر داری کی آمد و رفت
تھی۔ شروع موسم سرما میں خانصاحب نے ارادہ دورہ کچھی کا کیا براہ درہ مورہ روانہ ہوا۔ شیر دل خاں
پسر اعظم خاں عموزاد میر خداداد خاں اور دیگر سرداران سراوان اور جھالاوان بھی ہمراہ تھے بمقام
گنڈاوہ مقام کیا۔ اتفاقیہ بوقت پیشین خانصاحب ہواخوری کے واسطے سوار ہوئے۔ شیر دل خاں
بھی سواری میں ہمراہ تھا۔ دو تین غلام شیر دل خاں کے ہمراہ تھے اور دو تین سپاہی خانصاحب
کے ہمراہ تھے خانصاحب ہواخوری کرتے ہوئے جب قریب خیمہ گاہ سرداران سراواں اور
جھالاوان کے پہنچے۔ تو شیر دل خاں نے موقع پا کر خانصاحب کے اوپر شمشیر چلائی ایک زخم
خود پہنچائے اور دو ایک غلامان شیر دل خاں نے پہنچائے۔ میر خداداد خاں سواری سے گر پڑا۔
شیر دل خاں بمعہ ہمراہیاں خود سرداران سراوان اور جھالاوان کے کیمپ میں پہنچ کر پناہ گزین
ہوا۔ سرداران شیر دل خان کے ساتھ سے شامل ہو کر اول ڈباڈر میں آئے پھر کلات پہنچے۔
داروغہ عطا محمدؐ محافظ قلعہ کلات کا تھا اُس نے قلعہ کلات حوالہ شیر دل خاں کر دیا اور شیر دل خاں

والیِ کلات ہو کر حکمرانی کرنے لگا۔ کہتے ہیں کہ اس موقع پر بروہی لوگوں کا خزانہ کلات پر ہاتھ صاف کرنے کا خوب موقع ملا تھا۔ کیونکہ شیر دل خاں کو بھی مال مفت ہاتھ میں آیا تھا اور سمجھتا تھا کہ صرف بمدد سرداران کے وہ خان ہوا ہے۔ بروہی لوگوں نے نہ بہانہ روز و مواجب کئی دن کا خوب توشہ جمع کر لیا۔ میر خداداد خاں اگرچہ سخت زخمی ہؤا تھا مگر زندہ بچ گیا۔ جب کچھ آرام ہؤا تو بجانب کلات روانہ ہؤا اور جب سوراب میں پہنچا تو حال قابض ہونے شیر دل خاں کا حکومت کلات پر سن کر ناامید ہوا اور بطرف وڈہ چلا گیا۔ بزنجو سردار نے حتی المقدر خدمت کی لیکن ہمراہ شیر دل خاں مقابلہ کرنے کے قابل نہیں تھا۔ آخر خداداد خاں بامید صلاحیت ہمراہ شیر دل خاں روانہ ہو کر زیارت میں متصل کلات پہنچا لیکن کچھ بندوبست صلاحیت نہ ہؤا بمقام کہنک جو صدر مقام سردار سراوان کا تھا کچھ عرصہ وہاں رہا۔ وہاں سے ناامید ہو کر بطرف لوزواہ سرحد جیکب آباد پر چلا گیا۔ اکثر ملازمان و فوج نے بھی خداداد خاں کا ساتھ چھوڑ دیا منجملہ ملازمان شاہ غاسی ولی محمد۔ نائب عبد العزیز۔ وکیل ملا محمد خاں یہ نامور ملازم باقی ہمراہ رہ گئے تھے بلکہ دو چار روز پہلے مضروب ہونے شیر دل خاں سے دو ملازمان قدیمی بھی ناامید ہو کر خان کو چھوڑ کر چلے گئے تھے صرف ایک مسمی نواب ملا محمد خاں آخیر تک خان موصوف کے ساتھ رہا۔ میر خداداد خاں اگرچہ نصیر آباد میں متصل جیکب آباد بیٹھا تھا مگر سرداران اور ملازمان سے بذریعہ دینے طمع اور توقع کے کوشش کر رہا تھا کہ کسی طرح شیر دل خاں کو ماریں اور اس کو پھر خان بنائیں۔ شیر دل خاں کو جب قریب زاید از ایک سال حکومت کلات پر گذر گئے تو وہ سرداران اور عطا محمد وزیر سے بھی کسی قدر تنگی ہو گیا۔ سرداروں کو اور اہالیان دربار کو ایک طرف تو میر خداداد خاں سے وعدے اور امیدیں مل رہی تھیں۔ دوسری طرف شیر دل خاں سے بباعث اُس کے تلون مزاجی خایف رہتے تھے۔ تب شیر خاں کمانیر نے فوج سے سازش کی اور بمقام نڑ درہ مورہ جبکہ شیر دل خاں بتقریب سیر کے سواری پر باہر نکلا اور اپنی فوج میں آکر اور ڈیرہ شیر خاں کمانیر چلم نوش کرنے لگا تو مسمی افضل سپاہی نے تپنچہ دے مارا۔ شیر دل خاں نے گھوڑا دوڑایا مگر چند قدم چل کر گھوڑے سے گر گیا۔ اور شیر خاں نے برسر پہنچ کر تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا۔ اگرچہ ظاہرا سرداران بروہی شیر خاں کمانیر کے گرفتاری کے درپے ہوئے مگر شیر دل خاں فوت ہو چکا تھا اس لئے فی الفور سرداران نے سوار بجانب خداداد خاں روانہ کئے چنانچہ میر خداداد خاں جلدی کچھی میں پہنچ کر پھر خانی پر مستحکم ہؤا اور کلات میں پہنچ کر دختر سردار

تاج محمدؒ سے شادی کی۔ کیونکہ اس عرصہ میں مراد بی بی ہمشیرہ تاج محمد خاں فوت ہو چکی تھی۔ تب تاج محمد کو اپنی دختر کی شادی دینے میں کوئی عذر باقی نہ تھا۔ جب خانصاحب دوبارہ گدی نشین ہوا۔ تو بھی وزیر شہ غاسی ولی محمدؒ کو مقرر کیا البتہ داروغہ عطا محمدؒ کاربار اولسداری میں ممتاز تھا اسی سال میں خانصاحب نے املاک میر کمال خاں ایتازئی جو بجانب خضدار کے تھے ضبط کئے۔ چونکہ میر کمال خاں کے دو ہمشیرہ تھی ایک بی بی چاغی منکوحہ میر شہنواز خان اور ثانی نور بی بی والدہ جام میر خاں۔ بنا بریں جام میر خاں لشکر خود اور سردار نور دین مینگل جو جام صاحب کا خسر پورہ تھا۔ قریب آٹھ دس ہزار لشکر جمع کر کے ملک خضدار پر آئے ادھر سے شہ غاسی ولی محمدؒ قریب ایک ہزار لشکر خانصاحب جمع کر کے خضدار کی طرف روانہ ہوا اور سردار تاج محمدؒ داروغہ عطا محمدؒ لشکر جہالاوان سے جمع کر کے آئے۔ ہمراہ جام صاحب و نور دین جنگ ہوا جس میں لشکر جام صاحب نے شکست کھائی اور جام میر خاں اور سردار نور دین مینگل نے اطاعت قبول کی جس کو شہ غاسی قید کر کے کلات میں لایا اس وقت سے شہ غاسی ولی محمدؒ بلوچستان میں نامور ہو چلا۔ اس لڑائی میں جام اور مینگل کی طرف سے بہت لوگ مارے گئے۔ خانصاحب کی فوج کے معتبران جہالاوان حسب ذیل مقتول ہوئے۔ بہاول خاں زرکزئی سردار صفر خاں مسیانی۔ جام مسیانی۔ شفیع محمدؒ مسیانی۔ صالح محمدؒ ڈایان زخمی ہو کر تھوڑے دن بعد فوت ہؤا۔ کریم بخش قنبرانی۔ کچھ عرصہ بعد خانصاحب کچھی میں گئے اور بھاگ میں مقام کیا سرداران سراوان اور جہالاوان سب جمع ہوئے۔ جام میر خاں اور نور دین مینگل بھی بطور نظر بند ہمراہ تھے۔ اگرچہ شہ غاسی ولی محمدؒ بموجب سفارش سرداران سراوان اور جہالاوان وزیر ہوا تھا مگر داروغہ عطا محمدؒ سے اس کی عداوت ہو گئی تھی۔ سردار لوگ داروغہ عطا محمدؒ کے ساتھ دوستی رکھتے تھے۔ شہ غاسی اس بات کے درپے ہوا کہ سرداران تاج محمدؒ و ملا محمدؒ کو گرفتار کر کے قید میں ڈالے خانصاحب کو اُن سے خوب برگشتہ کیا اور یہ سمجھایا کہ جب تک یہ دونو سرداراں موجود ہیں تمہاری خانی مستقل نہیں ہوگی۔ سرداران ملا محمدؒ و تاج محمدؒ کو خبر پڑی مگر سردار تاج محمدؒ نے بباعث رشتہ داری خانصاحب کے باور نہ کیا ملا محمدؒ رخصت لیکر مُنھڑی چلا گیا۔ آخر خانصاحب نے تاج محمدؒ کو گرفتار کرا کے قید میں ڈالا وہ قریب آٹھ ماہ قید میں رہا کہتے ہیں کہ قید میں خان کے حکم سے مار دیا گیا۔ جب تاج محمدؒ کو قید کیا گیا جام میر خاں اور نور دین کو دلاسہ دے کر اپنے ملک میں بھیجدیا۔ سردار ملا محمدؒ اور دوسرے سردار سراوان

اور جالاواں اُس دن سے میر خداداد خاں سے باغی ہوگئے پھر تاوقتیکہ ۱۸۷۶ء میں سررابرٹ
سنڈیمن صاحب نے مابین اُن کے اور خانصاحب کے بمقام مستونگ فیصلہ کیا۔ خانصاحب
کے دربار میں بخوشی خود وہ کبھی نہ گئے۔ جام میر خاں اور نوز دین اگرچہ ظاہرا خانصاحب سے
صلح کر کے چلے گئے تھے۔ مگر جاتے ہی باغی ہوگئے۔ کئی دفعہ خانصاحب نے فوج لس بیلہ اور
وڈہ میں روانہ کی۔ کبھی لس بیلہ کو خانصاحب اپنے زیر قبضہ کر لیتے۔ کبھی پھر جام اور نوز دین قابض
ہوجاتے۔ سردار آزاد خاں نوشیروانی بھی خداداد کے سخت برخلاف تھا۔ وجہ یہ تھی کہ میر
نصیر خاں آزاد خاں کا داماد تھا۔ نصیر خاں کے فوت ہونے سے دختر میر آزاد خاں بیوہ ہوگئی
تھی ہرچند خداداد خاں نے کوشش کی کہ اس عورت سے نکاح کرے مگر اس نے اور سردار
آزاد خاں نے نامنظور کیا چنانچہ سردار آزاد خاں دختر خود کو بلا استرضائے خانصاحب اپنے
وطن کو لے گیا لیکن وہ بخانہ پدر خود فوت ہوگئی۔ تھوڑے سال بعد قریباً تمام اولس بلوچی
خداداد خاں سے باغی ہوگیا خانصاحب نے اپنی فوج کی افزادگی کی کوشش کی مگر بروہی
لوگ کچھی وغیرہ میدان کو چھوڑ کر کوہستان میں چلے گئے بلکہ سردار ملا محمدؐ خاں بمعہ چند سرداران
سردار نوز دین مینگل اور سراوان کے کابل میں امیر صاحب شیر علی خاں کے پاس نسبت خانصاحب
مستغاثی ہوا مگر چونکہ بلوچستان کا علاقہ سرکار عالیہ ہند سے تعلق رکھتا تھا اسواسطے امیر صاحب
نے دست اندازی کرنے سے انکار کیا۔ سرکار ہند کی طرف سے صاحب پولٹیکل ایجنٹ مقرر
رہتا تھا مگر زیادہ وقت جیکب آباد میں رہتا تھا۔ تھوڑے عرصے کیواسطے کلات میں آتا تھا اُس
وقت تقاضائے حکمت عملی بھی یہی تھا کہ جس قدر ممکن ہو خان کو مدد دی جاوے۔ شہ غاسی نے ایک
دفعہ لس بیلہ میں لشکر لے جا کر جام میر خاں کو لس بیلہ سے نکال دیا۔ اور اپنی طرف سے شہ غاسی
غلام جان کو نائب الحکومت لس بیلہ کا مقرر کیا۔ جام میر خاں اور جام عالیخاں پسر شیر میر ابراہیم خاں
برادر سردار نوز دین کہ لس بیلہ سے فرار ہو کر کراچی میں پناہ گزین ہوئے تھے اُن کو سر ولیم
میریودر صاحب کمشنر سندھ نے لیے جام صاحب اور جام عالیخاں و ابراہیم خاں کو قید کر کے حیدرآباد
میں بھیجدیا۔ کچھ عرصہ بعد جام عالیخاں و ابراہیم خاں حیدرآباد سے فرار ہو کر واپس لس بیلہ میں آئے
بمدد نبوز دین سردار مینگل لس بیلہ شہ غاسی غلام خاں سے واپس چھین کر اپنے قبضے میں کر لیا۔
جام میر خاں قید ہو کر پونا کو بھیجے گئے جب سردار ملا محمدؐ خاں قندھار میں تھا اس وقت سرداران
لاہڑی و محمدؐ شاہی وغیرہ نے متفق ہو کر مستونگ میں بلوہ کیا خانصاحب نے شاہ غاسی ولی محمدؐ کو

اُن کی ۔کوبی کے واسطے بھیجدیا۔ براہیوں نے فوج جمع کر کے قریب گورو لشکر خانصاحب سے مقابلہ کیا۔ لشکر خانصاحب نے شکست کھائی ۔ شہ غاسی ولی محمد زخمی ہؤا اور پکڑا گیا مگر جب برہوئی سرداراں شہ غاسی کو لے کر بموقع توپ واسطے قبضہ کرنے توپ وسامان کے آئے ۔ شہ غاسی نے موقع پاکر توپ باشی کو اشارہ کیا اس نے توپ کو آگ دیدے جس سے سردار جہانگیر خاں لاہڑی اور چند نفر معتبران بروہی قتل ہوئے ۔ تب برہوئی حیران ہوکر فرار ہوئے اور شہ غاسی کو چھوڑ دیا۔ شہ غاسی نے پھر اپنی فوج جمع کر کے مستونگ پر قبضہ کیا۔ اس موقعہ پر اقوام برہوئی سراوان خوب بہادری سے لڑے مگر افسوس ہے کہ تدبیر جنگ عمدہ نہ تھی اور سب یکساں ہمعصر تھے کوئی سردار نہیں تھا۔ بے تدبیری سے جیتی ہوئی جنگ پھر ہار دی اُس وقت سرداران سراوان سے سردار و معتبر ذیل کام آئے ۔ سردار جہانگیر خاں لاہڑی۔ میر مبارک خاں شہوانی - میر سید خاں سید زئی بنگل زئی سردار خیل ۔ شربت خاں بیدزئی بنگل زئی ۔ صالح محمد دینار زئی ۔ صالح خاں رئیسانی۔ اس کے بعد سرداران سراوان نے کچھی میں پہنچ کر نائب ڈھاڈر کو قتل کیا اور تمام کچھی میں غارتگری شروع کر دی ایک دفعہ بولان میں ایک بڑا قافلہ غارت کیا۔ مطلب کہ ہر چہار طرف سے جنگ وفساد شروع تھا مری اور بگٹی بھی جہاں ہاتھ پہنچتا۔ نقصان کرتے بلکہ خود سرداران سراوان کوہستان مری میں جاکر مریوں کو لاتے اور کچھی کو غارت کراتے ۔ سردار ملا محمد بھی واپس آیا۔ سیوی علاقہ امیر افغانستان کا تھا امیر صاحب نے اس قدر سردار ملا محمد کی خاطر کی کہ سرداران بارو زئی سے جو نائب سیوی کے تھے ۔ سفارش کی کہ سرداران سراوان کے عیال و اطفال کو پناہ دیویں چنانچہ سرداران سراوان اکثر خانہ بدوش ہوکر سیوی میں رہتے تھے اگرچہ خانصاحب کے پاس لشکر قریب پانچہزار کے ہوگیا تھا تاہم ملک میں اُمن قائم نہیں ہوسکتا تھا۔ اولس کے لوگ اگرچہ بہ نسبت لشکر خانصاحب کے مبیت چند بلکہ اُس سے بھی زیادہ تھے مگر اولسی لوگ بھی آپس میں ایسے متفق نہیں تھے کہ یک صلاح ہوکر جنگ کرسکتے بلکہ منجملہ اولس کے کئی لوگ سرداروں کے ساتھ باغی تھے ۔ کئی لوگ خانصاحب کے ساتھ شامل ہوکر برہیوں کو مارتے تھے شہ غاسی ولی محمد بہادری میں اور نیز تدبیر میں کامل وزیر تھا۔ اور نواب محمد خاں جوڑ توڑ میں کامل و ماہر تھا اسواسطے برہوئی لوگ بھی خانصاحب پر غالب نہیں آسکتے تھے ۔ بلکہ خانصاحب ان کے گھر میں نفاق ڈالے رکھتے تھے ۔ اگرچہ پولٹیکل تعلق ریاست کلات کا

سندھ سے تھا مگر جب سے کپتان سنڈیمن صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع ڈیرہ غازیخان زیر گورنمنٹ پنجاب مقرر ہوکر ڈیرہ غازیخان میں تعینات ہوئے صاحب ممدوح معاملات بلوچستان میں بہت مداخلت کرتے تھے اور اس طرف کے حالات سے خوب آگاہی رکھتے تھے۔ اور بباعث رکھنے چارج تمنات مری اور بگٹی کے اکثر جیکب آباد میں اُن کے معاملات کی صلاح وغیرہ میں شامل ہؤا کرتے تھے خصوص جب کرنیل فیر صاحب پولٹیکل سپرنٹنڈنٹ جیکب آباد کے تھے اور کرنیل فیر صاحب اور کپتان سنڈیمن صاحب کا اس بارے میں اتفاق رائے ہوگیا اور ان کی پالسی ایک ہوگئی۔ اس واسطے کرنیل فیر صاحب اُن کو بلایا کرتے تھے اور رائے لیا کرتے تھے۔ پس سرکار کی پالسی جو اس وقت بلوچستان میں تھی یا جو کارروائی بلوچستان میں سرکار کی طرف سے ہو رہی تھی اس کا ذکر ہم نے باب سوم میں جہاں سر رابرٹ سنڈیمن صاحب کی خدمات بلوچستان کا ذکر کیا ہے بیان کیا ہے اس واسطے یہاں بلحاظ طوالت درج نہیں کیا جاتا اور آخر الامر سر رابرٹ سنڈیمن صاحب بہادر بسال ۱۸۷۵ء کلات میں مشن لے گئے اور تمام تنازعات کو جو مابین براہوی اور خانصاحب کے تھے رفع کرکے صلحنامہ کیا۔ پس اُس وقت سے جو کارروائی مابین خانصاحب اور سرداران کے جاری رہی اے سال ۱۸۹۲ء جب صاحب موصوف بمقام لس بیلا جان بحق تسلیم ہوئے اُن کے حالات باب تیسرے میں پائے جاوینگے۔ یہاں صرف اس قدر لکھنا مجھ کو باقی ہے کہ سال ۱۸۹۲ء میں جب سر رابرٹ سنڈیمن صاحب جو سچے دل سے خانصاحب میر خداداد خاں کے دوست تھے فوت ہوئے۔ تو خانصاحب نے اس کا کچھ بھی رنج ظاہر نہیں کیا بلکہ برخلاف اس کے یہ تصور کیا کہ سر رابرٹ سنڈیمن صاحب اس پر زیادہ دست قدرت رکھتے تھے ان کے وقت میں ان کو براہویوں سے پرانی دشمنی نکالنے کے موقع نہیں ملتا تھا۔ اب جو نیا ایجنٹ گورنر جنرل آویگا تو اس کو اس قدر طاقت اور واقفیت نہیں ہوگی اور اس لئے ہم کو خوب موقع ملیگا۔ لیکن بموجب ایں بیت۔ ما درچہ خیالیم و فلک در چہ خیال۔ کارے کہ خدا کند فلک راچہ مجال + خانصاحب اب تک اپنی مراد کو نہیں پہنچے تھے کہ بمقدمہ مقتولی مستوفی خود ملا فقیر محمدؐ و پدرش ملا عبدالعزیز نائب بھاگ و غلام فاروق پسر مستوفی فقیر محمدؐ و شیر خاں ملازم مستوفی مذکور جو ساکن شرارود علاقہ سرکار انگریزی کا تھا۔ سر جمیس براؤن صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر بلوچستان نے خداداد خان کو واسطے جوابدہی مقدمہ مذکور کے بمقام کوئٹہ طلب کیا خانصاحب اپنے چلن چال کو بمقدمہ مذکور بخوبی صاف نہ کر سکے آخر استعفا

کاربار ریاست سے دینا پڑا اور بجائے ان کے میر محمود خاں ولیعہد و پسر کلاں خانصاحب موصوف گدی نشین ہوئے۔ اور میر خداداد خاں صاحب سورالائی میں بھیجے گئے جہاں اب تک رونق افروز ہیں۔ میر محمود خانصاحب نے عرصہ قریب دو سال سے عنان حکومت ریاست کلات اپنے ہاتھ میں لی ہے اور کارروائی ریاست اگرچہ بموجب قاعدہ قدیم ریاست کے چلا رہے ہیں۔ مگر صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان کے مستوروں کی قدر دل سے کرتے ہیں۔ اور سرداران بروہی سے بھی خوب سلوک کرتے ہیں چنانچہ سرداران سراوان کو منجانب سرکار برطانیہ کچھ الاونس ملتا تھا سرداران جہالاوان کو کچھ الاونس نہیں ملتا تھا۔ اسواسطے سرداران جہالاوان اکثر شاکی رہتے تھے۔ کہ ان کے ساتھ کیوں بمثل سرداران سراوان سلوک نہیں کیا جاتا۔ خانصاحب نے براہ مہربانی مبلغ پچاس ہزار روپیہ سالیانہ اعہ آمدنی سود مبلغان خزانہ ریاست خود کہ سرکاری خزانہ میں بشرط سود جمع کرائے ہیں واسطے الاونس سرداران جہالاوان منظور کیا ہے۔ اور نیز ایک سڑک کوئٹہ سے تا کلات رفاہ عام کے لئے بنوا رہے ہیں اور بھی خیالات ترقی ریاست اور انتظام ملک کے بموجب روئداد زمانہ کے رکھتے ہیں۔ چونکہ بلوچستان کا کچھ حصہ زیر انتظام افسران سرکار برطانیہ کے ہے جس کو برٹش بلوچستان کہا جاتا ہے اور کچھ حصہ زیر انتظام خان کلات کے ہے اور حدودات بالکل نزدیک ہیں اور رعیت اور اوس قریبًا ایک ہی قوم اور ایک ہی قسم سے ہیں اسواسطے قدرتًا دونو عملداریوں کے انتظام کا عکس لوگوں کے دلوں پر بہت کچھ اثر کر رہا ہے۔ ہر ایک خان کے میعاد اور تاریخ گدی نشینی اور رحلت اور شجرہ معہ ماہیر وغیرہ کی بابت جس قدر حال مجھ کو دریافت ہو سکا ہے واسطے سہولیت ناظرین علیحدہ فہرست میں دیتا ہوں۔ تاکہ بروقت پیش ہونے کسی سند مہرے خانصاحبان ماضی کے یا دریافت تاریخ عملداری کسی خانصاحب کے کار آمد ہو سکے۔

فہرست خان ہائے کلات ابتدا میر احمد خاں سے

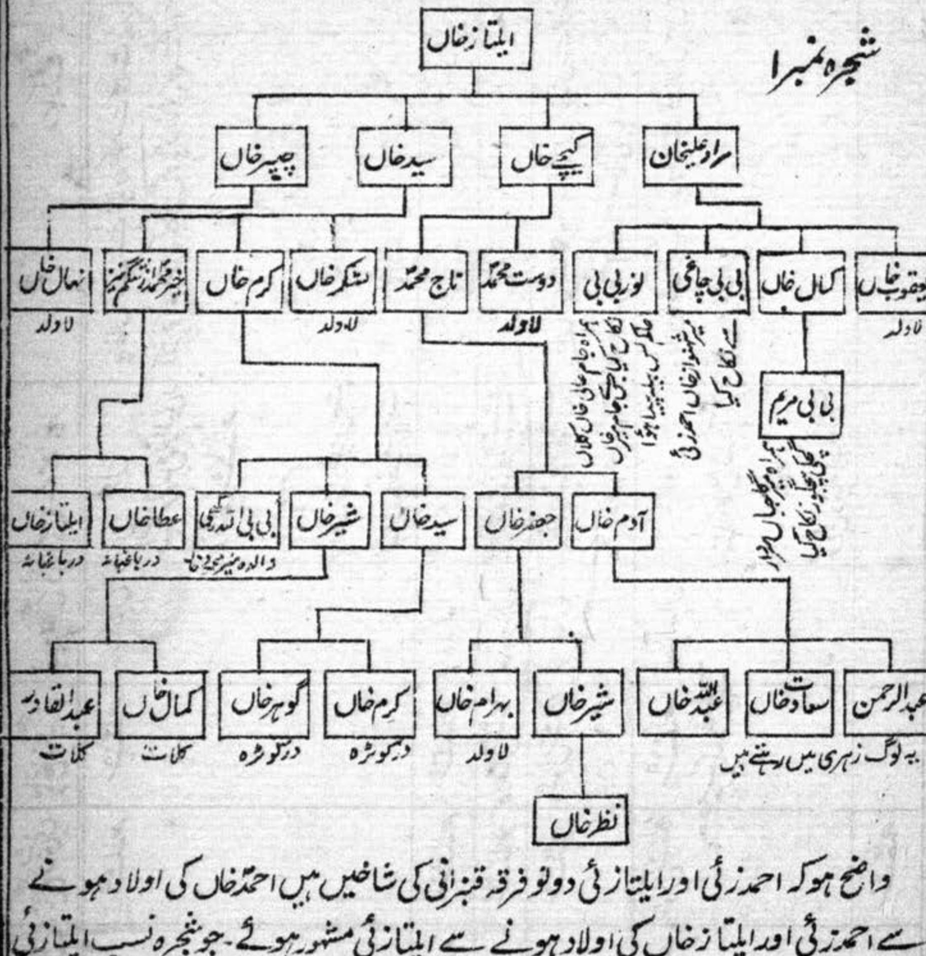
نمبر	نام خان	تاریخ پیدایش	تاریخ گدی نشینی	تاریخ فوتیدگی	تعداد سال حکمرانی	سجع ہائے مواہیر	ریمارک
۱	میر احمد خاں				قریب ۳۰ سال		صرف اس قدر پتہ معلوم ہو سکتا ہے کہ جن دنوں میں اورنگ زیب بادشاہ دہلی اور شاہزادہ معزالدین حاکم ملتان کا تھا۔ ان دنوں یہ خان کلات کا ہوا اور مرزا خاں و بختیار خاں نواب سوی و کچھی کے تھے مابین ان کے چند دفعہ لڑائیاں ہوتی رہیں تخمیناً ۳۰ سال ــــ
۲	میر محراب خاں				قریب ۱۰ سال		یہ خان درہ مورہ میں از دست نور محمد خاں کلہوڑہ والی سندھ قتل ہوا جو بادشاہ دہلی سے باغی ہو کر براہ درہ مورہ ارادہ جانے ایران کا رکھتا تھا اور جس کو محراب خاں بموجب ارشاد بادشاہ دہلی آگے جانے سے روکنا چاہا مابین دونو کے لڑائی ہوئی اور محراب خاں مارا گیا۔
۳	میر سمندر خاں				قریب ۱۰ سال		جب میر محراب خاں مقتول ہوا اُسکے پسران میر احمد خاں و عبداللہ خاں کم عمر تھے اسواسطے سمندر خاں چچیرا بھائی اس کا خان ہوا
۴	میر احمد خاں				قریب ۱ سال		بعد سمندر خاں یہ خان ہوا لیکن عبداللہ خاں برادرش نے اس کو قتل کیا اور خود خان ہوا
۵	میر عبداللہ خاں				قریب ۲۰ سال	حاکم وقت ظلِ سبحانی عبداللہ خاں سکندر ثانی	یہ خان قریب سال ۱۱۵۰ھ میں از دستِ افواج کلہوڑہ والی سندھ و کچھی بمقام خانپور حدود کچھی میں قتل ہوا جس کے خون بہا میں نادرشاہ نے ملک کچھی کا میر محبت خاں اس کے پسر کلان کو میاں کلہوڑہ سے دلوایا تھا۔
۶	میر محبت خاں				۱۸ سال		میر عبداللہ خاں کے تین پسران تھے محبت خاں۔ ایلتاز خاں۔ نصیر خاں بروقت فوتیدگی عبداللہ خاں تینوں جوان عمر تھے پہلے محبت خاں ہوا لیکن ایلتاز خاں نے بلوہ کر کے جبراً خانی اس سے چھین لی لیکن نادرشاہ نے ایلتاز خاں و نصیر خاں کو نظر بند کر کے پھر خانی محبت خاں کو دلوائی پہلی دفعہ تین سال دوسری دفعہ ۱۵ سال خانی پر رہا پھر احمد شاہی میں بموجب استغاثہ سرداران بروہی کے احمد شاہ نے محبت خان کو نظر بند کیا اور نصیر خان کو خان کلات بنایا

نمبر	نام خان	تاریخ پیدائش	تاریخ گدی نشینی	تاریخ فوتیدگی	تعداد سال حکمرانی	سجع ہائے مواہیر	ریمارک
۷	میر نصیر خان اول		۱۱۷۵ھ	۱۲۰۸ھ	۳۳ سال	اول حسبی اللہ نعم الوکیل و نعم المولیٰ و نعم النصیر ۱۱۷۵ھ دوم چو لطف خدا دستگیر من است محمد برا عدا نصیر من است	یہ خاں سب سے زیادہ حکومت کلات پر رہا ہے اور بڑا نامور ہوا ہے اور اس نے اکثر قواعد مقرر کئے ہیں گویا کہ خانی کلات کو اسی سے رونق ہوئی۔
۸	میر محمود خان اول	۱۲۰۱ھ	۱۲۰۸ھ	۱۲۳۲ھ	۲۴ سال		
۹	میر محراب خان دوم		۱۲۳۲ھ	۵ رمضان ۱۲۵۵ھ	۲۳ سال	محلے از گلشن محمود محراب ۱۲۳۲ھ	
۱۰	میر نصیر خان دوم		۱۲۵۷ھ	۹ شوال ۱۲۷۳ھ	۱۶ سال	چو لطف خدا دستگیر من است محمد برا عدا نصیر من است	یہ خاں قریب عمر ۳۵ سال میں بیماری سے فوت ہوا اس نے وہی سجع جو میر نصیر خان کلاں کا دوسرا مہر کا تھا استعمال کیا
۱۱	میر خداداد خان	۱۲۵۵ھ	شوال ۱۲۷۳ھ	۱۳۰۹ھ میں سبکدوش ہوا	۳۶ سال	اول خدادادگان را خدا داد است دوم دین و دنیا مرا خدا داد است	یہ خان اب تک زندہ و حیات لورالائی میں موجود ہے لیکن کار بار خانی سے ۱۳۰۹ھ میں استعفا دیا
۱۲	میر محمود خان دوم		۱۳۱۰ھ				

چونکہ چند خاندان رشتہ داران یا ملازمان دربار ریاست قلات ایسے ہیں جن کا چند موقعوں پر تواریخ خانصاحبان میں ذکر آچکا ہے اور لوگوں میں بھی تک اُن کی بابت یادگاریں چلی آتی ہیں اسواسطے مناسب سمجھا گیا کہ بعد حالات خانصاحبان والی قلات کی ان کے معزز رشتہ داران اور معتبران ملازمان اہالیان دربار کا مختصر حال درج کیا جاوے۔

شجرہ نسب خاندان ایلتازئی

شجرہ نمبر ۱

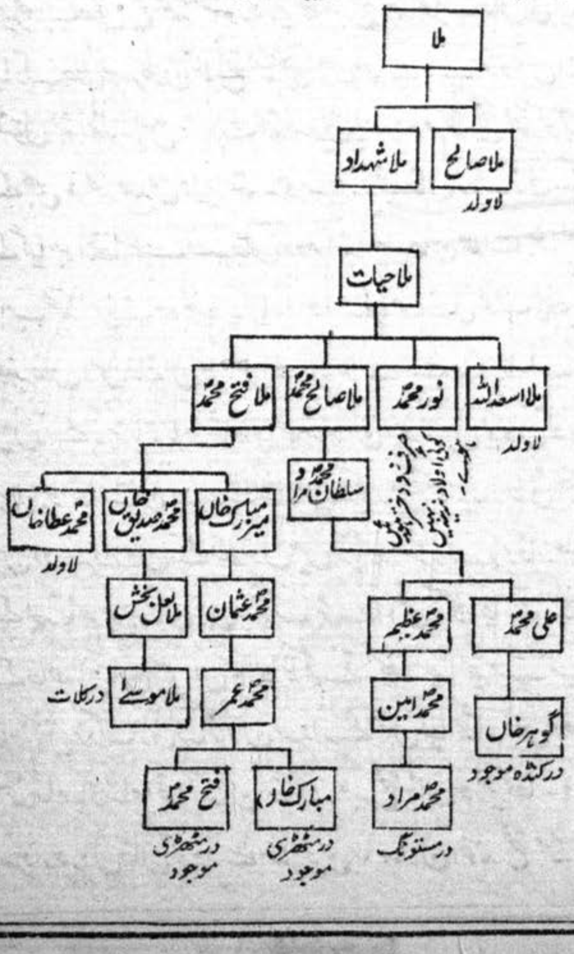


واضح ہو کہ احمدزئی اور ایلتازئی دونو فرقہ قنبرانی کی شاخیں ہیں احمد خاں کی اولاد ہونے سے احمدزئی اور ایلتازخاں کی اولاد ہونے سے ایلتازئی مشہور ہوئے۔ جو شجرہ نسب ایلتازئی کا اوپر تحریر ہوا۔ صرف اس ایلتازئی جدا نہیں ہوئے بلکہ اس سے پہلے اور ایلتاز تھا۔ بوقت میر نصیر خان اول ہر چہار پسران ایلتاز خان زندہ تھے اور انہوں نے میر نصیر خان کو بہت مدد دی تھی بلکہ ہمراہ خان کو نزد نادرشاہ بادشاہ قندہار میں بھی شامل رہے جب میر نصیر خان کو خانی کلات کی نصیب ہوئی یہ چاروں ایلتازئی بطور حسب منشا کے دربار خانصاحب میں رہتے تھے۔ انکی رشتہ داری احمدزئی سے یا جام لس بیلا سے یا سرداران کی ہوتی رہی ہے شروع خانی میر خداداد خان میں

میں اوپر جائداد میر کمال خاں ایلتازئی مابین خانصاحب اور جام میر خاں حاکم لس بیلہ لڑائی ہوئی تھی کہ جام میر خاں اپنی والدہ کا ورثہ مانگتا تھا اور خانصاحب نہیں دیتا تھا۔ موجودہ زمانہ میں از خاندان ایلتازئی میر کرم خاں و میر گوہر خاں پسران میر سید خاں نامدار اشخاص باقی ہیں۔ یہ دونو میر خداداد خاں کی ہمشیرہ حقیقی بی بی فتح خاتون سے پیدا ہوئے اور نیز دونو میر خداداد خاں کے داماد بھی ہیں اور اکثر جائداد موروثہ خاندان ایلتازئی اُن کے قبضہ میں ہے۔ ان کی والدہ بھی اب تک حیات ہے، اور یہ دونو کوٹرہ اور باغبانہ میں رہتے ہیں۔ میر محمود خاں والی کلات حال کی والدہ بی بی اللہ رکھی بھی اسے خاندان ایلتازئی سے ہے۔ بلکہ میر کرم خاں و میر گوہر خاں کے باپ کی حقیقی ہمشیرہ ہے مگر آپس میں بہت اتفاق نہیں ہے۔ باقی چند ایلتازئی ہیں مگر چنداں نامور نہیں۔

شجرہ نسب خاندان اخوند زئی یا ملازئی

شجرہ نمبر ۲

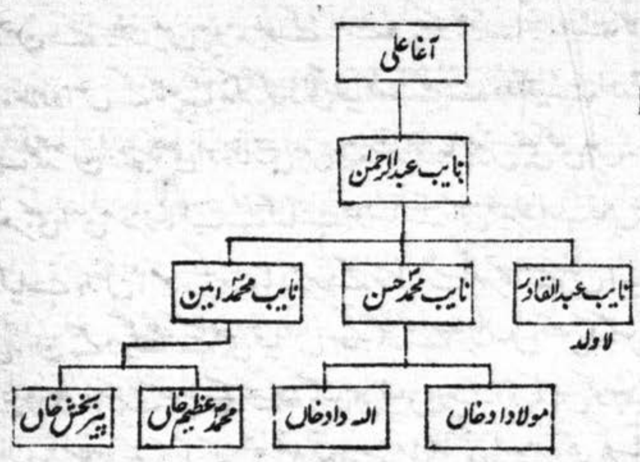


واضح ہو کہ یہ خاندان ملازئی یا اخوندزئی بہت مدت سے اس علاقہ میں مشہور چلا آتا ہے مختصر حال اس خاندان کا یہ ہے کہ بوقت خانی میر احمد خاں دوم ملا صالح و ملا شہداد ہر دو برادران حقیقی بتلاش روزگار شیراز سے کلات میں آئے چنانچہ ابتدا میں جو مکان رہایش کا ان لوگوں نے شہر کلات میں متصل میری تعمیر کیا تھا اُس کا نام اب تک شیراز مشہور ہے۔ چونکہ اس علاقہ میں خواندہ لوگوں کی قلت تھی۔ یہ دونو ملا خوب خواندہ اور ہوشیار تھے۔ اسواسطے دربار میر احمد خاں میں جگہ پا گئے۔ بلکہ بعد فوتیدگی میر احمد خاں جب محراب خاں اول خاں کلات ہوا تو ملا صالح بمنزلہ وزیر کے تھا۔ بعد مقتولی محراب خاں اول احمد خاں نمبر ۲ اور میر عبداللہ خان خان کلات ہوئے تو بھی محمد صالح وزیر تھا بلکہ بعد مقتولی میر عبداللہ خاں میر محبت خاں کے عہد میں بھی وہی وزیر رہا اس کے بعد ملا صالح لاولد فوت ہوا۔ تب بوقت میر نصیر خاں اول ملا حیات پسر ملا شہداد برادر زادہ ملا صالح وزیر ہوا اس کے بعد ملا صالح دوم اور ملا فتح محمد وزیر ہوئے چنانچہ بایام خانی میر محمود خاں و میر محراب خاں فتح محمد مشہور وزیر تھا۔ فتح محمد محراب خاں کی زندگی میں فوت ہو چکا تھا۔ اور میر مبارک خاں پسر کلاں ملا فتح محمد بھی حین حیات باپ خود میں از دست سردار قادربخش زرکزئی مقتول ہوا تھا۔ پس وزارت محمد صدیق پسر دوم ملا فتح محمد کو پہنچی بلکہ بایام مقتولی میر محراب خاں کے بھی ملا محمد صدیق وزیر تھا۔ جو سردار رشید خاں زرکزئی کے پاس واسطے جمع آوری لشکر کے گیا ہوا تھا۔ جب نصیر خاں دوم ابتدا میں خان کلات ہوا محمد صدیق وزیر تھا۔ مگر بعد اس کے نایب محمد حسن زیادہ غلبہ پا گیا۔ اسواسطے اخوندزئی لوگ بیٹھ گئے۔ اور محمد حسن وزیر ہوا۔ بعد نصیر خاں اس خاندان کا دخل دربار کلات سے جاتا رہا۔ اب تک اُن کو دربار میں کچھ دخل نہیں ہے۔ بزمانہ نادر شاہ و احمد شاہ ان اخوند خیل لوگوں کو بباعث واقف ہونے از ملک ایران و افغانستان دربار بادشاہاں مذکور میں خوب رسائی تھی۔ اسواسطے یہ لوگ دربار خانصاحبان میں اور سرداروں کے نظروں میں زیادہ معزز اور باوقار معلوم دیتے تھے۔ مطلب کہ خانصاحبان کے بعد تمام بلوچستان میں یہ لوگ بڑے آدمی سمجھے جاتے تھے۔ بلکہ بباعث رسائی دربار شاہی کے خانصاحبان بھی ان کا لحاظ کرتے تھے۔ چنانچہ جب مبارک خاں پسر ملا فتح محمد کو سردار قادربخش زرکزئی جہالاوان سردار نے قتل کیا تھا۔ اس وقت شاہزادہ کامران از خاندان احمد شاہ بادشاہ افغانستان تھا اور امیر فتح خاں وزیر تھا۔ وزیر فتح خاں نے برادر خود سردار مہردل خاں کو واسطے سزادہی حاسدان اخوند فتح محمد بلوچستان میں بھیج دیا تھا۔ مگر

میر محراب۔ خاں والی کلات نے پہلے سے سردار قادربخش کو عوضہ خون مبارک خاں میں قتل کرادیا تھا۔ اور باقی ماندہ عبدالرحماں اور عبدالقادر کو جن کے اوپر اخوند مذکور اشتباہ اعانت رکھتا تھا۔ خانصاحب میر محراب خاں نے بچالیا تھا۔

شجرہ نسب خاندان نایب خیل

شجرہ نمبر ۳



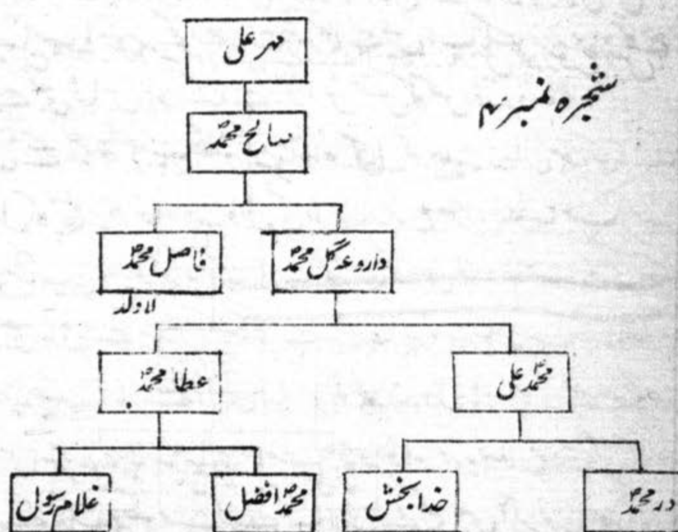
یہ خاندان دراصل بدوزئی بنگل زئی میں ایک فرقہ کا نام ننگی زئی ہے اس سے نکلتا ہے۔ آغا علی کا نام دراصل علیخاں تھا اور وہ خانصاحب میر نصیر خاں اول کے پاس نوکر تھا۔ جب میر نصیر خاں قندھار میں بحکم نادر شاہ نظر بند تھا تو اس وقت آغا علی بھی ہمراہ نصیر خاں کے قید تھا۔ آغا کا خطاب نصیر خاں نے اس کو دیا تھا۔ جب نصیر خاں خانی کلات پر مسلط ہوا جو لوگ ہمراہ اُس کے قید میں ثابت قدم رہے ہر ایک کو بقدر حیثیت ولیاقت ان کے دربار میں جگہ عطا کی پہلے خود آغا علی دربار میر نصیر خاں میں مقرب تھا۔ لیکن اس کے بعد پسرش نائب عبدالرحمن بعہد میر محمود خاں نائب کچھی کا ہوا۔ وہ زیادہ تر نامور رہا۔ چنانچہ بزمانہ میر محراب خاں نایب عبدالرحمن اور پسرش عبدالقادر کو دربار خانصاحب میں اس قدر دستگاہ تھی۔ کہ اخوند محمد صدیق اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ مبارک خاں پسر اخوند فتح محمد وزیر کو سردار قادربخش زرک زئی جہالاوان سردار نے بموجب صلاح نایب عبدالرحمن و عبدالقادر کے قتل کیا تھا۔ اُس سے اس کی طاقت کا خوب اندازہ ہو سکتا ہے کہ وزیر مدالمہام خان کلات سے مقابلہ کرنا جیسے کیسے آدمی کا کام نہیں تھا۔ البتہ وہ اس قدر قوت پا گیا تھا۔ کہ وزیر سے مقابلہ کر سکتا تھا۔ آخرالامر لعبہ مقتولی

میر محراب خاں وخانی میر نصیر خاں دوم نایب محمد حسن پسر دوم نایب عبدالرحمن نے اس قدر زور پایا۔کہ خاندان اخوندزئی کو دربار کلات سے محروم کر کے خود وزیر ہؤا۔اور اس کا بھائی محمد امین نایب کچھی کا تھا۔اور نایب محمد حسن دونو بڑے سرداران سراوان وجہالاوان چنانچہ سردار ملا محمد خاں رئیسانی۔سردار تاج محمد زرکزئی کو اپنا داماد کیا۔ریاست کلات میں زیادہ تر طاقتور یہ دونوں سردار تھے۔خان کلات بھی ان کے ہاتھ میں تھا جب یہ دونو سردار کلان بھی نائب محمد حسن سے رشتہ میں پیوند ہو گئے۔تب گویا کہ مالک ریاست کلات کا نایب محمد حسن خاں تھا۔علاوہ اس کے نایب مذکور کو ذاتی لیاقت علمیت واقفیت اور قابلیت بھی عمدہ تھی۔ نایب محمد حسن نے بلوچی اور فارسی میں چند شعر اور غزلیں بھی کہی ہیں۔چنانچہ شہادت میر محراب خاں کا شعر بھی اسی معزز نائب نے کہا ہے جو بسلسلہ حال میر محراب خاں بجنسہ کتاب میں درج کیا گیا ہے۔اس نامور نایب یا وزیر کے مکانات شہر کلات میں اب تک زندہ یادگار موجود ہیں۔ان کے دیکھنے سے بھی قیاس ہو سکتا ہے۔کہ اس شخص کو کس قدر دستگاہ تھی۔لیکن ہمیشہ زمانہ ہر ایک شخص کے ساتھ یکساں نہیں رہتا۔اور کمال کو ہمیشہ زوال ہؤا کرتا ہے۔ جب اس کا بخت کمال کو پہنچ چکا تھا۔پھر زوال کی طرف رجوع ہؤا۔خانصاحب میر نصیر خاں کے دل میں شک پیدا ہو گیا کہ اب نایب محمد حسن کو اس قدر طاقت ہو گئی ہے۔ کہ اگر وہ چاہے تو ہم کو بھی خانی سے بیدخل کر سکتا ہے۔جب میر نصیر خان بعد ملاقات صاحبان عالیشان افسران برطانیہ جیکب آباد سے واپس آیا اس کو کچھ بندوقہا سرکار سے بطور خلعت کے ملیں اور مبلغ پچاس ہزار روپیہ سالیانہ مواجب مقرر ہؤا۔اور یہ صلاح دی گئی کہ وہ اپنے آپ کو مضبوط کر کے ملک پر حکومت کرے تب اس نے کچھی میں آکر فوج بھرتی کرنی شروع کر دی یہ بات نایب محمد حسن اور اس کے رشتہ داران سرداران سراوان اور جہالاوان کو ناپسند تھی۔اسی کے اوپر مابین خان اور وزیر اور سرداران کے کچھ نااتفاقی شروع ہو چلی بنابریں میر نصیر خاں نے دیکھا کہ جب تک وہ نایب محمد حسن کو قید نہیں کریگا اس کی حکومت پورے طور قایم نہیں ہوگی۔چنانچہ اس نے نایب محمد حسن کو قید میں ڈالدیا جو آخر کار اسی قید میں فوت ہوا۔اس دن سے اس خاندان کا زوال شروع ہؤا اور دربار کلات سے بالکل محروم ہو گئے۔بعد خانصاحب میر خداداد خاں خان کلات ہؤا اس نے تمام جایداد اور ملکیت اس خاندان کی ضبط کر لی۔مولاداد و اللہ داد وغیرہ پس ماندگاں خاندان ہذا بباعث رشتہ داری

سردار ملا محمدؐ خاں رئیسانی سے شامل ہو گئے اور قندھار تک بھی اس کے ہمراہ گئے۔ البتہ جب سے مابین خانصاحب اور سرداران بروہی انجام و صلاحیت مشہور ہوئی تب سے سرکار نے مولاداد خاں و اللہ داد خاں و عظیم خاں کو کچھ نوکری دی۔ چنانچہ فی الحال خان بہادر اللہ داد خاں مجسٹریٹ بولان کا ہے اور مولاداد خاں مبلغ پچاس روپیہ ماہوار پولیٹیکل پنشن پاتا ہے اور عظیم خاں تھانہ دار لیوی بولان کا ہے۔ اور جب سے میر محمود خاں صاحب خان کلات ہوئے ہیں انہوں نے کچھ حصہ ملکیت منضبطہ کا جو خاص زرخرید بزرگان اس خاندان کا تھا واپس کر دیا ہے اب یہ لوگ زیر سایہ سرکار انگریزی آرام سے اور عزت سے گذران کر رہے ہیں

شجرہ نسب داروغہ خیل

شجرہ نمبر ۴

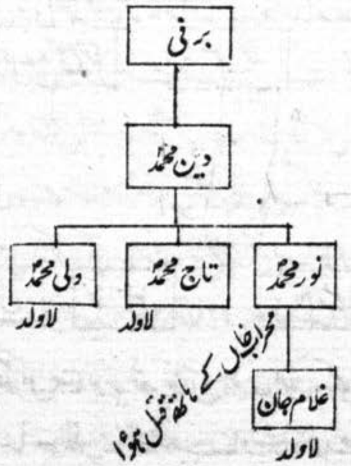


جبکہ میر محبت خاں مسند کلات پر حکمران تھا تو میر نصیر خاں قندھار نادری میں نظر بند رہتا تھا اُس وقت داروغہ مہر علی بھی اس کے ساتھ نظر بند تھا۔ جب نادر شاہ فوت ہوا۔ نصیر خاں براہ ایران و شیراز پاس میران سندھ چلا گیا۔ اس وقت داروغہ مہر علی کو واسطے لانے عیال خود قندھار میں بھیجا تھا۔ جب نصیر خاں حاکم ہوا ملا مہر علی کا داروغہ پر مقرر ہوا۔ داروغہ کا کام یہ تھا کہ کاربار تابعی ملک کلات داروغہ انجام دیتا تھا اور دربار میں بھی ایک مصاحب سمجھا جاتا تھا۔ بوقت خانی محمود خاں خود مہر علی اور اس کا بیٹا صالح محمدؐ معزز تھے بوقت نصیر خاں خورد داروغہ گل محمدؐ بڑا نامدار آدمی تھا۔ بلکہ کئی لوگ شک کرتے ہیں کہ داروغہ گل محمدؐ نے میر نصیر خاں کو جبکہ وہ

بیمار تھا حکیم بھیجا تھا اور اس نے میر نصیبہ خاں کو کوئی شے زہر آمیز کھلائی تھی جب میر خداداد خاں خانی پر قایم ہؤا۔ تو داروغہ گل محمد بڑے زور میں تھا۔ داروغہ گل محمد محراب خاں کے وقت میں بھی تھا بلکہ سردار مہر اللہ خاں رئیسانی اور فقیر محمد مستوفی کو محراب خاں نے اس کی صلاح سے مارا تھا۔ بعد فوتیدگی داروغہ گل محمد عطا محمد پسرش بھی بدربار میر خداداد خاں معزز تھا بلکہ میر خداداد خاں نے اس کو وزیر مقرر کیا تھا۔ مگر جبکہ میر خداداد خاں نے نور دین سردار مینگل کو سال ۱۸۷۵ء میں بمقام کلات قتل کیا تو اس وقت وزیر عطا محمد کو بھی قید کیا۔ عطا محمد موقعہ پا کر قید سے فرار ہو کر جہالاواں سے سازش کر کے خان کے اوپر لشکر کشی کرتا رہا۔ جب ۱۸۷۶ء میں برٹیوں کا خانصاحب سے انجام ہو گیا تو عطا محمد لاچار ہو کر ادھر اُدھر پھرتا رہا اور اپنی موت سے مرا۔ اب اس کا ایک پسر کلان محمد افضل میر خداداد خاں کے ساتھ لورالائی میں ہے اور ثانی رسول بخش رسالہ میں جمعدار نزد میر محمود خاں کے ہے اُن کا دربار میں کچھ رسوخ نہیں ہے

شجرہ نسب خاندان شہ غاسی

شجرہ نمبر ۵

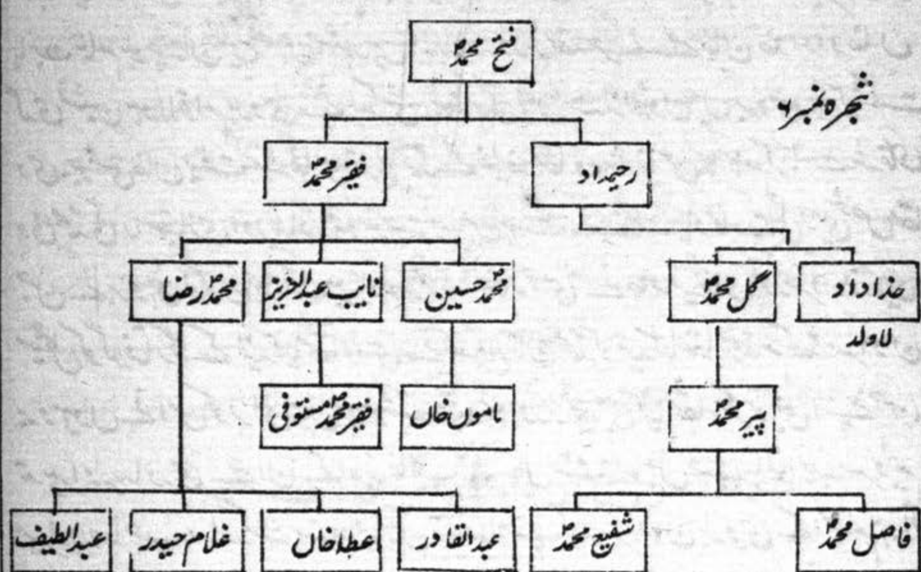


بوقت عملداری میر نصیبہ خاں کلاں برنی ایک تھا جس نے بموجب لیاقت خود خانصاحب کے دربار میں خوب رسائی حاصل کی آخر الامر خانصاحب موصوف نے اس کو شہ غاسی بنایا۔ اس سے پہلے کوئی شہ غاسی نہیں ہوتا تھا۔ شہ غاسی کا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی شخص دربار میں آوے اس کو خانصاحب کے سامنے پیش کرے اور ہر ایک کو اپنے اپنے درجہ پر دربار میں بٹھاوے یہ طریقہ دربار نادرشاہی سے لیا گیا۔ بعد برنی کے دین محمد بھی اسی عہدہ پر رہا اس کے تین

پسران ہوئے ۔ بڑا نور محمدؐ بروقت شہید ہونے میر محراب خاں کے از دست فوج سرکار انگریزی قتل ہؤا اس کا پسر غلام جان اسی منصب پر رہا بلکہ لس بیلہ میں کمان فوج پر بھی بھیجا گیا تھا ۔ ولی محمدؐ بوقت خانصاحب میر خدا داد خاں کے نامور وزیر ہو گذرا ہے جس کی بابت تمام بلوچستان میں قصص مشہور ہیں ۔ یہ بہادر وزیر تھا جب سے خان خدا داد خاں گدی نشین ہوا اقوام بروہی نے سرکشی اختیار کی اُس نے چند لڑائیوں میں بروہیوں کو شکست دی ۔ جو مستی خاں بوقت شہ غاسی تاج محمدؐ کے خلیفہ تھا وہ شہ غاسی کا کام کرتا ہے شہ غاسی ولی محمدؐ کی راستبازی اور بہادری بلوچستان میں بہت مدت تک یادگار رہیگی ۔ یہی شخص تھا جس نے بروہی لوگوں کا ناک میں دم کر رکھا تھا ۔ اسی نے جام میر خاں اور سردار نور دین مینگل کو گرفتار کر کے قید کیا تھا ۔ اسی نے سردار تاج محمدؐ کو قید کیا تھا ۔ بمقام کھڈ سراوان بروہیوں نے اس کو لڑائی میں پہلے شکست دی اور زخمی بھی کیا تھا ۔ مگر تو بھی اپنے حسن تدبیر اور بہادری سے ان کے اوپر غالب آیا ۔ سال ۱۸۷۲ء میں جب بالمواجہ سر ولیم میر لودر صاحب بہادر کمشنر سندھ فیما بین خانصاحب اور سرداران بروہی کے انجام ہؤا تو منجانب خانصاحب شہ غاسی ولی محمدؐ مختار عام اور مدار المہام تھا ۔ شہ غاسی نے بموجب منشائے صاحب کمشنر کے بروہی لوگوں سے صدق دل سے انجام کیا ۔ جب واپس علاقہ ریاست میں آیا خانصاحب کو حال معلوم ہؤا کہ اب شہ غاسی ولی محمدؐ نے بروہی لوگوں سے انجام کر لیا ہے اب ان سے متقدمہ نہیں کریگا ۔ تب کچھ اس سبب سے اور کچھ خانصاحب کو نسبت شہ غاسی مذکور کی بابت فوتیدگی پسر خود میر مصطفٰے خاں جو از بطن دختر سردار تاج محمدؐ خاں زرک زئی پیدا ہؤا تھا اور جو خانصاحب کو بہت عزیز تھا ۔ اس پر شک تھا ۔ چونکہ سردار تاج محمدؐ کو بصلاح شہ غاسی ولی محمدؐ کے خانصاحب نے مروایا تھا لوگ کہتے ہیں کہ شاہ غاسی کو خوف تھا کہ مصطفٰے خاں جب سن بلوغ کو پہنچیگا ۔ تو اس سے بدلہ لیویگا ۔ مصطفٰے خاں کی بیوقت موت کسی قدر مشتبہ تھی ۔ اس لئے خانصاحب شہ غاسی ولی محمدؐ کی گرفتاری کے درپے ہو گئے تھے ۔ شہ غاسی ولی محمدؐ موقعہ پا کر بوسیلہ میجر ہیرپس صاحب بہادر پولٹیکل ایجنٹ قلات اپنے آپ کو پنجہ خانصاحب سے خلاص کرا کے جیکب آباد چلا گیا ۔ جہاں آخر دم تک رہا ۔ سرکار انگریزی سے مبلغ اسار ماہوار بطور پولٹیکل پنشن اس کو برائے گذارہ ملتا رہا تھوڑے عرصہ سے یہ شخص فوت ہو گیا ہے ۔ اب اس خاندان سے

کوئی باقی نہیں ہے۔

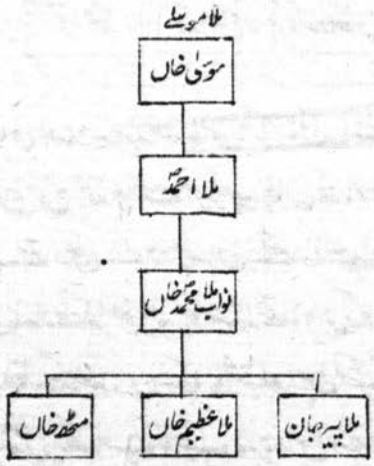
شجرہ نسب خاندان خراسانی



واضح ہو کہ فتح محمدؐ خراسانی بعہد میر عبداللہ خاں خراسان سے آکر ملازم ہوا اسواسطے اُس کی ذات خراسانی مشہور ہوگئی فتح محمدؐ بوقت میر نصیر خاں داروغہ حرمسرا کا تھا۔ اور دربار خانصاحب میں بھی مقرب تھا اس کے دو پسران تھے۔ رحیمداد بڑا تھا مگر اس نے سرکاری نوکری میں کچھ نام نہیں پایا۔ دوسرا فقیر محمدؐ ہوشیار تھا۔ اس کو میر محراب خاں نے عہدہ مستوفی اور ضابطگی کلات کا دیا تھا۔ مگر بعد اس کے باشتباہ اس کے کہ وہ سردار مہراللہ خان رئیسانی سردار سراوان سے کچھ سازش رکھتا ہے۔ جب سردار مہراللہ خاں کو میر محراب خاں نے مروایا تو فقیر محمدؐ کو بھی مروادیا۔ نائب عبدالعزیز اب تک نایب بھاگ کا رہا اور عبداللطیف پسر محمدؐ رضا بھی نائب شالکوٹ کا رہا فقیر محمدؐ پسر نائب عبدالعزیز مستوفی خان خداداد خان کا تھا جس کو خداداد خاں نے بعہ اس کے صد سالہ باپ نایب عبدالعزیز اور غلام فاروق پسرش عمر بیس سال کو بھاگ میں قتل کیا۔ یہ لوگ اپنے آپ کو خانہ زاد نوکر کہلاتے تھے۔ اور اکثر سرکاری نوکری میں رہے جب تک عبدالعزیز اور مستوفی فقیر محمدؐ کو خاں خداداد خاں نے قتل نہیں کرایا تب تک سرکاری دربار میں ان کو بہت دستگاہ تھی۔ اس فقیر محمدؐ مستوفی

نے جس کو تھوڑے دن سے میر خداداد خاں نے قتل کیا ہے جب سے مستوفی ہؤا تو اس نے خانصاحب کو روپیہ جمع کرنے میں بہت مدد دی وہ خوب ہوشیار حسابدان تھا۔ پہلے زمانہ میں جبکہ نایب ملا محمدؐ خاں اور پسرش ملا پیر جان خاں کے وکیل تھے۔ تو مستوفی فقیر محمدؐ دربار خانصاحب میں بڑا روز رکھتا تھا۔ بلکہ درجہ وزارت پر تھا۔ ملا پیر جان وکیل کو خانصاحب نے اس کی معرفت بدربار صاحب پولیٹکل ایجنٹ قید کرایا تھا۔ اب تھوڑے سال ہوئے کہ خانصاحب اُن سے برگشتہ ہوگئے تھے۔ وجہ ناراضگی کئی لوگ کہتے ہیں کہ مستوفی مذکور بہت مالدار ہوگیا تھا خانصاحب بباعث لالچ مال اس کے درپے تھے۔ کئی لوگ کہتے ہیں کہ خانصاحب کو اس کی نسبت نمکحرامی کا شک ہوگیا تھا۔ نایب عبدالعزیز باپ مستوفی فقیر محمدؐ آخر دم تک نایب بھاگ کا رہا۔ اور چند لڑائیوں میں زخمی بھی ہوچکا تھا۔ یہ تینوں باپ بیٹا پوتا ایک ہی وقت بھاگ میں ماہ رمضان سنہ ۱۳۱۰ء میں قتل ہوئے۔ تب سے اس خاندان کا خاتمہ ہؤا۔

شجرہ نسب خاندان نواب محمد خاں وکیل ریاست قلات



شجرہ نمبر ۲

یہ خاندان از شیخ ہا علاقہ کچھی کی ہے۔ ملا موسیٰ بزمانہ میر محمود خاں و میر محراب خاں منشی تھا۔ البتہ بجانب سندھ میروں سے یا دوسری ریاستوں سے جو کچھ کارروائی ہوتی تھی اس کی معرفت ہوتی تھی۔ ملا احمد بوقت نایب عبدالرحمان و نایب محمد حسن بزمانہ خانی میر محراب خاں و میر نصیر خاں اُن کا منشی تھا۔ جبکہ میر نصیر خاں کا عہدنامہ سرکار برطانیہ سے ہؤا۔ تو اسوقت ہیڈکوارٹر افسران سرکار انگلشیہ کا پہلے شکارپور پھر جیکب آباد میں تھا وہاں خانصاحب کی

طرف سے ایک وکیل رکھنا ضروری تھا۔ چونکہ ملا احمد اس ملک اور کسی قدر قواعد سرکاری سے بھی واقف تھا وہ بدربار صاحب پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ سرحد سندھ از طرف خانصاحب کے وکیل ہؤا۔ جب میر نصیر خاں کے بمقام جیکب آباد افسران سرکاری سے ملاقات ہوئی تو یہ شخص وکیل تھا باعث رہنے دربار سرکار برطانیہ کے ملا احمد نے خوب لیاقت اور رسائی حاصل کی۔ بعد فوتیدگی ملا احمد پسرش نواب ملا محمد وکیل ہؤا۔ جب میر خداداد خاں از دستِ شیر دل خاں زخمی ہؤا تھا تو ملا محمد خاں تمام وقت مصیبت کا میر خداداد خاں کے ساتھ رہا۔ باوجودیکہ میر شیر دل خاں اس کو وہی منصب وکالت دیتا تھا۔ مگر اس نے نہ لیا بلکہ میر شیر دل خاں کو گستاخانہ جواب دیا تھا۔ جب میر خداداد خاں دوبارہ خان کلات ہوئے۔ تو ملا محمد خاں خوب پیش نظر تھا اور اس کو خطاب نوابی کا خانصاحب نے بموجب اُس کے لیاقت اور خدمت کے دیا تھا اور وہ ٹھیک لایق اس کے تھا۔ جب شہ غاسی ولی محمد وزیر خانصاحب کا ہمراہ میجر ہریس صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بجانب جیکب آباد خانصاحب سے روگرداں ہو کر چلا گیا تھا۔ اس کے بعد کوئی وزیر نہ تھا۔ نواب ملا محمد خاں کام کرتا تھا۔ افسران سرکار سرحد سندھ نے بباعث شہ غاسی ولی محمد کے کچھ عرصہ کے واسطے خانصاحب سے خط و کتابت بند کر دی تھی اور ملا محمد خاں وکیل کو بھی جیکب آباد سے نکال دیا تھا۔ بلکہ خانصاحب کے لوگوں کی آمد و رفت کچھ عرصہ کے واسطے بند کر دی تھی تب ملا محمد خاں بدربار خانصاحب اور پسرش ملا پیر جان بعہدۂ نائب سرحد نصیر آباد مقرر رہتے تھے۔ جب میجر سنڈیمن صاحب پہلا مشن کلات میں لائے۔ نواب ملا محمد خاں کلات میں تھا۔ اور کوشش کرتا تھا۔ کہ مابین سرکار برطانیہ اور خانصاحب کے پھر طریقہ دوستی اور آمد رفت کا جاری ہو جائے۔ بعد پہلے مشن کے تا تیاری دوسری مشن کے قریب چار پانچ ماہ میجر سنڈیمن صاحب کو جیکب آباد میں رہنا پڑا۔ ملا پیر جان پسر ملا محمد خاں وکیل نے صاحب ممدوح کو خوب مدد دی بلکہ دوسری مشن پر جب صاحب ممدوح مستونگ میں آئے۔ تو ملا پیر جان ہمراہ آیا تھا۔ اور فیصلہ تنازعات اور انجام فیما بین خانصاحب و سرداران بروہی میں خوب مدد دی۔ جب تک نواب ملا محمد خاں حیات تھا اپنے آقا خانصاحب والی کلات کا پورا خیر خواہ اور وفادار تھا اور سرکار برطانیہ کا بھی خیر خواہ تھا اور ہمیشہ کوشش کرتا تھا۔ کہ مابین دونو سرکارین کے طریقہ اتحاد بنا رہے اور وہ بہت تجربہ کار اور لایق وکیل تھا۔ شہ غاسی ولی محمد خاں جیسے وزیر کے چلے جانے سے جو ریاست کلات کو بڑا صدمہ نہ پہنچا۔ وجہ اس کی

محض یہ تھی کہ بعد شہ غاسی ولی محمدؐ کے نواب ملا محمدؐ خاں وکیل اس لایق تھا کہ ریاست کو صدمہ محسوس کرنے نہ دیا۔ سال ۱۸۵۸ء میں جبکہ خانصاحب کچھی سے براہ مورہ بجانب کلات آتے تھے تو راستہ میں خانصاحب کے کیمپ میں ہیضہ پھیل گیا۔ اُسی مرض میں نواب ملا محمدؐ خاں بھی جان بحق تسلیم ہوا۔ چونکہ ملا فقیر محمدؐ مستوفی پورا نا دشمن اس خاندان کا دربار خانصاحب میں خوب زور پا گیا تھا اگرچہ بوقت نواب ملا محمدؐ خاں کے بھی بہت حرکت کیا کرتا تھا مگر بباعث ہوشیاری اور تجربہ کاری نواب ملا محمدؐ خاں کے مستوفی فقیر محمدؐ غلبہ نہیں پا سکتا تھا۔ بعد فوتیدگی نواب ملا محمدؐ خاں کے ملا پیر خاں کے اوپر غالب آگیا چنانچہ چند ہزار روپیہ کے تغلب کا نسبت ملا پیر خان جو علاوہ رکھنے عہدہ وکیل کے نائب سرحد نصیر آباد کا بھی تھا۔ استغاثہ دائر کیا اول خانصاحب خود تحقیقات کرتا رہا۔ آخر الامر مقدمہ بالمواجہ میجر ٹمپل صاحب پولیٹکل ایجنٹ کلات کے رجوع کیا صاحب ممدوح نے بعد تحقیقات کچھ جرم تغلب ثابت کر کے ملا پیر جان کو سزا قید کی دی مگر آخر الامر خانصاحب نے بموجب سفارش سر رابرٹ سنڈیمن صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر کے سزا معہ دعوے روپیہ کے معاف کر دی۔ تب سے اس خاندان کا بھی دربار کلات سے خاتمہ ہوا۔

حالات سرداران سراوان و جہالاوان

واضح ہو کہ جب خانی کلات کی احمدزئی پر مسلط ہوئی علاوہ بروہی کے جو قوم بلوچ خراسان میں رہ گئی تھی۔ خانان کلات سے ایسی مل گئی کہ بلوچ کے نام کو بروہی میں تبدیل کر دیا چنانچہ سراوان اور جہالاوان میں بہت بروہی قومیں ایسی ہیں جو دراصل بلوچ یا افغان تھیں لیکن اب بروہی کے نام سے مشہور ہیں قاعدہ کلیہ ہے کہ ہمیشہ کثرت کو غلبہ ہوتا ہے اور بالخصوص اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِہِمْ اس موقعہ پر قوم بروہی پر یہ مسئلہ بالکل صحیح معلوم ہوتا ہے۔

جبکہ ملک کچھی بھی عوض خون بہائے میر عبداللہ خاں کے میر محبت خاں کو بحکم نادر شاہ میاں کلہوڑہ والی سندھ سے مل گیا تو اقوام رند اور لاشاری و مگسی وغیرہ بلوچ لوگ جو کچھی میں سکونت رکھتے تھے۔ خان کلات کے ماتحت ہوئے پس کل اولس بروہی و بلوچ دو دستوں پر تقسیم ہوئی جو قومیں خاص قلات سے جنوب کی طرف رہتی تھیں۔ جہالاوان اور جو شمال کی طرف رہتی تھیں سراوان کے نام سے نامزد ہوئیں ہر ایک دستے کا ایک

ایک بڑا سردار مقرر ہوا اور ان کو بمثل برگیڈر جنرل کے ایک ایک نشان جس کو بروہی لوگ بیرک کہتے ہیں۔ دیا گیا دونو سرداروں کی بیرک کا رنگ مختلف حسب ذیل ہے:۔

بیرک سردار سراوان سُرخ بیرگ سردار جہالاوان زرد بیرک خان صاحب والی قلات سبز مقرر ہے یہ لفظ جہالاوان اور سراوان کا بموجب اصطلاح عام اخذ ہوا یعنی بلوچی زبان میں جہلا جنوب اور سرا شمال کو کہتے ہیں اسواسطے جو سرداران مہری شہر قلات سے بجانب جنوب رہتے تھے جہلاوان اور جو جانب شمال رہتے تھے سراوان کہلانے لگے لشکر کشی میں بھی تمام لشکر دو دستوں میں جمع ہوتا اور اپنی اپنی بیرک کے نیچے رہتا تھا اگرچہ ہر ایک فرقے کا اپنا اپنا سردار علیحدہ تھا۔ مگر جو بڑا سردار سراوان یا جہالاوان کا ہوتا تھا وہ سردار سراوان یا جہالاوان سمجھا جاتا تھا چنانچہ اخوند محمد صدیق نے چند موقعہ پر اپنی کتاب میں ہمراہ نام سردار کلان سراوان اور جہالاوان کے لفظ سردار سرداران استعمال کیا ہے۔ اگرچہ ہر ایک سردار اپنی اپنی قوم کا انتظام خود کرتا تھا اور راج داری کا کام مثلاً جمع کرنا لشکر از قوم خود۔ یا انفصال مقدمات فیما بین قوم خود یا آبادئ زمینات علاقہ خود وغیرہ وغیرہ ہر ایک سردار کے اپنے اختیار میں تھا تاہم اگر ایک فرقے کا دوسرے کے ساتھ تکرار ہو جاتا اور سردار لوگ فیصلہ نہ کر سکتے۔ یا سراوان کی جہالاوان سے نزع ہوتی تو ضرور سردار کلان جہالاوان و سروان اپنے دستے کے ساتھ متفق ہو کر فیصلہ و انجام کرتے جب اُن سے بھی نہ ہو سکتا تب خانصاحب کے پیش کر سکتے تھے۔ خان کے دربار میں ان دونو کی جائے نشست بموجب ان کے درجہ کے اس طرح مقرر ہے۔ دست راست سرداران سراوان بموجب اپنے نمبر اور درجے کے بیٹھتے ہیں۔ دست چپ۔ سرداران جہالاوان بموجب اپنے نمبر اور درجہ کے بیٹھتے ہیں۔ خانصاحب سرداران کلان سراوان اور جہالاوان سے اٹھ کر ملتا ہے۔ اور بغل کشی کرتا ہے باقی سرداران کے ساتھ صرف بحالت نشست ہاتھ دے کر ملتا ہے جو وہ لوگ ہاتھ کو بوسہ دیتے ہیں منجملہ سراوان شہوانی اور منجملہ جہالاوان شاہی زئی مینگل کو بھی کسی قدر نیم ایستادہ ہو کر عزت دیتا ہے۔ خانصاحب بر وقت حاضر ہونے دربار کے سرداران سے حال بموجب رسم بلوچی کے دریافت کرتا ہے پس بموجب قاعدہ بلوچی کے فرض ہے کہ جو کوئی سرداران میں سے سینئر ہو وہ خانصاحب کو حال دیوے اور لیویگا۔ جب دونو سرداران سراوان اور جہالاوان ایک وقت میں دربار میں حاضر ہوویں تب سردار سراوان سینئر سمجھا جاویگا اور وہ خانصاحب سے

حال لیویگا اور دیویگا۔ فہرست سرداران سراوان اور جہالاوان کے بموجب حیثیت درجہ زمانہ حال کے حسب ذیل ہے:-

سلسلہ کے لئے دیکھو فہرست ہائے سرداران سراوان وجہالاوان

فہرست سرداران سراوان

نمبر	نام قوم	نام سردار موجودہ حال	جائے سکونت سردار درخراسان	جائے سکونت سردار درکچھی	جائے سکونت اوس درخراسان	جائے سکونت اوس درکچھی	کل تعداد نفری سلحہ بند	تعداد لشکر جو عند الطلب صاحب کو دینا چاہیے	تعداد تنخواہ جو سردار کو سرکار انگریزی سے ملتی ہے	کیفیت
۱	رئیسانی	سردار غوث بخش	کوئٹہ	مٹھڑی	کاہنک تیری کوئٹہ منگچر	مٹھڑی	۴۰۰ نفر	۳۰۰ لشکر	۵۱۱ روپیہ ماہواری	سردار اسد خاں بڑا لائق سردار تھا۔ افسوس ہے کہ عرصہ قریب ایک سال سے فوت ہوا۔ اب اس کا پسر کلان بموجب قاعدہ بلوچستان سردار سراوان کا ہوا ہے۔ اب تک نوعمر ہے۔ مگر دوسرا اسد خاں پیدا ہونا بہت مشکل ہے
۲	نوشیروانی	سردار نوروز خاں	خاران	۔	خاران	۔	۶۰۰۰ چھ ہزار	مقرر نہ تھا کیونکہ یہ سردار خود مختار رہا ہے۔ اگرچہ نصیر خاں دوم کو بوجہ رشتہ داری مدد دیا کرتا تھا۔	صمار پانصد روپیہ	ملک خاران خاص سرحد پر واقع ہے سردار آزاد خان باپ سردار نوروز خاں و خود سردار نوروز خان بڑے نامور سردار ہیں اور خان کلات کے ساتھ ان کی رشتہ داری ہے جہانتک پچھلی تواریخ سے دیکھا جاتا ہے یہ سردار خود مختار رہا ہے۔ دربار کلات میں بہت تھوڑی آمد و رفت رکھتا تھا سال ۱۸۸۴ء میں جب سر رابرٹ سنڈیمن صاحب بہادر خاران میں تشریف لے گئے چونکہ اس وقت سردار سر اسد خاں سردار سراوان خوب اقبال میں تھا۔ سردار آزاد خاں نے خود اس کے بعد دوسرے نمبر پر دربار میں بیٹھنا منظور کر لیا تھا۔ سرکار سے مبلغ ششصد روپیہ سالیانہ مواجب ملتا ہے اس کے تعداد لشکر کا حال خاران کے حالات میں درج کیا جائیگا +

۳	شہوانی	سردار رشید خاں	مستونگ	شہرحاجی	مستونگ کھنڈ انگلکو سراب	شہرحاجی خانپور	سمنہ ۳۰۰۰ رر	۷۰۰	سارروپیہ ماہواری	قریب ۳ سال ہوئے کہ سردار محمد خاں جو چند پشت سے سردار چلا آتا تھا۔ لاولد فوت ہؤا۔ رشید خاں بباعث رشتہ داری سردار بنایا گیا ✦
۴	رند	وڈیرہ سردار خاں			لوپ - منگچر	سوران جتی گرہ	صمنہ ۵۰۰ ررر جتوئی سمنہ اعہ ۲۰۰۰ ررر	الف رر	سارروپیہ ماہواری	چونکہ میر چاکر سردار رند کل بلوچوں کا جو رند سے متعلق تھے سردار تھا اسواسطے یہ سردار رند کا تمام بلوچوں میں بڑا سردار سمجھا جاتا ہے اور جو ایک ہزار نفر لشکر لیا جاتا تھا سب بلوچ ہمراہ رند کے عزم لشکر دیتے تھے ✦
۵	بنگلزئی	وڈیرہ نور محمد خاں	اسپلنجی	چندڑ	اسپلنجی مستونگ شال دشت	اصل علاقہ سیوی گاڈی بخشو	سمنہ ۳۰۰۰ رر	۷۰۰ نفر	سارروپیہ ماہواری	چونکہ وڈیرہ نور محمد کم عمر ہے قریب دس سال کے ہوگا اس کا چچا میر محمد حسن بطور سربراہ کے کام کرتا ہے نشست دربار کے منبر پہ رند اور بنگلزئی کی بابت سے تکرار تھا اب یہ فیصلہ ہؤا کہ دربار کچھی میں رند اول بیٹھا کرے اور دربار خراسان میں بنگلزئی اول بیٹھا کریگا ✦
۶	محمد شاہی	سردار محمد عظیم خاں	مستونگ	زرداد	مستونگ منگوچر	زرداد	الف صد رر	۴۰۰ نفر	سارروپیہ ماہواری	قریب دو سال ہوئے سردار محمد سید خاں فوت ہؤا اب پسر کلان اس کا محمد عظیم خاں سردار ہے ✦
۷	کورد	سردار یار محمد خاں	دشت مرو	ٹاکری ڈاڈہر	دشت مرد	ٹاکری ڈاڈہر	ما	۳۰۰ نفر	سارروپیہ ماہواری	بباعث رہنے بولان کے یہ قوم کورد دوسرے لوگوں سے کسی قدر زیادہ مشہور ہے تنخواہ کے علاوہ بابت بدرقی بولان کے بھی سالیانہ سمنہ ۶۰۰ رر کورد لوگوں کو ملا کرتا ہے ✦
۸	لاہڑی	سردار دوست محمد خاں	نرمکھ	ٹوک	نرمکھ مستونگ شال	متفرق تمام کچھی	اعہ رر	۵۰۰	سارروپیہ ماہواری	اس سردار کا باپ سردار جہانگیر خاں لڑائی مستونگ میں از دست فوج خانصاحب میر خداداد خان قتل ہؤا تھا۔ اس وقت سردار دوست محمد خورد سال تھا اب اچھا لایق ہے اور کام خود بخوبی کرتا ہے ✦
۹	ڈومبکی	وڈیرہ سہراب خاں		لاہڑی		لاہڑی گردنواح	اعہ رر			لشکر کشی کے وقت ہمراہ رند ملا رہتا تھا اس کا بیٹا لیوی میں رسالدار ہے اوربعہ پندرہ سواراں خاص لاہڑی میں رہتا ہے ✦

	نام قوم	نام سردار موجودہ حال	جاے سکونت سردار		جاے سکونت اولس		کل تعداد نفری اسلحہ بند	تعداد لشکر جو عند الطلب خانصاحب کو دینا چاہئے	تعداد تنخواہ جو سردار کو سرکار انگریزی سے ملتی ہے	کیفیت
			درخراساں	درکچھی	درخراسان	درکچھی				
۱۰	زکرمینگل	سردار محمد علیخاں	نوشکی		نوشکی	لاکٹھی علاقہ کچھی	اعہ،،،	لا		کسی زمانہ میں اس قوم کا بڑا نام تھا۔ مگر خانصاحب خداداد خاں سردار رحمان خاں باپ سردار محمد علیخان سے ناراض رہتا تھا۔ اور خصوص یہ لوگ نوشکی کی طرف جو کلات اور کوئٹہ سے کسی قدر دور ہے رہتے ہیں۔ آمدرفت بہ نسبت دیگر سرداراں سراوان کم تھے اسواسطے اس سردار کو نہ کچھ تنخواہ ملی نہ بہت آمدرفت ہوئی مگر نصف سنگ نوشکی کا ملتا ہے جو سالیانہ آمدنی قریب صمـ،،، روپیہ ہوگی
۱۱	سرفرہ / سرپرہ	سردار امام بخش	گردکاف	گوگرد	گورگینہ کردگاف	گوگرو	۷۰۰	صما		کسی زمانہ میں اس قوم کا اچھا نام تھا۔ مگر بباعث کم لیاقتی سردار کے چنداں نام نہیں جبکہ جنگی خاں سردار سرفرہ کا تھا۔ بہ نسبت بنگلزئی اور رند کے وہ پہلے بیٹھتا تھا۔ مگر بعد اس کے اسکا پیر نیچے ہوگیا +
۱۲	رودینی	سردار رسول بخش	کردکاف	۰	کردگاف کمنک		۳۰۰	م		اس قوم کا کچھ حصہ کردگاف کی طرف کچھ سوراب کی طرف رہتا ہے سردار ابت لائق نہیں اسواسطے دربار میں آمدرفت کم رہتی ہے۔ لشکر تعداد دو صد نفر ہمراہ پرکانی کے دیتا تھا +
۱۳	لانگو	سردار رسول بخش	منگوچہ	۰	منگوچہ	باگڑ	۴۰۰۰	صما	۰	پہلے خانہ جنگی کے سبب یہ قوم خراب ہوگئی اب قریب ایک سال سے رسول بخش سردار ہوا ہے یہ شخص لائق آدمی ہے اب آراستہ ہوتی جاتی ہے +
۱۴	بلیڈی	وڈیرہ غلام علی خاں	۰	شیر خاں		جعفرآباد علاقہ جیکب آباد وسرحد نصیرآباد	۲۰۰۰			اس قوم کے کسی قدر زمینات کچھی میں ہیں اور کچھ سرحد جیکب آباد پر اسواسطے یہ قوم دو تو جگہ رہتی ہے اور خود وڈیرہ غلام علی زیادہ قریب جیکب آباد کے رہتا ہے اور کچھ زمینات خاص جیکب آباد میں بھی رکھتا ہے بروقت لشکر کشی ہمراہ رند کے لشکر دیتا تھا +

١٥	جمالی	وڈیرہ لشکر خاں	۰	روجہاں	۰	روجہاں	۲۰۰۰			سرحد جیکب آباد پر صد وات خانصاحب میں رہتا ہے اور اچھا لائق سردار ہے لشکرکشی کے وقت ہمراہ رند ساتھ لشکر کا دیتا تھا +
١٦	عمرانی	وڈیرہ شیر محمد	۰	منجھوٹی تنبو		منجھوٹی تنبو	۱۰۰۰			خانصاحب عمرانی سے بٹائی لیا کرتے ہیں وڈیرہ کو کسی قدر ملک پر نصف انباری معاف ہے لشکر ہمراہ رند دیتا تھا +
١٧	سہتک زئی	بہاول خان	پنگو		پنگو		۲۰۰ نفر			پہلے زمانہ میں بہت نامور نہ تھا۔ مگر جب سے انتظام بولان کا ہوا حق بدرقی دو مثلث اقوام کورد اور ایک ثلث اقوام سہتک زئی کو دیا گیا اسواسطے اچھی جائداد بنائی اور نام پیدا کیا لشکرکشی میں ہمراہ کوکو کے ساتھ لشکر دیتا تھا +
١٨	سماعلانی منگل	بنی بخش	نوشکی کاہنگ	متفرق		متفرق	۲۰۰۰	۸		اس قوم کا اگرچہ شروع سے کوئی بڑا سردار نہیں ہر ایک بسر کڑی اپنی قوم کا انتظام خود کرتا ہے زیادہ تر یہ مالدار ہیں۔ اور کوہستان میں رہتے ہیں سرکار کی عملداری سے پہلے قوم مری وغیرہ پہاڑی قوموں میں اس قوم کا بڑا نام تھا۔ مگر جب سے سرکار کی عملداری ہوئی یہ لوگ تکلیف میں ہیں پہلے جس علاقہ میں جاتے تھے۔ لوگ خوش ہوتے تھے کہ مری سے ہماری حفاظت ہوگی اب مری وغیرہ کا کچھ خوف نہیں رہا۔ اب جہاں جاتے ہیں۔ کوئی پسند نہیں کرتا۔ یہ لوگ مالدار ہیں ان کے رہنے سے کھیتی کو نقصان پہنچتا ہے +
١٩	کہیری	محمد بقا					۳۰۰ نفر		ہمراہ رند	دراصل یہ لوگ سید ہیں خاص چہرہ پیلیجی و کوٹ طاہر میں رہتے ہیں ان کا علاقہ سردار منگل کو جاگیر میں ملا ہوا ہے وہ ان سے بٹائی لیا کرتا ہے البتہ کشتی رحصہ بٹائی بعضے معتبراں لیا کرتے ہیں جب سرکار پہلی دفعہ سال ۱۸۳۹ء میں اس ملک میں آئی اور واپسی از کابل۔ ملک سندھ پر قبضہ کیا۔ اس قوم سے چند لوگ

	نام قوم	نام سردار موجودہ حال	جائے سکونت سردار در خراساں	جائے سکونت سردار در کچھی	جائے سکونت الوس در خراساں	جائے سکونت الوس در کچھی	کل تعداد نفری اسلحہ بند	تعداد لشکر جو عند الطلب خان صاحب کو دینا چاہیے	تعداد تنخواہ جو سردار کو سرکار انگریزی سے ملتی ہے	کیفیت
										فوج انگریزی میں ملازم ہوئے۔ تب سے سرکاری ملازمت میں کوئی نہ کوئی لوگ چلے آتے ہیں۔ اب خان بہادر محمد حسن خاں کہیران میں زیادہ نامور ہے اور ریاست لس بیلہ میں سرکاری ملازم ہے ۔
۲۰	رخشانی	سردار علم خاں	نوشکی		نوشکی		قریب الـــ ///	ہمراہ ذگر مینگل		

میزان لشکر ۶۰۰۰

ماہوار حصہ سان

جو کلات میں حاضر

رہتا تھا ۵۰۰ نفر

فہرست سرداران جہالاواں

نمبر	نام قوم	نام سردار	جائے سکونت سردار		جائے سکونت اولس		کل تعداد نفری اسلحہ بند	تعداد لشکر جو عند الطلب خانصاحب دینا چاہیئے	تعداد تنخواہ جو سردار کو خانصاحب سے ملتی ہے	کیفیت
			درخراسان	درکچھی	درخراسان	درکچھی				
۱	زرک زئی افغان	سردار پسند خاں	زہری	گاجان	کوچہ گو نکو کوچہ کوٹانہ حب اندراج	•	۲۷۵۰			اگرچہ خود زرک زئی قریب ساٹھ نفری کے ہیں مگر قریب ۲۶۹۰ نفری سے زرک زئی خان مالیہ وصول کرتا ہے جو قوم جس سردار کو مالیہ دیوے وہ اُس کا اولس سمجھا جاتا ہے اسواسطے یہ قومیں جو سردار زرک زئی کو مالیہ دیتی ہیں شامل زرک زئی درج کی گئیں ۔
۲	گچکی شیخ	عزخاں	کیچ	•	علاقہ کیچ	•				واسطے احوال مفصل کے دیکھو باب چہارم
۳		سردار امیر خاں	پنجگور	•	علاقہ پنجگور	•				ایضاً ایضاً ایضاً
۴	شاہی زئی مینگل بلوچ رند	وڈیرہ ارشک خاں	وڈھ	چتر فلیجی	وڈھ کوہستان مینگل	•	۱۲۰۰۰			بوقت میر نصیر خاں کلاں کل بروہی کا لشکر شمار ہوتا تھا اس وقت مینگل بمعہ زہری اٹھارہ ہزار شمار ہوئے تھے ۔ یعنی مینگل ۱۲۰۰۰ اور بزنجو ۶۰۰۰ ۔
۵	مگسی بلوچ ملاشاری	وڈیرہ قیصر خاں	•	جہل	•	جہل اور متصل اُس کے	۲۰۰۰			مابین مگسی اور محمد حسنی جائے نشست دربار پر تکرار تھا یعنی ایک کہتا تھا کہ میں پہلے ہوں اور دوسرا کہتا تھا میں پہلے ہوں مقدمہ بالمواجہ صاحب پولٹیکل ایجنٹ کلات پیشی میں ہے ۔

	نام قوم	نام سردار	جاے سکونت سردار در خراساں	جاے سکونت سردار در کچھی	جاے سکونت اولس در خراساں	جاے سکونت اولس در کچھی	کل تعداد نفری اسلحہ	تعداد لشکر جو عند الطلب صاحب دینا چاہیے	تعداد تنخواہ جو سردار کو خانصاحب سے ملتی ہے	کیفیت
۶	محمد حسنی فارسی باں	سردار شہباز خاں	جیبری	۰	کوہستاں جیبری	۰	۱۸۰۰۰			میر نصیر خاں کلان کے وقت میں جبکہ کل بروہی کا لشکر شمار ہوا تھا تو اس وقت محمد حسنی اٹھارہ ہزار شمار ہوے تھے جیسا کہ مینگل
۷	بیزنجو بلوچ زند ہمراہ مینگل	سردار میر کھیرا	نال	ناوڑہ	نال و کوہستاں	۰	قریب ۶۰۰۰			تمرانی. عمرانی. سیاہ پات بیزنجو کے ساتھ شامل ہیں اگرچہ اُن کا سردار علیحدہ علیحدہ ہے مگر لشکر کشی میں بیزنجو کے ساتھ شامل ہوا اسواسطے ان کو بھی بیزنجو کے ساتھ شامل کیا گیا +
۸	موسیانی بلوچ	سردار اعظم خاں	بلبل	شہر پٹھان	درہ مورہ زہری	۰	۳۰۰ نفری			کسی زمانہ میں کل جہالاواں کا سردار موسیانی تھا مگر جب سے گوہر خاں سردار زرک زئی ہوا - اس نے اس قوم کو بڑا نقصان پہنچایا بالفعل بحیثیت موجودہ زمانہ کے اس کا نمبر یہاں آتا ہے جو درج کیا گیا یہ قوم زہری میں شامل ہے +
۹	میروانی اصل بروہی	میر ولی محمد خاں	منگلی	۰	منگلی کوہستان باہین پنجگور و کولواہ	۰	۵۰۰			میروانی اصل بروہی ہے اور سب سے پہلے یہ قوم کلات پر قابض ہوئی تھی لیکن بعد میں رند نے اس کو بیدخل کیا +
۱۰	ساسولی بلغت بلوچ	سردار پہار خاں	زیدی	۰	گلاچ. کلاچی زیدی	۰	۷۰۰ نفری			قوم ہذا زہری میں شامل ہے لشکر کشی میں زہری کو بلو دیتا ہے +
۱۱	جنک بلوچ	سردار شہباز خاں	مشک	نوہیجو	مورہ و کوہستان	۰	۱۰۰۰ نفری			زہری کے ساتھ لشکر دیتا ہے +

۱۲	گرگناڑی اصل بروہی	سردار مہیم خاں	علاقہ سہراب	۰	علاقہ سہراب	۰	۵۰۰ نفر			یہ قوم بھی اصل بروہی ہے لیکن لشکر کشی میں مینگل کے ساتھ شامل تھے۔
۱۳	خدرانی افغان	سردار کمال خاں	ملغوز	۰	حب پیر عمر	۰	۸ نفر ۶۰۰ نفر		۰	
۱۴	ہارونی فارسیبان	سردار سلطان محمد	گرگٹ							یہ محمد حسنی کی شاخ ہے۔ اس کا شمار ہمراہ محمد حسنی کے کیا گیا ہے +
۱۵	مغیری بلوچ	وڈیرہ جلال خاں	۰	شہر جلال خاں علاقہ کچھی	۰	۰	قریب ۵۰۰ نفری			دراصل بلوچ ہے۔ سردار گسی کے ساتھ لشکر دیتا تھا۔
۱۶	بینجارنی افغان	سردار داد محمد	بینجارہ	۰	بینجارہ کوہستان	۰	۱۰۰۰ نفر			زہری کے ساتھ لشکر دیتا تھا اور زہری میں شامل تصور کیا جاتا ہے +
۱۷	پندرانی	سردار دین محمد	پندران	۰	پندران	۰	۵۰۰ نفر			بشرح صدر
۱۸	باجوئی از موسیانی بلوچ	مزار خاں	باغبانہ	۰	علاقہ باغبانہ و کوہستان مورہ	۰	۵۰۰ نفر			بشرح صدر
۱۹	لوجہانی از موسیانی بلوچ	شہباز خان	سموانی	گاجان	نورگامال سموانی	۰	۵۰۰ نفر			بشرح صدر
۲۰	سیدزئی سید	کمال خاں	مشک	گاجان	مشک و علاقہ اش	۰	۱۰۰ نفر			زہری
۲۱	ڈاٹیان از موسیانی بلوچ	خیر محمد	مشک	گاجان	مورہ و مشک	۰	۴۰۰ نفر			زہری
۲۲	رئیس	مصری خاں	نورگامہ	گاجان	پانی واہ علاقہ مورہ	۰	۲۰۰ نفر			زہری

	نام قوم	نام سردار	جاے سکونت سردار		جاے سکونت اولس		کل تعداد نفری	تعداد لشکر جو عند المطلب خانصاحب دینا چاہیے	تعداد تنخواہ جو سردار کو خانصاحب سے ملتی ہے	کیفیت
			درخراساں	درکچھی	درخراساں	درکچھی	اسلحہ			
۲۳	لاشاری	دین محمد	٠	کماری	٠	٠	۲۰۰ نفر			از قوم بلوچ ہمراہ مگسی لشکر دیتا تھا +
۲۴	عمرانی	وڈیرہ خدائی خاں	٠	دہ تنبو			۵۰۰ نفر			از فرقہ بلوچ ہمراہ مگسی لشکر دیتا تھا +
۲۵	سناڑی	شہباز خاں	بھچو متصل سگزان	٠	علاقہ بھچو	٠	۱۰ نفر			زہری۔ شامل زہری لشکر دیتا تھا +
۲۶	ڈراسیانی	نذر خاں	ڈراسیانی متصل زہری	گاجان	ڈراسیانی دوگن	٠	۱۰۰ نفر			بشرح صدر
۲۷	سلاانجو	فیض محمد	سلاانجو متصل زہری	٠	٠	٠	۵۰ نفر			بشرح صدر
۲۸	سہرانی	صالح		گزنبہ واہ قریب پالت خانان	٠	٠	۱۰۰ نفر	٠		بشرح صدر
۲۹	جام	گوہر خاں	مسوئی				۱۰۰ نفر			بشرح صدر
۳۰	سموانی	شکر خاں	سموانی				۲۰ نفر			بشرح صدر

۳۶	کاہنی	ولی داد	کاہان متصل پیر	•	•	•	۵۰ نفر			بشرح صدر •
۳۲	قمبرانی	نذرخاں	سموانی				۵ نفر		•	بشرح صدر

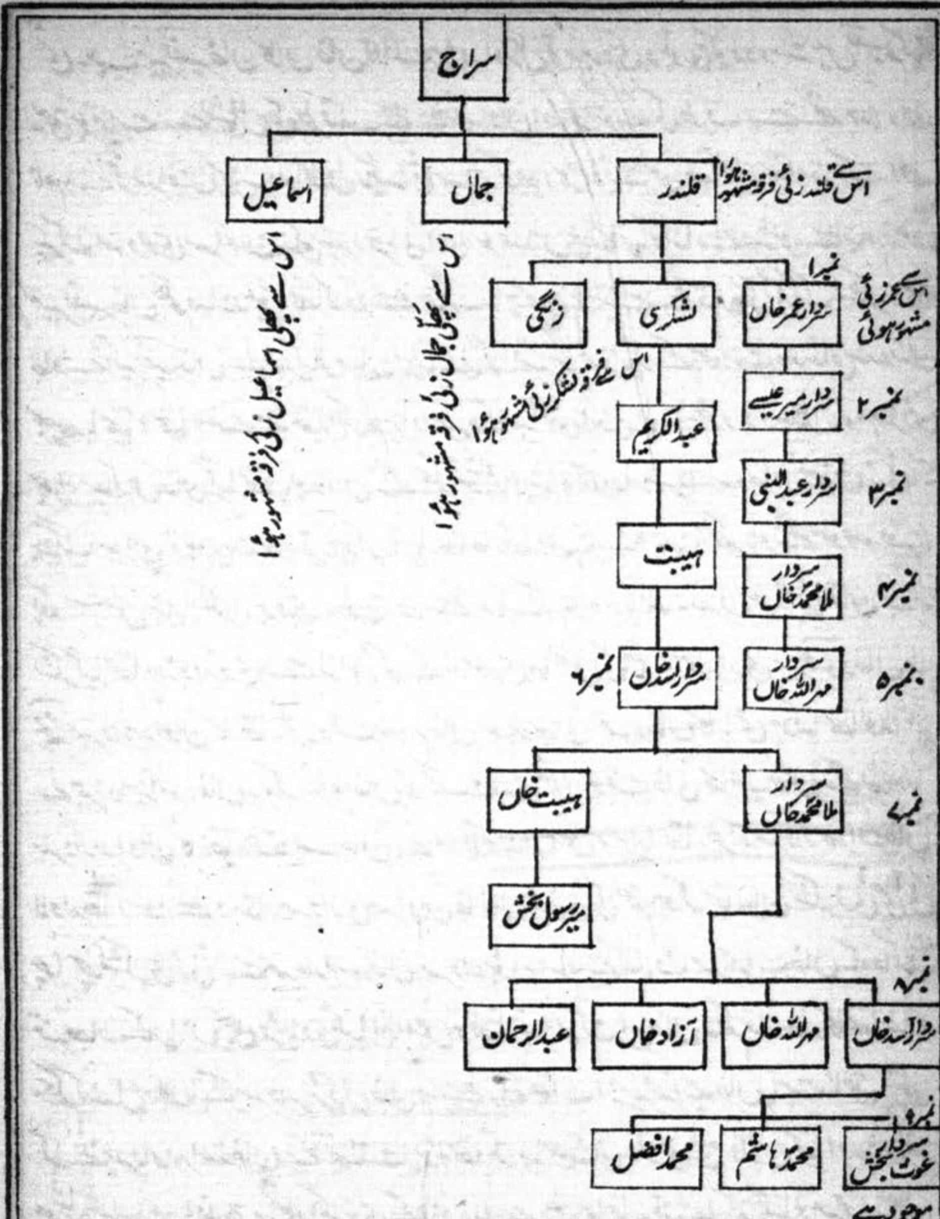
نوٹ - جہلاوان میں تین دستہ ہیں - اول زہری ۱۸۰۰۰ مدد لشکر جس میں گسی وغیرہ اقوام شامل ہیں دوم محمد حسنی ۱۸۰۰۰ مدد لشکر جس میں ہارونی بھی شامل ہیں - اور سوم مینگل و بیزنجو ۱۸۰۰۰ مدد لشکر - فی دستہ دو ہزار لشکر بادشاہ وقت کو برائے مدد بوقت ضرورت دیا جاتا تھا - اور سان فی دستہ بارھواں حصہ لشکر کا دیا جاتا تھا - سان کے سپاہی کلات میں ہیڈ کوارٹر و دارالخلافہ بلوچستان میں حاضر رہتے تھے یہ سپاہ اردل کا کام اور نیز ضروری خدمات بجالاتے ہیں +

حالات سرداران از قوم رئیسانی

وجہ تسمیہ رئیسانی کا یہ ہے کہ مورث اعلے ان کا رئیس نام تھا۔ اسواسطے اُس کی اولاد قوم رئیسانی مشہور ہوگئی۔ رئیسانی دراصل قوم افغان سے تورترین ہے اور قندھار سے نکل کر براستہ پشین وہرنائی میدان تھل چوٹیالی میں پہنچے تھل چوٹیالی سے می رئیس بجانب قلات آیا چنانچہ اب تک کچھ لوگ از خاندان ہذا قندھار میں رہتی ہیں جن کا معتبر عیسے نام ہے اور بہت لوگ از قوم تورترین علاقہ تھل چوٹیالی میں رہتی ہیں جن کا سرکردہ سماعیل خاں ہے رئیس جب علاقہ قلات میں آیا اس وقت قلات و مستونگ میں افغان لوگ رہتے تھے بلوچ اور براہوی کا نشان بھی نہیں تھا رئیس سے چہار پسراں پیدا ہوئے۔ سیاہی۔ راؤسین۔ روستم۔ سراج رئیس کی اولاد ہونے سے ان کی قوم رئیسانی ہوگئی پھران چہار پسران کی جو اولاد ہوئی ان کے نام پر یعنی سیاہی سے سیاہی زئی۔ راؤسین سے راؤسین زئی۔ روستم سے روستم زئی۔ سراج سے سراج زئی۔ مشہور ہوگئے کہ اب تک یہ چہار فرقہ کلان قوم رئیسانی میں سمجھے جاتے ہیں۔ باب اول کتاب ہذا میں درج ہوچکا ہے کہ ملک قلات اول سیوا ہندو کا تھا۔ سیوا سے مغل نے لیا مغل سے میروانی اور میروانی سے بلوچ رند قابض ہؤا۔ میروانی کا بڑا سردار اس وقت عمر نامی تھا جو از دست میر چاکر سردار رند کی قلات میں مارا گیا پسرش می بجار خورد سال تھا جس کو والدہ اس کی ہمراہ خود مستونگ میں لے گئی اور خواجہ خیل میں سے بمقام مستونگ کسی معتبر سے نکاح کرکے بجار کو پرورش کیا جب بجار عاقل بالغ ہؤا اقوام بلوچ سے لینے عوض پدر خود کا خیال کرکے علاقہ قلات میں پہنچا اور بمدد سیاہی رئیسانی مندو بلوچ حاکم قلات کو قتل کرکے قلعہ قلات اپنے قبضہ میں لایا اور بعوض نقصان چہار اسپان کے جو لڑائی اولیہ فیما بین بجار میروانی و مندو بلوچ کی ملکیت از اں سیاہی ماری گئی تھی چہار شبانہ آب و زمین درجوے دو دران بجد و د قلات علاوہ کچھ زمین خشکابہ موسومہ چہبر سیاہی مذکور کو دی تھی کہ اب تک ان کے قبضہ میں ہے اور بعد اس کے جب علاقہ سہراب و وڈ پر بجار مذکور نے قبضہ کیا اس ملک وڈ میں بھی ایک قطعہ زمین موسومہ و ہنٹر سیاہی مذکور کو دیا کہ اب تک ان کے قبضہ میں ہے اولاد سیاہی نے زیادہ تر بعلاقہ وڈ سکونت اختیار کی اور رفتہ رفتہ شامل قوم مینگل کی ہوگئے جو موجودہ زمانہ سیاہی زئی راج مینگل سردار کا سمجھا جاتا ہے اور دستہ جہلاوان میں شمار ہوتا ہے

جو اقوام رئیسانی کے علاقہ قلات یا منگوچر میں رہ گئیں وہ ایک تمن بن گیا۔ چونکہ میر بجار میروانی نے بعد قتل میر مندو بلوچ وقبضہ ملک قلات قلات میں رہنا اور حکومت کرنا پسند نہ کیا اس لئے صحرائی نشینی اختیا کرلی اسواسطے ملک قلات پر دوبارہ مغل قابض ہوگئی۔ جن کو بباعث ظلم کے اقوام دہوار ساکنان قلات نے مار دیا اور اپنی مدد کے واسطے میر حسن خاں احمد زئی قبنرانی بروہی کو قلات میں لاکر حاکم خود مقرر کیا اس وقت سے یہ قوم رئیسانی کی میر حسن سے شامل ہوگئی چونکہ میر حسن خاں قوم بروہی سے قبنرانی اور قبنرانی سے احمد زئی سردار و سرکردہ کل بروہی کا تھا اسواسطے تمامی بروہی اس کے ساتھ شامل ہوگئے اور مضبوط تمن بروہی کا بن چلا چونکہ ہمیشہ کثرت کو غلبہ ہوتا ہے اور قومیں افغان و بلوچ جو بروہی سے ملتے گئے۔ ان کی قوم بھی بروہی مشہور ہوتی گئی اس سبب سے رئیسانی بھی بروہی مشہور ہوگئے اور شروع حکومت میر حسن خاں ہر ایک خان کے ساتھ ملک گیری اور جنگ جدل میں شامل رہے ؛

ابتداء سے کوئی طریق سرداری سراوان وجھالاوان رائج نہیں تھا یہ طریق صرف میر نصیر خاں کلان کے وقت سے رائج ہؤا ہے اس وقت خود خان قلات جملہ طائفہ بروہی کا بڑا سردار سمجھا جاتا تھا البتہ ہر ایک فرقہ جو تمن بروہی میں شامل ہؤا اپنا اپنا معتبر یا سرگروہ علیحدہ رکھتا تھا جو رئیسائی علاقہ قلات و منگوچر میں رہ گئے اُن کا سرکردہ اول اولاد راؤسین سے کھیرا نامی تھا لیکن بعد اس کے معتبری یا سرداری قوم ریسانی کے خاندان سراج زئی میں چلی گئی چنانچہ اخوند محمد صدیق کی تحریر سے پایا جاتا ہے کہ بروقت خانی میر محراب خاں پدر میر عبد اللہ خاں زنگی پسر قلندر ریسانی معتبر تھا چنانچہ اس کی صلاح سے ہمراہ سرداران بارنوئی جنگ و صلح ہوئی تھی۔ میر زنگی از فرقہ سراج زئی تھا بعد اس کے بعملداری میر عبد اللہ خاں جبکہ فیما بین میر احمد خاں و میر عبد اللہ خاں ہر دو برادران حقیقی حکومت پر نزاع تھا۔ میر عبد اللہ خاں بموجب صلاح میر فیروز جمال زئی رئیسانی برائے مدد طلبی بخانہ ملا عیسے روستم زئی چلا گیا تھا اُس وقت سردار رئیسانی کا عمر خان تھا میر عبد اللہ خاں نے عمر خاں سے عذر خواہی کی تھی کہ سردار کل رئیسانی کا آپ تھا اور میں بخانہ ملا عیسے چلا گیا آپ اس بارہ میں رنج نہ مانا میرا مطلب صرف ملا عیسے کو اپنے ساتھ شامل کرنے کا تھا۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ جملہ قوم رئیسانی کا سردار عمر خاں از فرقہ سراج زئی کی تھا۔ شجرہ خاندان سردار خیل سراج زئی کا حسب ذیل ہے :-



نوٹ - سردارزئی سے تین پھلی قائم ہوئی نمبرا جمال زئی نمبر۲ سماعیل زئی نمبر۳ قلندرزئی اور قلندزئی سے دوشاخ نکلی اول عمرزئی دوم لشکرزئی

ب - سرداران قوم کے اسماء پر نمبر لگائے گئے ہیں +

بعداز مقتولی میر عبداللہ خاں خان میر محبت خاں خانی قلات پر مسلط ہوُا تھا لیکن بمدد لشکری براور سردار عمر خاں رئیسانی کے میر التازخاں برادرش نے خانی قلات اس سے چھین لی

تھی۔ جب میر نصیر خاں کلاں خان قلات ہوا۔ اور کل قوم بروہی و بلوچ کو دو دستہ میں تقسیم کیا یعنی جو قلات سے شمال کی طرف رہتے تھے سراوان اور جو جنوب کی طرف رہتے تھے جھلاوان نام دے کر سراوان کا سردار کلاں رئیسانی سردار کو جو اس وقت میر عبدالنبی تھا مقرر کیا۔ اور ہیرک سرداری سراوان کے سپرد فرمائی اسی عرصہ میں پیشگاہ بادشاہ احمد شاہ سے بنام خانصاحب میر نصیر خاں حکم صادر ہوا تھا کہ واسطے جنگ راجگان مرہٹہ ہندوستان کی کمک لشکر دی جاوے تب میر نصیر خاں نے میر کمال خاں ایلتازئی کو افسر لشکر کا مقرر کر کے بخدمت بادشاہ ہندوستان بھیجدیا تھا اس وقت میر عبدالکریم برادر سردار عبدالنبی بمعہ برادری خود و دستہ از قوم سراوان ہمراہ میر کمال خان گیا تھا۔ بعد اس کے بحکم تیمور شاہ بادشاہ قندھار سردار مدد خاں سحاق زئی افسر جنگ میران ٹالپور سندھ مقرر ہو کر آیا تھا خانصاحب نے حسب الحکم بادشاہ موصوف بقدر شش ہزار لشکر از بروہی و بلوچ واسطے مدد کے ہمراہ دیا تھا۔ سردار عبدالنبی خان خود ہمراہ لشکر گیا تھا اور جوانمردی سے لڑائی کر کے ناموری حاصل کی تھی۔ بعملداری میر محمود خاں ملا محمد سردار سراوان کا تھا جس وقت بہرام خاں سوتر بھائی محمود خاں کا باغی ہو گیا تھا تو ملا محمد نے ہمراہ میر محمود خاں رہ کر بہرام خاں کو شکست دی تھی۔ بوقت خانی محراب خاں کے مہراللہ خاں سردار سراوان کا تھا۔ جو محراب خاں نے اس کو بامر ناحق مروایا تھا۔ چونکہ سردار مہراللہ خاں لاولد تھا اسواسطے دستار سرداری سراوان خاندان عمرزئی کی ختم ہو کر بخاندان لشکرزئی چلی آئی چنانچہ لشکری زئی سے سردار اسد خاں سردار ہوا یہ سردار برخلاف میر محراب خاں کے حاکمان قندھار کے پاس بھی فریادی گیا تھا اس وقت سردار کہندل خاں حاکم قندھار کا تھا چنانچہ بحکم کہندل خاں کے سردار پردل خاں واسطے لینے جواب از میر محراب خاں بابت ناحق قتل کرنے سردار مہراللہ خاں کے تعینات ہوا تھا مگر بباعث ناسازی طبع واپس گیا اور اسی اثنا میں شاہ شجاع بمعہ افواج سرکار انگریزی کے اس راستہ سے بجانب قندھار گذر کیا تو میر محراب خاں سرکار انگریزی اور شاہ شجاع کے سلام پر حاضر نہ ہوا جس پر جنگ ہوئی اور سردار اسد خاں اور اکثر سرداران سراوان محراب خاں کی کمک پر نہ گئے خاندان رئیسانی سے ایک شخص عبدالکریم نامی رئیسانی ہمراہ خان کے اتفاقیہ موجود تھا جس نے بہ لحاظ ننگ خود میری سے باہر نکل کر فوج سرکاری سے مقابلہ کیا اور از دست فوج سرکاری مارا گیا۔ جس کی ڈیوڑی یعنی نشان جائے مقتولی متصل دروازہ مستونگی موجود ہے۔ بعد مقتولی میر محراب خاں کے البتہ سردار اسد خاں

وغیرہ سرداران سراوان میر نصیر خاں کے ساتھ شامل ہوگئے سردار اسد اللہ خاں تھوڑا عرصہ بعد قائم ہونے میر نصیر خاں کے حکومت قلات پر فوت ہؤا ملا محمدؐ پسر شش کو دستار سرداری سراوان کے دی گئی یہ سردار میر نصیر خاں سے پہلے متفق رہا بعد اس کے جبکہ میر نصیر خاں نے نائب محمدؐ حسن و نائب محمدؐ امین کو قید کردیا تو اس وقت سے البتہ میر نصیر خاں سے کسی قدر ناراض رہنے لگا بعد فوتیدگی میر نصیر خاں کے میر خداداد خاں مسند نشین ہؤا۔ چونکہ نائب محمدؐ حسن بحالت قید بحین حیات میر نصیر خاں فوت ہوچکا تھا اور نائب محمدؐ امین زندہ قید میں تھا چونکہ نائب محمدؐ حسن کی ایک دختر بخانہ ملا محمدؐ اور ثانی بخانہ سردار تاج محمدؐ زہری سردار جھلاوان کی تھی دونو سرداران نے متفق ہوکر واسطے رہائی نائب محمدؐ امین کے خداداد خاں سے بروزاوں سفارش کی لیکن خان مذکور نے اُس کی یہ درخواست پذیرائی نہ فرمائی جس سے ان کے دل میں ناراضگی پیدا ہوچلی مابین خانصاحب خداداد خاں اور ملا محمدؐ خاں وغیرہ سرداران کے جو جو کارروائیاں ہوئی ہیں ان کی تفصیل تواریخ میر خداداد خاں صاحب میں درج ہوچکی ہے جب سے سردار ملا محمدؐ خاں کو دستار سرداری سراوان کی پہنچی تو ستارہ بخت بروہی نے ایسی گردش کھائی کہ ان کو اپنے ملک میں آرام کے ساتھ ایک موسم بھی پوری طرح گذارنا نصیب نہ ہؤا خود بھی سردار اپنے وطن سے کوچ کرکے ملک مری اور سوی اور قندھار تک پھرتا رہا اور بھی اکثر سرداران سراوان اُس کے ساتھ رہے اگرچہ سرداران کو پورا یقین تھا کہ سردار ملا محمدؐ خاں کی دستار ان کے واسطے نامبارک فال ہوئی ہے لیکن تاہم سردار موصوف بہت خوش خلق اور سخی اور عقلمند تھا بروہی سردار اس کی صلاح اور طرفداری سے باہر نہیں ہوسکتے تھے بلکہ دل وجان سے اس کے ہمراہ تھے البتہ تمامی سرداران نے براہ دلخواہی سردار ملا محمدؐ کو صلاح دی کہ میر اسد خاں پسر کلان خود۔ جس کے چہرہ سے نشان بخت اور عقل کی خوردسالی سے ظاہر معلوم ہوتی تھی دستار سرداری سراوان کے واسطے ٹالنے نحوست کے دیدیوے اور جب تک میر اسد خاں خود عاقل بالغ نہ ہو کام سرداری کا خود کیا کرے۔ چنانچہ قریب سال ۱۸۶۰ء جب سردار اسد خاں قریب دس باراں سال کا تھا دستار سرداری سراوان کی اس کے سر پر باندھی گئی۔ جیسا کہ عوام الناس کو خیال تھا اسی طرح ظہور میں آنے لگا یعنی اس وقت سے ستارہ بخت بروہی کا طلوع ہوچلا سال ۱۸۷۵ء میں جبکہ سر رابرٹ سنڈیمن صاحب جو اُس وقت ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازیخاں کے تھے پہلا مشن لائی بمقام سوی سردار ملا محمدؐ وغیرہ

سرداران سراوان سے ملاقات ہوئی اس وقت سردار اسد خاں قریب عمر ۱۶-۱۷ سال کا ہوگا کام سرداری کا سردار ملا محمد کرتا تھا مگر دربار میں بالمواجہ صاحب بہادر کی صرف سردار اسد خاں کرسی پر بیٹھتا تھا خود ملا محمد و دیگر سرداراں نیچے فرش پر بیٹھتے تھے گویا کہ اپنا سردار دستار بند سردار اسد خاں کو مانتے تھے سال ۱۸۷۸ء تک جب تک جنگ افغانستان شروع نہیں ہوئی سردار اسد خاں صرف سیکھتا تھا کام سرداری ملا محمد خاں کیا کرتا تھا لیکن سال ۱۸۷۸ء سے یعنی بوقت شروع ہونے جنگ افغانستان کے جبکہ ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان کو بروہیوں سے بہت مدد لینے کی ضرورت تھی سنڈیمن صاحب نے سردار اسد خاں کو اپنے ہاتھ میں لے کر اس کی معرفت بروہیوں سے کام لینا شروع کیا رفتہ رفتہ یہ سردار ایسا ہوشیار اور لایق نکلا کہ اپنے ملک بلوچستان کے علاوہ امورات متعلقہ افغانستان و ایران وغیرہ میں خوب صلاح اور مدد دے سکتا تھا سر رابرٹ سنڈیمن صاحب کا اس کے اوپر ایسا بھروسہ تھا کہ ہر ایک دورہ اور مہم میں اس کو ساتھ رکھتا تھا اور صلاح مشورہ کیا کرتا تھا سر رابرٹ کی سفارش سے پہلے وہ سی ای ای بعد اس کے۔ کے سی آئی ای کے خطاب سے سرفراز کیا گیا۔ اور ایک جاگیر بعلاقہ حیکب آباد سندھ اس کو بخشی گئی۔ بعد ایجنٹی سر جیمس برون صاحب بہادر کی بھی یہ سردار بہت پیش نظر تھا چنانچہ میر خداداد خاں صاحب والی قلات کی معزولی اور میر محمود خاں کے تخت قلات پر تعیناتی میں صاحب ممدوح کا بڑا اصلاح کار یہی سردار تھا اور بھی جو کارروائی صاحب موصوف متعلق اولس بروہی و بلوچ کی کرتے اس سردار کی صلاح سے کیا کرتے تھے۔ یہ سردار خوب خواندہ اور لایق تھا اکثر علماء اور لایق لوگوں سے اس کی صحبت تھی اور زمانہ حال کی روشنی اس کے اوپر خوب اثر کر گئے تھے وہ انتظام اور قواعد عملداری انگریزی کو خوب سمجھتا تھا۔ اور پسند کرتا تھا جنوری سال ۱۸۹۴ء کی دربار سوی میں جب اس کو سر جیمس برون صاحب نے تمغہ کی سی آئی ای کا پہنایا اور خلعت دے کر اس کی خدمات کی تعریف کی تو اس کے جواب میں جو اس نے اپنی زبان سے تقریر کی تھی ایسے شستہ اور برجستہ تھی کہ باوجود نا ماہر ہونے از زبان اردو کے کوئی جائے حرف گیری نہیں تھی بلکہ بڑی اردو داں اور عالم فاضل جن کو ہمیشہ مہارت ایسی تقریروں کی رہا کرتی ہے اس سے زیادہ اچھی تقریر ایسے دربار میں نہ کر سکتے۔ عام حاضرین دربار آفرین صد آفرین کر اٹھتے تھے شاید وہ دن اس کے طالع اور عروج کے واسطے آخری تھا جب وہاں سے چلا اور رنجانہ خود پہنچا بیماری میں آخو

ہوّا بموسم شروع گرما کوئٹہ میں آیا لیکن بیماری غالب آتی گئی آخر الامر بماہ ستمبر ۱۸۹۴ء کوئٹہ میں بمکان خود واقع سرکی وفات پائی جس کی نعش کے ساتھ بحکم صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر سوی اور اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس مٹھری مسکن سردار مذکور تک گئے تھے اور صاحب ایجنٹ گورنر جنرل کو نہایت افسوس ہوا۔ بجائے اس کے پسر کلاں میر غوث بخش سردار ہوا جو نو عمر ہے و میر مہر اللہ خاں اس کے چچہ کو جو بعد فوتیدگی سردار اسد خاں کے بوقت ایجنٹی سو جمیس بروں صاحب کے کام کرتا تھا اور جس کے اوپر امید تھی کہ اپنے برادر مرحوم کے نام کو بدستور قائم رکھیگا کام سرداری سراوان سے الگ کر کے لبعہدہ نظامت کیچ مکران مقرر کیا گیا ہے بیشک مکران کے واسطے ایسے لائق آدمی کی ضرورت تھی مگر سرداری سراوان کا کام بھی بہت ضروری ہے اُسکا یہاں موجود رہنا سردار غوث بخش کیواسطے بہت مفید ہو سکتا تھا۔ قاعدہ ہے کہ بخت اور اقبال والے کے دوست بھی بہت ہوتے ہیں لیکن دشمن بھی بہت ہوتے ہیں اور جب بخت یا اقبال میں تنزل ہوتا ہے دوست الگ ہو جاتے ہیں دشمن سر چڑھ آتے ہیں اسی طرح اس خاندان کا حال ہوا کل تعداد نفری اسلحہ بند قوم ہذا حسب ذیل ہے

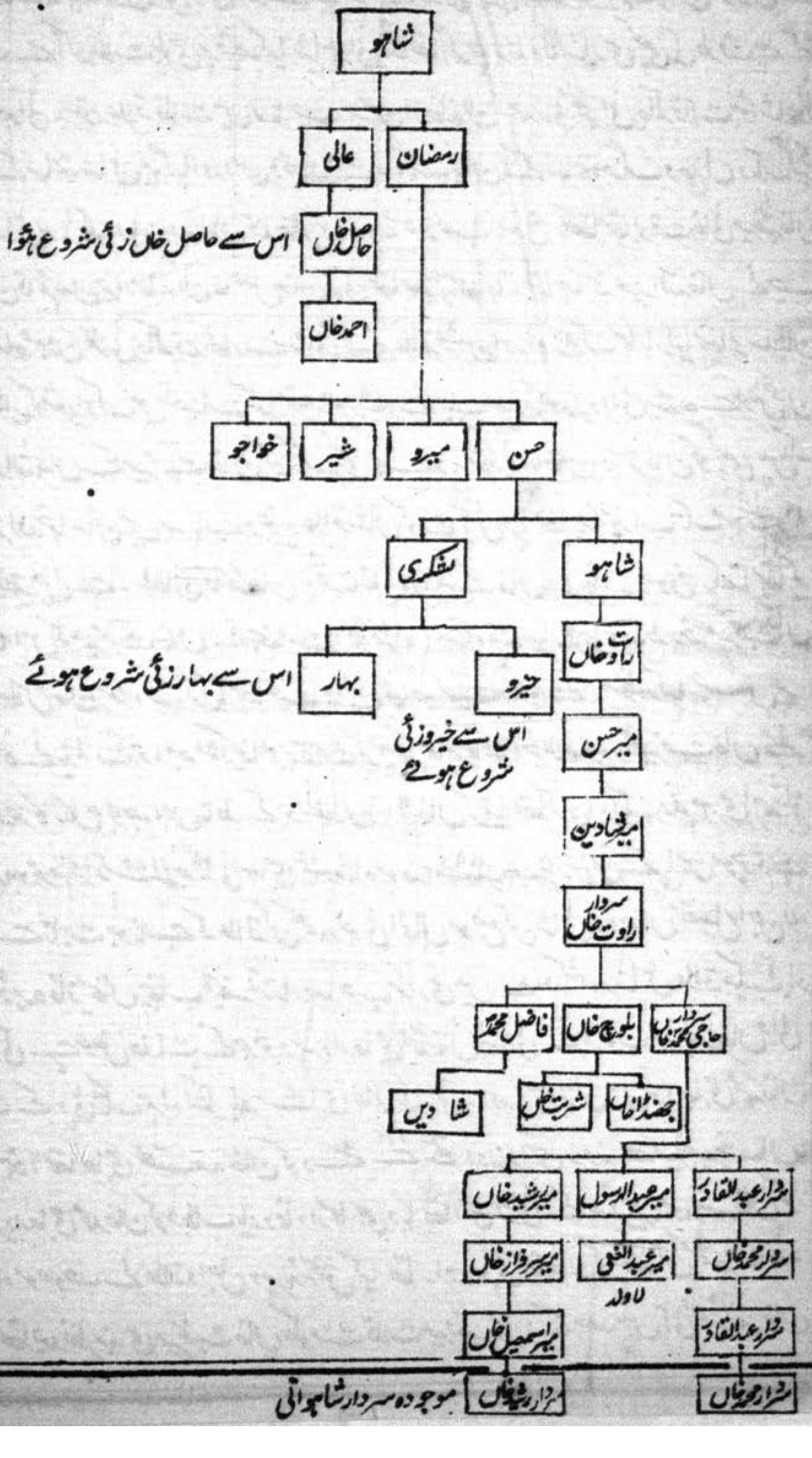
فہرست فرقہ جات قوم رئیسانی

نمبر		نام فرقہ یعنی پھلّی	نام معتبر	تعداد نفری اسلحہ بند	جاے سکونت
۱	[illegible]	لشکری زئی سردار خیل	سردار غوث بخش	۵۰	مٹھری اور کھنک
۲		قلندر زئی	خیر محمد	۱۴۰	ایضاً
۳		جمال زئی	اکبر خاں	۲۰	ایضاً
۴		سماعل زئی	احمد خاں	۲۰	ایضاً
۵	[illegible]	کہرڑ زئی	بابو خاں	۳۰	دولائی وکوشغ
۶		سالار زئی	جبب خاں	۲۰	دولائی و مٹھری
۷		گل محمد زئی	الہ یار خاں	۲۰	کھنگ و منگوچر و مٹھڑی
۸	[illegible]	عیسب خاں زئی	فیض محمد	۱۰	ایضاً
۹		اختر زئی	لشکر خاں	۱۰	ایضاً

نمبر شمار	نام فرقہ یعنی پھلّی	نام معتبر	تعداد نفری اسلحہ بند	جاے سکونت
۱۰	گوارے زئی	میر احمد	۳۰	کہنک ۔ منگوچر ۔ مٹھڑی
۱۱	جوگی زئی	شیر دل خاں	۳۰	ایضاً
۱۲	بندرانی	یعقوب	۴۰	کہنک
۱۳	عیسبانی	عنایت خاں	۵۰	کوئٹہ و مٹھڑی
۱۴	مہرانی	عمر خاں	۱۳۰	مٹھڑی و دولائی
	میزان		۶۰۰ نفر	

زمنات مملوکہ قوم ہذا علاقہ کچھی میں مواضعات مٹھڑی جائے سکونت سردار دیہہ محرم جاگیر سردار سراوان اور بھی متفرق زمینات ہیں اور خراسان میں مواضعات کہنک و نیری اور بھی متفرق زمینات خاص علاقہ کوئٹہ وغیرہ میں ہیں۔ زمینات کے آمدنی سردار کی بہ نسبت سردار جھلاوان کی کم ہے اور بھی جس طرح کہ سردار جھلاوان کی آمدنی راج سے بذریعہ لینے مال مویشی کے ہوتی ہے سردار سراوان کی بالکل کچھ نہیں کہ سراوان میں مالی اوس یا راج سے مال مویشی لینے کا بالکل رواج نہیں ہے زمانہ قدیم سے گذارہ سردار سراوان کا حاکم قلات سے ہوا کرتا تھا کہ روز اور مواجب لیا کرتے تھے۔ اب بھی سرکار عالیہ انگریزی سے مبلغ ۱۱۰ر ماہوار سردار کو اپنی تنخواہ ملتی ہے اور کچھ عوضانہ سنگ بولان کا ملتا ہے۔ جب تک سردار ملا محمد خاں زندہ تھا اس کو بھی مبلغ صمار ماہواری سرکار عالیہ برطانیہ سے عوض خدمات انتظام درہ بولان ملا کرتا تھا بعد فوتیدگی سردار مذکور مبلغ ماار ماہوار میر مہر اللہ خان پسرش کے حق میں مقرر ہوئی تھی*

شجرہ نسب خاندان شاہوانی



شجرہ نسب سے پایا جاتا ہے کہ اس خاندان کا بانی شاہو ہوا ہے اسواسطے شاہو کی اولاد ہونے سبب یہ خاندان شاہوانی کہلانے لگا شاہو خاندان بلوچ سے تھا جب بلوچ لوگوں نے حلب سے آکر قلات بلوچی پر قبضہ کیا شاہوانی شامل تھا اگرچہ رند و لاشاری کچھی کی طرف چلے گئے مگر شاہوانی بدستور علاقہ قلات میں رہا جب میر حسن از خاندان احمد زئی قمبرانی حاکم قلات ہوا شاہوانی اس کے ساتھ شامل ہو گیا اور اس وقت سے ہر ایک خان کے ساتھ جنگ و جدل و ملک گیری میں شامل رہا بلکہ دربار بادشاہاں قندھار میں بروئے خود خوب رسوخ رکھتا تھا بوقت خانی میر عبداللہ خاں سلطان قائم خاں جو از خاندان حاصل خاں زئی تھا معتبر سمجھا جاتا تھا چنانچہ عبداللہ خاں نے جب لشکر شاہ حسین غلزئی حاکم قندھار سے لڑائی کر کے علاقہ پشین اور شوراوک کا مار لیا تھا تو سلطان قائم خاں کو شوراوک میں تعینات کیا تھا۔ نادر شاہ نے جب میاں کلہوڑہ والی سندھ سے عوض خون میر عبداللہ خاں کے میر محبت خان کو ملک کچھی کا لے دیا تھا تو سلطان قائم خاں کو کچھی میں ملک ڈاڈھر اور خراسان میں سریاب وغیرہ علاقہ شال کوٹ بخش دیا تھا چنانچہ اب تک مردم شاہوانی کے قبضہ میں ہے۔ سلطان قائم خاں بوقت خانی میر محبت خاں اس قدر رسوخ رکھتا تھا کہ جب اس کو میر محبت خاں نے بخدمت احمد شاہ بادشاہ قندھار بھیجا وہ ناطہ دختر میر محبت خاں کا بلا اصلاح خان موصوف کر آیا تھا جب واپس آیا میر محبت خان نے نامنظور کیا جس پر بادشاہ نے بذات خود بمعہ لشکر خاص قلات پر پہنچکر محاصرہ کیا آخر الامر مجبوراً میر محبت خاں نے اپنی دختر کا نکاح بوجہ اس ناطہ کے جو سلطان قائم خاں کر آیا تھا کر دیا۔ ایک رقم مہری احمد شاہ مورخہ ۲۶ محرم الحرام سنہ ۱۱۷۲ھ ثانی مہری تیمور شاہ مورخہ سنہ ۱۱۹۶ھ سردار شہوانی کے پاس موجود ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ علاقہ کن کشمور جو فی الحال موضع کن شامل روجھاں تحصیل راجن پور ضلع ڈیرہ غازیخاں پنجاب قبضہ تمندار صاحب مزاری میں ہے اور کشمور شامل علاقہ جیکب آباد سندھ کی ہے عوض خدمات کے جو خود سردار حاجی محمد خاں شہوانی نے ہمرکاب میر نصیر خاں والی قلات کے دہلی تک ہمراہ لشکر بادشاہی جا کر کی تھی اور اسی لڑائی میں خود حاجی محمد خاں زخمی ہوا تھا حاجی محمد خان کو دئے گئے تھے اور نیز اُسی روز سے میر نصیر خاں نے سردار حاجی محمد خان کو خطاب یار وفادار کا بھی دیا تھا اسی لڑائی کے صلہ میں میر نصیر خاں کو بادشاہ موصوف نے علاقہ داجل و ہرنڈ بخش کیا تھا۔ اور حاجی محمد خان کو تعلقہ کن کشمور عطاء فرمایا تھا بعد نظر بندی میر محبت خاں حکومت قلات میر نصیر خاں کے حصہ میں آئی میر نصیر خاں

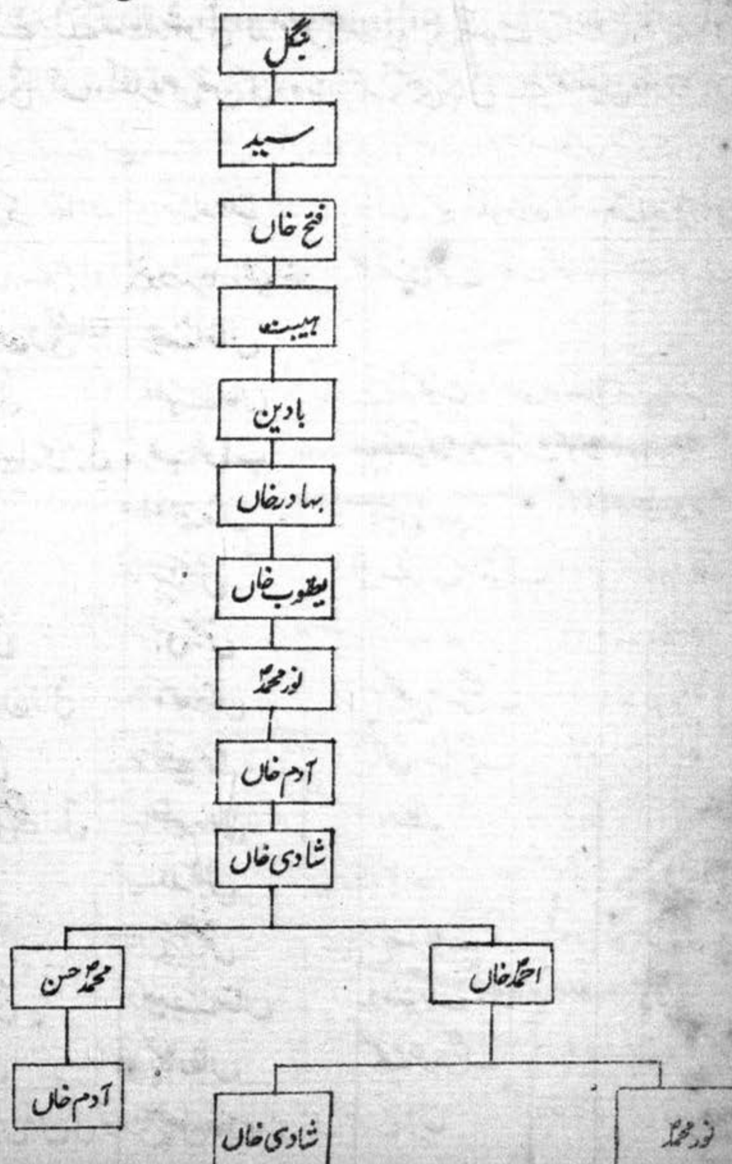
نے اقوام شہوانی کو دوست میر محبت خاں کا تصور کر کے مردمان شہوانی سکنائی مستونگ اور اسکلکو پر دست تطاول دراز کیا سلطان قائم خاں نے برادر زادہ خود بہادر خاں کو بخدمت بادشاہ قندھار فریادی بھیجدیا جس پر خود احمد شاہ نے قلات میں پہنچکر میر نصیر خاں کو قلعہ بند کیا اور بعد انجام وصلاحیت کے ملک کاہے وبڑانی واقعہ حدود ات ڈاڈھر تعلقہ کچھی مردمان شہوانی کو عوض ان کے نقصانات وغیرہ کے عطاء فرمایا کہ اب تک مردم شہوانی کے قبضہ میں ہے۔ جب میر نصیر خاں مشہد کی لڑائی پر بحکم احمد شاہ گیا تھا تو سردار حاجی محمدؐ خاں بمعہ مردمان تمن خود ہمراہ تھا۔ اور جس وقت میر نصیر خاں نے ملک دینار گچکی حاکم کیچ کو قتل کرایا واسطے انتظام ملک کیچ سردار حاجی محمدؐ خاں کو بھیجا تھا جس نے بخوبی انتظام ملک کا کر کے سرکردگاں اُس ملک کو سلام خانصاحب کے لئے حاضر کیا تھا بعد اس کے جبکہ شہ عمر پسر ملک دینار کو شہ قاسم بلیدی نے قتل کیا اور ملک کیچ میں بے امنی ہوگئی تو خانصاحب نے میر حیدر خاں کو جو فرقہ چنروزی شہوانی کا معتبر تھا بھیجدیا تھا۔ بوقت خانی میر محمود خاں محراب خاں شہوانی از جانب خانصاحب بخدمت شاہ زمان بادشاہ قندھار برائے طلب کمک کہ کچھی میں میر بہرام خاں نے بہ جمع آوری بروہی وبلوچ فساد برپا کیا تھا گیا تھا جب فیما بین میر محمود خاں و میر بہرام خاں درہ بولان میں متصل پیرچو کی لڑائی ہوئی سردار عبد القادر ہمراہ میر محمود خاں کے تھا جو زخمی ہوا جس کے انعام میں میر محمود خاں نے ملک میر باغ و بہادر کا انعام میں دیا تھا۔ جب میر محراب خاں از دست فوج سرکار برطانیہ شہید ہوئی تو داد کریم شہوانی بھی ہمراہ خانصاحب موصوف شہید ہوا تھا۔ سرداران وقوم شہوانی ہمیشہ خان صاحبان قلات کے ساتھ صلاحیت وتابعداری سے رہے بعد شہادت میر محراب خاں نصیر خاں صغیر ہنوز خاران میں تھا کہ سردار محمدؐ خاں شہوانی نے بمقام مستونگ بلوہ برپا کیا جس میں منشی سرکار انگریزی جو مستونگ میں رہتا تھا مارا گیا اور فوج کو مستونگ سے نکال دیا بعد اس کے میر نصیر خاں خاران سے آیا سردار وراج شہوانی برابر نصیر خاں سے شامل رہا۔ بوقت خانی میر خداد خاں صرف ایک دفعہ شہوانی لوگ بہ ہمراہ محمدؐ شاہی وغیرہ بروہی کے ہمراہ فوج خانصاحب بمقام کھڈ مقابلہ کیا جس میں شہ غاسی ولی محمد زخمی ہوا تھا مبارک خاں معتبر شہوانی کا اس وقت از دست فوج خانصاحب قتل ہوا تھا اس وقت بھی خود سردار عبد القادر جو کسی قدر دیوانہ تھا شامل نہیں تھا۔ بعد عبد القادر کے محمدؐ خاں سردار ہوا وہ نابالغ تھا جب سن بلوغ کو پہنچا صرف تھوڑے

سال کام سرداری کا کیا پھر فوت ہوگیا اس کا بھائی حقیقی شہنواز خاں پہلے فوت ہو چکا تھا کوئی پسر یا دوسرا بھائی نہیں تھا اسواسطے دستار سرداری شہوانی میر رشید خاں کو جو چہارم پشت میں ملتا تھا دی گئی املاک اقوام شہوانی کی خراسان میں۔ سریاب علاقہ شالکوٹ۔ مستونگ خاص گردنواح کھڈ مابین مستونگ ومنگوچر۔ اسکلکو قریب قلات۔ کچھی۔ شہر حاجی۔ ایری۔ کھائی۔ بڑانی علاقہ ڈاڈھر میں ملک میر باغ و بہادر۔ خانپور۔ بہ نسبت دیگر سرداران سراوان واولس سراوان کے شہوانی کی ملکیت زیادہ ہے اسواسطے عملداری میر خداداد خاں میں جو اکثر سرداران بُرُوہی باغی ہو کر فساد کرتے رہے سردار شہوانی اور اولس شہوانی اپنی ملکیت پر قابض رہ کر اُن کی سائقہ شامل نہ ہوئی۔ تعداد لشکر اس ثمن کی دو ہزار تک سمجھی جاتی ہے تفصیل وار ذیل میں درج ہے

نمبر شمار	نام فرقہ	نام معتبر	جائے سکونت	تعداد نفری اسلحہ بند
۱	حاجی زئی	خود سردار رشید خاں	مستونگ	۲
۲	راوت خان زئی	بھنڈا خاں	؍؍	۵
۳	شاوین زئی	حبیب خاں	کوئٹہ	۲۰
۴	چنر وزئی بہاری زئی	عبد الوہاب	اسکلکو کھڈ ومستونگ وکوئٹہ	۱۰۰
۵	میروزئی	عزیز خاں	سریاب	۲۵۰
۶	شیر زئی	پیر بخش	سریاب مستونگ	۵۰
۷	خواجوزئی	نبی بخش	؍؍	۵۰
۸	حاصل خان زئی	احمد خاں	کچھی مستونگ	۲۵
۹	شاہوزئی	شفیع محمد	کھڈ مستونگ	۲۰۰
۱۰	چنر وزئی تنگے زئی	عظیم خاں	اسکلکو	۲۰۰
۱۱	کلوزئی	الہ بخش	؍؍	۵۰
۱۲	حسنے	پیر بخش	سریاب	۴۰۰
۱۳	سوری زئی	حبیب خاں	مستونگ وشال	۲۵۰
۱۴	سوری زئی	پکار خاں	کھڈ مستونگ	۲۵۰
۱۵	عمرانی	ماچھن خاں	؍؍	۳۰۰

نمبر شمار	نام فرقہ	نام معتبر	جائے سکونت	تعداد افرادی اسلحہ بند
۱۶	غُل	داؤد خاں	کھڈ مستونگ	۲۵۰
۱۷	کشانی	آدم خاں	مستونگ کشاں	۲۰۰
۱۸	سیاہی زئی	لال خاں	ر اسکلکو	۱۰۰
میزان				۲۷۰۲

شجرہ نسب خاندان بنگلزئی

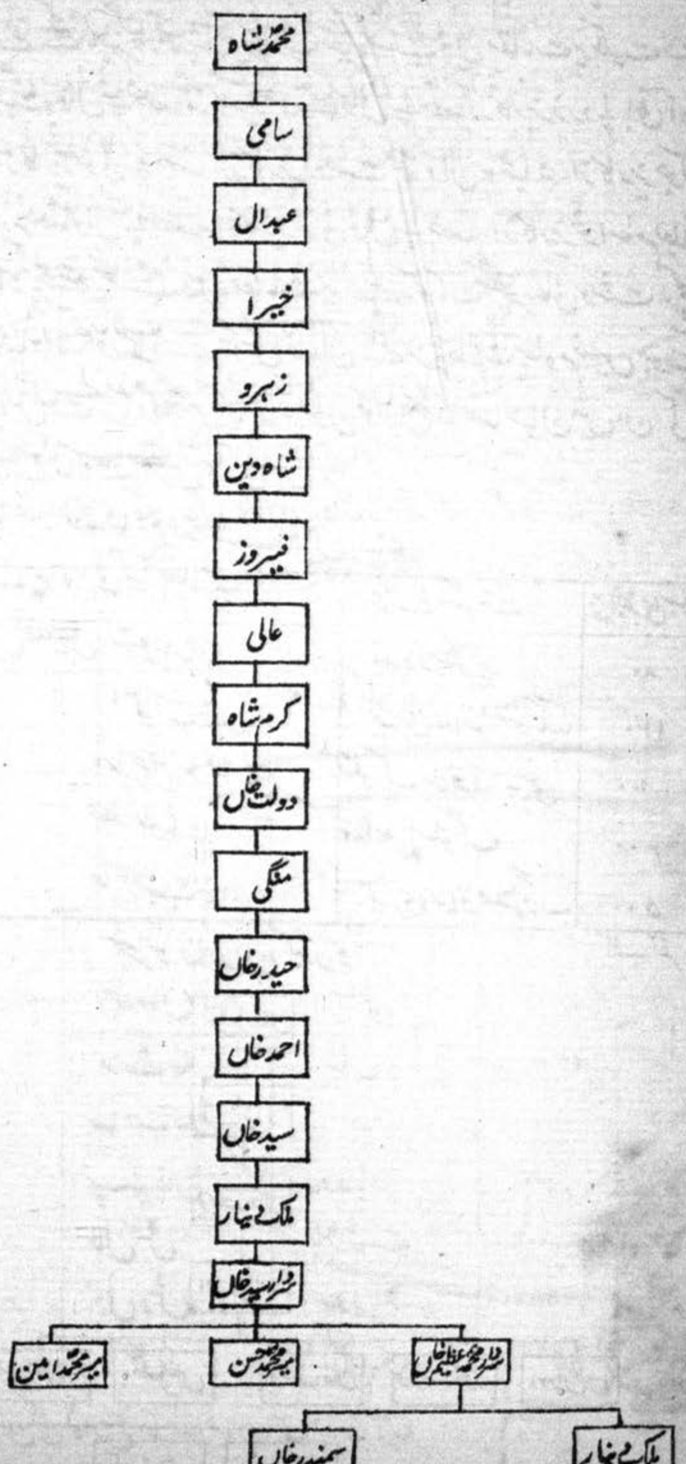


بنگل کی اولاد ہونے کے سبب سے یہ خاندان بنگلزئی مشہور ہوا ان کا صدر مقام اسپلنجی ہے اسپلنجی میں دو کاریز کالے پانی کے ہیں جن میں سے ایک کاریز بنگلزیوں کی ہے دوسری آدھی مردم دینارزئی اور آدھی سیدزئی کی ہے۔ مستونگ میں بھی ۱/۲ ۲ شبانہ روز کاریز خولسام سے سردار بنگلزئی کا ہے ۱/۲ شبانہ کاریز ہندو سے۔ جو ہاں میں صرف ایک نالہ پانی کا ہے۔ اور خشکابہ کچھی میں حسب ذیل مقامات پر ہے۔ چنڈر۔ لنڈ۔ اوآن۔ تور بند۔ مڈ۔ جنڈی۔ لوئی۔

بنگلزئی اصل میں ذات کا بلوچ تھا اور اس کو سید کی اولاد ہونے کے سبب سے سیدزئی سردار خیل بھی کہتے ہیں سیدزئی کے حالات سے کچھ لوگ علاقہ ہرنائی میں رہتے ہیں جن کا سردار بہائی خاں سیدزئی تھا جس نے بمقام کچھ فوج سرکار انگریزی پر حملہ کر کے زخم کھایا تھا۔ باقیوں کو بنگل کی اولاد ہونے کے سبب سے بنص زئی کہتے ہیں۔ مشہد کے جنگ میں بادین ہمراہ میر نصیر خاں کلان گیا تھا اور اسی جگہ مارا گیا تھا اور بادشاہ احمد شاہ کے وقت میں میر بہت میر نصیر خاں کلان کے ہمراہ دہلی گیا تھا اس خاندان کا قدیمی رابطہ خان قلات سے ہے اور اس کے لشکر کی حسب ذیل تفصیل ہے:۔

نمبر شمار	نام فرقہ	نام معتبر	جائے سکونت	تعداد لشکر اسلحہ بند	غم
۱	گہرام زئی	بہرام خاں	گلن	۳۰۰	۵۰
۲	دینارزئی	عطر خاں	اسپلنجی	۵۰۰	۵۰
۳	گرانی	حاصل خاں	گاڈے	۳۰۰	۵۰
۴	شورانزئی	شیر محمد	مستونگ	۲۰۰	۵۰
۵	بدوزئی	احمد خاں	اسپلنجی	۱۰۰۰	۵۰
۶	بجارزئی	عزت خاں	شال	۲۰۰	۵۰
۷	شاہوزئی	صاحب خان	؍؍	۲۰۰	۲۵
۸	منڈوانی	پسند خاں	رودبار	۴۰	۵
۹	مینگر	لال بخش	باڑڑے	۱۰۰	۵
۱۰	مغنڈ	دل وش	رودبار	۴۰	۵
۱۱	پھگ	تکل	کھجوری	۵۰	۵
زیادہ حالات اس تمن کی تواریخ خانصاحبان میں درج ہیں				۲۹۳۹	۳۴۰

شجرہ نسب خاندان سردار محمد شاہی



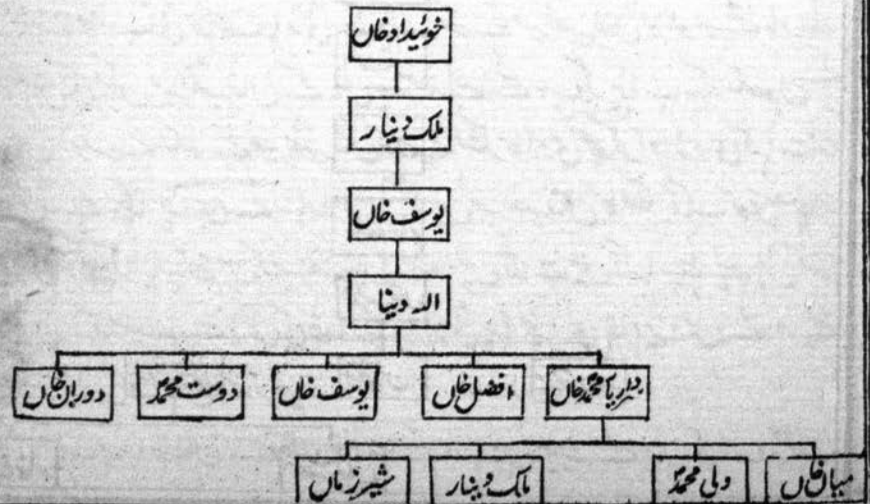
یہ خاندان محمد شاہ کی اولاد ہونے سے محمدؐ شاہی کے نام سے موسوم ہؤا۔ حلب سے اقوام بلوچ کے ساتھ آئے تھے۔ سردار محمدؐ شاہی کا آب سیاہ حسب ذیل مقامات پر ملکیت ہے بعلاقہ منگچر۔ از کاریز محبت وال ¼ حصہ از کاریز موسے وال ¼ حصہ از کاریز زرد ½ باقی آدھا مردم شاہوانی کا۔ از کاریز موبلی ¼ حصہ۔ از کاریز دوست محمدؐ وال ۲ شبانہ۔ از کاریز جوک جو ایک شبانہ۔ از کاریز مٹھا وال ½ حصہ۔ از کاریز برفی وال ½ حصہ۔ از کاریز خواسام بعلاقہ مستونگ ایک شبانہ۔ خشکابہ حسب ذیل مقامات پر ہے۔ کوہک منگچر۔ عالی دشت۔ کھچی میں بمقام زردار۔ ولیاواہ۔ اور گاڈے۔ اس خاندان کے مزید حالات معلوم نہیں ہو سکے کہ سردار محمدؐ شاہی اس سے زیادہ نہیں جانتا۔ لیکن تواریخ خانصاحبان میں ان کی خدمات اور مخالفت کے حالات مفصل درج ہیں۔

تفصیل اقوام حسب ذیل ہے

نمبر شمار	نام فرقہ	نام معتبر	جائے سکونت	تعداد نفری اسلحہ بند
۱	سائنہ ری	غلام محمدؐ	حدود منگوچر	۸۰
۲	ایضاً	نواب خاں	تیری علاقہ مستونگ	۱۲۰
۳	سورد	میر حسن و فتح علی	کورک علاقہ اسپلنجی	۱۰۰
۴	بنگا	اللہ ڈینا	خاص مستونگ	۲۰۰
۵	خدرانی	جبیب خان	تیری علاقہ مستونگ	۵۰۰

الــ نفر

شجرہ خاندان گورو



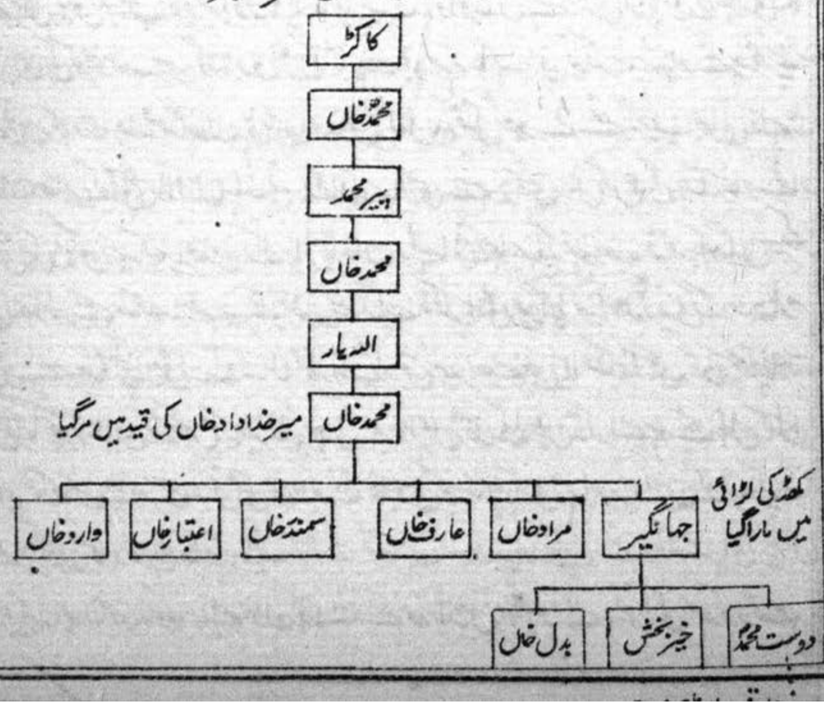
کورو اصل باشندے عرب کے ہیں ان میں سے تین فرقے ذیل بدرو۔ توکلی۔ چنڈو برنانہ۔ رند
بلوچستان میں آئے فرقہ بدرو بلوچستان میں رہ گیا۔ دوسرا فرقہ توکلی پہلے سیاہ آف علاقہ بگٹی
میں گیا۔ پھر وہاں سے تمن مزائی میں جاکر سکونت پذیر ہوا کہ اب تک علاقہ رو جہاں میر تاتخت
تمن مزاری کے دستہ کرد کا مشہور اور آباد ہے۔ تعداد اس کی قریب پانسو نفری تیسرا
فرقہ چندو سرحد سیستان کی طرف چلا گیا اور وہاں بشمول اقوام داہنی دبامنی کے رہتا ہے مردم فرقہ
اول مردم رند کہیتا رہتے اور آنے سے رند کہلانے لگے پھر بروہی کے ساتھ خلط ملط ہونے سے اب
بروہی کہلاتے ہیں مرو میں ان کا کالا پانی ہے جس کا نام جوے کلان ہے اور تمام سردار
خیل کا اس میں دو شبانہ ہے چشمہ خورد میں ½ حصہ سردار خیل کا اور کاریز تو تمامی سردار
خیل کا ہے خشکابہ حسب ذیل مقامات پر ہے۔ مرو۔ دشت کلان۔ دشت خورد۔ دشت
زردین تھل۔ زہری کھٹ۔ تلخ کادن۔ کابو۔ تھل مستان۔ تھل خورد۔ نصیر خاں کلان کے
عہد میں ملک دینار جنگ مشہد میں گیا جن میں کوردان کے چار معتبر مارسنگ۔ عمر خاں۔
لشکری۔ اور ایک دیگر نا معلوم الاسم مارے گئے جن کی لاشیں خانصاحب موصوف اپنے
ہمراہ واپس لائے۔ مارسنگ کی لاش مرو میں۔ عمر اور لشکری کی لاش بیر چو کے میں۔ خداداد خان
یا اس کا بھائی حیدر خاں دہلی کی لڑائی میں جبکہ میر نصیر خاں کلان ہمراہ احمد شاہ بادشاہ کے گیا
تھا تو ساتھ تھا۔ اس جنگ کی نسبت ایک دلچسپ روایت ہے کہ قبل از وقوع جنگ
میر نصیر خاں کلان کو خواب میں اشارہ ہوا کہ آپ دہلی کے جنگ میں جاکر شہید ہونگے چنانچہ
بیان کرتے ہیں کہ اثنائے جنگ دہلی میں میر نصیر خاں مذکور گھوڑے سے گر گیا جس سے
اس کو خفیف ضرب آئی مخالف پارٹی کے ایک سکھ نے میر نصیر خاں کو تلوار سے مارنے
کی کوشش کی لیکن میر نصیر خاں کے بال بہت لمبے تھے جیسا کہ پنجاب کے سکھوں کے
ہوتے ہیں دوسرے سکھ نے میر نصیر خاں کو اپنے لشکر کا آدمی سمجھ کر آواز دی کہ مت مارو
ہمارا بھائی ہے۔ چنانچہ اس نے نہ مارا اور اتنے میں میر نصیر خاں کا لشکر کمک کو آپہنچا اور
میر نصیر خان کو چھوڑا لیا۔ کہتے ہیں کہ میر نصیر خاں نے واپس قلات میں آکر اپنے لمبے بال کٹوا
ڈالے کہ ان کے سبب سے اس کی شہادت نہ ہوئی چنانچہ اسی بنا پر اس نے اپنے
عہد میں لمبے بالوں کا رواج بند کر دیا۔

کورو ایک پرانا خاندان ہے خان قلات کے دربار میں ہمیشہ سے اس کی آمد و رفت

ہے رئیسانیوں سے رشتہ ناطہ بھی کرتے ہیں۔ تعداد لشکر حسب ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام فرقہ	نام معتبر	جائے سکونت	تعداد اسلحہ بند	غم
۱	مدی زئی	تاج محمد	پینگو	۱۰۰	۱۵
۲	کرموں زئی	سعد اللہ	شال	۵۰	۱۵
۳	زردار زئی	شکر خاں	مرو	۲۰۰	۳۵
۴	شدن زئی	ساول خاں	پینگو	۱۰۰	۳۵
۵	مسودانی	محمد	عمر ڈھور	۲۰۰	۴۰
۶	گرگے زئی	جمشیر خاں و مہردل	مرو	۱۰۰	۳۰
۷	شادی زئی	صوبہ	دشت خورد	۲۰۰	۲۰
۸	محمد زئی	بشیر	؍؍	۴۰	۱۰
۹	پھلان زئی	وزیر	؍؍	۵۰	۴۰
۱۰	صفری زئی	سرمست	مرو	۵۰	۱۰
۱۱	ساتکزئی	بہاول خاں	پینگو	۳۰۰	۴۰
				۱۳۰۰	۳۰۰

شجرہ نسب خاندان سردار لاہڑی



اصل میں لاہڑی قوم بلوچ رند سے ڈونکی کے ساتھ شامل تھا اور لاہڑی میں سکونت رکھتا تھا بوقت خانی میر عبداللہ خان ڈونکی سے جدا ہو کر سنی میں جہاں جتوئی لوگ رہتے تھے آیا اس وقت کچھی سرائی کے ماتحت تھے اور خراسان میر عبداللہ خاں کے بموجب طلبداشت میر عبداللہ خاں نرکھ میں سکونت اختیار کی چنانچہ اب تک نرکھ میں رہتا ہے چونکہ فیمابین حاکمان سرائے یا کلہوڑہ کے اور میر عبداللہ خاں کے ملک کچھی پر تنازعہ رہتا تھا چنانچہ چند دفعہ میر عبداللہ خاں نے کچھی اور سوی پر حملہ کیا۔ جب لشکر کلہوڑہ نے بہ ارادہ حملہ ملک خراسان تیاری کر کے براستہ بولان گذر کیا تو اقوام کچک اور بنگل زئی و لاہڑی نے بحکم میر عبداللہ خان راستہ بولان بند کیا اول کرتہ میں مردمان کچک نے لڑائی کی جب کچک سے گذرا تو مردمان لاہڑی و بنگل زئی سے بمقام بی بی نانی لڑائی ہوئی اس لڑائی میں کاکڑ خاں سردار لاہڑی کا بمعہ ہشتاد نفر قتل ہوا بنگل زئی سے صرف ایک نفر اور سرائے کی طرف سے دو سو نفر قتل ہوئے۔ چنانچہ اس کی بابت اقوام لاہڑی میں ایک شعر بلوچی یاد چلا آتا ہے۔ جب میر عبداللہ خاں کچھی میں مارا گیا۔ ان کا سردار محمد خاں تھا مگر وہ ہنوز کم سن تھا عمر خان چچہ محمد خاں شامل ہوا جو مارا گیا جب نصیر خاں مشہد کو گیا محمد خاں خود ہمراہ میر نصیر خاں کے تھا اور بھی جہاں میر نصیر خاں لڑائی پر گیا سردار لاہڑی بمعہ اولس خود ہمراہ رہا تا خانی میر خداداد خاں کے سردار دوستن لاہڑی کا خانصاحبان کی خدمت گذاری میں ثابت قدم رہا چنانچہ بوقت شہادت میر محراب خاں مسمی کلاتی برادر سردار محمد خاں و شہباز خاں لہڑی قتل ہوئے تھے۔ جب خانی قلات کی میر خداداد خاں کو پہنچی تو اس نے سرداران بروہی سے دشمنی شروع کی چنانچہ سردار تاج محمد زہری کو قید کیا اور سردار ملا محمد خاں رئیسانی بجانب قندھار فرار ہو گیا سردار محمد خاں لاہڑی بھی خانصاحب کے ظلم سے تنگ آکر باغی ہو گیا سردار اللہ ڈینا کرد بمعہ قوم خود لاہڑی سے شامل ہوا سردار ملا محمد خاں کو قندھار سے بلوایا۔ شہ غاسی ولی محمد قلات سے لشکر لایا کوہستان نرکھ میں لڑائی ہوئی مردم لاہڑی کی طرف سے بہت نقصان ہوا سردار محمد خاں لاہڑی نے مجبور ہو کر شہ غاسی کو سلام کیا جس نے اس کو قید کر لیا اور ہمراہ خود کچھی میں لایا بمقام بھاگ حالت قید میں سردار محمد خاں نے وفات پائی یہ سال ۱۲۸۴ ہجری تھا بعد اس کے بمقام مستونگ اقوام محمد شاہی و شہوانی نے باغی ہو کر فساد برپا

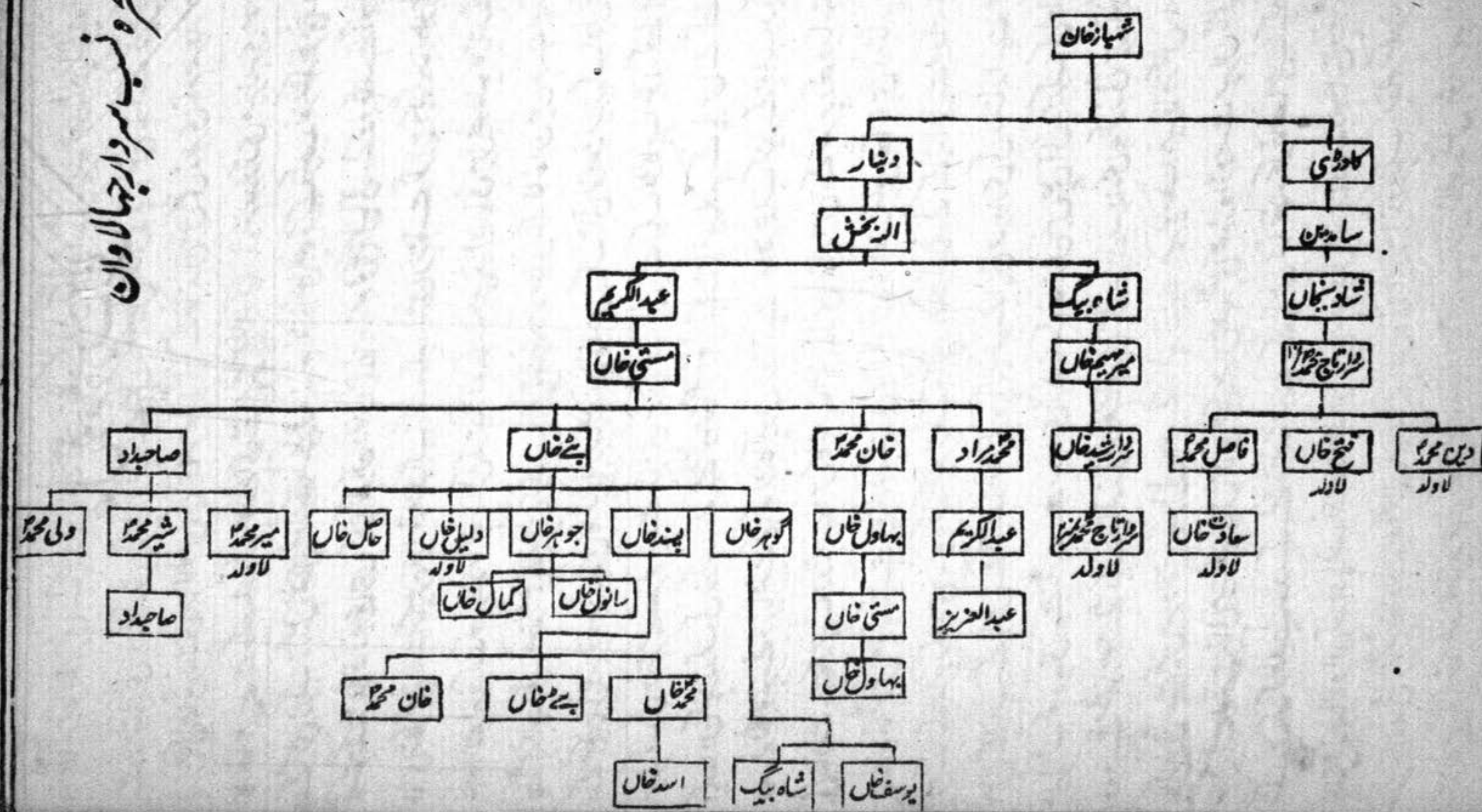
کیا۔اس وقت سردار جہانگیر خاں پسر سردار محمد خاں بمعہ تمن خود اقوام محمد شاہی سے شامل ہوکر بمقام کھڈ مابین مستونگ ومنگو چر لڑائی ہوئی اگرچہ بروہی لوگوں نے پہلے فتح کی منجملہ فوج خانصاحب بہت لوگ مارے گئے اور خود شہ غاسی افسر فوج بمعہ چند نفر دستِ گیر ہوا لیکن بروہی لوگوں سے آخر وقت سخت غلطی اور بے احتیاطی ہوئی جس کے سبب فتح شکست میں مبدل ہوگئی یعنی جب بروہی لوگوں نے فوج خان کو شکست دیا اور شہ غاسی کو گرفتار کرلیا تب فتح کی خوشی میں سب سردار ومعتبر شہ غاسی کو ساتھ کرکے توپ ہا پر جو تھوڑے فاصلہ پر کھڑے تھے یہ جان کر کہ شہ غاسی پکڑا گیا ہے اور دوسری فوج خانصاحب یا ماری گئی ہے یا فرار ہوگئی ہے صرب دو تین گولہ انداز توپ ہا پر کھڑے ہیں وہ کچھ حرکت نہیں کرینگے سیدھا توپخانے پر چلے گئے گولہ انداز پہلے خاموش رہے جب عین قریب پہنچ گئے تو شہ غاسی کے اشارہ کرنے سے توپ داغ دی جس میں سردار جہانگیر خاں لاہڑی اور چند معتبران بروہی مارے گئے جس کے سبب لشکر بروہی میں ہل چل پڑگئی اور شہ غاسی ان کے ہاتھ سے نکل کر سپاہیاں توپخانہ سے شامل ہوگیا اور لشکر بروہی پر توپوں کا چلانا شروع کیا جس سے بروہی بھاگ گئے آخری فتح شہ غاسی نے پائی۔ بعد جہانگیر خاں کے دوست محمد پسرش خورد سال تھا۔برادرش میر سمندر خاں خانصاحب خداداد خان سے لڑتا رہا لیکن آخر میں خانصاحب نے میر سمندر خاں کو دلاسہ دے کر اپنی طرف بلالیا۔ دوست محمد خاں جب بالغ ہوا سرداران ملا محمد وغیرہ سے جو برخلاف خداداد خاں رہتی تھی شامل ہوگیا۔تا وقتیکہ میجر سنڈیمن صاحب مستونگ میں تشریف لاکر فیمابین خانصاحب اور سرداران کے انجام کرایا۔سردار دوست محمد خاں کو سرکار سے تین سو روپیہ ماہواری تنخواہ ملتی ہے اور کام سرداری کرتا ہے۔میر سمندر خاں بعد معزولی میر خداداد خان کچھ عرصہ کے واسطے از طرف میر محمود خاں نائب گنداواہ ہوا تھا مگر میر محمود خاں سے اس کی ان بن ہوگئی اسواسطے اس نے نائبی چھوڑ دی۔ فی الحال صاحب پولٹیکل ایجنٹ قلات کی خدمت میں حاضر رہتا ہے اور لوکل جرگہ کا ممبر ہے خان بہادر کا خطاب پایا ہے اگرچہ سردار لاہڑی کا صدر مقام نرکھ میں ہے لیکن اس کی زمینات ملکیت خراسان مستونگ وعلاقہ کوئٹہ میں اور کچھی میں بھی ہیں تمن لاہڑی کا بموسم گرما خراساں میں اور بموسم سرما کچھی میں چلا جاتا ہے۔منجلہ تمن لاہڑی کے بعضے لوگ چوری میں بڑی مہارت رکھتے تھے چنانچہ جب سرکار برطانیہ کا کوئٹہ اور رسوی میں نیا

انتظام تھا۔ لاہڑی کے چوروں نے خوب تکلیف دی لیکن اب یہ پیشہ چھوڑ دیا ہے اور آرام سے زمینداری اور نوکری پر گزارہ کر رہے ہیں۔ تفصیل لشکر وغیرہ متن ہذا کے ذیل میں درج کی جاتی ہے *

نمبر شمار	نام پھلے	نام مقدم	جائے سکونت	تعداد نفری اسلحہ بند	ریمارک
۱	براہیم زئی	سردار دوست محمد خاں	نرکھ و مستونگ	۴۰۰ نفر	اس پھلی کے قریب دو سو نفری دیہہ
۲	چندرزئی	سلیمان	نرکھ	۲۰۰	مولوی متصل گدر کے رہتا ہے اگرچہ جہالاوان
۳	شنگرانی	شہباز خاں	مستونگ	۴۰۰	میں رہتا ہے مگر اب تک سرداری لاہڑی
۴	زبرانی	میر محمد	نرکھ	۳۰۰	میں شامل ہے چنانچہ مالیہ دیتا ہے *
۵	شادیانی	دوست علی	نرکھ	۳۰۰	
۶	خلچانی	نوبت خاں	کوئٹہ و مستونگ و نرکھ	۳۰۰	

میزان کل ۱۹۰۰

شجرہ نسب سردار جہالاوان



حال قوم زرک زئی

پہلے سرداری جہالاوان کی اقوام موسیانی کے خاندان میں تھی زہری نام سردار موسیانی کا تھا جس سے ملک اور قوم کا نام بھی زہری مشہور ہو گیا۔ بایام سرداری میر زہری موسیانی کے مسمی زرک زرخیل افغان مورث اعلےٰ قوم زرک زئی کا بمعہ قریب یکصد نفر لشکر قوم خود علاقہ مستونگ سے علاقہ زہری میں آیا چونکہ ان دنوں میں میر زہری موسیانی نے وہ ملک تازہ اقوام لاسی اور چھٹہ سے چھین لیا تھا اور اب تک ملک کے اوپر بہت نزاع و جنگ و جدل تھے اسواسطے میر زرک کو اپنے ساتھ شامل کر لیا اور ملک زہری اور پانی میں نصف کا شریک کیا چنانچہ اب تک نصف نصفی کھاتے ہیں لیکن سرداری بدستور موسیانی کے خاندان میں رہے بعد اس کے جبکہ میر بوہیر نواسہ زہری کا سردار جہالاوان تھا۔ میر زرک ثانی نواسئہ میر زرک اول کا تھا میر زرک کی دختر میر بوہیر سے شادی ہوئی اور اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ کہتے ہیں کہ ایک دن کنیز زرک کی زرک کے بیٹے کو اٹھا کر اس کے نانا میر بوہیر کے پاس لے گئے۔ لڑکا رونے لگا بوہیر نے دریافت کیا کہ لڑکا کیوں روتا ہے۔ حاضر جواب کنیز نے جواب دیا کہ لڑکے کی عادت ہے کہ جب روتا ہے اس کا باپ اپنی پگڑی اوتار اس کے سر پر رکھ دیتا ہے جس سے یہ خاموش ہو جاتا ہے۔ چونکہ بوہیر کنیز کی چالاکی سے واقف نہیں تھا۔ اپنی دستار اوتار لڑکے کے سر پر رکھ دی۔ چالاک کنیز لڑکے کو ادھر ادھر کھلانے کے بہانہ سے بمعہ دستار کے اس کے باپ کے پاس لے گئی اور مشہور کر دیا کہ بوہیر نے اپنی سرداری کی دستار اپنے نواسے میر زرک کو دیدی ہے۔ تب سے سرداری زرک کے خاندان میں چلی آئی۔ زرک کی اولاد سے دو فرقے مشہور ہوئے ایک چاکر زئی دوم کاوری زئی۔ پہلے سرداری چاکر زئی میں آئی چنانچہ چاکر زئی سے تین سردار حسب ذیل ہوئے۔ میر زرک۔ میر یوسف۔ میر قادر بخش۔ سردار میر زرک بوقت خانی میر نصیر خاں کلان جبکہ میاں عبدالنبی کلہوڑہ از دست میران ٹالپور شکست کھا کر طلب مدد کے لئے خانصاحب کے پاس آتا تھا۔ بحکم خانصاحب کے میر زرک بمعہ لشکر جہالاوان تعداد پانصد نفر اور معتبران ذیل۔ میر ولی محمد برادر سردار تاج پسر شاہ دیجان کاوری زئی۔ جام خداداد برادر کلان میر نور محمد موسیانی۔ میر بازو جنگ۔ بمقام سکھر ند علاقہ سندھ میں گیا تھا۔ عند المقابلہ میر زرک از دست میر سہراب خاں ٹالپور قتل ہوا۔ بعد اس کے

جب تیمور شاہ نے عوض خون بہا سردار میر زرک ملک کورہا متصل علاقہ کراچی میران
ٹالپور سے لے کر میر نصیر خاں کو دیا تھا تو میر نصیر خاں نے یوسف خان پسر میر زرک کو دیدیا
تھا چنانچہ اسے سرداری قادر بخش وہ ملک قبضۂ سردار جہالاواں میں تھا۔ یوسف خاں
اپنی موت سے مرا اس کے بعد قادر بخش سردار ہؤا۔ باوجودیکہ قادر بخش اخوند ملا فتح محمد
کا داماد بھی تھا۔ تو بھی بباعث انگیخت اعدے مبارک خاں پسر اخوند کور کو قتل کیا جس کے عوض
میں میر محراب خاں نے قادر بخش کو قتل کیا۔ چونکہ قادر بخش لاولد تھا اور بھی کوئی آدمی خاندان
چاکر زئی میں لائق سرداری جہالاوان کے نہیں تھا۔ پس تاج محمد نمبرا خاندان کا ورڈ نی ئی
جو لائق اور قادر بخش سے کچھ رشتہ داری بھی رکھتا تھا۔ سردار جہالاوان ہوا۔ اگرچہ تاج محمد
نمبرا کے تین بیٹے ہوئے۔ دین محمد۔ و فتح محمد۔ اس کی حین حیات میں لاولد فوت ہوئے
تیسرا فاضل محمد اگرچہ حیات تھا مگر والدہ اس کی کنیز تھی اسواسطے سرداری رشید خان برادرزادہ
تاج محمد پر آئی رشید خاں کے بعد سردار تاج ثانی سردار ہؤا۔ جس کو خانصاحب میر
خداداد خاں نے قید کیا جو آخرش اسی قید میں فوت ہو گیا۔ تاج محمد نمبر ۲ لاولد تھا۔ کچھ
مدت تک خان کسی کو سرداری جہالاوان کے نہیں دیتا تھا۔ بلکہ خانصاحب خداداد خاں کو
ایک پسر مصطفےٰ خاں نامی از شکم دختر سردار تاج محمد خاں سے تھا۔ خان کا خیال تھا کہ
اس کو سردار جہالاوان کا بنایا جاوے مگر وہ بھی فوت ہو گیا۔

جہالاوان کے سردار کے واسطے سردار لوز دین مینگل اور گوہر خان زرک زئی
دو لوز دعویدار ہو کر خانصاحب سے مقدمہ کر رہے تھے۔ آخر الامر لوز دین کو تو خانصاحب
نے قلات میں بلوا کر قتل کیا باقی گوہر خاں کوہستان میں باغی ہو کر پھرتا تھا۔ سال
۱۸۷۶ء میں جبکہ جناب سر رابرٹ سنڈیمن صاحب بہادر نے ہمراہ خانصاحب تمامی بروہیا
کا انجام و فیصلہ کیا۔ باوجودیکہ گوہر خاں تاج محمد نمبر ۲ سے بہت قریب نہیں تھا بہ نسبت
اس کے دوسرے لوگ قریب تھے مگر چونکہ وہ اس سرداری کیواسطے مدت سے لڑ رہا
تھا ممکن نہیں تھا کہ اگر وہ دوسرا آدمی سردار بنایا جاتا تو وہ گوہر خان کو روک سکتا۔
پس خان اور سرداران جہالاوان و سراوان نے مجبوراً دستار سرداری جہالاوان کی گوہر خاں
کو دی۔ چونکہ گوہر خاں جب سے بالغ ہؤا۔ "تکڑوں" (پہاڑوں) میں پھرتا تھا۔ اور اس کا
پیشہ چوری اور حرام خوری کا ہو گیا تھا باوجودیکہ سردار جہالاوان بھی ہؤا۔ جس کی پیداوا

قریب پچاس ؎ ہزار روپیہ سالیانہ اپنی زمینات اور راج سے ہوگی ۔ مگر تو بھی اس کو صبر نہ ہؤا
موسیانی لوگوں سے اور دوسرے لوگوں سے دست اندازی شروع کی ۔ سر رابرٹ سنڈیمن
صاحب نے اول گوہر خاں کو دلاسہ دیا چنانچہ اس کو مبلغ سار ماہواری کے نوکری اور عزت
عطا فرمائی ۔ مگر وہ باز نہ آیا ۔ پھر ایک دفعہ عرصہ دو تین سال کے واسطے شال کوٹ دکوئٹہ ہیں
خود گوہر خاں کو معہ اس کے ہر دو برادران پسند خاں اور جوہر خاں کے قید رکھا ۔ انتظام سرداری
کا بطور کوٹ آف وارڈس زیر نگرانی صاحب پولٹیکل ایجنٹ کیا گیا ۔ گلزار خاں لنڈ بلوچ
تحصیلدار زہری مقرر ہؤا جمعدار عبد الکریم سربراہ کار سردار جہالاوان مقرر ہؤا تاہم کام جہالاوان
برابر نہ ہؤا ۔ بعد اس کے تمام سرداران جہالاوان ذمے وار ہوئے کہ ہم لوگ گوہر خان کو
آیندہ ظلم وزیادتی سے روکینگے ۔ سر رابرٹ سنڈیمن صاحب بہادر نے گوہر خاں پسند خاں
اور جوہر خاں کو جو تینوں بھائی تھے اور جیلخانہ کوئٹہ میں قید تھے چھوڑ دئے ۔ پسرش یوسف خاں
کو بنا بر حصول تعلیم علیگڈھ کالج میں ہندوستان کو بھیجدیا ۔ تو بھی گوہر خاں راست نہ ہؤا ۔
سال ۱۸۹۳ء میں جبکہ میر خداداد خاں خانی قلات سے علیحدہ ہوئے گوہر خاں نے پھر شور
مچایا ۔ میر محمود خاں والی قلات موجودہ حال نے بنا بر سرکوبی گوہر خاں اپنی فوج زہری
میں بھیجدیں ۔ گوہر خاں خود فرار ہؤا ۔ لیکن اس کا شہر گھٹ جلایا گیا ۔ تمامی سرداران
جہالاوان سیوی میں جمع ہوئے ۔ اور یہ قرار پایا کہ یوسف خاں پسر گوہر خاں کو منگوا کر
دستار سرداری جہالاوان کے اس کو دی جاوے ۔ گوہر خاں سرداری جہالاوان سے
علیحدہ کیا جاوے ۔ یوسف خاں کو سردار لوگ جہالاوان مدد دیوینگے ۔ اور کام سرداری کا
وہ چلاویگا ۔ مگر یہ حکمت بھی نہ چلی کہ یوسف کے اوپر گوہر غالب آگیا ۔ اور اس کو ایسا دھمکایا
کہ اگر وہ برخلاف پالسی گوہر خاں کے کچھ کریگا تو اس کو مار ڈالا جائیگا ۔ چونکہ یوسف انتظامی
طاقت میں کمزور اور ناتجربہ کار تھا ۔ خصوصاً جبکہ اس کے وجود کی ساخت بھی گوہر خاں
کے خون سے بنی ہوئی تھی ۔ آخرش بہ لحاظ تاثیر خون اس کو بھی اپنے باپ کے ظالمانہ
اطوار اور حرکات ناہنجار پسند آگئی ۔ بجائے اس کے کہ وہ باپ کو روکتا ۔ خود باپ کا
ہم صلاح ہو کر اس کو مدد دینے لگا ۔ چنانچہ اس کی موجودگی میں گوہر نے کریم داد برادر
سردار شہباز خاں جتک اور اس کے بیٹے شکر خاں کو ناگہانی شب خون کر کے قتل کیا ۔
اب تھوڑے دن ہوئے ہیں کہ اقوام موسیانی میں سے پانچ نفر معتبر دغابازی سے اپنے

پاس بذریعہ حلف قرانی منگوا کر بحالت قید قتل کئے۔

میر پسند خاں برادر گوہر خاں گوہر خاں سے الگ ہو کر برائے حصول شرف ملازمت حکام برطانیہ کے پاس آیا۔ اس نے ہر چند کوشش کی کہ گوہر خاں یوسف خاں کو اجازت دیوے کہ یوسف خاں بشمول پسند خاں جہالاوان کی سرداری کا کام چلا دے مگر کہا جاتا ہے کہ گوہر خاں نے اس کو بھی صاف جواب دیدیا بلکہ اس کے ساتھ مقابلہ سے پیش آیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آخر الامر خانصاحب نے گوہر خاں اور یوسف خاں دونو سے ناامید ہو کر دستار سرداری جہالاواں کی میر پسند خاں کو دیدی۔ جو خانصاحب سے مدد فوج کی لے کر اور مردمان اولس جہالاواں کو جمع کر کے گوہر خاں کے تعاقب میں گیا گوہر خاں اور یوسف خاں نے بمقام گرم آف فوج جمع کر کے فوج خانصاحب اور پسند خاں سے مقابلہ کیا۔ گوہر خاں اور یوسف خاں دونوں جان سے مارے گئے۔ اور سرداری جہلاوان کی پسند خاں پر رہ گئی۔ جو فی الحال سردار جہلاوان کا پسند خاں ہے اور کار بار کاری کا چلا رہا ہے۔

سردار جہالاواں کو ملک ذیل نسلاً بعد نسلاً ملکیت اور معاف چلا آتا ہے

گاجان واقعہ کچھی خشکابہ و سیاہ آب۔ ۲۴۰ شبانہ	کٹھان واقعہ خذدار سردار زرکزئی نصف، خانصاحب نصف	چکل واقعہ خذدار سالم

خود سردار نصف ۱۲۰ شبانہ	سراوان زہری نصف ۱۲۰	مغلی متصل زاوا سالم	واہی ہنجیرا زرک زئی نصف، خذرانی نصف
موسیانی ۱۹ شبانہ	رئیس ۱۹ شبانہ		
ڈایان ۱۹ شبانہ	سید زئی ۴ شبانہ		
شراسیانی ۲ شبانہ	جام ۴ شبانہ		
شہوانی ۴ شبانہ	ہاسیرانی ۴ شبانہ		
کمانی کینزائی ۴ شبانہ	سموانی ۴ شبانہ		
سناڑی ۱۹ شبانہ	زرک زئی ۱۲ شبانہ		

در کوچہ گونکو ملک خشکابہ شسں گاجے	در کوچہ آرجنو ملک بید - ملک سری	گرم آف سیاہ آف	کوچہ عرض نان بند خشکابہ شہباز وال
متصل گزان ملک کرڑہ میدان - گجر	در مورہ قریب پاشت خاں بر نیجی	در زہری خاص واہی کالا پانی نصف واہی کالا پانی ازاں سردار زرک زئی نصف پانی ازاں سردار موسیانی	زمین سرتری
زمین خشکابہ باعبانی	نورگا مال واہی شاہ بیگ زئی منجملہ ۴۴ شبانہ ۱۴ شبانہ ازاں سردار	در سموانی سابقہ ملکیت واہی سموانی ۷ شبانہ سوائے والا حال خرید کیا ۶ شبانہ	در واہی جگسور ۴ شبانہ
خشکابہ ملک سموانی	کوچہ لاہر بند شہباز وال	کوچہ لنگاری میں بندہائے خشکابہ قریب چالیس	محمد تا واہین بندہائے خشکابہ ۱۰ بند
کوچہ نیچاری میں خشکابہ	کوچہ سمون میں خشکابہ	کوچہ ذالکان میں قریب پندرہ بند خشکابہ	

سردار جہالاوان اقوام ذیل سے سالیانہ مال وصول کرتا ہے

چنال معتبر داد کریم سکنہ کوچہ گونکو ۱۰۰۰ نفری	بو بک معتبر رحیم خاں سکنہ کوچہ کوتاز ۵۰۰ نفری	شہول معتبر سکنہ قریب جب ۵۰۰ نفری	سند معتبر صدیق سکنہ جب ۲۰۰ نفری
علادہ دین جو معتبر محمود سکنہ کوچہ حب و کرخ ۱۰۰ نفری	سبائی معتبر علی محمد سکنہ قریب اندراخ و کرخ ۱۰۰ نفری	دیگانے معتبر اللہ ڈینا سکنہ قریب اندراج ۱۰۰ نفری	باغیانی معتبر لشکو ۳۰ نفر
سرنگانے سکنہ گزان معتبر گوری ۱۰ نفر ان کے ذمے کار قاصدی کا ہے	باغبانی سکنہ قریب گھٹ معتبر عبدالبحر ۱۰ نفر ان کے ذمے کار قاصدی کا ہے	شاہوزئی معتبر پچھٹہ ۱۰۰ نفر	اذن زئی معتبر اس کا صفر خاں سکنہ قریب باغیانہ ۴۰ نفر

میزان کل [illegible]

پہلے مال وصول کرنیکا یہ دستور تھا کہ فی رمہ ایک گوسفند لی جاتی تھی۔ اور آدمیوں سے بروقت

ضرورت لشکر گیری ہوتی تھی لیکن اب گوہر خاں گا ہے فی رمہ چار اور گا ہے پانچ وصول کرتا ہے اور جس وقت اس کی مرضی ہوتی ہے ان کو اپنی مدد کے واسطے بلا لیتا ہے۔ یہ لوگ اکثر مالدار (جن سے مراد مال مویشی کی ہے) ہیں اور بود و باش کوہستان میں رکھتے ہیں خوب نشانہ باز ہوتے ہیں جنہیں بروہی اصطلاح میں بندوقچی یا توپچی کہا جاتا ہے۔

تعداد کل نفری زرک زئی جو علاقہ زہری میں رہتے ہیں حسب ذیل :-

خود گوہر خاں بمعہ دو پسراں ۳ نفر	میر پسند خاں برادر گوہر خاں بمعہ چہار پسراں ۵ نفر	جوہر خاں بمعہ دو پسراں ۳ نفر	دلیل خاں برادر گوہر خاں یک
داد خاں برادر گوہر خاں یک	عبدالکریم بمعہ عبدالعزیز پسرش ۲ نفر	بہاول خاں یک	شیر محمد بمعہ یک پسر ۲ نفر
میر محمد یک	ولی محمد بمعہ یک نفر ۲ نفر	شیر محمد بمعہ پسر ۲ نفر	مبارک خاں یک
حسین خاں بمعہ پسر ۲ نفر	نظر خاں بمعہ برادر محمد خاں ۲ نفر	امید خاں و محمد خاں - مدد خاں و مراد خاں ۴ نفر	
بدل خاں بمعہ پسر ۲ نفر	دلیل خاں بمعہ پسر ۲ نفر	حاصل خاں و شکر خاں بمعہ دو پسراں ۴ نفر	خدا بخش بمعہ چہار پسراں ۵ نفر
حاجی خاں بمعہ دو پسراں ۳ نفر	عطر خاں بمعہ دو پسراں ۳ نفر	زمان خاں بمعہ دو پسراں ۳ نفر	دین محمد بمعہ دو پسر ۲ نفر
عطر خاں بمعہ دو پسراں ۳ نفر	پسر سعادت خاں یک	شیر خاں یک	میزان کل ۶۱ نفر

اقوام ذیل زہری میں شامل ہیں

موسیانی سردار عمر خاں	ساسولی سردار پہاڑ خاں	خدرانی سردار کمال خاں	باجوے سردار مراد خاں
تعداد نفری ۳۰۰	تعداد نفری ۷۰۰	تعداد نفری ۷۰۰	تعداد نفری ۵۰۰
سکونت بلبل - مورہ - کرخ	زیدی ۳۰۰ - گاج ۲۰۰ - نیمرغ علاقہ منگچر ۲۰۰	بلچور ۵۰ - جب ۲۵۰ - پیر عمر متصل وڈھ ۲۰ - ہیاتی متصل وڈھ ۲۰۰	باغبانہ و مورہ

محمودانی محمد سکنہ باغبانہ تعداد نفری ٥٠	شہوانی معتبر خیر محمد سکنہ باغبانہ ٥٠ نفر	جوہرزئی معتبر امید علی باغبانہ ٢٠ نفر	لوٹھانی سردار شہباز خاں سکنہ لورگاماں و سموانی تعداد نفری ٥٠٠
ڈایان سردار خیر محمد سکنہ مشک تعداد نفری ٤٠٠	سیدزئی سردار کمال خاں سکنہ مشک تعداد نفری ١٠٠	رئیس مصری خاں سکنہ لورگاماں نفری ٢٠٠	جتک سردار شہباز خاں سکنہ مشک و کوہستان ١٠٠٠ نفری
نیچاری سردار داد محمد سکنہ نیچارہ ١٠٠٠ نفری	پندرانی سردار دین محمد سکنہ پندران ٦٠٠ نفری	ساٹے معتبر شہباز خان سکنہ بھیپو متصل گزان ٥٠ نفری	ڈراسیانی معتبر نظر خاں سکنہ ڈراسیانی متصل زہری ٢٠٠ نفری
سلماجو معتبر فیض محمد سکنہ سلماجو متصل زہری ٥٠ نفری	انی معتبر صالح سکنہ گڑبنہ آباد درپاشت خاں ١٠٠ نفر	جام معتبر گوہر خاں سکنہ ہسوئی متصل مورہ ٢٠٠ نفر	سموانی معتبر شکر خاں سکنہ شہر سموانی ٢٠ نفر
کاہنی معتبر ولیداد سکنہ کاہن متصل شہرپیر ٥٠ نفر	میزان [illegible]	مالیاگذار سردار جہالاوان [illegible]	زرکزئی کل میزان [illegible] نفر [illegible]

تمام لوگوں میں جہالاوان کی بابت یہ مشہور ہے کہ بروقت میر نصیر خاں کے جو مردم شماری ہوئی تھی جہالاوان تین دستوں میں شمار کیا گیا تھا زہری [illegible] مینگل و بزنجو [illegible] محمد حسنی [illegible] میزان [illegible] نفر۔ علاوہ اس کے مگسی [illegible] نفری شمار ہوا تھا جب زہری کے مینگل یا محمد حسنی سے جنگ ہوتے مگسی زہری کی مدد کرتا تھا۔ اگرچہ سردار سراوان کی نشست دربار خانصاحب میں بہ نسبت سردار جہالاوان کے داہنے (دائیں) ہے مگر آمدنی تعداد لشکر اور علاقہ کوہستانی میں بہ نسبت سردار سراوان کے سردار جہالاوان زیادہ ہے اور خانان قلات سرداران جہالاوان سے ناطہ بھی لیتے رہے ہیں چنانچہ بخانہ میر نصیر خاں کلاں دختر زرک مسمات جان بی بی تھی اور نصیر خاں صغیر نے ہمشیرہ سردار تاج محمد نمبر ٢ سے شادی کی اور خداداد خان نے دختر سردار تاج محمد مذکور سے۔ سردار قادر بخش اخوند فتح محمد وزیر خانصاحب میر محراب خاں کا داماد تھا اور تاج محمد محمد حسنی وزیر خانصاحب نصیر خاں صغیر کا داماد تھا۔ مشہور ہے کہ بوقت سرداری تاج محمد نمبر ٢ ملکیت زمینات اور مالی راج سے قریب پچاس ہزار روپیہ سالیانہ کی آمدنی تھی۔ علاوہ ازیں خانصاحب سے روزینہ و مواجب بھی ملتا تھا۔ فی الحال

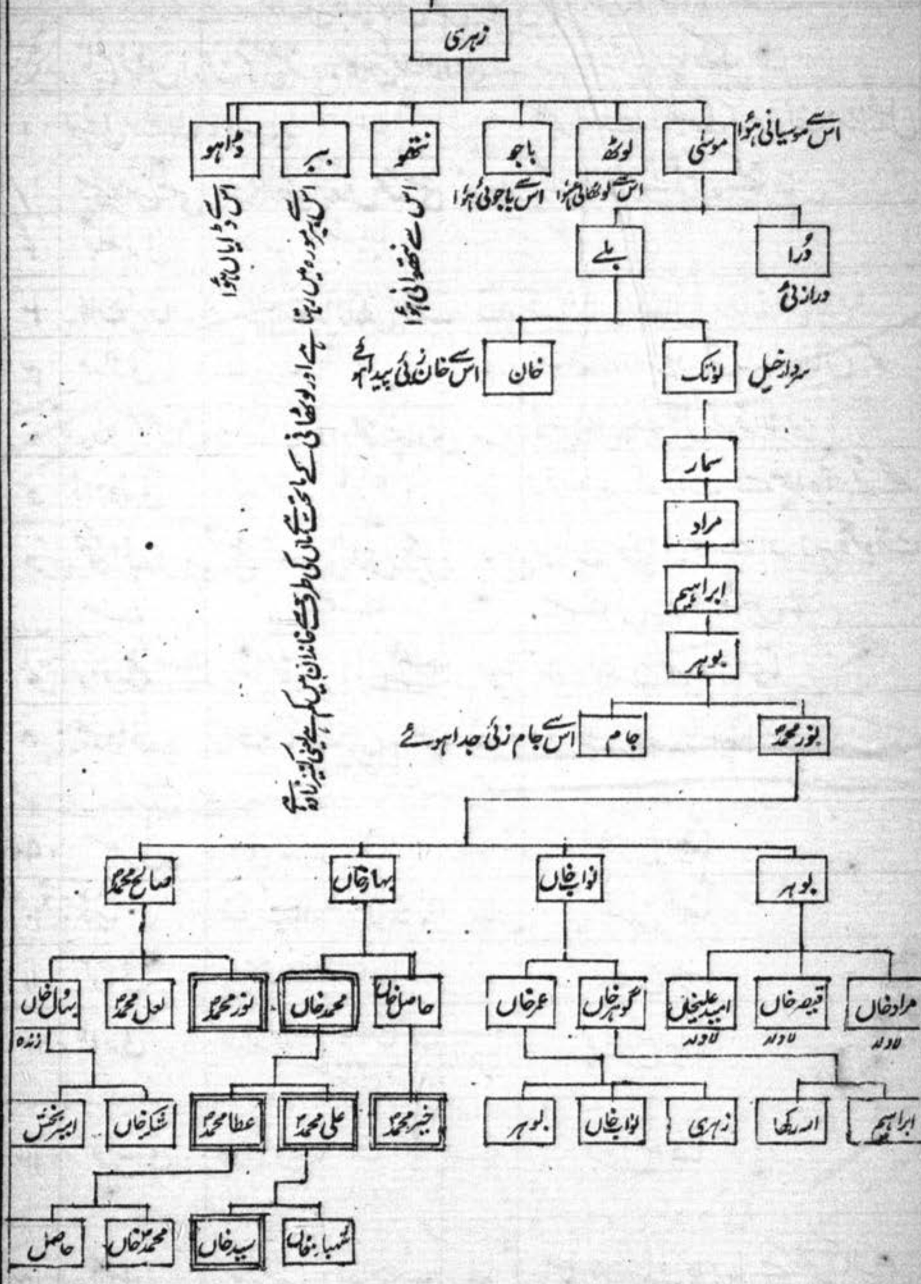
جو مبلغ پچاس ہزار روپیہ مواجب سالیانہ سرداران جہالاوان کا خانصاحب میر محمود خاں نے منظور فرمایا ہے ۔ سرداران جہلاوان میں بروی تجویز جرگہ جہالاوان حسب ذیل تقسیم ہوا ہے

سردار لپند خاں زرک زئی سردار کلان جہالاوان	سردار سنگر خاں مینگل شاہی زئی
اسار ماہواری	سار

وڈیرہ قیصر خاں نگسی	سردار شہباز خاں محمد حسنی	سردار میر کہیبا بیزنجو	سردار عمر خاں موسیانی
سار	سار	عار	ماار
سردار پہاڑ خاں ساسولی	سردار شہباز خاں جتک	سردار شہباز خاں لوٹھانی	سردار کمال خاں خدرانی
ساار	ماار	مار	مار
سردار حبیم خاں گرگناڑی	سردار داد محمد بنجاری	سردار مزار خاں باجوئی	سردار خیر محمد ڈایاں
ماار	مار	مار	ھے
سردار کمال خاں سیدزئی	مصری خاں رئیس	دین محمد پندرانی	میزان
ھے	ھے	ھے	ھملے رر ماہواری

سالانہ لعماے سہ باقیماندہ ۂ عللعے سہ میں تھانہ جات کچھی وخراسان وملک مینگل میں خانصاحب نے مقرر فرمائے ہیں ۔ اسی سے موجودہ حیثیت وحالت سرداران جہلاوان کا اندازہ ہوسکتا ہے ۔

شجرہ نسب قوم موسیانی



نوٹ شجرہ ہذا میں اس نشان ▭ سے یہ مراد ہے کہ یہ لوگ از دست گوہر خاں زرک زئی رسالق سردار جھالاوان قتل کئے گئے تھے +

فہرست تفصیل اقوام موسیانی

نمبر شمار	نام فرقہ	نام معتبر	جاے سکونت	تعداد نفری اسلحہ بند	ریمارک
۱	بوہرزئی نور محمد زئی سردار خیل	سردار عمر خاں	بلبل	۱۵	شجرہ نسب سے دیکھینگے کہ چند نفر از سردار خیل گوہر خاں نے قتل کئے
۲	جام زئی	جام	بلبل	۴	
۳	خان زئی	میہم خاں	تہاچی واقعہ مورہ	۳۰	
۴	درازئی	خان ولد بدل خاں	بلبل	۲۲	تھوڑے روز ہوئے کہ بدل خاں کو گوہر خان نے قتل کر ڈالا
۵	ڈاہوزئی	شیر محمد	بلبل	۳۰	یہ قوم زہر کے وقت سے ہمراہ آئے تھے
۶	محمدانی	علی محمد	بلبل	۵۰	یہ راج موسیانی کا ہے اور زہر وکیوقت سے شامل چلے آتے ہیں +
۷	رودانی	رضا محمد	رودہانی علاقہ بلبل	۵۰	بشرح صدر ایضاً
۸	عیسوانی	سید محمد	متصل رودہانی علاقہ بلبل	۴۰	بشرح صدر ایضاً
۹	سنجرانی	ولی محمد	باغبانہ	۲۰	بشرح ایضاً
۱۰	ڈینا	صاحبداد	خرزون علاقہ مورہ	۶۰	,, بشرح ایضاً
۱۱	کوٹانی	پیر محمد	ایضاً	۲۰	بشرح ایضاً
۱۲	ملازئی	عزیز محمد	جاہان متصل ہتاچی درمورہ	۴۰	بشرح ایضاً
۱۳	وہیری	خدا بخش	کرخ علاقہ مورہ	۱۰۰	بشرح ایضاً
۱۴	ڈیون	یار محمد	بمقام حب	۶۰	یہ راج مسیانی کا ایسا ہے کہ اس سے مالیہ بھی لیا جاتا ہے اور دوسرے لوگوں سے نہیں لیا جاتا صرف بحالت جنگ وصلح شامل ہوتے ہیں +
				میزان کل ۵۳۱	

زہری کا رشتہ دراصل رند بلوچ سے ملتا ہے چنانچہ زیرک بلوچ رند کی اولاد زہری جمال کھلمت نبین پسران تھے زہری سے زہری اور جمال سے جمالی اور کھلمت سے کھلمتی ہوئے اور کھلمتی جمالی اب تک بلوچ شمار ہوتے ہیں لیکن زہری بباعث شامل ہو جانے احمدزئی بروہی سے بروہی کہلاتے ہیں۔ جب خانی قلات احمدزئی کی خاندان میں آئی زہری اس وقت خان قلات سے شامل ہؤا اس وقت ملک زہری پر جدگال از قوم لاسی وچھٹہ وغیرہ قابض تھے۔ زہری بزور شمسیران کو نکال کر قابض ہوا اسواسطے اس ملک کا نام زہری مشہور ہو گیا اس کے تھوڑے روز بعد زرک نامی افغان قندھار اور مستونگ کی طرف سے بمعہ قریب یکصد نفری کے ملک زہری میں آیا اس کا بھی ارادہ تھا کہ کہیں اپنے واسطے جائے رہائش پیدا کرے تب زہری نے ان کو اپنے ساتھ شامل کر کے نصف ملک وپانی زہری کا زرک کو دینا کیا چنانچہ دونو نے ملک مذکور کو آپس میں مل کر قوت بازو سے اپنے قبضے میں رکھا اور ایک دوسرے کو ناطے دئے اور لئے۔ سرداری قوم زہری کے زہری کے خاندان میں رہے تا میر بوہر کلان سرداری کل قوم زہری کے مسیانی کے خاندان میں تھے۔ کل جہالاوان کا بڑا ایلتازئی سمجھا جاتا تھا مگر بوقت خانی میر نصیر خاں کلان کل بروہی دو دستوں میں تقسیم ہو کر سراوان کے بیرک رئیسانی کو اور جہالاوان کے بیرک زرک کو ملی یہ دوسرا زرک تھا جو سندھ میں از دست ٹالپور قتل ہؤا۔ تب سے کل جہالاواں اور زہری کا بڑا سردار زرک زئی ہؤا لیکن مسیانی کا سردار میر بوہیر رہا میر بوہیر کے بعد نور محمدؐ اور نور محمدؐ کے بعد دوسرا بوہر ہؤا۔ یہ بوہر بوقت نصیر خاں صغیر بمقام کوٹڑہ از دست فوج سرکار انگریزی قید ہو کر سکھر میں قید رہا۔ جب خان خداداد خان والی قلات ہؤا اُس کے تھوڑے روز بعد تاج محمدؐ زرک زئی سردار جہالاوان کا باغی ہؤا۔ مراد خاں پسر کلان میر بوہر سردار مسیانی کا ہمراہ میر خداداد خاں کے تھا جو خان کی طرف سے از دست سردار تاج محمدؐ لڑائی میں مارا گیا۔ اس کے بعد قیصر خاں برادر مراد خاں اور امید علی سردار ہوئے۔ امید علی خاں اور قیصر خاں لاولد تھے۔ تب سرداری مسیانی کی عمر خان کے اوپر آئے۔ جس وقت تاج محمدؐ سردار جہالاوان کو میر خداداد خاں نے قید کیا تھا۔ جو آخر کو قید میں فوت ہؤا کچھ مدت کے واسطے کوئی سردار جہالاوان کا نہ تھا خان کے زور سے ہر ایک زہری کا سردار اپنے اولس کا بندوبست خود کرتا تھا اور خان کا نائب زہری میں قوت کے ساتھ رہتا تھا البتہ گوہر خاں باغی تھا جب موقعہ پاتا۔ غارتگری وغیرہ کیا

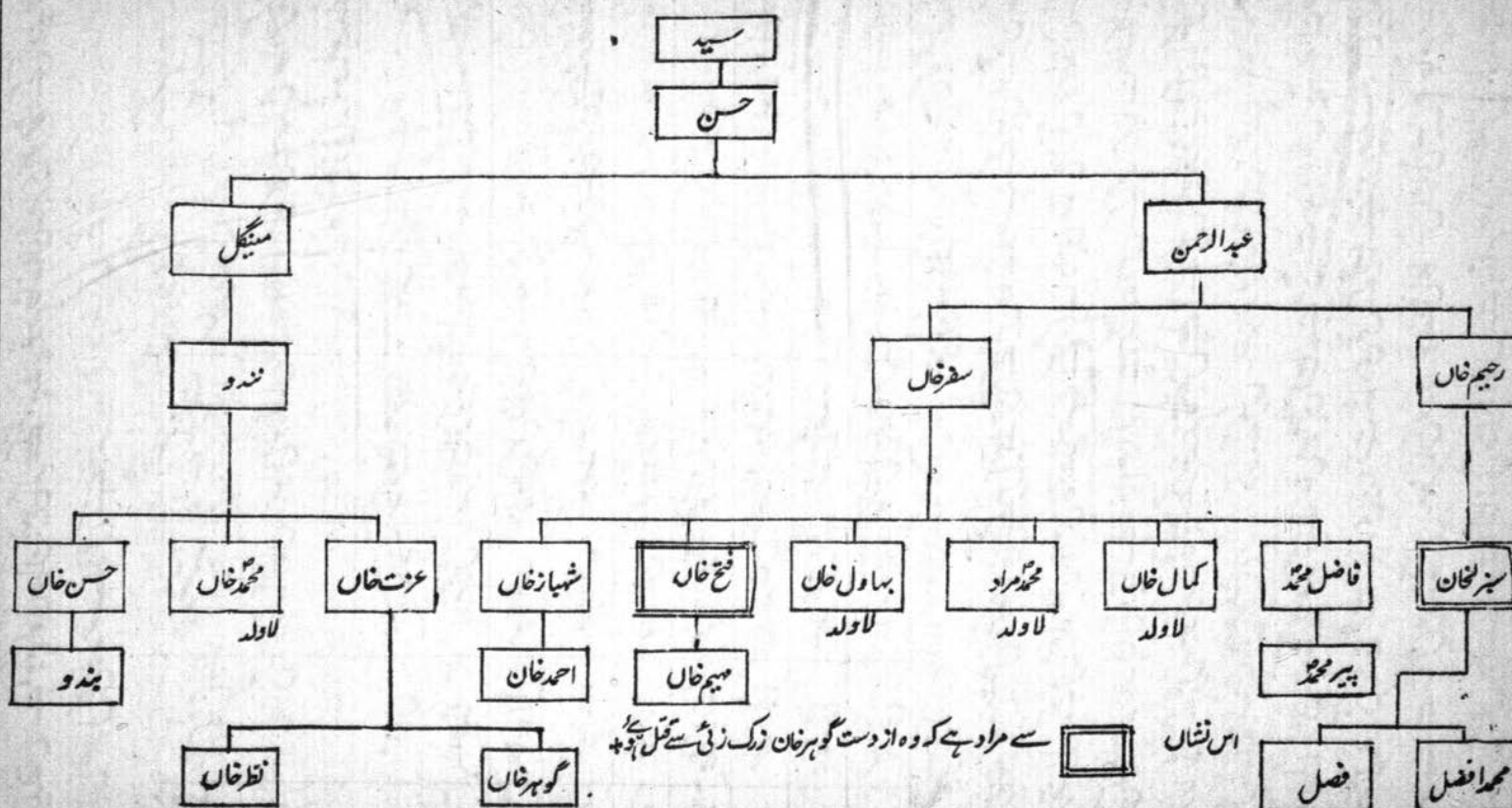
کرنا۔ بوقت فیصلہ مستونگ جب سے گوہر خاں سردار جہالاوان کا ہوا اس کو جائداد سردار تاج محمد پر قبضہ ملاقوت پاکر درپے تخریب اقوام مسیانی کے ہوا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ زہری میں قدیم خاندان مسیانی ہے اور پہلے زمانے میں سرداری کل زہری کے خاندان مسیانی میں تھی جس وقت گوہر خاں وغیرہ سرداران جہلاوان یاغی تھے اس وقت سے مسیانی ہمراہ خانصاحب کے تھا بلکہ بوقت فیصلہ مستنگ خان چاہتا تھا امید علی موسیانی سردار جہلاوان بنایا جاوے۔ اسواسطے وہ واسطے کمزور کرنے مسیانی کے کوشش کرتا رہا چند دفعہ مسیانی اور زرک زئی کی لڑائی اور انجام ہوا از جانب مسیانی قریب شصت نفر از دست گوہر خاں قتل ہوئے منجملہ جن کے دس بارہ خاص سردار خیل تھے اور زرک کی طرف سے چہار نفر مہیم خاں ولد میر پسند خاں۔ مستی خاں زرک زئی سردار خیل۔ عبدالرحیم زرک زئی ولد عبدالکریم فتح محمد زرک زئی۔ خاص زرک زئی سردار خیل اور قریب پچیس نفر راج کے لوگ مارے گئے اب تک گوہر خاں مسیانی کے درپے رہتا ہے چنانچہ تھوڑے روز ہوئے بدل خاں وغیرہ چہار نفر موسیانی کے بہانہ انجام بلوا کر قید کئے اور بعد ازاں ان کو قتل کر ڈالا۔

علاقہ زہری میں جو زمینات وکالا پانی پر بوقت زہری سے قبضہ ہوا وہی مسیانی کے قبضے میں چلا آتا ہے۔ دِہ پٹھان واقعہ کھچی اس کے بعد میر نصیر خاں کلاں سے بعوض ضمت معاف ملے تھے۔ جو سند موجود ہے اور اس وقت سے قابو قبضہ چلا آتا ہے۔ جس وقت میر نصیر خاں نے دِہ گاجان کے عوض خدمات زرک زئی اور دیگر زہری کو بخش کی تھیں اس وقت دِہ پٹھانی مسیانی کو دئے تھے +

لوٹھانی

لوٹھ نام پسر زہری کا تھا جس سے لوٹھانی مشہور ہوئے شجرہ نسب اس خاندان کا حسب ذیل ہے +

شجرۂ نسب خاندان لوٹھانی



اس نشاں [▭] سے مراد ہے کہ وہ از دست گوہر خان زرک زئی سے قتل ہوئے +

سید خاں سے اوپر کوئی بیان نہیں کر سکتے البتہ یہ قوم خاندان زہری لوبھٹ کے نام پر لوبھٹانی مشہور تفصیل کل قوم حسب ذیل ہے:۔

نمبر	نام قوم	نام معتبر	جاے سکونت	تعداد نفری اسلحہ بند	ریمارک
۱	صالح زئی	سردار شہباز خاں	سموانی و نورگاماں	۱۰	ان کا بڑا صالح تھا اس کے نام سے صالح زئی مشہور ہوئے۔
۲	تلانی	اللہ یار	مشاک و درہ مورہ	۶۰	
۳	ایضاً	امام بخش	سریاب علاقہ کوئیٹہ	۲۰	
۴	ملاوانی	مولاداد	تلاوان متصل نورگاماں	۳۰	
۵	ہرند	سید خاں	کولہدمو	۳۰	صرف مال مویشی رکھنے پر گذران کرتے ہیں
۶	بٹھارہ	دوستن	کوہ کوکرجو	۲۰	"
۷	وڈگوٹ	عبدالرحیم	گوک و پکوتو	۱۵	"
۸	مٹھ زئی	رادت خاں	گلین زیر المعروف خرنگ	۲۰	"
۹	بدوزئی	عطا محمد	شرح صدرہ	۱۵	"
۱۰	کاہنی	ولیداد	کاہن متصل نورگاماں	۱۰	"

میزان ۲۲۰ نفر

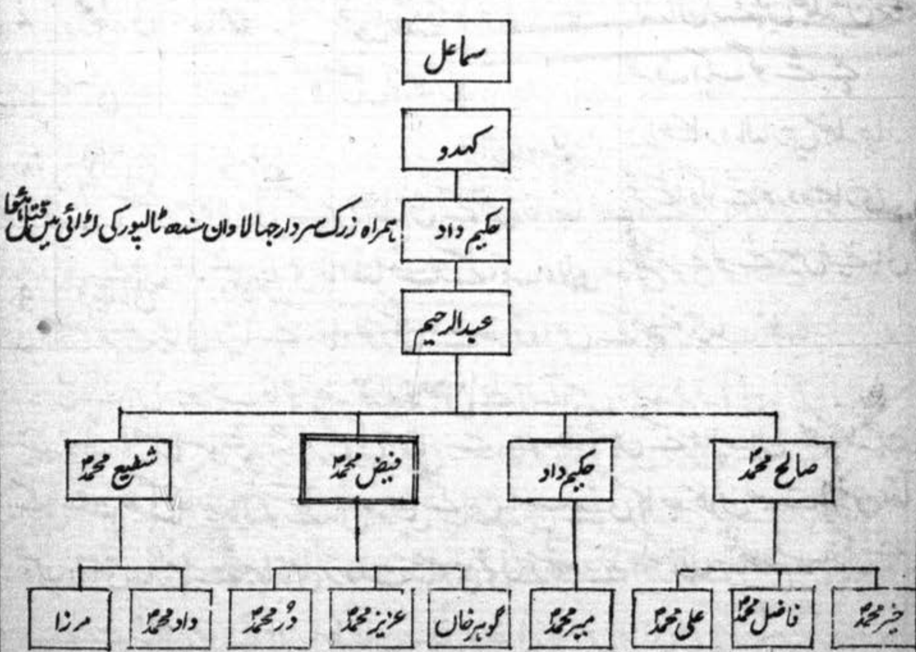
نورگاماں میں شش جو کالا پانی کے ہیں منجملہ جن کے تین خانصاحب کے ہیں اور تین زرکزئی اور قنبرانی کے ہیں منجملہ تین واہی خانصاحب کے ایک واہی صالح زئی لوبھٹانی کے ہے خان کو ششم حصہ بٹائی دیتا ہے۔ آباد خود کرتا ہے علاوہ اس کے کچھ زمینات خشکابہ بقرار خیل اور راج کے ہیں۔ بموجب قابو قبضہ قدیم قابض چلے آتے ہیں۔ چند فرقہ ہا کی بالکل زمین نہیں ہے صرف مال مویشی پر گذارہ کرتے ہیں۔ سردار لوبھٹانی تین فرقوں سے چنانچہ سفرزئی بڈانی۔ بہٹار۔ وڈگوٹ مال مویشی لیتا ہے جن سے سردار مال لیوے ان کو گوشی کہتے ہیں۔ باقی راج سے بجاری بروقت شادی غمی کے لیتا ہے اور جنگ و صلح میں ایک دوسرے سے شامل ہوتے ہیں۔ سفر خاں سردار لوبھٹانی کا اس لڑائی میں جو جام میر خاں و نور دین مینگل بدعوے ارث ایلتازئی خداداد خاں سے بمقام سہورگز متصل خضدار ہوئے تھے

سردار تاج محمدؐ خداداد کی طرف تھا سفر خاں لوٹھانی بھی تاج محمدؐ کے ساتھ تھا اور اسی لڑائی میں قتل ہوا۔ جب خداداد خاں نے سردار تاج محمدؐ کو قید کر کے مار دیا اس وقت سے کل زہری قوم باغی ہو گئے ۱۸۷۵ء میں سنڈمین صاحب مستونگ میں واسطے فیصلے کے آئے تھے اُسی سال خداداد خاں کی فوج براہ مورہ آتے تھے زہری لوگوں نے بسر کردگے گوہر خاں فوج خانصاحب کا رستہ بند کیا اس لڑائی میں قریب چالیس نفر زہری قتل ہوئے تھے اور خان کی فوج سے بھی بہت لوگ قتل ہوئے تھے۔ کمال خاں سردار لوٹھانی اس لڑائی میں از دست فوج خانصاحب قتل ہوا۔ جبکہ گوہر خاں زرک زئی سردار جھالاوان کا ہوا دو سرداران سبزل خاں ولد رحیم خاں فتح خاں ولد سفر خاں اس نے قتل کئے +

حال قوم ڈایاں

ڈاہا کی اولاد ہونے سے ڈایاں مشہور ہوا

شجرہ نسب خاندان ڈایاں



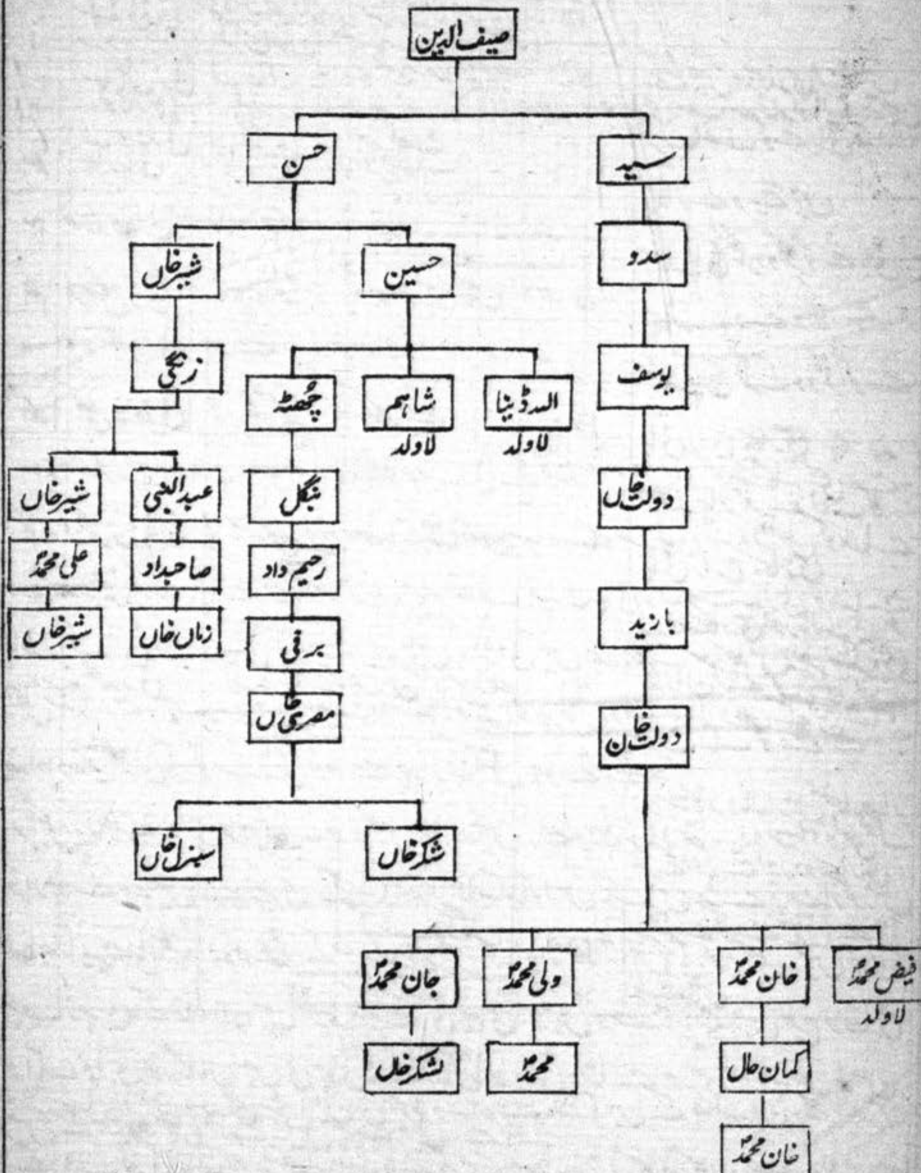
اس [ ] نشان سے مراد یہ ہے کہ یہ گوہر خاں زرک زئی کے ہاتھ سے قتل ہوا

نمبر شمار	نام فرقہ	نام معتبر	جاے سکونت	تعداد نفری اسلحہ بند	کیفیت
١	کھنڈوزئی	سردار خیر محمدؐ ڈایاں	مشک علاقہ زہری	١٥	
٢	سماعل زئی	چاکر	کاٹھیلے متصل نورگاماں	١٥٠	گوشے نہیں مہ بجاری دیتے ہیں
٣	ضادادزئی	لشکری	میرگھٹ	٢٠	قریب نصف گوشے باقی صرف بجارے دیتے ہیں
۴	حسن زئی	داد محمدؐ	درہ مورہ بستی خاں	١٥٠	منجملہ پانچ ٹکر دو ٹکر گوشے باقی راج بجارے دینے والا ہے
٥	علی دادزئی	نور محمدؐ	کاٹھیلے	١٢٠	منجملہ پانچ ٹکرے کے دو ٹکر گوشے باقی راج بجاری ہے
٦	محمودزئی	حسن	مورہ۔ بیٹ خاں	١٠٠	منجملہ چار ٹکرے ایک گوشے باقی راج بجاری
٧	محمدؐزئی	اللہ ڈینا	خرزان علاقہ مورہ	٦٠	زراعتکاری اور مالداری پر گذران کرتے ہیں منجملہ تین ٹکر کے صرف ایک گوشے ہے
٨	پولاتانی	غلام نبی	″	٧٠	زراعتکار و مالدار ہیں منجملہ چار ٹکر کے دو گوشے اور دو بجاری
٩	دینارانی	داد محمدؐ	کوسپلو متصل مشک	١٥٠	سر ٹکرے گوشے نہیں دیتے باقی دیتے ہیں

میزان ٨٣٥

سیدزئی۔ اصل سید ہی شہ آمین کی اولاد سے ہے۔ شہ آمین کے ٩ پسران تھے منجملہ جن کے ہفت نفر کی خانقاہیں متصل سوہران کے ہیں۔ سیدزئی کا جد کلان صیف الدین تھا جس سے سید نام پسر پیدا ہوا اُس سے سیدزئی مشہور ہوئے ہیں۔ شجرہ نسب ذیل ہے

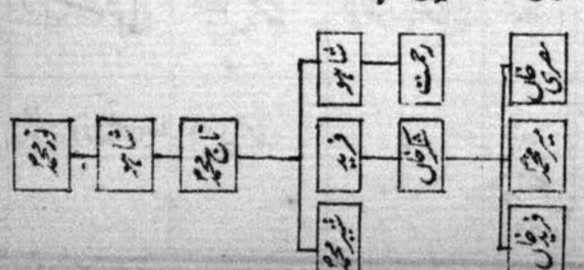
شجرہ نسب سید زئی



	نام پہلی	نام معتبر	جاے سکونت	تعداد نفری	کیفیت
۱	سید زئی سردار خیل	کمان خاں	مشک	۱۰	
۲	لوٹاری	گبیر	"	۲۰	لوٹاری سب سردار کو مالیہ دیتے ہیں
۳	عاربانی	باران	علاقہ مشک	۲۰	
۴	صندوقانی	غلام محمدؐ	"	۱۰	
۵	پیر محمد زئی	میرو	"	۴۰	
۶	دوستین زئی	موسٹے	کوچہ جیوا	۵۰	
۷	کہیں زر	خیر محمدؐ	مشک	۱۰	

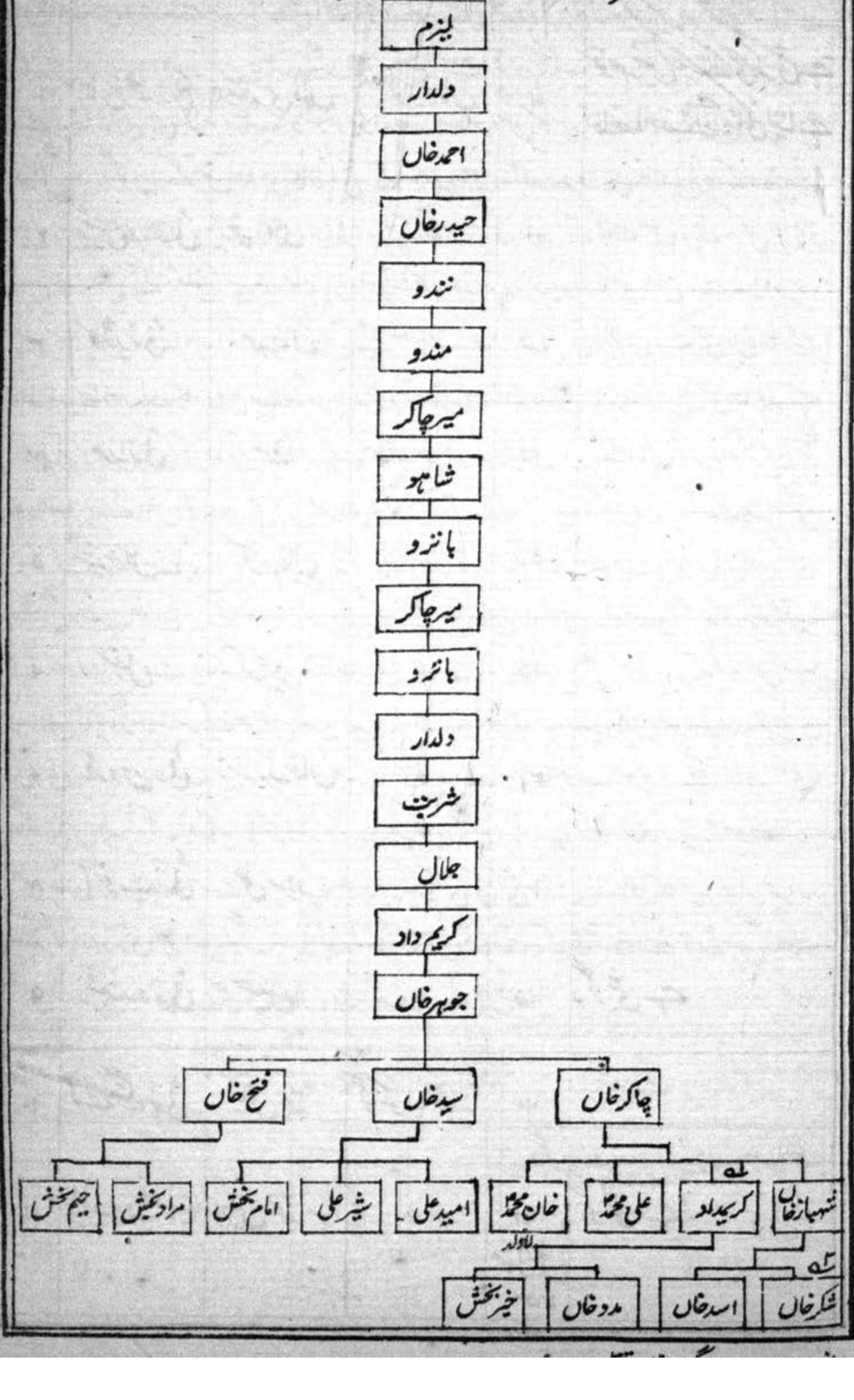
دہ مشک میں سات واہی کالا پانی اقوام سید زئی کے قبضہ میں ہیں اور کچھ خشکابہ بھی ہے۔ گاجان میں پانچ شبانہ منجملہ ۴۰ ۲ شبانہ کل آب سیاہ سے سید زئی سردار خیل کو ملتا ہے۔ درہ مورہ میں ایک بنیٹ موسومہ زہرہ تمام نصف بنیٹ پانی واند سید زئی کو ملتا ہے ناطزرک زئی اور موسیانی کو دیتے لیتے ہیں۔ لڑائی میں بقدر ایک سو بچاس نفر لشکر بھی نکل سکتا ہے۔ جب بمقام لیبی بنیٹ ۱۸۷۶ء میں گوہر خاں وغیرہ جہالاواں نے فوج خاں صاحب خداداد خاں سے لڑائی کی تو سید زئی قوم سے چہار نفر قتل ہوئے تھے +

رئیس۔ جب زہری اس ملک پر قابض ہوا رئیس سے پہلے آباد تھا۔ دوسرے اولسی لوگ فرار ہو گئے۔ رئیس نے زہری کے ساتھ انجام کیا۔ اس ملک میں بڑے زمیندار کو رئیس کہا جاتا ہے۔ زمیندار ہونے کے سبب یہ رئیس کہا جاتا تھا۔ اُن کی قوم بھی رئیس ہو گئی۔ جب زہری کے خاندان میں تقسیم ملکیت کی ہوئی۔ رئیس کو حصہ دیا گیا۔ جس طرح لوٹھانی کو ایک واہی نورگاماں میں ملی ہوئی ہے۔ خان کو بٹائی دیتا ہے اور بھی خشکابہ میں زمین رئیس کے ہے۔ شجرہ نسب رئیس حسب ذیل ہے:۔



نمبر شمار	نام پہلی	نام معتبر	جاے سکونت	تعداد نفر	کیفیت
١	تاج محمد زئی	مصری خاں	لور گاماں	٦	قوم رئیس زمینداری کرتی ہے خانصاحب ان سے بٹائی لیتا ہے
٢	رئیس درازئی	خیر محمد	״	١٠	
٣	کاڑرزئی	میر خاں	״	١٥	
٤	مرزازئی	مرزا	״	١٥	
٥	شیر خان زئی	کرم خاں	״	٢٠	
٦	مغل	کریمو	״	١٥	
٧	ہارون زئی	سید خاں	״	٢٠	
٨	آخوب زئی	علی مراد	״	٢٠	
٩	شبندہ زئی	حسین	״	١٥	گوشی ہے
١٠	گورے سنگے زئی	فیض محمد	گونکو۔باغبانہ	٦٠	
١١	ببر المعروف نقیب	دین محمد	״	٦٠	گوشی ہے۔
				میزان کل ٢٥٦	

شجرہ نسب خاندان جتنگ یا بانزوزئی

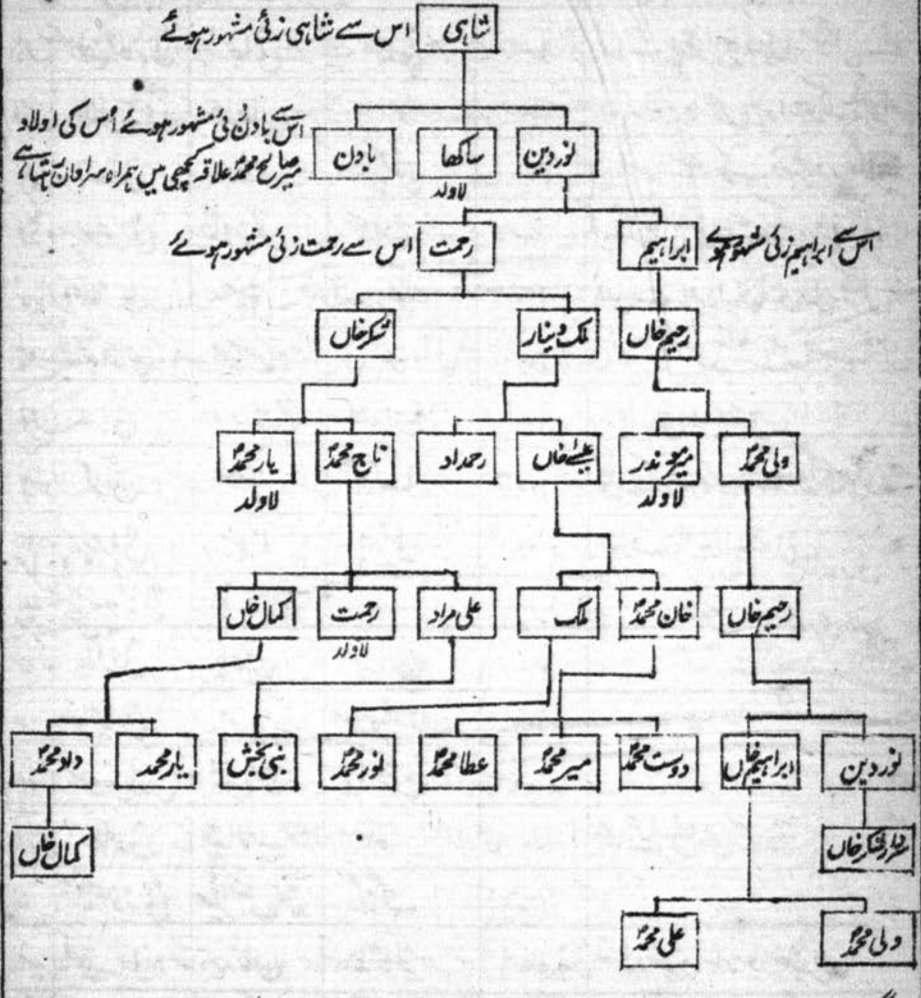


واضح ہو کہ شجرہ نسب ہذا سے معلوم ہوتا ہے کہ دراصل یہ لوگ میر بانزو کی اولاد سے ہیں اور اسی وجہ سے میر بانزو کی اولاد ہونے سے بانزوزئی کہلاتے ہیں۔ مگر چونکہ اس خاندان کا راج اور اولس جتک لوگ ہیں اسواسطے اقوام جتک کا سردار ہونے کے سبب سے یہ خاندان بھی بنام جتک موسوم ہؤا۔ صدر مقام اس کا سر آف علاقہ زہری میں ہے جہاں ان لوگوں کے تین واہی کالاپانی کے موجود ہیں۔ اور دو واہی کالاپانی کے دہ زہری میں ہیں۔ منجملہ ازاں ایک واہی سالم اور ایک کا ثلث ان کے قبضے میں ہے۔ کچھی میں بھی اس خاندان کے متعلق کسی قدر کالاپانی اور خشکابہ بمقام راہوجو اور کنبی میں ہے۔ راہوجو میں کالاپانی صرف ۱۶۔ انگشت آنگران کے متعلق ہے زرک زئی لوگوں سے بھی ان کا رشتہ ناطہ دینے اور لینے کا رواج ہے۔ مگر باوجود تعلقات ناطہ داری باہمی نزاع بھی ضرور ہے جس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ایک موقعہ پر اقوام میسانی ان کے ہاں آکر پناہ گزین ہوئے اور انہوں نے اس کو مدد دی جب پر ان لوگوں کے زرک زئی لوگوں سے کھٹ پٹ ہو گئی اور رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ گوہر خاں زرک زئی نے بشمولیت موسیانیاں ان لوگوں پر شب خون کر کے موجودہ سردار کے بیٹے شکر خاں اور اس کے بھائی کریم داد کو قتل کیا۔ عرصہ دراز سے یہ ایک قدیمی خاندان چلا آتا ہے۔ میر نصیر خاں کلان کے عہد میں جب میران ٹالپور پر بنابر لینے عوض خون میر عبداللہ خاں والد میر نصیر خاں موصوف فوج کشی کی گئی۔ تو اس وقت میر زرک اور میر بانزو ہمراہ خان موصوف موجود تھے۔ اور اسی جنگ میں میر زرک اور میر بانزو از دست میران ٹالپور مارے گئے۔ دوسرے موقعہ پر اسی خان کے عہد حکومت میں جب مشہد پر لشکر کشی کی گئی۔ اس خاندان کا میر جاکر ہمراہ لشکر گیا اور زخمی ہؤا۔ یہ لوگ نسلاً بعد نسلاً خانان قلات کے ماتحت چلے آتے ہیں۔ اور کسی قدر نیکی بدی میں بھی فی الحال شریک ہوتے ہیں۔

	نام پھلی	نام معتبر	جائے سکونت	تعداد نفری	کیفیت
۱	شاہوزئی	کمال خان	مواچ	۱۰۰	یہ لوگ مالیہ نہیں دیتے بوجہ ناطہ داری ہمراہ سردار صرف شر قداری سرداری دیتے ہیں

	نام پہلی	نام معتبر	جائے سکونت	تعداد نفری	کیفیت
٢	بھنڈوزئی	جانی	مواچخ	١٠٠	بشرح صدر
٣	جلال زئی	عمر خاں	״	٦٠	״
٤	احمدانی	وڈا	نادرکشن	١٠٠	״
٥	سومرانی	صفر خاں	کرخ	١٠٠	یہ لوگ راج ہیں ان سے بجاری لی جاتی ہے
٦	آدمازی	رامیلی	مندربیجو	١٠٠	ان سے مالیہ لیا جاتا ہے۔
٧	زغواڑی	محمد مراد	״	١٠٠	״
٨	عمرانی	دوست محمد	کھنوان	١٠٠	بجاری دیتے ہیں
٩	گزگی	فضلی	گزگ	١٠٠	مالیہ کے ہمراہ کچھ سالانہ اجارہ بھی ہے
١٠	ہنرانی	سونا	درنیلی	٢٠٠	صرف مالیہ دیتے ہیں
١١	جاڑوزئی	نوردین	״	٢٠٠	״
١٢	جاگرانی	بادین	سراچ	٢٠	״
١٣	عالیانی	مرید	مورہ خرزان	١٠٠	״
١٤	سیدزئی	لال محمد	نادرکش	٣٠٠	״
١٥	سمالانی	شاہ میر	״	١٠٠	گو شتے نہیں شادی کے موقعہ پر بجاری دیتے ہیں
١٦	شاہوزئی	میر فاضل محمد	گزگ	١٠٠	״
١٧	کھمبسانی	درمان	ناگاؤ	٢٠٠	״
١٨	مریدزئی	حسین خاں	کوک	١٠٠	״
١٩	سبنکانی	حسین	پھسلاک	١٥٠	صرف سرداری کے شرفداری دیتے ہیں
٢٠	کلوزئی	سماعل	گزک	٢٠	گو شتے نہیں۔ صرف سرداری کا شرف دیتے ہیں
٢١	دشت گانی	قیصر خان	شال	١٠٠	بجاری دیتے ہیں
٢٢	درے زئی	سونا	مستونگ شال	٨٠	״
٢٣	کانی زئی		״	٨٠	״
			میزان کل	٢٣٥٠	

شجرہ نسب سرداران مینگل شاہی زئی



مینگل دراصل تین قومیں ہیں شاہی زئی۔ ذگر مینگل۔ سما علانی مینگل۔ شاہی زئی وڈہ کی طرف اور ذگر مینگل نوشکی کی طرف اور سما علانی اب تک خانہ بدوش مالچرائی کے پیچھے کبھی نوشکی میں کبھی کچھی میں کبھی خاران میں پھرتے رہتے ہیں۔ جہالاوان سے صرف فرقہ شاہی زئی تعلق رکھتا ہے باقی دو سراوان سے متعلق ہیں اسواسطے یہاں صرف شاہی زئی کا حال لکھا جاتا ہے۔ باقی کا سراوان کے ساتھ لکھا جاویگا۔ اگرچہ بہ نسبت شاہی زئی کے پہلوان زئی اور ببر حاجی وغیرہ فرقہ جات مینگل کی تعداد میں زیادہ ہیں۔ مگر چونکہ سردار خیل شاہی زئی سے ہیں اسواسطے تمام مینگل جو وڈہ کی طرف رہتا ہے شاہی زئی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہ

لوگ اپنے آپ کو رند بلوچ سے سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب میر چاکر قلات کی طرف آیا تھا۔ مینگل بھی اس وقت ہمراہ آیا تھا۔ جب چاکر قلات پر قابض ہؤا۔ مینگل۔ کپو کو و محمد تاوا ہیں متصل قلات سکونت رکھتے تھے۔ جب میر بجار میروانی قلات پر قابض ہؤا۔ مینگل نے اس سے صلح کی اور ملک وڈہ و وہیر اقوام بے زنجو سے چھین کر خود قابض ہوا۔ چونکہ اقوام سیاہی زئی رئیسانی نے میر بجار کو فتح قلات میں مدد دی تھی اسواسطے ملک وہیر در علاقہ وڈہ سیاہی زئی رئیسانی کو دیا گیا۔ جو اب تک یہ قوم اُس ملک پر قابض ہے لیکن فرقہ مینگل زیادہ تھا سیاہی زئی رئیسانی تھوڑے تھے۔ رفتہ رفتہ سیاہی زئی زیر سرداری شاہی زئی مینگل کے ہو گئے یہ کہ اب تک شاخ مینگل کی سمجھی جاتی ہیں۔ بڑی بڑی قومیں اس مینگل میں حسب ذیل ہیں:۔

پہلوان زئی جسکی تعداد دو ہزار نفری تک گنی جاتی ہے

محمد زئی جسکی تعداد دو صد نفری گنتی جاتی ہے

حمل زئی معتبران	بلے زئی معتبران	عمشاد زئی معتبران	داروزئی	حسن زئی	بلغار زئی
ہمزہ۔ حسن خاں	رنگی خاں محمد بلوچ خاں۔ بانزو	شکر خاں ہیبت شفیع محمد	علی محمد	محمد	شادی خاں

شادمان زئی	دولت خان زئی	دینار زئی	نوہک زئی
ابراہیم۔ کرم خان یعقوب	فتح محمد ملا یار محمد ملا گرام	ہمزہ	مراد علی

میر حاجی تعداد نفری تخمیناً صما تک

تنگر خاں عزیز محمد سوحرہ چاکر معتبران

باران زئی تعداد نفری چارسو معتبران

سوکو فیض محمد

رئیسائی تعداد نفری دوسو تک

معتبر داد کریم

لاہڑی تعداد نفری دوسو تک

معتبر غازیخاں

گورانی تعداد نفری ایک سو تک۔

مقدم جنگی خاں بمقام وڈھ

عمرانی تعداد نفری دوسو تک

معتبراں۔ مٹھا خاں۔ جمنیہ داود

شیخ بانزہ و تعداد نفری ایکسو تک

معتبر داد محمد

مامون زئی تعداد نفری سو تک۔

معتبران دُرا یار محمد پسر وکیل ولی محمد

غلامانی تعداد نفری دوسو تک

معتبر فیض محمد

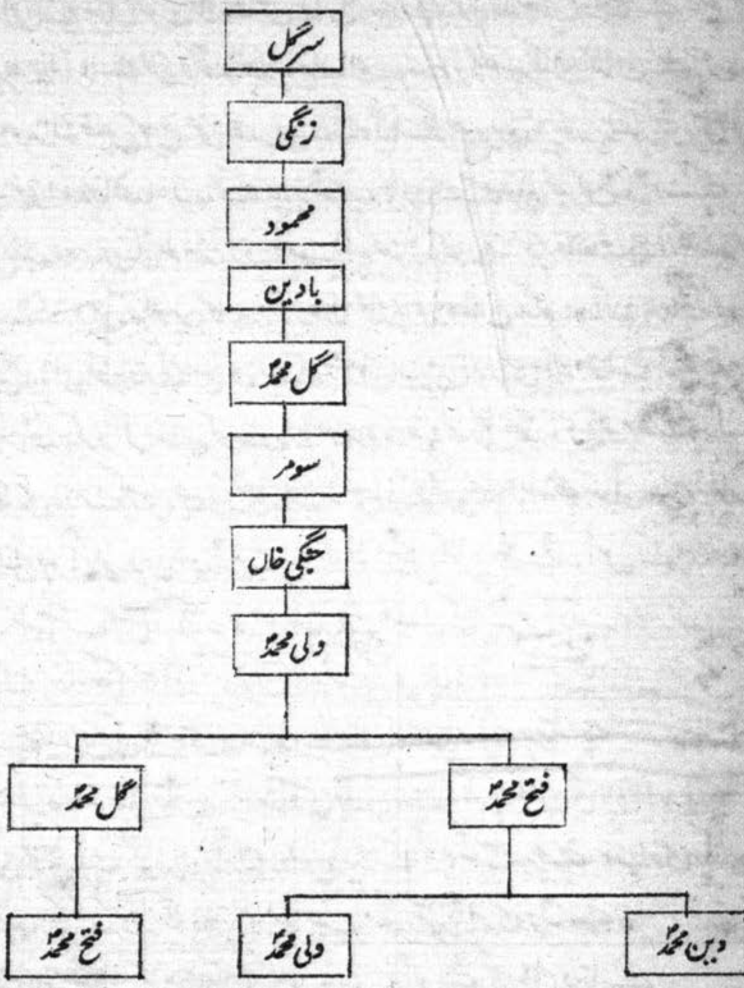
احمدان زئی تعداد نفری دوسو تک

معتبر مہسان خاں

اور بھی متفرق قومیں بہت ہیں۔ بوقت میر نصیر خاں کلان جبکہ بارہ ہزار لشکر کل اقوام بروہی و بلوچ سراوان اور جہالاوان پر بحکم احمد شاہ بادشاہ مقرر ہوا۔ جس وقت جو اقوام بروہی و بلوچ شمار ہوئے تھے اس وقت ایسا مشہور ہے کہ مینگل باراں ہزار بزنجو چھ ہزار کل اٹھارہ ہزار کا دستہ مینگل سمجھا گیا تھا۔ یعنی جہالاوان تین دستوں میں شمار ہوا تھا۔ زہری ۵ع ۔۔ مینگل ۵۔۔ محمد حسنی ۵ع ۔۔ گرگناڑی مینگل کے ساتھ شمار ہوا تھا۔ اس طرح ع ۔۔ شمار ہوا تھا۔ شاہی زئی سردار خیل لین دین ناطہ خانصاحب والئے قلات جام صاحب والی لس بیلہ اور سردار زرک زئی اور سردار چھٹہ سے کرتے رہے چنانچہ والدہ میر محراب خاں دوم والی قلات خاندان شاہی زئی سے تھی۔ ولی محمد جد سردار نور دین ہمراہ میر محراب خاں از دست فوج سرکار انگریزی شہید ہوا تھا۔ سردار نور دین کو میر خداداد خاں نے قلات میں ہمہ اسی نفر کے قتل کیا۔ جام لس بیلہ کے ساتھ زمانہ قدیم سے رشتہ داری چلی آئی۔ چنانچہ پہلے اس طرح رشتہ داری شروع ہوئی کہ زمانہ قدیم میں بہوت از قوم چھٹہ بڑا نامور آدمی تھا اسی سے سردار خیل چھٹہ بہوتانی کہلاتے ہیں۔ صاحب خان کلان سردار چھٹہ کی دو دختران تھیں ایک میر مراد علی ٹالپور سے اور ثانی میر ولی محمد شاہی زئی سے بیاہی گئی تھی۔ میر مراد علی کو جو صاحب خان چھٹہ کی دختر سے بیٹی پیدا ہوئی وہ جام میر خان کی ماں تھی۔ اس کے بعد جام میر خاں نے ہمشیرہ سردار نور دین خان سے شادی کی۔ جس سے جام عالی خاں پیدا ہوا۔ جام میر خاں جب میر خداداد خاں سے برخلاف ہوا۔ سردار نور دین بباعث رشتہ داری اور متصل الحدود ہونے ملک ایک دوسرے کے جام صاحب سے وابستہ ہوا۔ جام صاحب اس کی بہت خاطر کرتا تھا۔ بلکہ جام صاحب کا زور مینگل تھا۔ جتنی دفعہ خان صاحب کا لشکر لس بیلہ پر آیا۔ فرقہ مینگل مدد دیتا رہا۔ جبکہ سرکار انگریزی نے بموجب درخواست خانصاحب میر خداداد خاں کے جام میر خان کو قید کیا۔ ابراہیم خان برادر سردار نور دین کا بھی قید تھا۔ حیدر آباد سے جام عالیخان اور ابراہیم خاں فرار ہوکر لس بیلہ میں آئے۔ بمدد سردار نور دین مینگل کے جام عالیخاں واپس ملک لس بیلہ پر قایم ہوا۔ سال ۱۸۷۵ء میں پیشتر آنے پہلا مشن سنڈیمن صاحب کے میر خداداد خاں نے نور دین کو معرفت داروغہ عطا محمد جو اُن دنوں میں خانصاحب کا وزیر تھا۔ اس بہانہ پر منگوایا تھا۔ کہ سرداری جہالاوان کی نور دین کو دیویگا۔ اور برائے آیندہ پختہ صلاحیت کریگا۔ اُن دنوں میں بباعث مارے جانے

سردار تاج محمد سرداری جہالاوان کی خالی پڑی تھی۔ اور سردار نور دین کو شوق تھا۔ جب نور دین قلات میں پہنچ گیا۔ اس کے تھوڑے روز بعد سنڈیمن صاحب قلات میں تشریف لایا۔ نور دین کو ہرچند سردار ملا محمد و خود سنڈیمن صاحب نے آگاہ کیا کہ خانصاحب کے خیالات اس کی نسبت دوستانہ نہیں ہیں۔ وہ نقصان اٹھاویگا۔ مگر چوں تقدیر بر آمد تدبیر کارگر نیشود نور دین پر کچھ اثر نہ ہوا وہ خانصاحب کے بھروسہ پر رہا دوسرے دن فجر کو جب سنڈیمن صاحب واپس ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ ہنوز ایک منزل قلات سے چلے تھے کہ خانصاحب نے نور دین کو اوپر مکان وزیر عطا محمد برائے صلاح چند امورات طلب کیا جب وہ معہ قریب اسی نفر اوپر مکان وزیر کے متصل میری قلات بیٹھا تھا۔ پلٹن کو حکم دیا کہ نور دین کو گرفتار کرو اگر مقابلہ کرے مار ڈالو۔ چونکہ قید کا حال نور دین کو معلوم تھا۔ کہ سردار تاج محمد کی حالت کیسی ہوئی تھی۔ تب اُس نے شہید ہونا منظور کیا۔ اور خوب جوانمردی سے لڑتی ہوئی نور دین اور قریب ساٹھ نفر مینگل قتل ہوئے۔ اُس کے بعد دوبارہ سنڈیمن صاحب مستونگ میں آئے۔ اور جملہ مقدمات فیصلہ کئے۔ اس وقت سردار نور دین کا بیٹا شکر خاں کم عمر تھا بھائی اسکا ابراہیم خان کام سرداری چلاتا تھا۔ اب شکر خاں خود کام سرداری چلاتا ہے۔ اس کی شادی دختر جام عالیخاں سے ہوئی ہے۔ اور ابراہیم خاں کے پسر ولی محمد نام ہمشیرہ جام عالی خان سے شادی ہوئی ہے۔ اگرچہ اُس کی اپنی آمدنی املاک اور مالیات راج کافی ہے مگر زیادہ تر گذارہ لس بیلہ کے ریاست پر ہے۔ اب خانصاحب نے مبلغ ستر ماہواری سردار شکر خاں کا مواجب مقرر کیا ہے اور سارونا میں ایک تھانہ واسطے انتظام مینگل کے مقرر کیا ہے +

شجرہ نسب خاندان پندرانی



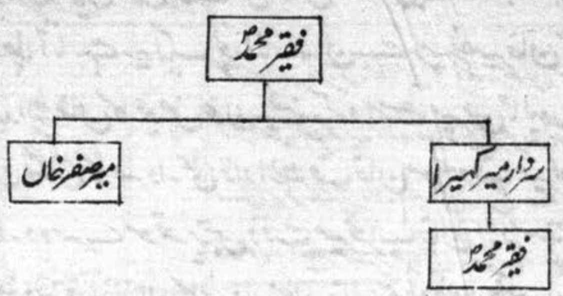
واضح ہو کہ دراصل اس خاندان کی ذات سومرزئی ہے ۔اور سومر کی اولاد ہونے کے سبب سے سومرزئی کہلاتے ہیں جیساکہ شجرہ نسب ہذا سے معلوم ہوتا ہے ۔مگر چونکہ اس کا راج اور اولس مشتمل براقوام پندرانی ہے اس لئے پندرانی لوگوں کا سردار ہونے کی وجہ سے زیادہ تر یہ خاندان مشہور بنام پندرانی ہے ۔ان کی جائے رہائش پندران ہے ۔جس کی وجہ تسمیہ پندرانی لوگوں کے بودوباش کا سبب ہے ۔پندران میں دو واہی کالاپانی کے ہیں ۔منجملہ ازاں ۵ شبانہ مقبوضۂ سردار پندرانی اور، ۲ شبانہ دیگر پندرانی راج لوگوں کے ہیں ۔پندران کشش نامی ایک کوچہ خشکابہ کا ہے جس میں زیادہ تر راج لوگ حصہ دار ہیں

کچھی میں بھی بمقام راہو جو ۱۲ انگشت کا لا پانی اور کسی قدر خشکابہ اس سردار کا ہے۔ مگر راہو جو از عہد میر خداداد خاں سابق خان قلات کسی نزاع کے سبب سے ضبط ہو چکا ہے۔ جو تا ہنوز بدستور ضبط چلا آتا ہے۔ یہ ایک پورانا خاندان ہے۔ میر نصیر خان کلان نے جس وقت اپنے والد میر عبداللہ خاں کا عوض خون لینے کے واسطے میران ٹالپور پر لشکر کشی کی تھی اس وقت ان لوگوں کا سردار علی داد از طرف خان موصوف میران ٹالپور کے ہاتھ سے مارا گیا تھا۔ دوسرے موقعہ پر جس وقت میر محراب خان از دست فوج انگلشیہ بمقام قلات شہید ہوا۔ اس خاندان کا سردار زمان خاں ہمراہ خان مذکور مارا گیا۔ یہ لوگ عرصہ طویل سے خانان قلات کی سلامی اور دربار خاناں میں واجبی آمدورفت رکھتے چلے آتے ہیں۔ ہنوز دراصل اس خاندان کا موجودہ سردار فتح محمد نامی بعمر ہفت سالہ نابالغ ہے اور کاروبار راج داری اس کا چچازاد بھائی دین محمد عرصہ چھ سال سے بطور سربراہ چلا آتا ہے۔

نمبر	نام پھلی	نام معتبر	جائے سکونت	تعداد لڑی	کیفیت
۱	پندرانی	غازیخان	پندران	۱۰۰	بجارے دیتا ہے
۲	رمدان زئی	عزیز محمد	”	۸۰	گوشے نہیں صرف سرداری کی شرفداری دیتا ہے۔
۳	جوگی زئی	خیر محمد	”	۱۰	گوشے ہی مالی دیتا ہے
۴	محمد زئی	حیدر خاں	علاقہ سندھ	۳۰۰	صرف سرداری کی شرفداری دیتے ہیں
۵	سلیمان زئی	فقیر محمد	”	۲۰۰	گوشے ہے مالی دیتا ہے
۶	علی زئی	نہال خاں	سندھ	۱۰۰	”
۷	جماڑی	حبیب	”	۸۰	صرف سرداری کی شرفداری دیتا ہے
۸	پنڈانی	شاہ دوست	گزگ	۸۰	گوشے ہے مالی دیتا ہے

میزان کل ۹۵۰

شجرہ نسب سردار بےزنجو

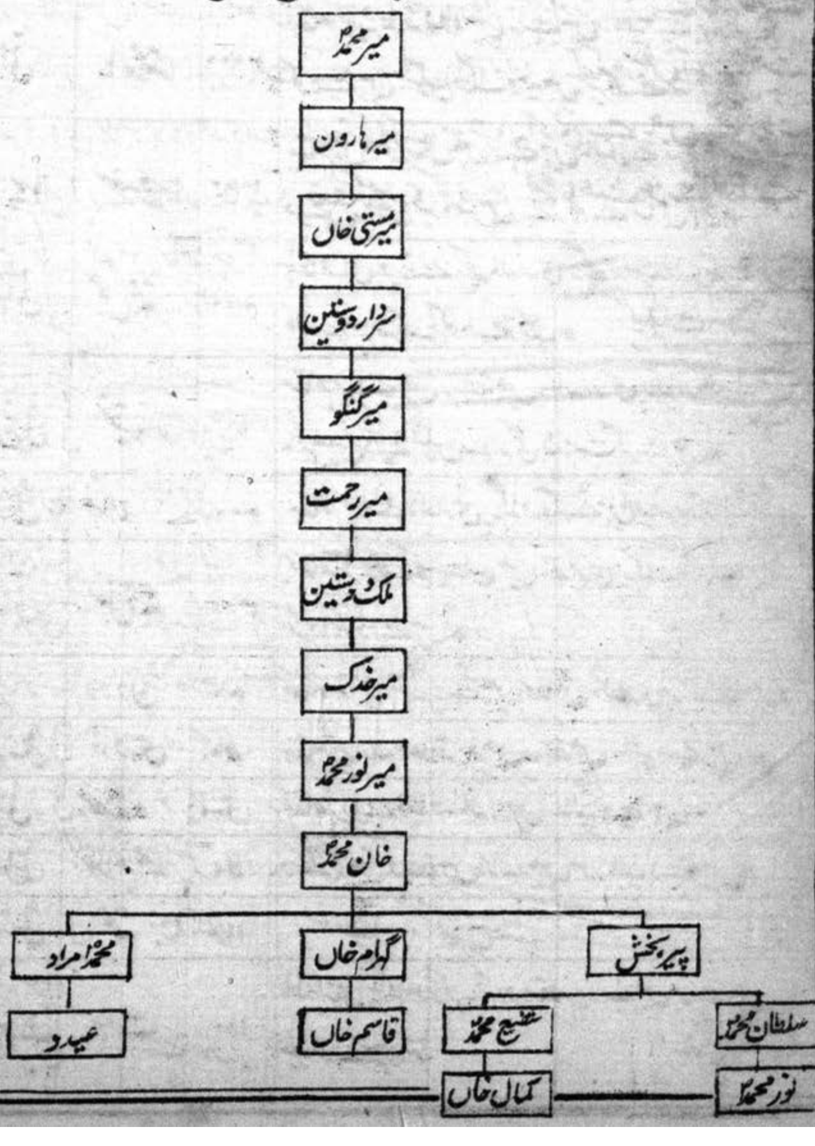


بےزنجو در اصل از قوم رند بلوچ کی ہے۔ ہمراہ میر چاکر قلات پر آیا اور بجانب وڈہ و نال متمکن ہؤا۔ جب خانی قلات کی از خاندان رند منتقل ہو کر بروہی کے اوپر آئے۔ تب مینگل اقوام بےزنجو کو وڈہ سے نکال کر خود قابض ہو گیا۔ بےزنجو نال اور جاؤ اور مشکی کی طرف چلا گیا۔ بعد اس کے خان قلات اور مینگل سے صلح کر لی۔ اپنے آپ کو فرقہ بروہی میں تصور کر کے زیر بیرک سردار جہالاوان کے لشکر دینا منظور کیا۔ بلکہ زیادہ تر ہمراہ مینگل کی صلح اور جنگ میں شامل ہوتا رہا۔ جس وقت میر خداداد خاں از دست شیر دل خاں عموزاد خود زخمی ہؤا تھا۔ سرداران سراوان و جہالاوان نے شیر دل خاں کو خان خود تسلیم کر لیا تھا۔ میر خداداد خاں پاس سردار بےزنجو کے چلا گیا اور سردار حال میر کہیرا کا باپ فقیر محمدؐ سردار تھا۔ سردار مذکور نے خداداد خاں کی خوب خاطر تواضع کی۔ بعد اس کے جب دوبارہ خداداد خان قلات ہو گیا۔ اس نے سردار فقیر محمد کو نایب کیچ کا مقرر کیا سردار مذکور قریب بیس سال نایب کیچ کا رہا۔ سرداران گچکی سے رشتہ داری کی چنانچہ میر عبدالکریم نایب حال کیچ کا سردار فقیر محمد بےزنجو کا نواسہ ہے۔ اور اُس ملک میں ملکیت پیدا کی کہ ایک پسر اس کا مسمی ملک پیدارک علاقہ کیچ میں رہتا ہے۔ دوسرا اسفر خاں علاقہ جاؤ میں اور خود سردار کہیرا ملک نال میں رہتا ہے۔ کچھی میں بھی ایک شہر موسومہ ناوڑہ اس سردار کو انعام ملا ہؤا ہے اور فی الحال خانصاحب میر محمود خاں نے مبلغ ۱۵۰ ماہواری سردار کہیرا کی تنخواہ مقرر کی ہے۔ عام مشہور ہے عند الشمار لشکر بروہی۔ کے فرقہ بیزنجو تعدادی سہ ہزار شمار ہؤا تھا۔ اور ہمراہ مینگل کے لشکر دیتا تھا۔ تفصیل اقوام بیزنجو کی جو خود سردار نے لکھائی ہے۔ بموجب تفصیل ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام پہلی یا ٹکر	نام معتبر یا سرٹکری	تعداد نفری اسلحہ بند	کیفیت
۱	جلانی	سردار میر کھیرا	۱۰	خود سردار نال میں اور اس کا ایک بھائی سفر خاں بمقام جاؤ د کمال خاں بمقام پیدارک علاقہ کیچ میں رہتا ہے گذارہ ملکیت زرعی پر کرتے ہیں اور مالیہ بھی راج سے لیتے ہیں +
۲	ثرانی	اللہ ڈنہ	۱۰۰۰	بمقام روناچ ولکسر وغیرہ میں رہتا ہے مالیہ اللہ ڈنہ سردار خود کو دیتا ہے مگر دراصل ثرانی بے زنجو شامل ہے +
۳	عمرانی	یار محمدؐ	۲۰۰۰	بمقام چینر علاقہ کولواہ میں رہتے ہیں۔ مالیہ اپنے سردار یار محمدؐ کو دیتے ہیں۔ لیکن جنگ و خیر میں بزنجو سے شامل ہیں +
۴	سیاہ پہاڑ	مندو	۱۰۰۰	بمقام نال وخرمساں میں رہتے ہیں مالیہ اپنے سردار مندو کو دیتے ہیں لیکن خیر و شر میں بے زنجو سے شامل ہیں +
۵	نندوانی	گُل محمدؐ	۴۰۰	بمقام نال و برآلے۔ کچھ مالداری و کچھ زمینداری کرتے ہیں مالیہ سردار میر کھیرا کو دیتے ہیں +
۶	کنگن زئی	فقیر	۱۰۰	مقام پرلے میں رہتے ہیں۔ مالداری پر گذارہ کرتے ہیں۔ مالیہ نہیں دیتے لیکن سردار کی خدمت کرتے ہیں +
۷	بدوزئی	مراد	۲۰۰	بمقام پرالے مالداری پر گذارہ کرتے ہیں مالیہ سردار کو دیتے ہیں +
۸	نوتھانی	لعل محمدؐ	۳۰۰	بمقام گرّ وغیرہ کوہستان میں مالداری پر گذارہ کرتے ہیں مالیہ سردار کو دیتے ہیں +
۹	چینر	رودِن	۱۰۰	بمقام ٹراچ لکسر رہتے ہیں معاش مالداری پر مالیہ دیتے ہیں +
۱۰	گزرو زئی	قادری	۵۰	بمقام پرالے وعلاقہ بیلا میں رہتے ہیں۔ مالیہ دیتے ہیں +
۱۱	زہردانی	جھنڈہ	۱۰۰	بمقام پرالے وجاو۔ مالدار ہیں۔ مالیہ دیتے ہیں +
۱۲	بُزدانی	غلام محمدؐ	۵۰	دمے گر میں رہتے ہیں۔ مالدار ہیں اور مالیہ دیتے ہیں +
۱۳	نصیب زئی	محمدؐ	۱۰۰	ایضاً بشرح صدر
۱۴	شاہوزئی	برات	۱۰۰	مالداری پر گذارہ کرتے اور مقام پرالے میں رہتے ہیں مالیہ دیتے ہیں +

نمبر شمار	نام پھلی یا تکر	نام معتبر یا سرٹکری	تعداد نفری اسلحہ بند	کیفیت
١٥	بوہڑانی	حسن	٥٠	بمقام نال رہتے ہیں اور زمینداری پر گذران ہے
١٦	ساسولی	پسند	١٠٠	نال
١٧	گورانی	سیندل	٢٠	جاؤ
١٨	چناں	مولاداد عما وبینہ	٣٠٠	کیچ بمقام دشت

شجرہ نسب خاندان ہارونی

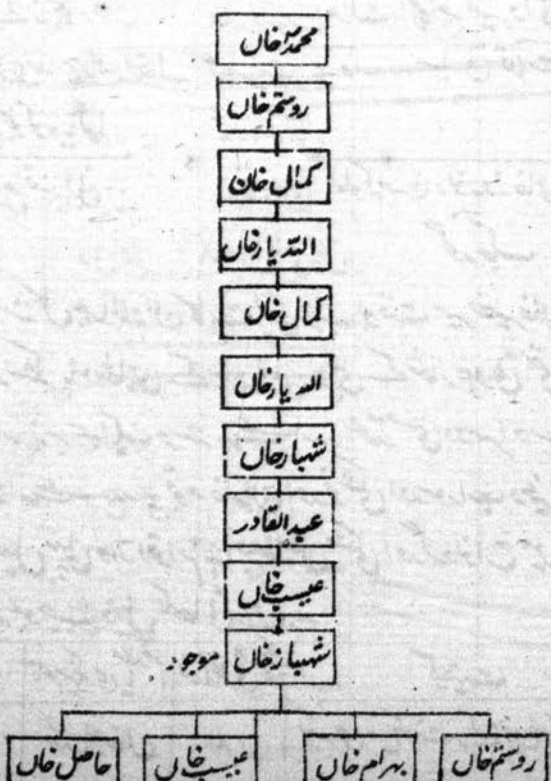


واضح ہو کہ شجرہ نسب ہذا سے پایا جاتا ہے کہ میر ہارون کی اولاد ہوتے کے سبب اس خاندان کا نام ہارونی ہؤا۔ ورنہ اولاً یہ خاندان اس نام سے موسوم نہ تھا۔ میر محمد سے دو شاخوں میں منقسم ہو گئے۔ ایک کا نام محمد حسنی ہؤا اور دوسرے کا نام ہارونی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ محمد حسنی اور ہارونی دراصل ایک ہی نسل سے ہیں۔ ہارونی کا صدر مقام گرگٹ ہے۔ جہاں یہ لوگ عرصہ دراز سے سکونت پذیر چلے آتے ہیں۔ اس خاندان کے زرک زئی لوگوں سے بھی راہ ورسم سیالداری کے ہے اور آپسمیں ایک دوسرے سے سانگ یعنی ناطہ لیتے اور دیتے ہیں۔ ابتدا میں یہ خاندان اپنے بروہی گرے میں محو رہنے کے سبب سے دربار سرکار برطانیہ میں اسقدر بارسوخ اور مشہور نہیں ہؤا کہ صحیح طور پر اس کے مزید حالات دریافت ہو سکیں۔ البتہ خانان قلات کے دربار میں ان لوگوں کے کم و بیش آمدو رفت تھی۔ اقوام ہارونی کا موجودہ سردار سلطان محمد ایک ہوشیار آدمی ہے۔ جس نے زمانہ کی رفتار پر خیال کر کے سرکار برطانیہ کی خدمتگذاری کو اپنے لئے باعث عزت سمجھا ہے۔ اور سرکاری کاروبار میں حاضر ہوتا ہے۔

نمبر شمار	نام فرقہ	نام معتبر	جائے سکونت	تعداد نفری	کیفیت
۱	مستی خان زئی سردار خیل	سلطان محمد	گرگٹ		
۲	بادن زئی	نوردین	گدر۔ نوشکی		
۳	بائی خان زئی	بادین	خاران		
۴	جیان زئی	ولی محمد	سراوان حاجی نال		
۵	سامدینی	ماڑسنگ	جیوا۔ گدر		
۶	دبنارے	شاہ سوار	کھنک شال سیلون		
۷	خان زئی	نور محمد	گدر		
۸	کیچی زئی	فوج علی	حاجی		
۹	عمرانی	سائیں داد	شال سیتونگ		
۱۰	نزک زئی	بنی بخش	سوراب		
۱۱	یکہ سوار		خاران سوراب		
۱۲	مرداشہی	مستے خاں	خاران سیاہ کہب		

نمبر شمار	نام فرقہ	نام معتبر	جائے سکونت	تعداد نفری	کیفیت
۱۳	ناکم زئی	گمشاد	محراب سیاہ کمب		
۱۴	سنگو زئی	شفو	نوشکی سیاہ کمب		
۱۵	بارم زئی	حسن	خاران۔نوشکی		
۱۶	رحیم خان زئی	کریم	سیاہ کمب		
۱۷	آدم زئی	سنگو	سیاہ کمب		
۱۸	جام زئی	بہار شاہ	خاران		
۱۹	مزار زئی	بوہیر	سیاہ کمب		
۲۰	نوہر زئی	مختاج	خاران۔نوشکی		
۲۱	نوتک	خان محمد	سیاہ کمب		
۲۲	مراد زئی	نوشیروان	سیاہ کمب نوشکی		

شجرہ نسب سردار محمد حسنی



محمد حسنی سردار کہتا ہے کہ محمد حسنی دراصل اہل فارس تھے اور امام حسین کے مرید تھے اسواسطے محمد حسینی کہلاتے تھے۔ غلط العام میں اب محمد حسنی یا محمد سنی مشہور ہیں۔ یہ قوم بوقت سرداری محمد خاں مورث اعلےٰ ملک شیراز سے بباعث ظلم بادشاہ وقت خارج ہو کر سیستان میں آئے۔ پھر بوقت سرداری کمال خاں و خانی کالہ خاں احمد زئی وطن حال مشکی میں آئے اسجگہ قوم جبت رہتی تھی۔ اس کو نکال کر خود قابض ہوئے اور خان قلات سے اپنے آپ کو متعلق کیا اس وقت مشکی کھور کا لا پانی کے رود جاری تھی اُس پر آباد ہوئے۔ بعد اس کے کاریزات جدید کھودی گئیں۔ فی الحال شہرہا ذیل علاقہ مشکی میں آباد اور بموجب ذیل خانصاحب اور سراوان کے قبضہ میں ہیں:-

شہرہا جن سے خانصاحب والی قلات بٹائی لیتا ہے

گجر۔ شرکلی۔ میوال۔ کچ۔ لالھی۔ نوخ جو میہی۔ فیما بین خانصاحب و سردار محمد حسنی مشترک ہے

شہرہا سردار محمد حسنی

شہر جیبری روتجاں سنری

املاک سردار بے زنجو

کہکر یہ شہر عوض خون بہا میر محمود خاں سے سردار بے زنجو کو دیا گیا

املاک اقوام میروانی

بیدوار میانی قلات

مملوکہ اقوام قنبرانی

بھا نسر

مملوکہ سردار نوروز خاں نوشیروانی

گورجک

محمد حسنی تیسرا دستہ کل جہالاوان کا ہے یعنی جب بوقت میر نصیر خاں کلان واسطے تفریق باران ہزار لشکر پادشاہی کے مردمان بروہی کے شمار ہوئی تھی۔ جہالاوان تین دستہ سمجھا گیا تھا۔ زہری ایک دستہ ہے ״״ محمد حسنی دوسرا دستہ ہے ״״ مینگل تیسرا دستہ ہے ״״ یہ قوم خاران اور نوشکی اور سوراب وغیرہ علاقوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ تفصیل پہلی وار اقوام ہذا جو خاص مشکی اور گرد نواح میں رہتی ہیں۔ خود سردار محمد حسنی نے بموجب ذیل لکھائی ہیں:-

نمبر شمار	نام پہلی یا ٹکر	نام سرکری یا مقدم	تعداد نفری اسلحہ بند	کیفیت
۱	کہلمے زئی	شہباز خاں	۸	جیبری میں سکونت رکھتے ہیں اور کل کا ٹکر شہباز خاں ہے

نمبر شمار	نام پہلی یا ٹکر	نام سرلشکری یا مقدم	تعداد نفری اسلحہ بند	کیفیت
۲	مزار زئی	مزار خاں	۵۰	بمقام گدر سکونت رکھتے ہیں۔ زیادہ تر گذارہ زراعتکاری پر ہے زمین خشکابہ بہت ہے اور بغیر خشکابہ بھی ہے +
۳	ہاروتی	سلطان محمدؐ	۵۰	بمقام گرگٹ سکونت رکھتے ہیں کالا پانی اور خشکابہ پر گذران کرتے ہیں۔ فرقہ شیخ حسینی و مردان شاہی سے سلطان محمدؐ کچھ مالیہ لیتا ہے +
۴	شیخ حسینی	کرم بخش	۱۰۰۰	بمقام سیاہ کمب رہتے ہیں زیادہ گذارہ مالداری پر ہے ملکیت بھی رکھتے ہیں +
۵	مردان شاہی	ہنگان	۱۰۰۰	بشرح صدر
۶	شہداد زئی	سردار حاصل خاں	۶۰	بمقام گدر گذارہ ملکیت پر و دیگر فرقہ جات سے جن کی تفصیل علیحدہ لکھی جاویگی۔ مالیہ لیتے ہیں خود سردار خیل کہلاتے ہیں +
۷	کوراچی	"	۴۰۰	زیادہ تر گذارہ مالداری پر ہے البتہ زمینداری بھی کرتے ہیں بمقام گدر سکونت رکھتے ہیں
۸	سماعلی سردار خیل	کرم خاں	۱۰	بمقام میرانی و تل سکونت رکھتے ہیں سردار خیل کہلاتے ہیں ملکیت پر گذران کرتے ہیں +
۹	سماعلی راج	میر یار محمدؐ	۸۰	بمقام تل میں رہتے ہیں ملکیت پر گذارہ کرتے ہیں +
۱۰	زنگیانی	داودا	۲۰۰	بمقام مشکی گذارہ زیادہ تر مالداری پر مالیہ ہے کسی کو نہیں دیتے +
۱۱	شاہی زئی	گہرام	۱۰۰	بمقام مشکی۔ گذارہ مالداری و زمینداری پر ہے مالیہ کسی کو نہیں دیتے +

نمبر شمار	نام پہلی یا لکہ	نام سرلکری یا مقدم	تعداد نفری اسلحہ بند	کیفیت
۱۲	یوسفی	ولی محمد	۱۰۰	بمقام پہلاع علاقہ گذارہ مالیہ کسی کو نہیں دیتے
۱۳	شیروزی	شاہ رساں	۱۰۰	بمقام مشکی گذارہ مالداری پر مالیہ کسی کو نہیں دیتے +
۱۴	زیرکانی	عالم خاں	۱۰۰۰	بمقام رخشان رہتے ہیں۔ گذارہ مالداری پر۔ مالیہ سردار شہباز خاں کو دیتے ہیں +
۱۵	درک زئی	احمد خاں	۱۰۰۰	مقام رخشان زیادہ گذارہ مالداری پر۔ مالیہ سردار شہباز خاں کو دیتے ہیں +
۱۶	ایدوزئی	فتح خاں	۵۰۰	خاران اور گرم میل میں رہتے ہیں۔ وہ مالدار ہیں اور سردار کو مالیہ دیتے ہیں۔ جبکہ وہ مشکی کو جاتے ہیں +
۱۷	یاغی زئی	نور اللہ	۳۰۰	خاران میں رہتے ہیں۔ زیادہ گذارہ مالداری پر ہے مالیہ سردار کو دیتے ہیں +
۱۸	خیازئی	کالیاں۔	۳۰۰	خاران میں رہتے ہیں۔ زیادہ گذارہ مالداری پر مالیہ سردار کو دیتے ہیں +
۱۹	منڈازئی	اندام	۲۰۰	خاران میں رہتے ہیں۔ مالدار ہیں اور سردار کو مالیہ دیتے ہیں +
۲۰	سیاہی زئی	غلام	۳۰۰	بشرح صدر
۲۱	خبرائی	رحمن	۲۰۰	رخشاں میں رہتے ہیں مالدار ہیں مالیہ دیتے ہیں
۲۲	بنگل زئی	فتح محمد	۲۰۰	مشکئی میں رہتے ہیں مالدار ہیں مالیہ دیتے ہیں
۲۳	شاہوزئی	مبارک	۴۰۰	رخشان میں رہتے ہیں۔ مالدار ہیں مالیہ دیتے ہیں
۲۴	حسینی	دین محمد	۴۰۰	مشکئی میں رہتے ہیں مالدار ہیں۔ مالیہ نہیں دیتے ہیں

محمد حسنی قوم کا سرداران فرقوں میں سے اکثروں کا مالیہ وصول کرتا ہے وہ فرقے جو اضلاع

خاران ونوشکی میں رہتے ہیں ۔سردار کو مالیہ ادا کرتے ہیں۔ان فرقوں میں سے ایک شادی شدہ شخص کو سالانہ مبلغ پانچ روپیہ نقد یا دو بکری یا دو بھیڑ سردار کو ادا کرنا ہوتا ہے اور بوقت ضرورت یہ اقوام ایک مسلح لشکر مہیا کرتے ہیں۔آمدنی کا بڑا ذریعہ مالداری ہے۔سردار کے لئے یہ آمدنی ایک معقول رقم ہوتی ہے۔اور وہ خود بھی ایک بڑا زمیندار ہے۔ اور کچھی میں اس کا ایک گاؤں بھی تھا۔جو کہ میر خداداد خاں نے ضبط کر لیا تھا۔اب میر محمود خاں موجودہ خان قلات نے ۳۰۰ روپیہ سالانہ کا وظیفہ محمد حسنی سردار کے نام مقرر فرمایا ہے ✤

باب سوم

متضمن خدمات جناب مرحوم کرنیل سر رابرٹ سنڈیمن صاحب بہادر کے سی. ایس آئی ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان - اُن کا برتاؤ ہمراہ مردم مری و بگٹی کے - اُن کا مشن لے جانا جانب کلات کے اور فیصل کرنا جملہ تنازعات فیما بین خانصاحب والی کلات اور سرداران براہوی کے بلوچستان ایجنسی کا قائم ہونا - تمام دیگر حالات جو بعہد صاحب ممدوح وقوع میں آئے تا انتقال صاحب محتشم الیہ جو ۱۸۹۲ء میں بمقام لس بیلہ واقع ہوا -

سر رابرٹ سنڈیمن صاحب نے جب وہ لفٹنٹ سنڈیمن تھے شروع سنہ ۱۸۶۶ء میں کپتان مینچن صاحب ڈپٹی کمشنر سے ضلع ڈیرہ غازیخان کا چارج لیا - اُس وقت ضلع مذکور کی حالت ابتر تھی - اُس کی مغربی حد اُن ایام میں دامن کوہ تک مقرر تھی تمنات بلوچی - مثلاً مزاری - دریشک - گورچانی - لُنڈ سکنائے بٹی لنڈان - لغاری - کھوسہ لنڈ سکنائے سوری بُزدار کھیتران اور قیصرانی جو دامان پہاڑ میں رہتے تھے - آپس میں نزاع باہمی رکھتے تھے - اور اقوام مسکونہ اندرون پہاڑ مثلاً بگٹی - مری - کھتران اور بزدار کے ساتھ اُن کی سخت عداوت تھی - اور اُن کے درمیان متواتر جنگ ہوا کرتی تھی - چنانچہ تمن گورچانی کی شاخ مردم دُرکانی اور لاشاری اور تمن لغاری کی شاخ مردم ہدیانی - تمنات مری و بگٹی و کھتران کے پناہ میں جاکر رہتے تھے اور اُن کے ہمراہ آکر ضلع ڈیرہ غازیخان کی رعایائے سرکاری پر حملہ کرتے تھے - تمنات مری و بگٹی و کھتران و بُزدار کا افسران سرکار برطانیہ کے ساتھ کسی قسم کا راہ و رسم و نوشت و خواند نہ تھی - اور تمنات مری و بگٹی برائے نام خانصاحب والی کلات کے اولس یعنی رعایا سمجھی جاتی تھی - اور اسی وجہ سے صاحب سپرنٹنڈنٹ سندھ فرانٹیر کے ماتحت تھیں - باوجودیکہ ہر دو اقوام مذکور گورنمنٹ کلات کے بالکل برخلاف تھیں اور ریاست مذکور کے علاقجات کچھی اور خراسان پر حملہ کرتی رہتی تھیں - بلکہ وہ علاقہ سندھ پر بھی حملہ آور ہوتی تھیں - حکام ضلع ڈیرہ غازیخان کو اُن کے ساتھ خط و کتابت کرنے کا اختیار نہ تھا - مگر تمنات کھتران اور بزدار خود مختار تصور کئے جاتے تھے - تمن بگٹی کے فرقہ جات مشوری اور شمبانی متصل حدود ضلع ڈیرہ غازیخان مقام شم وغیرہ میں سکونت پذیر تھے - اور

اُن کی آمدورفت ضلع مذکور میں اور حکام ضلع سے خط و کتابت کسی قدر تھی۔ بلکہ اُن کے چند آدمی بزمرہ سواران فرانٹیر ملیشیا میں ملازم تھے۔ اور ساتھ ہی گو کہ سرکار کی طرف سے اُن کو تنخواہ ملتی تھی مگر باطناً وہ اپنی قوم کے لوگوں سے راز داری رکھتے تھے اور علاقہ سرکاری میں واردات کرنے کے واسطے اُن کو امداد دیتے تھے۔ اکثر واقع ہوتا تھا کہ جب واردات کا وقوع ہو جاتا اور ملزمان مال مسروقہ اپنے علاقہ میں لے جاتے تب بلوچان مُلازم ملیشیا اپنے افسران فوجی کو وقوع واردات کی رپورٹ کرتے جب پر فوراً سارقاں کا تعاقب کیا جاتا مگر تعاقب کنندگان ناکام واپس آتے اور اطلاع دیتے کہ ملزمان سُرخ لکیر سرحد کے پار چلے گئے تھے۔ اور پہاڑ کے اندر داخل ہو گئے تھے۔ مجبوراً مثل مقدمہ بغیر مزید تحقیقات کے داخل دفتر کی جاتی۔ لفٹنٹ سنڈیمن صاحب نے جو معاملات و تنازعات سرحدی میں قدرتاً عجیب مادہ رکھتے تھے فوراً معلوم کر گئے کہ اصلیت کیا ہے۔ پہلے تو انہوں نے اپنے گھر کا انتظام درست کرنا شروع کیا۔ یعنی تمنات بلوچیہ باشندگان ضلع ڈیرہ غازیخان کو ترتیب اور ٹھیک کرنے لگے اور مسٹر بروس صاحب کو راجن پور سب ڈویژن میں تعینات کیا ان کو صاحب ممدوح ہوشیار اور ہونہار سمجھتے تھے۔ یہ صاحب بعد میں بصلہ خدمات سی آئی۔ ای بنائے گئے اور عہدہ کمشنر و سپرنٹنڈنٹ ڈیرہ جات پر مترقی ہوئے تھے۔ جناب سنڈیمن صاحب پھر سردار امام بخش خاں مزاری پر نظر عنایت اور مہربانی فرمانے لگے۔ یہ سردار اب بوجہ حسن خدمات کے نواب اور کے سی۔ آئی۔ ای کے خطاب سے ملقب ہے۔ اور اپنے تمن کی خوبیت اور اپنی ذاتی لیاقت اور قابلیت کے باعث سے ضلع ڈیرہ غازیخان کے سرداران بلوچیہ میں اول نمبر شمار کیا جاتا ہے۔ بوقت تشریف آوری جناب سنڈیمن صاحب کے اس سردار کی حالت اچھی نہ تھی۔ ازاں بعد صاحب ممدوح نے غلام حیدر خاں گورچانی کو اس کے تمن کا سردار مقرر فرمایا۔ یہ سردار بلحاظ حیثیت تمن اور کارگذاری کے سردار امام بخش خان سے دوسرے درجہ پر تھا مگر بایام تشریف آوری صاحب محتشم الیہ خستہ حالت میں تھا اور اپنے تمن کو چھوڑ کر اپنے علاقہ سے باہر ملازمت جمعداری پر گذارہ کر رہا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ غلام حیدر خاں نے اپنے پراگندہ تمن کو اپنے علاقہ میں آباد کیا اور نیز مردم دُرکانی اور لاشاری کو اندرون پہاڑ سے واپس بلوا کر اپنے ملک میں سکونت کرایا اور اُن کو احداثی نالجات میں امداد دی اور ایسے دیگر وسایل سے اُس نے اپنے تمن کو مضبوط کیا۔ اسی طرح لفٹنٹ سنڈیمن صاحب نے بٹی لُنڈان کے سردار کی لیاقت کو بڑھایا۔ یہ تمن تقریباً نیست و نابود ہو چلا تھا اور اس میں کسی قسم کی طاقت اسلحہ وغیرہ نہ رہی تھی۔ مردم مری و بگٹی و کھتران علاقہ جات

مزاری و دریشک و گورچانی و بٹی لنڈان میں دھاوے اور چوری کیا کرتے تھے۔ پس لفٹنٹ سنڈیمن صاحب نے پہلے حکام صوبہ سندھ کے ساتھ اس بارہ میں خط و کتابت کی کیونکہ اقوام مذکور یعنی مری بگٹی و کھتران اُن ایام میں زیر تحت حکام سندھ کے شمار کی جاتی تھی اور ان سے درخواست کی کہ اُن قوموں کو علاقہ ڈیرہ غازیخان میں حملہ آور ہونے اور سرقت کرنے سے روکا جاوے۔ مگر حکام سندھ نے جواب دیا کہ وہ اُن کو نہیں روک سکتے تھے۔ اس لئے لفٹنٹ سنڈیمن صاحب نے مقدمان مردم مشوری اور شمبانی کو بذریعہ اُن کے قومی سواران کے جو فرانٹیر ملیشیا میں ملازم تھے واسطے انتظام امن سرحد کے طلب فرمایا۔ مقدمان مذکور حاضر آئے مگر انہوں نے لفٹنٹ سنڈیمن صاحب کے حکم کی تعمیل سے انکار کیا اور تجویز صاحب ممدوح کو نامنظور کیا۔ پس جناب سنڈیمن صاحب نے اُن کو رخصت کر دیا اور ان کو اُن کے گھروں میں سلامت پہنچا دیا۔ ان مقدمان میں ایک مشہور ڈاکو مسمی غلام حسین مشوری بھی شامل تھا۔ اور صاحب ممدوح کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ لفٹنٹ سنڈیمن صاحب نے سر دربار اس ڈاکو کو جتلایا تھا کہ اگر اس نے پھر ضلع ڈیرہ غازیخان کی حد میں قدم رکھا تو وہ اپنے وطن کو زندہ واپس نہ جاویگا۔ تخمینہ نقصان سالانہ جو مردم مری و بگٹی و کھتران ضلع ڈیرہ غازیخان میں کیا کرتے تھے کم از کم پچیس ہزار روپیہ کا مال اور پچیس خون تھا۔ ۱۸۶۷ء میں غلام حسین مذکور نے بہ سرکردگی ڈیڑھ ہزار مری و بگٹی و کھتران کے حد ضلع ڈیرہ غازیخان میں داخل ہو کر ہرند پر حملہ کیا اُس نے چند نفر مردم گورچانی مار ڈالے اور چند صد مال گاوی وغیرہ سرقت کر کے اندرون پہاڑ واپس جا رہا تھا۔ جبکہ مردم گورچانی اور لنڈ نے بہ سرکردگی اپنے اپنے سرداران یعنی غلام حیدر خان اور مزار خاں کے اور تیس سواران قلعہ ہرند نے زیر کمان امام خاں افسر خود کے اس کا تعاقب کیا اور درہ چھاچھر میں ان کو جا ملے۔ ہر دو فریق میں لڑائی شروع ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ غلام حسین معہ ۱۲۰ نفر ہمراہیان خود مارا گیا اور دو صد نفر مری و بگٹی اور کھتران گرفتار کئے گئے۔ یہ قیدیاں لفٹنٹ سنڈیمن صاحب کی خدمت میں لائے گئے۔ اور صاحب ممدوح کی پیشین گوئی اور استقلال طبع نے اقوام بلوچیہ میں دور دور تک شہرت پائی۔ بلوچ قیدی بحکم جناب سنڈیمن صاحب حوالات میں ڈالے گئے اور سرداران مری و بگٹی و کھتران کو لکھا گیا کہ اگر وہ اُن کو رہا کرانا چاہتے ہیں۔ تو بخدمت صاحب ممدوح اصالتاً حاضر آویں۔ سرداران مذکور نے پیشتر کسی انگریز افسر کا سلام نہ کیا تھا۔ وے خوف کھاتے تھے کہ مبادا اُن کو گرفتار کر کے نظر بند رکھا جاویگا کیونکہ اُن کے سابقہ حکام نے اُن کے ساتھ بھی برتاؤ کیا تھا۔ مثلاً خانصاحب

والی قلات اُن کو چند مرتبہ بولا کر قید میں رکھ چکے تھے۔ اور ابھی تھوڑا عرصہ ہوا تھا کہ سردار محمد سعید خاں دُرانی نے جو امیر صاحب افغانستان کی طرف سے سیبی اور زورستان (علاقہ ہرنائی و دیگر اضلاع ملحقہ کا نام ہے) کا حاکم تھا مردم ٹھگانی مری کے مقدمان کو واسطے فیصلہ حد براری ضلع سیبی اور زورستان کے طلب کیا تھا اور سانگھاں میں اُن کے پہنچنے پر اُن کو پھانسی دے کر مروا ڈالا تھا۔ مگر سرداران مذکور کو اس امر کا کامل یقین تھا کہ لفٹنٹ سنڈیمن صاحب نے تھوڑا عرصہ ہوا مقدمان مشوری اور شمبانی کو برائے فیصلہ چند مقدمات بلوایا تھا اور باوجودیکہ وہ لوگ شرائط صاحب ممدوح پر رضامند نہ ہوئے تھے تاہم صاحب محتشم الیہ نے اُن کی خاطرداری کر کے اُن کو اپنے سواران ہمراہ دیکر اُن کے گھروں تک صحیح اور سلامت پہنچا دیا تھا۔ اس لیے صاحب بہادر کی نیک نیتی پر پورا اعتماد کر کے سرداران نے تعمیل حکم صاحب ممدوح میں تامل نہ کیا اور ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُن کے نام بموجب ذیل ہیں (۱) سردار گزن خاں مری۔ (۲) سردار غلام مرتضٰی خان بگٹی۔ (۳) سردار بائل خان و بید خاں کہتران معہ مقدمان تمناجات وہاں لفٹنٹ سنڈیمن صاحب نے ان سرداران سے مقام راجنپور میں جو ضلع ڈیرہ غازیخان کا صدر ضلع ہے ملاقات کی اور بعد بحث کے سرداران مذکور نے عہد کیا کہ وے آیندہ حدود ضلع ڈیرہ غازیخان کے اندر بدی بدکاری یعنی واردات سرقت وغیرہ نہ کریں گے۔ مزید برآں سرداران مذکور نے وعدہ کیا کہ وے جملہ راستوں کو جو ضلع ڈیرہ غازیخاں سے اُن کے پہاڑوں کے اندر جاتے تھے حفاظت کرینگے۔ جس کے عوض میں صاحب موصوف نے ہر واحد سردار کو ایک جمعدار اور دس سواروں کی تنخواہ دینا کیا۔ بلوچ ملزمان جو زیر حراست تھے سرداران کے سپرد کیے گئے اور یہ بھی قرار پایا کہ سواران مری اور بگٹی بمقام راجن پور تعینات رہیں اور کہتران کے سواران ڈیرہ غازیخان میں حاضر رہیں اور یہ لوگ اپنے اپنے سرداران کے پاس مراسلہ جات سرکاری لے جانے اور اُن کے جواب لانے میں مدد دیا کریں۔ جب لفٹنٹ سنڈیمن صاحب نے یہ انتظام کیا اُس کی رپورٹ مفصل بخدمت جناب سکرٹری آف سٹیٹ فار انڈیا ارسال کیے گئے اور پیشگاہ صاحب ممدوح سے شکریہ خدمات کا اُنکو بھیجا گیا۔ اب اقوام مری و بگٹی و کہتران مسکونہ اندرون پہاڑ علاقہ سرکار برطانیہ میں بےکھٹکے آمدرفت کرنے لگے۔ اور سرحد پر امن قائم ہو چلا۔ مردم بلوچ ساکنان اندرون پہاڑ اور بلوچان مسکونہ میدان ہا کے فیمابین مقدمات اور تنازعات واقع ہوا کرتے تھے اور نیز سرقہ کی واردات ہوتی رہتی تھی۔ ایسے مقدمات کو سہولیت

سے فیصلہ کرنے کی غرض سے جناب سنڈیمن صاحب پہلے انگریز افسر تھے جنہوں نے سرداران بلوچ کا جرگہ یعنی پنچایت مقرر فرمایا تاکہ وہ لوگ اپنی اقوام کے مقدمات اپنے ملک کے رواج کیموافق فیصلہ کریں۔ اس تجویز کو جملہ اقوام بلوچی نے بالاتفاق پسند اور منظور کیا اور اُس کے موافق کاربند ہونے لگے۔ پیشتر ازیں ضلع ڈیرہ غازیخان میں انعقاد جرگہ کا کوئی دستور نہ تھا اور نہ لوگ جانتے تھے کہ جرگہ کس کو کہتے ہیں۔ بلکہ لفظ جرگہ کا انہوں نے کبھی سنا بھی نہ تھا۔ غالباً پشاور کیطرف یہ کارروائی عرصہ سے زیر عمل تھی۔ مگر بلوچستان میں اُس کے موجد جناب سنڈیمن صاحب تھے اور اُس سے انتظام ملک میں بہت امداد حاصل ہوئی۔ اقوام بلوچیہ اور دیگر فرقہ جات سرحدی اس جرگہ کو لوکل سلف گورنمنٹ کی نظر سے مشاہدہ کرتے لگے کیونکہ یہ امر قدرتی ہے کہ ہر شخص اپنے اپنے ملک اور قوم کے راہ و رسم اور رواج کو پسند کرتا ہے جب لفٹنٹ سنڈیمن صاحب نے اقوام بلوچیہ مسکونہ اندرون پہاڑ سے عہد اور اقرار لے لیا تب صاحب ممدوح نے اپنے اختیارات کو فرانٹیر کے پار وسعت دینا شروع کیا۔ پہلے انہوں نے پہاڑ دراگل ماڑھی پر اپنا ہڈکوارٹر موسم گرما قائم کیا۔ یہ ایک سرد پہاڑ ہے اور علاقہ سردار گورچانی کے اندر واقعہ ہے۔ صاحب اسسٹنٹ کمشنر سب ڈویژن راجن پور کو انہوں نے حکم دیا کہ موسم گرما میں پہاڑ مذکور پر جاکر رہا کریں اور اقوام مری اور بگٹی کے حال چال کی نگرانی کیا کریں۔ لفٹنٹ سنڈیمن صاحب نے اپنی رہائش تابستان کے واسطے ایک اور پہاڑ منتخب کیا جو سنگھی سرور اور بارکھان کے درمیان واقعہ ہے۔ اس جگہ سے صاحب موصوف مردم کھتران اور نہر دار اور نیز اقوام مری و بگٹی کی نگرانی فرما سکتے تھے جناب سنڈیمن صاحب نے اس پہاڑ کو کرنیل منرو صاحب کمشنر و سپرنٹنڈنٹ ڈیرہ جات کے نام سے منسوب کر کے اس کا نام فورٹ منرو رکھا۔ اُن ایام میں فیمابین مردم مری فریق نمبر ۱ اور مردمان مزاری و دریشک فریق نمبر ۲۔ پورانی اور سخت عداوت تھی اور بنیاد دشمنی کا یہ تھا کہ جب سلطنت برطانیہ ملک پنجاب پر حکمرانی کرنے لگی اُن دنوں میں مردم مری نے سردار بجر خاں تمندار دریشک کو معہ چند نفر مقدمان تمن مزاری کے قتل کیا تھا۔ اس عناد دیرینہ کو رفع کرتے اور علاقہ مری میں آمدرفت کھولنے کی غرض سے لفٹنٹ سنڈیمن صاحب نے ایک ایسی تجویز نکالی جس سے اس کو پوری کامیابی حاصل ہوئی۔ اُنہوں نے سردار گزن خان مری کو اس امر پر مائل کیا کہ وہ ایک برادرزادی سردار امام بخش خاں تمندار مزاری سے اور ثانی تمندار دریشک سے شادی کر دیوے اس رشتہ داری کے ہو جاتے سے یہ تمنات آپسمیں ایک دوسرے کے دوست بن گئے اور

تمام طوارق اندرون پہاڑ مری آمد و رفت مسافران کے واسطے کشادہ ہو گئی۔ اس کے بعد لفٹننٹ سنڈیمن صاحب نے مری بگٹی اور کھتران کے پہاڑی علاقہ جات میں دورہ کرنا شروع کیا۔ اُن کا پہلا دورہ ۱۸۷۶ء میں ہوا تھا۔ ہرند اور درہ چھاچھر سے صاحب موصوف پہاڑ میں داخل ہوئے اور انہوں نے بذات خود بارکھان و کاہن و ڈیرہ بیبرک کا جو کھتران مری و بگٹی سرداران کے ہیڈ کوارٹر تھے ملاحظہ فرمایا۔ ڈیرہ بیبرک سے وہ روجہاں علاقہ ضلع ڈیرہ غازیخاں میں واپس گئے اس دورہ میں لفٹننٹ سنڈیمن صاحب کے ہمراہ کوئی ملٹری اسکورٹ نہ تھا۔ اُن کی اردل میں بلوچی سرداران ضلع ڈیرہ غازیخاں اور پہاڑی سرداراں مری و بگٹی و کھتران تھے اور پہاڑی سرداران نے خود بخود بڑے شوق سے صاحب ممدوح کے ہمرکاب جاکر اُن کو اپنے علاقہ جات کا ملاحظہ کرایا۔ اس دورہ میں بیس روز صرف ہوئے تھے۔ سامان خوراکی وغیرہ مطلوبہ صاحب بہادر شتران سواری پر ہمراہ تھا اور خیمہ جات کی ضرورت نہ ہونے سے کوئی شتران برداری دورہ مذکور میں ہمراہ نہ تھے ماجرائے ذیل اس موقعہ پر قابل اندراج ہے ایک روز اثناء دورہ میں بعد حاضری کے سامان اور خانساماں کو ایک راستہ سے منزل آیندہ کو روانہ کیا گیا اور لفٹننٹ سنڈیمن صاحب بہمراہیت سرداران بلوچیہ دوسرے راستہ سے مقام مذکور کی طرف روانہ ہوئے۔ منزل پر پہنچ کر معلوم ہوا کہ خانساماں اب تک وہاں نہیں آیا تھا اور غالباً راستہ بھول گیا تھا۔ نظر براں سرداران بلوچیہ نے سجّی (دنبے کا گوشت سالم ران آگ پر پکایا جاتا ہے اُس کو بلوچ لوگ سجّی کہتے ہیں) تیار کر کے سنڈیمن صاحب کو مہمانی دیا اور بجائے بسترے کے خشک گھاس پر اُنہوں نے رات کو استراحت فرمایا۔ لفٹننٹ سنڈیمن صاحب اس عرصے میں بلوچ لوگوں سے ایسے مِل جل گئے کہ وہ سواری اور اجلاس میں کبھی اکیلے نہیں ہوتے تھے ہمیشہ ایک بڑی تعداد بلوچوں کی اُن کے ساتھ رہتی تھی اور وے لوگ اُن کے روبرو بے تکلفانہ بات چیت کرتے رہتے تھے یہ امر محض لفٹننٹ سنڈیمن صاحب کے صاف دلی اور لوگوں پر توجہ اور مہربانی کی وجہ سے تھا کہ صاحب ممدوح ڈیرہ غازیخاں میں تشریف لانے کے تین سال بعد بدوں کسی خوف و خطر کے پہاڑوں میں پہاڑی قوموں کے ساتھ دورہ کر رہے تھے اور وہ پہاڑ ایسے تھے جو صدیوں سے باغستان تھے اور جہاں نیٹو لوگ بھی اپنی جان ہاتھ پر رکھ کر سفر کرتے تھے اس طریق سے ضلع ڈیرہ غازیخاں تمنات مری اور بگٹی کی بدی بدکاری سے محفوظ کیا گیا مگر اُن لوگوں کی لوٹ مار علاقہ جات سندھ اور کچھی میں بدستور جاری رہے۔ اس وقت حکام سندھ نے یہ سوال اُٹھایا کہ چونکہ مردم مری اور

بگٹی سرحد سندھ پر حکام سندھ سے دشمن تصور کیے جاتے تھے پس سرحد ڈیرہ غازیخان پر افسران پنجاب اُن کو کیونکر دوست قرار دے سکتے تھے۔ لفٹنٹ سنڈیمن صاحب نے جواب دیا کہ اگر حکام سندھ مردم مری اور بگٹی سے ایسا سلوک کریں جیسا کہ افسران پنجاب ضلع ڈیرہ غازیخاں اُن سے کرتے تھے تو وہ قومیں سرحد سندھ کو واردات سے بچانے کے لئے یقیناً ذمہ واری لے لینگے۔ حکام سندھ نے اس کے جواب میں تحریر کیا کہ تاوقتیکہ سرداران مری اور بگٹی اصالتاً حاضر ہو کر صاحب پولٹیکل سپرنٹنڈنٹ جیکب آباد کا سلام نہ کریں اور مال مسروقہ اور جانوران جو انہوں نے تھوڑا عرصہ ہوا علاقہ سندھ سے چوری کیے تھے واپس نہ کریں اور اپنے گذشتہ جرائم کی معافی نہ مانگیں تب تک ہم کو مصالحت کرنا مناسب نظر نہیں آتا۔ نظر براں بہ تعمیل ارشاد گورنمنٹ آف انڈیا کے لفٹنٹ سنڈیمن صاحب نے جواب عمدہ کپتان پر مترقی ہو گئے تھے پہاڑ میں داخل ہو کر سرداران مری و بگٹی کو اپنے ہمراہ لیا اور ان کو کرنیل فیر صاحب پولٹیکل سپرنٹنڈنٹ سرحد سندھ کی خدمت میں بمقام جیکب آباد لے گئے اور از راہ ترغیب و تحریص اُن سے مال مغروقہ واپس دلایا اور اُن سے عہد کرایا کہ وہ لوگ آئندہ علاقہ سندھ میں واردات نہ کرینگے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سرحد سندھ میں اب امن قائم ہو چلا اور مردمان مری اور بگٹی کو علاقہ جات سرکاری میں آمد و رفت کرنے کی اجازت مل گئی۔

۱۸۷۲ء میں بمقام کوٹ متھن علاقہ ڈیرہ غازیخاں ایک کانفرنس منعقد ہوا جس میں جناب مستطاب سر ہنری ڈیوس صاحب لفٹنٹ گورنر پنجاب اور سر ولیم میریودر صاحب کمشنر سندھ شامل ہوئے۔ اس موقع پر حکام سندھ نے ایک اور اعتراض اُٹھایا کہ تمنات مری اور بگٹی کا چونکہ دو مختلف صوبہ جات سے راہ راست تعلق تھا یہ امر خلاف پولٹیکل پالسی گورنمنٹ کے تھا بلکہ موجب نقصان کا تھا۔ مزید برآں اونہوں نے وجوہات دی کہ علاقہ سندھ اور کچھی بہ نسبت پنجاب کے مردم مری اور بگٹی کے پہاڑوں کے ساتھ پہلو بہ پہلو اور نزدیک تر واقعہ تھے اور نیز یہ کہ تمنات مری اور بگٹی رعایائے ریاست کلات رہ چکے تھے اور ریاست مذکور زیر اہتمام حکام سندھ کے تھے۔ پس انہوں نے یہ قرار دیا کہ کپتان سنڈیمن صاحب کا اُن اقوام سے بالا بالا خط و کتابت کرنا اور راہ و رسم پیدا کرنا ناواجب اور غیر مناسب تھا۔ کپتان سنڈیمن صاحب نے بہ نظر دوراندیشی اپنے پولٹیکل مدعا اور فائدہ کے اس بات کو منظور کر لیا کہ درباب تعلقات پہاڑی فرقہ جات مذکور کے وہ صاحب پولٹیکل سپرنٹنڈنٹ سرحد سندھ متعینہ جیکب آباد کے ماتحت

سمجھے جاویں۔ اس صورت میں اُن کو بعد ازیں علاوہ منصبی کام عہدہ ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازیخاں کے جیکب آباد میں جانے اور کرنیل فیر صاحب کو مدد دینے کے بہت دفعہ ضرورت پڑی۔ اور کرنیل صاحب موصوف اب اکثر امور میں کپتان سنڈیمن صاحب سے اتفاق رائے کرنے لگے ۱۸۷۱ء میں جب کرنیل فیر صاحب نے چھ ماہ کی رخصت پر جانے کا ارادہ کیا انہوں نے رپورٹ کیا کہ کپتان سنڈیمن صاحب اُن کی جگہ قائم مقام مقرر کئے جاویں۔ سر ولیم میریوویدر صاحب نے ان ایام میں شاہ غاسی ولی محمد وزیر ریاست کلات اور سرداران برہوی کو بغرض فیصلہ اُن کے باہمی تنازعات کے بلایا تھا۔ اور اس عرصہ میں کپتان سنڈیمن صاحب کو اصلیت تنازعات مابین خانصاحب والی کلات اور سرداران برہوی کے بذریعہ مردمان مری کے پوری ماہیت حاصل ہوگئی تھی کیونکہ مّن مری کا علاقہ صرف کچھی تک نہیں بلکہ حدود خراسان تک پہنچتا تھا اور اس لئے اُن کو جلہ تکرار رہا مردم براہوی اور ریاست قلات سے مکمل آگاہی رہتی تھی مزید براں باغی براہوی لوگ پہاڑ مردم مری میں پناہ گزیں تھے اور مریوں کو ساتھ لیجا کر کچھی وغیرہ اضلاع ریاست میں لوٹ مار کیا کرتے تھے۔ بہ تعمیل حکم مجریہ گورنمنٹ پنجاب اور حسب الطلب کرنیل فیر صاحب کے کپتان سنڈیمن صاحب بمقدمہ صدر سر ولیم میریوویدر صاحب کو مشورت دینے کے واسطے جیکب آباد تشریف لے گئے۔ کپتان سنڈیمن صاحب کا یہ رائے تھا اور کرنیل فیر صاحب کا اُن سے اتفاق تھا کہ برٹش گورنمنٹ والی کلات اور سرداران براہوی کے درمیان ثالثی کرے اور اُن کے تنازعات کو فیصلہ کرکے ان کے اپنے اپنے حقوق کو جو نصیر خان کلان و خورد کے وقت سے بلحاظ قدیمی رواج و رسم کے اُن کو حاصل تھے بحال کریں۔ ایسا کرنے سے اُن کے باہمی تنازعات اور بدی بدکاری مسدود ہو جاویگی۔ ریاست کلات میں امن اور آرام قایم ہو جاویگا اور قافلہ جات کی آمد و رفت کھل جاویگی۔ مگر سر ولیم میریوویدر نے اس مشورہ کی قدر نہ کی اور دربار عام میں اعلان دیا کہ گورنمنٹ پنجاب نے محض ایک لڑکے کو اُن کے پاس مشورہ دینے کے واسطے بھیجا تھا۔ لیکن اُن کو اُس کے مشورہ کی ضرورت نہ تھی۔ سر ولیم میریوویدر نے کپتان سنڈیمن صاحب کو حکم دیا کہ اپنے ضلع کو واپس چلے جاؤ اور چوبیس گھنٹہ کے اندر جیکب آباد سے کوچ کرو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بلحاظ عمر اور عہدہ کے بمقابلہ سر ولیم میریوویدر کے کپتان سنڈیمن صاحب ایک لڑکا تھا مگر بقول شیخ سعدی شیرازی۔ بزرگی بہ عقل است نہ بسال۔ کپتان سنڈیمن صاحب کو معاملات سرحدی میں بہت سے ادراک تھا اور کوئی دیگر عہدہ دار اُن کے برابر واقفیت

نہ رکھتا تھا چونکہ سر ولیم میر یودر صاحب ریاست قلات کے چارج میں تھے اس لئے تعمیل
حکم اُن کو اپنے ضلع میں واپس چلے جانے کے سوائے کوئی اور چارہ نہ تھا۔ کپتان سنڈیمن
صاحب سے جو سلوک سر ولیم میر یودر صاحب نے کیا۔ اُس سے سردار امام بخش خان
مزاری و دیگر سرداران بلوچیہ و عہدہ داران کو جو اُن کے ہمرکاب تھے بہت رنج ہوا۔ مگر
کپتان سنڈیمن صاحب نے اُس کی مطلق پرواہ نہ کی بلکہ یہ فرمایا کہ آخر کار راستی غالب
آویگی اور ایک دن معاملات سرحدی اُن کو سپرد کئے جاوینگے۔ کرنیل فیر صاحب نے جو
جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کپتان سنڈیمن صاحب سے اتفاق رائے رکھتے تھے یہ
دیکھ کر کہ سر ولیم میر یودر صاحب نے عہدہ دار پنجاب کی رائے پر کم توجہی کی ہے اپنے
عہدہ پولٹیکل سپرنٹنڈنٹ سرحد سندھ سے استعفا دیدیا۔ سر ولیم میر یودر نے پھر خانصاحب
والیئے قلات اور سرداران بروہی کے تنازعات فیصلہ کرنے کی کوشش بلیغ کی مگر
اُس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بغاوت اور شر و فساد کی آگ تمام بلوچستان میں بھڑک اُٹھی
کپتان ہیرلین صاحب برٹش ایجنٹ متعنہ قلات جیکب آباد میں واپس بولائے گئے
اور شاہ غاسی ولی محمدؐ وزیر ریاست قلات کو جس نے فیصلہ نامہ سر ولیم میر یودر صاحب پر
منجانب خانصاحب والیئے قلات دستخط کیا تھا عہدہ وزارت ترک کر کے جیکب آباد
میں پناہ گزیں ہونا پڑا۔ اور سرداران بروہی مری وغیرہ پہاڑوں میں چلے گئے اور
وہاں سے علاقہ ریاست پر واردات لوٹ مار کرنے لگے۔ صاحب بہادر کمشنر سندھ نے
جب دیکھا کہ اُن کی پالیسی باوجود کوشش بلیغ کے کارگر نہیں ہوئی۔ اور بلوچستان
میں امن قائم کرنے کا کوئی دیگر ذریعہ نہیں رہا انہوں نے گورنمنٹ آف انڈیا کو درخواست
کیا کہ فوجی امداد اُن کو دیجاوے تا کہ وہ ملک بلوچستان پر چڑھائی کریں اور بزور شمشیر
وہاں امن قائم کریں۔ فوج کے ذریعہ چڑھائی کرنے میں جو جو تکالیف اور اخراجات
ہوا کرتے ہیں سب لوگ جانتے ہیں۔ گورنمنٹ آف انڈیا نے دو سال تک اُن کی
درخواست کا کوئی محقق جواب نہ دیا اور معاملہ ہذا کو زیر تجویز رکھا۔ اس عرصہ میں رعایائے
بلوچستان نے علاقہ سرکار میں آمدرفت بند کر دی اور برٹش رعایائے کو علاقہ ریاست
میں جانے کی جرأت نہ ہوتی تھی اس وجہ سے پہلے کی نسبت اِن دو سالوں میں
بلوچستان کی حالت بدتر ہو گئی اور مردم مری نے درہ بولان میں ایک بڑا قافلہ جو

قندھار سے آ رہا تھا حملہ کر کے لوٹ لیا اور امیر صاحب افغانستان نے اُس کے بارے میں سرکار برطانیہ کو تحریر فرمایا اور ان کے انتظام پولیٹیکل کے کمزور رہونے کا شاکی ہؤا۔ چونکہ کپتان سنڈیمن صاحب کو شروع سے ہمیشہ یہ شوق تھا کہ اس سرحد کا انتظام اُنکے سپرد ہووے اسلئے انہوں نے بذریعہ مری جاسوسوں کے تمام حالات ریاست قلات حاصل کرنے کی کوشش کی اور ایک مرتبہ جیکب آباد میں جب اُنہوں نے سردار بخت بار خاں نواب بیوی سے ملاقات کی تھی سردار مذکور اور نیز سردار امام بخش خاں مزاری حالات بلوچستان معلوم کرنے کے ذریعہ بن گئے تھے کپتان سنڈیمن صاحب اکثر فرمایا کہتے تھے کہ اب ہم کوئٹہ اور قلات کی طرف جاوینگے اور برٹش ایجنسی وہاں قائم کرینگے۔ اُسوقت ظاہراً یہ امر ایک خام خیال معلوم ہوتا تھا کیونکہ یہ نہایت نازک اور مشکل کام تھا مگر شیخ سعدی نے فرمایا ہے ؎ مشکلے نیست کہ آساں نشود۔ مرد باید کہ ہراساں نشود۔ کپتان سنڈیمن صاحب پُرحوصلہ اور مستقل مزاج تھے اور چاہے کتنی مشکلات پیش آویں وہ ناامید اور بے دل نہ ہوتے تھے اور یہ محض اُن کے استقلال کی وجہ تھی کہ وہ آخرکار اپنی کوششوں میں کامیاب ہوئے۔

گورنمنٹ آف انڈیا کو اسوقت بلوچستان کے معاملات فیصلہ کرنے کا بہت فکر تھا اور اخراجات اور مشکلات کا سوال تو درکنار رہا گورنمنٹ بلحاظ نازک تعلقات ہمراہ امیر افغانستان کے قلات پر فوج بھیجنا بالکل ناپسند کرتی تھی فوج کے بھیجنے میں اس امر کا خوف تھا کہ امیر شیر علی خاں گورنمنٹ آف انڈیا سے بے اعتبار ہو جائیگا اور رعایا بلوچستان اپنی جان بچانے کے واسطے علاقہ افغانستان میں بھاگ جاویگی۔ پس اور کوئی چارہ نہ دیکھ کر گورنمنٹ آف انڈیا نے کپتان سنڈیمن صاحب کو جو معاملات بلوچستان سے بڑی واقفیت رکھتے تھے شملہ میں بُلایا۔

کپتان سنڈیمن صاحب اُس وقت پنجاب فرانٹیر کے چارج میں تھے اور اچھے خدمات کے واسطے ان کو سی۔ ایس۔ آئی کا تمغہ دیا گیا تھا۔ بعد بحث کے صاحب گورنر جنرل اِن کونسل نے بتاریخ ۱۲۔ اکتوبر ۱۸۷۵ء ایک ریزولیوشن حسب ذیل پاس فرمایا کہ کپتان سنڈیمن صاحب براہ پہاڑ مری قلات کو جاویں اور بعد دریافت کے گورنمنٹ آف انڈیا کو رپورٹ کریں کہ کس طریق سے خان قلات اور سرداران

بروہی کے درمیان صلاحیت ہو سکتی ہے اور کیونکر درہ بولان اور راستہ تھل چوٹالی آمدورفت سوداگران کے واسطے کشادہ رہ سکتے ہیں چونکہ بلوچستان کا پولٹیکل چارج سر ولیم میری ویدر صاحب کے سپرد تھا اس لئے کپتان سنڈیمن صاحب بہ ایام سپیشل ڈیوٹی ہذا کے کمشنر صاحب صوبے سندھ کے زیر دست تعینات کئے گئے۔ کپتان سنڈیمن صاحب پہلی مشن پر بتاریخ ۲۳ نومبر ۱۸۷۵ء روانہ ہوئے۔ اور براہ ہرند درہ چھاچھر سے پہاڑ میں داخل ہوئے۔ ان کا اسکورٹ حسب ذیل تھا۔

سواران چہارم پنجاب کیولری زیر کمان کپتان والئے صاحب جو بعد میں میجر جنرل والی صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان ہوئے ہیں۔ پلٹن زیر کمان ایک نیٹو افسر لعہ۔ ڈاکٹر ٹامسن صاحب سرجن۔ سرداران بلوچی ضلع ڈیرہ غازیخان اور پہاڑ بموجب ذیل صاحب ممدوح کے ہمرکاب تھے:-

سردار امام بخش خان مزاری معہ دوصد سوار۔ سردار جمال خان لغاری معہ دوصد سوار لعہ پیادہ۔ سردار غلام حیدر خاں گورچانی معہ ساٹھ سوار و للعہ پیادہ۔ سردار میرن خاں دریشک معہ لعہ سوار و للعہ پیادہ۔ سردار غلام حیدر خاں لنڈ معہ ماء سوار و سعہ پیادہ۔ سردار سکندر خاں کھوسہ معہ ہعہ سوار و لعہ پیادہ۔ سردار مزار خاں لنڈ معہ عہ سوار۔ میران کا صہ سوار سامہ پیادہ سرداراں پہاڑی۔ سردار مہر اللہ خاں مری مالہ سوار۔ سردار غلام مرتضٰے خاں بگٹی ءعہ سوار سردار بلوچ خاں کھتران نعہ سوار۔ سردار قادر بخش کھتران لعہ للعہ سوار۔ کلمیزان الماسے سوار و سنانٹ ٣ پیادہ۔ عملہ دفتر حسب ذیل ہمراہ صاحب موصوف تھا۔ ۱۔ منشی ہتو رام سپرنٹنڈنٹ ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازیخاں جو اب رائے بہادر ہتو رام سی۔ آئی۔ ای۔ پنشنخوار اگسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بلوچستان ہیں اور ۲ دیوان گنپت رائے کلرک محکمہ ڈپٹی کمشنر صاحب موصوف جو اب دیوان گنپت رائے سی۔ آئی۔ ای اگسٹرا اسسٹنٹ کمشنر انچارج ضلع سبی ہیں۔

ملازمان نج کے میان (اب خانصاحب) احمد بخش خانساماں جو مسٹر بخش کے نام سے مشہور ہے۔ اور جو ہندوستان بھر میں انتظام بندوبست کھانا کے واسطے شہرت رکھتا ہے صاحب ممدوح کے ساتھ تھا۔ اور صاحب بہادر کے وفات تک اُن کی خدمت میں رہا۔ مصنف کتاب ہذا نے اس مشن کے متعلق ایک ڈائری رکھی تھی اور اس کو واسطے ملاحظہ کے ذیل میں درج کیا جاتا ہے اُس سے معلوم ہوگا اس وقت ملک کی کیسی حالت تھی۔ مشن کو کیونکر کامیابی حاصل ہوئی۔

کیونکر تنازعات فیمابین خانصاحب والی قلات و سرداران براہوی فیصلہ ہوئے۔ اور درہ بولان کس طرح کشادہ کیا گیا اور ملک میں کیسے امن قائم ہوا +

یادداشت ڈائری دورہ کوہستان از ابتداء

تاریخ نام مقام تعداد یوم تعداد فاصلہ کیفیت

۱۹ نومبر ڈیرہ غازیخان سے کوٹ چھٹہ ۱ ۱۵ میل۔ سڑک ضلع پر ایک ڈاک بنگلہ ہے۔

۲۰ نومبر گینہٹر ۲۵ رر حاضری چوٹی۔ شام کو گینہٹر شب باش ہوئے جہاں ملٹری پوسٹ سرحد ضلع ڈیرہ غازیخاں کا تھا۔

۲۱ نومبر۔ ہڑند۔ ا۔ ۱۵ میل۔ ایک پورانہ قلعہ جہاں عملداری سکھاں ہیں واسطے انتظام سرحد کے بڑی فوج رہتی تھی۔ اب بھی ملٹری پوسٹ وہاں ہے۔

۲۲ نومبر۔ درکھوکھ۔ ا۔ ۱۰ میل۔ ہڑند سے روانہ ہوکر تھل وزیر پر آئے براہ پھتوک داخل رہ چھاچڑ ہوئے۔ درکھوکھ تھل اور چاچڑ میں ایک چشمہ پانی کا ہے یہ چشمہ مدام رہتا ہے ایک بڑا بھاری تالاب ہے جس میں پانی بے انتہا ہے وجہ تسمیہ درکھوکھ کا یہ ہے کہ بلوچی زبان میں درکھوکھ کودنے والا کو کہتے ہیں اس موقع پر صورت حال رود کا ایسا ہے کہ پانی بڑے زور سے کود کر اس تالاب میں پڑتا ہے۔ گھاس لکڑی بہت ہے اور میدان واسطے قیام گاہ لشکر کافی ہے راستہ صاف ہے لیکن بعضے بعضے جگہ تھوڑے پتھر ہیں + درگری سے براہ چاچر بالکل رستہ صاف ہے۔

۲۳ نومبر ۱۸۷۵ء۔ لوٹبہ۔ ا۔ ۷ میل درکھوکھ سے لوٹبہ تک نل چاچر میں جانا ہوتا ہے سڑک بنی ہوئی ہے صرف تھوڑی سی مرمت طلب ہے پانی چاچڑ میں بہت تھا اور لوٹبہ کا بھی کافی تھا گھاس لکڑی عام ہے میدان فراخ ہے۔

۲۴ نومبر۔ بیت بخشہ۔ ا۔ ۱۵ میل۔ لوٹبہ سے بھی سڑک بنی ہوئی ہے جو واسطے آسائش قافلہ جات سوداگری بحکم کپتان سنڈیمن صاحب بہادر بنائی گئی تھی لیکن بسبب بارش بعضی بعضی جگہ مرمت طلب ہے ایک بڑا وڈپہاڑ کا ہے اس موقع پر اترائی چڑائی ہوتی ہے لیکن وہ تودہ مٹی کا ہے تھوڑی محنت سے درست ہوسکتا ہے قیام گاہ پر پانی گھاس لکڑی عام ہے یہ موقعہ بھی رود چاچڑ میں ہے پانی چاچڑ کا تھوڑا سا نمکین ہے تاثیر میں عمدہ ہے۔

۲۵ نومبر ۱۸۶۵ء - کہلجات - ایوم - ۱۴ میل - تبیٹ بخشہ سے کہلجات تک برابر زمین ہے کچھ انزائی چڑھائی نہیں نہ پہاڑ ہے قیام گاہ پر گھاس لکڑی عام ہے میدان فراخ ہے۔

۲۶ نومبر - چھٹہ سہٹہ - ایوم - ۱۳ میل - کھلجات سے روانہ ہو کر بمقام منزلگاہ پہنچے رستہ صاف ہے توپ وغیرہ اسباب بخوبی چل سکتا ہے منزلگاہ پر گھاس لکڑی وغیرہ عام ہے پانی کا چشمہ رود میں ہے یہ پانی رود چاچڑ میں جاتا ہے یہ موقعہ کوہ کپ کے نیچے واقعہ ہے اس سے بفاصلہ تخمیناً تین میل بجانب شمال ایک جگہ کا نام گڈر پہر ہے وہاں پانی بھی موجود ہے۔ اس موقعہ پر حد گورچانی اور بگٹی و مری شامل ہوتی ہے یعنے اُس موقعہ سے بجانب جنوب بگٹی اور مشرق گورچانی اور کوہ کپ کے پار مغربی طرف سرحد تمن مری کی ہے واضح ہو کہ جس زمانہ میں سابق اس سے آمدرفت قافلہ جات کا علاقہ ہڑند و راجنپور سے طرف کچھی و قلات جاری تھا نب یہاں تک پہنچانا قافلہ جات کا گورچانی کے ذمہ پر تھا بعد اُس کے سجیانی کچھ تک بگٹی لے جاتا تھا اُس کے بعد مری۔ اپنی اپنی حدود تک ہر ایک تمن بدرقی لیتا تھا سونگ ہر ایک کے واسطے علیحدہ علیحدہ مقرر تھا۔

۲۷ لغایت ۳۰ نومبر - چوکی ہٹہ - ۴ یوم - ۱۵ میل - راستہ صاف ہے صرف ایک چھوٹا سا کہنڈک ہے اُس پر اُترائی چڑھائی ہوتی ہے۔ اسباب بخوبی چل سکتا ہے منزلگاہ زمین پاٹ میں واقعہ ہے اس جگہ سے تھسّو اور مرو بفاصلہ تخمیناً دس کوس اور ڈیرہ بیرگ ۱۵ کوس ہوگا منزلگاہ پر لکڑی عام ہے گھاس کچھ تھوڑا ہے پانی عام ہے چشمہ جاری ہے بباعث بارش باراں یہاں زیادہ مقام ہوا۔ پاٹ کی زمین لائق آبادی ہے بارش سے آباد ہو سکتی ہے۔

یکم دسمبر ۱۸۶۵ء - کالہ کھوہا - ایوم - ۱۵ میل - جب منزلگاہ سے روانہ ہوئے اول بمقام سجیانی کچھ پہنچے یہاں تک سرحد بگٹی کا ہے بعد اس کے سرحد مری شروع ہوتی ہے یہ جگہ اوپر رستہ کہان و ڈیرہ بیرگ واقعہ ہے جب تمنات مری اور بگٹی ایک دوسرے پر لشکر کشی کرتے تھے تب اس موقعہ پر آکر لشکر ٹھہرتا تھا اور گوشت سجّی کرتے تھے اس سبب سے اس موقعہ کا نام سجیانی کچھ مشہور ہو گیا گھاس اور لکڑی اور پانی بہت ہے اور اس موقعہ سے چھٹہ سہٹہ چار کوس ہوگا۔ اس جگہ سے روانہ ہو کر کالہ کھوہا میں پہنچے برابر زمین اور راستہ ہے کالہ کھوہا میں ایک چشمہ پانی کا ہے وہاں ڈیرہ ہوا گھاس لکڑی بہت ہے کالا کھوہا کا وجہ تسمیہ یہ ہے کہ چشمہ پانی بمثل کنواں کے ہے اور پانی سیاہ ہے اس سبب کالا کھوہا مشہور ہو گیا۔

۲ و ۳ ؍ ۔ کہان ۔ ۲ یوم ۔ ۸ میل ۔ یہاں سے کہان سیدھا مغرب کی طرف ہے یہ موقعہ خاص مسکن گاہ تمندار مری کا ہے جلب خان سوتر تمندار مری معہ چند سواران بمقام کالا کھوبا حاضر ہوگیا تھا جب دائرہ دولت آقائے نعمت کہان پہنچا گزنخان تمندار مری و مہراللہ خاں و شیر محمد خاں وغیر برادران و مقدمان و معتبران تمن خود حاضر ہو کر استقبال کیا اور چند گوسفنداں بطریق مہمانی بخدمت صاحب ممدوح نظر گذاری ۔ اور گھاس او لکڑی کے دینے میں بھی مدد دیا پہلے دن صرف ملاقات ہوتی رہی دوسرے دن دربا بندوبست درہ بولان و حفاظت کچھی تمندار مذکور سے صلاح ہوئی تمندار مستعد پایا گیا ۔ اس نے کہا کہ اگر بموجب رسم قدیم خانصاحب ہمارا حق جاگیر بحال کر دیوینگے اور صلح کرینگے ہم منظور کرینگے اور حتی الامکان اپنے لوگوں کو ملک کچھی اور بولان سے روکینگے ۔ لیکن خانصاحب کا اپنا گھر بگڑا ہوا تھا کہ اقوام بروہی سے سلوک نہیں اقوام بروہی وغیرہ رعایا خانصاحب خود راہبر ہو کر ملک خانصاحب کو غارت کراتے ہیں گزن خان خود بسبب علالت طبع ہمراہ نہ ہوا لیکن مہراللہ خاں برادر اپنے کو معہ میر ہزار سوتر وغیرہ معتبران ہمراہ دیا اور مختار نامہ خود بنام مہراللہ خاں تحریر کر کے دیدیا ۔

۴ دسمبر ۔ نل وف ۔ ا یوم ۔ ۱۱ میل ۔ کہان سے روانہ ہوئے بفاصلہ تخمیناً دو میل ایک جگہ ایک چڑھائی پہاڑ کی ہے اُس کو پوزیر وڈ کہتے ہیں پوزیر سردار مری کا تھا اس کی قبر اس وڈ پر ہے اس سبب اس موقعہ کا نام پوزیر وڈ رکھا گیا چنانچہ وہ قبر ظاہرا موجود دیکھی گئی ہے اس موقعہ کے گرداگرد بجانب جنوب و غرب چند لبنیات مردمان مری کی ہیں ۔ اُس سے آگے براہ رود نل چلے آئے رود میں پانی جاری تھا اور پتھر بھی تھے بموقعہ نل دف یعنی جہاں سے رود نل شروع ہوتا ہے مقام کیا یہ راستہ اچھا تھا مگر پتھر تھا گھاس لکڑی عام ہے علاوہ اس سے براہ رود نل برابر شدہ رستہ زمین کا ہے مگر بباعث کثرت زراعت اس رستہ سے گذر ہوا کہ مذفت سے کوئی جگہ فارغ نہ تھی ۔

۵ دسمبر ۔ ڈاہو ۔ ا یوم ۔ ۱۸ میل ۔ یہاں سے براہ پھٹوک چلے کسی جگہ اُترائی اور کسی جگہ چڑھائی تھی ادھر اُدھر مری لوگ کی لبنیات بھی تھیں کہ مال چرائی کرتے تھے ۔ اول ایک جگہ لشی میں پہنچے پانی گھاس لکڑی تھا مگر منزلگاہ سے صرف آٹھ میل ہوگا پھر وہاں سے روانہ ہو کر بمقام رود ڈاہو ڈیرہ ہو ۔ رود ڈاہو میں پانی لکڑی سب کچھ بہت تھا گھاس کی البتہ

قلت ہے۔ یہ رود ڈاہو اس موقعہ کے اردگرد شروع ہو کر طرف جنوب روانہ ہوتی ہے جو رود لہری میں شامل ہوتی ہے۔

۶ دسمبر ۱۸۷۵ء۔ مہیسی۔ الیوم۔ ۱۰ میل۔ ڈاہو سے جب روانہ ہوئے قریب چار پانچ میل تو ج پر چلنا ہوا۔ ایک موقعہ پر بڑا غار تھا جس کے دونو طرف پہاڑ بیچمیں بطور نالہ کے جاتا تھا طول بڑا لمبا تھا قریب پانچ چھ میل ہوگا اور عرض میں بقدر للعہ فٹ ہوگا عمق قریب دو سو گز بلوچ لوگوں میں مشہور ہے کہ ایک بلوچ کسی عورت پر عاشق تھا ایک طرف عورت بیٹھی تھی دوسری طرف مرد عورت و مرد دونو چار چشم ہوئے اور آپسمیں بات چیت کرنے لگے غلبہ شوق سے مرد چھال مار کر عورت کے پاس پہنچ گیا بعد ملاقات واپس کودا غار میں گر کر فوت ہو گیا اس موقعہ کا نام عاشق وڈ مشہور ہے پھر ایک چھوٹی سی لائی اوتر کر رود میں داخل ہوئے اس رود کا نام گانڈار ہے یہ بھی رود نیچے کہان کے چلتی ہے۔ پھر داخل رود لہری ہوئے تھے تھوڑا سا کالا پانی رود میں جاری ہے رود کے تل میں چلتے چلتے منزل پر پہنچے گھاس عام موجود تھا۔ حتیٰ کہ کمپ کے موقع کا گھاس تمام کمپ کیواسطے مکتفی بلکہ زیادہ تھا لکڑی بھی عام اور پانی کافی اور شیریں اور یہ تمام رستہ بنام گانڈار مشہور ہے دوسرا راستہ چاکر تہک کا ہے جو کہاں سے کٹ منڈائی کو جاتا ہے۔ وہ راستہ بہ نسبت اس راستہ کے کچھ مشکل ہے کہ پتھر زیادہ ہے اور ایک موقعہ پر تنگ ہے اسواسطے چاکر تہک مشہور ہے کہ بلوچی میں تنگ کو تہک کہتے ہیں۔

۷ دسمبر۔ ترا اتھانی یا گزی کنڈ۔ الیوم۔ ۱۵ میل۔ مہیسی سے برابر تل رود میں چلے آئے رستہ صاف اور ہموار ہے تھوڑا سا پتھر رود میں ہے پانی بھی چند موقعوں پر اسی رود کا آتا ہے پانی پینے میں شیریں ہے۔ موقعہ رود سے بفاصلہ ایک میل ہوگا رود بجانب جنوب چلی جاتی ہے ہم لوگ ایک کھنڈ میں ٹھیرے جو وہاں درختاں لئی کے ہیں اس سبب گزی کنڈ بولتے ہیں کہ بلوچی میں لئی کو گز بولتے ہیں اس موقعہ پر گھاس لکڑی بہت تھا پانی کا ایک چشمہ ہے مگر کچھ نمکین۔ اتفاقیہ ایک ٹوبہ پانی بارش کا بھرا ہوا تھا شیریں اور مصفےٰ اور اس سے سب لشکر کو فیض پہنچا۔

۸ دسمبر۔ ڈوکو۔ الیوم۔ ۱۵ میل۔ ترا اتھانی سے بجانب غرب مائل جنوب روانہ ہوئے قریب سات یا آٹھ میل پہاڑ ہے مگر رود کے تل میں چلنا پڑا کچھ پتھر ہیں بعد اس کے زمین پر پہنچ گئے ایک وسیع میدان ہے گھاس عام ہر قسم کا گھاس ہے اور زمیں لائق آبادی

ہے مگر بہ سبب غارتگری اقوام مری کے ویران ہے اسی زمین پر چلتے ہوئے شہر مل میں پہنچے خاص شہر سے بفاصلہ ایک میل بجانب شمال گذر ہوا مل سے بفاصلہ پانچ چھ میل ایک تالاب پانی کاتل رود میں واقع ہے اُس چشمہ کا نام ڈوکو کنڈ ہے وہاں ڈیرہ ہوا۔ پانی عام اور شیریں تھا۔ گھاس بھی عام لکڑی بھی کافی۔ تلے یہاں سے بجانب غرب بفاصلہ چار پانچ میل ہوگا یہ لمبا میدان زمین کا بقدر تیس ۳۰ میل طول اور ۱۵ میل عرض ہوگا۔ سب متعلق مل اور تلی کے ہے۔ زمین سب لایق آبادی کے ہے گھاس اعلےٰ قسم کا ہے لکڑی بھی بہت ہے بہ لحاظ مردمان مری نہ مال چرائی نہ آبادی ہوسکتی ہے۔

واضح ہو کہ اگرچہ مل اور تلی متعلق سیوی کے ہیں سیوی سرحد امیر صاحب بہادر والئے قندھار ہے امیر صاحب بہادر بطور مشخصہ عہ ررر روپیہ سالانہ محصول سیوی بمعہ مل و تلی لیتا ہے مگر تلی اور مل کے لوگ کچھ قدرے حصہ پیداوار کا بنام بہوتاری یعنی سرداری کے گزن خاں تمندار دار کو بھی دیتے ہیں کیونکہ مری اِن دیہات پر نہایت غالب ہے اگر یہ لوگ کسی سال میں مری کو کچھ حصہ آمدنی کا نہ دیویں تو وہ فوراً نقصان پہنچاتا ہے چنانچہ چند دفعہ ان دیہات کو غارت کیا و نقصان پہنچایا جب سے حصہ بہوتاری کا لیتا ہے اب آرام ہے تمن مری جب غارتگری کے واسطے شہر حاجی و بہاگ وغیرہ دیہات کچھی پر لشکر کشی کرتا ہے اس راستہ سے جاتا ہے اور بعد غارتی کے بھی جب واپس آتا ہے ڈوکو کند پر شب باش ہوتا ہے اس موقعہ تک مری اپنی سرحد تصور کرتا ہے اس مقام پر سردار ملا محمد خاں رئیسانی سردار سراوان بروہی بمعہ تخمینا ۵۰ سوار معتبراں خود بخدمت صاحب بہادر حاضر ہو کر مشرف سلام ہوا۔

۹ لغایت ۱۲ دسمبر۔ پورانہ سیوی۔ ۴ یوم۔ ۱۲ میل۔ واضح ہو کہ سردار ملا محمد خاں گذشتہ تاریخ حاضر ہوگیا تھا بروقت کوچ ہمراہ ہوا۔ بمقام کنارہ رود ناری سرحد سیوی کے مقام ہوا۔ راستہ میں آبادی جوار کی بہت پائی گئی موقعہ منزلگاہ نہایت عمدہ موقعہ تھا کہ کنارہ رود جس میں بقدر تین فٹ پانی جاری تھا اسی رود کا نام بہاگ ناڑی ہے یہ رود بورہ اور نل چوٹالی سرحد افغانستان سے آتی ہے اور برابر شہر بہاگ تک جاتی ہے گھاس لکڑی عام تھا۔ جنگلی گھاس بھی مل سکتا تھا مگر گھاس جواری کا عام اور ارزاں تھا اس قدر تھا کہ زراعت کار لوگ اس کو کاٹ کر جمع نہیں کرتے تھے صرف خوشہ ہا کاٹ کر جانور مال گاوی اُس میں چھوڑ دیتے ہیں۔ پہلے دن صرف

ملاقات ہوتی رہی دوسرے دن الهذبنه سردار کرد وڈیرہ شادیخان بنگل زئی اور محمد سید خان
محمد شاہی سردار وغیرہ معتبران بروہی سرابان جمع ہوئے دربار عام میں ملاقات ہوئی صاحب بہادر
نے ان کو منشاء گورنمنٹ عالیہ ہند سے درباب کشایش راستہ بولان اور تصفیہ تنازعات
فیمابین اقوام بروہی اور مری وغیرہ مطلع کیا سرداران بروہی نے مدد دہی کشائیش راستہ بولان منظور
کیا لیکن عرض کیا کہ فیمابین خانصاحب والئے قلات اور ہم لوگوں کے مدت سے تنازعہ ہے چنانچہ
اب بھی ہم لوگ بسبب حق تلفی خود لاچار آمادہ فساد تھے جب تک ہم لوگوں کا تصفیہ خانصاحب
سے نہ ہووے تب تک سوداگری بولان کی بے خوف نہیں کھل سکتی۔ پہلے ہمارا تصفیہ کرایا جاوے
چنانچہ ان لوگوں نے درخواست تحریری پیش کیا۔ جو صاحب بہادر نے لے لیا۔ اور صلاح
ہوئی۔ کہ امام بخش خاں تمندار مزاری و جمال خاں تمندار لغاریاں پاس خانصاحب والئے قلات
بھیجے جاویں۔ خانصاحب سے اس باب میں گفتگو کریں نیز اُن کا منشاء درباب مدد دہی کشادیش
بولان وغیرہ دریافت کریں۔ بتحریر مراسلہ موسومہ خانصاحب۔ ہر دو تمنداران مذکور بالا قلات
بھیجے گئے نیز سرداران سرابان نے کہا کہ تاظہور نتیجہ ہم اپنے لوگوں کو بدی بدکاری سے روکینگے۔
خانصاحب کو بھی لکھا جاوے کہ وہ روکیں۔ اس امر سے بھی خانصاحب کو اطلاع دیا گیا۔
۱۱ تاریخ ہر سہ صاحبان بہمراہی سرداران بطور سیر کناں پورانہ سیبوی اور کرگ میں تشریف لے گئے
سیر ملک کیا اور سردار محمد خاں و شیر زماں خان باروزئی سردار سیبوی کو اُن کے مکان پر قدم رنجہ
فرمانے سے سرفراز کیا۔ سرداران موصوف نہایت خوش ہوئے اور صدق دل سے کچھ گوشت
بختہ کباب اور چند گوسفنداں بطریق مہمانی پیش کی کہ منظور ہوئی دیکھنے سے ایسا پایا گیا کہ زمین
سیبوی نہایت زرخیز اور عمدہ تھی نالجات و اب جو نہر بھاگ ناری سے جاری۔ زراعت ہر قسم
ربیع و خریف دونو ہوتی ہیں۔ علاقہ سیبوی کا باتفاق ہر دو سرداران باروزئی اور سردار ملا محمد خان
کے پنجہ مری سے فی الجملہ محفوظ پایا گیا کیونکہ سردار ملا محمد خاں گزن خان تمندار مری سے دوستی رکھتا
ہے مری بھی سردار ملا محمد خاں سے شرم کھاتے ہیں کہ وہ بروہی کا بڑا امیر اور قدیمانہ خاندان ہے جب
وہ اپنے رتبہ پر قائم تھا تب نہایت معزز تھا اب وقت زدہ ہے اور مری کو ایسا کہتا ہے کہ میں
تمہاری ہمسائگی میں آگیا ہوں پس ننگ بلوچی واجب ہے اس سبب سے مری ان کیساتھ
متفق اور غمگسار پائے گئے۔ البتہ فیمابین اقوام یعنی رعایا باروزئی و خجک لوگوں کے سخت دشمنی
تھی چند معتبران باروزئی و خجک ایک دوسرے کے ہاتھ سے قتل ہوئے ہیں بلکہ سردار بختیار خان

کا بیٹا بھی خجک کے ہاتھ سے قتل ہوا ہے گاؤں خجک و کرک ایک دوسرے سے قریب تین چار میل پر ہیں مگر آپسمیں سخت دشمنی ہے اسواسطے یہ ملک پورے طور آباد نہیں ہو سکتا اگر اس ملک میں امن ہو جاوے تو نہایت ترقی کر سکتا ہے اس علاقہ میں مری کا بہت لحاظ ہے کہ اکثر چور مری کے اس علاقہ میں پھرا کرتے ہیں۔

۱۳ دسمبر ۱۸۷۵ء۔ ڈاڈہر الیوم۔ ۱۰ میل۔ واضح ہو کہ ۱۳ تاریخ صبح سرحد سیبوی سے کوچ ہوا۔ ارادہ تھا کہ براہ لکڑی قریب بی بی نانی داخل بولان ہونگے۔ لیکن جب دو نارٹی سے عبور ہو کر طرف منزلگاہ جا رہے تھے۔ راستہ جانشین ڈاڈہر معہ مولاداد جمعدار وغیرہ سواران ملازمان خانصاحب والئے قلات بطور استقبال حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ خانصاحب ہمیشہ صاحبان انگریزی سے رابطہ اتحاد کا رکھتے ہیں باستماع خبر تشریف آوری حضور ہملوگوں نے ڈاڈہر میں گودام سد وغیرہ جمع کرایا ہے۔ حضور ضرور ڈاڈہر میں تشریف لے جائیں کہ ہم لوگوں کی سرفرازی ہوگی اگر حضور بالا بالا بولان میں چلے گئے تو خانصاحب اس حال سے ہم لوگوں پر ناراض ہونگے۔ بہ لحاظ تواضع اُن کے صاحب بہادر مقام اپنا بجا مشکاف کے ڈاڈہر تبدیل فرمایا قریب دس بجے روز ڈاڈہر میں پہنچے اُس وقت سلامی از توپ شروع ہوئی ۱۱ فائر توپ کی سلامی سر ہوئی۔ اور ۱۰ بار گھاس اور ۲۰ بار لکڑی معہ ہشت گوسفنداں اور چند مرغی بطریق مہمانی پیش کی کہ منظور ہوئی اور کمپنی سپاہیاں جو ڈاڈہر میں تعینات رہتی تھی بافسری صوبدار حاضر ہو کر سلامی فرجنٹ ہم کی ادا کی صاحبان بہادر بوقت پیشین خود شہر میں تشریف لے جا کر ملاحظہ شہر اور قلعہ وغیرہ مکانات سرکاری کا کیا۔ شہر ایک اچھا قصبہ ہے مگر میلا تمام کہ صفائی کا رواج نہیں۔ قلعہ برائے نام ہے اسی قلعہ کو ایک سو سوار پکڑ سکتا ہے چنانچہ عرصہ تین چار سال سے جب بروہی اور خانصاحب کا جنگ ہوا تھا بروہی لوگوں نے اس قلعہ کو معہ نائب کے پکڑ لیا تھا۔ ہندوان وغیرہ غریب رعایا تشریف آوری صاحبان سے نہایت خوش پائے گئے کہ اُن کو بخوبی معلوم تھا کہ عنقریب ان پر بروہی لوگ غارت کرنے والے تھے کہ خانصاحب نے انجام بروہی لوگوں کا توڑ دیا تھا بروہی لوگ اکثرہ خراسان سے کوچ کر کے کچھی کی طرف چلے آئے تھے اور جمع ہو رہے تھے آپسمیں لڑائی ہمراہ فوج ریاست اور غارتگری ملک ہونے والی تھی اُن کے واسطے آنا صاحبان انگریزی ایک بھاری وسیلہ ہو گیا سب لوگ سلام کے واسطے حاضر ہوئے اور شکر خواں سرکار انگریزی پائے گئے دوسرا دن بھی اسجگہ مقام رہا کہ کچھ آرد و دانہ وغیرہ رسد خرید کی گئی۔ سنا گیا ڈاڈہر کے شہر کی رونق اُس وقت تھی جبکہ درہ بولان

کاکشادہ تھا ہر طرح آمد رفت قافلہ جات وغیرہ اجناس ہر قسم کی ہوتی تھی اب آمد رفت قافلہ جات بند اور دو تین دفعہ یہ شہر اقوام بروہی کے ہاتھ سے غارت ہو چکا ہے اب بھی ہمیشہ اندیشہ میں ہے ایک خاندان سید کا سید اورنگ شاہ اس شہر میں رہتا ہے بطفیل اسکے فی الجملہ غربا پناہ میں ہیں یہ شخص مرشد خانصاحب والئے قلات اور اقوام بروہی سرابانیہ وجھلیانیہ و اقوام مری وغیرہ بلوچستان کا ہے اس سے دونوں فرقے لحاظ اور ادب رکھتے ہیں جب کچھ بے امنی شروع ہوتی ہے لوگ اکثر اشیا اُن کے گھر میں آکر مدفون کرتے ہیں بلکہ اس حد تک پایا گیا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا گیا کہ آجکل پیشتر آنے صاحب بہادر سے جو خبر مفسدہ بروہی کے گرم تھی دوکانداران شہر سب بساط دوکان شام کو دوکان بند کر کے اس سید کی حویلی میں لے جا کر رکھتے تھے صبح کو اس کے گھر سے اُٹھا کر دکان پر لاتے تھے۔ یہ سید بہت اچھا بھلا مانس اور لائق پایا گیا وہ ہر دلعزیز ہے نہ اس کو تعصب مذہبی ہے نہ فخر قوم ہر کہ ومہ سے خلق اور اتحاد رکھتا ہے پیر ابراہیم جد الجد اس اورنگ شاہ کا تھا جس کی خانقاہ ڈادھر سے بفاصلہ دو کوس درہ بولان میں ہے۔ یہ شخص صاحب کرامات ہو گذرا ہے لوگ ان کے بہت مرید اور معتقد ہیں اس خاندان سے ایک مسمی سید سلطان شاہ جام پور علاقہ ڈیرہ غازیخاں میں رہتا ہے کہ باپ سلطان شاہ کا سوتر اس اورنگ شاہ کا تھا اتفاقاً سیر کنان اُس طرف چلا گیا وہاں مسکن گزین ہو رہا۔ اب تک آمد رفت اور خط وکتابت سلطان شاہ کی ڈادھر میں رہتی ہے بلکہ تھوڑے عرصہ سے ناطہ نسبت سلطان شاہ کا اس خاندان میں ہوا تھا۔ اسی باعث جناب آغائے نعمت پیشتر سے اسم اورنگ شاہ سے بخوبی واقف تھے۔ جناب دائرہ دولت وہاں خیمہ زن ہوا۔ وہ واسطے سلام کے حاضر ہوا اور بہت لائق پایا گیا۔ اس سے معاملہ متعلقہ کی بابت گفتگوے ہوئی اور رائے لیا گیا اُس کی رائے میں بھی ممکن تھا کہ انجام ہوگا۔ واسطے مدد دہی اور اعتماد فریقین اس کو ہمراہ کیا گیا وہ خوشی کے ساتھ ہمرکاب ہوا۔ راشہ جانشین کو ایک چوغہ اور مولاداد جمعدار کو ایک لونگی بطور خلعت عوض اُس کی خدمات کے جو درباب موجود کرنے گھاس لکڑی وغیرہ رسد کے کی۔ دی گئی اور چلنا براہ بولان محقق ہوا۔

۱۴ و ۱۵ دسمبر ۱۸۷۵ء۔ کرتہ۔ ۲ یوم۔ ۳۰ میل۔ صبح کوچ ہوا۔ بوقت کوچ سلامی النواب کی ہوئی مولاداد جمعدار معہ پندرہ ۱۵ سواران واسطے پہنچانے کے ہمرکاب چلا درہ بولان شہر ڈادھر سے ایک میل بجانب غرب وجنوب کے ہے رود بولان کی بڑی فراخ رود ہے جس کا شکم مثل دریا چناب

ہوگا۔ پانی کالا صرف بقدر ایک چھوٹے نالہ کے جاری ہے بموسم بارش تمام رود پر آب ہوکر جاری ہوتی ہے رود میں کچھ ریتی ہے کچھ تھوڑا پتھر ہے لیکن راستہ بالکل صاف ہے قطع نظر شتران اور اسپان کے صرف تھوڑی غور سے گاڑی بھی چل سکتی ہے۔ ڈاڈھر سے قریب تین میل پر خانقاہ پیر ابراہیم شاہ کی ہے جو اُس موقعہ کا نام پیر مشہور ہے اُس سے گذر کر تین میل پر درخت کیکر کا ہے جو اس جگہ پر فیس قافلہ جات کے ملازمان خانصاحب لیا کرتے تھے پھر ان کو اجازت ملتی تھی کہ قافلہ کو آگے لیجاویں اس کے مقابل ایک راستہ طرف علاقہ مری کے نکلتا ہے جس کا نام پھوندی ہے۔ اگرچہ آمدرفت شتران کے واسطے مشکل ہے مگر بلوچی لشکر کیواسطے مشکل نہیں اس راستہ سے کبھی کبھی مری لوگ قافلہ پر تاخت کرتے تھے یا ڈاڈھر سے جنوبی دیہات پر غارتگری کرتے تھے اُس سے آگے ایک مقام کا نام جہاں چند درختان چھوٹے چھوٹے ہیں کندلان بولتے ہیں یہ موقعہ ڈاڈھر سے قریب ۱۵ میل ہوگا۔ قافلہ کے واسطے ایک یہ منزلگاہ ہے۔ اس جگہ لکڑی فی الجملہ ہے گھاس کی قلت پانی عام اور رود جاری تھی۔ بہ لحاظ قلت گھاس یہاں مقام نہ ہوا کرتہ پر آئے۔

کرتہ ایک لبستی کا نام ہے جس جگہ اقوام کچک بلوچ آباد تھے قریب دوسو خانہ ہوگا۔ پانی کالا رود لولان کا یہاں تک برابر جاری چلا آیا درمیان راہ چند موقعوں پر آب میں پایاب گذرنا ہوا۔ اس جگہ گھاس اور لکڑی عام پائی گئی۔ موضع کرتہ بالفعل ویران اور سوختہ دیکھا گیا ایسا معلوم ہوا کہ پہلے اس موقعہ پر واسطے حفاظت قافلہ جات از جانب خانصاحب کچھ فوج رہا کرتی تھی۔ چنانچہ لین سواران و پلٹن ملاحظہ ہوئی۔ پھر جب مری متواتر آ قافلہ جات پر دست انداز ہوا فوج نے مقاومت نہ دیکھی اُٹھائی گئی بعد اُس کے مری نے خاص بستی کرتہ کے لوگوں پر چند دفعہ حملہ کیا اُن کا سب مال غارت کیا آخر بستی میں داخل ہوکر غارت کیا اور بعد غارتی شہر کو آگ لگادی تب سے لوگ کوچ کرکے طرف ڈاڈھر چلے گئے عن خاص کرتہ کے سر پر ایک راستہ بنام ٹکری طرف مری کے نکلتا ہے بستی سے دو تین میل ہوگا۔ ایک دن اور بھی اس جگہ مقام ہوا کہ کپتان ویلی صاحب بہادر واسطے نقشہ کمپاس طرف پنیر بند و کوہستان مری تشریف لے گئے۔

۱۶ دسمبر۔ کھلے دف۔ الیوم۔ ۲۰ میل۔ صبح کوچ ہوا۔ اس جگہ سے بفاصلہ ۸ میل کونہ رود پر ایک قبر موجود ہے جس کو بی بی نانی بولتے ہیں وجہ تسمیہ اُس کا یہ ہے ایک عورت سید زادی

تھی وہ نیک عورت خداپرست تھی اس نے تمام عمر اپنی بندگی میں بسر کی شادی نہ کری تھی۔ کسی مردنا معقول نے اس کی عصمت میں خلل ڈالنے کے واسطے نیت مجرمانہ کے ساتھ اس پر حملہ کیا۔ اس عورت نے جو تنہا اور بے وسیلہ تھی اور کوئی چارہ نہ دیکھ کر خدا سے دعا مانگی اور کہا کہ اے زمین تو مجھ کو راستہ دے کہ میں تیرے میں گھس جاوں جس سے میری عصمت میں فرق نہ آوے زمین نے راستہ دیا۔ وہ اس میں داخل ہوئی۔ اس موقعہ پر قبر بنائی گئی۔ لوگ اس قبر پر دعا مانگتے ہیں اور جس کی مراد برآتی ہے وہ اس جگہ آکر تقسیم نان کرتے ہیں اس سبب سے بی بی ناتی یعنی بی بی نان والی مشہور ہو گئی ہے۔ واضح ہو کہ جو کالا پانی رود بولان کا موہنہ سے دیکھا تھا وہ صرف کرتہ تک آیا پھر وہ داہنی طرف یعنی شمال مائل غرب چلا گیا راستہ ہمارا اس کے بائیں طرف تھا لیکن یہ بھی بارانی رود بولان کی ہے بی بی نانی پر پھر بقدر تین چار جھلار پانی جریان تھا کہ اس کوہستان کے قریب میں نکلتا ہے اس موقعہ کے مقابل ایک اور راستہ ملک مری سے آتا ہے جس کو نپیر ہندی بولتے ہیں ایک دفعہ جو بڑا قافلہ مری نے غارت کیا اس راستہ سے آکر غارت کیا تھا بی بی ناتی کے شمالی طرف رستہ ملک مری کا ہے اور جنوبی طرف راستہ رود بارو باڑی کا ہے جو طرف قلات جاتا ہے اس موقعہ پر سرحد خراسان اور کبھی کی ہے یعنی غرب کی طرف خراسان اور مشرق کی طرف کچھی بولتے ہیں فی الحقیقت اس موقعہ پر ہوا کو بھی فرق شروع ہوا۔ اس سے آگے بفاصلہ آٹھ میل ایک موقعہ کا نام آب گم ہے جو تل رود میں آب جریان ہو کر گم ہو جاتا ہے یعنی زمین میں داخل ہو جاتا ہے پھر جس کا پتہ نہیں کہ کہاں چلا گیا اس سبب اس جگہ کا نام آب گم ہے قافلہ جات کے واسطے کرتہ سے دوسری منزل پہ موقعہ ہے۔ لیکن زمین ناہموار اور پتھریلی ہے گھاس کی بھی قلت ہے اس سبب سے یہاں قیام نہ ہوا بمقام کھٹلے دف پہنچ کر قیام ہوا۔ اس موقعہ پر گھاس کی فی الجملہ قلت تھی کہ صرف کِک اور سرکا گھاس ہے اور گھاس پہاڑی نہیں۔ لکڑی البتہ مل سکتی ہے موقعہ قیام زمین کا تھا۔ آب گم سے بفاصلہ پانچ میل ہوگا۔ اس جگہ پر خبر ملا کہ عبداللطیف نائب شال حسب الحکم استقبال کے واسطے آیا چاہتا ہے نیز رات کو یہ بھی خبر ہوئی کہ کچھ فوج خانصاحب بہادر معہ فیضو نائب مستونگ طرف ڈاڈہر جانے والی ہے کہ بمقام سری بولان متمکن ہے۔

۱۷ دسمبر۔ وشنت بیدولت۔ ایوم۔ ۵ ۱/۲ میل۔ صبح کوچ ہوا۔ سری بولان پر پہنچے۔ کھٹلے دف سے بفاصلہ پانچ کوس ہوگا وجہ تسمیہ یہ ہے کہ سر بولان کا اس موقعہ سے شروع ہوتا ہے اس سبب

سری بولان مشہور ہے اس موقعہ پر پانی اور لکڑی مل سکتی ہے گھاس کی البتہ قلت ہے یعنی تمام بولان میں سوار مقام کرتہ کے گھاس صرف سر اور گگ کا ہے اور گھاس پہاڑی نہیں مل سکتا۔

سری بولان پر رسالہ خانصاحب معہ نائب مذکور اور دو تین توپ ٹھیرا ہوا تھا جب صاحب پہنچے سب نے سلام کیا اور فیضو نائب مستدعی ہوا کہ اگر حکم ہووے تو وہ ہمرکاب چلے لیکن اس کو کہا گیا کہ وہ بموجب حکم خانصاحب تعمیل کرے۔ بمقام دشت بیدولت پہنچے دشت ایک زمین وسیع میدان ہے ایک دشت خورد ہے ثانی کلان ہے جو خورد ہے اس کا طول قریب ۳۰ میل لمبا عرض قریب تین میل ہوگا جو کلان ہے طول ۴۰ میل عرض ۴ میل ہوگا۔

بیدولت اسواسطے بولتے ہیں کہ اس میں پانی نہیں صاف میدان ہے۔ زراعتکاری ربیع کے یہاں کرتے ہیں چنانچہ اب بھی زراعت گندم دشت خورد میں موجود ہے ایسا کرتے ہیں کہ بوقت بارش قلبہ رانی کر کے کاشت کرتے ہیں بموسم سردی برف سے دبائی جاتی ہیں بماہ چیت وہ برف کا پانی اس کو اثر کرتا ہے اس سے تری ہو کر پختہ ہوتی ہے۔ یہ زمین کُہرو لوگوں کی ہے سردار الہڈینہ خاں کہروکا مسکن گاہ اُسی زمین میں ہے بموسم گرما اس جگہ رہتا ہے سرما میں نیچے بطرف کچھی کوچ کر جاتا ہے۔ پانی بارش کا تھوڑا سا موجود تھا اُس سے گذارہ کیا گیا ایک چاہ الہڈینہ خاں نے کھدوایا ہے جس میں پانی نکلا ہے لیکن بسبب بے استطاعتی کے اُس کی تعمیر اور تکمیل نہ ہوسکی۔ صرف کھڈا کھودا گیا ہے۔ لکڑی کی اس میں قلت ہے گھاس بھی کوئی نہیں گندم کے چرانے سے گذارہ ہوا۔ کہ اس موسم میں بے پروایانہ چرائی کرتے ہیں بلکہ چرائی سے فائدہ تصور کرتے ہیں یہ موقعہ ایسا ہے کہ کھلا میدان ہے اور کوہستان میں ہوا کے واسطے بطور رود بلکہ شکم دریا ہے کوہستان گرد و نواح کی جو ہوا ہوتی ہے اُس میں چلتی ہے اور بسبب ہونے حد خراسان کے ہوا بھی سرد ہے۔ اس موقعہ پر سردی زیادہ تھی اور ہوا تند چل رہی تھی۔ اسی موقعہ کے واسطے مثل مشہور ہے کہ جب کوئی قافلہ شب باش تھا بارش ہوا۔ اور برف اوترا۔ ایک سوداگر نے اپنے بار مجیٹھ کو جلا کر اپنا جان بچا لیا دوسرے نے بخاطر بچاؤ مال جان عزیز گنوا دی۔ برف بھی پڑا کرتی ہے تمام بولان میں لوگوں کے نزدیک خطرناک یہ منزل ہے کیونکہ جس جگہ نہ گھاس نہ لکڑی نہ پانی نہ کچھ آڑ ہے اور ہوا تند از دست ہر وقت موجود۔ پس بحالت پڑنے برف جن لوگوں کے پاس کوئی چھولداری یا تنبو نہ ہو کس طرح خطرناک نہ ٹھیرے۔ یہ موقعہ سرحد اقوام دو نمبر سے ملحق ہے شمالی حد اس میدان پر کوہستان

اقوام دومبر کے ہیں چند راستہ ہا طرف دومبر کے جاتے ہیں اور کرد لوگوں کی آمدرفت ہمیشہ ان لوگوں سے ہتی ہے بلکہ سردار دومبر سے الٰہدینہ خاں سردار بروہی کے قریبی رشتہ داری بھی ہے۔ اور مینگل بروہی بھی جب سے خانصاحب کے ساتھ تکرار ہوا کوچ کرکے ہمراہ اقوام دومبر رہتے ہیں قافلہ جات کے واسطے سری بولان تک اقوام مری کا خطرہ ہے اور دشت میں اقوام دومبر افغان و مینگل بروہی کا خطرہ ہے۔

کرد لوگ خود دوست میں رہتے ہیں وہ بھی آجکل بہ سبب مخالفت خانصاحب قافلہ جات کے واسطے خطرناک ہیں۔

۱۸ لغایت ۱۹ دسمبر ۱۸۵۷ء۔ سری آب و شال۔ ۴ یوم۔ ۱۰ میل۔ صبح دشت سے کوچ ہوا۔ راستہ صاف ہے بقدر دس باراں میل پر چلے گئے پھر توج شروع ہوا۔ درمیان راہ عبداللطیف نائب شال مع ۲۰ سواراں جنگی وغیرہ خانصاحب کے استقبالاً پیش ہوا۔ اگرچہ ارادہ ہمروز شال جانے کا تھا۔ لیکن نائب مذکور نے کہا کہ میں نے سریاب میں گدام جمع کیا ہے اور سراب میں مکانات خالی موجود ہیں جس کے سبب لشکر بلوچی کو بحالت بارش آرام ہوگا چونکہ اُس وقت آب بارش جاری تھی اس سبب سریاب میں مقام ہوا نائب مذکور نے بیان کیا اُس کو از جانب خانصاحب ایسا ہوا کہ وہ استقبال کے واسطے جاوے اور تقدیم خدمات کپتان سنڈمین صاحب بہادر میں کوشش کرے۔ اس نے اول روز گھاس اور لکڑی بطریق مہمانی از جانب خانصاحب سب لشکر کو دیا دوسرے روز بھی بسبب بارش مقام رہا۔ صاحبان و پلٹن و رسالہ و عملہ و ملازمان ہا خیمہ جات و چھولداری ہا میں رہے لیکن لوگ مکانات میں گھس گئے۔ مکانات اس سبب سے خالی تھے۔ کہ اس موسم کو اکثر بروہی لوگ کوچ کرکے نیچے جاتے ہیں سری آب کا وجہ تسمیہ یہ ہے۔ کہ کالا پانی یہاں سے نکلتا ہے سری آب ایک میدان وسیع میں ہے۔ زمین کا نام کٹ مشہور ہے یہ میدان طول میں بقدر ۱۰ میل عرض چار یا پنج میل ہوگا اس میدان میں چند دیہات ہیں سرآب اسی میں شامل ہے اسی میں اور بھی چند دیہات ہیں سب متعلق نیابت شال کے ہیں اس نیابت میں زراعتکار زیادہ اقوام افغانستان ہیں۔ دوسرا دن مقام رہا کہ بارش باراں ہوا۔ اور کچھ تھوڑی برف بھی پڑی نہ چنداں

۲۰ ماہ مذکور کو کوچ ہوا طرف شال گئے راستہ میں چند دیہات دیکھے گئے اور باغات دیکھے گئے زیادہ تر درخت اقسام ذیل سے ہیں۔ انگور۔ زردالو۔ توت۔ بادام۔ انار۔ حب خاص

شہر میں آئے باہر ڈیرہ ہوا شہر اور قلعہ وغیرہ کا سیر ہوا۔ ہر جگہ سپاہیان گارد متعینہ دروازہ جات نے سلامی ادا کی شہر اچھا قصبہ تھا لیکن میلا اور روز بروز تنزل پر رعایا کے واسطے عذاب اور درد تھا اگرچہ نائب شال کی چنداں شکایت نہ تھی لیکن دستور اور قواعد خان سے لوگ داد فغان کرتے تھے اس موقعہ سے ایک راستہ طرف قندھار جاتا ہے جو علاقہ پشنگ متعلقہ قندھار یہاں سے بقدر بیس کوس ہوگا قندھار یہاں سے پانچ روز کی منزل ہے۔

ایک راستہ تل چوٹالی کو جاتا ہے۔ جو تل چوٹالی یہاں سے چھ منزل حسب ذیل ہے۔

شال سے غرمکئی فاصلہ ۱۰ کوس ہوگا۔ اقوام پانی زی رعیت امیر صاحب کی ہے۔

از غرمکئی تا مانگنی ۲۲ کوس یہ موقعہ ویران ہے گھاس لکڑی بہت رستہ ہموار ہے۔ کچھ اُترائی چڑھائی نہیں۔

از مانگنی تا کھوس فاصلہ ۱۲ کوس رستہ صاف ہے مگر دو جگہ تھوڑی اُترائی چڑھائی ہے۔ شتران پر بار آنے جانے سکتے ہیں کھوس اقوام جہلگری کا شہر ہے سرداران جہلگری کا نام یہ ہیں مراد علی۔ عظیم۔ علی محمد۔ اقوام جہلگری از پارہ ترین افغان کے ہیں امیر صاحب بہادر کو مانتے ہیں

از کھوس تا ہرنائی ۲۰ کوس۔ راستہ صاف ہے لیکن تل رود میں پتھر ہے شتران پر بار بخوبی جا سکتے ہیں ہرنائی کا گاؤں ہے جس میں مردم مجیانی رہتے ہیں سرداران اُن کے حسب ذیل ہیں علی۔ لعل خان۔ باتو۔ مانک۔

از ہرنائی تا وڑ پنچی ۱۲ کوس رستہ میں پانی مل سکتا ہے راستہ صاف ہے منزلگاہ پر لکڑی گھاس بہت ہے ویرانہ جگہ ہے کوئی آبادی نہیں۔

از وڑ پنچی تا تل ۱۲ کوس یہ ایک بڑا شہر ہے اقوام ترین کی اس میں رہتے ہیں بلندہ خاں سردار ترین اسی جگہ رہتا ہے۔ چوٹالی ۱۰ کوس

واضح ہو کہ شال سے تل ۹۸ کوس ہے جس کا ۱۴۴ میل ہوتا ہے اور تل سے منزو قلات قریب ۰۰ میل ہوگا۔ جس کی منازل علیحدہ پیشتر ڈائری دورہ سابقہ میں تحریر ہو چکی ہیں۔ تل سے ڈیرہ غازیخاں تک بیشتر آمد رفت قافلہ جات شروع ہے چنانچہ اس عرصہ میں دو تین قافلہ جات تل اور چوٹالی کے براہ بارکھان ڈیرہ غازیخان میں پہنچے ہیں۔ تل سے ایک راستہ مندرجہ بالا ہے کہ شال کوٹ کو جاتا ہے اور ایک راستہ طرف قندھار براہ تنگا ند کے جاتا ہے جو وہ شال سے داہنی طرف ہے۔ بمقام شال ایک خاندان پٹھان دُرانی سید محمد خاں بامہ زئی بمعہ پسر لواحقان

مشرف سلام ہوا یہ شخص پیرسن اور معزز خاندان کا ہے شاہ ولی جو وزیر شاہ احمد شاہ کا تھا اس کا بھانجہ ہے وہ بیان کرتا ہے کہ بروقت جانے افواج سرکاری کابل پر ہمراہ شجاع الملک اینجانب ہمراہ تھا بلکہ بروز شہادت شاہ شجاع الملک وہ زخمی ہوا۔ تب سے خانہ یکوچ ہو کر علاقہ شال میں ایک قلعہ بنام سید خان آباد کر کے متمکن ہے اور وہ بیان کرتا ہے کہ جب اُس کا ماموں اپنے درجہ وزارت پر قائم تھا تب عملداری کوہستان اس شخص سید محمد خاں کو سپرد تھی بلکہ وہ بیان کرتا ہے کہ اب تک بھی امیر صاحب کی طرف سے وصولی مالیہ سیوی و تل و چوٹالی میرے ذمہ پر ہے جب امیر صاحب سے کچھ حکم آتا ہے تب مالیہ وصول کر کے بخدمت امیر صاحب بہادر بھیجتا ہوں چنانچہ اب بھی عنقریب اُس طرف جانے والا ہوں اُس نے بیان کیا کہ راستہ تل چوٹالی تا پشین یا تل چوٹالی سے تا شال بالکل آسان راستہ ہے بہ نسبت بولان کے پنجاب کے واسطے نہایت قریب ہے اور صاف بھی ہے گذشتہ زمانہ میں یہ رستہ بالکل کشادہ رہتا تھا کچھ خوف آمدرفت میں نہ تھا اقوام کوہستانی بھی مطیع الفرمان کابل کے رہتی تھی لیکن اب کچھ عرصہ سے اس طرف نگرانی کم ہوا۔ کاکر بالکل یاغستان بن گیا ہے اس سبب تھوڑی محنت درکار ہے ورنہ راستہ آسان طریق سے کھل سکتا ہے جو راستہ تل چوٹالی سے شال کو پہنچتا ہے متعلق اس کے صرف اقوام ترین اور دو نمبر ہیں۔ ترین بمنزلہ رعایا امیر صاحب کے ہیں اور دو نمبر جو صرف بقدر چار یا پنجسو جوان ہیں اون کا بندوبست جلدی ہو سکتا ہے جو اقوام متعلق راستہ تل چوٹالی اور قندھار براہ نگا ندو پشین کے ہے اُن کے متعلق علاوہ اقوام مذکورہ بالا کے اقوام کاکڑ بھی ہے۔ کاکڑ کی بڑی قوم ہے لیکن اُنھیں زبردست اور سرکردہ دوست محمد یوبی ہے اگر اس کا دست درمیان ہو تو اور کاکرستان کا بندوبست ہو سکتا ہے مجھ کو توقع ہے کہ دوست محمد کے ساتھ بعد ملاقات بندوبست کرونگا اگر از جانب امیر صاحب کے مجھ کو اجازت ملے اور یہ کام سپرد ہو تو میں سرانجام کر سکتا ہوں سرکار کی طرف سے یہ مدد چاہتا ہوں کہ اول میں کچھ خرچ کی مدد دیوے پیچھے آمدنی فیس کافی ہو گی بلکہ بچت ہو گی اُس کے ساتھ یہ عہد ہوا کہ بعد واپسی از قلات اتنے میں جواب امیر صاحب کا پہنچ جاویگا تب ہم تل چوٹالی میں جائینگے تم کو وہاں بلا کر روبرو بندوبست ہو گا۔

مراد علی مقدم چہنگری کا بھی خود بخود حاضر ہو گیا جو کھوس کے رہنے والا ہے اس نے

تصدیق راسیمہ کا کیا بلکہ یہاں تک اُس نے کہا کہ شال سے تل تک میں آپ لے جا سکتا ہوں۔
نائب شال نے کہا کہ شال سے تل تک بشرطِ ایما خانصاحب میں بھی مدد دے سکتا ہوں۔

دوسرے دن شال سے واپس ہوکر سرآب میں پہنچے اب تک شال میں متمکن تھے کہ پانچ کس افغان قافلہ باش حاضر آئے اور کہا کہ ہم افواہ آمد صاحب لوگ براہ بولان سن کر آئے ہیں بقدر سار مہار شتران ہمارے ساتھ ہے اور بقدر چھ سات سو پیچھے سے آتا ہے ہم کو براہ بولان طرف علاقہ سرکار پہنچایا جاوے۔

سرداران بروہی اور مری سے مشورہ ہوا وہ لوگ مستعد ہوئے کہ ہم بذمہ واری خود بولان سے سلامت گذار دیوینگے لیکن حق بدرقی اور فیس ہم کو ملے۔ نائب شال اس میں معترض ہوا کہ خانصاحب کا حکم ہے کہ جو قافلہ جات آویں قلات میں بھیجے جاویں کہ خانصاحب براہ مولا کے روانہ کرتے ہیں اگر ہم اجازت جانے بولان کی دیویں تو خانصاحب ناراض ہونگے۔ دریافت سے پایا گیا کہ فی شتر پر بار صر سونگ یعنی فیس زکوٰۃ اور ۸ رفی شتر پر بار بدرقی مقرر ہے اگر برخلاف مرضی خانصاحب پیشتر فیصلہ کے اجازت جانے قافلہ جات براہ بولان بذمہ واری اقوام بروہی و مری دیجاوے۔ تو خانصاحب کو ناگوار گذریگا اور شاید واسطے فیصلہ باہمی اور رضامندی فریقین کے محال ہوگا خصوص خانصاحب کا اپنا متعلقہ معاملہ تھا اس باعث کمال دوراندیشی اور دانائی سے ازجانب صاحب بہادر اس معاملہ میں کچھ دست اندازی نہ ہوئی۔ سوداگران کو یہ جواب ملا کہ اپنے علاقہ میں خانصاحب والئے قلات اپنے اختیار سے حکم دے سکتا ہے ہم صرف واسطے صلاح کے آئے ہیں پیشتر سرانجام کار و پختہ بندوبست کے اس باب میں کچھ حکم نہیں دے سکتے۔
سوداگران کو اختیار ہے واپس اپنے مسکنات کو جاویں یا خانصاحب کے حکم پر قافلہ قلات کو لے جاویں۔

دوسرے دن سرآب میں واپس آئے اُس دن ازجانب خانصاحب ایک خریطہ آیا۔ جو مراسلہ اِس طرف مرقومہ ازمقام سیوی کے جواب میں تھا جو مراسلہ یہاں سے تحریر ہوا تھا وہ بذریعہ سواران پیشتر پہنچنے سرداران امام بخش خان و جمال خاں کے بخدمت خانصاحب پہنچ گیا تھا اُس کے جواب میں خانصاحب نے مستعدی خود برانجام ہمراہ بروہی اور توڑنا انجام کا اُن کے اوپر تحریر کیا یہ بھی لکھا کہ ہم نے اپنی فوج واسطے بیخ کنی اقوام بروہی کے تعینات کی تھی اب حسب تحریر آپ کے افواج کو حکم دیا گیا ہے کہ کچھ نقصان رسانی اقوام بروہی کے نہ کرینگے

اور لکھا کہ سردار نور دین سردار جہلاوان کو واسطے بندوبست وصولی مالیہ لس بیلا ہم نے خود طلب کیا کہ وہ ہمارے پاس قلات میں پہنچ گیا اقوام سرداران بروہی نے جھوٹ کہا کہ نور دین ہمارے ساتھ ہمصلاح ہے۔

بعد ازاں عرضی سرداران امام بخش خاں و جمال خاں متنداران نیز از مقام قلات پہنچ گئی کہ خانصاحب نے ہماری بہت خاطر و تواضع کیا اور واسطے سرانجام جملہ امورات مستعد او خوش ہے تب طرف مستنگ کوچ ہوا۔

۲۲ دسمبر ۱۸۷۵ء۔ مقام تیری۔ ایوم۔ ۱۵ میل۔ جب سریاب سے کوچ ہوا قریب دو میل وہی راستہ جو پہلے دشت سے آئے تھے چلے بعد اس کے وہ راستہ بائیں طرف رہ گیا داہنی طرف دوسرا راستہ لیا بالکل صاف تھا صرف ایک موقعہ پر تھوڑی اُترائی تھی شہر تیری میں پہنچے۔ تیری کا شہر خاص سردار ملا محمد خاں کو خانصاحب سے معاف ملا ہوا تھا اس کے گرداگرد چند بستیات واقعہ ہیں کل متعلق تیری کہلاتی ہیں۔ اکثر گاؤں بروہی رئیسانی پہلے سردار ملا محمد خاں کے ہیں۔

۲۳ لغایت ۲۷ دسمبر ۱۸۷۵ء۔ مستنگ۔ ۵ یوم۔ ۱۰ میل۔ جب تیری سے روانہ ہوئے بفاصلہ تین چار میل گڑھی اقوام محمد شاہی بروہی کی ہے جو سردار محمد شاہی کا اس موقعہ پر رہتا تھا لیکن بالفعل ویران ہے گرد نواح میں آبادی بہت ہے مستونگ کی حدودات میں بھی آبادی بکثرت پائی گئی اور باغات بکثرت ہیں۔ پانی کا لا بہت جریان ہے۔

عند الورود سلامی التواپ حسب معمول ہوئی اور افواج موجودہ نے جو بقدر پچاس ساٹھ نفر پیادہ ہوگا سلامی دی اور جانشین نے چند بار بھوسہ اور لکڑی بطریق مہمانی پیش کیا کہ جملہ لشکر بلوچی و ملازمان میں تقسیم کیا گیا شام کو سرداران مزاری و لغاری معہ ملا فقیر محمد مستوفی خانصاحب حاضر آئے اور خریطہ از جانب خانصاحب پیش کیا جس کے دیکھنے سے پایا جاتا تھا کہ خانصاحب واسطے انجام معاملہ بروہی وغیرہ امورات حسب منشا سرکار انگریزی نہایت مستعد ہے چنانچہ اُس نے تحریر کیا کہ ہر جائیکہ منشا آپکا ہو ہم آکر ملاقات کرینگے دو تین دن اس جگہ مقام رہا کہ بارش باراں ہوئی اور کچھ نمونہ برف کا بھی اُترا مگر خیریت سے گذری عند حال احوال بیان سرداران اور مستوفی سے از جانب خانصاحب نہایت تسلی پایا گیا۔ مستوفی نے گذارش کیا کہ اگرچہ خانصاحب ہر جائیکہ آپ فرماویں تشریف لاوینگے مگر بمد نظر تعظیم خانصاحب اگر آپ قلات میں تشریف لے چلیں تو بہتر ہوگا صاحب بہادر نے

بھی بمد نظر تنظیم گدی نشینی خانصاحب خود قلات چلنے کا ارادہ کیا اکثرہ گلہ رسد اور سواران بلوچی یہاں واپس رخصت ہوئے کہ قلات میں قلت گھاس ولکڑی کی نہایت سنی جاتی تھی بمعہ سرداران بروہی وضلع خود و سواران رسالہ وکمپنی طرف قلات کوچ ہوا اس موقعہ پر جملہ سواران و پیادگان ہمراہی قریب ۴ سو نفر ہو گا۔

۲۸۔ دسمبر ۷۵ء۔ گورو۔ الیوم۔ ۱۵ میل۔ بعد حاضری کوچ ہوا۔ شام کو گرو میں پہنچے۔ راستہ برابر ہموار اور صاف ہے گرو کا نام اسواسطے مشہور ہے کہ ایک فقیر ہندو نے برسر راہ مکان بنایا تھا اور چند چاہان خام کھودائے تھے اُنمیں سے پانی نکلتا ہے گرو اس مصر کو ہندو لوگ نام دیتے تھے اس جگہ کا نام گروہو گیا بالفعل وہ مکان ویران ہے لیکن پانی چاہان میں موجود ہے۔ پانی چاہان شیریں نہیں نمکیں ہے

ہم لوگوں کی قسمت سے پانی بارش کا موجود تھا اُس سے کارروائی ہوئی اسی موقعہ کو کھنڈ بھی نام دیتے ہیں باعث یہ ہے کہ اُس کے قریب تھوڑے فاصلہ پر قریب پہاڑ ایک کھنڈ ہے اس واسطے کنڈ بھی مشہور ہے اس جگہ گھاس لکڑی بطریق مہمانی از جانب خانصاحب ملی۔

۲۹ دسمبر ۷۵ء۔ منگوچر۔ الیوم۔ ۱۶ میل۔ منزلگاہ سے کوچ ہوا راستہ صاف ہے صرف ایک جگہ تھوڑی اُترائی چڑھائی ہے لیکن چنداں نہیں۔ اس موقع پر جہاں کچھ گھاٹی پہاڑ کی ہے اقوام بروہی اور شاہ غاسی ولی محمد وزیر خانصاحب کی لڑائی ہوئی تھی اس موقعہ پر شاہ غاسی مذکور زخمی ہوا تھا۔ منگچر میں پہنچے۔ منگچر کا ایک گاؤں ہے جس کے گرد گرد بفاصلہ ایک ایک دو دو میل چند بستیات مختلف ہیں اسمیں بھی اکثرہ بروہی لوگ رہتے ہیں زمین مملوکہ سردار ملا محمد خاں کی بھی بہت ہے اس جگہ سے گھاس لکڑی از جانب خانصاحب بطریق مہمانی ملی۔

۳۰ دسمبر ۷۵ء۔ قلات۔ ۲۵ میل۔ صبح منگوچر سے کوچ ہوا راستہ میں ایک جگہ کچھ اترائی چڑھائی ہے اور راستہ صاف ہے وہاں سے چل کر بمقام زیارت جہاں ایک چشمہ پانی کا تازہ نکل رہا ہے صاحبان بہادر نے حاضری کھائی اس جگہ خانصاحب کی طرف سے دو برتن شیرینی بطور ڈالی کے پہنچے اور خبر ملی کہ بیٹا خانصاحب کا واسطے استقبال راستہ میں آنے والا ہے اسی وقت سواری روانہ ہوئی۔ قلات کے ایک میل کے فاصلہ پر میر محمود خاں پسر کلاں خانصاحب نے بمعہ ایک رجمنٹ رسالہ آکر ملاقات کیا صاحب بہادر نے نیچے اتر کر اُن سے ہاتھ ملایا محمد خاں وکیل اور فقیر محمد مستوفی ہمراہ تھے رجمنٹ سواراں نے سلامی

فرجنٹ ہم کی ادا کی صاحب بہادر نے حسب دستور ٹوپی اتار کر اون کی سلامی قبول فرمائی۔ بڑی شان شوکت سے منزلگاہ پر رونق افروز ہوئے اُس دن اسباب بوقت شام پہنچا خانصاحب سے ملاقات نہ ہوسکی۔

بغرض راہ سواری پر عندالاحوال نائب محمد خاں وکیل نے صاحب بہادر سے سوال کیا کہ سندھ سے کوئی ٹپال آپ کو پہنچا جس کے جواب میں کہا گیا کہ ہاں۔ اس سے پایا جاتا تھا کہ جو چٹھیات از جانب کرنیل لاک صاحب بہادر و کرنیل میر یودر صاحب بہادر بخدمت جناب کپتان سنڈیمن صاحب بہادر پہنچتی رہتی بنفس وکیل اس سے آگاہ تھا۔ خانصاحب نے سات بار بھوسہ اور چند بار لکڑی بطریق مہمانی بھیجی اور چند برتن کھانے کے واسطے مہمان بلوچوں کے بھیجا جو صرف برائے نام تھا۔

۳۱ دسمبر ۱۸۷۵ء۔ مقام۔ صبح کے دس بجے ہرسہ صاحبان نے بمعہ سرداران امام بخش خاں و جمال خان اور راقم خانصاحب کے دربار میں جاکر ملاقات کیا سپاہیاں پلٹن نے سلامی دی اور صاحبان حاضرین جلسہ نے ملاقات کیا صرف تھوڑی دیر ملاقات اور بات چیت معمولی ہوئی واپس چلے آئے۔ خانصاحب نے کہا کہ ہم دو بجے بعد دوپہر واسطے ملاقات آپکے پاس آوینگے چنانچہ دو بجے خانصاحب آئے کمپنی پلٹن اور سواران حاضرین نے حسب دستور سلامی دی۔ ڈیرہ واسطے دربار کے فرش فروش سے خوب آراستہ کیا گیا صدر کرسی پر خانصاحب اور دہنے طرف اُنکے کپتان ویلی صاحب اور بائیں طرف کپتان سنڈیمن صاحب بعد اُسکے میر محمود خاں و محمد اعظم صاحبزادگان اور ڈاکٹر طامسن صاحب بہادر بیٹھے باقی سرداران ہر دو جانب نیچے فرش پر بیٹھے۔ ہر ایک کی شناسائی کرائی اور سرداران فوج کی سلامی ہوئی۔ صرف تفریحاً بات چیت ہوتی رہی ہر ایک حال خانصاحب دریافت کرتے رہے اور خانصاحب نے اُٹھ کر اسلحہ وغیرہ سپاہیان پلٹن اور رسالہ کا دیکھا۔ واپس چلے گئے۔

یکم جنوری ۱۸۷۶ء۔ قلات۔ الیوم۔ مقام۔ اس تاریخ دربار عام ہوا سرداران ذیل اس دربار میں موجود تھے۔

علاقہ سرکار انگریزی ہمراہی کپتان سنڈیمن صاحب بہادر۔

امام بخش خاں تمندار مزاری۔ جمال خان تمندار لغاری

سکندر خان تمندار کھوسہ۔ غلام حیدر خان تمندار لنڈان

میر خان تمندار دریشک۔ محمد مسو خان تنکانی

علاقہ خانصاحب جو خود بخود از جانب خانصاحب پیشتر جانے صاحب بہادر سے موجود تھے۔

میر محمود خاں فرزند کلاں خانصاحب

شاہنواز خان فرزند خانصاحب

مزار خاں تمندار لنڈطان مسکونہ بٹی لنڈان
احمد خاں پسر تمندار لنڈان -
ہتورام سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر

سرداران براہی و مری جنکو کپتان سنڈیمن صاحب
بہادر واسطے ملاقات انجام ہمراہ خانصاحب قلات لائے تھے
سردار ملا محمد خاں رئیسانی - محمد خاں پسر سردار ملا محمد خاں
سردار الہڈینہ خاں کہرو - شادی خاں بنگل زئی
محمد سید خاں محمد شاہی - جندہ خاں شہوانی
یار محمد خاں پسر الہڈینہ خاں کہرو - مہر اللہ خاں برادر
حقیقی تمندار مری - میر ہزار خاں سوتر تمندار مری
گل محمد خاں پسر گامن خاں سوتر تمندار مری
کرم خاں مقدم بجارانی مری - نہال خان مقدم لوہارانی مری
گہنور خاں پسر تمندار بگٹی - ہیبت خاں مقدم مسوری بگٹی
فتح خاں مقدم لوہتانی بگٹی - روگہہ خاں مقدم کلپر
بجر خاں برادر مقدم لوہتانی - بلوچ خان پسر تمندار گشتران
قادر بخش خان برادرزادہ تمندار کہتران - دین محمد خاں
سوتر تمندار بزدار - شکاری مقدم بزدار -

محمد اعظم خاں فرزند خانصاحب - کرم خاں
بھانجہ خانصاحب پسر سید خاں التازئی
گہنور خاں بھانجہ خانصاحب - عبد اللہ خاں افغان
لوزئی - نواب محمد خاں وکیل - ملا عطا محمد خاں وزیر
سردار نور دین خاں مینگل سردار جہلاوان
عبد اللطیف خاں نائب شال - ملا فقیر محمد خان
مستوفی - قیصر خاں موسیانی سردار جہلاوان وغیرہ
فقیر محمد کمانیر پلٹن - بخش خاں کمانیر پلٹن
امام بخش کمانیر رسالہ - فتح شاہ کمانیر رسالہ

کیفیت یہ ہے کہ خانصاحب نے قریب دس بجے دن کے محمد خاں وکیل اپنے کو بخدمت صاحب بہادر اُن کے دیرہ پر بھیجدیا - کپتان سنڈیمن صاحب بہادر بمعہ جملہ سرداران مُلکی و پہاڑی ہمراہی خود قریب گیارہ بجے روانہ ہوئے جب ڈیوڑہی پر پہنچے گارد متعینہ نے سلامی کی اور لب فرش تک خود خانصاحب نے استقبال فرمایا اپنے دہنے طرف کپتان سنڈیمن صاحب بہادر کو کرسی نشین کیا بائیں طرف فرزندار جمند خانصاحب کے میر محمود خاں ولیعہد زیب کرسی تھی خود خانصاحب بھی صدر کرسی پر رونق افروز باقی سب سرداران اور رئیسان فرش پر اور سپاہیان گارد و کمانیر فوج کمر بستہ استادہ تھے شاہ غاسی علی محمد المعروف علی جان تھا جس کے ہاتھ ایک آسا ملبوس نقرہ تھا طریق دربار یہ تھا -

کہ جب ہر ایک سردار یا کوئی بلوچ دربار میں آتا۔ شاہ غاسی اس کو پیش کرتا اور وہ خانصاحب کے دست مبارک کو بوسہ دے کر اپنی آنکھوں پر رکھتا۔ اور شاہ غاسی اس کو بجائے مناسب جانشین کرتا۔ جب سردار ملا محمد خاں آیا حسب طریق قدیمانہ چند معتبر راستہ میں جاکر استقبال کیا اور ہمراہ خود دربار میں لائے۔ خانصاحب خود استادہ ہو کر تعظیم کیا اور خیر و عافیت معمولی پوچھا سب سرداران نے خانصاحب سے خیر و عافیت اور خانصاحب نے اُن سے خیر و عافیت پوچھا۔

سردار امام بخش خاں تمندار مزاری اور جمال خاں تمندار لغاریاں کے آنے پر بھی خانصاحب نے نیم استادہ ہو کر تعظیم دی۔ باقی سرداران کے سامنے صرف سلام علیکم کا جواب وعلیکم السلام بولے۔ جب یہ جلسہ آراستہ ہو چکا کپتان سنڈیمن صاحب بہادر نے زبان مبارک سے ایک اسپیچ فرمایا۔

اسپیچ کپتان سنڈیمن صاحب بہادر

اے خانصاحب بہادر والئے قلات وغیرہ سرداران و بلوچان حاضرین دربار آج بڑا مبارک روز ہے کہ خانصاحب والئے قلات و ممالک بلوچستان کے دربار میں اکثر سب سرداران وغیرہ بلوچان علاقہ سرکار انگریزی و قلات و کوہستان یکجا حاضر ہیں اور ہم بھی دربار میں شامل و موجود۔ نہایت خوشی اور شکر کا مقام ہے۔ اب ہم باعث آنے اپنے کا اور منشاء گورنمنٹ انگریزی کا بیان کرتا ہوں۔ گورنمنٹ انگریزی خانصاحب کو اپنا دوست اور خیر خواہ تصور کرتا ہے۔ گورنمنٹ کا منشاء نہیں کہ ان کے علاقہ میں کچھ دست اندازی کریں لیکن گورنمنٹ انگریزی کا یہ منشاء ہے کہ امن ملک کا ہو۔ سب ہمسایگان میں رابطہ اتحاد و سلوک قائم اور آمد و رفت تجارت بے خطرہ ہوتی رہے۔ چنانچہ ہم کو گورنمنٹ عالیہ ہند نے اس منشاء سے بھیجا کہ ہم براہ کوہستان مری درہ بولان میں جاکر تمام حالات فساد و تنازعات فیمابین مری و بگٹی یا درمیان اُن کے اور افغانوں کے اور درمیان ان کے اور براہوئیوں کے دریافت کروں۔ جو تنازعات قابل رفع ہونے کے ہیں اُن کو خود فیصلہ کروں باقی کی رپورٹ مفصل سرکار میں بھیجوں نیز جو عام تعلقات فرقہ مری اور بگٹی کو ہمراہ گورنمنٹ قلات کے ہیں ان کی بابت بھی دریافت کر کے کیفیت لکھوں اور یہ

بھی مجھ کو ہدایت ہے کہ درباب حفاظت سوداگری براہ درہ بولان مفصل دریافت کر کے بندوبست مناسب کشائش اس کا اور بعد تقسیم فیس مقررہ کے سرکار کو اطلاع دوں جب ہم کہان میں پہنچا تمندار مری نے ارادہ مصالحت ہمراہ خانصاحب والئے قلات حسب رسم قدیمانہ اور بندوبست حفاظت سوداگری مرونہ بولان وغیرہ ظاہر کر کے بعد تحریر مختار نامہ مہراللہ خان برادر حقیقی و میر ہزار خان وگل محمد خان برادر زادگان خود کو بمعہ مقدمان و سرکردگان خود ہمارے ساتھ دیا۔

جب ہم قریب سرحد سیوی کے آئے سردار ملا محمد خان وغیرہ سرداران بروہی اینجانب کے پاس آئے۔ سلام کیا اور کہا کہ ہم حفاظت سوداگری بولان کے واسطے ذمہ وار ہو سکتے ہیں بشرطیکہ ہمارا خانصاحب کے ساتھ انجام کرایا جاوے چنانچہ انہوں نے درخواست تحریری اینجانب کے پیش کی کہ جس کے مضمون سے بذریعہ مراسلہ و نیز زبانی بذریعہ سرداران امام بخش خان و جمال خان بخدمت خانصاحب اطلاع دیا گیا جس پر خانصاحب نے اپنی مستعدی اور خوشنودی ظاہر فرمائی اور فقیر محمد مستوفی کو بمعہ خریطہ ہمارے پاس بھیجدیا بموجب منشا خانصاحب اینجانب خود قلات میں آیا۔ اور سب سردار لوگوں کو ان کے دروازہ پر لایا کہ سب حاضر و موجود دربار ہیں زیادہ اس سے اب اختیار خانصاحب کے ہے

بیان سردار محمد خان رئیسانی سردار سراوان۔ اے خانصاحب ہم لوگ آپ کے اولس یعنی راج ہوں اور آپ کے دروازہ پر چل کر آئے ہوں آپ ہمارے حاکم اور مالک ہو صرف آپ سے مہربانی اور عفو کی امید رکھتے ہیں گذشتہ زمانہ میں جو ہوا۔ سو ہر ایک کی اپنی تقدیر سے تھا اب سوائے رحم طلبی کے ہمارا کوئی اور سوال نہیں۔

جواب خانصاحب بہادر والئے قلات۔ سرکار انگریزی ہمارا بادشاہ ہے اور ہم اس کے تابعین میں ہے اُس کے آگے ہم کو کچھ عدول نہیں مال و ملک و سر انکا ہے اگر ان کو بکار ہے ہم کو بکار نہیں یہ ملک ہمیشہ جب سے ہمارے بزرگان کو نصیب ہوا۔ زیر سایہ کسی نہ کسی بادشاہ کے چلا آیا ہے بسر خود کبھی نہیں رہا۔ جب سے سرکار انگریزی اس ملک میں آئی زیر سایہ بادشاہت انگریزی کے چلا آیا۔ لیکن اب کچھ عرصہ سے سرکار انگریزی نے ہاتھ اُٹھا لیا ہماری دانست میں از جانب ہمارے کچھ قصور بحق سرکار کے نہیں ہوئی اب تک ہم کو معلوم نہیں کہ سرکار انگریزی کیوں ہم سے دست بردار ہوئے جیسی حالت میں بالفعل یہ معاملہ

ہے ضروری تھا کہ میں کسی اور بادشاہ یا والئے ملک کو دیکھتا جیسا امیر کابل سے یا ایران کے بادشاہ سے لیکن میں اسی امید میں رہا کہ سرکار انگریزی ہماری قدیمی بادشاہ ہے اور وہ دوراندیش و عاقبت بین ہے ضرور سرکار ایک دن ہم کو روبروے طلب کر کے دریافت حال کریگا - اور اب آپ تشریف لاے ہیں اگر آپ حکماً فرماتے ہیں تو مجھ کو کچھ عذر نہیں جو حکم سرکار انگریزی کا ہو تعمیل کرینگے اگر صلاحاً ہے تو درباب درہ بولان آمدرفت تجارت اگر میری صلاح لی جاوے تو بولان کا کھولنا کچھ ضرورت نہیں بدستور بند رہے - آمدرفت سوداگران براہ موڑہ کے ہوا کرے براہ موڑہ جو قافلہ جات آوینگے ہم حفاظت کر سکتے ہیں اور ذمہ وار رہینگے اگر سرکار کا منشاء ہے کہ بہرحال بولان کھولا جاوے تو ہم ذمہ وار نہیں ہونگے صرف اس قدر ہوگا کہ ہمارا ایک تھانہ شال کوٹ میں اور ثانی ڈاڈھر میں رہتا ہے یہ دونو جس قدر ہو سکیگا مدد دیوینگے پیشتر کرتہ میں فوج رہتی تھی اب وہ شہر ویران ہو گیا ہے فوج وہاں نہیں رہ سکتی کہ فوج کے واسطے نہایت تکلیف ہوگی بولان کو ہم نے بند نہیں کیا میریودر صاحب و ہیریسن صاحب نے ہر جگہ مشتہر کیا کہ بولان بند ہے کوئی اس راستہ سے نہ جاوے چنانچہ قندھار میں بھی منادی ہوا تھا تب ہم نے فوج واپس منگوا لی - بندوبست اقوام مری وغیرہ کا جو متعلق بولان ہیں جن سے سوداگری بولان کو نقصان پہنچا ہے آپ کے اختیار میں ہے آپ اپنی ذمہ واری پر کرو - ہم اپنا سنگ اور بدرقی بدستور برابر لیوینگے لیکن بابت نقصان قافلہ مرونہ بولان ہماری ذمہ واری ہوگی ہم ایسا جانتے ہیں کہ مری کا بندوبست سواے تلوار کے نہ ہوگا -

درباب انجام ساتھ اُس کے جو انجام روبروے میریودر صاحب بہادر پیشتر ہوا تھا اب بھی ہم اُس پر قائم ہیں جو ساتواں حصہ آمدنی سنگ اور بدرقی قافلہ جات بولان سے سردار ملا محمد خان کو دلوایا اگرچہ ہماری مرضی کے برخلاف تھا مگر لاچار اب بھی منظور کرینگے - جو روپیہ بابت عوضانہ نقصان مال و جائداد رعیت ہماری کا ذمہ اقوام بروہی کے لگایا گیا اب تک اُس میں سے صرف تھوڑا ادا ہوا بہت باقی ہے -

جب سابقہ فیصلہ بحال ہے اس شرط کا ایفا ہو اگرچہ میں جانتا ہوں تعمیل اس شرط کی کبھی ممکن نہیں یعنی جو روپیہ عوضانہ مال جائداد رعایا ذمہ بروہی عاید کیا گیا اُن کی اولاد سے بھی ادائی نہ ہو سکیگی لیکن جس حالت میں فیصلہ میں یہ شرط

قائم ہوئی اس کا ایفا چاہیئے اگر اس بات پر کچھ لحاظ ہوتا تھا کہ ممکن ہے یا نہیں اس وقت لحاظ کرنا چاہیئے تھا اب جبکہ سابقہ فیصلہ بحال ہے سب شرائط پر پوری تعمیل ہونا چاہیئے۔ جس کے سامنے یہ فیصلہ ہوا وہ ہمارا جوابدار ہے۔ بروقت فیصلہ مذکور کچھ کافی غور نہیں ہوا جیسا کہ جو مال مسروقہ ہمارا بجنسہ پاس مردمان بروہی کے موجود تھا ہم کو کچھ نہ دلوایا گیا ہمارے واسطے نہایت موقع رنج کا تھا کہ بجنسہ ہمارا مال بروہی لوگوں کے پاس ظاہراً موجود ہو ہم ان سے نہ لے سکیں کس طرح ہم کو گذشتہ رنج فراموش ہو سکتا تھا۔

سوال از جانب کپتان سنڈیمن صاحب بہادر۔ اگر آپکا ایسا منشا تھا جو آپ نے آج بیان کیا یعنی بولان کے کھولنے کا ارادہ نہیں اور واسطے فیصلہ ہمراہ اقوام بروہی اب ایک امر غیر ممکن التعمیل کا ایفا چاہتے ہیں پس ہم کو کیوں بلایا۔ جواب۔ خانصاحب آپکو بے شک ملاقات کے واسطے ہم نے بلایا اگر آپ ہمارا اصلاح پوچھتے ہیں تو ہم صلاحاً کہتے ہیں کہ جواب ہمارا مذکورہ بالا ہے اگر آپ کوئی خاص حکم اور اختیار ان معاملات کے باب رکھتے ہیں تو فرماویں حکم سرکار سے ہم کو عدول نہیں۔

سوال۔ از جانب سردار امام بخش خاں وجمال خاں پہلے جب ہم لوگ آئے۔ آپکے مزاج میں ایسے تعرض نہیں پائے جاتے تھے آپ نے صاف کہدیا کہ بندوبست بولان وکرنا انجام واقوام بروہی وغیرہ جو منشا سرکار کا ہے ہکو بر سر وچشم قبول ومنظور ہے بلکہ یہ بھی کہدیا کہ اگر سرکار انگریزی کا ایک پٹہ دار ہم کو جہاں طلب کرے ہم حاضر ہونگے۔ جواب بیشک ہم نے ایسا کہدیا خانصاحب منکر ہونیوالا نہیں۔ تم لوگوں کو جو ہم نے کہا تھا وہی جاکر پیغام دیا ہو گا تم لوگ مت خوف کرو۔ ہم خوف کرنے والا نہیں ہے، تمہارے جانے سے بعد ہم کو کچھ وجہ تامل معلوم ہوئی اُس دن وقت تنگ ہو گیا تھا۔ بعد اس قدر گفتگو کے جلسہ برخواست ہوا گویا کہ خانصاحب کی نسبت جیسا امید اُن کے مراسلات اور پیغامات سے تھی اِس ملاقات پر کچھ کم امیدی ہوئی۔

۲۔ جنوری ۱۸۷۶ء۔ خانصاحب بہادر نے خود بخود کہلا بھیجا کہ ہم واسطے ملاقات کے بوقت چار بجے بعد دوپہر آوینگے چنانچہ مع مصاحبان دربار وافسران فوج کے آئے صرف خانصاحب اور میر محمود خاں پسر کلان اُن کا سواری اسپاں پر باقی سب لوگ پیدل مصاحب وافسر فوج آگے سپاہیاں پلٹن پیچھے۔ جب داخل خیمہ ہوئے اور سب

لوگ علیحدہ کئے گئے صرف چند اشخاص خاص الخاص جانبین سے بیچ رہے اور گفتگو شروع ہوئی۔

از جانب خانصاحب	از جانب سرکار انگریزی
خود خانصاحب - پیر محمود خاں پسر ش	کپتان سنڈمین صاحب بہادر - سردار امام بخش خاں
نایب محمد خاں وکیل - فقیر محمد مستوفی	سردار جمال خاں - لالہ ہتورام سپرنٹنڈنٹ

اول کپتان سنڈمین صاحب بہادر نے سوال کیا کہ خانصاحب کیا وجہ ہے کہ کل آپ نے برخلاف اپنے مراسلہ جات جو پیشتر آپنے قلات سے ہمارے نام تحریر فرماتے رہے اور بیان اپنے مستوفی فقیر محمد و ہمارے سرداران کے انجام اقوام بروہی اور کشائش درہ بولان سے پہلوتہی ظاہر کیا باوجودیکہ ظاہراً ان امورات میں آپ کے واسطے فائدہ معلوم ہوتا ہے آپ سچ سچ کہدیویں۔ جواب خانصاحب - اول آپ فرمائیے کہ آپ کو اس فیصلہ میں کیا اختیار ہے ہم نے سنا ہے کہ آپ صرف واسطے دریافت حال بولان کے آئے تھے جواب کپتان سنڈمین صاحب۔ بیشک لیکن بندوبست بولان کا سوائے فیصلہ فیمابین آپکے اور اقوام بروہی کے ہونا ممکن نہیں (یادداشت اس موقعہ پر خانصاحب قہقہ مار کر ہنس پڑے اور محمد خاں وکیل کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ کہاں ہے ہمارا وکیل)

خانصاحب۔ ہم سچ کہتے ہیں ہم کو کسی کا کچھ خوف نہیں ہم اپنے ملک کے بادشاہ ہیں بادشاہ کو لازم ہے سچ کہے جھوٹ کبھی مت بولے۔ اگرچہ ہمارا وکیل سچ کہنے سے ڈرتا ہے اس کو اپنے بیٹے پیر جان کا لحاظ ہوتا ہے لیکن ہم کو کچھ خوف نہیں اور اس کا بوجھا ہماری پشت پر ہے ہم کو بذریعہ پیر جان پسر وکیل محمد خاں جو شاہ پور میں قریب جیکب آباد رہتا ہے خبر ملی ہے کہ آپ کو ایسے معاملات میں دست اندازی کرنے کا اختیار نہیں ہے بلکہ آپکے نام بھی کئی چٹھیات از جانب صاحبان سندھ آئی ہونگی۔ ہم آپ کو اپنا دوست سمجھتے ہیں صاحبان سندھ کی ہم کو کچھ پرواہ نہیں اب تک جو ہمارا معاملہ متعلق ان لوگوں کے رہا۔ اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ سرکار انگریزی سے ہماری خط و کتابت بھی بند ہے لیکن پیشتر ہمارا تعلق جیکب آباد سے رہا اب تک ہم کو مفصل منشاء سرکار انگریزی کا معلوم نہیں کہ سرکار کا کیا منشاء ہے ہم خوش ہیں اگر ہماری آمد رفت و خط و کتابت براہ پنجاب کے

سرکار انگریزی کے ساتھ کشادہ ہوجاوے مگر میں چاہتا ہوں کہ سرکار انگریزی کو اپنے گذشتہ حالات اور باعث وقوع تفاوت طریقہ اتحاد یہ سرکار انگریزی مطلع کروں اور سرکار مجھ کو اپنے منشا سے مفصل اطلاع دیوے کہ درباب انجام وبولان اور ہمارے معاملات کے اس کا کیا منشا ہے جو سرکار کا فرمان ہے ہم کو بسر و چشم قبول و منظور ہے ہم اس سے کچھ فرق نہ کرینگے۔ ہم کو افسوس ہے کہ اب تک سرکار کا کوئی کام نہیں پڑا۔ اگر کوئی خدمت پڑتی تو سرکار منصف ہوتی اور یہ بھی ہم جانتے ہیں اس بولان کے ساتھ سرکار کو بڑا مطلب ہے اور جب ہم نے سکھر میں جنرل گورنر صاحب بہادر سے ملاقات کیا ہم صاحب بہادر کی زبان سے سنا تھا کہ ڈاڈھر تک ریل بنے گی بادشاہوں کے خیالات بہت طویل ہوتے ہیں معلوم نہیں کب ہوگا لیکن ضرور ہوگا اور سرکار کا جو مطلب اس طرف ہے ہم کو بخوبی معلوم ہے ہم کو امید ہے کہ سرکار ضرور ہماری مدد کریگی جیسا امیر شیر علیخاں سے کرتی ہے ہم اُس سے کم نہیں ہم بھی اپنے ملک کے بادشاہ ہیں۔ قرین مصلحت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک خریطہ اپنا بخدمت جناب گورنر جنرل صاحب بہادر ووائسرائے کشور ہند اور ثانی موسومہ جناب لفٹننٹ گورنر صاحب بہادر ممالک پنجاب باستظہار شکر یہ اصدائے الطاف شاہانہ جناب ممدوحین و مستدعی خود بر منشاء و فرمان سرکار انگریزی و رفع تنازعات باہمی واستدعا حاضری خود بشرط طلب داشت وبیان حالات عند الملاقات اگر سرکار لندن میں طلب کریگی ہم جائینگے کلکتہ کیا دور ہے لیکن بدوں طلبداشت ہم نہیں جاتے۔ آگے بھی دو دفعہ ہم گئے ہماری کچھ عزت نہ ہوئی۔ معرفت آپ کے ارسال کروں جو جواب اس کا سرکار سے آویگا اس پر تعمیل کرونگا۔ جو حال اپنے اس علاقہ کا بچشم خود دیکھا اور دریافت کیا آپ بھی بخدمت سرکار عرض کر دیویں۔ جو حکم سرکار سے آوے مجھکو مطلع کریں تعمیل احکام سرکار میں تا دمے تفاوت نہ ہوگا۔ بعد اصدار جواب سرکار عالیہ آپ واسطے صلاح و سرانجام امورات بالا کے ڈاڈہر میں یا جہاں فرماوینگے اینجانب متفق وملاقی ہوگا اور بصلاح آپ کے فیصلہ پختہ قرار پاویگا بالفعل اینجانب کل دربار میں سرداران بر دہی اور مری کو تسکین دیوینگے کہ وہ لوگ آرام سے رہینگے کچھ بدی بدکاری علاقہ ریاست ہماری کی نہ کرینگے نہ ہمارے ملازمان کی طرف سے بحق اُن کے کچھ زیادتی یا نقصان ہوگا۔

چونکہ وقت تھوڑا تھا بعد اس قدر گفتگو کے جلسہ برخاست ہوا۔ گفتگوء امروزہ سے ایسا پایا گیا کہ خانصاحب سرانجام جملہ امورات کے چاہتا ہے لیکن باستماع اخبارات جیکب آباد کے

اس کو کچھ وجہ تامل پیدا ہو گئی ہے۔ بہ نسبت فیصلہ سے وہ سرکار انگریزی سے تسکین لینا چاہتا ہے بہتر بلکہ واجب ہے کہ مفصل منشاء سرکار عالیہ کا ظاہراً و مشروحاً اس پر انکشاف ہو جاوے تاکہ بعد فیصلہ کچھ جائے اعتراض یا خلل کی نہ رہے۔

۳ جنوری۔ بعد دس بجے صاحب بہادر خود خانصاحب کے دربار میں تشریف لے گئے اور جملہ سرداراں بلوچی علاقہ خود و پہاڑی و بروہی کو حاضر دربار کیا۔ دربار عام ہوا۔ بعد آراستگی دربار و معمولی مزاج پرسی و استفسار حال ایک دوسرے کے خانصاحب نے بجانب سردار ملا محمد خان وغیرہ سرداران بروہی مخاطب ہو کر زبان مبارک سے تقریر فرمائی۔

اسپیچ خانصاحب بحق سرداران بروہی۔ اے سردار ملا محمد خاں وغیرہ سرداران بروہی۔ چونکہ تم لوگ ہمارے امیر اور راوس تھے اتفاقاً و تقدیراً عرصہ ہوئے ۱۲ برس کا ہوا کہ فیما بین تمہارے اور ہمارے صورت نزاع و نا اتفاقی کی پیدا ہو گئی ہر دو جانب سے واسطے نقصان رسانی ایک دوسرے کے متواتر کوشش ہوتی رہی اور دونو طرف کا نقصان ہوا لیکن خیال کرو کہ تمہارا ارث ہم لوگوں کو کسی طرح نہیں پہنچ سکتا اور تمہارے بالکل نیست ہونے سے خانصاحب کو کچھ فائدہ نہیں بلکہ خانصاحب تم لوگوں کو بازو اور عضو سمجھتا ہے۔ کوئی شخص یہ نہیں چاہتا کہ اپنے کسی عضو کو ایذا دیوے۔ لیکن جب بازو یا کوئی عضو خراب ہو کر لاعلاج ہو جاوے مجبوراً سوائے کاٹ ڈالنے کے اور کوئی چارہ نہیں۔ پس اگر تم لوگ ہماری خیر خواہی اور تابعداری میں راہ راست پر چلوگے تو اینجانب کو ہرگز ارادہ ایذا رسانی اور سختی کا تمہارے ساتھ نہیں گذشتہ زمانہ میں جو کچھ ہوا سو ہوا خانصاحب اپنی تقدیر سے سمجھتا ہے۔ عرصہ چار سال سے کرنیل مریویدر صاحب بہادر گویا کہ سرکار انگریزی کے سامنے تمہارا ہمارا فیصلہ ہوا۔ اینجانب ابتک اس فیصلہ پر قائم ہے ہم سردار لوگوں کی طرف سے کچھ دق ہوئے لیکن ہم نے نہیں کیا اب کپتان سنڈیمن صاحب بہادر درمیان آئے گویا کہ پھر سرکار انگریزی کے سامنے ہے۔ آنچہ گذشت گذشت برائے آیندہ پھر سے بموجب دستور قدیمانہ اینجانب رفع تنازعات پر قائم ہے۔ لیکن چند امورات بخدمت سرکار انگریزی تحریر کئے ہیں جب تک جواب آتا ہے تم لوگ آرام سے رہو ہمارے ملازمان کی طرف سے کچھ زیادتی نہ ہوگی۔ بروقت ورود جواب سرکار معرفت کپتان سنڈیمن صاحب بہادر تصفیہ کامل عمل میں آویگا۔

جواب سردار محمد خاں۔ آپ ہمارے حاکم اور ہم الس ہیں ہمارے مقسوم میں ایسا تھا کہ اب تک آپ کے دروازہ سے محروم رہے آنچہ گذشت گذشت اب آپ کے دروازہ پر آئے اور امید رحم

و پرورش کی رکھتے ہیں آئندہ آپ مالک ہو۔

اسپیچ خانصاحب بحق سردار مقدمان مری۔ اے سرداران و مقدمان مری قدیم سے تم ہمارا اُلس اور راج تھے پیشتر خانصاحب تم کو اپنا خیر خواہ تصور کرتا تھا۔ پھر تمہارے میں عادات چوری کی زیادہ پھیل گئی کہ رعایا خانصاحب پر دست دزدی دراز کیا تب تم کو چور تصور کیا جاتا تھا جب سے ہماری فوج کے ساتھ مقابلہ کرکے ہماری توپ چھین لی تب سے تم کو نمک مُردار تصور کیا گیا ہے لیکن اب تم کو کپتان سنڈمین صاحب بہادر ہمارے پاس لائے ہیں ہم گذشتہ قصورات معاف کرتے ہیں اور سمجھاتے ہیں کہ آئندہ آرام سے رہو اگر اپنا چلن چال درست کیا تو خانصاحب تمہارے اوپر مہربان ہوگا ورنہ اگر اپنی بد عادات سے باز نہ آئے تو ایک دن خانصاحب اور کپتان سنڈمین صاحب بہادر دونو متفق ہو کر تم کو ایسی سزا دیوینگے کہ ہمیشہ یاد رہیگی۔

کپتان سنڈمین صاحب بہادر۔ بیشک باوجود مہربانی اور سلوک و بحالی قدیمانہ حق و دستور کے تم لوگوں نے بدی بدکاری ملک خانصاحب سے ہاتھ نہ روکا پس لاچار ہم بھی خانصاحب کے شامل ہو جاوینگے اور تم کو خوب سزا دیوینگے۔ **جواب** میر ہزار خاں سوتر تمندار مری۔ خانصاحب آپ بجا فرماتے ہیں اگر باوجود مہربانی اور انجام کوئی بدی کریگا سزا پاویگا۔ **جواب** کرم خاں خانصاحب بجا فرماتے ہیں لیکن جو ہمارا قدیمانہ معمول سرکار خانصاحب سے ملتا تھا وہ کیوں بند ہے اس کی حقرسی چاہتے ہوں۔

کپتان سنڈمین صاحب بہادر۔ خانصاحب یہ بات قابل غور ہے اس پر توجہ لازم ہے۔

جواب خانصاحب۔ بیشک حسب شاہنواز خان کے تبنو میں میر محراب خاں تھا دین محمد خاں تمندار مری ہمراہ خانصاحب حاضر رہا اور مدد دی اس سبب شہر تنبیہ کا لطور جاگیر تمندار مری کو از طرف خانصاحب دیا گیا لیکن بعد اُس کے بسبب بد افعالی مری کے بند ہوا۔ اب اگر مری لوگ نے اپنا چلن چال درست کیا اور خیر خواہی میں ثابت قدم رہے تب بموجب دستور قدیمانہ از جانب خانصاحب مہربانی ہوگی۔

نہال خاں لوہارانی مری۔ تم ہمارے حاکم ہو ہم تمہارے راج ہیں ہمارے خراب کرنے کا خیال مت کرو اگر ہم خراب ہو گئے آپ کا نقصان ہوگا۔ اگر کچھ قدرے کم عقلی سے کسی طائفہ سے قصور ہو جاوے تو معاف کرو۔

کرم خاں مقدم۔ اگر ہم کو خراب کیا تو تم بھی خراب ہو گے۔

جواب خانصاحب۔ اس کا زیادہ جواب ہم نہیں دیتے کہ اس وقت دربار عام ہے کیا وجہ ہے کہ تم لوگ بدی کرو اور خانصاحب نیکی کرے۔

اس گفتگو کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ آج کی کارروائی سے اقوام مری کو ضرور خیال ہوا کہ اب سوا ترک کرنے عادات بدی بدکاری کے گذران مشکل ہوگی کہ کپتان سنڈیمن صاحب بہادر اور خانصاحب ایک صلاح ہو گئے جب سب طرف سے اتفاق اور زور کامل ہوگا تب لاچار گوشہ پکڑنا ہے۔

سوپایا جاتا تھا کہ سرداران اور بڑے مقدمان روکنے بدی بدکاری میں کوشش کرینگے اگرچہ وہ تامل میں تھے کہ چھوٹی چھوٹی چوری کا بند کرنا کچھ عرصہ تک مشکل ہوگا لیکن خیال کرتے تھے کہ کوشش اور زور سے بند ہوگا۔ عام جلسہ برخاست ہوگیا۔

تنہائی میں کپتان سنڈیمن صاحب بہادر و کپتان ویلی صاحب بہادر نے خانصاحب کیساتھ کچھ بات چیت پوشیدہ کی سوا دونو صاحبان موصوف اور خانصاحب کے اور کوئی درمیان نہیں تھا۔ مقتضی القیاس ہے کہ خانصاحب نے کچھ اپنا حال جو لائق انکشاف نہ تھا واسطے گذارش سرکار عالیہ ہند کے بطور پیغام کے بیان کیا چنانچہ بعد اس کے جو خریطہ موسومہ جناب گورنر جنرل صاحب بہادر کے دیا اُس میں ذکر کیا کہ شمہ از حالات خود میں نے بخدمت جناب کپتان سنڈیمن صاحب بہادر گذارش کیا ہے کہ آپ کو عرض کر دیوینگے۔

عندالبرخواستگی دربار خانصاحب یہ فرمایا کہ کل ہم واسطے ملاقات رخصتانہ آپ کے پاس آوینگے اور خریطہ جات ہمراہ لاکر سپرد کرینگے۔

۴ جنوری ۱۸۷۶ء۔ خانصاحب نے ایک عرضی از جانب عبدالعزیز نائب بھاگ کے بھیجدی جس کا مضمون یہ تھا کہ یہ وہی لوگ جو بمقام شوری متوقف تھے اور کچھ دزدی اور نقصان رسانی خوشہ وغیرہ کے کی تھی بلوچن نے جاکر اونکی بستیات میں غارتی کیا دس باراں نفر از جانب بروہی قتل ہوئے اور مال واسباب اُن کا غارت کر کے لائے ہیں اور ان کے مارنے میں کچھ صرفہ نہیں کیا۔ از جانب بلوچن صرف چند نفر زخمی ہوئے۔ اس حال کے سننے سے صاحب بہادر کو افسوس ہوا اور سب حالات گذشتہ و آیندہ پر غور کی گئی تو از جانب خانصاحب بہادر معاملہ قابل اطمینان ٹھیرا۔

سردار ملاں محمد خاں وغیرہ سرداراں سراوان جب حاضر ہوئے باطلاع حال مندرجہ بالا اُن لوگوں نے ایسا کہا۔ کہ خاں ناقائم مزاج ہے اور اس کے سخن پر کچھ اعتبار نہیں اُس نے دیدہ دانستہ

ہمارے لوگوں کو نقصان پہنچایا ہے خیریت شکر الحمد للہ کہ از جانب خانصاحب ع پشیدستی اور خلاف
وعدہ ہوا ہم نے کوئی خلاف ورزی نہیں کی ورنہ پیش سرکار شرمسار ہوتے۔ بعد چلے جانے سرداران
بروہی صاحب بہادر نے حکم کوچ کا دیا قریب کوچ ہونے کے تھا کہ حسب اقرار روز گذشتہ بوقت
چار بجے خانصاحب واسطے ملاقات اخیر تشریف لائے۔ بعد تعظیم معمولی حسب کرسیوں پر رونق افروز
ہوئے خانصاحب نے صاحب بہادر سے مزاج پرسی کی حالت میں فرمایا کہ مزاج خوش ہے صاحب بہادر
نے جواب دیا کہ نہیں مزاج کس طرح خوش ہو جب ایسی خبر سننے میں آئی جو نہایت خوفناک ہے خانصاحب
آپ خیال فرماؤ کہ ہم آپ کی طلبداشت پر یہاں آگیا آپ کو منشاء درخواست انجام سرداران سراوان
سے صاف مطلع کیا گیا تھا اور درج ہوا تھا کہ بروہی لوگوں نے ظہور نتیجہ اس مقدمہ تک اپنے
لوگوں کو بدی بدکاری سے روکا ہے اگر آپکا منشاء انجام کا ہے آپ بھی اپنی فوج کو روکینگے۔
آپ نے اپنے مراسلہ میں صاف درج فرمایا کہ ہم انجام سابقہ پر قائم اور مستعد ہیں اور اپنی فوج کو نقصان
رسانی اقوام بروہی سے ممانعت کر دیا ہے بخصوص ہم اور دیگر جملہ بلوچ لوگ و سرداران بروہی ہمارے
خاص ڈیرہ پر بطریق مہمان حاضر تھے کسی مذہب کیا ہندو کیا مسلمان کیا عیسائی کیا کوئی ہو جائز نہیں
کہ مہمانوں سے ایسا سلوک کیا جاوے یعنی پس ماندگان ان کو جو بھروسہ میں ہوں برخلاف عہد ایسا
نقصان ملے پس ہم اور باتوں میں کیا امید اور اطمینان کر سکتے ہیں۔

جواب خانصاحب۔ صاحب آپ خفا نہ ہوں بیشک ایسا ہو گیا اور ہماری فوج نے بلا حکم ہمارے
کے نہیں کیا۔ ہم نے فوج کو اسی واسطے بھیجا تھا جب بروہی لوگوں نے چوری خوشہ وغیرہ کیا کس
طرح فوج اُن کو سزا رسانی نہ کرتی بلکہ ہم نہیں کہہ سکتا شاید کچھ اور بھی ہوا ہو نہ آیندہ کے واسطے ہم ایسا
وعدہ دے سکتا ہے۔

کپتان سنڈمین صاحب۔ ہم خفا نہیں لیکن ہم افسوس میں ہیں اگر کچھ چوری خوشہ وغیرہ بروہی لوگوں
نے کیا تھا تو چاہیئے تھا سرداران بروہی کا جواب لیا جاتا نہ کہ فوج کشی اس قدر خفیف معاملہ میں
کی جاتی خصوص آیندہ کے واسطے بھی کوئی تدبیر روکنے کی نہیں دیکھتے تو پس اینجانب کوئی صورت
انجام کی نہیں دیکھتے۔ جواب۔ درست صورت یہ تھی جو بیان کر دیگئی سوا سزا رسانی کے بروہی
لوگوں کا کس طرح بندوبست ہو سکتا ہے بخصوص کل ہمارا ارادہ ہے کہ ہمراہ سردار نور دین فوج اوپر
گھنور خاں زہری بھیجوں گا کہ قافلہ جات مرو نہ راستہ موڑہ میں وہ کچھ حرکت کرتا ہے اور رفیق محمد سردار
بے زنجو پر فوج بھیجنا ہے ایسا ہم کس طرح بلا سزا رسانی ایسے لوگوں کے حکومت کر سکتا ہے حکومت

سوا زور کے نہیں ہوتی جیسا امیر کابل کرتا ہے یا اور بادشاہ کرتے ہیں۔ ہم بھی اپنے ملک کا بادشاہ ہے ہمارا اختیار ہے کسی کو توپ سے اڑادیں یا مار ڈالوں۔

کپتان سنڈیمن صاحب۔ درست آپ اپنے ملک کے حاکم ہیں اگر آپ بلا مدد سرکار انگریزی کے اپنے زور تلوار کے ساتھ حکومت کرنی چاہتے ہیں تو آپ کو اختیار ہے سرکار کی مدد سوا اصلاح اور انجام و امن ملک اور کیا ہو سکتی ہے۔ **جواب**۔ آپ اِس وقت بجاے سرکار موجود ہیں اپنے زور کی بابت ہم کچھ بیان نہیں کر سکتے اور ہم کو امید ہے کہ سرکار بھی ہم کو زور میں کچھ مدد دیویگا۔

کپتان سنڈیمن صاحب بہادر پس اب بابت درہ بولان و مری وغیرہ آپکا کیا ارادہ ہے **جواب** ہمارا منشا وہی ہے جو پہلے روز یعنی یکم جنوری ۱۸۷۶ء بیان کر دیا تھا کہ بدون زور تلوار کے ممکن نہیں القصہ اب وہ دونوں خریطہ جات لایا ہوں آپ اپنی معرفت پہنچا دیوینگے یا نہیں **جواب**

کپتان سنڈیمن صاحب بہادر بیشک ہم پہنچا دیوینگے لیکن زیادہ اس سے کچھ مدد نہیں دے سکتے جبکہ صورت معاملہ دگرگوں ہو گئی ہے جو حال ہماری دانست میں راست اور درست معلوم ہوگا ہم سرکار کو گذارش کرینگے۔ **جواب** خانصاحب۔ آپکو اختیار ہے جو حال دیکھا اور سنا ہے بخدمت سرکار اطلاع دیویں مگر اسلحہ جات ہمارے ضرور بخدمت سرکار پہنچا دیویں اور یہ بھی خانصاحب نے کہا کہ اس وقت کوچ کرنا مناسب نہیں۔ سو کوچ ملتوی ہو گیا اغلب تھا کہ شاید خانصاحب موقعہ رنجش اور کوچ کا دیکھکر واپس دینے مال مسروقہ و رہائی قیدیان کے واسطے خود بخود دکھیگا مگر خانصاحب نے کچھ نہ کہا بلکہ اپنے وکیل کی طرف رخ کرکے یہ کہا کہ یہ تھوڑی بات ہے اس پر صاحب ناراض ہوتا ہے اگر کل ہم کسی اپنے سردار کو جو نافرمان ہوگا مار ڈالینگے صاحب زیادہ ناراض ہوگا ہم کس طرح رضامند کر سکتے ہیں۔ مابین اس گفتگو کے وقت نماز کا ہو گیا۔

صاحب بہادر باہر تشریف لے گئے راقم بھی باہر تھا۔ امام بخش خاں کے بیان سے سنا گیا کہ واسطے واپسی مال کہا گیا ہے لیکن خانصاحب انکار پر ہے۔ بعد اس قدر کارروائی کے جلسہ برخواست ہوا۔ خانصاحب طرف میری خود تشریف لے گئے

۵ جنوری۔ جوہان۔ ۲ کوم۔ ۳۵ میل۔ صبح کوچ ہوا۔ براہ رود یا راستہ پہلے صاف رہا بفاصلہ تخمیناً ۱۴ میل ایک موقعہ پر کالا پانی جاری اور آبادی زراعت کی ہے اس کو کمشان بولتے ہیں وہاں سے آگے روانہ ہو کر بفاصلہ پانچ چھ میل ایک جگہ کالا پانی جاری تھا وہاں صاحبان

بہادر نے حاضری کھائی اب یہاں سے کچھ چڑھائی شروع ہوئی اور تھوڑا سا پتھر بھی تھا راستہ پر ایک موقعہ پر ایک جگہ زیارت کی ہے جہاں ایک نشان باندھا ہوا ہے بروہی وغیرہ بلوچ لوگ ایسا بیان کرتے ہیں کہ یہ زیارتگاہ علی مرتضیٰ علیہ وسلم کی ہے کہ انہوں نے اس پہاڑ پر ایک کافر کو قتل کیا تھا واضح ہو کہ شہر قلات کا قدیمی شہر ہے اور ایسا پایا جاتا ہے کہ یہ شہر بھی اُس زمانہ میں آباد ہوا جبکہ ہڑند کو ہرناخس دیت اور منگرو ٹھ کو منگرو ٹھ دیت نے آباد کیا تھا چنانچہ اب تک قلات ڈیوا مشہور ہے ایسا سنا جاتا ہے کہ تین برادر حقیقی تھے۔ ڈیو اجس نے قلات آباد کیا۔ سیو اجس کے نام سے سیوی مشہور ہے کھیو اجس کے نام سے کھوای کا کوٹ آباد ہوا۔ اب ویران پڑا ہے۔ یہ اس قسم کے لوگ تھے جیسا کہ ہرناخس دیت وغیرہ ہوئے ہیں ایسے لوگ نہ ہندو تھے نہ مسلمان۔ بلکہ مذہب انکا الگ تھا لیکن کچھ ہندو لوگوں کیطرف مائل تھا مسلمانوں سے بالکل الگ تھے بعد اسکے اہل ہنود کی عملداری میں بھی یہ شہر آباد رہا ہے چنانچہ قلات میں ایک مندر دیوی کا بہت پورانہ پایا جاتا ہے اور وہ مشہور ہے کہ بہت پورانہ ہے اور مستنگ میں ایک مندر مہادیو کا ہے وہ بھی قدیمی ہے کوئٹہ میں ایک سمادھ ایک فقیر سنیاسی کی دیکھی گئی وہ بھی قدیمانہ ہے ان علامات سے مقتضی القیاس ہے کہ عملداری ہنود میں یہ شہر آباد تھے اور قدیمانہ شہر ہیں وہاں سے چلکر جوہان میں آئے جوہان میں کالہ پانی جاری تھا اور زراعت گندم کی تھی چند بستیات اُس میں واقعہ ہیں بالفعل ویران تھی کہ لوگ بلحاظ سردی نیچے کوچ کر گئے تھے۔ گھاس لکڑی بہت تھا اور یہاں تک راستہ درست تھا کچھ تکلیف نہ ہوئی دوسرا دن بھی مقام ہوا کہ پہلے روز بڑی منزل ہوئی تھی چونکہ بوقت روانگی از قلات ایک کس افغان سوداگر نے آکر عرض کیا تھا کہ ہمارا قافلہ یہاں قلات میں ہے بولان کا رستہ بند تھا اور براہ موڑھ کے بھی لحاظ ہے اگر آپ براہ روبدار ہمراہ خود لیجاویں تو مہربانی ہوگی اس کو جواب ملا تھا کہ یہ علاقہ خانصاحب کا ہے تم بخدمت خانصاحب جاکر عرض کرو۔ یہاں سے مراسلہ بنام خانصاحب لکھا گیا کہ پہلے سال میں بھی سوداگران ہمارے پاس ملتجی ہوئے کہ ہم کو براہ بولان بھیجا جاوے مگر ہمنے بہ لحاظ آپکے اُنکو اجازت نہ دیا۔ اب قلات میں اسطرح سوداگر نے عرض کیا اگر آپ اسکو براہ رودبار بھیجدیویں تو ہم پہنچا دیوینگے ورنہ آپ کو اختیار ہے لیکن جو ایک خاص کام ہمارا دریافت حال سوداگری کا تھا اُس کے واسطے یہ امر ایک نہایت ضروری اور کارآمد ہے جو اینجانب کو بذاتہ اپنے سامنے دیکھنے میں آیا۔

۷ جنوری ۱۸۸۱ء۔ مقام رودبار۔ ایک یوم۔ ۱۵ میل۔ جوہان سے کوچ ہوا۔ رستہ میں پتھر بہت تھے اور چند موقعوں پر بوجہ سخت اترائی چڑھائی اور پانی کے اوترنا پڑا۔ رودبار ایک رود کا نام ہے اصل لفظ رودبار ہے وجہ تسمیہ یہ ہے کہ رود فارسی میں نہر یا پانی کو کہتے ہیں بار زمین کا نام ہے بارڑی بھی بار سے مشہور

ہے زمین یار کی رُود ہے اسواسطے نام رودبار مشہور ہوگیا ہے۔ رودبار کے کنارہ پر آبادی ہے کالا پانی
جاری تھا وہاں ڈیرہ ہوا بستی کوئی آباد نہیں تھی کہ اس موسم میں اکثر لوگ سرحد خراسان کے نیچے کچھی
کی طرف چلے جاتے ہیں ایک بچاؤ سردی سے دوسرا ادھر کچھ ضرورت کام کی نہیں کیونکہ زراعت گندم
بعد کاشت کرنیکے خود بخود پڑی رہتی ہے نہ اُسکی حفاظت کی ضرورت ہوتی ہے نہ پانی دینے کی جب تک کہ
سرد موسم رہتی ہے اور ایام برف پڑنے میں وہ کچھ چندان نہیں ٹھیرتے نہ اس کی حفاظت کی ضرورت ہوتی ہے۔
جب ماہ پھاگن شروع ہوتا ہے یعنی جس روز بسنت لگتی ہے اسوقت لوگ واپس خراسان چلے جاتے
ہیں حفاظت زراعت مطلوب ہوتی ہے تب سے زراعت بڑھ چلتی ہے رودبار میں گھاس لکڑی بہت
تھا۔ اس جگہ افواہ ہے کہ قلات میں کل کچھ لڑائی فیمابین خانصاحب و نور دین سردار مینگل ہوئی تھی۔
۸ و ۹ جنوری ۱۸۷۶ء۔ باڑڑی۔ ۲ یوم۔ ۱۵ میل۔ رودبار سے کوچ ہوا باڑڑی تک راستہ بالکل خراب ہے
دو تین کتنڈہاک نہایت سخت اوترنے پڑتے ہیں اگرچہ گھوڑیاں چلی آتی ہیں لیکن شتران کے واسطے
تکلیف ہے دو تین موقعہ پر پیدل چلنا پڑا کہ سواری پر خطرہ تھا پتھر بہت اور گول ہے پاؤں پھسلنے
کا لحاظ ہوتا ہے ایک جگہ پر بحالت اوترتے چڑھائی پہاڑ کے سید اورنگ شاہ جو شتر مہاری سے
اوتر کر پیدل چل رہا تھا بسبب پھسلنے پاؤں کے گر پڑا۔ اسکو ناک پر چوٹ آئی اور خون جاری رہا
باڑڑی ایک موضع کا نام ہے زمین گرداگرد اس کے بہت ہے چند بستیاں مختلف آباد ہیں۔ غلہ
شالی بہت پیدا ہوتا ہے۔ اس گاؤں میں بلوچ بہاگ وغیرہ از پاڑہ رند کے رہتے ہیں۔ یہاں
ایسا سنا گیا کہ نورالدین کو خانصاحب نے ماخوذ کر کے قید کر لیا ہے۔
۱۰ جنوری ۱۸۷۶ء۔ گرم آف۔ ا یوم۔ ۱۰ میل۔ باڑڑی سے کوچ ہو کر بی بی نانی میں داخل ہوئے
اسمیں چار یا پنج میل ہوگا گرم آف کرنہ سے بفاصلہ دو میل بجانب ڈاڈہر ہوگا گھاس لکڑی پانی بہت تھا۔
۱۱ جنوری۔ پیر۔ یک یوم۔ — پیر ڈادھر سے تین میل بجانب مغرب کے بولان کے منہ میں واقع
ہے پیشتر مفصل حال اسکا درج ہو چکا ہے وہاں مقام ہوا کیونکہ گھاس لکڑی یہاں بہت ہے
فیضو نائب ڈاڈھر بمعہ چند سواراں سلام کیواسطے آیا اور کہا کہ شہر قریب ہے چل کر مقام کرو۔ ہم کو
خانصاحب نے واسطے گھاس لکڑی وغیرہ مدد کے لکھا ہے سب مدد دیونگا۔ لیکن وہاں مقام رہا کچھ
گھاس لکڑی اس نے بھیجدی۔
۱۲، ۱۳، ۱۴ جنوری۔ مٹھڑی۔ ۳ یوم۔ ۱۵ میل۔ پیر سے کوچ ہو کر بمقام ناڑی قریب مٹھڑی کے مقام
ہوا چونکہ فیمابین سرداران مزارانی مری اور مینگل بروہی کے آپسمیں جنگ اور تنازعہ تھا نیز دل

مقدم مزارانی مری اور رسول بخش سردار مینگل نے روبروے جلسہ سرداران بلوچی حلفاً برائے آیندہ انجام کر کے اقرارنامہ داخل کیا نیز سرداران بروہی و مری نے آپسمیں صلح اور اقرار انجام کر کے اقرارنامہ داخل کیا نیز سرداران بروہی و مری نے آپسمین صلح اور اقرار انجام کا کیا۔ اسی عرصہ میں جواب مراسلہ کا جو مسمقام جوہان بھیجا گیا تھا از جانب خانصاحب پہنچ گیا درباب بندوبست قافلہ جات صرف اس قدر جواب تھا کہ جو ہمارا منشا تھا آپکو زبانی کہدیا تھا بعد اُس کے حال قتل ہونے نور دین و مجروحی ملا عطا محمد خاں وزیر اپنے کا لکھا اور ایسا درج کیا کہ مذکورین ہمارے اوپر مفسدہ کرنے والے تھے ہم نے اطلاع پاکر فوج اُن کے اوپر بھیجدیا۔ نیز ایک مراسلہ بنام اورنگ شاہ کے بجواب اُسکے عریضہ کے بھیجا جس کے ساتھ ایک پروانہ بنام عبدالعزیز نائب بھاگ بابت رہائی قیدیاں یعنی پانچ نفر بروہی جو فوج کے ہاتھ سے ماخوذ ہو کر قید میں تھے۔ پروانہ میں درج کیا کہ بہ خاطر کپتان سنڈیمن صاحب بہادر ان قیدیان کو رہا کر دیو۔

۱۵ و ۱۶ جنوری۔ مل۔ ۲ یوم۔ ۱۲ میل۔ مل ایک گاؤں کا نام ہے جو متعلق سیوی کے ہے اس میں اکثر بروہی گہرام زئی رہتے ہیں یہانتک سرداران بروہی ساتھ آئے یہاں سے رخصت کئے گئے۔

۱۷ ایضاً۔ لہڑی۔ ۱ یوم۔ ۳۰ میل۔ شہر لہڑی کا متعلق کچھی کے ہے اقوام ڈومکی اس میں رہتے ہیں۔ محراب خاں ڈومکی سردار قوم ڈومکی کا ہے۔

۱۸ ایضاً۔ سہر آف۔ ۱ یوم۔ ۲۵ میل۔ واضح ہو کہ لہڑی سے صبح کوچ ہوا سہر آف میں پہنچے رستہ بالکل صاف ہے منزلگاہ پر گھاس لکڑی عام ہے لیکن پانی کچھ نمکین ہے اس سبب سہر آف مشہور ہے بلوچی زبان میں سہر بمعنی شور آف بمعنی آب ہے۔

۱۹ ایضاً۔ چھترد ی۔ ۱ یوم۔ ۱۵ میل۔ سہر آف سے روانہ ہوئے بفاصلہ ۳ میل رود چھتر فلیجی کی ہے۔ پاتر سے اس طرف کا پانی باراتی اُسمیں پڑتا ہے زمینات چھتر و فلیجی کو آباد کرتی ہے تھوڑا سا کالا پانی بھی جاری ہے وہاں چل کر بفاصلہ قریب دو تین میل ایک پہاڑسی ہٹی کی ہے جس کو مڑوار کہتے ہیں۔ وہاں پانی بھی موجود ہے وہاں سے گذر کر چھترد ی میں پہنچے وہاں بھی کالا پانی جاری تھا۔ اس موقعہ پر گھاس لکڑی عام ہے اور راستہ بالکل صاف تھا پانی اوسط درجہ کا ہے یہاں سے اقوام مری رخصت کئے گئے۔

۲۰ ایضاً۔ کوٹ لاکھ۔ ۱ یوم۔ ۱۰ میل۔ چھترد ی سے روانہ ہو کر بمقام سنگ سیلا آئے سنگ سیلا میں بہت زمین لایق آبادی کے ہے بلکہ اب بھی تھوڑی آبادی ہوتی ہے زیادہ تر بسبب نااتفاقی مری ویران رہتی ہے اب چند سال

سے کچھ اتفاق شروع ہوا ہے۔ آبادی ہو چلی ہے اکثر ہ زمین اقوام نوتہانی بگٹی کی ہے لاکھ کا کوٹ
ویران پڑا ہے لاکھ خاں باپ فتح خاں مقدم نوتہانی کا تھا عرصہ چھ سات سال سے وہ فوت ہو گیا
ہے اس بنے آباد کیا تھا پانی نل رود میں چھوٹے چھوٹے چاہات کھودنے سے ملتا ہے مگر کچھ نمکین
ہے گھاس کی قلت ہے لکڑی عام ہے۔

۲۱ و ۲۲ جنوری۔ سیاہ آف - ۲ یوم - ۱۵ میل - ۲۱ کو سیاہ آف میں پہنچے اُسدن بورود خبر تار برقی معلوم
ہوا کہ حسب الحکم گورنمنٹ عالیہ ہند صاحب والاشان کرنیل منرو صاحب بہادر کمشنر قسمت ڈیرہ جات
واسطے دریافت حال مقدمہ ہذا تشریف لاتے ہیں بلکہ براہ کشتی صاحب ممدوح روانہ ہوے کہ
کشمور میں اُتر ینگے۔ اور کپتان سنڈیمن صاحب بہادر کو طلب فرمایا ہے۔ دوسرا روز مقام رہا کہ
کچھ ضرورت رخصت کرنے سرداران کی تھی۔

۲۳ " - نوج - ۱ یوم - ۲۳ میل - واضح ہو کہ جب سیاہ آف سے کوچ ہوا اول بمقام ڈُز کش پہنچے
فاصلہ تخمیناً ۱۵ میل ہو گا - اسجگہ پانی کالا چلتا ہے گھاس لکڑی عام ہے پلٹن اور رسالہ یہاں ہا
لیکن کپتان سنڈیمن صاحب بہادر برابر بمقام نوج چلے گئے جہاں کرنیل منرو صاحب بہادر تشریف
رکھتے تھے ڈُز کش سے قریب ۱۵ میل چوکی سُوی ہے جہاں سواران جنگی کا پوسٹ ہے وہاں سے
نوج قریب ۱۳ میل ہو گا۔

۲۴ " - تنگوانی - ۱ یوم - ۱۰ میل - نوج سے کوچ ہو کر تنگوانی میں آئے تنگوانی میں عمارت پورانہ چوکی
جنگی کی موجود ہے بالفعل ویران ہے۔

۲۵ و ۲۶ " گھری حسن - ۱ یوم - ۱۴ میل - تنگوانی سے کوچ ہو کر گھری حسن پر آئے یہاں بھی پیشتر چوکی
سواران رہا کرتی تھی۔

۲۷ " - دلمراد - ۱ یوم - ۱۰ میل - گھرمی حسن سے کوچ ہو کر دلمراد میں آئے یہاں پلٹن پہنچ گئی۔

۲۸ " - جیکب آباد - ۱ یوم - ۸ میل - صبح دلمراد سے کوچ ہو کر جیکب آباد میں پہنچ گئے پڑاو پر ڈیرہ
ہے اب مقدمہ کرنیل منرو صاحب بہادر کے ہاتھ میں ہے دیکھنا چاہئے کہ کیا نتیجہ ہوتا ہے۔

نتیجہ دورہ

واضح ہو کہ اگرچہ اب تک فیما بین سرداران بروہی دمری وغیرہ اور خانصاحب والئے قلات
انجام کچھ نہیں ہوا اس سبب سے اول مشن کو کامیاب نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن کارروائی دورہ

نہایت دور اندیشی اور احتیاط کے ساتھ ہوئی اور حالات جو اس دورہ میں دریافت ہوے نہایت
مفید اور کارآمد ہیں اور جو مطلب سرکار کا واسطے دریافت حال سرحد قلات اور بولان کے تھا
بالکل عمدہ طور پر ہوا۔ اور نتیجہ اس کا واسطے گورنمنٹ نہایت مفید ہوگا۔ اول درہ بولان یہ درہ
بادشاہی درہ ہے اور آمدرفت تجارت ہند و خراسان کے واسطے نہایت ضروری اور مفید ہے
بعہد بادشاہان ماضی بھی اکثر جاری رہا سرکار انگلشیہ کی عملداری میں بھی پیشتر غارت ہونے ایک
قافلہ کلان از دست مردمان مری و بروہی جو سال ۱۸۶۹ء میں ہوا بخوبی جاری تھا تجاران قندہار
و ہرات و مشہد وغیرہ گرد نواح مذکور اس درہ کی آمدرفت کو نہایت پسند کرتے ہیں باعث یہ ہے
کہ ایک تو ان لوگوں کی آمدرفت اور لین دین زیادہ تر شہر شکارپور اور سکھر کے ساتھ ہے چنانچہ
از جانب ساہوکاران شکارپوران کے گماشتگان قندھار اور بخارا میں رہتے ہیں اور جو
قافلہ باش شال کوٹ میں آیا اور چاہتا تھا کہ براہ بولان اُس کو جانے کی اجازت دیجاوے وہ
گماشتہ ساہوکار شکارپور کا تھا واسطے ان بلدون کے یہ درہ سیدھا اور قریب تر ہے دوسرا شال
سے صرف ایک منزل بمقام دشت تکلیف سردی کی ہے بعد اس کے سردی سے بچ جاتے
ہیں کہ درمیان بولان سردی کم مثل کچھی کے ہے موڑہ کے رستہ سے جانا تجار لوگوں کو بالکل
ناگوار ہے ایک تو منازل دراز دوسرا قریب دس پندرہ روز سردی اور برف کے ملک میں
تجار لوگوں کو آمدرفت میں تکلیف ہوتی ہے اور چارہ شتران بالکل نہیں تیسرا جو ان کا خاص
مطلب ہے کہ شہر ہاے سکھر اور شکارپور سے لین دین اور سوداگری کریں وہ بر نہیں آتا بفاصلہ بعیدہ
کراچی جانا پڑتا ہے کراچی سے واپس ہوکر شکارپور میں پہنچتے ہیں۔ جب دائرہ دولت کپتان
سنڈیمن صاحب بہادر شال کوٹ میں تھا تجاران نہایت مستدعی ہوئے کہ اُن کو براہ بولان
جانے کی اجازت دیجاوے براہ موڑہ کے جانا وہ لوگ بالکل پسند نہیں کرتے تھے۔ باعث
بندش درہ بولان کا تنازعہ خان اور اُس کی رعایا اقوام بروہی کا ہے یعنی اقوام بروہی کا جب
خانصاحب کے ساتھ نزاع تھا اور وہ اور کسی صورت سے اُس پر غالب نہ آسکے چونکہ قافلہ جات
بولان بذمہ واری خانصاحب گذرتے تھے از جانب گورنمنٹ عالیہ انگریزی مبلغ ـــــ واسطے اس انتظام کے خانصاحب
کو ملتا تھا اقوام بروہی نے عمداً اقوام مری کو شامل کر کے قافلہ کو غارت کیا ان کا خیال یہ تھا کہ وقوع اس
واردات سے سرکار انگریزی کو رنج ہوگا اور اسبات میں ذمہ واری خانصاحب کی ہے ضرور سرکار انگریزی
اس پر ناراض ہوگی اور وجہ امداد جو اسکو ملتا ہے بند کریگی اور انتظام ملک کیواسطے دست دخیل ہوگی مری اگرچہ

شامل تھا لیکن خود بخود اُس کا اس امر پر دلپذیر ہونا ممکن نتھا کہ پیشتر غارتی قافلہ میں عادی نہ تھا اور لحاظ کرتا تھا کہ گورنمنٹ انگریزی سے مورد قہر کا ہوگا۔ نتیجہ میں بروہی کامیاب ہوئے یعنی جب فیصلہ ہوا زیادہ تر توجہ قافلہ کا خان پر ڈالا گیا اگرچہ کچھ روپیہ امداداً سرکار سے خان کو ملا۔ مگر عوضانہ قافلہ میں دیا گیا اگرچہ بروہی کے اوپر کچھ لگایا گیا مگر کچھ ادا ہوا کچھ اب تک باقی ہے۔ درباب آمدرفت قافلہ جات بولان جو سرحدی لوگوں کے دل میں لحاظ از جانب گورنمنٹ انگریزی کے تھا وہ نہ رہا بلکہ یہ تصور ہوا کہ گورنمنٹ انگریزی کے روبروے خانصاحب والئے قلات ذمہ وار ہے۔ اب زیادہ تر مخالف درہ بولان کے مری ہیں جنکی سرحد ڈاڈہر سے اپنے سری بولان منفصل ہوتی ہے مابین اس حد کے جو فاصلہ ۵۰ میل ہوگا پانچ چھ درہ ہیں جو طرف مری کے جاتے ہیں بعد اس کے اقوام مینگل بروہی اور ڈومبر پٹھان والہ ڈینہ خاں کرد بروہی ہے کہ سری بولان سے تا شال جو فاصلہ ۴۰ میل ہوگا یہ اقوام متعلق ہیں سرکردہ انکا الہڈینہ خان سردار کرد کا ہے جو خاص دشت بیدولت میں رہتا ہے اُس کی اپنی پھلی کے لوگ قریب سات آٹھ سو ہونگے ڈومبر قریب چار پانچسو آدمی ہے جو متصل درہ کے رہتا ہے اور مینگل بھی قریب اسی قدر ہوگا کُرد اور مینگل بروہی سراوان خاص ماتحت سردار محمد خاں رئیسانی کے ہیں اور ڈومبر بھی ملا محمد خاں کو مانتا ہے اور الہڈینہ کے ساتھ کچھ لواحقت ہے اور خانصاحب سے یہ لوگ خود بھی آزردہ ہیں کہ مینگل و ڈومبر کے چند لوگ پاس خانصاحب مقید ہیں۔ سردار ملا محمد خلق کا رعب اور قبضہ اقوام بروہی سراوانیہ پر اچھا ہے۔ اقوام مذکور اس کو دل سے سردار اور عزیز تصور کرتے ہیں اور وہ بھی عقلمند اور راست گو آدمی ہے اپنے لوگوں کے ساتھ نہایت پیار سے برتتا ہے۔ اُس کے لئے امکان میں ہے کہ وہ بمدد اقوام مری و بروہی درہ بولان کو جاری رکھے مری کے ساتھ بھی اُس کا سلوک ہے اور مری بھی اُس کو اپنا دوست تصور کرتا ہے جب شال میں سوداگران نے واسطے اجازت جانے براہ بولان عرض کیا تھا سردار ملا محمد خاں وغیرہ سرداران بروہی اور مری مستعد تھے کہ کافلہ کو سلامت گذار دیوینگے اور یقین کامل تھا کہ اُن کی معرفت قافلہ سلامتاً ڈاڈہر تک پہنچایا جاتا لیکن بدوں ہمصلاح ہونے والئے قلات کے ہمیشہ کیلئے درہ بولان جاری نہیں رہ سکتا کیونکہ شال اور ڈاڈہر میں نائب خانصاحب بمعہ فوج تعینات رہتے ہیں اور آمدرفت قافلہ جات کے واسطے یہ دونو موقعہ جات بولان کے سر پر ہیں۔ جب تک سوداگران کو ان سے اجازت نہ ہو کس طرح بولان میں داخل ہو سکتے ہیں خصوص بالفعل

تمام بولان ویران ہے آگے کرتہ کا شہر آباد تھا فوج خانصاحب وہاں تعینات رہتے تھے اور نیز بی بی نانی سے دو تین میل پر چند بستیات پھونگ بلوچوں کی تھیں آمدرفت بولان کے واسطے تجاران کو نہایت سہولیت تھی اقوام مری نے اکثرہ بستیات کو ویران کر دیا ہے اب جب تک چند لوگ منجملہ اقوام بروہی اور مری کے بطور تھانہ کرتہ میں اور دشت میں اور سری بولان میں تعینات ہو کر نہ رہیں آمدرفت قافلہ جات مشکل ہے اور بدوں صلح خانصاحب کے یہ لوگ بولان میں نہیں رہ سکتے کیونکہ اگر خانصاحب کی یہ حالت رہی جو بالفعل ہے وہ اپنی فوج بھیج کر ان کو مروا ڈالیگا اور اغلب ہے بلکہ یقین ہے کہ اگر آمدرفت قافلہ جات کا بندوبست بالا بالا بلا مصلاح ہونے خانصاحب کے کیا جاوے تو جہاں تک ممکن ہے خانصاحب اس امر کی عدم سرانجام ہونے کے واسطے کوشش کریگا بسبب بغرت بروہی کے۔ اور اس کی کوشش کارگر ہو سکتی ہے اسی طرح خانصاحب اکیلا اسی حالت میں اور اسی قدرت کے ساتھ جو بالفعل اس کو ہے بولان کو جاری نہیں رکھ سکتا کیونکہ بولان محض بروہی اور مری کے پنجہ میں ہے۔

بند رہنے بولان میں خانصاحب کو بھی بہت نقصان ہوا کہ پچاس ہزار روپیہ سالیانہ جو سرکار سے ملتا تھا وہ بند ہے اور قریب ہے۔ سالیانہ آمدنی فیس قافلہ جات کی ہوا کرتی تھی اُس میں سے باقی صرف بقدر ایک ربع کے براہ موڑہ آمدنی ہوتی ہوگی سوداگران نے مجبوراً براہ موڑہ کچھ آمدرفت شروع کی تھی سو بباعث تازہ جنگ ہمراہ جہلابان کے اب وہ بھی بند ہوگا۔ اگر بولان ہو تو پھر خانصاحب کے واسطے وہ نفع موجود ہے اور اس حال سے وہ بخوبی واقف ہے تاہم وہ بولان کے کھلنے میں کم راغب معلوم ہوتا ہے چنانچہ اس نے کہدیا کہ اگر میری صلاح لی جاوے تو موڑہ جاری اور بولان بدستور بند رہے۔ اس کو بخوبی معلوم ہے کہ سوداگران کو آمدرفت براہ موڑہ کے پسند نہیں بولان کو زیادہ پسند کرتے ہیں یہ بات اُس نے عمداً کہی ایسا بیان اس کا دو بھاری امورات پر مبنی ہے ایک یہ کہ جو ساتواں حصہ منجملہ آمدنی فیس بولان کے سردار ملا محمد خاں کو دلوایا گیا اس کے دینے میں خانصاحب خوش نہیں اگرچہ اُس نے کہدیا کہ اگر سابقہ فیصلہ بحال ہے تو ہم اب بھی ساتواں حصہ دیوینگے لیکن وہ اس کے دینے میں خوش نہیں اور اس کی ایک قوی حجت تھی کہ سابقہ فیصلہ میں جو شرط ادائے مال مسروقہ رعیت ذمہ اقوام بروہی کے لگائی گئی تھا اگرچہ ناممکن ہے تو بھی تعمیل یہ

زیادہ تراس خیال پر کہ اگر اس شرط پر نظر ثانی ہوگی تو اس ساتواں حصہ پر بھی نظر ثانی ہوگی اور انکو اس بات میں اعتراض تھا کہ یہ ساتواں حصہ قدیمی نہ تھا صرف اسمار قدیمی تھا۔ دوسرا اس کے دل میں یہ بات بھی ضرور سمائی ہوئی ہے کہ سرکار کو اس درہ کے ساتھ نہایت ضرورت ہے چنانچہ اس نے ریل کے بننے کا تذکرہ کیا اور وجہ ضرورت بھی۔ اُس کے خیال سے صاف ظاہر تھی اگرچہ ظاہرًا اس نے نہ بتلائی تھی۔ اُسکا یہ خیال بھی پایا جاتا تھا کہ یہ لحاظ کھولنے اس درہ کے سرکار ہماری طرف زیادہ متوجہ اور مدد ہوگی اور جو ہمارا دلی مطلب ہے اُسکی طفیل برآمد ہوگا۔ درباب انجام فیمابین خانصاحب و سرداران بروہی بہتر ہے کہ اس موقعہ پر کچھ مختصر کیفیت قدیمی حالات فریقین شروع اس تنازعہ کی ظاہر کیجاوے چونکہ زمانہ قدیم میں خان قلات کا زور اور انتظام ملک بذریعہ سرداراں بروہی کے رہا بلکہ ابتدا میں جب اقوام بلوچ رند کے ساتھ لڑائی کر کے ملک قلات پر خانصاحب نے قبضہ پایا تو بھی بروہی کی مدد سے۔ کوئی فوج یا ملازم پیشہ نہیں تھے۔ ایسا دستور تھا کہ خانصاحب بمنزلہ تُمندار اور سرداران بروہی بمنزلہ مقدمان کے تھے اور سب تمن بروہی زیر دست سرداران اور سرداران ماتحت خاں کے بصلاح یکدیگر کام چلاتے تھے روز اول سے منجملہ آمدنی ملک جاگیرات بطور حصص ہر ایک سردار کیواسطے مقرر ہوئے قریب نصف علاقہ قلات جملہ سرداران اقوام بروہی اور نصف خانصاحب کھاتا تھا اور ہر قسم کا انتظام ملک جنگی و مالی و عملداری معرفت سرداران بروہی کے انجام ہوتی تھی۔

سوا سرداران بروہی اور وزیر یا حاکم از جانب خانصاحب کے نہ تھا سرداران کا لقب میر تھا۔ منجملہ سرداران بروہی چند نیابت ملک پر اور چند دیگر حکومتوں پر تعینات رہتے تھے میر محراب خاں مرحوم کے وقت تک کارروائی بموجب رواج قدیمانہ درست ہوتے رہے کبھی ایسی نااتفاقی فیمابین میں پیدا نہ ہوئی جب میر محراب خاں مقتول ہوا بعد چندے سرکار انگریزی نے ملک میر نصیر خاں کو سپرد کیا وہ نوسن تھا اُس کے زمانہ میں تاج محمد خاں سردار جھلاوان اور اسد خاں سردار سراوان زیادہ تر غالب رہے جبکہ وہ بالغ ہوا اس کی آمدرفت سرکار میں شروع ہوئی اور سرکار نے عیوض بند و بست درہ بولان وغیرہ اس کو مبلغ صـــہ سالیانہ دینا تجویز کیا بلکہ بعد چندے لاکھ روپیہ سالانہ ہوگیا اُس نے رواج بھرتی کرنے فوج تنخواہ خوار کا شروع کیا اگرچہ سرداران بروہی کو یہ بات ناگوار گذری مگر نصیر خاں نے ایک دانائی کیا کہ اُس نے فوج بھی زیادہ تر از اقوام بروہی بھرتی کرنے شروع کی اس سبب سے سرداران بروہی زیادہ تر خلل انداز نہ ہوسکے۔

جب میر نصیر خاں فوت ہوا اور خداداد خاں گدی نشین ہوا یہ بھی اول کم عمر اور نوآموز تھا

اسکے زمانہ میں بھی تاج محمد مذکور و ملا محمد خاں زیادہ غالب آگئے گویا کہ جملہ کام ان لوگوں کے ہاتھ تھا خانصاحب صرف برائے نام تھا۔ بنیاد تکرار یہاں سے شروع ہوتا ہے کہ میر نصیر خاں کی شادی ہمشیرہ تاج محمد خاں سردار جہلاواں سے ہوئی تھی اور دختر تاج محمد خاں کا ناطہ ساتھ میر خداداد خاں کے ہوا تھا۔ بعد فوتیدگی میر نصیر خاں کے میر خداداد خاں نے ساتھ بیوہ میر نصیر خاں جو ہمشیرہ تاج محمد خاں کی تھی نکاح کر لیا جب یہ صورت ہو گئی تاج محمد خاں اپنی دختر کے نکاح کر دینے سے معترض ہوا کہ ہمشیرہ اور دختر ایک مرد کے نکاح میں دینی شرعاً ناجائز ہے خانصاحب کو منسوبہ کا ترک کرنا مشکل نظر آیا باثنار اس تکرار کے ہمشیرہ تاج محمد خاں فوت ہو گئی جس کی بابت گمان گذرا کہ اسکی فوتیدگی میں کچھ حکمت ہوئی بعد ازاں مجبوراً تاج محمد خاں نے اپنی دختر نکاح کر دی مگر دل میں نقیض ہو گئی۔ چونکہ شیر دل خاں سوتر خانصاحب کھلے طور ہمراہ خانصاحب کے رہتا تھا۔ سرداران بروہی کی انگشت دہی سے اُس نے خداداد خان کو سخت زخمی کیا اور بمدد سرداران ملک پر قابض ہو گیا۔ خداداد خاں جیکب آباد میں پناہ گزیں ہوا چنانچہ چند سال رہا پھر سرداران بروہی نے بسبب ترش مزاجی شیر دل خاں اور دلاسہ دہی خداداد خاں ناراض ہو کر اس کو از دست کمانیر فوج قتل کرایا۔ اور خداداد خاں کو منگا کر گدی نشیں کیا جب خداداد خاں اپنی مسند پر قائم ہو گیا اُسکو خیال گذرا کہ سرداران بروہی نہایت زور میں ہیں انکے اختیار میں ہے جسکو گدی سے اوتار دیویں یا بٹھاویں اور اپنا زخمی ہونا اور شیر دل کا مقتول ہونا بھی از جانب سرداران کے اسکو بخوبی یقین تھا تب چاہا کہ کسی صورت سے سرداران کے زور کو کمتی کر کے اور انکے پنجے سے نکلکر بے غم حکومت ملک کی کرے چنانچہ اس نے اپنی فوج کیساتھ اتفاق کر کے ناگہاں تاج محمد خاں سردار جہلاواں پر فوج بھیجدی۔ وہ اس ماجرا سے بیخبر تھا اور مارا گیا تب سے مفسدہ شروع ہوا۔ سردار ملا محمد خاں کی بھی آنکھ کھلی کہ ہمکو بھی اسیطرح مار ڈالیگا علے ہذا القیاس دیگر سرداران بھی ہراساں ہو کچھ روز تک بلوہ رہا آخر سردار ملا محمد خاں طرف قندھار چلا گیا دیگر سرداراں متفرق طور کوہستان وغیرہ کیطرف رہے سال ۱۸۶۹ء سے مینگل اور شہوانی لوگوں سے کچھ تکرار رہا۔ انہوں نے بلوہ شروع کیا ملا محمد خاں قندھار سے واپس آکر شامل ہوا اور نور دین خاں سردار مینگل نے بجائے تاج محمد خاں جہلاواں کے لوگوں کا سرکردہ ہوا اور بلوہ شروع کیا چند بار فوج خانصاحب کیساتھ لڑائی ہوئی کبھی بروہی اس قدر غالب آجاویں کہ شہر مستنگ و ڈاڈہر اور بھاگ سب اپنے قبضہ میں لاویں کبھی پھر خانصاحب کی فوج غالب آجاوے کہ بروہی لوگ کوہستان میں چلے جاویں۔ دو تین

سال برابر یہ حالت رہی آخر شروع سال ۱۸۷۲ء میں وبرعے سر ولیم کرنیل میریوودر صاحب بہادر سردار سراوان کا انجام ہوا لیکن اس پر پوری تعمیل طرفین سے نہ ہوئی وہ انجام ایسا تھا۔ کہ شروع میں جسکی تعمیل پر کم لحاظ ہوا تب سے ملا محمد خاں سیوی میں رہا۔ بباعث کم اعتباری خانصاحب کے پاس ہرگز نہ گیا اگرچہ ایک دو دفعہ خانصاحب نے اس کو بلایا۔ عبد فصل گذشتہ میں خانصاحب کچھ رعایا سردار ملا محمد خاں پر سختی کی کہ کچھ روپیہ خلاف دستور اُن سے وصول کیا اور پیداوار ضبط کی اس سبب سے اقوام بروہی ناراض ہوئے مستعد تھے کہ مفسدہ برپا کریں لیکن بیشمار اُنکا لاچاری سے واسطے حقرسی اپنی کے تھا۔ اس سے یہ خیال انکا بھی پایا جاتا تھا کہ اگرچہ وہ خانصاحب پر کامل طور کامیاب نہ ہوینگے لیکن مفسدہ پردازی اور خرابی ملک سے شاید گورنمنٹ انگریزی کو کچھ اشتغال ہوگا۔ جب موقعہ تشریف آوری صاحب بہادر کا دیکھا سردار ملا محمد خاں وغیرہ سرداران خود بخود مشرف سلام ہوئے اور حقرسی اپنی بذریعہ سرکار انگریزی کے چاہی قلات تک ہمرکاب چلے سردار مری کا بھی انجام پر مستعد پایا گیا کہ برادر حقیقی اسکا معہ لواحقان متعدمان قلات تک چلا اور وہ چاہتے تھے کہ اگر بپختہ انتظام و انجام ہوجاوے اور انکو واسطے گذران کے بھی کچھ روٹی ملے تب وہ اپنی عادت کو جو مدت سے ان میں چوری اور غارتی کی پڑگئی ہے تبدیل کرینگے چنانچہ بجواب پروانہ کپتان سنڈیمن صاحب بہادر جو اس عرصہ میں کچھ مہاران روانہ جو لوہک وغیرہ عیسوانی مری نے حد مل سے غارت کی تھی رپورٹ تمندار مری سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بعد بپختہ فیصلہ کے وہ واپس دینے مال مغروقہ اور روکنے بدی بدکاری پر مستعد تھا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ زیادہ تر بدی ملک کچھی وغیرہ کی مری بانگیخت سرداران بروہی کے کرتا ہے چنانچہ سردار ملا محمد خاں خاص سیوی میں رہتا ہے اور سیوی ملک کچھی اور تمن مری کے درمیان میں ہے بلکہ زیادہ تر اقوام مری کو متصل ہے اور سردار ملا محمد خاں کی تمن مری سے سلوک اور دوستی ہے وہ تمن مری کو واسطے غارتی کچھی وغیرہ صلاح دیتا ہے بلکہ ملاحظہ ایک خط مرسلہ ملا محمد خاں سے جو عندالورود کہان گزن خان تمندار پیش کیا ظاہر تھا کہ سردار ملا محمد خان اپنے وابستگان کو مری میں بھیجنا چاہتا تھا اور مقابلہ خانصاحب کیواسطے تمن مری کو مستعد کر رہا تھا۔ مری مشہور چور ہے اور مقدم گذارہ اُن کا چوری اور غارتی پر ہے جب انکو ایسا موقعہ ملتا ہے وہ کس طرح صبر کر سکتے ہیں۔ خانصاحب اگرچہ پہلے جانے قلات سے بملاحظہ اسکے مراسلہ جات اور زبانی پیغامات کے مستعد برائے انجام پایا جاتا تھا لیکن عندالورود قلات وہ کم مستعد پایا گیا۔ بڑی وجہ اس کی یہ ہے کہ از جانب سرکار انگریزی اسکو اطمینان نہ تھا کہ سرکار کا کیا حکم اور منشا رہے۔ دوسر الوردین سردار مینگل کو اس نے فریب دیکر

اپنے پاس منگایا تھا اور ارادہ اُسکے مارنے کا رکھتا تھا اگر وہ پختہ وعدہ انجام کا کرتا تب یہ شکار اُسکے ہاتھ سے نکل جاتا۔ تیسرا اسکو لحاظ ہے کہ اگر بروہی لوگوں کے ساتھ انجام کر کے بیخوف ہو جاوے شاید کسی وقت سرداران بروہی پھر اُسی طرح زور میں آکر اسکو گدی سے نکال دیوینگے یا مروا ڈالینگے۔ چوتھا اس بیجے مارنے اور خراب کرنے سرداران سے ایک فائدہ سوچ لیا ہے کہ اُنکے املاک اور جاگیرات پر قابض ہوتا ہے۔ جیساکہ تاج محمد خاں کیساتھ کیا۔ پانچواں اسکو بذریعہ اپنے نوکروں اور بھائیوں کے ملک پر حکومت کرنا زیادہ پسند ہے کیونکہ وہ نہایت عاجزی کرتے ہیں اور خانصاحب جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اگر کسی کو مار ڈالتا ہے یا قید کرتا ہے بلا کچھ لحاظ وغیرہ کے کر لیتا ہے چھٹواں ملازمان خانصاحب سے انجام میں غیرت کرتے ہیں وجہ یہ ہے کہ اگر بروہی اپنے قدیمی منصب پر قائم ہوں تو ملازمان اسقدر معزز نہیں رہ سکتے۔ لیکن پایا جاتا تھا کہ از جانب سرکار انگریزی جو صاف اور پختہ حکم ملے وہ تعمیل کریگا برخلاف سرکار اس کا ارادہ نہیں پایا جاتا تھا۔ وہ ناراض تھا کہ شاہ غاسی کو کیوں اسطرح مدد ملا۔ اور وہ جیکب آباد میں رہکر ہمارے برخلاف سرداران بروہی سے صلاح رکھتا ہے اور شکر خاں و جام نس بیلا وغیرہ سرکار کی حفاظت میں ہیں یہ بھی اسکو افسوس تھا کہ سرکار انگریزی سے خط اور رابطہ آمدرفت اسکا بند ہے اسکا منشا تھا کہ میں اپنا تمام حال سرکار میں گذارش کروں۔ وہ اپنے آپکو بے قصور سمجھتا تھا۔ اس طرح ٹال مٹول کرنا کشائش درہ بولان اور انجام اقوام بروہی سے اسکا مقدم مطلب یہ تھا کہ پہلے سرکار سے اپنی صفائی کروں اور سرکار کے روبروے اپنا منشا و مافی الضمیر ظاہر کر کے منشا سرکار دریافت کروں شاید سرکار نے جب ہمارا سارا حال سنا ہمارا مطلب پورا ہوگا۔ واسطے ملاقات یا گذارش حال کے جو اس نے درخواست کیا اس کا ارادہ دلی پایا جاتا تھا کیونکہ جس دن خریطہ جات سپرد ہوے وکیل محمد خاں اور مستوفی فقیر محمد کو تامل تھا کہ اس حالت میں جو روانگی کے وقت تھی خریطہ جات نہ دے جاویں لیکن خانصاحب نے اپنی مستعدی سے خود بخود دیدئے اور بعد اس کے بھی بذریعہ سید اورنگ شاہ پیغام بھیجا کہ ضرور مراسلہ جات بھجوادئے جائیں معلوم ہوتا تھا کہ جو جواب اسکو سرکار سے ملیگا یعنی واسطے حاضر آنے کے یا گذارش حال کرنے کے وہ تعمیل کریگا اگر اس کا ارادہ سست ہوتا تو وہ اسقدر تاکید سے نہ کرتا اس کا مطلب پایا جاتا تھا کہ بشرط طلبداشت روبروے یا بذریعہ تحریر اول وہ اپنا تمام قصہ بیان کریگا جسمیں وہ اپنی آزردگی دربارہ نکالے جانے وکیل محمد خاں اور مدد ملنے شاہ غاسی و قید رکھنے شکر خاں و جام کے ظاہر کریگا اور پھر وہ بعد اپنی صفائی کے واپس آکر میجر ہریسن صاحب بہادر

ایجنٹ قلات کی بابت لکھیگا۔ چنانچہ اُس نے ایک دن دربار میں تذکرہ کیا کہ ملتان کس طرح انگریزوں نے مولراج سے لے لیا تھا یعنی یہ مطلب تھا کہ ایک سپاہی نے کسی صاحب سے کچھ بے ادبی کیا جسپر یہ نوبت پہنچ گئی میں نے ان لوگوں کو جنہوں نے میجر ہریسن صاحب کے کمپ میں جاکر کچھ حرکت کی تھی ابتک قید میں رکھا ہوا ہے کہ ضرور ایک دن مقدمہ ہوگا۔

پھر خانصاحب ایک درخواست کریگا کہ مجھکو سرکار کافی مدد دیوے میں اپنی فوج اور زور سے انتظام ملک کا کرونگا۔ اور درہ کھولونگا۔ وہ انجام ہمراہ بروہیونکے بھی منظور کریگا لیکن وہ انکے ساتھ ایسا برتاؤ رکھیگا کہ وہ رعایا ہوکر اپنے کاروبار میں مشغول رہیں مثل سابق انکو مداخلت اپنے دربار میں یا حکومت میں سر دست نہ دیگا ہاں رفتہ رفتہ جب ایک دوسرے پر اعتبار ہوگیا تب شاید دیویگا۔ ہماری سمجھ میں سب سے مقدم ہے کہ سرکار اول خانصاحب کیساتھ اسباب میں گفتگو کرے کہ سرکار انگریزی کو اسکے ساتھ کیا تعلق ہے اور بالفعل کیوں تفاوت ہو رہا ہے اور آیندہ کیواسطے کیا طریقہ برتنا چاہیئے واسطے سرانجام اس امر کے بجواب مراسلہ خانصاحب کے اسکی کیفیت منگاوے یا اُسکو روبروے طلب کرے جیسا اُس نے خود درخواست کی ہے بعد سماعت اسکے حالات کے جو اسکے سینہ پر ساری درج تھے جیسا مناسب ہو جواب دیوے اگر اس معاملہ میں اتفاق ہوگیا تو پھر بابت انجام بروہی وکشایش درہ بولان کچھ مشکل نہ ہوگا اور ممکن ہے کہ اگر اپنا منشا بخوبی سرکار خانصاحب پر ظاہر کریگی اور اسکو حکماً تعمیل کیواسطے ذمہ وار گردانیگی وہ تعمیل کریگا کیونکہ وہ سرکار انگریزی کی شان وشوکت سے بخوبی واقفیت رکھتا ہے کبھی امید نہیں کہ برخلاف سرکار کے وہ جرات رکھتا ہو بلکہ اسکو یقین ہے کہ سرکار کسی حالت میں اسکے ملک پر دست اندازی کریگا ارادہ نہیں رکھتی۔ اُس نے ایک دن دربار میں کہا کہ ہم بخوبی جانتے ہیں کہ سرکار کو ہمارے ملک کی پروا نہیں اگر اسکو یقین دلایا جاوے کہ اگر وہ منشا سرکار پر نہ چلیگا سرکار کو خود بندوبست اُس کے ملک اور بولاں کا کرنا ہوگا تب اسکو جو حکم سرکار دیوے عمل کریگا۔ خان بہت چالاک معلوم ہوتا ہے وہ ہفت زبان ہے زبانہاے ذیل۔ بروہی۔ فارسی۔ پشتو۔ بلوچی۔ اردو۔ جغدائی۔ خود سمجھتا اور بولتا ہے اور کُل کام کا اختیار اس نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا ہے۔ فوج کے قواعد کو جانتا ہے فوج کے قانون سے بخوبی واقف ہے اور فوج کے کام کو وہ بہت پسند کرتا ہے۔ لیکن اسنے چند امورات میں بہت خراب عادت سیکھ لی ہے۔ اول وہ ناقائم مزاج ہے یعنی وہ اپنے عہد کا ایفا نہیں کرتا۔ دوسرا دھوکا باز ہے۔ اکثر دھوکا دہی سے سرداران بروہی پر غالب آتا رہا ہے چنانچہ تاج محمد خان کو دھوکے

سے قتل کیا اور اب نور دین کے ساتھ اسیطرح ہوا اسکی حلف بھی لائق اعتبار کے نہیں اب نور دین کے ساتھ قرآن کا وعدہ اُسکو دیکر منگایا ہوا تھا آگے ایکدفعہ سردار ملا محمد خاں کے ساتھ بھی بحلف قران انجام کیا بلکہ آیت قرآن شریف پر صلحنامہ لکھ کر بحالت جنگ اور زور تلوار کے اس کے پاس بھیجدیا۔ پھر پیچھے اُس سے منحرف ہو گیا وقت پر جب زور پڑتا جیسا موقعہ دیکھتا ہے اپنا بچاؤ کرتا ہے پکڑوا نہیں رکھتا۔ سارا سبب یہ ہے کہ اُس کے دشمن غالب اور زبردست تھے ظاہری زور میں اُن کے ساتھ مقابلہ کی قدرت نہ رکھتا تھا فریب سے ان کے اوپر کامیاب ہونا ممکن دیکھ کر یہ عادت پڑ گئی ہے۔ سرکار اگر کامل توجہ اس طرف مصروف کریگی تب ممکن ہے کہ رفتہ رفتہ یہ عادت خانصاحب کی بدل جائیگی اگر سرکار نے اسی حالت میں چھوڑ دیا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ بدستور کشت و خون اور بے امنی رہیگی کیونکہ نہ خانصاحب کو اس قدر قدرت ہے کہ بزور فوج کے جملہ اقوام بروہی پر غالب آجاوے فوج صرف بقدر چار پانچ ہزار ہوگی آٹھ نو توپ ہیں اور بروہی بقدر تیس چالیس ہزار اسلحہ بند ہونگے خصوص فوج میں بعضے لوگ اچھے ہیں اکثرہ چھوٹی قوم کے آدمی ہیں لڑائی کرنے والے کم ہیں اور انتظام گھوڑا و ہتھیار کا بخوبی نہیں۔ تنخواہ پلٹن صہ روپے مقرر ہے اور رسالہ کی بھی ہے روپئہ ہے گھوڑا از جانب خانصاحب ملتا ہے خوراک وغیرہ خانصاحب کے ذمہ پر ہے نمونہ وردی وغیرہ بمثل فوج جیکب آباد کے ہے گویا کہ اس نے جیکب آباد سے نقل لیا۔ بندوق ٹوپی دار ہیں جو سرکار سے اس کو ملی تھی۔ اب وہاں بھی مستری خانہ جاری ہے کچھ سامان تیار ہوتا ہے۔

نہ بروہی لوگوں کو اس قدر قدرت ہے کہ خانصاحب پر غالب آجاویں اگرچہ بروہی تعداد میں کثیر ہیں لیکن مفلس ہیں جنگ بدوں خزانہ کے نہیں ہوسکتی صرف وہ چوری اور بے امنی ملک کی ہمیشہ رکھ سکتے ہیں خانصاحب جو میری قلات میں ہمیشہ رہتا ہے ممکن نہیں۔ کہ بروہی اس پر پہنچ سکیں اور وہ سوا میری قلات کے نیچے آتا نہیں خصوص بروہی یک صلاح نہیں جیسا کہ اس وقت صورت انجام کا ہونیوالا تھا اس حالت میں بھی سراوان اور جہلاوان شامل نہ تھے اگر دونو شامل ہوتے تو ضرور تقویت انکی خان کو انجام پر مجبور کرتے برخلاف اسکے خان کو نا اتفاقی اُن کی نے موقعہ تنکار کا دیا جس کے سبب خان نے انجام نہ کیا اور نور دین قتل کیا گیا قتل کرنے نور دین میں بیشک خان نے فریب کیا کہ حلف پر اُس کو بلایا تھا کہ تم کو دستار سرداری جہلاوان کی دیونگا لیکن نور دین بھی صاف دل نہ تھا اس کا

ارادہ بھی یہ تھا کہ اگر موقعہ ملا تو خان کو مار ڈالینگے یا نکال دیوینگے پیشتر پہنچنے قلات کے یہ بات سننے میں آئی تھی کہ نوردین اس ارادہ پر قلات گیا تھا لیکن اسوقت قابل اطمینان نہ معلوم ہوتی تھی پیچھے اور بھی زیادہ تر حال سنا گیا جب سرداران بروہی بھی ایسا ارادہ رکھتے ہیں پس خان کو بھی سوا اسی راستہ کے اور کوئی چارہ نہیں مگر حاکمان اور بادشاہان وقت کو ایسی چال اختیار کرنی نہایت ناواجب ہے آیندہ کوئی اعتبار نہیں کر سکتا اب خیال کرو کہ جب قرآن پر یہ اعتبار رہے اب سردار بروہی کس بھروسہ پر اس کے پاس جا سکتے ہیں سرداران سراوان قتل ہونے نوردین سے رنجیدہ تھے کہ بسبب برخلاف ہونے خانصاحب کے ان کو مفسد جانتے تھے لیکن ان کے نااتفاق ہو جانے اس انجام سے چنداں افسوس مقتول لی نوردین کا نہ تھا اور یہ بھی کہتے تھے کہ ہم باقی ماندہ سرداران کے واسطے فائدہ ہوا جو آیندہ کوئی با علتبار قرآن یا حلف کے خان کے پاس نہ جاویگا گویا کہ مدت العمر مفسدہ کو اس نے بے اعتباری وسے زیادتی دیا یعنی رفتہ رفتہ چند طائفہ بروہی سوا نامور سرداران زیر اطاعت خانصاحب آجاتے اب ہر کہ ومہ بے اعتبار ہوگا ملک نہایت تہ بار ہے اول روز بروز غارتی شروع ہے دوسرا خانصاحب کی طرف سے بے پرواہی اور سختی ہے باہر کا مال رعایا کا بروہی اور مری نہیں چھوڑتے اندر کا مال ملازمان خانصاحب بہ بہانہ غم وسورسات وندرانہ رعایا سے لے لیتے ہیں منجملہ رعایا کے کوئی شخص اچھا جانور یا ہتھیار یا کپڑا اپنے پاس نہیں رکھ سکتا ہے۔

واضح ہو کہ ادھر کپتان سنڈیمن صاحب کی یہ حالت تھی کہ تمام سرداران بروہی سراوان مری وبگٹی کو اپنے ساتھ کر کے قلات تک گئے تمام ملک کو بچشم خود دیکھا اور تمام حال مقدمہ سے واقفیت پیدا کی اور قریب تھا کہ خانصاحب اور سرداران کے بیچ صلاحیت وانجام ہو کر ملک میں امن قائم ہوئے لیکن خانصاحب جیکب آباد سے یہ حال معلوم کر کے کپتان سنڈیمن صاحب کو از جانب سر ولیم میریودر صاحب بہادر چیف کمشنر سرحد سندھ اس مقدمہ کے فیصلہ کی اجازت نہیں ہے بلکہ سر ولیم میریودر صاحب کپتان سنڈیمن صاحب کو طلب کر رہے ہیں چنانچہ سواران مرسولہ کرنیل لاک صاحب سپرنٹنڈنٹ جیکب آباد چٹھی انگریزی منجانب صاحب ممدوح بنام کپتان سنڈیمن صاحب اسی دن جس دن کپتان سنڈیمن صاحب کا کیمپ قریب قلات پہنچ گیا تھا واسطے واپس لوٹنے کپتان سنڈیمن صاحب کے لائے تھے

تاوقتیکہ ازپیشگاہ گورنمنٹ عالیہ ہند سے صاف تحریری حکم نہ پہنچے صلاحیت و فیصلہ سے انکار کردیا اودھر سر ولیم میریودر صاحب بہادر گورنمنٹ عالیہ ہند میں بذریعہ تار اور چٹھیات سخت ناراضگی ظاہر کر رہے تھے کہ کپتان سنڈیمن صاحب نے حکم گورنمنٹ ہند مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۸۷۵ء وہدایات مجریہ چیف کمشنر صاحب کو توڑ کر امورات قلات میں دست اندازی کی ہے اور خود بطرف قلات چلا گیا ہے حالانکہ کپتان سنڈیمن صاحب کو صرف کوہستان مری میں جاکر تحقیقات کرنی تھی اور سرکار میں رپورٹ دینی تھی اور سرکار کو صاف لکھا کہ کپتان سنڈیمن صاف سے اس خلاف ورزی کا جواب لیا جاوے اور اسکے خراب نتیجہ کی بابت ہم ذمہ وار نہیں ہے بلکہ کپتان سنڈیمن صاحب سے جبکہ وہ بولان میں داخل ہوئے سخت الفاظ میں جواب طلب فرما رہے تھے کہ کیوں علاقہ قلات میں چلے جا رہے ہو جسکی بابت کپتان سنڈیمن صاحب نے نہایت عاجزی سے صاحب چیف کمشنر کو یہ جواب دیا تھا کہ جس حالت میں میں سرداران بروہی اور خانصاحب اور ملک کو بچشم خود نہ دیکھ لیوں کسطرح احکامات مجریہ گورنمنٹ ہند وہدایات آپکا جواب تحریر کر سکتا ہوں خصوص سرداران انجام و صلاحیت پر مستعد ہیں اسواسطے خانصاحب کو بھی دیکھنا مناسب سمجھ کر چلا آیا ہوں اگر آپکی چٹھی پہلے مجھ کو ملتی تھی تو میں اسطرف نہ آتا تھا اب خانصاحب سے ملنے کا بندوبست کر چکا ہوں بعد ملاقات جو نتیجہ ہوگا آپکو اطلاع دونگا۔ ناظرین خود انصاف کر سکتے ہیں کہ جو مقدمہ واسطے تحقیقات اور دریافت کے کپتان سنڈیمن صاحب کو سپرد ہوا تھا کیسا مشکل اور پیچیدار تھا۔ گو کوئی نہایت تیز فہم کیوں نہ ہو تو بھی جب تک فریقین کے بیانات نہ لے جاتے اور صورتحال ملک کی نہ دیکھی جاتی کس طرح کوئی شخص اپنی رائے قائم کر سکتا تھا ہماری دانست میں سر ولیم میریودر صاحب بھی ایسے ناواقف نہیں تھے کہ وہ نہیں سمجھتے تھے کہ کپتان سنڈیمن صاحب کیواسطے کیا ضروری امر تھا مگر ان کا منشا نہیں تھا کہ کوئی شخص اس راز سے ماہر ہو اسواسطے انہوں نے بہت کوشش کی کہ کپتان سنڈیمن صاحب کو روکیں۔ کپتان سنڈیمن صاحب ایسا شخص نہیں تھا کہ بدوں پوری کوشش اور آزمائش کے لوٹتا مگر گورنمنٹ ہند کو بخوبی معلوم ہو گیا کہ سر ولیم میریودر صاحب چیف کمشنر سرحد سندھ بجائے اس کے کہ کپتان سنڈیمن صاحب کو ایسے مشکل کام کے سرانجام میں کچھ مدد دیویں سد راہ ہوتے ہیں اسواسطے سرکار نے مناسب خیال کیا کہ سر ولیم موصوف کو اس فرانٹیر کی ذمہ واری سے سبکدوش کریں چنانچہ کرنیل منرو صاحب کمشنر ڈیرہ جات کو حکم ملا کہ وہ فوراً

جیکب آباد میں پہنچکر سر ولیم میریودر صاحب چیف کمشنر اور کرنیل لاک صاحب سپرنٹنڈنٹ جیکب آباد سے پولٹیکل چارج سرحد قلات و سرحد سندھ کا لے لیویں اور کپتان سنڈمین صاحب کی رپورٹ بابت اس کے پہلی مشن کے بمع رائے خود سرکار ہند میں روانہ کریں۔

جب کپتان سنڈمین صاحب قلات سے واپس آرہے تھے کرنیل منرو صاحب سے اطلاع ملی کہ ان کو سرحد گنبٹی پر ملیں۔

بتاریخ ۲۳ جنوری ۱۸۷۶ء دونو صاحبان بمقام توج یکجا ہو کر ۲۸ ماہ مذکور داخل جیکب آباد ہوے اور ہمصلاح ہو کر تمام نتیجہ دورہ یعنی فسٹ مشن کی بابت سرکار میں رپورٹ دی اور تا اصدار حکم سرکار عالیہ ہر دو صاحبان جیکب آباد میں رہے اور تمام سرحد سندھ کا پولٹیکل چارج اپنے تحت میں لے کر کام چلاتے رہے یہ وہی جیکب آباد تھا جہاں سے کپتان سنڈمین صاحب کو ۲۴ گھنٹے کے اندر چلے جانے کا حکم ملا تھا یا وہاں کا پولٹیکل چارج لیکر آئے آخر مارچ تک وہاں رہنا پڑا اور کام چلانا ہوا بتاریخ ۱۹ مارچ ۱۸۷۶ء گورنمنٹ عالیہ سے حکم صادر ہوا کہ میجر سنڈمین صاحب جو اس وقت بموجب پورہ ہونے میعاد ملازمت میجر ہو گئے تھے دوبارہ علاقہ قلات میں جاویں اور فیصلہ مقدمات فیمابین سرداران و خانصاحب کریں اور راستہ بولان کو کھولیں اور ملک میں امن قائم کریں چنانچہ بتاریخ ۴ ماہ اپریل ۱۸۷۶ء دوسرا مشن زیر تحت میجر سنڈمین صاحب روانہ ہوا۔ اس وقت اسکورٹ بموجب ذیل ہمراہ تھا۔

سرکاری فوج

مونٹنڈگمن رجمنٹ سندھ ہارس جیکب رائفل
دو ایک ونگ دو کمپنی
نورتھ پنجاب کیولری پلٹن سکھ نمبر ۴
۱۰۰ سوار دو کمپنی

سرداران و اہلکاران

سردار امام بخش خاں تمندار مزاری۔ سردار جمال خاں تمندار لغاری۔ ہتورام سپرنٹنڈنٹ فارسی دفتر صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع ڈیرہ غازیخاں۔ گینت رائے انگلش کلارک آفس صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع ڈیرہ غازیخاں۔ پیر جان نائب نصیر آباد و پسر وکیل خانصاحب والی قلات۔

مالگذار خاں جھکرانی رسالدار بلوچ گائڈ جو رسالہ بلوچی جیکب آباد کا بروقت لینے پولٹیکل چارج سپرد ہوا تھا۔

کپتان ہنری وبلی صاحب بدستور ساتھ رہے ڈاکٹر طامسن صاحب اپنے رسالہ پنجاب کو واپس چلے گئے اور بجائے انکے ڈاکٹر ڈیوک صاحب سول سرجن پنجاب لاہور سے آکر شامل ہوئے باقی سرداران پنجاب سوار امام بخش خاں و جمال خاں کے واپس اپنے ملک ضلع ڈیرہ غازیخاں کو چلے گئے تھے بروہی سرداران اور معتبران مری و بگٹی کو حکم دیا گیا تھا کہ کچھی میں شامل کیمپ ہو جاویں بتاریخ ۴ ماہ اپریل ۱۸۷۶ء جیکب آباد سے کوچ ہوا۔ مفصل حال کوچ مقام کا ڈائری مندرجہ ذیل سے جو راقم نے بروقت اپنی قلم سے بطور یادداشت کے تحریر کئے تھے واضح ہوگا۔

ڈائری کوچ دورہ ابتدا ۴۔ اپریل ۱۸۷۶ء

نام تاریخ — نام مقام — تعداد فاصلہ — کیفیت

۴۔ اپریل ۱۸۷۶ء روجہاں ۱۰ میل۔ واضح ہو کہ بسبب بندش راستہ جات بولان و مہوڑہ مردمان قافلہ باش بند اور نہایت واویلہ کرتے تھے کہ موسم گرم برسر پہنچتا جاتا تھا لیں بموجب منشاء سرکار تجویز پہنچانے قافلہ جات براہ بولان بمدد افواج ہوئی۔ چنانچہ دو ماہ اپریل ۱۸۷۶ء فوج مطلوبہ از ضلع ڈیرہ غازیخاں وارد جیکب آباد ہوئے بعد کرادئے جانے بندوبست جمع آوری رسد و گلہ شتران ۴ اپریل ۱۸۷۶ء کو کوچ ہوا روجہاں میں پہنچے یہ موضع بیچ سرحد کچھی علاقہ قلات کی ہے دُر محمد خاں جمالی رئیس یہاں رہتا ہے ۴ تاریخ اطلاع ہوا کہ کچھ شتران ہمراہی فوج ناقص ہیں پیر جان نائب النصیر آباد کو کہ بموجب حکم خانصاحب ہمراہ تھا واسطے مدد دہی شتران کہا گیا پیر جان مذکور و دُر محمد خاں نے سواران واسطے جمع آوری شتران تعینات کئے اس سبب سے حکم مقام ہونے روز آئندہ کا دیا گیا کہ تبدیل شتران کا بندوبست پختہ ہو کر پانچ شام کو کوچ ہوگا اور سوداگران قافلہ باش آکر مشرف سلام ہوئے انکو حکم دیا گیا کہ ایک دن پیچھے فوج ہمراہی میجر سنڈیمن صاحب کے منزل بمنزل چلی آویں تاکہ ڈاڈھر میں بندوبست تعیناتی فوج درہ بولان ہو کر ان کو پیشتر روانہ کیا جاویگا۔

۵۔ اپریل ۱۸۷۶ء۔ مقام ایضاً۔ دو بجے تک شتران مطلوبہ پہنچ گئے تھے کہ قریب ۹۸ مہار شتران صاحبان فوج کو دئے گئے بوقت پانچ بجے شام کوچ ہوا۔ افواہاً سماعت میں آیا کہ نائبان بہاگ ڈاڈھر ارادہ لیجانے لشکر کا اوپر سبوی کے رکھتے ہیں انکو اطلاع دیا گیا کہ میجر سنڈیمن صاحب براہ بندوبست گذرانے قافلہ جات و کشایش درہ بولان اسطرف تشریف لاتے ہیں اس موقع پر جو شخص خلل انداز ہوا اُسکے واسطے اچھا نہ ہوگا پانی کے واسطے دو کنوئیں موجود ہیں پانی بخوبی مکتفی تھا اور روجہاں کی ایک اوسط درجہ کی بستی ہے جس میں تین چار دوکان ہندوان اور قریب پچاس ساٹھ گھر مسلمانان ہونگے

۹- اپریل - کنڈہ - ۲۳ میل - رودجہاں سے پک ڈنڈی کنڈہ کی طرف نکلتی ہے راستہ میں میدان صاف یعنی پٹڑی ہے - قریب بیس نفر سوار واسطے راہبری بطور آگو کے پیر جان نائب نے سپرد کیئے جو ہمراہ فوج وگلہ رسد وغیرہ دئے گئے نیز آدھا راستہ میں آگ جلوائی گئی کہ اُسکے نشان پر سب لوگ جلتے تھے لیکن آگو چنداں واقف راہ کم تھے بعضے لوگوں نے چکر کھایا - راستہ میں بفاصلہ بیس میل ایک بستی ویرانہ موجود جو اس کا نام اڑی ہے پانچ چھ سال سے یہ پیشتر آباد تھی مگر بسبب غارتگری بروہی ویران ہوگئی پانی کے واسطے کچے کنوئیں ہیں اب مدفون تھوڑی محنت سے پھر احداث ہو سکتے ہیں اس میدان کی زمین لائق آبادی ہے پانی بارانی سے آباد ہو سکتی ہے مگر بباعث بے امنی کوئی تدارک نہیں کر سکتا جب راستہ میں گذر ہوا بہت لوگ رعایائے کچھی کے بوجہ بے امنی ملک اپنے وطن کو چھوڑ کر طرف جیکب آباد وغیرہ چلے گئے تھے اب باُمید امن ملک واپس اپنے مسکنات کو جاتے تھے کنڈہ ایک موضع ہے جس میں قریب پندرہ بیس دوکان ہندواں اور دو سو گھر مسلماناں ہونگے پانی رود ناوک کا آتا ہے واسطے گذارہ لشکر پانی تازہ رود ناڑی سے نائب نے منگوایا تھا - پیر جان نے ایک خط از جانب عبدالعزیز و عبداللطیف نائبان پیش کیا جس کے مطالعہ سے پایا گیا - کہ نائبان مذکور نے بموجب تحریر پیر جان ارادہ لشکر کشی اوپر بروہی ملتوی کیا ہے اور لکھا ہے کہ بیس سوار براد خدمت تمہاری پیشتر بھیجے گئے ہیں بروقت رسیدن بہاگ ہمراہ افغانیہ بموجب حکم خانصاحب بہادر واسطے خدمت صاحب بہادر آپکو سپرد ہونگے نیز لکھا کہ پیشتر از روانگی خود ہمراہ صاحب بہادر ہم کو اطلاع دو کہ واسطے استقبال صاحب بہادر حاضر ہونگے - اس سے پایا گیا کہ جو افواہ واسطے لے جانے لشکر اوپر بسیوی یا بروہی سنی جاتی تھی وہ غلط تھی غالباً نائبان کی طرف سے یہ افواہ اڑی تھی اور ان کا مطلب یہ تھا کہ اُن کو اس ارادے سے روکا جاوے -

۱۰ اپریل ۱۸۷۶ء - مکھن بیلا یا جھوک قاسم شاہ - ۱۶ میل - کنڈہ سے کوچ ہو کر بفاصلہ چھ میل بستی سنجرانی کی ہے - جو اوپر کنارہ رود ناڑی کے واقع ہے اور بھی چند بستیات چنانچہ - مہنجو - خوشحال - ورچہ - مرور کپور - متصل ایک دوسرے کے چپ راست پک ڈنڈی کے واقع ہیں راستہ میں اور متصل اُن کے آبادی زراعت اچھی پائی گئی زیادہ تر زراعت جوار اور رولوار کی پیدا ہوتی ہے زمین کی نہایت عُمدہ خاصیت پائی گئی کہ تنجار[له] پار سالہ جوار کی باوجود

[له] جو زراعت سال گذشتہ دوسرے سال پھر پیدائش گھاس و دانہ کرے اس کو تنجار بولتے ہیں ۔

نہ ہونے کچھ بارش اور نہ ملنے پانی کے امید پختگی کی دکھاتی تھی اور اکثرہ زمین ایسی دیکھی گئی کہ صرف بموسم بارش کے پانی رود ناڑی میں جب زیادہ ہوتا ہے اس کو گنڈہ دیکر زمینات سیراب کرتے ہیں صرف ایک دفعہ سیراب ہونے سے فصل کاشتہ پختہ ہوجاتا ہے اور بعضے بعضے زمینات کو قلبہ رانی بھی نہیں کرتے صرف بعد آبپاشی کے تخم ریزی کر دیتے ہیں

درمیان مکھن بیلا اور جھوک کے پڑاؤ ہوا شمالی طرف مکھن بیلا اور جنوبی طرف جھوک قاسم شاہ کی ہے آپسمیں فاصلہ آدھا میل ہوگا دونو مواضعات اوپر کنارہ رود ناڑی واقع ہیں دونو فصل ان مواضعات میں ہوتے ہیں چنانچہ جوار اور گندم۔

زمین اعلےٰ درجہ کی ہے زراعت گندم قریب عبور کے تھی خوشہا جو ملاحظہ کیے گئے۔ اول درجہ کی پیداوار معلوم ہوتی تھی اور لوگ بے امنی کے سبب نہایت پریشان اور حیران معلوم ہوتے تھے تھوڑا عرصہ ہوا کہ جھوک قاسم شاہ کے مردمان بروہی نے غارت کی تھی آنا میجر سنڈمین صاحب بہادر کا لوگ نہایت موقع خوشی کا سمجھتے تھے اور امید رکھتے تھے کہ امن ملک کا ہوگا اور لوگوں کا نہایت شوق پایا گیا یہ ملک زیر تحت عملداری سرکار کے ہووے چنانچہ جب زراعت کا یا زمین کا حال لوگوں سے پوچھا جاتا تھا وہ نہایت تعریف کے ساتھ بیان کرتے تھے بلکہ مستدعی تھے کہ صاحب بہادر کو منقوش ہو تاکہ مکرر اس طرف راغب ہووے۔

عبدالعزیز اور عبداللطیف نائبان خانصاحب نے جھوک قاسم شاہ سے بفاصلہ تین چار کوس گذر کر میجر سنڈمین صاحب کا استقبال کیا اُس وقت ہمراہ نائبان مذکور سمند خاں لہڑی اور معتبر تمندار مغیری کا اور پانچ چھ سوار فوجی ہمراہ تھے نرخ اجناس ارزانی پر تھا اکثرہ لوگوں نے غلہ جوار اور آرد خوش خرید جھوک قاسم شاہ سے خرید کیا جھوک قاسم شاہ ایک اچھا متوسط موضع ہے جس میں قریب بیس گھر ہندواں اور ۱۲۵ گھر مسلماناں ہوگا مکھن بیلہ چھوٹی بستی ہے مگر مردمان ابرہ اُس میں رہتے ہیں وہ اسلحہ بند ہیں جب جھوک قاسم شاہ غارت ہوا مکھن بیلہ مردمان ابرہ نے اپنے قوت بازو سے بچایا تھا۔

۸-اپریل ۱۸۷۶ء - بھاگ - ۲۰ میل - جھوک قاسم شاہ سے دو راستے نکلتے ہیں ایک راستہ براہ محرم وکھیل و ثانی راستہ براہ پیر محمود اولیا کے ہے استہ اول میں بہت بستیات اور آبادی ہے - چنانچہ جھوک سے محرم ۶ میل - محرم سے بند ۲ میل - گھیل ۳ میل - کالرہ ۲ میل -

بہاگ آٹھ میل یہ ہر سہ بستیاں اوپر کنارہ رود ناڑی کے ہیں زراعت گندم اور جوار دونوں کی ہوتی ہے چونکہ رستہ اول میں بسبب آبادی ولہٹ بندی زمینات کم صاف ہے اور فاصلہ میں بھی تھوڑا لمبا تھا اس واسطے فوج کے لئے رستہ نمبر ۲ تجویز ہؤا رستہ نمبر ۲ دامان کی طرف سے رستہ میں آدھے فاصلہ پر خانقاہ پیر محمود اولیا کی ہے اور بھی تھوڑی آبادی گرد و نواح میں ہے پانی سوائے میر محمود کے اور جگہ نہیں ہے اس رستہ میں آبادی بموسم بارش کے ہوتی ہے کہ بارانی زمینات میں فوج ہمراہی بموجب ترتیب کے چلتی تھی۔ یعنی سندھ رسالہ آگے توپخانہ پیچھے پلٹن اُس کے بعد پنجاب رسالہ اُس کے پیچھے تھا۔ فقیر محمد کمانیر معہ پلٹن و رسالہ خانصاحب استقبال کے واسطے نکلا۔ پلٹن و رسالہ شہر سے آدھا میل باہر کھڑا کیا گیا خود دو تین میل پر آکر استقبال کیا جب میجر سنڈمین صاحب بہادر فوج خانصاحب کے قریب پہنچے تو سلامی ہوئی اور نیز فوج ہمراہی کو سلامی دیا اور باجہ بجا عبدالعزیز اور عبداللطیف نائباں بھی ہمراہ فوج کے تھے بعد اس کے داخل کمپ ہوئے کل یہاں مقام ہوگا کہ کچھ بندوبست رسد اور شتران کا کرنا ہے ؛

۹۔ اپریل ۱۸۷۶ء مقام شہر کا حال دریافت کیا گیا ایک اچھا قصبہ ہے جس میں قریب تین سو دوکان ہندواں کے اور قریب الـ ۱۱ سو گھر تھے یہ قدیمی شہر ہے تمام کچھی میں سب سے بڑا شہر یہی ہے۔ اور جس زمانہ میں ملک میں امن تھا اور بوقت عملداری نصیر خان کلاں جب علاقہ داجل و ہڑند ضلع ڈیرہ غازیخان کا متعلق ریاست قلات کے تھا اُس وقت اس شہر کا لین دین علاقہ داجل سے بہت تھا بلکہ اس شہر کے لوگوں کی بہت کوٹھیاں وہاں تھیں چنانچہ اب تک ہندواں کے پاس بندیات موجود ہیں اور بہاگ سے ہڑند کو رستہ براہ لہڑی اور سیاہ اف کے جاتا ہے بہاگ سے ہڑند قریب سو کوس کے فاصلہ پر ہوگا۔ راستہ بھی سیدھا اور ہموار ہے چنداں تکلیف نہیں۔ اسباب سوداگری اور آمدورفت فوج کی بہاگ سے بطرف ہڑند اسی راستہ سے ہوا کرتی تھی۔ اب بباعث بے امنی کے ویران حالت میں ہے اگرچہ غارتگری بروہی سے بچ گیا لیکن فوج خانصاحب جو شہر مذکور میں تعینات رہی ہے اُس کی سختی سے قریب برباد ہونے کے ہوگیا ہے۔ کیونکہ کوئی فریادرس نہیں سپاہیان جس نرخ سے لینا چاہتے ہیں لے لیتے ہیں۔ شہر بہاگ ایک قصبہ رود ناڑی کے کنارہ پر ہے گرداگرد اُس کے آبادی خریف کی ہوتی ہے آبادی

رودناڑی کے مشرقی طرف ہوتی ہے اور گرد نواح میں بہت آبادی ہوتی ہے +

۱۰-اپریل ۱۸۷۶ء شہر حاجی صہ میل بھاگ سے روانہ ہوئے رستہ صاف ہے صرف ایک جگہ رستہ میں پانی ہے - واضح ہو کہ رات سے بیماری مرض ہیضہ کی شروع ہو چلی سب سے اول یہ ہوا کہ بہشتی کپتان اسکاٹ صاحب کا رات کو فوت ہو گیا بسبب راہ چلنے کے بھی چند لوگ بیمار ہوئے جب شہر حاجی میں پہنچے شہر سے باہر بفاصلہ ایک میل مقام ہؤا اسپتال علیحدہ واسطے بیماران ہیضہ کے مقرر ہؤا صبح سے شام تک قریب لعہ نفر بیمار داخل ہسپتال ہوئے اُس وقت ڈولی پر ڈولی بیماران کی بطرف ہسپتال جاری تھی لوگوں میں نہایت تہلکہ پڑگیا بلوچ لوگ نے بفاصلہ دو میل کمپ سے باہر قیام کیا ہر کہ ومہ میں یہی تذکرہ تھا - اس دن صبح سے شام تک لعہ نفر بیمار ہوئے جو وقت کوچ تک سب زندہ تھے اُن کو زیر نگرانی نیٹو ڈاکٹر شہر میں ٹھیرایا گیا - بلحاظ آب وہوا کے کوچ کا حکم ہؤا واسطے بیماران کے یہ بندوبست ہؤا کہ چارپائی پر اٹھوا کر ساتھ لے جاوینگے - چنانچہ چارپائی ہا اور رکھی بقدر ۶۵ نفر معرفت پیر جان نائب خانصاحب جمع ہوئے فوج کوچ کر کے چلی گئی جب بوقت نیم شب بندوبست اٹھوانے بیماران کا ہؤا اول کلی بمشکل اُٹھا سکتے تھے دوسرا بیماران نے فریاد کی کہ ہم کو تکلیف ہوتی ہے - پس یہ تجویز ہوئی کہ بیماران کو شہر حاجی میں ایک مکان مناسب تجویز ہو کر اس میں ٹھیرایا گیا اور نیٹو ڈاکٹر علاج کے واسطے وہاں رکھا گیا اور میجر سنڈیمن صاحب بہادر نے اس موقعہ پر نہایت توجہ کی کہ خود بیماروں کو لے جا کر شہر میں اُن کے قیام کا بندوبست کیا

۱۱-اپریل ۱۸۷۶ء پیر دوپاسی چوکی عنہ ۲۰ میل شہر حاجی سے کوچ ہؤا دو رستے نکلتے ہیں ایک براہ مٹھڑی دویم سیدھا درمیان پہاڑ کے - جو رستہ مٹھڑی سے جاتا ہے صاف ہے مگر معلوم ہؤا کہ مٹھڑی میں بھی ہیضہ کی شکایت ہے اس سبب سے وہ راستہ ملتوی ہوا - دوسرا راستہ اگرچہ سیدھا ہے مگر پتھر بہت ہیں اور تنگ ہے شتران پر بار اسباب چلی آئے مگر تکلیف البتہ ہے - رستہ میں بیماری کا زور بدستور رہا مقام پڑاؤ کا پیر چوکی پر جو ڈاڈر سے بفاصلہ تین میل بیچ درہ بولان کے ہی مقرر ہؤا یہاں بھی بیماری کا زور بدستور رہا قریب ۳۵ نفر داخل ہسپتال ہوئے - یہ تجویز ہوئی کہ بیماران بدستور یہاں رہیں ڈاکٹر ڈیوک صاحب بہادر اُن کی خبر گیری اور علاج معالجہ کے واسطے رہیگا - نیز قافلہ کو وہاں ٹھیرایا گیا کہ سنگ وبدرقہ معمولی لیا جاوے مال گذار خان رسالدار اس کام پر تعینات ہؤا کہ بشمول فیض محمد نائب بندوبست

وصولی شروع کریں۔ قافلہ کے لوگوں میں بھی یہ بیماری شروع تھی اس موقع پر اطلاع پہنچے کہ سرداران سراوان بمقام کرتہ حاضر ہونگے +

۱۲۔ اپریل ۱۸۷۶ء کرتہ ۲عـ میل واضح ہو کہ جب پیرچوکی سے کوچ ہؤا رستہ میں بھی بیماری بدستور شروع رہی کہ چند مردمان رستہ میں گری جب کرتہ میں پہنچ گئے تب بھی جاری رہے خاص شہر کرتہ کا حال پیشتر ڈائری گذشتہ میں درج ہو چکا ہے اول روز لعہ نفر بیمار ہوئے +

۱۳ صدر کرتہ مقام اس روز بھی بباعث اس کے کہ کوئی راستہ بیماران کے اُٹھانے کا نہ تھا اور اب تک بیماری شروع ہے مقام رہا اس روز ۶ نفر بیمار تھے +

۱۴ صدر کرتہ مقام اس روز بھی مقام رہا اس دن چھ نفر بیمار ہوئے سردار ملا محمد خان و اللہ دتہ خان وغیرہ سرداران سراوان بمعہ چار پانچ صد نفر سواران ہمراہی خود حاضر ہو گئے۔ اور ہر طرح تعمیل منشاء سرکار پر مستعد پائے گئے۔ سرداران بلوچی بلحاظ بیماری بی بی نانی پر جو کہ کرتہ سے قریب آٹھ میل ہوگا متمکن ہوئے یہ تجویز ہوئی کہ قافلہ جات جو ڈاڈر سے آوینگے وہاں جمع ہونگے وہاں سے آگے سرداران بلوچی لے جاوینگے۔ بنام خانصاحب مراسلہ باطلاع ورود خود و نیز دریافت این معنے کہ مراسلہ جناب گورنر جنرل صاحب و لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر بھیجا جاوے یا عند الملاقات سپرد ہوں۔ بھیجا گیا +

۱۵ صدر ؍؍ مقام واضح ہو کہ سوداگران قافلہ جات بباعث پھیلنے بیماری کے اور گرمی موسم کے بمقام ڈاڈر ادا ے سنگ اور بدرقی کے نہ کرکے چلے آئے تھے اون کو بمقام بی بی نانی روکا گیا۔ ہتورام سپرنٹنڈنٹ کو تعینات کیا گیا کہ بشمول بھائی خان جمعدار خانصاحب و سردار امام بخش خان و جمال خان تمنداران فہرست مال بنا کر بطور علے الحساب حق سنگ اور بدرقی کا وصول کرے۔ چونکہ شرح سنگ و بدرقی کی اس طرح پر مقرر ہے کہ بڑے ترازو سے سب مال وزن کیا جاتا ہے عـ۱ کا ایک بار پختہ مقرر ہو کر بحساب اس کے فی بار ۱ صہ رسنگ اور عـہ ۱ بدرقی کل ہے وصول کئے جاتے ہیں۔ اس وقت نہ ترازو تھا نہ فرصت تھی کہ قافلہ کے لوگوں میں بیماری پھیلی ہوئی تھی وہ لوگ فریاد کرتے تھے کہ جلدی رخصت ملے اس واسطے علی الحساب وصول کرنے کی تجویز ہوئی چونکہ بعضے شتران پر مال بقدر چھ من اور بعضے پر سے من تھا اوسط للعہ من کا خیال ہو کر فی شتر ہے رفی مرکب خر دو من خیال ہو کر ۱۲

علے الحساب لینے کی تجویز ہوئی کہ شال میں پھر وزن ہو کر کم و بیش برابر کیا جاویگا گوشوارہ مال و وصولی فیس بموجب ذیل ہے:-

بزازی	اقسام دھات آہن و تانبہ وغیرہ	اقسام قند و مصری	کرانہ وغیرہ	میزان
[illegible] گوش	[illegible] نیم گوش	[illegible]	[illegible]	شتران و مرکبان [illegible]
				شتران [illegible] مرکبان [illegible]

تعداد کل منکت	تعداد قیمت بموجب بیان سوداگران	شرح فی بار سنگ بدرقی	رقم وصول شدہ
[illegible]	[illegible] لاکھ [illegible]	شتر [illegible] مرکب [illegible]	[illegible]

فہرست مفصل اسموار بنائی گئی اور ہر ایک سوداگر کو پرچہ تعداد بار اور وصولی فیس علے الحساب باندراج تعداد روپیہ دیا گیا کہ بموجب اس کے شال کوٹ میں وزن ہو کر تکمیل حساب کی ہوگی سرداران بلوچی بموجب ذیل ہمراہ قافلہ بھیجے گئے سرآوان امام بخش خان تمندار مزاری عدہ سوار جمال خان تمندار لغاری سردار ملا محمد خان سردار سراوان ملا [illegible] سوار - مالکدار خان وغیرہ رسالداران جیکرانی وغیرہ ماعدہ سوار مرد خان مری از بیلی کیچی خاں و شیر دل مزارزئی عدہ سوار - شادیخان بگٹی دفعدار ہے سوار ان کی فہمائش ہوئی کہ سرداران بلوچی بعد پہنچانے قافلہ جات کے مستونگ میں یا شال میں رہیں اس روز بیماری قریب رفع ہونے کے ہوگئی صرف دو نفر بیمار رہو ئے +

۱۶ - اپریل ۱۸۶۶ء مقام کرتہ کرتہ میں مقام رہا ڈاکٹر ڈیوک صاحب واپس تشریف لائے اور اس وقت بیماری بالکل رفع ہوگئی تھی اور معلوم ہوا کہ منجملہ بیماران موجودہ اکثر بچ گئے تھے کم فوت ہوئے لیکن منجملہ بیماران شہر حاجی کے زیادہ تر فوت ہوئے تھوڑے بچ گئے اسد خان پسر سردار ملا محمد خان اور سردار الہدٰنہ خان کرد معہ پچاس نفر سواراں واسطے خدمت کمپ میں رکھے گئے تھے باقی سواران بروہی سب ہمراہ سردار ملا محمد خاں گئے تھے اور منو گرانی کو معہ دس سواران مقرر کر کے اوپر سرحدات مری تعینات کیا گیا کہ تمنداران مری کو روکنے بدی بدکاری ملک کچھی میں مدد دیویں - نیز اگر کوئی مری ارادہ بدی بدکاری کچھی کا کرے فوراً مالداران رعایا کچھی اور نائبان بہاگ و ڈاڈر کو اطلاع کرے چنانچہ پیر جان وکیل و نائب ڈاڈر و بہاگ کو اس امر سے مطلع کیا گیا - سنا گیا کہ عطا محمد خان وزیر خانصاحب فرار ہو گیا ہے +

۱۷ اصدر مقام کرتہ میں مقام رہا کیچی خان مزارانی مری معہ ۲۵ نفر سواران و پیادگان

حاضر خدمت ہوا۔ معلوم ہوا کہ مزارانی دشت میں بہ ہمسا تگرت مردم گرد بیٹھے ہوئے ہیں۔ بورود رقعہ از جانب محمد حسن سابقہ منشی ایجنٹی حال مسکونہ بہاگ واضح ہوا کہ فوج خانصاحب متعینہ بہاگ بطرف قلات تیار تھے لیکن حسب الورود حکم خانصاحب بالفعل ملتوی ہے اور بباعث گرمی رسالدار اور کمانیر نے شہر میں جگہ لی ہے +

۱۸ صدر مقام بدستور کرتہ میں مقام رہا پیر جان نائب نے ایک پروانہ خانصاحب موسومہ خود پیش کیا جس سے پایا جاتا تھا کہ خانصاحب نے اس کو کہا کہ اگر صاحبان طریقہ دوستی چاہتے ہیں تو ہم بھی مستعد ہیں اور جو تم نے بابت شان و شوکت سرکار انگریزی لکھا ہے اینجانب اس سے بھی دہ چند زیادہ جانتے ہیں۔ لیکن ملاقات بمقام قلات ہو اور صاحب کمشنر بہادر نے اپنے مراسلہ میں لکھا تھا کہ میجر سنڈیمن صاحب جب علاقہ میں آوینگے اپنی تشریف آوری سے مطلع کرینگے ۔ اب تک میجر سنڈیمن صاحب نے کچھ اطلاع نہیں دی۔ جب صاحب موصوف اطلاع دیگا بموجب اُس کے اینجانب خود صاحب ممدوح سے بمراد آنے بمقام قلات واسطے ملاقات وغیرہ خط و کتابت کرینگے۔ اور واضح ہو کہ ہمیشہ سے ایسا دستور تھا کہ مردمان بروہی سے سوائے حاضری ہمارے وکیل کے کچھ گفتگو نہ ہوتی تھی۔ اب بھی اس حال سے صاحب بہادر کو مطلع کرنا چاہیئے اور حال تازہ بتا نہ اس طرف کا لکھتے رہو اور جو تم نے لکھا تھا کہ صاحب بہادر باستماع حال اس کے کہ فوج بموجب حکم ہمارے اوپر مردمان بروہی کے تیار تھی غصہ ہوئے ہیں سو ہم نے پیشتر تیاری صاحب بہادر کے یہ حکم بنام نائبان تحریر کیا تھا جب حال تیاری صاحب بہادر پختہ معلوم ہوا تب نائبان کو واسطے التوائے فوج کشی و نیز مدد دہی صاحب بہادر تحریر کیا گیا تھا۔ نیز ایک پروانہ ثانی جو دو روز بعد اس کے جاری ہوا لکھا تھا دیکھا یا جس سے پایا جاتا تھا کہ خانصاحب نے نہایت تاکید سے اُس کو تحریر کیا ہے کہ تم نے صاحب بہادر کا کچھ حال تحریر نہیں کیا روزمرہ لکھتے رہو اور اطلاع دو کہ کون کون بروہی بخدمت صاحب بہادر حاضر ہوا اور کیا اُن کو دیا اور کیا گفتگو ان کے ساتھ ہوئی۔ اور خط نواب محمد خان اسمی پیر جان کے دیکھنے سے پایا گیا کہ عطا محمد خان وزیر خانصاحب جس کا ضامن محمد خان مذکور ہوا تھا معہ دو پسران خود مفرور ہو کر بطرف خاران چلا گیا ہے +

۱۹ صدر مقام کرتہ اکثرہ بیماران جو نیچے تھے پہنچ گئے تھے صرف چند بیمار پیر چوکی میں

تھے جو ایک جمعدار معہ چند شتران و کجاوہ طرف پیر بھیجا گیا کہ جلدی ان کو لاوے۔ بسبب شدت گرمی و تبدیل آب وہوا فوج کا کوچ مجوز ہوا کپتان اسکاٹ صاحب معہ تین کمپنی سکھ پلٹن نمبر ۳۴ کرتہ ہیں تعینات ہوا کہ جب بیماران پیر سے پہنچ جاویں بیماران موجودہ کرتہ کو شامل کر کے مقام آئندہ پر لاوینگے سردار الہڈنہ خان کرد و کیچے خاں مزارانی مری معہ عدد ۲ نفر سواران واسطے مدد دہی صاحب موصوف تعینات کیے گئے اور بختیار خان مری کٹ منڈائی والہ نیز طلب ہوا +

۲۰ صدر بیٹ عدد میل ۔ ۱۹ تاریخ کی رات کو اسباب روانہ ہوا بیس تاریخ صبح کوچ ہو کر منزلگاہ پر پہنچے منزلگاہ آب گم سے قریب ڈیڑھ میل بجانب غرب ہے کنارہ رود پر ایک میدان ہے جس کے مشرق اور شمال کی طرف اقوام دوڑ کا پہاڑ ہے۔ ہوا نہایت تیز چلتی ہے۔ لیکن خوب سرد ہے سرداران مزاری ولغاری ہمراہی قافلہ سے رپورٹ پہنچی کہ قافلہ سلامت شال کوٹ میں پہنچ گیا اور سپرد نائب شال ہوا کہ بعد وزن کے مبلغ الصدر بقیہ فیس وصول کی گئی کہ نزد سرداران موصوف کے ہے اور قافلہ آگے کو روانہ ہوگا اور سرداران بانتظار حکم مستونگ میں متوقف ہوئے +

۲۱ صدر بیٹ مقام رہا۔ فیض محمد نائب ڈاڈر نے بجواب پروانہ رپورٹ کی کہ پیداوار زمینات سرداران سراوان بروہی واگذار کر کے سپرد مالکان کی گئی ہے اور آمد و رفت مہراللہ خان پسر سردار ملا محمد خان وہیبت خان برادرش معہ تمن کے کچھ مزاحمت نہ ہوگی اور منوگرانی جو اطلاع درباب مستعد ہونے تمن مری درباره بدی بدکاری کچھی کے دیویگا بموجب اس کے بندوبست ہوگا۔ عبدالعزیز نائب بہاگ گذارش کرتا ہے کہ تقرری منوگرانی بحفاظت سرحدات کچھی سے اطلاع پائے بروقت اطلاع دہی منو مذکور مالداران وغیرہ کو اطلاع دیجاویگی +

۲۲ صدر آب گم آب گم میں مقام رہا۔ سردار ملا محمد خاں رئیسانی بعد پہنچانے قافلہ کے واپس داخل کمپ ہوگیا سردار موصوف سے یہ سنا گیا کہ لوگوں میں افواہ ہے کہ وزیر عطا محمد برازداری محسن کمانیر فوج فرار ہوا بلکہ یہ بھی افواہ ہے کہ کمانیر خود معہ پچاس سپاہی کے فرار ہوگیا ہے اور خانصاحب محمد خان نائب پر بھی شاکی ہے اور یہ بھی حال دیا کہ فقیر محمد مستوفی کا کام بھی سست ہوگیا ہے۔ چونکہ تجویز تھی کہ واسطے سہولیت آمد و رفت سوداگران وغیرہ مسافران اور آمد و رفت اشیاء مطلوبہ کمپ آمدہ جیکب آباد کی ایک چوکی کرتہ میں اور ثانی سری بولان میں تعینات کی جاوے چوکی اولینہ پر مردمان مری کٹ منڈائی والہ بشمول مردمان بروہی اور

سری بولان میں مزاراتی مینگل بروہی دومڑ پٹھان کرد بروہی تعینات کئے جاویں چنانچہ اسباب میں بصلاح سردار الہڈنہ خان بمقام کرتہ تعداد تعیناتی ملازمان تجویز ہوئے ہیں۔ سردار ملا محمد خان سے اسباب میں مشورہ ہوا سردار موصوف کا ارادہ سردست کچھ مستعد معلوم نہ ہوا ایسا خیال ہوتا تھا کہ بسبب مفروری وزیر عطا محمد خان و سننے ابتری حالت ملازمان خان قلات کے سردار موصوف کا خیال کچھ تبدیل معلوم ہوتا تھا۔ سردار موصوف نے کہا کہ الہڈنہ خان کرتہ میں ہے اور باقی سرداران کچھ دشت میں ہیں ہم سب کو جمع کر کے اسباب میں جو کچھ صلاح اور عذر ہوگا روبرو عرض کرینگے +

۲۳ اپریل ۱۸۷۶ء مقام رہا۔ ازجانب سردار امام بخش خان و جمال خان تمنداران عرضی باطلاع بھیجنے عرضی خود بخدمت خانصاحب و نائب محمد خان و فقیر محمد مستوفی باطلاع ورود خود بعد پہنچانے قافلہ جات بمقام مستونگ اور استدعا آنے خانصاحب براد ملاقات میجر سنڈیمن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر معہ نقل عرضی و خطوطات وصول ہوئے۔ از پیشگاہ میجر سنڈیمن صاحب بہادر یہ حکم ہوا بلا استمزاج و صلاح ہماری کے ایسی خط و کتابت بالا بالا جاری نہیں کرنی چاہئے تھی امام بخش خان کو لکھا جاوے کہ وہ بمعہ جملہ ہمراہیان کے کمپ میں حاضر ہو جاوے۔ مردمان مینگل بروہی اور دومڑ پٹھان بتعداد ذیل بمعہ مقدمان حاضر ہوئے اُن کے ساتھ درباب آمدورفت قافلہ جات وغیرہ بات چیت ہوتی رہی اُن لوگوں نے کہا کہ جب سرکار تجویز کریگی مدد دیوینگے لیکن ہمارے پیٹ کا بندوبست سرکار کریگی۔ اور سردار ملا محمد خان سے جو درباب بندوبست مردمان مذکور کے ذکر ہوا سردار ملا محمد خان نے کہا کہ مینگل بروہی کی ذمہ واری وہ اُٹھا سکتا ہے لیکن دومڑ پٹھان اُس سے علیحدہ ہیں۔ مگر عند الدریافت پایا گیا کہ فرقہ دومڑ صرف بقدر چار سو نفر ہوگا جو متصل درہ بولان کے رہتا ہے اور سردار الہڈنہ خان کی اُن کے ساتھ رشتہ داری اور آمدورفت ہے اگر الہڈنہ خان یا خود سردار ملا محمد خان ذمہ اُس کا اُٹھانا چاہے تو اُٹھا سکتے ہیں۔ مینگل بروہی اور دومڑ افغانوں کا چال چلن اور خوراک پوشاک ایک ہی طرز کا ہے۔ مینگل ہمیشہ کوہستان میں رہتے ہیں جو دومڑ وغیرہ افغانان کے ہمسایہ میں رہتے ہیں اُس کی پوشاک اور عادات مثل افغانان کے ہے زبان پشتو بخوبی جانتے ہیں یہ لوگ کسی زمانہ میں جھالاوان کے شامل تھے لیکن اب بہت مدت سے سراوان کے ساتھ شامل ہیں اور تعداد میں بقدر دو ہزار مردم ہوگا اور اکثر گذارہ مالداری پر کرتے ہیں +

۲۴ اپریل ۱۸۷۶ء - مقام - ازجانب خانصاحب مکتوب بدرجواب خط میجر سنڈمین صاحب جو بتاریخ ۱۴ اپریل ۱۸۷۶ء از مقام کرتہ لکھا تھا موصول ہؤا جس سے پایا جاتا تھا کہ خانصاحب مراسلہ جات جناب گورنر جنرل صاحب بہادر و لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر جلدی دیکھنا چاہتا ہے - نیز تحریر کیا کہ ہم کو ملاقات میجر سنڈمین صاحب کا نہائت شوق ہے مگر بسبب ہونے بیماری ہیضہ بہ کمپ میجر سنڈمین صاحب حاضر نہیں ہو سکتا بالفعل صاحب موصوف بعلاقہ شال و مستونگ آرام فرماویں جس وقت بیماری بالکل دفع ہو جاوے قلات میں تشریف لاکر ملاقات سے مسرور فرماویں - اور لکھا کہ صاحب نے جو پیدا وار املاک مردمان بروہی کے بذریعہ حکم خود واگذار کرادی ہے سو واجب ایسا تھا کہ بروقت ملاقات اینجانب کے جس طرح صاحب بہادر فرماتے ہم بموجب اُس کے منظور کرتے لیکن اب جو صاحب کو ایسا مناسب نظر آیا بہتر خوب ہم نے بنام نائبان ارشاد جاری کیا ہے کہ بتعمیل حکم صاحب ممدوح کچھ غرض پیداوار املاک مردمان بروہی سے نہ کرینگے - نیز ملا پیر جان نائب نے پروانجات خانصاحب واسطے ملاحظہ کے پیش کیے جس سے دو باتیں زیادہ معلوم ہوتی تھیں ایک یہ کہ خانصاحب نے لکھا کہ مردمان جہالاوان کچھ بدی بدکاری کر رہے ہیں اگر صاحب بہادر کا مطلب ہے کہ جہالاوان کا فیصلہ بھی ہمارے ساتھ کرائینگے پس جہالاوان کو بدی بدکاری سے بند کریں ورنہ ہم ان پر فوج بھیجدیوینگے - دوسرا کچھ قافلہ اور سوداگران بموضع جھل کہ بھاگ سے جنوبی طرف ہے اکثر واسطے آنے قلات اور کچھ واسطے قندھار ملتوی ہیں اگر صاحب بہادر کا منشاء ہے کہ درہ بولان سے گذرینگے تو اُن کو اُس طرف روانہ کیا جاوے ورنہ اجازت دیویں کہ بمعہ افواج درہ مولہ سے گذارہ جاوے - پیشگاہ صاحب بہادر سے جواب ملا کہ بابت امر اول سرداران جہالاوان کو بیشتر بھی منع کیا گیا ہے اب بھی منع کیا جاویگا - بابت امر دوئم چونکہ ہم نے واسطے آمد و رفت اپنے سامان کے بالفعل بندوبست چوکیات کا کیا ہے اینجانب سوداگروں کے ذمہ وار نہیں ہو سکتے - اس سے پایا گیا کہ بسبب فرار ہو جانے وزیر عطا محمد کے بطرف جہالاوان کے کچھ شورش زیادہ ہے کہ خانصاحب نے واسطے ممانعت مردمان جہالاوان کے اور نیز دوسرا درباب قافلہ کے استمزاج کیا ہے - اگرچہ ممکن تھا کہ قافلہ بمدد سرداران بروہی براہ درہ بولان بخوبی بھیجا جاتا لیکن یہ تامل ہؤا کہ جب تک خانصاحب سے درباب درہ بولان کے مکمل فیصلہ نہ ہو یعنی ذمہ واری یا علیحدگی - تب تک ملازمان خانصاحب

واسطے بدنامی سرداران بروہی کچھ حرکت کریں اُن کو وہ جواب بھیجا گیا جو اوپر درج ہے ÷

بنام ملا محمد خان وغیرہ سرداران سراوان تحریر کیا گیا کہ جس دن سے خبر مغروری عطا محمد وزیر خانصاحب کے مشہور ہوئی ہے اُن کی کارروائی میں کچھ تبدیلی ہوتی ہے چنانچہ سردار ملا محمد خان بھی در باب بندوبست چوکیات بولان کچھ کم مستعد معلوم ہوتا تھا اگر درحقیقت اُن کا ارادہ تبدیل ہوگیا ہو تو صاف اطلاع دیویں - جس کے جواب میں سرداران موصوف نے لکھا کہ ہم لوگ بدستور اپنے ارادہ پر قائم ہیں وزیر مذکور سے ہم کو کچھ تعلق نہیں ہے اور واسطے چوکیات بولان حسب حضور نے حکم دیا مبلغ عہ سد سالانہ پر علاوہ سمہ سد سالانہ تنخواہ سردار ملا محمد خان کے مستعد ہیں صرف اس قدر تامل ہے کہ شاید از جانب ملازمان خانصاحب کچھ حرکت ہو جاوے - پلٹن اور بیماران جو کرتہ میں تھے بخیریت پہنچ گئے اور بیماری فوج سے بالکل رفع ہوگئی سب لوگوں نے شکریہ ادا کیا - بذریعہ عرضی امام بخش خان وجمال خان نمکداران نے مراسلہ جات مرسلہ خانصاحب جو اُن کے نام آیا تھا بھیجدیا جس کا مضمون یہ تھا کہ ہم واسطے ملاقات صاحب ممدوح شوق میں ہیں چنانچہ مراسلہ صاحب بہادر کا آیا تھا اس کا جواب تحریر کیا ہے کہ جب مرض دفع ہو جاوے قلات میں تشریف لاکر ملاقات فرماویں - امید ہے کہ آپ بھی اسی طرح بخدمت صاحب بہادر ممدوح لکھینگے اور در باب بندوبست درہ بولان ہم بھی شوق میں ہیں لیکن جس میں ہماری عزت ہو اگر بموجب اس کے بندوبست ہوا تو خوش ہونگا - نیز سرداران موصوف نے ایک قطعہ عرضی وزیر عطا محمد موسومہ اینجانب اور ایک خط موسومہ سرداران مذکور وایک قطعہ بنام سردار ملا محمد خان و سردار اللہ دتہ خان ہمراہ عرضی خود بھیجدے اور لکھا کہ قاصد مرسولہ عطا محمد مذکور لایا ہے - مضمون عرضی یہ تھا کہ خانصاحب نے بلا قصور ہمارا نقصان کیا اب توکل بخدا قلات سے باہر ہوکر درکوہ شاخوریہ کنارہ مکان زہری سکونت پذیر ہوا ہوں اور مردمان الوسات ابن حدود چنانچہ زہری وجتک وغیرہ کلہم ہمارے پاس جمع ہیں اور زیر صلاح اور گفتہ ہمارے کے ہیں اگر حضور ہمارا انصاف فرماویں تو بخدمت حضور حاضر ہو جاؤں ورنہ اطلاع فرماویں بعد اس کے جو مناسب ہوگا عمل کرونگا ÷

۲۵ اپریل ۱۸۷۶ء دوزان ۱۲ میل - صبح اسباب روانہ ہوکر بوقت ۱۰ بجے پڑاؤ پر پہنچ گئے - یہ موقع درہ بولان سے جو راستہ سیدھا دشت کو اس سے ایک شاخ اور بجانب

شمال اور مغرب نکل کر ایک چشمہ پانی پر ختم ہوتا ہے اُسے چشمہ کا نام دوزان ہے۔ یہ چشمہ کافی پانی دیتا ہے سب لشکر اور جانوران کے واسطے کافی ہے بلکہ اس سے دوچند کی ضرورت سے بھی زیادہ تھا اور گھاس لکڑی بھی اس موسم میں مل سکتا ہے اس سے جانب شمال ایک رستہ طرف شال کوٹ نکلتا ہے لیکن واسطے شتران کے نہایت مشکل ہے پیدل لوگ اور سواران جا سکتے ہیں اس چشمہ پر بہت لوگ مالدار مینگل و مزارانی مری گرد اگرد سکونت پذیر ہیں اور دشت سے بھی لوگ اسی چشمہ پر آکر مال کو پانی دیتے ہیں۔ یہ موقعہ دشت سے چار یا پانچ میل ہوگا اسی روز سردار امام بخش خاں مزاری و جمال خان تمندار لغاری معہ مردمان بلوچی کمپ میں واپس داخل ہو گئے معلوم ہوا کہ بہادر خاں جمعدار جکھرانی جو ہمراہ مردمان بلوچی برائے امداد پہنچانے قافلہ بھیجا گیا تھا مرض ہیضہ سے بمقام مستونگ فوت ہوگیا۔ مستونگ میں پیشتر کوئی ہیضہ نہیں تھا اُس کی تقدیر آگئی تھی کہ وہ فوت ہوگیا۔ تجویز ہوا کہ ایک رسالدار معہ یک صد نفر سواراں واسطے مدد وہی آمدورفت اسباب مطلوبہ کمپ اور امن ملک بھی بذریعہ سہولت کے بمقام شہر حاجی تعینات کیا جاوے چنانچہ مالگذار خاں رسالدار کو تعینات کیا گیا۔

۲۶ اپریل ۱۸۷۶ء بدستور دوزان میں قیام رہا لیکن پلٹن پیدل پہلے روانہ کی گئی تاکہ رستہ میں کچھ آرام کر کے پھر مستونگ میں برابر جاوینگے خانصاحب کو اس کے مکتوب کا جواب لکھا گیا کہ آپ کو جو مستونگ میں آنے سے تامل ہے اس سے نا امیدی ہوئی حالانکہ اینجانب کو خیال تھا کہ آپ حال آنے اس مشن سے بہت خوش ہونگے اور شکر گذاری سرکار مستعد ارادہ واسطے ملاقات کے ظاہر کرینگے آپ کو چاہیئے کہ اسباب میں بخوبی غور کریں اور جو رسم آپ کے بزرگان نے درباب افسران انگریزی ہم رتبہ اینجانب کے اختیار کیا ہوا تھا بموجب اُس کے عمل کریں۔ یہ مکتوب بدست جمعہ معتبر خانصاحب کے بھیجا گیا۔ بوقت شام ایک رقعہ از جانب جھنڈہ خاں سردار شاہوانی جو پیشتر ماتحت خان قلات کے تھا اور ملا محمد خاں کہتا ہے کہ اب تین چار روز سے خان کے ساتھ ناساز ہو کر کوہستان میں باغی ہو گیا ہے موسومہ ملا محمد پیش کیا جس کے مضمون سے پایا جاتا تھا کہ اُس نے ملا محمدؐ کو لکھا کہ جب وہ قلات میں جاوے پاس بی بی اللہ دینی ہمشیرہ خانصاحب کے نہ جاوے یہ بی بی ملا محمدؐ کے باپ کی ہمشیرہ کی دختر ہے اگلی دفعہ جب ملا محمد قلات چلا گیا پاس بی بی موصوفہ جا کر ملاقات کی تھی۔ یہ بی بی جام میر خان کی عورت ہے جب جام میر خان نے ہمشیرہ نور دین کے ساتھ شادی کی تب خانصاحب جام سے ناراض ہو گیا

اور اپنی ہمشیرہ کو جام سے الگ کر کے اپنی گھر میں رکھا اس رقعہ سے یہ مراد ہے کہ خانصاحب بالکل فریب کرنے پر مستعد ہیں +

۲۷ صدر مستونگ ~~صہ~~ میل صبح روانہ ہو کر دشت خورد میں داخل ہوئے وہاں سے دشت کلان آئے۔ دشت کلان سے بھی دو راستے بطرف مستونگ نکلتے ہیں ایک راستہ شمالی طرف جس کو سرخ باجو بولتے ہیں دوسرا جنوبی طرف لک کہندہ بولتے ہیں۔ رستہ اول بالکل صاف ہے لیکن کچھ لمبا ہے قریب دو تین میل لمبائی میں زیادہ ہے راستہ نمبر ۲ کچھ مشکل ہے لیکن سیدھا ہے۔ میجر سنڈیمن صاحب بہادر رستہ نمبر ۲ سے گذرے اور اکثر گلہ شتران وغیرہ بھی بہ خیال قریب ہونے راستہ نمبر ۲ سے گذری گو بعضے رستہ نمبر ا سے۔ راستہ نمبر ۲ جہاں سے کہنڈ شروع ہوتا ہے اس سے جنوباً بفاصلہ قریب ایک میل ایک کھوہ کچا اذاں منو کردکا ہے بقدر چالیس ہاتھ گہرا ہوگا اور پانی اس میں بہت ہے گذارہ کے لئے کافی مل سکتا تھا لیکن سب لوگوں کیواسطے اس سبب مکتفی نہ ہو سکا کہ مونہہ اس کا تنگ تھا سوائے ایک ڈول کے دوسرا ڈول نہیں ڈالا جاسکتا تھا۔ ایک ڈول سے لشکر کی گذران مشکل تھی۔ بوقت ایک بجے دار و مستونگ ہوئی +

۲۸ اپریل ۱۸۷۶ء۔ مستونگ میں مقام رہا۔ پیر جان نے ایک خط از جانب خانصاحب والی قلات پیش کیا جس کے مضمون سے پایا جاتا تھا کہ خانصاحب نے تحریر کیا کہ درباب بندوبست انتظام امورات ملک ہذا جس طور صاحب بہادر کی خواہش ہوگی بموجب اس کے اینجانب منظور کرینگے لیکن صاحب بہادر ایسا بندوبست کریں جس میں ہماری عزت داری ہو اور درباب ملاقات ہم نے پیشتر جواباً بخدمت صاحب بہادر تحریر کیا ہے اور بابت عدم مزاحمت منوگرانی اور واگذاری پیداوار املاک مردمان بروہی کے اینجانب نے پیشتر بنام نائبان تحریر کر دیا ہے۔ ایک خط از جانب سوداگران بنام سردار اللہ دتہ خان اس مضمون کا پیش ہوا کہ ہم لوگ معہ شتران چھ سو پچاس مہاران ڈاڈر میں مقیم ہیں اگر تم مدد بدرقی کی کرو تو ہم روانہ ہو کر گذر کریں۔ برائے بصلاح سرداران ملا محمد خان و امام بخش خان و جمال خاں یہ تجویز ہوئی کہ بقدر مناسب سواران بروہی آگے قافلہ کے بھیجے جاویں کہ شالکوٹ میں پہنچا دیویں۔ اور رسنگ اور بدرقی محصول شالکوٹ میں معرفت نائب وصول ہو کر امانت میں جمع ہو۔ اور ماہر پیشگی واسطے خرچ کے سواران ہمراہیان کو دیا جاوے۔ بنام عطا محمد خان وزیر جواباً لکھا گیا کہ اگر وہ اسی طرح سرداران جہالاوان کو نیک صلاح پر مستعد کر کے پیدا کرنے نتیج خرابی سے بند کریگا تو بموقعہ مناسب

درباب انجام خانصاحب یا دیگر طور جو مدد اینجانب سے ہو گی اینجانب اُس کو مدد دیوینگے ۔

۲۹ صدر۔ مقام مستونگ - داد کریم زمیندار معہ دیگر چند زمینداران حاضر ہوکر مشرف سلام ہوا عندالدریافت حال ایسا پایا گیا کہ اس گاؤں میں حق مالکانہ زمینداران کا قدیم الایام سے بموجب ملکیت کاریزوں کی ہے تیس کاریز قدیم الایام سے زمینداران نے اپنے مصارف اور محنت سے احداث کے جو زمینات اُن سے آباد ہوتے ہیں وہ اُن کی ملکیت ہیں اور اختیار بیع و شرا ایسی زمینات اور کاریزات کا بدست زمینداران کے تفویض ہے خانصاحب ان کاریزوں سے مشخصہ حسب ذیل لیتا ہے۔ غلہ جنسی صماص خروار غلہ جو و گندم یعنی ہم ساحہ من نقدی الـ۸ ـ زمینداران اس مشخصہ کو بموجب حصص پانی کے ادا کرتے ہیں مثلاً ایک کاریز سے چند زمینات مختلف مالکان کے سیراب ہوتے ہیں بموجب پیمانہ زمینات اور استحقاق ملکیت کے آبپاشی کے واسطے وقت مابین زمیندار کے منقسم ہے پس جو مشخصہ ایک کاریز پر ہوتا ہے زمینداران بحیثیت وقت آبپاشی کے تفریق کر کے ادا کرتے ہیں - زمینداران کو اختیار رہے کہ ان کاریزات پر جنس کاشت کریں یا باغات - اور بعضے کاریز جدید بعہد داری خانصاحبان مرحوم کھودی گئی ہیں اُن سے بٹائی جنسی بشرح چہارم حصہ کے خانصاحب لیتا ہے اور بقدر پندرہ باغات خاص اپنی ملکیت خانصاحب کے ہیں کل بقدر نو سو باغ اس گاؤں میں سنے جاتے ہیں خاص گاؤں کو دیکھا گیا اُس میں صرف ہندوان و قصباتی لوگ رہتے ہیں ما بقی زمینداران و کاشتکاران سب باغات میں رہتے ہیں ہر ایک باغ میں چند خانہ واقع ہیں - درخت میوہ جات اقسام ذیل کے ہیں - توت - بادام - زردآلو - انگور - امرود وغیرہ زمین اعلےٰ درجہ کی ہے گندم بہت کاشت ہوتی ہے - گھاس - لوسن اکثر استعمال میں آتا ہے - یہ گھاس مثل میتھرہ کے ہے اس موسم میں کاٹا جاتا ہے لوسن خشک کر کے جمع کرتے ہیں زمستان کے موسم میں بھی کار آمد ہوتا ہے ۔

۳۰ صدر۔ مقام رہا - از جانب جام علیخان حاکم لس بیلہ و میر ابراہیم خان و میر گھور خان سرداران جہالاوان عرضی بدرجواب پروانہ میجر سنڈیمن صاحب بہادر جو تاریخ ۱۵ ماہ حال لکھا گیا تھا بمضمون گذارش حالات گذشتہ و اظہار جور و تعدی خانصاحب والی قلات و درخواست انتظام سرحد ہذا کے پہنچی جس میں استدعا تھی کہ یا تو خانصاحب کو گدی سے اُتار کر اور شخص جو لائق ہو بٹھایا جاوے یا سرکار انگریزی ملک بلوچستان کو اپنی سلطنت میں شامل کرے نہ امام بخش خان تمندار مزاریان نے

ذکر کیا کہ ایک سوداگر کی زبانی معلوم ہوا کہ خانصاحب مستونگ آنا نہیں چاہتے اور نہ فیصلہ انجام بروہی پر مستعد ہیں +

یکم مئی ۱۸۷۶ء مقام رہا۔ مراسلہ از جانب خانصاحب والی قلات بدر جواب مراسلہ میجر سنڈیمن صاحب بہادر جو بتاریخ ۲۶ اپریل ۱۸۷۶ء ہمدست ملا جمعہ بھیجا گیا تھا موصول ہوا جس سے پایا جاتا تھا کہ خانصاحب نے آنے مستونگ سے عذر کیا ہے اور کہا ہے کہ صرف زیارت تک جو قلات سے ایک منزل ہی آؤنگا۔ لیکن یہ جگہ قلات سے صرف چار کوس کے فاصلہ پر ہے اور بیان جمعہ مذکور سے معلوم ہوا کہ خانصاحب بالکل مستونگ میں آنے نہیں چاہتا اور نہ فیصلہ مردمان بروہی پر مستعد ہے۔ خانصاحب نے اپنے مراسلہ میں وجہ نہ آنے اپنے کے باعث اصدار مہربانیہائے بحق سرداران بروہی تحریر کیا۔ لیکن پایا گیا کہ چونکہ خانصاحب اول مراسلہ جات سابقہ میں شوق اپنا درباب فیصلہ تنازعات بروہی وغیرہ ظاہر کرتا رہا۔ چنانچہ واگذاری زمینات بروہی منظور کر لی تھی اور درباب فیصلہ مابین مردمان جہالاوان خود دریافت کیا تھا۔ اور ہر طرح مددی اور تعمیل احکامات مجریہ میجر سنڈیمن صاحب بہادر بنام نائبان وغیرہ ملازمان خود لکھتا رہا اس سے مطلب اس کا یہ تھا کہ کسی صورت سے میجر سنڈیمن صاحب بہادر قلات میں آویں یہاں ملاقات کر کے فیصلہ سے انحراف کر دونگا۔ یا فی الحقیقت کسی نے اُٹھایا جیسا کہ ایک روز پیشتر افواہ بھی مشہور ہوئی تھی۔ کیونکہ خانصاحب نے جو عذر اصدار مہربانیہائے بروہی کا اپنے خط میں تحریر کیا کوئی وجہ نہیں تھی اور نہ کوئی نئی بات تھی۔ کہ بروقت تحریر پہلے مراسلہ جات کے خانصاحب اُس سے ناواقف تھا اور پیچھے معلوم کیا بلکہ پہلے مکتوبات میں صریحاً درباب مالگذاری زمینات کے تحریر ہوا تھا اور اس کو خانصاحب نے بخوبی تسلیم کیا تھا۔ علاوہ ورود تحریر مذکور بالا کے ملا پیر جان و جمعہ آرندہ مراسلہ سے از جانب خانصاحب نا امیدی حاصل ہوئی اس لئے میجر سنڈیمن صاحب بہادر نے بخیال اس کے جب تک خانصاحب شوق سے عزت سرکار کو تسلیم نہ کرے اور فیصلہ پر مستعد نہ ہو طرف قلات جانا نامناسب تصور کیا لیکن واسطے آگاہی از منشا سرکار عالیہ و اختیارات خود بھیجنا مراسلہ جات مجریہ از پیشگاہ جناب گورنر جنرل صاحب بہادر و لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر مناسب تصور کر کے بغرض اثر تعظیم مراسلہ جات مذکور بذریعہ کپتان ویلی صاحب بہادر و ڈاکٹر ڈیوک صاحب بہادر متعینہ پنجاب رسالہ معہ سرداران امام بخش خان مزاری و

جمال خان تمندار لغاریان بھیجنا تجویز کیا اور ایک مراسلہ خود بھی ارسال کیا اور اس میں صاف لکھا کہ اگر خانصاحب منشاء سرکار عالیہ کو بخوبی سوچ کر ہماری صلاح پر تصفیہ تنازعات چاہتے ہیں تو مستونگ میں جہاں اُس کا برادر نصیر خان مرحوم والی قلات جرنیل جیکب صاحب بہادر کو جا ایسے ہی امورات کے واسطے آئے تھے ملاقات کی تھی آکر ملاقات کرے +

۲ مئی ۱۸۷۶ء - ملا پیر جان نائب نے مبلغ اعے امانت سہ بابت سنگ قافلہ جس کی بابت ۲۸ اپریل ۱۸۷۶ء کو اُس کے نام پر پروانہ لکھا گیا تھا معرفت نائب شال وصول کر کے پیش کیا کہ امانت میں رکھا گیا - جام عالیخان وغیرہ سرداران جہالاوان اور سراوان کو اطلاع دی گئی کہ اب تک از جانب خانصاحب اطمینان کامل نہیں ہوا - وہ لوگ اپنی ہوشیاری رکھیں لیکن بدی بدکاری ملک کی نہ کریں تاکہ اُن پر اعتراض نہ ہو +

۳ مئی ۱۸۷۶ء - بمجرد تحریر فیض محمد نائب واضح ہوا کہ چند بار اسباب اینجانب آمدہ جیکب آباد ڈاڈر میں پہنچ گیا ہے بران سواران مری و بگٹی کو بھیجا گیا کہ اسباب کو بحفاظت حضور میں لاویں سردار ملا محمد خان کو تحریر ہوا کہ بموجب حکم سابقہ تعیناتی چوکیات بولان کرے +

مالگذار خان رسالدار نے تحریر کیا کہ فیض محمد نائب سے واضح ہوا کہ لشکر مری کا کچھی پر آنے والا ہے بران مالداران کو ہوشیار کیا گیا اور خود اپنی گشت و چوکی میں مشغول ہوئے - یار محمد خان پسر اللہ داد خان کرد نے حاضر ہو کر حال سلامت پہنچانے قافلہ کا بیان کیا - چونکہ گلہ شتران رسد ملازمت سے برخواست کیا گیا تھا بذریعہ اُس کے بطرف شہر حاجی بھیجا گیا -

۴ مئی ۱۸۷۶ء مقام رہا - سرداران جہالاوان کو اطلاع دی گئی کہ ان کی عرضی سرکار میں بھیجی گئی ہے اُن کو چاہیئے کہ بدی بدکاری میں کچھ پیشدستی نہ کریں - صرف اپنی ہوشیاری رکھیں اور جو اپنی عرضی میں درباب موجودگی پروانہ و پہنچنے میجر ہربسن صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ قلات باعتبار جس کے نقصان اُٹھایا ذکر کیا ہے بشرط خواہش صداقت بیان خود نقل اس کی بھیجدیویں +

۵ مئی ۱۸۷۶ء - شیر زمان خان باروزئی تحریر کرتا ہے کہ مردمان مری علاقہ غلام بولک پر تاخت لاکر دو نفر مردمان غلام بولک علاقہ سبی میں رہتے ہیں قتل کیئے - صرف دو راسان گادی لے گئے اور مال سب مردمان غلام بولک نے بسبب ہو جانے اطلاع کے محفوظ کر رکھا تھا - اور مسمی باطل مشوری بگٹی لشکر اوپر پٹھان لے گیا تھا لیکن پٹھان پیشتر مطلع ہو گیا اس سبب سے

تہی دست واپس ہؤا

ملا محمد خان نے بذریعہ عرضی بجواب حکم ۳ مئی ۱۸۷۶ء اس مضمون کا جواب بھیجا کہ بالفعل تعیناتی چوکیات کے ضرورت نہیں ہے کیونکہ آمد و رفت قافلہ جات بالفعل بند ہو گئی ہے۔ لیکن جس وقت کچھ اسباب یا قافلہ جات ڈاڈر میں جمع ہو جاویں اور اطلاع ملی کہ بعد بھیجنے سواران وغیرہ حاضر لاوینگے یہ امر بالفعل کے واسطے منظور ہو کر مراسلہ جواباً لکھا گیا مالگدار خان رسالدار نے رپورٹ کی کہ جو افواہ آمد لشکر مری کے سنی جاتی تھی وہ یہ تھی کہ غلام بولک پر مری تاخت لایا +

۶ مئی ۱۸۷۶ء۔ ملا پیر جان نائب خانصاحب نے ایک خط منجانب نائب شال پیش کر کے استمزاج کیا کہ سوداگران شال وگرد نواح اس کے ارادہ لے جانے قافلہ طرف کچھی کے رکھتے ہیں اگر بندوبست پہنچانے ان کا ہو سکے تو وہ لوگ قافلہ تیار کریں فہمائش ہوا کہ جب قافلہ تیار ہو کر قابل روانگی ہو اطلاع ملے کہ سواران براہوی شالکوٹ میں بھیجکر قافلہ ڈاڈر تک پہنچایا جاویگا۔ از جانب کپتان ویلی صاحب بہادر قلات سے چٹھی پہنچی جب صاحب ممدوح خیریت سے قلات پہنچے تو خانصاحب نے بھانجہ خود معہ محمد خان نائب واسطے پیشوائی کے بھیجدیا اسی دن شام کو کپتان صاحب بہادر موصوف واسطے ملاقات خانصاحب گئے دوسرے دن میعاد آنے خانصاحب واسطے ملاقات صاحب ممدوح کی تھی چنانچہ شام کو خانصاحب نے بخدمت صاحب ممدوح آکر ملاقات کی +

۷ مئی ۱۸۷۶ء۔ کپتان ویلی صاحب بہادر سے خبر ملی کہ مراسلہ جات خانصاحب کو دی گئی ہیں خانصاحب نے کہا ہے کہ ہم سوچ کر جواب دیوینگے۔ سردار ملا محمد خاں نے بذریعہ عرضی گذارش کیا کہ بموجب حکم قادر ڈینہ برادر سردار الہڈنہ خان کو واسطے لانے اسباب حضور کے جو جیکب آباد سے آیا ہے بھیجدیا ہے۔ بروقت ورود اسباب ہمراہ خود لاویگا اور دوست محمد پسر الہڈنہ خان کو بطرف ڈاڈر بھیجدیا ہے کہ جب قافلہ جات جمع ہونگے اُن کو ہمراہ خود لاویگا۔ کپتان ہمفری صاحب بہادر نے گیاراں مہار شتران جن کے عوض میں اس جگہ شتران کرایہ پر رکھی گئی تھی بمعہ ایک خط کے واسطے بھیجنے بطرف جیکب آباد کی بھیجے کہ بذریعہ مردمان براہوی روانہ کئے گئے +

۸ صدر۔ ملا محمد خان سردار سراوان نے گذارش کی کہ واسطے خرچ مردمان براہوی جو واسطے

پہنچانے قافلہ جات تعینات کئے جاتے ہیں روپیہ کی ضرورت ہے منجملہ مبلغات مدرقی کے جو بموجب رسم قدیمانہ محافظان قافلہ کو ملا کرتا ہے۔ علی الحساب ایک ہزار روپیہ عطا ہو۔ چونکہ جب سے آمد و رفت قافلہ جات شروع ہوئے سب روپیہ حق سنگ و بدرقی نزد اینجانب امانت میں تھا براں بنظر مناسب ایک ہزار روپیہ بطور پیشگی سردار موصوف کو دیا گیا تاکہ بروقت فیصلہ مجرا ہوگا +

۹ صدر۔ مالگذار خان رسالدار متعینہ شہر حاجی نے گذارش کی کہ قافلہ سوداگران بہاگ میں آگیا ہے قافلہ باش لوگ ملتجی ہیں کہ فوراً ہم کو درہ بولان سے گذارہ جاوے لیکن عبد العزیز نائب بہاگ اُن کو روکتا ہے۔ براں پیر جان نائب کو فہمائش ہوئی کہ نائب بہاگ اور ڈاڈر کو اطلاع دیوے کہ جو سوداگر لوگ متفرق طور بلا بندوبست اور اطلاع کے گذر کرینگے نفع نقصان اُن کے اپنے ذمہ ہوگا۔ بلکہ ایسا کرنے سے سوداگران کو ممانعت کریں۔ لیکن جو یکجا جمع ہوکر نائب بہاگ پاس مالگذار خان رسالدار شہر حاجی کے پہنچا دیویگا رسالدار موصوف اول سرداران بروہی کو مطلع کریگا بعد اُس کے اپنے سواران ہمراہ کرکے بہمراہی مردمان بروہی کے سرباب تک پہنچا دینگے۔ بعدد ۲۳ مہار شتران پر بار اسباب مطلوبہ بسکوٹ وغیرہ صاحبان افواج آمدہ جیکب آباد بذریعہ سواران مری و بگٹی و بروہی سلامت مستونگ میں پہنچ گئے +

نقل عرضی ملا محمد اعظم خان برادر نائب پیر جان باطلاع ہونے بیماری وباء ہیضہ در شہر جلال خان و سنی علاقہ کچھی موصول ہوئے۔

۱۰-مئی ۱۸۷۶ء۔ ازجانب خانصاحب مراسلہ جوابی بمعہ چٹھی کپتان ویلی صاحب بہادر پہنچ گیا خانصاحب نے آنے مستونگ سے انکار کیا لکھا کہ میجر سنڈیمن صاحب بہادر واسطے بندوبست انجام اقوام بروہی کے طلب فرماتے ہیں مردمان بروہی نے انواع انواع کی بدی بدکاری ملک ہمارے میں کی ہے اُن کے ساتھ انجام کرنے میں عزت داری خود نہیں تصور کرتا ہوں اگر وہاں روبرو صاحب بہادر انجام سے انکار کروں تو صاحب بہادر کی دل شکنی ہوگی۔ اگر خیال کرتا کہ صاحب بہادر حقرسی جملہ مال رعیت وغیرہ ہماری کی بروہیاں سے کرا دیوینگے تب بھی اینجانب آتا +

۱۱-مئی ۱۸۷۶ء۔ عرضی ازجانب جام عالیخان وغیرہ سرداران جہالاوان بدیں گذارش کہ ہم لوگ بابت انجام وغیرہ ہر طور یکہ مرضی سرکار ہو مستعد ہیں لیکن مفصل حالت اپنا عرضی سابقہ

میں گذارش کر چکے ہیں۔ سرکار اس پر بخوبی غور فرماوے۔ اور واضح ہو کہ اول اور مقدم امر تصفیہ تنازعات اور انجام ہذا کارہائی جام میر خاں تصور فرماویں۔ بذریعہ پروانہ خود اطلاع دی گئی کہ جو جواب خانصاحب سے بابت انجام کے ملا اُس میں خانصاحب نے تعمیل ایسی شرط کا جو ناممکن ہے انکار مانگا ہے یعنی یہ کہ حقرسی جملہ مال مغروقہ رعایا واپنا بروہی لوگوں سے طلب کے حالانکہ سرکار کا منشاء ہے کہ فیصلہ از روے انصاف کے ہو اور جو امر ممکن ہو اس پر لحاظ ہو۔ براں سرکار میں مفصل گذارش ہوا ہے اور اینجانب منتظر ورود جواب سرکار کے ہیں تم لوگ مطلع ہو بدی بدکاری رعایا وغیرہ کے نہ کرو اگر خانصاحب اپنا لشکر تم لوگوں پر بھیجے تو ان کو اختیار ہے کہ اس سے مقابلہ کرو۔ ملا عطا محمد وزیر جو بالفعل زہری میں ہے گذارش کرتا ہے کہ بموجب حکم والا جملہ سرداران جہالاوان کو بدی بدکاری سے ممانعت کر دی ہے اور جس وقت سرکار طلب کریگی حاضر ہونگے۔ اور چونکہ عیال اطفال ہمارا خانصاحب کے پاس قید ہے اُس کو رہا کرایا جاوے *

۱۲ مئی ۱۸۷۶ء۔ کپتان ویلی صاحب اور سردار امام بخش خان و جمال خان تمنداراں واپس آئے دو قطعہ مراسلہ جات مرسولہ خانصاحب یکے موسومہ جناب گورنر جنرل صاحب بہادر و ثانی موسومہ لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر لائے مراسلہ جات سرکشادہ تھے مطالعہ سے پایا گیا۔ کہ خانصاحب نے تحریر کیا ہے کہ اینجانب تشریف آوری میجر سنڈمین صاحب بہادر سے بہت خوش ہوئے ہیں اور بموجب صلاح صاحب ممدوح کے جملہ امورات سرانجام ہونگے اور جو صلاح صاحب ممدوح کے ہوگی بموجب اُس کے عمل کرونگا۔ لیکن سرکار جیسا امیر شیر علیخان والی کابل وغیرہ راجگان کے ساتھ دربارہ اوس داری کے مہربانی رکھتی ہے ہمارے ساتھ بھی اسی طرح کرے۔ اور جو مبلغ پچاس ہزار روپیہ سالانہ بموجب سنگ قافلہ جات ملا کرتا تھا چار سال سے بند ہے گذشتہ چار سال کا بھی عطا ہو۔ اور منشی گل محمد و صالح و کمانیر لشکر خان جو زیر حراست ہیں رہا کئے جاویں۔ سردار امام بخش خاں و جمال خان تمنداران نے بیان کیا کہ جب خانصاحب نے کپتان ویلی صاحب سے آخیر رخصت لی ہم لوگوں نے بھی ارادہ لینے رخصت کا خانصاحب سے کیا لیکن خانصاحب نے فرمایا کہ تم لوگ وہاں آکر رخصت لو۔ چنانچہ خانصاحب کے پاس گئے۔ درباب آنے خانصاحب کے بمقام مستونگ و انجام مردمان بروہی وغیرہ کی بہت قیل وقال ہوتی رہی خانصاحب نے چند پنچامات بنام میجر

سنڈیمن صاحب دے۔ خانصاحب کا ارادہ واسطے آنے مستونگ بجہت ملاقات اور انجام براہوی وغیرہ پایا جاتا تھا لیکن اس کا مطلب تھا کہ پہلے ہمکو پیغامات کا جواب ملے۔ بران بذریعہ مراسلہ جوابی خانصاحب کو لکھا گیا کہ اگر وہ تعمیل کرنے پر جیسا کہ مراسلہ جات جناب گورنر جنرل صاحب بہادر و لفٹنٹ گورنر صاحب میں تحریر کیا ہے اور پیغامات کہلا بھیجے ہیں مستعد ہے تو فوراً یہاں تشریف لادیں جملہ امورات بعد صلاح بموجب انصاف و مناسب سرانجام پاوینگے ورنہ صاف اطلاع دیوے کہ سرکار میں اطلاع دیجاویگی۔ سردار امام بخش خاں و جمال خان تمنداران کو واپس بھیجا گیا کہ پیغامات کا جواب اس کو دیویں اور اگر وہ آنے والہ ہے تو ہمراہ خود لاویں ورنہ پوری آزمائش اور امتحان اُس کا کرکے اطلاع دیویں +

آزاد خان نوشیروانی سردار خاران نے بذریعہ خط سردار محمد خان کو تحریر کیا کہ ہم نے سنا ہے کہ صاحب بہادر علاقہ قلات میں تشریف لایا ہے اور تصفیہ تنازعات فیمابین خانصاحب اور سرداران براہوی کے ہوگا اور سب کی حقرسی ہوگی اگر مجھ کو طلب کرو تو اینجانب بھی فوراً حاضر ہوگا بشرطیکہ ہماری حقرسی بموجب انصاف کے ہو +

رحمان خان سردار مینگل براہوی بنام سردار ملا محمد خاں تحریر کرتا ہے کہ تم نے اطلاع دی کہ تم لوگ تیار رہو جس وقت ضرورت ہوگی طلب کرونگا سو ہم لوگ تیار ہیں اطلاع دو کہ کب آدیں اور کس قدر لشکر کے ساتھ آدیں اور ہم لوگ آپ کے تابعدار ہیں جو حکم ہوگا بجالاوینگے +

۱۳۔ مئی ۱۸۷۶ء۔ سردار ملا محمد خان ریسانی نے گذارش کیا کہ مظہر بمعہ جملہ سرداران بخدمت حضور حاضر ہوتا تھا لیکن بموجب ورود و تحریر سردار امام بخش خان و جمال خان تمنداران ملتوی رہا اب الہداد خان خسر پورا اپنے کو بھیجتا ہوں مفصل حال بیان کریگا الہداد مذکور نے بیان کیا کہ فوج خانصاحب واسطے روانگی قلات آنے والی ہے شاید لشکر اوپر سرداران سراوان کے آوے جواباً بنام ملا محمد خاں لکھا گیا کہ اب تک جس قدر خط و کتابت خانصاحب سے ہوئی ہے وہ لکھتا ہے کہ میں آنے والا ہوں لیکن اینجانب کو اب تک یقین کامل نہیں ہے۔ اب سردار امام بخش خان و جمال خان کو واسطے پورہ امتحان کے بھیجدیا ہے جبتک پختہ حال معلوم نہیں ہوتا تم کو واجب ہے کہ حفاظت اپنی بخوبی رکھو اور جمع آوری تمن خود کرکے یکجا جمع رہو اگر خانصاحب اپنا لشکر تمہاری طرف روانہ کرے تو بیشک۔

مقابلہ کروا اختیار ہے +

۱۴ مئی ۱۸۷۶ء۔ مالگذار خان رسالدار نے گذارش کیا کہ قافلہ بطرف قندھار بمعہ یک جمعدار وچہل سواران شہر حاجی سے روانہ کیا گیا تھا کہ مرذنک جہان سرداران سراوان بہ وہی جمع ہیں پہنچا دیوے لیکن دوست محمد خاں پسر وقادر ڈنہ خاں برادر سردار الہڈنہ خان نے بمقام ڈاڈر جن کو سرداران نے واسطے لانے قافلہ کے بھیجا تھا ملاقی ہو کر جمعدار اور سواران کو رخصت کر دیا اور رسید سلامت رسی قافلہ کی لکھدی۔ الہداد خان خسر پورہ سردار ملا محمد خان نے کہا کہ بقدر تیراں سو مہار شتران کا قافلہ دشت سے بطرف شال روانہ ہو گیا ہے براں نواب خان رسالدار کو پاس نائب شال واسطے وصولی فیس کے بھیجا گیا +

۱۵ مئی ۱۸۷۶ء۔ سہراب خاں ڈومکی گذارش کرتا ہے کہ ہم نے اپنے چاسوسان طرف مری کے بھیجے تھے ایسا دریافت ہوا کہ مردمان مری نے آپسمیں صلاح کی ہے کہ بموجب تحریر میجر سنڈیمن صاحب بہادر دو ماہ تک بدی بدکاری ملک کچھی میں نہیں کرینگے بعد دو ماہ اگر کچھ بندوبست نوکری وغیرہ ہمارا نہ ہوا تو لاچار نمن مری بڑا امتن ہے روکا نہیں جاویگا اور ایک کس دزد قوم نوتانی نے علاقہ بگٹی میں جاکر چوری کے جو مارا گیا۔ اور کہتران کے لشکر نے تاخت لاکر ولیداد مہندانی مری کو قتل کیا اور کچھ مال گاوی غارت کر کے لے گئے۔ اور مردمان ہدیانی قریب دو سو نفر جمع ہو کر بہ سر مردمان مہندانی مری تاخت لاکر بھورہ مہندانی کو بمعہ ۷ نفر قتل کیا اور کچھ مال مویشی لے گئے +

واضح ہو کہ مردمان کہتران وڈہار یوال وہدیانی کے آپسمیں جنگ ہو گئی ہے۔ کہتران مذکور بعد قتل کرنے چند مردمان ہدیانی کے ہمسایہ میں مہندانی مری سکونت پذیر تھے اس سبب ہدیانی نے مری پر تاخت کی۔ اور نیز بیان جلو مری سے سنا گیا کہ پسر باطل بگٹی تفنگچہ سے از دست خود قتل ہو گیا۔ مسمی گوردت سنگھ مسکونہ علاقہ کوہاٹ کا جو خود بخود حاضر حضور ہوا تھا۔ اور انشتباہاً زیر نگاہ رکھا گیا تھا جو بعد تصدیق حال از کپتان کیوگ نا ری صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر کوہاٹ رہا ہوا۔ بیان کرتا ہے کہ بموجب حکم صاحب ممدوح بعد سیر ملک قابل وقندھار وغیرہ قریب سہ ماہ ہوا کہ قلات میں وارد ہوا تھا بسبب بند ہونے رستہ کے تین ماہ قلات میں رہا بعد ۱۵ روز از قتل ہونے نور دین قلات میں وارد ہوا۔ ایسا مشہور ہے کہ عطا محمد وزیر اور نور دین نے واسطے قتل خانصاحب کے سازش کی ہوئی تھی۔ خانصاحب نے اس

صلاح سے مطلع ہو کر نور دین کو قتل کرا دیا اور عطا محمد زخمی ہوا جو مال اسباب عطا محمد وزیر کا تھا سپاہ ماتحت محسن کمانیر نے غارت کیا۔ سپاہ سے اکثر محسن مذکور نے لے لیا محسن کا ارادہ تھا کہ عطا محمد وزیر کو قتل کرایا جاوے تاکہ کوئی دعوےٰ بابت مال غارت کردہ از جانب خانصاحب یا وزیر کے محسن پر باقی نہ رہے لیکن خانصاحب نے نہ مانا اور یہ جواب دیا کہ بابت حسابات گذشتہ تین لاکھ روپیہ ہمارا بذمہ وزیر کے ہے جب بندوبست ہوگا اس سے روپیہ لونگا۔ محسن کو خوف ہوا کہ خانصاحب ہم سے مال غارت کردہ لیویگا۔ خانصاحب بھی ارادہ واپس لینے مال غارت شدہ از محسن مذکور کرتا تھا لیکن بسبب اس کے کہ کوئی افسر یا فوج نہیں ہے اس سبب سے زیادہ تر ظاہر نہ کرتا تھا۔ ظاہر حال دونو ایک دوسرے سے تلافی کے ساتھ چلتے رہے مگر دل میں مشتبہ تھے۔ فوج ماتحت محسن مذکور قریب چھ سات صد نفر تھے جن میں سے نصف پشنگ کے تھے۔ نصف قندھار وغیرہ کے جو فوج پشنگ کے رہنے والی ہموطن محسن کے تھی وہ محسن کی طرف تھے باقی کا پختہ ارادہ معلوم نہیں تھا یہ حال سپاہیان سے جو بعضے علاقہ پشاور اور ہزارہ کے رہنے والے تھے معلوم ہوا اور پھر دوسرے لوگوں سے ایسا حال سنا۔

۱۰۔ مئی ۱۸۷۶ء۔ منو گرانی جو بمعہ پروانہ کے گزن خان تمنداری مری کے پاس بمراد مدد واسطے بند کرنے بدی بدکاری علاقہ کچھی بھیجا گیا بمعہ رپورٹ غزنخان تمندار کے واپس آیا غزنخان تحریر کرتا ہے کہ بند ہونا بدی بدکاری ملک کچھی بدوں پختہ بندوبست ہمراہ تمن مری کے مشکل ہے لیکن بموجب تحریر حضور کے حتی المقدور کوشش کرونگا کہ سب تمن کو منع کیا گیا ہے۔ منو نے حال دیا کہ تمندار مذکور بند کرنے بدی بدکاری پر مستعد ہے لیکن عرض کرتا ہے کہ تنخواہ وغیرہ کا بندوبست کیا جاوے کہ وہ پھر بولان اور کچھی کا ذمہ اُٹھاویگا۔ اور ایک بھائی اپنا بادرا یا کٹ منڈائی میں تعینات کریگا۔

محرر تمندار مری نے روزنامچہ ماہ اپریل ۱۸۷۶ء بابت علاقہ و تمن مری کا ارسال کیا اخبارات ذیل لایق اندراج پائے گئے۔ ۱۱ ماہ اپریل ۱۸۷۶ء۔ لشکر بگٹی بسر براہی فتح خان نو تہانی تعدادی ۹۰ نفر واسطے غارتی افغانان زرکہان کھولو پر گیا تھا مگر افغان مذکور کو پیشتر اطلاع ہوگئی اس سبب کچھ مال مویشی ہاتھ نہ آیا لیکن اُن کی زراعت کا نقصان کیا اور بضرب بندوق چار نفر از طرف بگٹی قتل ہوئی۔ ۲۵۔ اپریل ۱۸۷۶ء للوعے بار پشم

قیمتی ال مال ۔ ۔ ہندوان نے کہان سے بمراد فروخت روجہاں میں ارسال کیئے ۔ ۲۰ اپریل ۱۸۷۶ء اقوام کاکڑ افغان نے دو نفر اقوام پوادہی مری قتل کیئے ۔ نواب خان رسالدار حاضر ہوا رپورٹ اور سیاہ از طرف نائب شال لایا واضح ہو کہ کل قافلہ شتران مرکب خرمہ تھا جس کا سنگ و بدرقی مبلغ سما ۱۶۲ ؎ ہوا از انجملہ مبلغ ؎ عوض بدرقی الہڈنہ نے سوداگران سے وصول کر لیا کہ نائب نے سوداگران کو مجرا دیکر مبلغ سما ۱۶۲ ؎ وصول کے جو نواب خان ہمراہ لایا اور نواب خان بیان کرتا ہے کہ ہماری جانے سے پہلے قافلہ گذر کیا تھا +

۷ امئی ۱۸۷۶ء ۔ خانصاحب نے بذریعہ مراسلہ تحریر کیا کہ اگرچہ جو میرا انشاء ہے سابق بذریعہ عرائضات موسومہ سرکار گذارش کر چکا ہوں لیکن خواہش آپ کی جہت ہماری ملاقات کی ہے پس ہم بھی خوش ہیں الآیکم ربیع الثانی ۱۲۹۳ء مطابق ۲۵ مئی ۱۸۷۶ء مستونگ میں تشریف لاکر ملاقات کرونگا ۔ جواباً تحریر ہوا کہ اپنی بہت دور اندیشی کیا کہ واسطے ملاقات اینجانب ارادہ مصمم کیا بدوں ملاقات درباب فیصلہ تنازعات و امن ملک کیا صلاح ہو سکتی تھی نیز امام بخش خان و جمال خاں تمنداران کو تحریر ہوا کہ تا تشریف آوری خانصاحب وہاں رہیں اور ہمراہ خانصاحب کے آویں +

۱۰ امئی ۱۸۷۶ء ۔ از تحریر مالگذر خان رسالدار واضح ہو کہ لشکر خانصاحب براہ موڑہ کے کچھی سے بطرف قلات روانہ ہوا ہے ۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مردمان جہالاوان نے براہ درہ موڑہ کے جمع آوری کی ہوئی ہے بر اں بنام امام بخش خان و جمال خان تمنداران تحریر ہوا کہ از خود خانصاحب کے ساتھ صلاح کریں اگر خانصاحب چاہے تو مردمان جہالاوان کو لشکر وغیرہ سے منع کریں کیونکہ اب جو خانصاحب نے ارادہ تشریف آوری اس طرف کا کیا ہے تو مناسب ہے کہ کچھ فساد نہ ہو ۔ ملا پیر جاں نے حاضر ہو کر گذارش کی کہ تحریر ملا عبدالعزیز نائب بھاگ سے واضح ہوا کہ لشکر خانصاحب براہ موڑہ کے روانہ ہوا ہے اور یہ بھی گذارش کیا کہ مردمان سراوان بروہی جمع آوری لشکر خود کر رہے ہیں نیز مردمان جہالاوان بھی یکجا جمع آوری کر کے زہری میں بیٹھے ہوئے ہیں اب خانصاحب کا ارادہ تشریف آوری مستونگ کا ہے مردمان بروہی کو ہدایت کی جاوے کہ جمع آوری بند کریں ۔ بر اں بنام امام بخش خان و جمال خاں تمنداران تحریر ہوا کہ اگر خانصاحب اطمینان دیویگے کہ ملازمان خانصاحب سے کچھ نقصان بحق مردمان بروہی نہ پہنچیگا تو اینجانب بروہیاں سراوان او

جہالاوان کو اطلاع دیوینگے کہ وہ جمع آوری موقوف کر کے بیخوف رہینگے کیونکہ یہ جمع آوری اُن کے بلحاظ اس کے ہے کہ شائد لشکر خانصاحب اون پر تاخت لاوے ملا پیر جان نائب نے رپورٹ کی کہ للعہ مہار شتران پر بار اسباب کچھی سے یہاں براہ بولان معرفت مردمان بروہی پہنچ گئے ہیں کہ سنگ بدرقی مار ۳ سے معرفت جانشین مستونگ وصول کر کے پیش کئے جاتے ہیں اور مبلغ ص سے سوداگران سے بحساب بدرقی علے الحساب دوست محمد پسر الہڈنہ کُردنی نے لئے اور باقی کچھ قافلہ طرف شال کے گیا ہے نائب شال کو اطلاع دی گئی ہے کہ حسب دستور حق سنگ و بدرقی وصول کر کے حضور میں ارسال کریگا +

۱۹ رمئی ۱۸۷۶ء۔ سردار محمد سید خان سردار محمد شاہی حاضر ہو کر مشرف سلام ہوا عندالاستفسار حال بیان کیا کہ ہم بمعہ تمن خود نیری میں متوقف تھا ہمارا سب تمن اوپر پہنچگیا ہے اور سب بروہی کچھی سے خراسان چلے آئے صرف ایک پہلی باقی تھی وہ بھی کل تک آجاوینگی اور ہم بموجب طلبداشت سردار ملا محمد خان مرو میں جاتے ہیں کہ سردار سب لشکر اپنے کو جمع کر رہا ہے +

۲۰ مئی ۱۸۷۶ء۔ سردار ملا محمد خان نے ایک عرضی منجانب گہنور خان وغیرہ سرداران جہالاوان موسومہ اینجانب اور خطوطات از جانب سرداران موصوف و عطا محمد وزیر موسومہ اینجانب معہ ایک خط خانصاحب موسومہ ناز بی بی و موسیٰ خاں بھیجدی۔ تحریر سرداران جہالاوان سے پایا جاتا ہے کہ وہ لوگ تصفیہ تنازعات خانصاحب پر مستعد ہیں لیکن تحریر کرتے ہیں کہ جام عالیجان و ابراہیم خان اس وقت موجود نہیں تھے وہ عنقریب زہری میں آنے والے ہیں پختہ صلاح کر کے مفصل حال اپنا گذارش کرینگے۔ اور خط موسومہ ملا محمد میں تحریر کرتے ہیں کہ اگر فوج خانصاحب کی اس رستہ آئے تو ہم لوگ مقابلہ کرنے سے نہیں رُک سکینگے کیونکہ ایک تو خانصاحب پر اعتبار نہیں ہے شاید ہم لوگوں پر تاخت کرے چنانچہ تحریر خانصاحب سے جو موسومہ ناز بی بی اور موسےٰ خان کی تھی۔ واضح ہوگا۔ دوسرا امر دمان جہالاوان نسبت قتل نور دین نہایت سوختہ دل ہو رہے ہیں اگر فوج آئی تو ہمارے روکنے سے نہیں رُک سکینگے مناسب ہے جب تک پختہ بندوبست نہ ہو فوج مذکور کچھی میں رہے۔ تحریر خانصاحب سے جو موسومہ موسےٰ خان و مسماۃ ناز بی بی کے تھی ایسا پایا جاتا ہے کہ خانصاحب کا ارادہ ہے کہ حبب ملا عبد اللطیف نائب و فقیر محمد کمانیر معہ افواج موجودہ میں آوینگے بندوبست

پائمالی گوہر خاں وغیرہ مردمان جہالاوان کے کرینگے +

۲۱ مئی ۱۸۷۶ء - امام بخش خاں وجمال خان بدرجواب مراسلہ اینجانب مجریہ ۱۸ ماہ حال تحریر کرتے ہیں کہ خانصاحب سے دربارہ نہ ہونے فساد مردمان جہالاوان ولشکر کے صلاح کیا گیا خانصاحب کہتا ہے کہ جب سے میجر سنڈیمن صاحب بہادر بہاگ تشریف فرما ہوئے چند بار بنام نائبان وکمانیر تحریر ہوا ہے - کہ مردمان بروہی کو نقصان نہ پہنچاویں اگر مردمان بروہی مقابلہ کرنے کے واسطے جمع ہوں تو مقابلہ کرو مردمان جہالاوان اب بدی بدکاری ملک کے کرتے ہیں اس باعث حضور اینجانب نے تیاری میں چند روز توقف کیا اور لشکر کچھی سے واسطے حفاظت ملک کے طلب کیا گیا ہے - لشکر ہمارا خود بخود ساتھ مردمان بروہی فساد نہ کریگا اگر سرکار بروہی کو واسطے نہ کرنے بدی بدکاری اور تکرار فساد کے ممانعت کرے تو اینجانب اس بندوبست میں خوش ہونگے - سرداران موصوف لکھتے ہیں کہ بنام سرداران جہالاوان واسطے ممانعت تکرار فساد کے احکامات جاری کئے جاویں +

۲۲ مئی - امام بخش خان وجمال خان تمنداران نے تحریر کیا - کہ عند الملاقات خانصاحب واضح ہوا کہ لشکر پہلے براہ موڑہ آنے والا تھا - لیکن اب خبر ہوئی ہے براہ سکھیجی آویگا مردمان بروہی دوزان میں جمع ہیں - اگر مردمان بروہی نے تکرار نہ کیا تو لشکر کچھ فساد نہیں کریگا لیکن اگر بروہی فساد کرینگے تو لشکر بھی فساد کریگا مردمان سراوان کو واسطے حفاظت اپنی اور نہ کرنے کچھ تکرار کے اطلاع دیجاوے - براں ملا یعقوب معتبر سردار سراوان کو منشاء عرضی سے مطلع کیا گیا - نیز گذارش کرتے ہیں کہ خانصاحب نے معتبران ہمارے طلب کئے تھے اور اُن کو فرمایا کہ مقام پندران اور رینچاری سے خبر آئی ہے کہ گنور خان وزیر عطا محمد خاں لشکر اپنا از قوم جہالاوان اور زہری جمع کرکے واسطے کرنے مقابلہ ہمراہ لشکر حضور اینجانب برستہ درہ موڑہ روانہ ہوئے ہیں - اس لئے خانصاحب بھی قریب چارصد سپاہی واسطے مدد لشکر کے اس جگہ سے روانہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں حضور گنور خان وعطا محمد خان کو مطلع فرماویں کہ ہمراہ لشکر تکرار نہ کریں اور عند الملاقات خانصاحب سے کہینگے کہ اپنے لشکر کو بھی ممانعت کریگا اور بلکہ اگر خانصاحب نے چاہا تو خطوطات بنام سرداران واسطے عدم مزاحمت ہمراہ لشکر کے جاری کرینگے - خانصاحب نے مراسلہ خود مورخہ ۲۰ مئی ۱۸۷۶ء میں تحریر کیا کہ اینجانب بموجب تحریر اپنی کے یکم جمادی الاول ۱۲۹۳ء کو روانہ ہونگے

مراسلہ بنام امام بخش خان وجمال خان تمنداران تحریر ہوا کہ جب تک خانصاحب بذریعہ مراسلہ تحریری کے اینجانب کو اطمینان نہ دیویں کہ وہ فیصلہ کرنے پر بموجب رسم قدیمانہ قائم ہے اور کچھ نقصان مردمان بروہی کا نہ کرینگے تب تک ہم کس طرح مردمان بروہی کو اپنی ذمہ واری پر جمع آوری سے ممانعت کر سکتے ہیں - اگر خانصاحب ایسا لکھینگے اینجانب اُن کو فوراً ممانعت کر دینگے اور دونو طرف سے ذمہ وار ہونگے - ورنہ خانصاحب جب تک ملاقات نہیں کرتے آنا لشکر کا ملتوی کریں جہاں ہے وہاں رہے اگر ان دونو میں سے ایک بھی نہیں کرینگے تو پھر اگر کچھ تکرار ہوا تو اینجانب ذمہ وار نہیں ہے +

۲۳ - مئی ۱۸۷۶ء - مالگذار خان رسالدار گذارش کرتا ہے دو نفر مری نے شہر کرک میں آکر ایک راس بز بوقت شب چوری کیا مردمان کرک کو خبر ہوگئی ایک نفر کو ماخوذ کر کے قتل کیا ثانی فرار ہوگیا +

۲۴ مئی ۱۸۷۶ء - سردار ملا محمد خان نے بذریعہ مراسلہ الہداد خان کو بھیجدیا اور لکھا کہ زبانی حال الہداد خان گذارش کریگا - الہداد خاں نے بیان کیا کہ سردار باستماع خبر آمد لشکر خانصاحب کے بسبب خوف خود جمع آوری کر کے مرو میں متمکن ہے اور سرداران جہالاوان بھی درہ موڑہ میں جمع ہیں کیونکہ خانصاحب پر بدوں ذمہ واری سرکار کے اعتبار نہیں ہو سکتا - جاسوسان درہ جات پر بیٹھائے ہوئے تھے جاسوسان مذکور کو چند کاغذات جو از طرف لشکر بجانب خانصاحب جانے والے تھے مل گئے منجملہ اون کے ایک کاغذ از طرف رضا محمد رند کے ہے جو بنام خانصاحب تحریر کرتا ہے کہ جاسوسان جو ہم نے جیکب آباد میں بھیجے تھے اُن سے معلوم ہوا ہے کہ میجر سنڈیمن صاحب سوائے صلاحیت وانجام کے اور کچھ اختیار جنگ یا خرخشہ کا نہیں ہے - اور ایک پروانہ تحریر خانصاحب بنام ملا فتح محمد سوداگر کے تھا جو سوداگر مذکور براہ درہ بولان پیشتر روانہ ہوگیا تھا وہ بھی واپس جاتا تھا اس میں خانصاحب نے تحریر کیا کہ فوج کو حکم جنگ کرنے ہمراہ نمک حرام بروہی کے ہے جو زہری اور موڑہ میں جمع ہے +

۲۵ مئی ۱۸۷۶ء امام بخش خان وجمال خان بذریعہ رپورٹ ۲۴ مئی ۱۸۷۶ء بدرجواب پروانہ ۲۲ مئی ۱۸۷۶ء تحریر کرتے ہیں کہ اگرچہ موقعہ مناسب واسطے پیش کرنے اصل پروانہ کے نہیں ملا لیکن زبانی موجب منشاء پروانہ خانصاحب کو تمام حال بیان کیا گیا - اُسی اثناء میں

ایک قاصد مرسلہ کمانیر خانصاحب مقام سنی وشوران سے آیا واضح ہوا کہ اب تک لشکر خانصاحب بباعث عدم موجودگی باربرداری کے گنداوہ سے روانہ نہیں ہوا خانصاحب نے فرمایا کہ اب لشکر اندر عرصہ دو ہفتہ کے پہلے نہیں پہنچ سکتا اب ہمارا خیال تیاری کا ہے چنانچہ ۲۸ تاریخ کوچ ہوکر ۲۹ کو مشنگچر اور ۳۰ امان اللہ میں مقام ہوگا حضور کپتان ویلی صاحب اور ڈاکٹر ڈیوک صاحب کو واسطے استقبال منگوچر میں بھیجدیویں اور بذات خود امان اللہ تشریف لاکر ملاقات کریں۔ بران جواباً لکھا گیا کہ کپتان شپٹ صاحب اور ڈاکٹر ڈیوک صاحب ۲۹ تاریخ کو منگوچر میں تشریف لاکر ملاقات کرینگے اور اینجانب ستہ میں معہ افسر رسالہ ملاقات کریگا اور ہر طرح عزت داری و تعظیم خانصاحب کی جاویگی خاطر جمع رکھیں اور خانصاحب کو تسکین دیویں۔ شیر زمان خان باروزئی گذارش کرتا ہے کہ اقوام افغاناں کا کثر جمع آوری لشکر اوپر مردمان مری و افغاناں ونیچے تاخت لائے سہ نفر مردمان مری و دو نیچے کو قتل کرکے کچھ مال بھی غارت کرکے لے گئے بعدازاں مردمان مری و ونیچے افغانان نے جمع ہوکر لڑائی کی مردمان کا کثر فرار ہوگئے تیس نفر از جانب کا کثر قتل ہوئے اور مردمان مری مال غارت خود واپس کرلائے اور جلب مری کوہستان مری سے اتفاقیہ آیا عند الدریافت حال ایسا بیان کیا کہ غزنخان تمندار نے ہر جگہ بطرف مردمان تمن خود اطلاع بھیجی ہے کہ بدی بدکاری ملک سے ہاتھ باز رکھیں ورنہ اگر کسی مری نے کوئی بدی بدکاری کی تو ہم اُس کو باندھ کر بخدمت سرکار انگریزی بھیجدیونگے +

۲۷ مئی ۱۸۷۶ء۔ سردار ملا محمد خان وغیرہ سراوان سرداران سروہی تحریر کرتے ہیں کہ لشکر خانصاحب کچھی سے بطرف قلات براہ موڑہ آنے والا ہے اور خانصاحب نے حکم دیا ہے کہ ہمراہ مردمان جہالاوان جنگ کرے پس جہالاوان اور ہم سراوان بکصلاح و یک وجود ہیں اگر ان کی خرابی ہوئی تو ہماری خرابی ہے ہم لوگ چاہتے ہیں کہ اگر لشکر خانصاحب جہالاوان پر آیا تو ہم سراوان بھی جہالاوان کے پاس جاوینگے اور شامل ہوکر مقدمہ کرینگے۔ جواباً لکھا گیا کہ اب تک اینجانب کو خانصاحب سے کافی تسکین نہیں ملا اس سبب اینجانب ممانعت نہیں کرسکتے لیکن ہماری دانست میں زیادہ فساد برپا ہونا اچھا نہیں کہ فیصلہ مقدمہ میں مشکل واقعہ ہوگی ہاں اگر خانصاحب لشکر واسطے حملہ کرنے اوپر جہالاوان کے روانہ کرے تو پھر تم لوگوں کی مرضی ہے کہ یک صلاح ہوکر مقابلہ کرو یا جو مناسب ہو لیکن خیال رکھو کہ غربا لوگوں کو کچھ ایذا نہ

پہنچے اور تنازعہ میں شکل واقع نہ ہو۔
سردار ملا محمد خاں گذارش کرتا ہے کہ فیض محمد نائب ڈاڈر مع تھوڑی فوج کے براہ درہ بولان طرف مستونگ کے آتا ہے ہم اپنے دشمن کے ساتھ رستہ بند کر کے اُس کے ساتھ لڑائی کرینگے۔ جواباً لکھا گیا کہ فیض محمد نائب نے تمہاری دشمن کے آتے ہیں اور عیال و اطفال کے آنے میں کچھ مزاحمت نہیں کی پس واجب ہے کہ تم بھی کچھ مزاحمت نہ کرو۔ جب فیض محمد خان آویگا ہم اُس کو برائے آئندہ فہمائیش کرینگے۔
۲۷ مئی ۱۸۷۶ء۔ پیر جان نائب نے رپورٹ کی کہ مردمان بروہی دینے بیگار گھاس اور لکڑی مقررہ سے انکار کرتے ہیں۔ اب خانصاحب آنے والا ہے گھاس لکڑی وغیرہ جمع کرتا ہے اُن کو فہمائیش کی جاوے براں بذریعہ میرزنگی معتبر سردار ملا محمد خان مردمان بروہی شاہوانی اور محمد شاہی وغیرہ مسکونہ گرد نواح مستونگ کو طلب کیا گیا دریافت ہوا وہ لوگ بیان طراز ہوئے کہ قدیم الایام سے ہم بروہی لوگوں پر کچھ بیگار گھاس لکڑی کی نہیں ہفت پشت سے یہ رواج چلا آتا ہے۔ پیر جان نے قبول کیا کہ جو زمینات مردمان بروہی کو قدیم سے معاف ہیں اُن پر نہ کچھ محصول نہ کچھ بیگار گھاس لکڑی لی جاتی ہے مگر جو زمینات مردمان بروہی نے پیچھے سے زر خرید کی ہیں اُن کی بابت بیگار گھاس لکڑی کے دینی چاہیئے بروہیان نے کہا کہ اگرچہ ہم لوگ پیشتر ایسے زمینات پر بھی نہیں دیتے تھے مگر اب حسب الحکم حضور دیوینگے۔ لیکن اُن زمینات پر جو بیگار گھاس لکڑی کے پیشتر بعملداری خانصاحب مرحوم مقرر تھا بموجب اس کے لیویں زیادہ طلب نہ کریں فریقین کو فہمائیش کی گئی کہ بالفعل تا فیصلہ کامل مدد گھاس لکڑی واسطے آمدرفت خانصاحب کے دلویں چنانچہ منو گرانی کو ہمراہ جانشین ڈاڈر دیا گیا۔
سردار امام بخش خان و جمال خان تمنداران بذریعہ عرضی مورخہ ۲۶ مئی ۱۸۷۶ء گذارش کرتے ہیں کہ بموجب منشاء خانصاحب والی قلات خطوطات بنام گہور خاں زہری و عطا محمد خاں وزیر بجہت عدم مزاحمت ہمراہ لشکر خانصاحب جو کچھی سے اس طرف آنے والا ہے تحریر کیے گئے تھے جواب اُن کا واپس آیا کہ واسطے ملاحظہ کے ارسال ہے۔ اور خانصاحب نے آج سیاہ و خیمہ وغیرہ واسطے تیاری کے قلات سے باہر نکالا ہے آج کی تاریخ یعنی ۲۸ تاریخ اس جگہ سے کوچ ہوگا۔ آج داؤد خاں کا رسپانڈنٹ قندھار واسطے مشرف سلام حضور اینجانب یعنی سنڈیمن صاحب حاضر آیا سب خبریت ملک کے بیان کیے اور کہا کہ امیر صاحب

سے اجازت پہنچ گئی تھی اور فتح خان حاکم نے دو سواران ہمراہ دئے تھے یہاں حاضر ہوا ہوں اور سلامت رسی قافلہ جات سوداگران سے لوگ بہت خوش ہیں۔

خطوط از جانب سردار گہور خاں وغیرہ سرداران جہالاوان و عطا محمد خاں وزیر موسومہ سردار امام بخش خان و جمال خان تمنداران بدیں مضمون کہ آپنے جو واسطے عادم مزاحمت ہمراہ فوج خانصاحب بہادر جو کچھی سے طرف قلات آنے والا ہے لکھا ہے سو ہم لوگوں نے ایک کاغذ مہری خانصاحب کا جو موسومہ بعضے اشخاص مسکونہ زہری کے تھا پکڑا اُس کے مضمون سے پایا جاتا تھا کہ خانصاحب نے فوج مذکور کو حکم دیا ہے کہ فوج مذکور زہری میں پہنچ کر ہم لوگوں بروہیوں کو پائمال کرے چنانچہ کاغذ مذکور بخدمت صاحب بہادر بھیجدیا ہے پس جب خانصاحب ایسا تحریر کرتا ہے پس کس طرح اعتبار ہو سکتا ہے۔ اگر صاحب بہادر اور آپ کا مطلب ہے کہ آرام ملک کا ہو تو فوج خانصاحب جس جگہ موجود ہے تا فیصلہ مقدمہ وہاں رہے پیچھے اگر کوئی جہالاوان فوج کے ساتھ یا ملک خانصاحب کے ساتھ خود بخود دست اندازی کرے تو ملامت اُس پر ہوگی جب کہ خانصاحب خود فوج کو واسطے مقدمہ اور فساد کے طلب کرتا ہے پس ہم لوگ لاچار ہیں جب سے صاحب بہادر بذریعہ پروانہ سراوان اور جہالاوان کو واسطے بدی بدکاری ملک کے ممانعت کی ہے تب سے بکلم بدی بدکاری سے دست باز رکھا ہے

مالگذار خان رسالدار نے بذریعہ عرضی گذارش کیا کہ قافلہ جات سوداگران شہر حاجی میں میرے پاس پہنچ گئے ہیں میں نے بموجب حکم حضور کے سرداران سراوان کے پاس اطلاع بھیجدی ہے۔ اتنے میں دوست محمد خاں پسر الہڈنہ خاں کورد نے اطلاع دی کہ منظر معہ دو نفر مری اور چند نفر مردمان بروہی اوپر کوہ واقعہ رستہ شہر حاجی ڈاڈر موجود ہے اب قافلہ کو روانہ کر دیں پس میں نے بمعہ پنجاہ سواران و ایک جمعدار قافلہ مذکور کو روانہ کر دیا ہے۔ براں نواب خان کو بمعہ پروانہ پاس نائب شال بھیجا گیا کہ فیس معمولی حسب دستور وصول کر کے لا دینگے +

۲۰ مئی ۱۸۷۶ء۔ مالگذار خاں گذارش کرتا ہے کہ بورود خط محمد خان خجک واضح ہوا کہ مردمان مری لشکر جمع کر رہے ہیں معلوم نہیں کہاں جائینگے۔ براں سُہراب خاں ڈومکی وغیرہ لوگوں کو مطلع کیا گیا +

مالگذارخان کو جواباً لکھا گیا۔ کہ ایندہ جب ایسی خبر پہنچے اول بذریعہ سواران خود محقق کرا کے
پیچھے دیگر سرداران و نائبان کو اطلاع دیجاوے کیونکہ اگر ایسے اخبارات جھوٹ نکلیں تو
بے فائدہ سرحدات پر ہراس ہوتا ہے اور شرمساری ہوتی ہے +
۲۹ و ۳۰ مئی ۱۸۷۶ء امام بخش خان و جمال خان تحریر کرتے ہیں کہ خانصاحب موجب عذ
۲۸ مئی ۱۸۷۶ء گرانی میں خیمہ زن ہوئی۔ کل ۲۹ ماہ مئی ۱۸۷۶ء تک منگچر میں تشریف
لاوینگے۔ نیز گذارش کرتے ہیں کہ خانصاحب منگچر میں رونق افروز ہوگئے کپتان شپٹ
صاحب بہادر اور ڈاکٹر صاحب نے خانصاحب سے ملاقات کی ہے۔ کل خانصاحب
امان اللہ میں جو قریب چار یا پانچ میل مستونگ سے ہے رونق افروز ہونگے۔ ڈاکٹر صاحب
بہادر نے نیز چٹھی میں حال اس طرح لکھا +
جلو مری دفعدار نے جو واسطے پہنچانے گلہ شتران وغیرہ اسباب بطرف ڈاڈر بھیجا گیا
تھا۔ واپس آکر اطلاع دے کہ واپسی کے وقت ہمراہ قافلہ جات کے رہا ہوں بڑا قافلہ
تھا قافلہ کلی سلامت دشت سے گذر کر کے شالکوٹ کو چلا گیا۔ مری لوگ فرمانبرداری سرکار
میں بالکل ثابت قدم ہیں۔ مہراللہ خاں برادر تمندار مری کا خود کٹ منڈائی میں واسطے
فہمائش مری کے آکر ٹھہرا ہے لیکن تمندار مذکور چاہتا ہے کہ اس کے ساتھ برائے حفاظت
درہ بولان و کچھی آیندہ کے واسطے پختہ بندوبست کیا جاوے۔ الہداد و میر ذنگی معتبران
ملا محمد خان نے رپورٹ کیا کہ مراد خاں جانشین نے ہمراہ قطب خان و نور محمد بروہی کے
ناحق تکرار کیا اور ایک کس بروہی زخمی ہوا۔ پیرجان نائب نے رپورٹ کی کہ مردمان
بروہی نے ہمراہ ملازمان خانصاحب تکرار کیا ایک سپاہی زخمی ہوا حضور انصاف کریں
تاکہ زیادتی فساد کے نہ ہو۔ براں نواب خان رسالدار کو واسطے دریافت حال بھیجا گیا۔
نواب خاں بعد دریافت حال موقعہ واپس آیا اور بیان کیا کہ اصل حال تکرار کا یہ ہے
کہ قطب و نور محمد پاس جانشین گئے جو ایک باغیچہ زمیندار میں سکونت رکھتے تھے جانشین
نے کہا کہ تم لوگ خانصاحب سے برخلاف ہو۔ ہمارے پاس مت آؤ شاید خانصاحب رنج
ہو قطب اٹھ کھڑا ہوا نور محمد نے اٹھ جانے سے انکار کیا جانشین نے سپاہی کو حکم دیا کہ اٹھا
دیوے اتنے میں نور محمد نے سپاہی سے تلوار چھین کر سپاہی کو زخمی کیا۔ نور محمد کو اس
حال سے اقبال ہے پس پایا گیا کہ قصور بروہیاں کا ہے براں دو نوکسان کو زیر حراست

رکھا گیا اور برائے آیندہ ملا محمد خان کو فہمایش ہوئی ٭

۳۱ مئی ۱۸۷۶ء۔ صبح خبر ملی کہ خانصاحب طلوع آفتاب کے وقت امان اللہ سے روانہ ہوگا میجر سنڈمین صاحب بہادر نے معہ یک دستہ سواران سندھ ہارس اور کپتان ہمفری صاحب و کپتان رینلڈل صاحب بفاصلہ قریب دو میل آگے جاکر ملاقات کی۔ خانصاحب گھوڑے سے اُترا اور میجر سنڈمین صاحب بہادر بھی گھوڑے سے اُترے ایک دوسرے سے ہاتھ ملاکر ملاقات کی پھر سوار ہوکر چلے آئے رستہ میں مزاج پرسی وغیرہ بات چیت بابت تفریح طبع ہوتی رہی خانصاحب کے ساتھ کل قریب تین سو پیادہ و سوار تھے اور لوگ و سوار وغیرہ کچھ یہاں سے نائب لوگوں نے بھیجدے تاکہ شان و شوکت معلوم ہو۔ خانصاحب داخل میری واقعہ شہر مستونگ کے ہوا صاحبان بہادر الی میری ہمراہ گئے پھر شام کو میجر سنڈمین صاحب بہادر نے معہ چار یا پنج صاحبان فوج میری میں جاکر خانصاحب کے ساتھ ملاقات کی ٭

یکم جون ۱۸۷۶ء چار بجے کے واسطے دربار مقرر ہوا میجر سنڈمین صاحب بہادر کے شامیانہ میں جگہ دربار سجائی گئی جس میں علاوہ میجر سنڈمین صاحب کے للوعے نفر صاحبان داخل تھے۔ سرداران فوج پنجاب و سندھ بھی داخل تھے اور پچاس جوان سکھ پلٹن کا صف بستہ گارد دربار کا مقرر تھا۔ فرش فروش وغیرہ ہر طرح اچھا بندوبست تھا۔ جب خانصاحب تشریف لائے ڈاکٹر ڈیوک صاحب بہادر موقع سواری تک خانصاحب کا استقبال کرکے ہمدست ہوئے۔ گارد نے سلامی ادا کی میجر سنڈمین صاحب بہادر نے لب فرش تک استقبال کیا خانصاحب دائیں طرف صدر کرسی پہ اور میجر سنڈمین صاحب اُس کے بائیں طرف زیب کرسی ہوئے دیگر صاحبان انگریز کرسیوں پر اور ملکی ارباب جلسہ ملازمان سرکار انگریزی اور ملازمان خانصاحب والی قلات فرش پر بیٹھے۔ علاوہ اہالیان فوج جنگی جمال خان تمندار لغاریان و داؤد خاں رسالدار کار سپانڈنٹ قندھار درمیان تھے۔ بعض ملازمان و سرداران خانصاحب بھی حاضر تھے۔ اصل میں کوئی سردار نہیں تھا لیکن صرف نام کے واسطے خانصاحب چند لوگوں کو لایا جن کو سردار کا نام دیتا تھا۔ خانصاحب جب دربار میں بیٹھا تھا وہ کچھ خوف زدہ معلوم ہوتا تھا۔ چہرہ اوداس تھا جب جلسہ آراستہ ہوا میجر سنڈمین صاحب بہادر نے ایک

اسپیچ کی۔ جس کا مضمون یہ ہے:۔ کہ اے خانصاحب والی قلات و اہالیان جلسہ۔ واضح ہو کہ آجکل بعض لوگوں نے خانصاحب والی قلات کی نسبت یہ مشہور کیا کہ وہ سرکار عالیہ انگلشیہ کا فرمان نہیں مانتا اور عدول حکمی کرتا ہے۔ لیکن اینجانب اسبات پر متفق نہیں ہے۔ خانصاحب بموجب طلبداشت ہمارے واسطے ملاقات کے ہمارے کیمپ میں موجود ہیں چاہتے ہیں کہ اسبات کی تصدیق جملہ صاحبان جلسہ کے روبرو کی جاوے۔ کیوں خانصاحب آپ اس بات پر کیا خیال کرتے ہیں۔ خانصاحب نے جواب دیا کہ سرکار انگریزی ہمارا بادشاہ ہے ہم نے کبھی اُس کی عدول حکمی اور نافرمانی نہیں کی نہ اب کرنا چاہتا ہوں جن لوگوں نے ایسی بات مشہور کی ہے وہ ہمارے خیرخواہ نہیں بلکہ بدخواہ ہیں۔ اور میجر سنڈمین صاحب بہادر نے کہا کہ حکومت اتفاق اور ہم صلاحی سے ہوتی ہے اگرچہ زور اچھا ہے لیکن جب تک صلح سے کام چلے اور اشد ضرورت نہ ہو زور لگانے کی ضرورت نہیں ہے اور حاکم کا فرض ہے کہ اوروں کے حقوق جو متعلق اپنے امورات کے ہوں اُن کو بھی مدنظر رکھے اور نیک صلاح اور دانائی سے کام چلانا چاہیئے صرف جنگ جدل سے کبھی کام نہیں چل سکتا۔ بعد اس کے جلسہ برخواست ہوا +

۲ جون سنہ ۱۸۷۶ء۔ بوقت تین چار بجے شام میجر سنڈمین صاحب بہادر معہ سردار امام بخش خاں و جمال خاں تمنداران پاس خانصاحب گئے از جانب خانصاحب محمد خان و مستوفی فقیر محمد و عبداللہ خاں حاضر تھے۔ اول خانصاحب نے یہ سوال کیا کہ سرکار عالیہ انگلشیہ ہم کو مدد فوج واسطے سزائے مردمان بروہی کے دیوینگے یا نہیں اُس پر صاحب ممدوح نے جواب دیا کہ کسی صورت میں نہیں دیوینگی بعد اس کے خانصاحب نے کہا کہ اس حالت میں ہم کس طرح صلح کرینگے۔ اب ہمارا معاملہ سپرد خود صاحب بہادر کے ہے جو مناسب ہے فیصلہ فرماویں بموجب اس کے عمل کرونگا لیکن جو واجب العرض ہمارے ہیں اُن کی فہرست پیش کرونگا سردار امام بخش خاں و جمال خاں از جانب سرداران بروہی معہ دو معتبران جو خانصاحب از جانب خود مقرر کئے واسطے تصفیہ تنازعات مقرر کئے گئے +

۳ جون سنہ ۱۸۷۶ء۔ بسبب بیمار ہونے سردار امام بخش خان تمندار مزاریان کچھ گفتگو درباب فیصلہ مقدمہ کے نہ ہوئے۔

۴ جون سنہ ۱۸۷۶ء۔ معلوم ہوا کہ فوج خانصاحب کچھی سے براہ درہ موڑہ آنے والی ہے اور

مردمان جہالاوان بروہی نیز رستہ میں جمع ہیں خانصاحب کو کہا گیا کہ اگر خانصاحب اب ارادہ صلح کا ہے تو مناسب ہے کہ اپنی فوج کو روکے تا کہ کچھ تنازعہ و لڑائی نہ ہونے پاوے۔ خانصاحب نے منظور کیا اور حکمنامہ بنام افسران فوج خود تحریر کیا کہ جس جگہ یہ حکمنامہ اُن کو پہنچ جاوے وہاں توقف کریں اور کچھ نقصان نہ کریں۔ بنام سرداران جہالاوان کے بھی میجر سنڈیمن صاحب بہادر مراسلہ تحریر کیا کہ وہ لوگ کچھ بھی پیشدستی لڑائی کرنے میں ہمراہ فوج خانصاحب کے نہ کریں کیونکہ خانصاحب نے فیصلہ منظور کر لیا ہے اور اپنی فوج کو واسطے روکنے کے حکم دیا ہے۔ یہ کاغذات معہ دو سواران پولیس اور دو سواران بروہی اور دو سواران خانصاحب والی قلات بھیجے گئے اور فہمایش ہوئی کہ یہ لوگ درمیان فوج اور بروہی لوگوں کے توقف کریں تا کہ کچھ تنازعہ فیما بین فوج اور مردمان بروہی کے نہ ہونے پاوے +

۵ جون ۱۸۷۶ء۔ سردار امام بخش خان۔ و جمال خان و نواب خان و عبداللہ خاں مستوفی فقیر محمد نے بطور جرگہ آپسمیں بیٹھ کر درباب شرائط انجام فیما بین خانصاحب والی قلات اور مردمان بروہی صلاح و مشورہ کیا اور واسطے مضبوط رہنے انجام آیندہ کے چند امورات تحریر کیئے اور خانصاحب کو اُس سے آگاہ کیا جس کو خانصاحب نے بشوق دل قبول کیا اور کہا کہ کل بوقت ملاقات جملہ امورات اور شرائط صلح کے فہرست مرتب کر کے بالمشافہ خود بخدمت میجر سنڈیمن صاحب بہادر دونگا +

شیر زماں خان باروزئی تحریر کرتا ہے کہ کچھ جانوران مردمان گرانی بروہی کے بیچ زراعت پنبہ مردمان بنی باروزئی جاکر نقصان کرتے تھے اسی سبب فیما بین دونو پہلی کے تکرار شروع ہو گیا۔ باستماع اینحال اینجانب درمیان اُن کے واسطے رفع تکرار کے چلا گیا اتفاقاً منجانب مردمان گرانی ایک بندوق چلی منظہر کو اوپر پشت دست راست زخم لگا لیکن استخوان نہیں ٹوٹی صرف چمڑہ میں ضرر پہنچا ہے جلد اچھا ہو جاویگا۔

جام عالیخاں و میر گہور خاں و ابراہیم خان و چاکر خاں سرداران جہالاوان بدرجواب پروانہ مورخہ ۲۶ اپریل ۱۸۷۶ء جو درباب حاضر آنے عند الطلب واسطے تصفیہ تنازعات اور عدم یادآوری رنج گذشتہ بابت قتل نورالدین خاں تحریر ہوا تھا گذارش کرتے ہیں کہ ہم لوگوں نے سابقہ عرائضات میں مفصل حالات خود تحریر کیئے ہیں۔ اور ہم لوگ ہمیشہ خواہان تعمیل احکامات واجبی سرکار فیضمدار انگلشیہ کے ہیں اور رہیگا ہے احکامات سرکار انگلشیہ سے منحرف نہ ہونگے۔ اور

روپے تیاری کے ہیں عنقریب بعد طے مسافت حاضر ہونگے لیکن درباب خرچ راہ کے کچھ تامل ہے چنانچہ پیشتر بھی بخدمت حضور اطلاع دی تھی +

۶ جون ۱۸۷۶ء - بوقت چار بجے پیشین خانصاحب بہادر معہ جزوی معتبران خود واسطے ملاقات میجر سنڈیمن صاحب بہادر تشریف لائے ملاقات ہوئی ازجانب سرکار علاوہ میجر سنڈیمن صاحب بہادر ڈاکٹر صاحب و سردار امام بخش خاں و جمال خان تمندار حاضر ہوئے ازجانب خانصاحب سوائے دو بھانجوں کے معتبران ذیل حاضر تھے - نواب ملا محمد خاں - عبداللہ خان مستوفی فقیر محمد - خانصاحب نے ایک یادداشت تحریری مزینہ مہر خود متضمن بشرائط صلح پیش کیے جو سر اجلاس پڑھ کر سنائے گئے - گیارہ شرائط اُس میں درج تھی جو مناسب اور لائق معلوم ہوتے تھے خانصاحب بالکل خوش تھا اور بالکل خوشدلی اور سچائی کی باتیں کرتا رہا اور بار بار میجر سنڈیمن صاحب بہادر کو یہ کہا کہ ہم نے جملہ امورات آپ کے سپرد کیئے جو آپ کو مناسب متصور ہو ہماری طرف سے آپ مالک ہیں اور سرکار انگریزی قدیم سے ہمارا بادشاہ ہے ہم نے آگے بھی چند بار کہا ہے اب بھی کہتا ہوں کہ یہ ملک بغیر زیر سایہ ہونے کسی بادشاہ کے کبھی نہیں رہا آگے اور بادشاہان کے زیر تحت رہا اب چالیس برس سے سرکار انگریزی کے زیر تحت ہے خصوص ہمارے بھائی کو یہ ملک سرکار انگریزی نے خود بخشا ہم بالکل خوش ہیں کہ ہمیشہ سرکار انگریزی کے ماتحت رہیں بلکہ کوئی ایسا موقعہ ہو کہ سرکار انگریزی کی کچھ خدمت بجا لائیں جس سے ہماری خدمت سرکار انگریزی میں منقوش ہو - اور یہ بھی کہتا رہا کہ ہم ضرور آپ کی معرفت جناب لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر ممالک پنجاب اور گورنر جنرل صاحب بہادر کے ساتھ ملاقات کرینگے بلکہ مجھ کو یہ بھی امید ہے کہ ایک دن ولایت جا کر مشرف سلام جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کا ہونگا - جب تذکرہ درباب شاہزادہ صاحب درمیان آیا خانصاحب نے افسوس ظاہر کرکے بیان کیا کہ اس وقت ہماری اور آپ کی ایسی ملاقات نہیں تھی ورنہ ہم ضرور شاہزادہ صاحب کی ملاقات کرتے - چند تصاویر شاہزادہ صاحب کی ڈاکٹر ڈیوک صاحب کے پاس موجود تھیں خانصاحب نے ان تصویروں کو بڑے شوق سے دیکھا اور ایک تصویر اپنے واسطے لے لی - بعد اس قدر قیل و قال کے جلسہ برخواست ہوا - جام عالیخان و میر گوہر خاں و ابراہیم خاں وچاکر خان سرداران جہالاوان بہ جواب پروانہ مورخہ ۱۱ مئی ۱۸۷۶ء جو درباب انتظار آنے خانصاحب بہادر مستونگ میں واسطے فیصلہ تنازعات اور طلبداشت کیفیت حالات سرداران جہالاوان

تحریر ہوا تھا گذارش کرتے ہیں کہ حالات خود ہم نے پیشتر تحریر کئے ہیں اب عنقریب وہاں پہنچکر بالمشافہ حال گذارش کرینگے اور جو منشاء سرکار کا ہوگا تا رموے اس سے تفاوت نہ کرینگے نواب خاں رسالدار نے جو برادِ وصولی فیس قافلہ جات طرف شال بھیجا گیا تھا اُسنے واپس آکر بیان کیا کہ مبلغ ؏ ۱۲/۳/۴ کل آمدنی فیس کی ہوئی منجملہ جسکی مال کے رسیدات دوست محمد پسر اللہ دنہ کی سوداگران نے پیش کی کہ مابین لولان سوداگران سے عوض بدرقی لیلیا باقی ؏ ۱۱/۳/۴ نقد لاکر داخل کئے ہیں۔ نواب خان نے بیان کیا کہ جب ہم لوگ بعد وصولی فیس کے پڑنگ آباد سرحد تیری میں شب باش ہوئے۔ بی بی اللہ دینی ہمشیرہ خانصاحب جو منکوحہ میر خاں کی تھی وہاں متوقف تھی ہمارے پاس اپنے معتبر بھیجے اور ضیافت وغیرہ سے بہت خاطر تواضع کی اور معتبران بی بی صاحبہ کی گفتگو سے پایا جاتا تھا کہ بی بی صاحب آنے خانصاحب سے بمقام مستونگ اور مستعد ہونے اوپر فیصلہ مقدمات بروہی خوش ہے +

بعد دریافت خانصاحب بہادر بنام سردار ملا محمد خاں پروانہ تحریر ہوا کہ سردار موصوف معہ سرداران کے حاضر آوے واسطے طلبی جہالاوان کے بروقت آنے سردار ملا محمد خاں بند و بست ہوگا +

۷ جون ۱۸۷۶ء۔ سردار ملا محمد خان بمعہ وڈیرہ شادیخاں اور محمد سید خاں و اللہ دنہ خان و جھنڈہ خاں شاہوانی سرکردگان اقوام سراوان بروہی ہمراہیان قریب دو صد نفر حاضر آیا دفعہ بدفعہ ہر ایک کا سلام ہوا اور سردار ملا محمد خاں کو خلاصہ طور تمام مضمون شرائط درخواست فیصلہ خانصاحب بہادر سنایا گیا سردار ملا محمد خان اُس کی سننے سے بالکل خوش ہوا اور بیان کیا کہ مناسب طور پر شرائط درج ہوئے ہیں۔ نبی بخش معتبر سردار ملا محمد خان بمعہ چند سواران واسطے طلب انت سرداران جہالاوان بھیجا گیا۔ اور تجویز ہوا کہ کل چار بجے شام خانصاحب سے سردار ملا محمد خاں کی ملاقات ہوگی +

۸ جون ۱۸۷۶ء۔ صبح خانصاحب نے ایک عریضہ از جانب میر محمود خان پسر خود و محسین کمانیر وغیرہ از قلات موسومہ خود واسطے ملاحظہ میجر سنڈیمن صاحب بھیجدیا جس کے مضمون سے پایا گیا کہ فوج جب براہ موڑہ کے آتے تھے گہور خاں زہری و عطا محمد سابقہ وزیر و دہم خاں گورگناری وغیرہ بروہیاں جہالاوان اوپر بینٹ لیشی جاکر رستہ بند کیا جب فوج نزدیک پہنچے کہتے ہیں کہ کمانیر فوج نے کہا کہ ہم کو خانصاحب سے حکم لڑنے کا نہیں لیکن بروہیوں نے رستہ نہ چھوڑا آخیر لڑائی ہوئی منجانب بروہی کمال خاں معتبر قوم لوٹانی زہری

معہ چند نفر مقتول ہؤا از جانب فوج خانصاحب نیز چند نفر مقتول ہوئے فوج گذر کر آگے چلی آئی بوقت چار بجے شام میجر سنڈمین صاحب بہادر معہ سردار ملا محمدؐ خان دربار خانصاحب میں گیا ملا محمدؐ خاں دیگر سرداراں کو ہمراہ نہ لایا اور کہاکہ ہمراہ میر اسد خاں سلام کرینگے لیکن ملا محمدؐ خاں کے ساتھ قریب تیس چالیس نفر بروہی مسلحہ تھے جب ملا محمدؐ خاں اندر دربار کے داخل ہوا تب بھی مردمان ہمراہی مسلحہ اندر چلے آئے خانصاحب نے ملا محمدؐ خان سے تھوڑی خیر و عافیت پوچھی مگر زیادہ اس سے احوال پرسی کچھ نہ کی بروہی لوگوں سے بعضوں نے بموجب رسم دست بوسی خانصاحب کی کی بعضے ایسے ہی بیٹھ گئے زیادہ اس سے کچھ قیل و قال نہ ہوئی ۔ میجر سنڈمین صاحب بہادر نے سردار ملا محمدؐ خان کا ہاتھ پکڑ کر خانصاحب کے ہاتھ میں دیا اور کہاکہ آپ اس کے حاکم ہو اور یہ آپکا امیر ہے مناسب ہے کہ آپ اس کے حال پر نظر مہربانی فرماوینگے خانصاحب نے فرمایا کہ انشاءاللہ تعالےٰ سب اچھا ہوگا اور سردار ملا محمدؐ خاں ہمارا امیر ہے اگر وہ اچھا چلتا ہے توہم ضرور اُس پر مہربانی کرینگے ۔ شام کو ملازمان خانصاحب سے بموجب پہنچنے عرائضات فقیر محمد کماندیر و عبداللطیف نائب افسران لشکر خبر ملی کہ بہت لڑائی ہوئی ہے طرفین سے بہت لوگ مارے گئے اور مردمان بروہی نے شکست کھائی فوج خانصاحب درہ سے نکل کر قریب زہری پہنچ گئی ہے براں تحریر ہؤا کہ نواب خاں رسالدار کو بمعہ چند سواراں پولیس بطرف فوج اور مردمان بروہی کے بھیجا گیا تاکہ پھر زیادہ لڑائی نہ ہو چنانچہ خانصاحب نے پروانہ بنام افسران فوج واسطے ملتوی کرنے کوچ و عدم مزاحمت ہمراہ بروہی کے لکھا اور نیز میجر سنڈمین صاحب بہادر نے پروانہ بنام سرداران جہالاوان درباره چھوڑ دینی جنگ و جدل اور چلے آنے واسطے فیصلہ مقدمہ کے تحریر کیا +

بوقت شام دو سواران منجملہ سواران جو ۴ جون ۱۸۷۶ء کو فوج کی طرف بھیجے گئے تھے واپس آئے اور بیان کیاکہ ہم لوگ جب زہری کے قریب پہنچے تو حال جنگ فیمابین فوج اور مردمان بروہی کے سنا یہ مشہور تھا کہ کمال خاں معتبر لوٹانی کا معہ نو نفر دیگر مارا گیا اور فوج کی طرف سے بھی چند نفر مقتول اور بہت لوگ زخمی ہوئے لیکن پختہ حال نہیں تھا +

۹ جون ۱۸۷۶ء ۔ از جانب فوج کچھ اور خبر نہ آئی لیکن مناسب متصور رہا کہ مہراللہ خاں پسر سردار ملا محمد خاں کو واسطے لانے سرداران جہالاوان کے بھیجا جاوے شاید بسبب ہو جانے تنازعہ تازہ کے کچھ دیری آنے میں کریں چنانچہ مہراللہ خان مذکور کو معہ سواران مناسب

بطرف سرداران جہالاوان بھیجا گیا خانصاحب نے حکمنامہ خود بنام اپنی فوج کے لکھا کہ کچھ مزاحمت ہمراہ سردار موصوف نہ کریں۔ سردار ملا محمد خان نے ایک خط ازجانب سردار آزاد خان پیش کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ سردار موصوف تحریر کرتا ہے کہ اگر ہماری حقرسی بموجب مدعا کے ہوئی تو میں بخدمت صاحب بہادر حاضر ہونگا۔ بجواب جس کے میجر سنڈیمن صاحب بہادر نے یہ کہا کہ آزاد خان کا مقدمہ سراوان اور جہالاوان سے بالکل الگ ہے بالفعل آزاد خان اپنا آنا ملتوی کرے متعاقب طلب ہوگا۔

مالگذار خان رسالدار گذارش کرتا ہے کہ شہر نوبیجی واقعہ کچھی میں آگ لگی اکثر خانہ جات مردمان کھیری کے سوختہ ہو گئے ہیں دو تین آدمیوں کو بھی آسیب پہنچا مگر جان بچ گئی اسباب اکثر جل گیا۔ اور لکھتا ہے کہ جہل میں بیماری ہیضہ کی بہت ہے کہ مردمان مگسی وغیرہ جہل سے قریب اکیسو نفر فوت ہو گئے۔ اور باقی سب علاقہ میں اب خیریت ہے یہ مرض نہیں ہے +

۱۰ جون ۱۸۷۶ء۔ جملہ سرداران سراوان نے ہمراہ میجر سنڈیمن صاحب بہادر دربار خانصاحب بہادر میں جاکر خانصاحب والی قلات کو سلام کیا ادب قواعد بموجب رسم قدیمانہ بخوبی بجا لائے خانصاحب بھی بہت مہربانی سے پیش آیا دیر تک بات چیت ہوتی رہی بالکل دونوں کا دل خوش ہوا +

۱۱ جون ۱۸۷۶ء۔ سرداران سراوان بطور خود واسطے ملاقات خانصاحب کے گئے بہت دیر تک خانصاحب کے دربار میں رہے اور ملاقات ہوئی اور بڑی خوشی سے بات چیت ہوتی رہی خانصاحب نے سرداران بروہی کو کہا کہ دیکھو آج ہمارا دربار کیسا خوبصورت معلوم ہوتا ہے کہ تم سرداران بموجب قواعد قدیمانہ موجود ہو تب سرداران نے کہا کہ ہم لوگ بھی آج بڑے خوش نصیب ہیں کہ اپنے آقا کے دربار میں اپنے اپنے قدیمانہ مرتبہ پر موجود ہیں۔ اسی طرح گفتگو اور بات چیت ہوتی رہے پھر رخصت ہو کر واپس اپنی اپنی نشست گاہ پر چلے آئے +

۱۲۔ جون ۱۸۷۶ء۔ بسبب علالت طبع میجر سنڈیمن صاحب بہادر کچھ زیادہ بات چیت نہ ہوئی خانصاحب نے سردار امام بخش خان و جمال خان تمنداران کو اطلاع بھیجے کہ ہمارا ارادہ ہے کہ تم سرداران اور سرداران سراوان کی ایک دن ضیافت کروں۔ سرداران نے جواب بھیجا کہ پرسوں کے واسطے ہم لوگ حاضر ہونگے +

۱۳ جون ۱۸۷۶ء - دہنی بخش گزنی مری بمعہ روزنامچہ و عرائض تمندار مری حاضر آیا اور بیان کیا کہ تمندار مری منتظر جواب عرائضات کا ہے جو بدست منو خان گرانی بھیجی گئی تھی - بمان منو خان گرانی کو بذریعہ پروانہ واپس نزد غزنخان تمندار بھیجا گیا اور تحریر ہوا کہ عنقریب پختہ بندوبست حفاظت درہ بولان اور کچھی کا ہونے والا ہے - اُس وقت واسطے تمن مری کے بندوبست مناسب ہوگا اور بالفعل تنخواہ چار ماہ علی الحساب جو ڈیرہ غازیخان سے ملا کرتے تھے حکم خزانہ بنام تحصیلدار راجن پور بھیجا گیا اور تحریر ہوا کہ جس طرح پیشتر بندوبست روکنے مردمان تمن خود کیا ہے چنانچہ مہر اللہ خان کو کٹ منڈای میں بھیجدیا اگر اسی طرح بندوبست رکھا تو حضور اینجانب بہت خوش ہونگے +

سردار ملا محمد خان نے رپورٹ دی کہ جو سواران ڈاک ڈاڈر سے اس طرف لاتے ہیں جب سری بولان پہنچے اور پانی کے موقعہ پر اسپان سے اُتر کر پانی پینے لگے کہ اتنے میں چند پیادگان دزدان بر سر سواران تاخت لائے - اور بندوق چلائی گھوڑے سواران کے بمعہ ڈاک بھاگ گئے سواران ڈاک بھی خوف سے ٹکر پر چڑھ گئے ڈاک بمعہ گھوڑے کے دزدان مذکور لے گئے ہیں اور منجملہ سواران کے کسی کو نقصان نہیں پہنچا لیکن ایک کس رئیسانی ہمراہ سواران کے اس طرف آتا تھا وہ مقتول ہؤا - بران فہمایش کی گئی کہ سواران خود بھیجکر دریافت حال کرے کہ مرتکب اس واردات کے کون تھے اور ڈاک کو پیدا کرے +

قادر ڈنہ برادر سردار الہڈنہ خان معہ ایک دومڑ جو سردار مردمان ڈومر کا تھا یہاں حاضر تھا اُسکے ہمراہ دیا تاکہ مردمان ڈومر میں جاکر حال دریافت کریں اور ڈاک واپس لاویں +

رحمان خان سردار ذگر مینگل کا حسب الطلب سردار ملا محمد خان واسطے مشرف ہونے سلام کے حاضر ہوا اور اول معہ اسد خان سردار سراہان کے بخدمت خانصاحب جاکر سلام کیا +

۱۴ جون ۱۸۷۶ء - آج فجر کے کھانے کے واسطے جملہ سرداران براہوی سراہان سوائے ملا محمد خان کے بمعہ سردار جمال خان تمندار لغاریان خانصاحب کے ڈیرہ پر گئے سردار امام بخش خان بیمار تھا اس سبب سے گیا اور مُلا محمد خان نے بھی کہا کہ دوسرے روز بروقت شفایابی سردار امام بخش خان کے میں بھی کہانا کے واسطے جاؤنگا - خانصاحب والی قلات اور میر اسد خان پسر سردار ملا محمد خان اور رحمان خان سردار مینگل جو خسر میر محمود خان پسر خانصاحب کا ہے اور سردار جمال خان نے ایک ہی برتنوں میں یکجا کھانا کھایا اور دیگر سرداران نے بھی

اُسی محفل میں لیکن علیحدہ برتنوں میں کھانا کھایا اور بہت دیر تک بات چیت تفریح طبع کرتے رہے خانصاحب اور سرداران سراوان بالکل خوش تھے +

عطا محمد خان سابقہ وزیر نے بذریعہ خط سردار محمد خان کو اطلاع دی کہ بتاریخ ۱۲ جمادی الاول سنہ ۱۲۹۳ء ہجری مطابق ۵ جون سنہ ۱۸۷۶ء بمقام بیٹ پیسی ہمراہ فوج خانصاحب کے مردمان جہالاوان کا مقابلہ ہوا بندوق سے لڑائی ہوتی رہی آخر بسبب خرچ ہو جانے گولی بارود کے ہم لوگون نے رستہ چھوڑ دیا فوج گذر آئی ازجانب ہمارے قریب دس یا بیس آدمی مارے گئے از جانب فوج خانصاحب بھی بہت نقصان ہوا ہے لیکن تعداد ٹھیک معلوم نہیں۔

الہداد خان سوار جو ہمعہ پروانہ موسومہ سرداران و حکمنامہ خانصاحب موسومہ افسران فوج خانصاحب بھیجا گیا تھا گذارش کرتا ہے کہ فوج سرحد زہری میں پہنچ گئی مردمان بروہی جو بسبب خوف بھاگ گئے تھے اُن کو دلاسہ دیا ہے کہ اکثر لوگ واپس اپنے مساکن پر آگئے ہیں اور آتے جاتے ہیں +

مسٹر بروس صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر متعینہ جیکب آباد نے اطلاع دی کہ باقیماندہ قافلہ جات جو گڈھی خضر میں مقیم تھے اور اسباب مطلوبہ کمپ میجر سنڈمین صاحب بہادر بحراست چند سواران پاس مالگذار خان رسالدار شہر حاجی بھیجا گیا۔ براں ملا محمد خان کو فہمائش ہوئی کہ سواران مناسب واسطے حفاظت قافلہ جات بھیجدیوے چنانچہ ملا محمد خان نے بھیجدئے۔

بسبب بیمار رہنے میجر سنڈمین صاحب بہادر و سردار امام بخش خان تمندار مزاریان اور کچھ بات بات چیت ہمراہ خانصاحب نہ ہوئی +

۱۵ جون سنہ ۱۸۷۶ء۔ چونکہ کپتان ہمفری صاحب کمانیر فوج سندھ نے مبلغ دو ہزار روپیہ بموجب چک موسومہ خزانہ شکارپور اور کپتان شبٹ صاحب بہادر کمانیر رسالہ نمبر ۴ پنجاب نے مبلغ [illegible] روپیہ بذریعہ ٹرنفر رسیدات موسومہ خزانہ شکارپور واسطے تنخواہ افواج کے طلب کیا براں خانصاحب کو لکھا گیا کہ اگر خانصاحب یہاں مبلغ [illegible] روپیہ دے دیویں۔ اور وہاں خزانہ شکارپور سے بموجب چک ہائے مذکور وصول فرماویں تو مہربانی ہوگی چنانچہ خانصاحب نے بخوشی منظور کیا اور روپیہ ہمعہ خزانچی اوپر ڈیرہ میجر سنڈمین صاحب بہادر بھیجدیا کہ صاحبان ممدوحین کو دیا گیا اور چک ہا سپرد وکیل خانصاحب بہادر ہوگئے +

خانصاحب نے ایک عریضہ ازجانب افسران فوج مرونہ درہ موڑہ موسومہ خود واسطے

ملاحظہ کے بھیجدیا جس میں درج تھا کہ ہم لوگ نورگامان میں قریب زہری پہنچ گئے۔ بموجب ورود حکمنامہ حضور کسی شخص کے ساتھ کچھ مزاحمت نہیں ہوئی بلکہ مردمان بروہی وغیرہ کو دلاسہ دیا جاتا ہے کہ وہ لوگ مطمئن ہوکر اپنے اپنے مسکنات پر واپس چلے آتے ہیں آیندہ جو حکم ہو تعمیل کریں +

نواب خان رسالدار گذارش کرتا ہے کہ میں زہری میں خانصاحب بہادر کی فوج میں پہنچ گیا ہوں پروانہ خانصاحب بہادر افسران فوج کے سپرد کیا گیا اُنہوں نے بسر و چشم قبول کیا اور کہا کہ کسی کے ساتھ پرکاہ تک بھی زیادتی نہ کرینگے۔ اور سرداران جہالاوان طرف کوہستان کے ہیں سوار برا دریافت پختہ پتہ اُن کے بھیجا گیا ہے بعد معلوم کرنے پختہ پتہ کے میں خود معہ پروانہ پاس سرداران جہالاوان کے جاونگا +

نواب خان بروہی جس کو سردار ملا محمد خان نے واسطے لانے مردمان جہالاوان بھیجا تھا گذارش کرتا ہے کہ فوج خانصاحب زہری میں پہنچ گئی ہے لوگ بسبب خوف کے کوہستان میں فرار ہوگئے ہیں۔ فوج لوگوں کا نقصان کرتی ہے فوج اگر زہری سے کوچ کرکے بطرف قلات روانہ ہوجاوے تو اچھا ہے تب مظہر پاس سرداران جہالاوان روانہ ہوجاونگا +

۱۶ جون ۱۸۷۶ء۔ سردار ملا محمد خان تنہا ہمراہ سردار امام بخش خان و جمال خان تمندداران براد ملاقات خانصاحب بہادر گیا۔ حسب دستور سلام کیا خانصاحب نے تعظیم دی بعد اُس کے ملا محمد خان نے اپنی تلوار گلے سے اوتار کر سامنے رکھ دی اور خانصاحب کے پاؤں پکڑ لیے اور کہا کہ تم ہمارے قدیمانہ پشت بہ پشت سے حاکم ہو اور ہم تمہاری رعیت ہیں سوائے تمہارے دروازہ کے ہمارا اور کوئی رستہ نہیں ہے اب تمہارے اختیار میں ہے مارو چاہے پرورش کرو۔ ہم کو پھر جنگ اور تنازعہ سے توبہ ہے اب تک اپنی بدبختی سے بے نصیب رہا اب یہ تلوار تمہاری آگے رکھی ہے اور ہمارا سر بھی حاضر ہے جو چاہو سو کرو خانصاحب اس عاجزی اور تابعداری سردار ملا محمد خان سے بہت خوش ہوئے اور تلوار اپنے ہاتھ سے سردار ملا محمد خان کے گلے میں ڈالدی اور بغلگیر کیا اور کہا کہ تم ہمارا قدیمانہ سردار ہے اور ہم تم کو اپنا بازو سمجھتے ہیں۔ یہ تلوار ہمارے دشمنوں کے واسطے کام آویگی اور جہاں تک ممکن ہے ہم تم پر مہربانی کرینگے۔ بہت دیر تک بات چیت ہوتی رہی پھر خانصاحب سے رخصت ہوکر میجر سنڈیمن صاحب کے پاس حاضر ہوئے اور سب حال بیان کیا سردار ملا محمد خان خوش

معلوم ہوتا تھا۔

نواب خان رسالدار اور عطا محمد خاں سابقہ وزیر گذارش کرتے ہیں کہ بموجب ورود پروانہ میجر سنڈیمن صاحب بہادر میر ابراہیم خان کو طلب کیا گیا ہے جملہ سرداران درپے تیاری کے ہیں عنقریب روانہ ہوکر مشرف سلام ہونگے۔ بنظر مناسب خانصاحب کو درخواست دی گئی کہ وہ اپنی فوج کو زہری سے قلات آنے کے واسطے حکم دیویں چنانچہ خانصاحب نے فوراً یہ حکم جاری کیا۔

۱۷ جون ۱۸۷۶ء۔ خانصاحب بتقریب طبیعت پرسی میجر سنڈیمن صاحب بہادر معہ جزوی اہالیان دربار خود پاس صاحب موصوف کے تشریف لائے حسب دستور استقبال ہوا سردار اسد خان معہ جملہ سرداران سراوان ہمرکاب خانصاحب کے آیا۔ جو وہاں خانصاحب کے ڈیرہ پر جاکر شامل ہوئے تھے سردار ملا محمد خاں پیشتر یہاں میجر سنڈیمن صاحب کے پاس موجود تھا۔ قریب ڈیڑھ گھنٹہ خانصاحب رونق افروز رہے بات چیت تفریح طبع ہوتی رہی۔ اور خانصاحب نے بابت اکیلا آنے سردار ملا محمد خان اور کرنے تابعداری کے خوشنودی بیان کی۔ نیز میجر سنڈیمن صاحب بہادر نے خانصاحب سے بطور خوش طبعی ذکر کیا کہ سردار الہڈنہ خان کا بہت بڑا پیٹ ہے۔ وہ بڑا طمع کرنے والا ہے۔ خانصاحب نے جواب دیا کہ بیشک الہڈنہ کا بڑا پیٹ ہے لیکن جب ہم اور تم دو حاکم ایک موقعہ پر بہم اتفاق موجود ہوں تو اس کا پیٹ بھرنا کیا مشکل ہے اگر آجکل بھی اُس کا پیٹ نہ بھرا تو پھر کب بھریگا۔ اس سے پایا گیا کہ خانصاحب الہڈنہ خان پر نظر مہربانی رکھتے ہیں جو وہ ایک دو دفعہ تنہا خانصاحب کے پاس گیا اور بخوبی تابعداری اور تلافی کی۔ جب خانصاحب بعد برخواستگی جلسہ چلے گئے تو مستوفی فقیر محمد اور نواب محمد خاں وکیل کے ذمہ لگایا کہ سرداران بروہی کا بندوبست روزانہ حسب معمول کریں چنانچہ اہلکاران موصوف نے بمصلاح جمال خان تمندار و سردار ملا محمد خان جملہ سرداران کو جمع کر کے فہرست بھیجا اور بموجب دستور قدیمانہ روزانہ دینا تجویز کیا۔

۱۸ جون ۱۸۷۶ء۔ نواب محمد خان وکیل معہ فیض محمد نائب مستونگ حاضر آئے اور از جانب خانصاحب کہا کہ گھاس معمولی کے دینے سے مردمان بروہی انکار کرتے ہیں اُن کو فہمایش کی جاوے۔ سردار ملا محمد خان روبرو طلب ہوا۔ بیانات لکھے گئے۔ فیض محمد نائب

کا بیان ہے کہ جو زمینات قدیمانہ مردمان بروہی پر معاف ہیں اُن پر کچھ گھاس مقرر نہیں لیکن
بعضی زمینات جو مردمان بروہی نے زمینداران سے باوقات مختلف خرید کی وہ قدیمانہ مالیہ
گذار تھے۔ اُن پر دو قسم کا گھاس مقرر ہے ایک بنام نہاد ترنگر جو سالیانہ چہارمی روز ہر ایک
کاریز سے ایک ترنگر تا میعاد ششماہ واسطے اسپان اور شتران خانصاحب لیا جاتا ہے۔ دوسرا
سورساد جو بحالت تشریف آوری خانصاحب بتقریب دورہ یا جمع آوری لشکر کے باندازہ
خرچ کاریزات پر تفریق ہو کر لیا جاتا ہے اب جو خانصاحب یہاں آیا ہے بروہی لوگ دونو
قسم کے گھاس کے دینے سے انکار کرتے ہیں۔ سردار ملا محمد خان نے بیان کیا کہ دینے سورساد
سے کچھ عذر نہیں لیکن ترنگر پیشتر مقرر نہیں تھے صرف اس خانصاحب نے مقرر کی تب سے
بروہی لوگوں کا فساد شروع ہوا ابراں یہ معاملہ سپرد منصفان مقررہ کے ہوا کہ بعد دریافت بموجب
مناسب فیصلہ کردیوین +

۱۹ جون ۱۸۷۶ء۔ چونکہ درباب حفاظت درہ بولان کے فیمابین مردمان کرد و محمد شاہی وغیرہ
کچھ نا اتفاقی ہو گئی مناسب متصور ہوا کہ جو اقوام گرد نواح درہ مذکور کے رہنے والے ہیں اور
بدرقی درہ مذکور جنکا قدیمانہ حق ہے اُن کی ذمہ واری کی جاوے اور چوکیات مقرر ہوں۔
سردار امام بخش خان و جمال خان کو حکم دیا کہ باتفاق سردار ملا محمد خان تجویز کرکے اطلاع دیویں
سرداران موصوف معہ سردار الہداد خان کرد حاضر ہوئے یہ تجویز ٹھہری کہ ذمہ واری حفاظت
درہ مذکور کے سردار الہداد خان کرد کے سپرد ہو کیونکہ سردار الہداد خان بمقام دشت بیچ درہ
مذکور کے سکونت رکھتا ہے اور اقوام ڈومر وغیرہ سے جو متعلق درہ مذکور کے ہیں اُس کی موافقت
ہے جو بموجب تجویز میجر سنڈمین صاحب بہادر کے چوکیات ایک   بمقام کرتہ اور ثانی بمقام
سری بولان مقرر رکھیگا اور ذمہ واری آمد و رفت پٹال کے بھی اس کے ذمہ ہوگی چنانچہ
الہداد خان نے منظور کرکے اقرار نامہ ذمہ واری خود کا لکھدیا۔ اور تجویز ہوئی کہ چوکیات مذکور پر
ملازمان ذیل تعینات رہینگے۔

بمقام کرتہ   یار محمد کرد سے بمقام سری بولان

دوست محمد پسر الہداد خان   نبی بخش زمیندار کرتہ   معتبران افغان و منگل وغیرہ   پیادگان منگل وغیرہ
[illegible]   [illegible]   [illegible] نفر بحساب [illegible] فی نفر   [illegible] نفر فی [illegible]
گل خان زمیندار کرتہ   بنگو مری   میزان [illegible] نفر   ماہانہ
[illegible]   [illegible]   [illegible]

معتبر مری کٹ منڈی — معتبر مزارانی مری

پیادگان مری وکرد وغیرہ — میزان کل

نفری معہ — نفر

اسامی — معہ

اور سردار ملا محمد خان کو مبلغ ماہواری علاوہ ملیگا جو وہ نگرانی درہ مذکور وغیرہ کیا کریگا۔ بعد تصدیق اقرارنامہ کے سردار الہڈنہ خاں خود بطرف درہ مذکور واسطے تعنیانی چوکیات روانہ ہوگیا بعد تعینات کرنے چوکیات کی فہرست پیش کریگا اور اُس نے یہ اقرار کیا کہ موضع کرتہ جو بسبب غارتگری مرومان مری ویران ہوگیا ہے بعد صلح کرنے ساتھ مری کے زمینداران موضع کو کوچ کراکے موضع مذکور میں قیام کراکے پھر آباد کرائیگا۔ چنانچہ اسبارہ میں پروانہ بنام زمینداران کے خانصاحب نے بھی تحریر کر دیا اور خانصاحب بھی سپردگی حفاظت درہ بولان کے بذمہ الہڈنہ خان سے خوش ہوئے ❖

سردار اسد خان معہ دیگر سرداران واسطے سلام خانصاحب کے گیا بموجب دستور قدیمانہ سلام کیا اور دربار میں حاضر رہا ❖

۲۰ جون ۱۸۷۶ء۔ نواب محمد خاں و فیض محمد نائب و امام بخش خان و جمال سرداران جمع ہوئے اور درباب تنازعہ گھاس گفتگو ہوتی رہی واسطے دینے گھاس سورساد کے سب بروہی لوگوں نے منظور کیا۔ اور ہر طرف ملازمان واسطے لانے گھاس کے بھیجنے کی تجویز ہوئی۔ بابت تصفیہ تزنگر کے یہ تجویز ٹھہری کہ سردار ملا محمد خان خود پاس خانصاحب کے جاویگا جس طرح خانصاحب حکم دیوینگے تجویز ہوگی ❖

از جانب جام عالیخاں و میر ابراہیم خان عرضی موصول ہوئی کہ سرداران موصوف بمقام سیکران دو منزل زہری سے پہنچ گئے ہیں اور عنقریب بخدمت میجر سنڈیمن صاحب بہادر حاضر ہونگے۔ لیکن گذارش کرتے ہیں کہ فوج خانصاحب بمقام زہری موجود ہے شاید کچھ تکرار یا فساد پیدا کرے۔ بذریعہ پروانہ جوابی تحریر کیا گیا کہ خانصاحب نے اپنی فوج کو حکم دیا ہے کہ کسی کے ساتھ مزاحمت نہ کرکے بطرف قلات روانہ ہو جاوے اغلب کہ فوج نے بطرف قلات کوچ کیا ہوگا خصوص نواب خان انسپکٹر پولیس درمیان فوج کے موجود ہے کچھ لحاظ تکرار کا نہیں وہ لوگ جلدی حاضر ہو جاویں ❖

۲۱ جون ۱۸۷۶ء۔ سردار ملا محمد خان اکیلا خانصاحب کے پاس گیا بات چیت ہوتی رہی

خانصاحب نے بہت تسلّی دی اور کہا کہ ہم حلفاً کہتے ہیں کہ ہم کچھ نقصان تمہارا نہیں کرینگے اور بھی تسلّی اور دلاسہ کی بات چیت ہوتی رہی سردار ملا محمد خان بھی کہتا رہا کہ اگر آپ مہربانی رکھوگے توہم بھی خدمت کرینگے۔ درباب گھاس کے صرف اس قدر تذکرہ ہؤا کہ خانصاحب نے کہا کہ امسال ہم گھاس کچھ نہیں لینگے آیندہ سال دیکھا جاویگا زیادہ کچھ گفتگو نہ ہوئی۔ اسبات پر منحصر ہؤا کہ دوسرے روز سردار امام بخش خان وجمال خان درمیان جاکر خانصاحب سے فیصلہ کرادیویں +

۲۲ جون ۱۸۷۶ء۔ سردار امام بخش خان وجمال خان وسردار ملا محمد خان ونواب محمد خان وکیل اور فیض محمد نائب وپیر جان جمع ہوئے درباب تصفیہ گھاس ترنگر کے گفتگو ہوتی رہی۔ دریافت سے پایاگیا کہ بوقت عملداری خانصاحبان سابقہ کچھ ایسی تکلیف گھاس کی مردمان بروہی یا رعایا پر نہیں تھی کیونکہ اسوقت کچھ ضرورت بھی نہیں تھی نہ اس قدر فوج نہ اس قدر شتران و اسپان والی قلات کے پاس رہتے تھے جب سے یہ موجودہ خانصاحب تخت نشین ہوا ہے اور تنازعہ فیمابین خانصاحب اور بروہی کے شروع ہوا یہ تکالیف گھاس وغیرہ کے مردمان بروہی وغیرہ رعایا پر ایزاد ہوگئی ہیں۔ مردمان بروہی نے خوشی سے یہ گھاس کبھی نہیں دیا بلکہ اسی گھاس سے فساد زیادہ ہوتا رہا۔ لیکن بروہی بسبب تنازعہ خانصاحب والی قلات بے وطن رہے خانصاحب حکماً رعایا وغیرہ باقیماندہ لوگوں سے یہ گھاس لیتا رہا۔ اگرچہ ظاہراً یہ گھاس چنداں سنگین نہیں معلوم ہوتا کہ چہارمی روزکا ریز پر ایک ترنگر کے باری ہوتی ہے مگر ترنگر کا کچھ وزن مقرر نہیں اور اہلکاراں بروقت لینے کے کچھ وزن یا حیثیت کا خیال نہیں کرتے اس سبب بروہی وغیرہ رعایا اس رواج کو نہایت سنگین سمجھتے ہیں۔

سردار امام بخش خان وجمال خان کا یہ رائے تھا کہ جس قدر ترنگر بالفعل مقرر ہے بقدر نصف خانصاحب معاف کرے باقیماندہ نصف کا وزن مقرر ہو کہ فہرست تحریری بنجاوے تاکہ پھر تکرار کی گنجائش نہ رہے۔ سردار ملا محمد خاں کو پہلے انکار تھا پیچھے یہ کہا کہ جس قدر ترنگر گھاس خانصاحب مقرر فرماویں بجائے جنسی گھاس لینے کے نقدی قیمت مقرر ہوکر ہر ایک کاریز پر تقسیم کیا جاوے تاکہ سب لوگ بشمول زری کلنگ یہ رقم بھی دیدیا کرینگے جنسی گھاس مقرر رہنے میں اہلکاراں کو بہت گنجایش زیادتی کے ہمراہ رعایا کے رہتی ہے اس تجویز سے فساد رفع ہوجاویگا۔ وکیل وغیرہ ملازمان خانصاحب نے یہ جواب دیا کہ نقدی کا مقرر کرنا خانصاحب

ہرگز منظور نہ کریگا۔لیکن نصف یا جو کچھ حصہ بخش کرنے ہیں خانصاحب رضامند ہوجاویگا پس میجر سنڈمین صاحب بہادر نے یہ صلاح دی کہ ایسے امورات میں خانصاحب کو خود فیصلہ کرنا چاہیئے کہ وہ ملک کا حاکم ہے لیکن ایسی دوراندیشی اور انصاف سے کہ جس میں پھر موقعہ خلل اور فساد کا نہ رہے۔ایسا مناسب ہے کہ سردار امام بخش خان وجمال خان وملا محمد خان خانصاحب کے پاس جاوینگے ملا محمد خان خانصاحب کو واسطے معافی کے عرض کریگا خانصاحب بطور مناسب اُن پر مہربانی کرینگے۔چنانچہ ہرسہ سرداران پاس خانصاحب کے گئے اس بارہ میں عرض معروض ہوا لیکن خانصاحب نے فرمایا کہ یا ہم سب لیوینگے یا کچھ نہیں لیوینگے ۔اس سے معلوم ہوا کہ خانصاحب کا ارادہ اس گھاس کے معاف کرنے کا کم ہے +

۲۳ جون ۱۸۷۶ء۔ نواب محمد خان وکیل حاضر آیا عند الگفتگو سے درباب گھاس یہ کہا کہ خانصاحب فرماتا ہے کہ جیسا میجر سنڈمین صاحب بہادر حکم فرماویں ایسا ہوگا۔میجر سنڈمین صاحب بہادر نے پھر وکیل کو بخوبی سمجھایا کہ ایسے معاملہ میں ہماری دست اندازی مناسب نہیں اگر حکماً ایسا معاملہ فیصلہ کیا جاوے تو خانصاحب کی عزت میں فرق ہوگا اور جب تک دل سے فیصلہ نہ ہو قائم نہیں رہیگا خانصاحب کو خود لازم ہے کہ بعد غور اور سوچ کرنے کے ایسا حکم جاری کریں جسمیں پھر جائے تنازعہ اور خلل کے نہ رہے اور واجب التعمیل ہو۔وکیل مذکور واپس چلا گیا اغلب ہے کہ عنقریب جب سرداران جہالاوان آگئے اور بھاری امورات میں تصفیہ ہوگیا اس بات کو خانصاحب خود بموجب مناسب اور انصاف کے فیصلہ کرینگے +

ازجانب نواب خان انسپکٹر پولیس ومیر گھور خان وعطا محمد خان وغیرہ سرداران جہالاوان عرائیض مورخہ ۲۶ ماہ جمادی الاول ۱۲۹۳ھ مطابق ۲۰ ماہ جون ۱۸۷۶ء موصول ہوئیں جس میں درج تھا کہ جام عالیخان ومیر ابراہیم خان انجیرہ میں جو زہری سے قریب چار پانچ میل کے ہے پہنچ گئے ہیں۔میر گھور خان وعطا محمد خان وانسپکٹر موصوف بمراد ملاقات اُن کے انجیرہ میں گئے ہیں جو متفق ہو کر آوینگے۔لیکن عرایض سرداران جہالاوان میں درج تھا کہ فوج خانصاحب جو زہری میں درمیان راہ متوقف ہے جائے لحاظ متصور رہے +

وکیل خانصاحب سے جو تذکرہ ہوا اُس نے کہا کہ خانصاحب نے پیشتر چند بار بنام افسران افواج خود بمراد عدم مزاحمت باحدی تاپرکاہ تحریر کیا ہے بلکہ اُن کو حکم بھیجدیا ہے کہ کوچ کرکے طرف قلات کے چلے آویں اب بھی بمراد تسکین سرداران جہالاوان کے خانصاحب کے سلہات

خود تحریر کرینگے ۔ تاکہ بخاطر جمع وہ لوگ چلے آویں ۔ بلکہ دو قطعہ مراسلہ جات یکے بنام جام علیخان اور ثانی بنام میر ابراہیم خاں وغیرہ سرداران جہالاوان درباب جلد حاضر ہونے بلالحاظ از فوج وبہ خاطر جمعی کمال بمقام مستونگ براد مشرف ہوتے سلام میجر سنڈیمن صاحب بہادر وخانصاحب بہادر از پیشگاہ خانصاحب بہادر تحریر کرکے پیش کئے جو بذریعہ پروانہ جات خود بھیجے گئے +

۲۴ جون ۱۸۷۶ء عریضہ موسومہ خود از جانب فقیر محمد کمانیر و نائب عبداللطیف باطلاع پہنچ جانے بمعہ افواج سرکاری بمقام قلات اور چوری جانے کچھ اسباب و ایک شتر و ایک عنان اکبو واشتباہ ہوتے اوپر مردمان بروہی جتک وغیرہ ۔ ملاحظہ سے گذرے +

چونکہ حال غارت ڈاک اور بھیجنا قادرڈنہ خان برادر سردار الہڈنہ خان کرد بمعہ ایک نفر معتبر سردار دومڑ کے جہت واپسی و دریافت ڈاک مذکور ڈائری ہفتہ جو ۱۶ جون ۱۸۷۶ء کو ختم ہوا درج ہو چکا ہے ۔ قادرڈنہ خان مذکور بتاریخ ۱۷ ماہ مذکور ٹپال بجنس حاضر لایا اور بیان کیا کہ مردمان ڈومر کے ایک گھل واسطے چوری کے جاتے تھے اتفاقاً سواران ٹپال پر پہنچ گئے اور اُن سے ٹپال چھین لیا ۔ اور سرداران دومڑ بیان کرتے تھے کہ طائفہ زردان نے اتفاقیہ ایسا کیا ۔ اور سرداران مذکور نے ایک خط از جانب خود بھیجدیا جس میں تحریر کرتے ہیں کہ اس بات میں ہمارا قصور نہیں کہ چور لوگ البتہ قوم دومڑ میں بہت ہیں اگر بابت بولان کے ہمارے ساتھ کچھ بندوبست ہوتا تو ہم اُن کے روکنے کے واسطے بندوبست کرتے ۔ چونکہ اب بولان کا بندوبست سپرد الہڈنہ خان کرد کے ہوا ہے ۔ وہ اقوام ڈومر سے رشتہ داری رکھتا ہے اس کو فہمایش کی گئی ہے کہ مردمان ڈومر سے بندوبست حفاظت بولان کریگا چنانچہ الہڈنہ خان مذکور ذمہ وار ہوا ہے ۔ یہ حال اطلاعاً درج کیا گیا ۔

۲۵ جون ۱۸۷۶ء ۔ رحمان خان سردار ڈگر مینگل بمعہ سردار اسد خان پسر سردار ملا محمد خان روبرو حاضر آئے رحمان خان نے گذارش کیا کہ نائب نوشکی نے ہماری پیداوار زمینات اور آمدنی ٹنگ کے بموجب حکم خانصاحب ضبط کی ہے علاوہ ہم کو بذریعہ خط اپنے لواحقوں کے معلوم ہوا ہے کہ خانصاحب نے نائب مذکور کو تحریر کیا ہے کہ وہ ہمارے برادر زادہ کو قلات لیجاوے تاکہ خانصاحب دستار سرداری ڈگر مینگل کے اُن کو دیوینگے ۔ محمد خان وکیل خانصاحب روبرو حاضر تھا اس بات کا حال دریافت ہوا تو اس نے لاعلمی بیان کی اور کہا کہ خانصاحب نے ایسا حکم کبھی جاری

نہیں کیا۔ پس مناسب متصور ہؤا کہ سردار اسد خان ہمراہ رحمان خان خود بخود بخدمت خانصاحب جاکر عرض کریں اغلب کہ خانصاحب انصاف فرماوینگے +

۲۶ جون ۱۸۷۸ء - سردار امام بخش خان وجمال خان تمنداران نے حاضر ہوکر بیان کیا کہ اسد خان نے بمعہ رحمان خان بخدمت خانصاحب جاکر حال اپنا بیان کیا خانصاحب نے بخوشی خاطر پروانجات بنام نائب تونشکی بابت بحالی عمل معمول قدیمانہ معافی زمینات وسنگ وغیرہ بحق سردار رحمان خان تحریر کردے۔ اور بلکہ اسد خان کو کہا کہ اگر تم سفارش کرو تو ہم اس سے زیادہ مہربانی رحمان خان پر کرینگے +

واضح ہو کہ رحمان خان از قدیم الایام ماتحت سردار سراوان کے ہے اور تھوڑے عرصہ سے اُسکی لڑکی کا ناطہ نسبت میر محمود خان پسر کلان خانصاحب سے ہوا۔ جب تک فیمابین سردار سراوان بروہی اور خانصاحب کے تنازعہ رہا رحمان خان نہ ایک طرف تھا نہ دوسری طرف۔ اپنے علاقہ پر قائم رہا۔ اب جس وقت تجویز انجام کی ہو رہی تھی تو حسب الطلب سردار ملا محمد خان کے وہ یہان آیا معلوم ہوتا ہے کہ پیشتر درخواست انجام کے باستماع اس حال کے کہ وہ پاس ملا محمد خان کے آتا ہے خانصاحب نے اُس پر کچھ رنج کیا لیکن اب جو اسد خان نے ہمراہ خود لے جاکر خانصاحب کو عرض کیا تو خانصاحب نے سب امورات بموجب رسم قدیمانہ کے بحال کرکے پروانجات لکھدے +

عبد الواحد خان پسر محمد سعید خان افغان ودراتی بامہ زئی جو علاقہ شال میں رہتا ہے معہ عرضی محمد سعید خان حاضر ہوکر مشرف سلام ہوا اور گذارش کیا کہ مردمان کاکڑ افغان چنانچہ پانی زئی ژوبی مہتر زئی جو درمیان رستہ شالکوٹ سے تل چوٹالی تک اور گرد نواح اُس کے رہتے ہیں۔ ہماری ماتحت ہیں اگر سرکار بندوبست کشایش رستہ مذکور وغیرہ کا رخدمت متعلق اقوام مذکور کے مناسب تصور کرے تو ہمکو حکم ہو کہ ہم بندوبست کرینگے اور پیشتر جب افواج کابل کی طرف گئے یا شالکوٹ میں چھاؤنی مقرر ہوئی کہ ہمارا باپ برابر خدمت سرکار میں رہا اور بہت سواران کی ملازمت سرکار سے ملی ہوئی تھی اب سٹو روپیہ ماہوار سرکار سے پنشن ملتی ہے +

نیز بذریعہ عرضی خود نقول دو خطوط یکے از جانب فیض محمد خان سردار پانی زئی بدیں مضمون کہ پیشتر ہمارا مواجب از طرف خانصاحب مقرر تھا اب عرصہ سے بند ہے ہم لوگ ارادہ لشکر کشی کا اوپر شالکوٹ کے رکھتے ہیں لیکن بموجب ممانعت محمد سعید خان کے جو آپ نے فرمایا کہ صاحبان انگریز اس ملک میں تشریف رکھتے ہیں اور ان کا ارادہ ہے کہ ملک کا بندوبست کرینگے۔ پس

اب تک نہ ہمارا بندوبست صاحب بہادر سے ہوا نہ مواجب ہمارا خانصاحب سے ملتا ہے۔ اور مری بھی اب تک بدی سے ہاتھ نہیں روکتا۔ پس جو احوال اور صلاح ہمارے واسطے ہو ہم کو مطلع کرو تاکہ ہم واقف ہو کر جو مناسب دیکھینگے عمل کرینگے۔ نقل خط دوم از جانب دوست محمد سردار زوبی و رحم گل خان مندوزئی اس مضمون سے کہ پیشتر اس کے آپ سے ملاقات کی تھی اور در باب معاملہ قوم مری کے ذکر ہوا تھا مری اب تک اپنی حرکت اور بدمعاشی سے ہاتھ نہیں روکتا۔ ہمارا ارادہ ہے کہ لشکرکشی کر کے مری کی بیخ کنی کی جاوے آپ بھی جمع آوری اقوام جلگری و ترین و کاکڑی میں کہ زیر تحت آپ کے ہیں بخوبی مدد دیویں۔ اور سنا گیا ہے کہ اس عرصہ میں صاحبان انگریزی اُس علاقہ شال میں تشریف رکھتے ہیں پس اطلاع دیں کہ در باب ہم لوگوں کے بھی کچھ بندوبست اور صلاح ہوا ہے یا نہ اس بات سے جلدی مطلع فرماویں +

نقل النقل خط اول بذریعہ مراسلہ پاس وکیل خانصاحب بہادر بمراد دریافت حال مواجب وغیرہ کے بھیجا گیا اور رعبدالواحد خان کو فہمایش ہوئی کہ بالفعل اینجانب تصفیہ مقدمہ قلات میں مصروف ہیں جو ایک بڑا بھاری مقدمہ ہے جب اس کام سے فراغت ہوئی۔ تب در باب کشایش درہ بھل چوٹالی اور طریقہ صلح و اتحاد اقوام کاکڑی وغیرہ کے طرف توجہ کیا جاویگا بالفعل اون لوگون کو تسکین دیویں اور اپنے اختیار میں رکھیں جب ضرورت ہوئی بمعہ سردار محمد سعید خاں طلب کئے جاوینگے اور در باب مری کے جو لکھا ہے اگر مردمان زوبی وغیرہ افغان کو مقدور بیخکنی مری کا ہے تو اختیار رکھتے ہیں۔ مگر ممکن نہیں +

۲۰ جون ۱۸۷۶ء۔ از جانب جام عالیخان و میر ابراہیم خاں و گھور خان و عطا محمد سابقہ وزیر وغیرہ سرداران جہالاوان عرائضات از مقام زہری موصول ہوئیں لکھتے ہیں کہ ہم لوگ زہری میں پہنچ گئے ہیں دو روز یہاں رہینگے بعد اس کے جملہ سرداران جہالاوان یکجا روانہ ہو کر بخدمت حضور حاضر ہونگے +

نواب محمد خان وکیل خانصاحب بہادر واسطے ملاقات حاضر ہوا در باب گھاس کے مذکور ہوتا رہا اُس کا مطلب تھا کہ میجر سنڈیمن صاحب بہادر اپنے اختیار پر فیصلہ دیوینگے لیکن صاحب بہادر نے بدستور خانصاحب پر حصر رکھا۔ یہ ٹھہرا آیندہ سال کے واسطے جو سرکار حکم کریگا لیکن اغلب ہے کہ خانصاحب واجب فیصلہ کرینگے۔ اور وکیل مذکور سے معلوم ہوا کہ عرصہ چار سال سے جب کپتان ہریسن صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ قلات میں تشریف رکھتے تھے

ایک افغان نے صاحب ممدوح سے کچھ بے ادبی کی تھی۔ تب سے خانصاحب نے اس افغان کو زیر حراست رکھا ہوا انقاب خانصاحب کا منشا ہے کہ اگر کچھ ضرورت تحقیقات اور دریافت کے ازجانب سرکار انگریزی نہ ہوئے تو اس کو رہائی ہوگی۔ میجر سنڈیمن صاحب بہادر نے حسب الاستدعا وکیل مذکور بذریعہ تحریری جواب دیا کہ اگر خانصاحب بہادر افغان مذکور کو رہائی دینا چاہتے ہیں تو کوئی امر مانع نہیں۔ بلکہ نامبردہ قابل رہائی کے ہے کہ چار سال سے قید میں ہا اور مقدمہ کہنہ ہے کچھ ضرورت زیادہ دریافت ازجانب سرکار انگریزی نہ ہوگی +

۲۸ جون ۱۸۷۶ء۔ آج سردار اسد خان نے معہ مردمان شوران زئی بروہی دربار خانصاحب میں جاکر عرض کیا کہ زمین مردمان شوران زئی جو قدیمانہ اُن کا حق اور ملکیت ہے فیض محمد نائب نے ضبط کرکے داخل سرکار کردی ہے خانصاحب نے نائب مذکور سے دریافت کیا اُس نے کہا کہ زمینداران دیہہ نے ہم کو لکھایا ہے کہ یہ زمین سرکاری ہے پس خانصاحب نے فرمایا کہ کل زمینداران کو طلب کرکے دریافت حال مقدمہ کے کرونگا +

۲۹ جون ۱۸۷۶ء۔ سردار امام بخش خان و جمال خان تمنداران نے جو حسب الحکم حضور میجر سنڈیمن صاحب بہادر بخدمت خانصاحب بہادر بمراد دریافت حال منشاء خانصاحب درباب بندوبست کشائش درہ بولان گئے تھے واپس آکر بیان کیا کہ خانصاحب سے اس بارہ میں بہت گفتگو ہوتی رہی خانصاحب نے فرمایا کہ اب تک جو ابتر حالت درہ مذکور کی رہی ہے یہ باعث ہے کہ پیشتر اس سے ۱۸۷۳ء میں جو سرواہی لوگوں نے درہ مذکور میں غارتگری کی تھی سرکار نے اُن پر ذمہ واری نہ لگائی اور نہ اُن سے پورا عوضانہ مال غارت شدہ کا وصول ہوا۔ باوجودیکہ سرکار نے حکم دیا کہ اگر سرکار ہم کو کافی مدد دیوے تو ہم اپنے زور کے ساتھ بندوبست کشائش درہ مذکور کا کرینگے۔ پس مناسب متصور ہوا کہ پیشتر کرنے رپورٹ مفصل حال درہ مذکور کے خانصاحب سے صلاح کی جاوے چنانچہ بموجب طلبداشت میجر سنڈیمن صاحب بہادر خانصاحب بہادر صاحب ممدوح کے دربار میں تشریف لائے اول معمولی طور عام دربار ہوا بعد اس کے عام لوگوں کو رخصت کیا گیا خاص لوگ بموجب ذیل جانبین سے حاضر رہے +

همراہ خانصاحب	همراہ میجر سنڈیمن صاحب بہادر
وکیل محمد خان مستوفی فقیر محمد عبداللہ خان افغان پیر جان نائب	سردار امام بخش خان تمندار مزاری جمال خان تمندار لغاری ہتورام سپرنٹنڈنٹ

میجر سنڈیمن صاحب نے بموجب منشاء گورنمنٹ ہند اپنی یادداشت و تجویزات درباب کشایش درہ مذکور جو بخط انگریزی تحریر کے تھیں حسب ذیل قرار دی۔ اوّل خانصاحب کل ذمہ واری درہ جات اپنے ذمہ پر لیوے۔ دویم یا سرکار انگریزی کل ذمہ واری اپنے ذمہ پر لیوے۔ خانصاحب کو ذمہ واری سے چھوڑا جاوے۔ سوئم خانصاحب بموجب صلاح و مدد میجر سنڈیمن صاحب بہادر بندوبست کشایش درہ جات کا بعد صلاح و انجام اولس کے کرے۔ تجویز اول بموجب موجودہ حالت اس وقت کے تنہا خانصاحب سے ممکن نہیں کیونکہ اگر ممکن ہوتا تو اب تک یہ حالت ابتری درہ جات کی نہ رہتی۔ تجویز دوم خانصاحب کا بہت نقصان ہوگا۔ کیونکہ اگر سرکار انگریزی کل ذمہ واری اپنے اوپر لیوینگے تو آمدنی فیس یعنی سنگ اور بدرقی بھی اپنے قبضہ میں لیوینگے۔ اور اول اُن فرقہ جات کو تقسیم کر دیوینگے جو ذمہ وار حفاظت کے ہونگے۔ اس سے خانصاحب کو سراسر نقصان ہے۔ تجویز سوئم واجب نظر آتی ہے۔ میجر سنڈیمن صاحب صلح و انجام مردمان اولس وغیرہ کے ساتھ بندوبست کرتے ہیں بخوبی مدد دیوینگے اور خانصاحب بھی مدد دیوینگے اس طرح بندوبست کشایش درہ بخوبی ہوگی۔ بدوں صلح مردمان اولس کے ممکن بھی نہیں۔ یہ کیفیت فارسی میں ترجمہ ہوکر خانصاحب کو بحاضری سرداران مندرجہ صدر سنائے گئے۔ خانصاحب نے بعد سماعت ترجمہ کے یہ جواب دیا کہ بالفعل جو بندوبست سپردگی حفاظت درہ بولان بہ مسمی اللہ دتہ خان کردہ ہوا ہے اینجانب خوش ہے اور مناسب بھی اسی طرح تھا اگرچہ آمدنی بدرقی میں ہم کو کچھ نقصان ہوگا لیکن کچھ پرواہ نہیں جس وقت جملہ تنازعات کا فیصلہ ہوکر پختہ بندوبست ہمارا سرکار سے ہوگیا اینجانب حسب صلاح میجر سنڈیمن صاحب بہادر حسب تجویز سوئم بندوبست کشایش درہ مذکور کے کرینگے۔ یہ تقریر خانصاحب بہادر کی بھی اس وقت قلمبند کی گئی اور خانصاحب نے بعد سماعت مہر خود ثبت کردے۔ بعد اس کے بات چیت تفریح طبع کے فیمابین میجر سنڈیمن صاحب بہادر اور خانصاحب بہادر ہوتی رہی ہے۔ خانصاحب نے فرمایا کہ ہم سب کام میں دل سے کوشش کریگا۔ اور جو بوجھ اس مقدمہ کا ہے۔ ایک نصف آپ اُٹھاوینگے تو دوسرا نصف اینجانب اُٹھاوینگے +

یکم جولائی ۱۸۷۶ء۔ مالگذار خان رسالگدار گذارش کرتا ہے کہ دو نفر مردمان مری بتقریب کاروبار خود بمقام بکڑاد قریب سرحد کچھی آئے تھے جب بعد کاروبار خود واپس ہوئے مردمان بنی مسکونہ مقام کرک نے ہمراہ ہر دو کسان لڑائی کی جنمیں ایک نفر مری مارا گیا اور دوسرا بھاگ گیا +

سردار اللہ نہ خان کرد گذارش کرتا ہے کہ دوست محمد پسر خود کو واسطے لانے اسباب حضور اور قافلہ کے جو جیکب آباد سے روانہ ہوا ہے بھیجدیا ہے جس وقت شہر حاجی میں قافلہ پہنچ گیا اسباب کو ہمراہ خود لاوینگے +

۲ جولائی ۱۸۷۶ء - از جانب جام عالیخان و میر گھور خان و میر ابراہیم خان و عطا محمد وزیر وغیرہ سرداران عرائض باطلاع سلامتی خود بمقام اسکلکو اور آنے منزل بمنزل اور پہنچنے اطلاع از قلات دربارہ لے جانے چند باقی یعنی غلام ازان ملا عطا محمد وزیر منجانب ملازمان خانصاحب کے اور شعر استدعاء ممانعت باز رہنے خانصاحب ہمچوں افعال کے موصول ہو کر بذریعہ پروانہ محمد خان وکیل کو تحریر ہوا کہ بروز تحریر یادداشت شرائط صلح خانصاحب نے رہائی جملہ عیال اطفال وزیر مذکور کے منظور کرکے درج درخواست خود کرے یقین کہ خانصاحب اپنے عہد پر قائم ہوگا اس بات کی دریافت کرکے اطلاع دیویں اور پروانہ بنام سرداران جہالاوان لکھا گیا کہ جب یہاں پہنچ جاوینگے بعد دریافت بالمشافہ فیصلہ ہوگا - اور تحریر ہوا کہ آپ لوگوں کو اس قدر دیری سے نہ آنا چاہیئے - چونکہ جام میر خاں باپ جام علیخان قید میں ہے ہم کو ایسی امید تھی کہ جب اطلاع طلب داشت ہماری پہنچینگے تم لوگ بہت جلد حاضر ہو جاؤگے قریب ایک ماہ ہوا کہ خانصاحب اور اینجانب بانتظار آنے آپ کے بمقام مستونگ متوقف ہیں -

واضح ہو کہ خانصاحب نے بعد تحریر یادداشت شرائط انجام و قبول کرنے تابعداری سرداران سراوان کے دینا روزانہ معمولی کا بموجب دستور قدیمانہ قبول کیا تھا چنانچہ معرفت مستوفی خود فہرست بنوائی ذکر اس کا ڈائری ہفتہ سوئم ابتدا ۱۷ الغایت ۲۳ جون ۱۸۷۶ء میں درج ہو چکا ہے چند روز خانصاحب روزانہ دیتا رہا بعد اس کے کہا کہ ہمارے ساتھ جس قدر روپیہ تھا منجملہ اُس کے قریب ... میجر سنڈمین صاحب کو واسطے تنخواہ افواج کے عاریتاً دیا - اب جو روپیہ ہمراہ تھا خرچ ہو چکا ہے - میجر سنڈمین صاحب روزانہ سرداران بروہی کا بندوبست کریں بران مبلغ ... روپیہ روزانہ علاوہ ... روزانہ اسد خان کے مقرر ہوا - کہ بالفعل میجر سنڈمین صاحب بہادر از خود دلواتے رہے بروقت تصفیہ مقدمہ تجویز ہوگا +

چونکہ معلوم ہوا کہ چند مردمان بروہی بابت ضبطی معافیات اور زمینات خود نسبت فیض محمد نائب مستونگ دعویدار ہیں براں سردار امام بخش خان و جمال خان زمینداران کو بھیجا گیا کہ بخدمت خانصاحب جاکر حال بیان کریں اور کہیں کہ از روے انصاف اس کا فیصلہ ہونا چاہیئے -

سردار موصوف بعد سلام خانصاحب واپس آئے اور بیان کیا کہ خانصاحب کو بابت زمینات و معافیات کے مفصل حال گذارش کیا گیا ہے خانصاحب نے فرمایا کہ ہم کو بالکل بیگانہ حق مطلوب نہیں اور نائب فیض محمدؐ کو حلف دیا ہے کہ بموجب ایمان کے جو تم خود واقف ہو یا دریافت سے معلوم ہو جو بیگانہ حق معافیات اور زمینات کا ہو وہ واگذار کرو اور جو ہمارا اپنا حق ہے وہ قابو کرو اس بات کا گناہ تمہاری گردن پر ہے اور خانصاحب نے کہا ہے کہ تم دونو سرداران بشمول فیض محمد بیٹھ کر تصفیہ ان امورات تنازعات کا بعد از دریافت کر دو۔

نواب محمدؐ خان اور فیض محمدؐ نائب حسب الطلب براد سلام کے حاضر ہوئے اُن کو بھی بہت فمایش کی گئی کہ سیدھا کام اچھا ہے اگر کچھ بھی تم لوگ زیادتی کرتے ہو تو خانصاحب کی بدنامی ہے۔ تم لوگ خیال کرو کہ خانصاحب کے حق میں خیر خواہی تمہاری اسی کام میں ہے کہ اس موقعہ پر واسطے پختہ ہو جانے صلاح اور مل جانے خانصاحب اور بروہی کے کوشش کرو چھوٹی چھوٹی بات مثلاً گھاس یا ضبطی معافی اور زمین پر تم لوگون نے نا اتفاقی یا رنج ڈالا تو خلل پیدا ہوگا۔ وکیل نے یہ جواب دیا کہ آج خانصاحب نے عند الملاقات سردار امام بخش خان وجمال خان کے صاف کہدیا ہے کہ جو بیگانہ حق ہے ہم کو درکار نہیں ہمارا اپنا حق کسی کو بیفائدہ نہ دیا جاوے صاحب بہادر نے یہ فرمایا کہ جو خانصاحب کا حق ہے تم لوگوں پر فرض ہے محفوظ رکھو لیکن بیگانہ حق مت غصب کرو۔ اس گفتگوے کے وقت فیضو کا دل خوش تھا۔ ایک دفعہ اس نے ایسا کہا کہ گھاس تزنگر کا مردمان بروہی بسبب دائر ہونے تنازعہ کے ملتوی ہے لیکن اب دہوار لوگ بھی نہیں دیتی۔ جب میجر سنڈیمن صاحب نے کہا کہ ہمارے ساتھ ہو کر ایک دہوار کا نشان دو جو معمولی گھاس نہیں دیتا ہم بندوبست کرینگے تب منکر ہو گیا۔ پایا گیا کہ اس کا ارادہ صرف یہ تھا کہ ناحق تہمت دیکر خانصاحب کے دل میں آزردگی لاوے۔ واسطے تصفیہ تنازعات معافیات اور زمینات کے جو فیض محمدؐ سے تذکرہ ہوا کہا کہ پرسوں بمعہ جملہ سندات اور زمینداران حاضر ہو کر فیصلہ کرونگا۔

۳ جولائی ۱۸۷۶ء۔ از جانب جام عالیخان و میر گھور خان و ابراہیم خان و ملا عطا محمدؐ وغیرہ سرداران جہالاوان بدر جواب پروانہ مجریہ ۲ جولائی ۱۸۷۶ء کے از مقام سنگچر یہ رپورٹ پہنچی کہ ہم لوگ سنگچر میں پہنچ گئے ہیں کل امان اللہ اور پرسون ۵ جولائی ۱۸۷۶ء کو مستونگ میں وارد ہونگے۔ فی الصدق جب حضور نے طلب کیا تھا منتظران مثل پرند کے اُڑ کر حاضر ہو جاتے لیکن

بنظر اس کے کہ راستہ میں گرمی بہت تھی اور بباعث ہونے منازل زیادہ کے قریب ۱۰ شتران اور بیس اسپان ضائع ہوئے توقف ہوا ہے اب جلد تر جس قدر ممکن ہے حاضر ہو نگے

بورود تحریر مسٹر بروس صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر جیکب آباد واضح ہوا کہ غلام مرتضے خان تمندار گبتی اب تندرست ہوگیا ہے اور مقدمان اپنے کو طلب کرکے درباب انتظام تمن خود وغیرہ صلاح کررہا ہے۔ نیز خبر ملی کہ مردمان مری زمین کھولو پر قبضہ کرکے آپسمین تقسیم کررہے ہیں بلکہ سنا گیا کہ شیر دل مزارانی مری بھی وہاں گیا ہے۔

کیچی خان مزارانی مری نے حاضر بحضور ہوکر واسطے شمول بندوبست بولان کے استدعا کیا جس وقت بندوبست بولان کا ہمراہ الہڈنہ خان کے ہوا اُس وقت بھی مردمان مزارانی کی شمولیت درج کی گئی تھی بران بذریعہ پروانہ الہڈنہ خان کے پاس بھیجا گیا۔

۴ جولائی ۱۸۷۶ء۔ محمد خان وکیل خانصاحب نے بدر جواب مراسلہ میجر سنڈمین صاحب بہادر جو ۲۶ جون ۱۸۷۶ء معہ نقل خط سردار پانے زئی موسومہ محمد سعید خان کے بھیجا گیا تھا تحریر کیا کہ جب کچھ کاروبار متعلق مردمان مذکور ہوتا ہے تب نائب شال اُن کو تنخواہ دیتا ہے اور کام لیتا ہے جب ضرورت کام کی نہیں ہوتی کچھ تنخواہ نہیں دیجاتی +

میر تقی شاہ میر منشی جام عالیخان حاضر ہوکر مشرف سلام ہوا اور کہا کہ جام عالیخان وغیرہ سرداران جہالاوان آج امان اللہ میں ہیں کل یہاں پہنچ جاوینگے۔ اور استدعا کیا کہ سلامی توپوں کی واسطے جام عالیخان کے ہو۔ لیکن میجر سنڈمین صاحب نے جواب دیا کہ اول ہم کو معلوم ہے کہ واسطے جام عالیخان کے کچھ سلامی مقرر نہیں دوسرا خود جام نظر بند ہے یہ جام کا بیٹا ہے اس سبب اس وقت واجب نہیں۔ درباب رہائی جام وغیرہ بہت بات چیت ہوتی رہی فیض محمد نائب معہ پیر جان حاضر آیا روبروے سردار امام بخش خان و جمال خان تمنداران فہرست استغاثہ ہا مردمان بروہی اور فیض محمد کے بنائی گئی۔ تمنداران موصوف بطور منصف دریافت کرتے رہے بملاحظہ سندات اور وجوہات پیش کردہ مردمان بروہی پایا گیا کہ چند زمینات ایسی ہیں جو قدیم سے معاف ہیں سندات بزرگان خانصاحب اور خود خانصاحب کے موجود ہیں اب فیض محمد نائب نے برخلاف سندات ضبط کرلی ہیں۔ نائب فیض محمد کچھ شافی جواب نہ دے سکا۔ اور بعضی زمینات ایسی بروہی نے بقیمت خرید کے فیض محمد نائب مذکور ایسا دعوے کہکے کہ بائعان ملازمان خانصاحب کے تھی اُن کو اختیار بیع کا نہیں تھا۔ نے لیں۔ حالانکہ بیعنامہ پر مواہیر بزرگان خانصاحب

ثبت ہیں۔ جب فیض محمد سے جواب طلب ہوا کچھ شافی جواب نہ دیا۔ چونکہ فیض محمد نائب مذکور ایک شخص دیہاتی اور مسکونہ مستونگ کا ہے اب وہ نائب مقرر ہوا ہے۔ اکثر لوگ اُس کی شکایت کرتے ہیں کہ وہ واسطے فائدہ خانصاحب کے لوگوں پر ظلم کرتا ہے۔ سردار امام بخش خان و جمال خان تمنداران نے بذریعہ ملا پیر جان بخدمت خانصاحب پیغام بھیجا کہ نائب مذکور کے ایسا کرنے سے آپ کی بدنامی ہے آپ نائب مذکور کو فہمائش فرماویں خانصاحب نے سرداران کی رائے منظور کی اور کہا کہ کل سرداران ملاقات کے واسطے آویں ؞

۵ جولائی ۷۶ء۔ سردار امام بخش خان و جمال خان تمنداران بخدمت خانصاحب جا کر مشرف سلام ہوئے اور سارا حال خود روبروی بیان کیا خانصاحب نے کہا کہ ہم کو بالکل چھوڑ دینا بیگانہ زمینات اور معافیات کا جو ہمارے عہد حکومت میں ضبط ہوئے ہیں۔ منظور ہے جو بزرگان ہمارے کے وقت میں ضبط ہوئے ہیں۔ اُن کو نہیں چھوڑ سکتا۔ لیکن جو ہمارے وقت میں ضبط ہوئے ہیں چھوڑ دی جاویں۔ اور فیض محمد کو بھی فہمائش کی کہ جو بیگانہ حق ہے واپس دو ناحق اُن پر مت دعوے کرو اگر کچھ واجبی دعوے ہے تو معہ ثبوت روبروے سرداران پیش کرو فیض محمد صرف لاطائل عذرات پیش کرتا رہا۔ اور خانصاحب نے سرداران کو اختیار دیا کہ جو مناسب ہو اُن معاملات کو طے کر دیویں۔ تاکہ سرکار تک اینجانب کی بدنامی ظاہر نہ ہو۔ نیز سرداران کو کہا کہ تم لوگ ہمارے خیر خواہ ہو جس میں ہماری بہتری دیکھو بیدریغ عرض کرو۔

محمد امیر خان رسالدار رجمنٹ نمبر ا پنجاب کیولری معہ دہ سواران بطور پیشوائی جام عالیخان اور اُتارہ نے اُن کے بمقام پڑاو مقررہ کے بھیجا گیا نیز سردار ملا محمد خان بہ اجازت خانصاحب بہادر کے براد استقبال سردار جام عالیخان وغیرہ سرداران کے گیا بوقت دس بجے جام عالیخان وغیرہ سرداران جہالاوان داخل کمپ مستونگ ہوئے۔ قریب دو ہزار مردم ہمراہ سرداران موصوف ہونگے۔ بقدر دو اڑھائی سو نفر پیادہ ہیں۔ اور ما رنفر سواران اور باقیماندہ مردمان اولس ہمراہ جام عالیخان وغیرہ سرداران کے ہے۔ پلٹن اور رسالہ کی وردی اور ہتھیار اچھے ہیں۔ پلٹن کی بندوق ریفل ہے جس میں پیچھے سے کارتوس ڈالے جاتے ہیں ؞

۶ جولائی ۱۸۷۶ء۔ جام عالیخان معہ سرداران ذیل گھور خان زہری۔ میر ابراہیم خان برادر نور دین مینگل۔ چاکر خان بجنگ۔ صالح محمد موسیانی۔ مہیم خان گرگناری وغیرہ بخدمت میجر سنڈیمن صاحب بہادر جا کر مشرف سلام ہوا۔ صاحب بہادر نے عام دربار میں سرداران جہالاوان کو منشا سرکار

سے مطلع کردیا۔ سرکار عالیہ کا یہ منشا ہے کہ مدت سے جو اس ملک قلات میں تنازعات واقعہ
ہیں۔ جن سے آمد و رفت تجارت کے بند اور ملک میں بے امنی ہے مناسب ہے کہ بموجب
انصاف کے یہ تنازعات فیصلہ ہوں اور خانصاحب بہادر اور سرداران اپنے اپنے حقوق پر
قائم ہوکر برائے آیندہ آپسمیں صفائی اور صلح رکھیں اسے مطلب کیواسطے سردی کے موسم
میں بھی اینجانب اس ملک میں آیا اُس وقت سرداران سراہان ہمارے پاس موجود اور بموجب
منشاء سرکار انگریزی فیصلہ پر مستعد تھی لیکن سردار نور دین خان مینگل خود بخود خانصاحب کے
پاس اپنے مطلب کے لئے چلا گیا اسی سبب فیصلہ ملتوی رہا۔ سب سرداران نے یہ جواب دیا
کہ جیسا سرکار انگریزی کا منشاء ویسا ہم لوگ تعمیل کرینگے بعدہ حلبنہ برخواست ہوا تھوڑی دیر
بعد جام عالیخان خلاصہ واسطے ملاقات کے آیا درباب فیصلہ مقدمہ کے اس کے ساتھ گفتگو
ہوتی رہی اور یادداشت شرایط انجام جو خانصاحب نے تحریر کی تھی جام عالیخان کو سنائی گئی
اُس نے تمام شرایط کو بخوشی منظور کیا صرف اس قدر کہا کہ خانصاحب نے جو اپنی یادداشت
میں لکھا ہے کہ بشرط قبول کرنے تابعداری بموجب رسم قدیمانہ جام صاحب کو رہا کیا جاوے
قدیم سے فیما بین خانصاحب اور جام کے طریقہ دوستی چلا آتا ہے بلکہ ایک دوسرے سے خویشی
بھی ہے خانصاحب کو ہمارے ملک پر کچھ دخل نہیں رہا نہ کچھ تابعداری خانصاحب کی جام پر
رہی ہے ہاں مدد لشکر کشی البتہ جام صاحب دیتا رہا سو خانصاحب بھی جام کو مدد دیتے رہے
بسبب طریقہ دوستی کے ایسا ہوتا رہا۔ اب بھی جیسا رسم قدیمانہ ہے ویسا رابطہ دوستی کا رہیگا۔
جواب دیا گیا کہ خانصاحب نے خود اپنی یادداشت میں رسم قدیمانہ لکھا ہے پس جیسا رسم قدیمانہ
رہا اب بھی اُسی پر دونوں فریق کو عمل کرنا ہوگا جام نے اس بات کو بخوشی منظور کیا۔ اور درباب
بستی کمال خان جو اصل مبدار فساد و باعث قید جام میر خان کا ہے تذکرہ ہوتا رہا۔ آخر یہ قرار
پایا کہ جب جام میر خان خود رہا ہوکر آویگا اُس وقت اس کی بابت تذکرہ ہوگا بعد اس کے
میر ابراہیم خان خلاصہ سلام کے واسطے حاضر آیا اُس کے ساتھ بات چیت ہوئی اس نے
واسطے حقرسی خون نور الدین خان برادر حقیقی خود دعوے کیا جب اس کو وجوہات کے ساتھ
کہا گیا کہ خود نور الدین کا ارادہ بھی خانصاحب کے ساتھ فریب کا تھا خانصاحب نے مطلع
ہوکر پہلے ہی اس کو مار دیا۔ پس اب تم کس طرح مستحق حقرسی خون کے ہو سکتے ہو اول
اگرچہ اس بات سے اس کو اعتراض تھا لیکن بعد سماعت وجوہات اُس نے بھی دعوی چھوڑ دیا

ایک دو واجبی عرض پیش کئے۔ اول یہ کہ بموجب طریق قدیمانہ خانصاحب واسطے تعزیت پرسی
کی ہمارے ڈیرہ پر آویں۔ دوسرا دستار سرداری مینگل کے پسر نوردین کو جو چھ سات سال
کا ہے بندھوائی جاوے۔ اور تا بلوغت اس کے سربراہی ہمارے سپرد رہے۔ تیسرا امیر محمد
مینگل جو خسر پور سردار نوردین کا ہے وہ خانصاحب کے پاس رہتا ہے بحالت نزاع خانصاحب
نے ارادہ دینے دستار سرداری مینگل کا اس کو کیا ہوا تھا۔ اس کی مداخلت ہمارے ثمن پر
نہ رہے تاکہ خلل واقع نہ ہو۔ چونکہ یہ امورات واجبی تھے کہا گیا کہ خانصاحب ان امورات پر
بخوبی غور کر کے فیصلہ کرینگے +

، جولائی ۷۶ء۔ پیشتر چلنے پاس خانصاحب کے سرداران جہالاوان نے ایک درخواست
پیش کی تھی یہ کہ بصلاح جملہ سرداران اور مردمان اولس کی دستار سرداری جہالاوان کی بجائے
تاج محمد خان کے گھور خان کو دی گئی ہے اب جو ہم لوگ واسطے سلام خانصاحب کے جاوینگے
بموجب رسم قدیمانہ دربار میں اول نمبر جام عالی خان اور دوم نمبر گھور خان بجائے تاج محمد خان
کے اور سوئم نمبر میر ابراہیم خان بجائے نوردین کے اور باقی سرداران اپنے اپنے موقعہ اور نمبر پر
بیٹھینگے۔ اس بات کا خانصاحب سے پہلے بندوبست کیا جاوے۔ چنانچہ بذریعہ سردار امام بخش خان
و جمال خان تمنداران خانصاحب سے تذکرہ ہوا خانصاحب نے یہ بات قبول کی کیونکہ جس وقت
یادداشت شرائط انجام کے پیش ہوئی تھی اُس وقت بھی اس بات کا تذکرہ ہوا تھا اور خانصاحب
نے وعدہ فرمایا تھا کہ اگر جملہ سرداران اور مردمان اولس دستار سرداری کی گھور خان کو دیوینگے
تو ہم قبول کرینگے۔ جب دربار میں گئے بموجب تحریر مندرجہ صدر داخل دربار ہوئے۔ خانصاحب
نے حسب دستور سب سرداران کو تعظیم دی اور معمولی حال پرسی ہوئی۔ میجر سنڈیمن صاحب بہادر
نے سپیچ کیا کہ مدت سے علاقہ قلات میں بسبب تکرار فیما بین خانصاحب و سرداران کے
بے امنی چلی آتی ہے چند گونہ فساد از طرف جانبین ہوا لوگ بھی قتل ہوئے اور نقصان مال
بھی ہوا آمدورفت سوداگروں کی بند رہی ملک کی آمدنی میں خلل ہو گیا اسمیں سرکار
انگریزی کا بھی نقصان اور سرکار قلات اور سرداران بروہی کو بھی نقصان ہوا۔ اب سرکار انگریزیکا
منشاء ہے کہ یہ تنازعات رفع ہوں۔ اور برائے آیندہ بذریعہ صلح امن ملک کا ہوا اینجانب سردی
کے موسم میں بھی اسی اُمید پر اس ملک میں آئے تھے لیکن اس سبب سے کہ نوردین خان
وغیرہ سرداران جہالاوان الگ رہے ہمارے ساتھ شامل نہ ہوئے اور کچھ اور سبب تھے کہ

اس وقت فیصلہ نہ ہؤا اب پھر اینجانب بموجب حکم سرکار کے آئے ہیں خانصاحب نے صلح منظور کر کے درخواست لکھدے سرداران سراوان پیشتر سے اینجانب کے ساتھ تھے سرداران جہالاوان بھی اب حسب الطلب اینجانب آئے بہتر ہے کہ سرداران جہالاوان صدق دل سے گذشتہ رنج فراموش کر کے خانصاحب کی تابعداری کریں خانصاحب اُن پر نظر مہربانی رکھیں اور اُن کے حقوق واگذار فرماویں۔ سرداران جہالاوان نے یہ جواب دیا کہ خانصاحب ہمارا حاکم ہے اگرچہ خانصاحب نے ہمارے بھائی یا عزیز قتل کیے مگر وہ بھی خانصاحب کا اپنا نقصان ہؤا کہ اس کا اولس تھا اگر پرورش کرتا تو کسی دن اس کی مدد میں کام آتے اب بھی ہم لوگ خانصاحب کے دروازہ پر حاضر ہیں اگر ہم لوگوں پر نظر مہربانی رکھیں اور پرورش کرینگے تو ان کے کام آوینگے خانصاحب مالک ہیں۔

الهڈنہ گردگذارش کرتا ہے کہ چند نفر مردمان شیرانی مری اپنے وطن سے بسبب کسی تکرار خانگی کے کوچ کر کے ہمسا گرت مینگل بروہی کے رہتے تھے اب مردمان دومڑ نے چار نفر مری مذکور کو قتل کر کے اُن کا کچھ مال مویشی غارت کیا اس بات پر مینگل کو اور ایک حصہ دومڑ کو جو وہ بھی قریب مینگل کے رہتا تھا رنج ہوا دیکھا چاہیے کہ اب تصفیہ اس کا کس طرح ہوتا ہے سردار ملا محمد خان کو لکھا گیا کہ فیصلہ اس کا مناسب طور کر دیوے تا کہ کچھ ازیاد تکرار کا نہ ہو۔

بیان رحمت اللہ سپاہی کمپنی نمبر ۸ ملازم پلٹن فسٹ بلوچی بمعہ چٹھی صاحب کمشنر سندھ مشتبہ حکم صاحب کمشنر بہادر ڈیرہ جات بمراد تصدیق کے ہمارے پاس پہنچا۔ جام عالیخان سے بذریعہ مراسلہ بتر سیل نقل بیان کے دریافت کیا گیا اُس نے جواباً تحریر کیا کہ رحمت اللہ کو نہ ہم نہ ہمارے ملازمان شناخت کرتے ہیں نہ کبھی وہ ہماری پلٹن میں ملازم ہوا ہے ہماری پلٹن میں بغیر لینے ضمانت کے کسی کو نوکری نہیں دیجاتی ہماری پلٹن میں کبھی یہ نوکر نہیں ہوا جھوٹ بیان کیا ہے +

محمد خان برادر شیر زمان خان سردار سیوی نے بذریعہ عرضی خود اطلاع فوتیدگی شیر زمان خان بسبب لگنے زخم منجانب گرانی بروہی کے اور اس کے مستعد ہونے برائے انتقام برادر خود از مردمان گرانی وغیرہ تحریر کیا جواب لکھا گیا کہ فوتیدگی شیر زمان خان سے افسوس ہوا کہ خیر خواہ سرکار تھا اب بجائے برادر اپنے کے تم موجود ہو خیر خواہی سرکار میں کوشش کرو۔ اور چونکہ شیر زمان خان اتفاقیہ زخمی ہوا تھا چنانچہ اُس نے بحین حیات عرضی خود میں یہ حال لکھا تھا بالفعل تم کو ایسی جلدی کرنی واجب نہیں بالفعل صبر کرو ملا محمد خان اُس طرف آوینگا

تمہارے ساتھ فیصلہ اور بندوبست کرینگے۔نیز بنام مقدمان بازوزی تحریر ہؤا کہ درباب اس کے کہ دستار متوفی پر ہمراہ محمد خان کچھ تکرار نہ ہو بموجب دستور خاندان خود محمد خان کو مدد دیویں اور اس کو بالفعل انتقام گرانی سے ممانعت کریں کہ ازدیاد فساد نہ ہو۔نیز سربلند خان سوتر محمد خان کو تحریر ہوا کہ وہ بھی دستار پر کچھ فساد نہ کرے اور انتقام سے روکے۔

اسباب میجر سنڈیمن صاحب بہادر اور صاحبان کمپ بتعداد ۱۵ شتران علاوہ بقدر چالیس شتران سوداگران کے کچھی سے مستونگ میں سلامت پہنچ گئےء اور ایک چھوٹا سا قافلہ مستونگ سے اور ایک چھوٹا سا قافلہ شال سے واسطے کچھی کے براہ بولان اس عرصہ میں روانہ ہو گیا اور سب طرح خیریت ہے۔

۸ جولائی ۱۸۷۶ء چونکہ سرداران و مردمان اولس سراوان بروہی چند دعوے بابت ضبطی معافیات وکم وبیشی حصص محصول وملکیت زمینات جو بحالت نزاع وتکرار کے فیض محمد نائب مستونگ کا وقتاً فوقتاً قابض ہوتا رہا اور برطبق گذارش سرداران بروہی جہت حقرسی اپنی کے خانصاحب نے واپس دینا ایسے زمینات اور حقوق معافی وغیرہ کا جو اس کی اپنی عملداری میں بسبب اس نزاع کے ضبط ہوئے تھے یا نائب نے خلاف حکم ضبط کی تھی منظور فرما کر واسطے فیصلہ ان امورات کے از جانب خود معتبران ذیل نواب محمد خان وکیل مستوفی فقیر محمد ملا عبداللہ جان اور از جانب سرداران۔سردار امام بخش خان۔سردار جمال خان لغاری۔سردار ملا محمد خان رئیسانی نے بطور کمیٹی یعنی جرگہ مقرر کئےء گئے کہ وہ مدعیان کا دعوے اور نائب کا جواب اور سندات سنکر بموجب روئداد کے فیصلہ کر دیویں۔ہتورام سپرنٹنڈنٹ محکمہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو بمراد مددہی اور بنانے فہرست مفصل دعاوی ہمراہ مردمان کمیٹی بطور سکرٹری دیا گیا اور کارروائی تصفیہ ان دعویات کے شروع ہوئی۔آج تمام دن صبح سے شام تک کمیٹی ان تنازعات کے فیصلہ میں رہے۔

۹ جولائی ۱۸۷۶ء۔آج بھی کمیٹی اسی کام میں مشغول رہے اور اکثر دعاوی کا فیصلہ ہو گیا صرف تھوڑا باقی رہا کل تک فیصلہ ہو جاویگا۔

۱۰ جولائی ۱۸۷۶ء۔آج کمیٹی پھر فیصلہ تنازعات سراوان کے واسطے جمع ہوئے جملہ تنازعات باتفاق رائے جملہ اہالیان کمیٹی فیصلہ ہو گئےء۔چنانچہ فہرست مفصل فارسی میں ترتیب کی گئی جس میں مفصل بیان دعوے مدعی کا اور جواب فیض محمد نائب کا اور رائے منصفان کی درج

ہوکر فہرست روبروے خانصاحب بہادر پیش کئے گئے خانصاحب بہادر نے جملہ مقدمات میں رائے منصفان بحال رکھے اور ہر ایک دعوے کے سامنے حکم منظوری تجویز منصفان کا تحریر کرکے مہر خود ثبت کردی اور فیض محمد نائب کو فہمائش کی کہ آیندہ بموجب اس فہرست کے عمل کیا کرے۔ کچھ خلاف اس فیصلہ کے نہ ہو فہرست بعد ثبت مہر خانصاحب اور جملہ ارباب کمیٹی کے ہمارے دفتر میں واسطے یادداشت اپنے کے سپرد کی گئی۔ چونکہ چند امورات واجبی لائق پیشی خانصاحب بہادر کے سرداران جہالاوان بھی رکھتے تھے۔ اکثر امورات کی بابت مثلاً دستار سرداری بجاے تاج محمد خان بجی گھورخان زہری وغیرہ جو بڑے بڑے امورات تھے۔ اور خانصاحب قبول کر چکے تھے۔ صرف ایک امر کی بابت جو ابراہیم خان برادر نورالدین خان مرحوم کی درخواست تھی کہ خانصاحب بمراد فاتحہ خوانی نورالدین مرحوم کے بموجب دستور قدیمانہ کے آوینگے۔ خانصاحب نے جواب دیا کہ بالفعل ممکن نہیں لیکن پیچھے جب کچھی میں اُترینگے تب ہم جاوینگے۔ حسب منشاء خانصاحب سرداران جہالاوان کو فہمائش ہوئی کہ وہ لوگ اپنے جملہ امورات کی بابت کل تک فہرست بطور واجب العرض مرتب کرکے پیش کریں جو اسی کمیٹی کے سامنے پیش ہوگی +

۱۱ جولائی ۱۸۷۶ء۔ آج سرداران جہالاوان چنانچہ جام عالیخان وغیرہ حاضر ہوئے اور واجب العرض اپنا کمیٹی کے سامنے پیش کیا۔ کل للعہ سوال تھے جو اُنہوں نے اپنے واجب العرض میں پیش کئے۔ ارباب کمیٹی نے جملہ امور پر سوچ کر اپنی رائے لکھی جو روبروے خانصاحب پیش ہوئے خانصاحب نے رائے کمیٹی کو بخوشی منظور کرکے اُس پر مہر خود ثبت فرمائی منجملہ ۳۴ سوالات کے صرف ایک مقدمہ بابت املاک کمال خان ایلتازئی جس کی بابت سرکار انگریزی سے فیصلہ ہوچکا ہے اور اب وہ املاک خانصاحب کے قبضہ میں ہے حکم سرکار پر ملتوی رکھا گیا باقی دو مقدمات جو خلاف دستور تھے نامنظور ہوئی باقی سب منظور ہوئے۔ سب سرداران جہالاوان اس فیصلہ اور حکم خانصاحب سے خوش ہوئی۔ خانصاحب نے رہائی عیال اطفال ملا عطا محمد وزیر کے معہ شاہ غاسی علیجان و چہار کنیزک جو تھوڑے روز سے ملازمان خانصاحب عیال وزیر مذکور سے علیحدہ کرکے بجرم سراے خانصاحب لے گئے تھے منظور کرکے پروانہ بنام ملازمان خود متعینہ قلات تحریر کردیا لیکن درخواست کی کہ وزیر مذکور کو معہ عیال اطفال یہاں سے بالا بالا لعلاقہ سرکار انگریزی روانہ کیا جاوے۔ تاکہ پھر جاے لحاظ و فساد کے نہ رہے۔ اور نیز

خانصاحب نے بالفعل تا تشریف آوری صاحب کمشنر بہادر ڈیرہ جات جو تعین ہے کہ چار ماہ کے اندر ہوگی دینا خرچ خوراک واجب واسطے وزیر مذکور معہ پس ماندگان اُس کے حسب صلاح وراے کمیٹی منظور کیا۔ پروانہ معہ ملازمان وزیر مذکور قلات میں بھیجا گیا جو عیال و اطفال اُس کا یہاں آویگا ہمراہ وزیر مذکور ہند وبست اُس کی روانگی کا ہوگا۔ فی الحقیقت اب زیادہ عرصہ تک رہنا وزیر مذکور کا اس علاقہ میں مناسب نہیں ہے اور چونکہ چند نفر مردمان .... مینگل بمقدمہ غارتگری قافلہ کے جو بمرور عرصہ تین چار سال کے بولان میں غارت ہوا تھا بحکم خانصاحب زیر حوالات تھے خانصاحب نے اُنکی رہائی منظور کرکے پروانہ جات بنام نائب ڈاڈر اور قلات واسطے رہائی کے جاری کیئے اور وارثان قیدیان کو واسطے لانے قیدیان کے بھیجدیا +

۱۲ جولائی ۱۸۷۶ء۔ میجر سنڈیمن صاحب بہادر ہمراہ ملاقات خانصاحب بہادر و صلاح کرنے درباب مقرری تاریخ دربار وغیرہ مراتب خانصاحب کے پاس تشریف لے گیئے۔ ملاقات ہوئی خانصاحب نے ۱۳ تاریخ یعنی کل کے واسطے ہونا دربار کا منظور کیا اور کارروائی دربار کی بموجب ذیل قرار پائی۔ اول میجر سنڈیمن صاحب بہادر راہالیان دربار کو ایڈریس دیوینگے اور ظاہر کرینگے کہ اینجانب نے درمیان فریقین جو ایک دوسرے سے ناراض تھی آکر مصالحت کی۔ خانصاحب بہادر اس کا جواب دیویگا کہ مردمان اوس نے جو سردار گوہر خان زہری کو بجاے سردار تاج محمد خان مرحوم کی سرداری جہالاوان کا مقرر کیا ہے اینجانب کو منظور ہے۔ سردار شکر خان پسر سردار نور الدین خان کو بجاے پدر خود سردار قوم مینگل بحال کرنے کا حکم دینگے اور جب تک شکر خان بالغ ہوتا ہے میر ابراہیم خان برادر سردار نوردین خان کا اس کی سربراہی کریگا۔ اور کہیں گے کہ عرضی جام عالیخان وغیرہ سرداران سراوان اور جہالاوان کی بمراد رہائی جام میر خان کی ہمارے سامنے گذری جو بذریعہ مراسلہ موسومہ میجر سنڈیمن صاحب بہادر بھیجی جاتی ہے کہ بمراد سفارش رہائی جام مذکور بجناب سرکار عالیہ انگریزی کے بھیجی جاوے۔ خانصاحب سرداران کے ساتھ ہر گونہ مہربانی اور غور پیش آوینگے بشرطیکہ وہ لوگ اپنے اقرار نامہ اور فیصلہ پر جو جن پر تصدیق کے مواہیر خود سرداران و خانصاحب کی ثبت ہیں قائم رہینگے جام عالیخان و سردار ملا محمد خان رئیسانی سرداران کی طرف سے ایڈریس کا جواب دیوینگے اور کہینگے کہ ہم لوگ شرائط انجام کو منظور کرتے ہیں اور آیندہ قانون و دستور ریاست قلات پر عمل کرینگے۔ اور بموجب شرائط جو کاغذات فیصلہ میں درج ہیں جنکا اوپر ذکر ہے قائم رہینگے۔ ہتو رام سپرنٹنڈنٹ ڈپٹی کمشنر کا غذات فیصلہ تنازعات

وشرائط انجام جو برضامندی فریقین مرتب ہوکر مواہیر اُن کی ثبت ہیں پیش کریگا۔ میجر سنڈیمن صاحب بہادر خانصاحب سے پوچھیگا کہ آپ شرائط پر جو ان کاغذات میں درج ہیں اور سامنے موجود ہیں جس پر آپ نے اپنی مہر لگائی ہے منظور ہے یا نہیں تفصیل کاغذات یہ ہے۔ یادداشت شرائط انجام پیش کردہ خانصاحب۔ صلحنامہ متشبہ العبدات فریقین۔ اقرارنامہ بندوبست حفاظت درہ بولان۔ کاغذات فہرست تنازعات سراوان وجھالاوان جو معرفت کمیٹی کے تجویز ہوکر فیصلہ ہوا جس وقت خانصاحب جواب دیوینگے ہاں صاحب منظور ہے۔ پھر ایسا ہی سوال سرداران سے پوچھا جاویگا۔ جس وقت وہ بھی کہینگے منظور ہے پھر ۱۹۔ توپوں کی سلامی ہوگی اس بات کے مشتہر کرنے کے واسطے کہ فیمابین خانصاحب والی قلات اور جام عالیخان وسرداران سراوان وجھالاوان کے انجام پختہ ہوگیا ہے۔ پھر خانصاحب بہادر بموجب دستور قدیمانہ خلعت وپوشاک عزت سرداران مندرجہ ذیل کو عطا فرماوینگے۔ میر جام عالیخان۔ سردار اسدخاں پسر کلان سردار ملا محمد خان جو ۱۸۷۶ء سے جملہ سراوان کا سردار مقرر ہوا ہے سردار گہور خاں زہری۔ سردار ابراہیم خان مینگل۔ میجر سنڈیمن صاحب بہادر سرکار کی طرف سے اہلکاران وملازمان سرکار قلات کو خلعت بصلہ اُن کی خدمات کی جو اُنہوں نے حال کے موقعہ پہ کے ہیں عطا فرماوینگے۔ میر کرم خان بھانجہ خانصاحب میر گہور خان بھانجہ خانصاحب نواب محمد خاں وکیل خانصاحب۔ مستوفی فقیر محمد۔ نائب پیر جان۔ ملا عبداللہ جان +

۱۳ جولائی ۱۸۷۶ء۔ بوقت پانچ بجے جلسہ شروع ہوا علاوہ صاحبان انگریزی ملکی سرداران حسب ذیل دربار میں داخل تھے۔ درمیان میں صدر کرسیوں پر دائیں طرف خانصاحب اور بائیں طرف میجر سنڈیمن صاحب بہادر اور دائیں بائیں اول صاحبان کرسیوں پر رونق افروز تھے۔ بعد اس کے دائیں طرف رشتہ داران اور ملازمان خانصاحب چنانچہ۔ میر کرم خان بھانجہ خانصاحب۔ میر گہور خان۔ ملا عبداللہ خاں۔ مستوفی فقیر محمد وغیرہ ملازمان خانصاحب بائیں طرف سرداران بروہی چنانچہ جام میر عالیخان میر اسداللہ خاں سردار سراواں میر گہور خان سردار جہالاواں۔ میر ابراہیم برادر نورالدین خان مرحوم جہالاوان۔ وڈیرہ شادی خان بنگلزئی سراواں۔ محمد سید خاں محمد شاہی سراوان۔ اللہ ڈنہ کرد سراواں۔ رحمان خان نوگر منگل میر چاکر خاں جتک جہالاوان۔ مہم خاں گرگناری جہالاواں۔ قادر بخش سرفرہ سراوان۔ عالم خاں رشکالی بلوچ سراوان۔ فتح خان لونہانی۔ درمیان میں سامنے خانصاحب ومیجر سنڈیمن صاحب سرداران

ذیل سردار امام بخش خان۔ سردار جمال خان۔ سردار ملا محمد خان۔ ہتورام سپرنٹنڈنٹ موجود تھے اور سرداران فوج دوسری صف پر استادہ تھے۔ قریب یکصد نفر پیادہ پلٹن جیکب رائفل وو دستہ نے صف باندھا ہوا تھا اور قریب سو نفر پیادہ خانصاحب کا بمعہ باجہ خانصاحب جو ہمراہ خانصاحب آیا تھا علیحدہ گوشہ پر جہاں پر خانصاحب سواری سے اُترے تھے استادہ تھا۔ جب جلسہ آراستہ ہو گیا اول میجر سنڈیمن صاحب بہادر نے یادداشت کارروائی جلسہ کو جو بتاریخ ۱۲ ار درج ہو چکی ہے سر اجلاس انگریزی میں مقابل صاحبان انگریزی کے پڑھا اور پھر ہندوستانی زبان میں اسپیچ دیا اور فرمایا کہ ہم بموجب منشاء سرکار انگریزی کے واسطے صلاح دینے فیصلہ اور انجام کے اس ملک میں آئے خانصاحب نے بڑی دوراندیشی اور دانائی سے ہماری صلاح کو قبول کیا اور اپنے جملہ سرداران کو طلب کر کے اُن کے ساتھ فیصلہ کیا اور ہر ایک کے ساتھ بموجب رواج قدیم مہربانی فرمائی۔ چنانچہ جام عالیخان لس بیلہ سے آیا اور اس کی درخواست بابت رہائی پدر خود قبول فرمائی۔ اور جو جو حقوق اور املاک وغیرہ ہر ایک سردار اور اولس کے تھے اُن کے سپرد کیئے اور آیندہ کے واسطے بھی اُن لوگوں کو تسلی اور تسکین دیا اور سردار لوگوں نے بھی خانصاحب کا بخوبی ادب اور فرمان برداری کیا۔ خانصاحب نے جواب دیا کہ سرکار انگریزی ہمارا بادشاہ ہے ہمارے پر بہت مہربانی کی ہے کہ میجر سنڈیمن صاحب بہادر کو براد دینے صلاح امن و انتظام ملک کے ہمارے پاس بھیجدیا ہم اس بات کے سرکار انگریزی کے نہایت شکرگذار ہیں اور میجر سنڈیمن صاحب نے بڑی مہربانی اور دانائی سے درباب تصفیہ تنازعات جو فیمابین ہماری سرکار اور سرداران کے واقعہ تھے صلاح دیا بموجب جس کے سب تنازعات رفع ہو گئے اور بدلے آئیندہ انجام ہوا جس سے یقین ہے کہ ہمارے ملک میں امن رہیگا اور ہر بات میں ترقی ہو گی۔ ہم صاحب ممدوح کے شکرگذار ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ جہاں تک ممکن ہے ہم آیندہ اپنے سرداران پر مہربانی کرینگے اور وہ ہماری فرمانبرداری میں زیادہ کوشش کرینگے۔ جام عالیخان و سردار ملا محمد خان نے ازجانب جملہ سرداران جواب دیا کہ آپ ہمارے آقا اور ہم لوگ امیر ہیں ہمیشہ آپ کی مہربانی کی اُمید رکھتے ہیں۔ ہم لوگوں کو آپ کی تابعداری اور چلنے بموجب طریق قدیمانہ کے کچھ عذر نہیں بلکہ خوش ہیں سب بات آپ کی مہربانی پر منحصر ہے۔ آپ مہربانی رکھینگے تو سب بات درست ہو گی۔ بعد اس کے کاغذات صلحنامہ وغیرہ شرائط انجام وغیرہ معہ قرآن شریف کے منگوائے گیئے جو قرآن مجید اور کاغذات مذکور ایک کرسی پر نہایت ادب اور لیاقت سے رکھی ہوئی تھی۔ جب

قرآن مجید آیا مسلمان لوگوں نے اُس کی تعظیم کی اور پھر ہتھو رام سپرنٹنڈنٹ محکمہ صاحب بہادر و ڈپٹی کمشنر نے اول صلحنامہ جو بالعہدات خانصاحب و جام عالیخاں و جملہ سرداران سراوان و جہالاوان کے لکھا گیا بعبارت بزبان فارسی سر دربار پڑھ کر سنایا بعد اُس کے یادداشت شرائط انجام بوقت ورود مستونگ اول خانصاحب نے پیش کی تھی سر دربار سنائی اور عرضی جام عالیخان و دیگر سرداران سراوان و جہالاوان موسومہ خانصاحب بدرخواست رہائی جام میر خان جو بذریعہ مراسلہ خانصاحب سفارش رہائی خانصاحب نے بخدمت میجر سنڈیمن صاحب بہادر بھیجی تھی سر اجلاس سنائی گئی۔ اور کاغذات فہرست تصفیہ تنازعات جن پر مواہیر خانصاحب اور اس کے معتبران اور جام عالیخان اور سرداران جہالاوان و سراوان کی ثبت تھی خانصاحب اور جملہ سرداران کو نشان دیئے گئے۔ اور اول خانصاحب سے پوچھا گیا کہ یہ انجام جو بموجب شرائط مندرجہ کاغذات موجودہ ہمراہ قران شریف کے آپنے ہمراہ سرداران کے کیا ہے آپکو بخوشی خاطر منظور ہے یا نہیں۔ خانصاحب نے جواب دیا۔ ہاں صاحب۔ ہم کو دل سے منظور ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ اسی طرح قائم رہیگا۔ بعد اُس کے سرداران سے پوچھا گیا انہوں نے بھی تسلیم کیا تب واسطے فیر ہونے توپوں کے اشارہ ہوا چنانچہ لعف توپوں کی سلامی ہوئی اور باجہ نوازان خانصاحب نے مبارکباد کا باجہ بجایا اور سب ارباب جلسہ خوش و خورم ہوئے۔ بحکم خانصاحب وکیل محمد خان نے خلعت ہائے ذیل واسطے سرداران کے بموجب ذیل پیش کئے۔

جام عالیخان	میر اسد خان سردار سراوان پسر سردار ملا محمد خان
لونگی زرکنار یک کمخواب بابت چوغہ یک تھان ململ یک تھان اسپ بزینہ نقد سو روپیہ بابت زین وغیرہ	بشرح صدر
سردار گھور خان سردار جہالاوان	میر ابراہیم خاں برادر سردار نوردین خاں
بشرح صدر	بشرح صدر

جام عالیخاں نے خانصاحب کے روبرو ہو کر سلام کیا۔ خانصاحب نے بدست مبارک خود خلعت اس کی سر پر ڈالا اور مبارکباد دیا علی ہذالقیاس اسد خاں و گھور خاں کو۔ بروقت دینے خلعت اور مبارکباد خانصاحب کے اسد خان اور گھور خاں نے ہاتھ خانصاحب کو بہت ادب سے بوسہ دے کر سلام کیا ایسا کرنے ان ہر دو سرداران سے خانصاحب نہایت خوش ہوئے۔ اور فرخندہ پیشانی سے مبارکباد و تسکین دیا۔ اور سردار ملا محمد خان نے بھی خانصاحب کو کہا

کہ میر اسد خان آپ کا غلام ہے آپ کی مہربانی سے ہر خدمت ایمانداری کے ساتھ کریگا۔ خانصاحب بہت خوش ہوئے۔ اور تسلی دیا۔ میر ابراہیم خان نے بوقت لینے خلعت کے صرف اس قدر عذر کیا کہ دستار سرداری کی شکر خاں پسر نور دین کو دی گئی ہے یہ خلعت بھی اُس کا حق ہے ہم اپنے بدن پر نہیں لینگے لیکن ہمارے سپرد ہو ہم اُس کے پاس پہنچا دیوینگے۔ پھر میجر سنڈیمن صاحب بہادر نے از طرف سرکار کرم خان۔ گہور خان۔ نواب محمد خاں وکیل مستوفی فقیر محمد۔ محمد عبد اللہ خاں نائب پیر جان کو خلعت ہائے بتفصیل ذیل لونگی زر کنار یک۔ چوغہ یک۔ تھان ململ یک دی لیکن سرداران نمبر ا و ۲ کو دو دو تھان دئے گئے۔ پھر دعا رفاتحہ خیر کا سب مسلمانوں نے پڑھا جو بمنزلہ حلف کے ہے✝

۱۴۔ جولائی ۱۸۷۶ء۔ جام عالیخان و میر گہور خان و میر ابراہیم خان وغیرہ سرداران جہالاوان واسطے لینے رخصت اور مشرف سلام ہونے کے خود بخود بخدمت خانصاحب گئے اور سلام حاصل کر کے رخصت لیا۔ کل بعد رخصت میجر سنڈیمن صاحب بہادر اپنے مسکنات کو جاوینگے✝

خلاصہ مطلب صلحنامہ فیما بین خانصاحب اور سرداران بروہی یہ ہے کہ سب سے پہلے حسب رضامندی فریقین واسطے فیصلہ تنازعات کے یہ اصول قرار پایا کہ قاعدہ قدیم قلات کو مدنظر رکھا جاوے جو وقت میر نصیر خان کبیر سے مقرر ہو کر ایسے میر نصیر خاں صغیر قائم رہا جو جو حقوق یا املاک وغیرہ پر والی قلات یا سرداران بروہی کا قبضہ چلا آیا بدستور بحال رہیگا جو جو حقوق یا املاک سرداران بروہی کی عملداری خانصاحب میر خداداد خان میں منجانب ملازمان خانصاحب چھینے گئے یا زیادہ بوجہ غم کشی سرکار خانصاحب کا اُن کے اوپر ڈالا گیا یا بعضے واجبی حقوق سرکار خانصاحب کے دینے میں سرداران بروہی منحرف ہوئے یا کوئی املاک غیر واجب طور اپنے قبضہ میں لائے واپس دئے اور لئے جاوینگے اور گذشتہ نقصانات اور رنج فریقین نے فراموش کر دئے چنانچہ اسی اصول پر جرگہ نے جملہ تنازعات کا جو جو فہرست سرداران سرداران یا جہالاوان یا ملازمان خانصاحب نے پیش کئے تھے فیصلہ کئے۔ اور برائے آیندہ بھی یہ قرار پایا کہ اگر کوئی امر اہم فیما بین ملازمان خانصاحب اور سرداران بروہی کے آپسمیں برضامندی یکدیگر فیصلہ نکر سکینگے افسر سرکاری کو جو واسطے چلانے انجام نامہ ہذا برٹش گورنمنٹ کی طرف سے مقرر رہیگا رجوع کرینگے اور فیصلہ برٹش گورنمنٹ پر دونوں تعمیل کرینگے بدون اجازت سرکار عالیہ برطانیہ ایک دوسرے پر فوج کشی نکر سکینگے درہ بولان کے کھلا رہنے کی بابت یہ تجویز

ہوئی کہ خانصاحب اپنا سنگ بدستور بمقام ڈھاڈھر یا شال معرفت نائبان وصول کرکے
ساتواں حصہ بموجب عملدرآمد قدیمانہ سردار ملا محمد خان رئیسانی کو دیا کرینگے۔ حق بدرقی کا
سردار اللہ نہ خان کورد کو سپرد ہو کہ بشمول میر قطب خان سہتک زئی کی حفاظت قافلہ جات
کا بہر پایاب سے تا پیرچہ کی یعنی تمام بولان میں ذمہ وار ہوگا اور بالا بالا اس بارہ میں برٹش
افسر کے ماتحت ہوگا۔ کپتان سنڈیمن صاحب بہادر نے بموجب اختیار مذکورہ بالا بمنظوری
گورنمنٹ عالیہ ہند سردار ملا محمد خان کو سرپرست بدرماہ صمار روپیہ اور اللہ داد خان حال خان
بہادر اللہ داد خان مجسٹریٹ بولان کو داروغہ بدرماہ صہ روپیہ اور چند اقوام کو چنانچہ مینگل و مزارانی
مری و بلوچ کچک مسکونہ کرتہ کو نوکری سوار و پیادگان کے دیکر بمدد سردار اللہ نہ خان
کورو کے تعینات کیا چنانچہ کچھ مدت تک اسی طرح کارروائی چلتی رہی بعد اس کے جب کہ
سال ۱۸۸۰ء میں بباعث جنگ افغانستان آمدورفت افواج اور رسد سرکاری او سوداگران
بے انداز براستہ درہ مذکور شروع ہوئے مناسب منصور ہوا کہ خانصاحب اور سردار
اللہ نہ کو عوضانہ سنگ و بدرقی کا بطور مشخصہ سرکار کی طرف سے دیا جاوے اور درہ مذکور
کلیتہً افسران سرکاری کے ماتحت ہو جاوے اور سنگ اور بدرقی یکقلم معاف ہو تاکہ تجارت
اور آمدورفت میں تکلیف نہ ہو چنانچہ مبلغ تیس ہزار روپیہ سالیانہ عوضانہ سنگ بحق
خانصاحب والی قلات اور للعہ روپیہ عوضانہ بدرقی۔ سردار اللہ نہ خان سمہ دو ثلث
قطب خان سہتک زئی سمہ ایک ثلث۔ سردار ملا محمد خان رئیسانی للعہ
بابت ہفتم حصہ سنگ۔ سرکار عالیہ نے از خود دینا کیا اور سنگ و بدرقی کا رواج موقوف
کیا گیا اور علاوہ اس کے سرکار نے اقوام کورو و سہتک زئی و مینگل وغیرہ کو نوکری بھی
دے اور درہ میں ہر ایک منزل پر سواران و پیادگان لیوے از قوم مسکونہ متصل درہ مذکور
مقرر کئے گئے۔ ملازمان لیوی نے انتظام حفاظت درہ مذکور کا نہایت عمدہ رکھا جو قابل
تعریف ہے کچھ عرصہ بعد سرکار نے بمصارف کئی لاکھ روپیہ کے پختہ سڑک قابل آمدورفت
گاڑے کے بنوائے اب بمصارف کروڑہا روپیہ کے اس میں ریل جاری فرمائی ہے یہ
وہ درہ ہے کہ جہاں بروہی لوگ جب بموسم شروع سردی بجانب کچھی اور بموسم شروع گرمی
بجانب خراسان بمعہ عیال اطفال آمدورفت کرتے جب تک پانچسو خواہ ہزار نفر مسلح
جمع نہ ہوتے اس درہ سے گذر نہ کر سکتے اب روزمرہ ریل چل رہی ہے صدہا مخلوق روزمرہ

بذریعہ ریل آتے اور جاتے ہیں اور صدہا مردم ہندوستانی اور پنجابی بابو ریل کے اسٹیشن ہا پر موجود اور کام نوکری ہیں اکیلے پھرتے ہیں۔

چار پانچ روز بعد اختتام دربار کے خانصاحب واپس قلات تشریف لے گئے میجر سنڈیمن صاحب کچھ اور دن بھی رہے۔ انتظام حفاظت بولان وغیرہ کر کے سرداران مزاری اور لغاری کو واپسی ضلع ڈیرہ غازیخان کی اجازت دی اور بروہی سرداران بھی اپنے اپنے ملک کو جا کر آباد ہوئے۔ یہ سرداران مدت سے اپنے اپنے مسکنات سے دور افتادہ تھے۔ ہر ایک نے اپنے اپنے گاؤں ہیں بمعہ عیال واطفال واپس آکر سکونت اختیار کی۔ اکثر فوج مستونگ سے واپس کی گئی۔ کچھ فوج بقدر اسکورڈ کے ساتھ کر کے صاحب ممدوح خود قلات ہیں چلے گئے۔ چنانچہ شروع دسمبر تک قلات ہیں رہے وہاں سے تمامی کارروائی فیصلہ کی بابت رپورٹ سرکار ہیں بھیجی گئی۔ ہفتہ ہیں ایک دفعہ خانصاحب واسطے ملنے میجر سنڈیمن صاحب کے اُن کے کیمپ ہیں تشریف لاتے تھے اور ایک دفعہ صاحب بہادر خانصاحب کی میری ہیں جاتے تھے۔ آپسمیں خوب دوستی سے مجلسیں ہوا کرتی تھیں۔ اگر کوئی امر متعلق فیصلہ کے صلاح طلب ہوتا تھا تو صلاح ہوتی تھی۔ نیا انتظام اور فیصلہ تھا چندیں مشکلات پیش آتی تھیں۔ لیکن حسن اخلاق صاحب ممدوح سے سب رفع ہو گئیں۔ تمام مجلسوں ہیں فیمابین خانصاحب اور سنڈیمن صاحب کے دربارہ پالسی انتظام ملک کے مجلسیں ہوتی تھیں۔ خانصاحب یہ فرمایا کرتے تھے حکومت بغیر زور کے نہیں ہوسکتی۔ اُن کا مقولہ تھا۔ کہ اول لات پیچھے بات۔ اول سوٹی پیچھے روٹی۔ یعنی جب تک پہلے زور نہ دکھایا جاوے حاکم کی سیاست قائم نہیں ہوتی۔ صاحب بہادر اُس کے جواب ہیں یہ فرماتے کہ بہ نسبت زور کے خُلق اور انصاف کو بہت طاقت ہے۔ زور سے جو کارروائی ہوتی ہے تا قائم رہنے زور کے چلتی ہے مگر آخر انجام کو نہیں پہنچتی۔ جو کارروائی انصاف سے ہوتی ہے وہ ہر حالت ہیں قائم رہتی ہے۔ صاحب بہادر خانصاحب کے جواب ہیں فرماتے تھے۔ کہ اول بات پیچھے لات۔ اول روٹی پیچھے سوٹی یعنی اول بات سے بات کا فیصلہ کرنا چاہیئے۔ اگر بات یعنی انصاف سے فیصلہ نہ مانا جاوے تو پھر لاچار پیچھے لات لگانی چاہیئے۔ اور اول روٹی سے کام ہو وے تو سوٹی کی ضرورت نہیں لیکن خانصاحب کی نظر ہیں جس نے مدت سے اپنی پالسی چلا دیکھے اور سیکھے تھے۔ میجر سنڈیمن صاحب کی پالسی ٹھیک نہیں معلوم دیتی تھی۔ میجر سنڈیمن صاحب نے اُن سے کہا کہ باراں سال سے

اوپر آپنے اپنی پالیسی چلائی ہے۔اب اس قدر عرصہ ہماری پالسی بھی چلا دیکھو۔تب ملک کی حالت اور اپنے خزانہ کی حالت کو مقابلہ کرنے سے انصاف معلوم ہوگا۔سواب جو لوگ بلوچستان کی اُس وقت کی حالت اور اِس وقت کی حالت سے واقف ہیں۔مقابلہ کرنے سے خود انصاف کرسکتے ہیں۔کہ سنڈیمن صاحب کی پالسی نے کہاں تک ملک میں برکت پھیلائی ہے۔جس ملک میں صدہا آدمی مسلح ہوکر بے خوف منزل طے نہیں کرسکتے تھے۔اب اکیلی عورت سونا اچھالتی چلی جاتی ہے کوئی نام نہیں لیتا۔جو سردار اور اُونچے لوگ خانہ بدوش قندھار اور کوہستان میں بمعہ عیال اطفال مارے مارے پھرتے تھے آج اپنے اپنے شہروں اور جاگیروں پر بمثل نواب خود مختار کے بے خوف قابض اور حکمران ہیں۔جو غریب بروہی بلوچ نان شبینہ کے محتاج تھے اب صاحب مال اور ملک کے ہیں۔خانصاحب کے خزانہ میں دس لاکھ تک بھی جمع نہیں رہتا تھا۔اب قریب ایک کروڑ روپیہ کے جمع ہے۔جو خانصاحب قریب پانچہزار فوج قلمی واسطے حفاظت ملک اور جان خود رکھتا تھا۔تاہم بے خوف نہ تھا۔نہ ملک میں امن چین تھا۔آج ایک ہزار سے بھی کم فوج رکھ کر بے خوف تمام ملک میں دورہ کرتا ہے جس ملک میں کوئی غیر ملک کا آدمی اپنی جان خطرہ میں ڈال کر آتا تھا اب اُس ملک میں ہزارہا لوگ دوسرے ملکوں کی پرورش پارہے ہیں اور بلوچستان بہ نسبت کئی ریاستوں کے عمدہ سمجھا جاتا ہے۔

واضح ہو کہ جس وقت میجر سنڈیمن صاحب کا پہلا مشن روانہ ہوا یا دوسرے کی روانگی کی بابت حکم ہوا۔لارڈ نارتھ بروک صاحب گورنر جنرل و وائسرائے ہند تھے لیکن جب فیصلہ مستونگ میں ہوا۔لارڈ لٹن صاحب تشریف لائے تھے۔ہرچند ڈائری اور رپورٹ فیصلہ اور انتظام ملک کی بابت سرکار میں جایا کرتے تھے۔مگر تاہم جو حالت ملک کی سرکار میں ظاہر تھی۔وائسرائے کو پورے طور پر اطمینان نہ ہوا کہ یہ فیصلہ اس طرح ہوا ہے۔جس کی تصدیق کے واسطے کرنیل کالی صاحب پرائیویٹ سکرٹری خود کو قلات میں بھیجدیا۔کہ بچشم خود میجر سنڈیمن صاحب اور خانصاحب کو دیکھ کر رپورٹ دیوے۔صاحب ممدوح جب تشریف لائے۔قلات میں ہر طرح امن اور انتظام دیکھا۔اور خانصاحب اور سرداران کو رضامند اور خوش پایا۔تب واپس جاکر جناب وائسرائے صاحب کو اطلاع دی۔جس نے اطمینان فرمایا اور خانصاحب کو واسطے آنے دربار دہلی کے جو یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو بباعث اختیار

کرنے قیصری خطاب جناب فیضمآب ملکہ معظمہ وکٹوریہ کے مجوز تھا۔ طلب فرمایا۔ چنانچہ خانصاحب نے بخوشی اس دعوت کو منظور فرمایا اور اول بمقام جیکب آباد جناب وائسرائے صاحب سے ملاقات کی اور فیصلہ اور کارروائی میجر سنڈیمن صاحب کو تصدیق کیا۔ بعد اس کے دہلی میں گئے۔ اور وائسرائے صاحب نے خانصاحب کو اور سرداران کو خلعت اور تحفہ جات دیکر رخصت کیا۔ اور واسطے قائم رکھنے فیصلہ کے جو بمقام مستونگ فیمابین خانصاحب اور سرداران بروہی کے ہوا تھا۔ اور امن ملک و انتظام تجارت کے ایجنسی بلوچستان قائم کی چنانچہ میجر سنڈیمن صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان اور مسٹر بروس صاحب بہادر جس کی بابت شروع میں تذکرہ ہو چکا ہے کہ اسسٹنٹ کمشنر راجنپور سب ڈویژن ضلع ڈیرہ غازیخان مقرر تھے۔ صاحب ممدوح اسی سال ۱۸۷۳ء ماتحت کپتان سنڈیمن صاحب بہادر سرحدی کام میں مدد دیتے رہے اُسی سال میں بجانب کلو ضلع کانگڑہ تبدیل ہو گئے تھے۔ لیکن جب میجر سنڈیمن صاحب نے بمقام مستونگ فیصلہ مقدمہ کا کیا۔ تب کرنل منرو صاحب بہادر کمشنر قسمت ڈیرہ جات جو انچارج سرحد قلات کے تھے واپس اپنی نوکری پر ڈیرہ جات میں چلے گئے۔ مسٹر بروس صاحب بموجب درخواست میجر سنڈیمن صاحب کے بطور اسسٹنٹ جیکب آباد میں واسطے مددہی میجر سنڈیمن صاحب تعینات کئے گئے تھے۔ فسٹ اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل بہادر بلوچستان اور کپتان رینلڈ صاحب جواب کرنیل رینلڈ صاحب رزیڈنٹ برودہ کے ہیں اُس وقت پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ میں اسسٹنٹ پولیٹکل سپرنٹنڈنٹ جیکب آباد کے تھے سیکنڈ اسسٹنٹ اور کپتان ہنری ویلی صاحب جو دونو مشن میں شامل تھے۔ تھرڈ اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل بہادر اور رہتو رام سپرنٹنڈنٹ ورنیکولر آفس جو دونو مشن میں ساتھ تھے۔ اور محمد امیر خان رسالدار فسٹ پنجاب کیولری جو دوسری مشن کے وقت ہمراہ رسالہ کے تھا۔ نیٹو اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل بہادر اور دیوان گنپت رائے جو دونو مشن میں ساتھ تھے انگلش کلارک مقرر ہوئے ہیڈ کوارٹر ایجنٹ گورنر جنرل بہادر اور فسٹ اسسٹنٹ کا کوئیٹہ۔ اور سیکنڈ اسسٹنٹ کا جیکب آباد اور تھرڈ اسسٹنٹ کا ہمراہ خانصاحب بطور پولیٹکل افسر کے قرار دیا گیا اور دو کمپنی اور دو توپ اور دو اسکوڈرن رسالہ بطور اسکورٹ ایجنٹ گورنر جنرل بہادر کو دئے گئے جو بمقام کوئٹہ تعینات ہوئے۔ اور جس وقت انڈیا گورنمنٹ نے کارگذاری اور فیصلہ میجر سنڈیمن صاحب کو منظور فرمالیا۔ اُنہوں نے کوشش کی کہ جن لوگوں نے اس فیصلہ اور کامیابی

مشن میں اُن کو مدد دی ہے اُن کی خدمات منقوش ہو کر خطاب عطا فرمائے جاویں۔ چنانچہ سرداران و عہدہ داران ذیل کو پیشگاہ وائسرائے سے خطاب ہائے ذیل عطا فرمائے گئے۔ سردار امام بخش خاں تمندار مزاری نواب بنائے گئے۔ سردار جمال خاں تمندار لغاری نیز نواب بنائے گئے۔ ہتو رام سپرنٹنڈنٹ ورنیکولر آفس رائے بنائے گئے۔ اس سے ہر ایک انسان خیال کر سکتا ہے کہ صاحب ممدوح کہاں تک منصف اور قدردان تھے۔ جیسا کہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہم لوگ سب ایک کشتی میں ہیں اگر کشتی ڈوب گئی تو سب ڈوب جائینگے۔ اگر کشتی کنارہ پر کامیاب ہو گئے تو سب کو یکساں فائدہ ہوگا۔ سو یہ کہنا اُن کا صرف زبانی نہیں تھا بلکہ دل سے تھا جس وقت موقعہ ملا اپنے سے پیشتر اپنے رفیقان کا خیال کیا۔

چونکہ خانصاحب دہلی سے پہلے روانہ ہو کر گنڈاوہ کچھی میں چلے آئے تھے۔ میجر سنڈیمن صاحب بعد اُس کے آئے بمقام گنڈاوہ خانصاحب سے ملنے کو جاتے تھے جب منزلگاہ کے قریب پہنچ گئے تھے۔ خانصاحب کی طرف سے اُن کا ہمشیرہ زادہ اور رسالہ وغیرہ واسطے استقبال کے آئے چونکہ خانصاحب کے رسالہ کے اسپان نہایت شوخ تھے ایک سوار کا گھوڑا نکل کر اسپ سواری میجر صاحب بہادر پر حملہ آور ہوا۔ جس سے صاحب ممدوح گر گئے۔ ٹانگ میں سخت چوٹ لگی آخر الامر ڈولی پر سوار ہو کر کوئٹہ میں پہنچے اور اپنے کام میں مشغول ہوئے۔ اُس وقت جو کوئٹہ بلوچستان کی حالت تھی مختصر حال اُس کا ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔ پورانے قلعہ میں جس کو میری بولتے تھے۔ نائب خانصاحب کا بمعہ دو تین کمپنی پلٹن اور ایک دو ترپ رسالہ کے رہتا تھا اور اسی کے اندر ایک چھوٹی سی بستی ہندو لوگوں کی اور کچھ قصباتی لوگوں کی آباد تھی۔ کل خانجات قریب ایک سو تک ہو گئے۔ بستی نہایت میلی اور لوگ پریشان حالت میں تھے۔ کہ ایک تو بباعث بند ہونے آمدرفت قافلہ جات قندھار روزگار نہیں تھا دوسرا قلعہ کے باہر بوجہ سرکشی اقوام دوہمر ومری و بروہی کے غریب لوگ بےخوف آمدرفت نہیں کر سکتے تھے۔ گرد نواح میں آبادی فصلات کی یہ حالت تھی اول تو لوگوں کو خانہ جنگیوں اور گرد نواح کی مفسدوں سے فرصت نہیں ملتی تھی۔ اگر فرصت مل بھی گئی تو اجناس غلگی اور سبز برگ از قسم گھاس لوسن یا سبزی ترکاری کی کچھ قیمت نہیں پاتے تھے صرف اس قدر کاشت کرتے کہ خانصاحب والی قلات کا مقررہ محصول از قسم جنسی ادا کرتے اور اپنی قوت شکمی کا گذارہ ہوتا۔ نقدی محصول خانصاحب کی ادائے کے واسطے ہندوستان میں

اسپان فروخت کر کے ادا کیا جاتا۔ تمام ضلع کوئٹہ سے خانصاحب کو بارہ ہزار سے پندرہ ہزار تک بمشکل تمام وصول ہوتا تھا۔ زمیندار لوگ ایسی خراب حالت میں تھے کہ ارباب اور ملک لوگ کو نمدہ کا چوغہ اوڑھنے کو میسر ہوتا تھا۔ آجکل جو ایک ادنٰے سے ادنٰے زمیندار کی حالت دیکھی جاتی ہے اُس وقت اعلےٰ سے اعلےٰ زمیندار کی بھی یہ حالت نہ تھی سال مویشی صرف میری کے سایہ کے نیچے یا جہاں کہیں چالیس پچاس مسلح لوگ ایک دوسرے سے متفق ہو کر آتے چر سکتا تھا۔ ورنہ دوہمر اور مری غارت کر کے لیجاتے تھے۔ نائب خانصاحب کا زیادہ تر زور اور حکم اُن لوگوں پر پہنچتا تھا جو کمزور تھے یا عین میری کے نیچے رہتے تھے۔ جو لوگ کہ فاصلہ پر رہتے تھے یا زبردست تھے بے پروا تھے۔ عام حالت بلوچستان کی یہ تھی۔ کہ خود خانصاحب والی کلات خاص میری قلات سے باہر اپنے بزرگان کے قبرستان تک جو بفاصلہ قریب دو میل کے ہوگا بدوں کافی اسکورٹ کے نہیں جا سکتے تھے۔ علاقہ میں دورہ کرنے کی ہرگز جرت نہیں تھی۔ نائب خانصاحب صرف اُن لوگوں سے مالیات وصول کر سکتے تھے۔ جو کمزور تھے سرداران بروہی خانصاحب سے بالکل باغی تھے۔ مالیات دینا بجائے خود از دست علاقہ میں غارتگری کرتے تھے۔ راستہ ہائے بلوچستان قریب تمام بند تھے۔ خود بروہی لوگ درہ بولان سے بدوں جمع ہونے پانچسو نفر مسلح گذر نہیں کر سکتے تھے۔ دو دفعہ فیما بین اقوام مری اور بروہی کے بولان میں سخت لڑائی ہوئی جس میں دو نو طرف سے ایک سو سے اوپر آدمی کام آئے فیما بین خانصاحب اور سرداران بروہی چند دفعہ ایسی سخت لڑائیاں ہو چکی تھیں کہ ایک ایک لڑائی میں سو سے اوپر آدمی قتل ہو چکے تھے۔ خانصاحب میر خداداد خان والی قلات نے اگرچہ از دست میر شیر دلخاں عموزادہ خود زخم کھائے تھے۔ مگر وہ یہ زخم از جانب اقوام بروہی تصور کرتا تھا اور اقوام بروہی سے اُس کو اس قدر نفرت تھی کہ باوجودیکہ وہ خود بھی از قوم بروہی ہے وہ بروہی زبان گفتگو کرنا یا سننا ہرگز پسند نہیں کرتا تھا بلکہ اُس نے اپنے دربار میں یا خاندان میں اس زبان کو قریب بند کر دیا تھا اور وہ سر دربار عام طور پر کہا کرتا تھا۔ کہ اگر ایک بھی بروہی اتفاق سے بہشت میں چلا جاویگا تو میں خدا صاحب سے درخواست کرونگا کہ یا تو مجھ کو بہشت میں جدا جگہ ملے۔ ورنہ بروہی کے ساتھ شامل رہنے سے دوزخ میں رہنا پسند کرونگا اور بروہی کے ساتھ قیامت میں بھی یکجا نہیں ہونگا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اگر بلوچستان کی تواریخ پر سال ۱۸۷۶ء[1] سے بیس سال پہلے برابر نظر ڈالی جاوے تو کوئی سال

[1] اس سال میں میجر سنڈیمن صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان مقرر ہو کر آئے تھے +

خالی نہیں ہوگا کہ تمام بلوچستان میں بلوچ لوگوں کے اوس کی خانہ جنگیوں اور خانصاحب اور سرداران بروہی کی لڑائیوں میں ایک سو جان سے کم قتل ہوئے ہوں۔ فروری ۱۸۷۷ء میں میجر سنڈیمن صاحب کا ایجنٹ گورنر جنرل بہادر بلوچستان مقرر ہوکر کوئٹہ میں آنا بڑا نازک وقت تھا۔ گویا کہ بلوچستان کے انتظام کی یہ حالت تھی جیسا کہ ایک چھپر کو چاروں طرف سے آگ لگ چکی ہے۔ وہ آگ بھی بجھائی جاوے اور وہ چھپر اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ اچھا اور مضبوط بنا رہے۔ اسواسطے صاحب ممدوح کو ہر وقت متفکر رہنا پڑتا تھا۔ صرف یہی نہ تھا کہ بلوچستان کی ایسی حالت تھی۔ افغانستان جس کا بڑا اثر اس ملک بلوچستان پر بھی پڑتا تھا کیونکہ عملداری سرکار انگریزی سے پہلے بلوچستان ماتحت افغانستان سمجھا جاتا تھا۔ اس وقت امیر شیر علیخان والی افغانستان کے ماتحت تھا۔ اُس سے بھی سرکار ہند کا مکمل فیصلہ نہیں تھا۔ اور افغانستان کی حد کوئٹہ کے ضلع سے عین ملحق تھی کہ پشین اُس وقت افغانستان میں شامل تھا۔ اور کاکڑ و پانی زئی دوہمر وغیرہ قومیں جو گردنواح کوئٹہ کے رہتے ہیں باغی تھے۔ جب کوئٹہ میں پہلے آئے جہاں فی الحال کوٹھی رزیڈنسی کی بنی ہوئی ہے اُسی احاطہ میں ایک باغ گھر نہ ہندو کا تھا۔ اس میں خیمہ جات لگا کر رہنا پڑا۔ تعداد اسکورڈ اُس وقت بہت تھوڑی تھی کہ اس موقعہ پر جہاں فی الحال کلب گھر ہے ماتحت کپتان اسکاٹ صاحب کے رہتے تھے سب سے پہلے یہ کارروائی شروع ہوئی۔ کہ زمین واسطے بنانے کوٹھی صاحب ایجنٹ گورنر جنرل اور اسکورڈ وغیرہ خرید کرنی پڑی۔ خوش خرید قیمت زمین کی بمعہ آب اُس وقت اول درجہ مار۔ دوم درجہ صعـ۔ سوم درجہ صـ۔ برضامندی مالکان مقرر ہوئے تھے۔ یہ بھی اُن کے مروجہ نرخ سے جو پیشتر آنے سرکار انگریزی کے اُس ملک میں مروج تھا بہت بڑھ کر تھی لیکن فی الحال جو کوئٹہ کے زمین کا بلا پانی نرخ ہے۔ یعنی درجہ اول گرد نواح شہر فی ایکڑ الـ ما ـسدر۔ درجہ دوم عمار۔ درجہ سوم صمار اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کوئٹہ نے کس درجہ تک ترقی کی ہے۔ شروع میں چور لوگوں نے بہت ستانا شروع کیا۔ کوئی رات خالی نہیں جاتی تھی۔ کہ بندوق نہ چلتی یا ایک دو دفعہ اُٹھنا نہ پڑتا۔ شروع میں بڑی کوٹھی رزیڈنسی کی قلعہ کی طرف بنی شروع ہوئی تھی۔ لیکن بباعث مارے جانے لفٹنٹ ہیوسن صاحب اگزکٹو انجنیر کے ملتوی رہ گئی اور یہی جگہ جو فی الحال موجود ہی بنائی گئی۔ ابتداء میں کچھ عرصہ تک قلعہ میں خانصاحب کا نائب رہتا تھا۔ اور

وہی مالیہ رعایا سے خانصاحب کے واسطے وصول کرتا تھا اور انتظام حفاظت رعایا وغیرہ کرتا تھا۔ مگر اس سے نہ ہو سکا اور مجبوراً مابین صاحب ممدوح اور خانصاحب کے یہ صلاح قرار پائی۔ کہ انتظام ضلع کوئٹہ کا سرکار انگریزی کو سپرد کیا جاوے اُس کے عوض سرکار بالمقطع عـــہ روپیہ خانصاحب کو دیوے چنانچہ اب تک اُسی طرح عمل ہوتا ہے جب کلیتہً انتظام موضع کوئٹہ میجر سنڈیمن صاحب کو سپرد ہوا۔ انہوں نے قلعہ سرکاری فوج کو سپرد کیا اور ہندو وغیرہ لوگ جو قلعہ میں رہتے تھے اُن کو باہر لاکر شہر جدید آباد کیا۔ جو بڑھتا بڑھتا اب اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ پنجاب کے ایک بڑے سے بڑے شہر سے مقابلہ کر سکتا ہے رعایا سے مالیہ وغیرہ کی وصولی میں وہی طریق بحال رکھا جو پہلے سے مروج تھا بلکہ چند امورات میں رعایا کو سہولت دے۔ یعنی جو بیگار اور رسد خانصاحب کی طرف سے رعایا سے مفت لیجاتی تھی یا نائب وغیرہ کی طرف سے زیادتی ہوتی تھی یکقلم موقوف کر دی۔ اور چند معتبر ملکان کو ملازمت لیوی میں بھرتی کیا۔ اور اُن سے صلاح مشورت لینے لگے۔ جس سے وہ لوگ میجر سنڈیمن صاحب سے ایسے مل گئے کہ اُن کو اپنا سردار سمجھنے لگے۔ ملک میں ترقی ہونی شروع ہوئی۔ میں خیال کرتا ہوں کہ فی الحال خاص لینڈ رونیو کوئٹہ کا قریب ساٹھ ہزار تک پہنچ گیا ہے جس کے عوض خانصاحب کو پچیس ہزار روپیہ سالیانہ دیا جاتا ہے اور خود خانصاحب کو ۵ـــــــــ؎؎ روپیہ سالیانہ سے زیادہ آمدنی نہیں تھی۔ گویا کہ خانصاحب اور سرکار انگریزی دونو اس تجویز سے فائدہ میں رہے اور ملک کو بھی خاطر خواہ ترقی ہوئی اور چوری چکاری وغیرہ واردات بھی بند ہو گئیں۔ اس وقت سب سے مقدم کام بولان کو امن میں رکھنے کا تھا۔ کہ وہی ایک درہ تھا جو بلحاظ مسافت اور سہولیت بلوچستان بلکہ جنوبی حصہ افغانستان کو ہندوستان سے ملاتا تھا۔ تجارت کے واسطے اور آمدرفت افواج وغیرہ کے لئے نہایت مفید تھا۔ گذشتہ زمانہ کی تواریخ سے معلوم ہو گا۔ کہ اکثر بادشاہان خراسان اسی راستہ سے ہندوستان کیطرف بمعہ ہزاروں فوجوں کے سفر کیا کرتے تھے۔ بروقت فیصلہ مستونگ جب اس بارے میں خانصاحب والی قلات سے گفتگو ہوئی تھی۔ وہ اس کام کو صرف مشکل ہی نہیں بتاتے تھے بلکہ قریب ناممکن فرماتے تھے اسواسطے انہوں نے اپنے میں یہ جرأت نہ دیکھی کہ خود اس کے کھلا رکھنے کا ذمہ اُٹھائے انہوں نے یہ فرمایا کہ خود میجر سنڈیمن صاحب اُس کے کھلا رکھنے کا انتظام اپنے ذمے لیویں۔ وہ محصول سنگ جو فی شتر پر بار پر مبلغ عمہ روپیہ لیا کرتے تھے۔ بدستور

لیا کرینگے۔ پس صاحب ممدوح نے سرداران بروہی سے پوچھا تو سردار ملا محمد خاں رئیسانی
اور سردار الہڈنہ خان کرد و قطب خان سہتکزئی نے اس شرط پر کھلا رکھنا درہ بولان کا اپنے ذمہ
منظور کیا کہ اقوام مری کا میجر سنڈیمن صاحب خود بندوبست فرماویں۔ کیونکہ اس درہ کے
بند ہونے کا باعث زیادہ تر اقوام مری کی غارتگری تھی کہ وہ لوگ چند دفعہ قافلہ جات
قندھار و بروہی کو جبکہ بولان سے گذرتے تھے۔ غارت کر چکے تھے۔ چونکہ تمندار و مقدم
مری پہلے سے میجر سنڈیمن صاحب کے اختیار میں تھے۔ صاحب نے مری کی طرف سے
اُن کو تسلی دی۔ تب انتظام حفاظت بولان ان سرداران مذکورہ بالا کو سپرد ہوا اس کے عوض
بموجب دستور قدیم علاوہ صمہ روپیہ فی بار سنگ خانصاحب کے یہ فی بار حق بدرقی سرداران
بروہی کا مقرر ہوا۔ جو سردار الہڈنہ کورو۔ میر قطب خان۔ سہتکزئی۔ آپسمیں تقسیم کرینگے۔ اور
سردار ملا محمد خان کو اس کے عوض بموجب دستور قدیم منجملہ آمدنی سنگ کے کچھ حصہ ملا کرتا تھا۔ (دو ثلث / ایک ثلث)
جواب بھی خانصاحب نے وہ حصہ دینا منظور فرمایا۔ مری تو بموجب سمجھانے میجر سنڈیمن
کے بدی بولان سے باز آ گئے۔ لیکن بعضے افغانی قوموں نے چنانچہ جہلگری و مجیانی
جو ہرنائے شاہرگ کی طرف جس کو زور ستان کہتے ہیں رہتے تھے۔ تکلیف دینی شروع
کی۔ سو اُن کا علاج اُس وقت سوا اس کے اور کوئی نہیں تھا کہ بروہی لوگوں نے بھی اُن
کا جواب عوض معاوضہ کرنے سے اُن کو بخوبی دیا۔ رزیڈنٹ سرکاری کا بمعہ اسکورٹ کے
کوئٹہ میں رہنا بولان کو کھلا رکھنا اور بھی زیادہ ضروری تھا۔ کہ صرف یہی راستہ واسطے آمد و رفت
سامان و سپاہیان و ہمراہیان صاحب ممدوح کی مفید تر تھا۔ ہرچند یہ کام بہت ہی مشکل
تھا مگر حسن تدبیر صاحب ممدوح سے بخوبی چل پڑا۔ اُسی سال کے زمستان میں میجر سنڈیمن
صاحب نے مسٹر بروس صاحب اپنے فسٹ اسسٹنٹ کو انچارج کوئٹہ و بولان کا
چھوڑ کر قلات و زہری وغیرہ ملک سراوان جہالاوان اور لس بیلہ کا دورہ کیا اور لوگوں کو
تسلی دی۔ سال ۱۸۷۸ء میں ہنوز انتظام بلوچستان نیا تھا یعنی میجر سنڈیمن صاحب کو
رزیڈنسی بلوچستان پر مقرر ہوئے ایک سال سے زیادہ نہیں ہوا تھا کہ جنگ افغانستان
شروع ہو گئی۔ میجر سنڈیمن صاحب نے بہت کوشش کی کہ وہ ہمراہ کالم جرنل اسٹورٹ
صاحب بہادر پولیٹکل افسر مقرر ہو کر قندھار کو جاویں مگر سرکار نے بباعث نیا ہونے
انتظام بلوچستان کے اور زیادہ ضرورت رہنے صاحب ممدوح کے بلوچستان میں واسطے

قائم رکھنے امن بلوچستان و مدد افواج سرکاری کے صاحب ممدوح کو بلوچستان میں رہنے کا حکم دیا۔ جہاں تک مجھ کو معلوم ہے صاحب ممدوح نے قندھار میں جانے کے لئے نہایت درجہ سرکار ہند سے کوشش کی تھی مگر جب وائسرائے نے جو اُس وقت لارڈ لٹن تھے بذریعہ اپنی تحریر خط کے اُن کو اُن کے بلوچستان میں رہنے کی ضرورتیں جتائیں۔ تب وہ حکم سرکار کو مان کر بلوچستان میں رہ گئے اور افواج کو رسد رسانی وغیرہ امداد دینا اور بلوچستان میں امن قائم کرنا اپنے ذمے اُٹھایا۔ کوئیک تک میجر سنڈمین صاحب ہمراہ کالم جرنیل اسٹورٹ صاحب گئے تھے اور پشین جو پہلے سے ایک ضلع قندھار کا تھا۔ اپنے قبضے میں کرلیا۔ اسی طرح سیوی کو جو وہ بھی حصہ قندھار تھا شامل بلوچستان کیا۔ جب جرنیل اسٹورٹ صاحب نے قندھار پر قبضہ کرلیا اور ملک میں امن قائم کیا۔ تب میجر سنڈمین صاحب نے انتظام پشین اور کوئٹہ سے فرصت پاکر علاقہ سیوی کا دورہ کیا۔ اور حدودات سیوی کو ناڑوستان یعنی علاقہ جات سانگھان ہرنائی۔ وشاہرگ۔ دکھہ احمدون کو شامل سیوی کیا گویا کہ امدرفت افواج وغیرہ ضروریات سرکاری کے واسطے ایک اور راستہ کھولا۔ جس کو مٹھری کچھہ روڈ کہتے ہیں۔ یا جہاں فی الحال سیوی سے پشین و کوئٹہ کو ریل چل رہی ہے۔

جولائی ۱۸۷۹ء میں جبکہ پہلی لڑائی افغانستان قریب ختم ہو چکی تھی۔ یعنی سردار ایوب خان پسر کلان امیر شیر علیخان والی افغانستان نے شرائط پیش کردہ سرکار منظور کرلی تھیں اور زیادہ حصہ فوج قندھار کالم کو واپسی ہندوستان کا حکم ہو گیا تھا۔ تب میجر سنڈمین صاحب نے موقعہ پاکر یہ تجویز کی تھی کہ افواج سرکار پشین سے سیدھی براہ بوری تھل چٹیالی ڈیرہ غازیخان کو جاویں تاکہ ڈیرہ غازیخان سے جو ایک سیدھا راستہ بجانب پشین نکلتا ہے وہ بھی دیکھ لیا جاوے چنانچہ یہ تجویز منظور ہوئی۔ جرنیل بڈلف صاحب کے کالم کو پشین سے سیدھا ڈیرہ غازیخان کو جانے کو حکم ہوا۔ اڈوانس پارٹی جس میں ایک پلٹن کوک صاحب والی اور ایک دیگر سندھ ہارس اور دو توپ مونٹڈ باٹری پنجاب فرانٹیر کی تھی۔ خود میجر سنڈمین صاحب بمعہ ملکی سرداران واسطے انتظام رسد اور دریافت حالت ملک کے روانہ ہوئے اور باقیماندہ افواج زیر کمان خود جرنیل بڈلف صاحب و پولیٹکل چارج میجر براون صاحب جو فی الحال جرنل سر جیمس براون صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان کے ہیں تعاقب میں روانہ ہوئے۔ شاہجہان سردار کاکڑستان نے جمع آوری قریب چار ہزار لشکر سوار و

پیادہ بمقام بغاد حملہ آور ہوا جس کو اڈوانس گارڈ مذکورہ بالا نے باوجودیکہ تعداد میں بہ نسبت لشکر دشمن کے قریب ایک ربع کے تھی شکست فاش دی اُس وقت سے میجر سنڈیمن صاحب کے نام نے کاکڑستان میں شہرت پانا شروع کیا اور صاحب ممدوح کے دل میں بھی اُن کے ملک کی طرف خیال پیدا ہوگیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج تمام کاکڑستان زیر سایہ سرکار انگریزی کے ہے اور عین وسط کاکڑستان میں فورٹ سنڈیمن آباد ہے ؂

اس لڑائی افغانستان میں جو جو امداد منجانب بلوچستان بکوشش میجر سنڈیمن صاحب بہادر کے سرکار کو ملتی تھی سرکار عالیہ ہند نے اُس کا بخوبی قدر کیا چنانچہ جرنیل سر ڈانلڈ سٹور صاحب نے اپنی فتحمندی قندھار میں میجر سنڈیمن صاحب کو بڑا مددگار تصور فرمایا جس کے صلہ میں میجر سنڈیمن صاحب سر یعنی کے سی۔ ایس۔ آئی بنائے گئے۔ بماہ ستمبر ۱۸۸۰ء سر رابرٹ سنڈیمن صاحب واسطے مقرر کرنے حدودات ضلع پشین و قندھار جو پشین و سیوی بموجب عہدنامہ فیمابین سرکار برطانیہ و امیر یعقوب خاں شامل بلوچستان کئے گئے تھے اور قندھار شیر علیخان والی قندھار کو دی گئی اور تمامی افواج سرکاری قندھار سے لوٹنے والی تھیں قندھار میں موجود تھے کہ ناگہاں خبر مارے جانے سر کوگناری صاحب رزیڈنٹ متعینہ دربار کابل موصول ہوئے جسکی سبب فوج کا قندھار سے لوٹنا اور حدبندی اضلاع قندھار و پشین مابین سردار شیر علیخان و ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان ملتوی رہ گئی۔ اور سر رابرٹ سنڈیمن صاحب فوراً بلوچستان کو واپس لوٹ آئے اور پھر افغانستان سے لڑائی شروع ہوگئی جس کا خاتمہ سال ۱۸۸۱ء میں امیر یعقوب خان کو معزول کر کے ہندوستان میں لانے اور امیر عبدالرحمٰن خان امیر حال کابل کو امارت افغانستان پر مقرر کرنے سے ہوا۔ اس وقت بھی جو امداد بلوچستان سے سرکار کو ملی تھی سرکار نے بخوبی تسلیم کی چنانچہ بروقت خطابات صلہ خدمت جنگ ہذا کے بطور نشان تسلیم کیا جانے عمدہ خدمات کے سر رابرٹ سنڈیمن صاحب کو بریوٹ کرنیل کا اور بموجب سفارش سنڈیمن صاحب کے چند افسران انگریزی اور نیٹو کو خطابات اور خانصاحب والی قلات اور سرداران براہوی کو انعام و خلعتیں عطا فرمائیں۔ ان دونوں جنگ ہا افغانستان میں جو سر رابرٹ سنڈیمن صاحب اور بلوچستان نے خدمات کی ہیں۔ اُن کو سرکار بخوبی تسلیم کر چکی ہے اور صلہ ہائے حسن خدمتی بھی عطا فرما چکی ہے جس کا اوپر مذکور درج ہے۔

زیادہ شرح کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ البتہ اس قدر کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ اگر سرکار نے سر رابرٹ سنڈیمن صاحب کو ایک سال پیشتر شروع ہونے جنگ افغانستان کے اس ملک میں نہ بھیجا ہوتا یا صاحب ممدوح نے کہ جس طرح بباعث اپنی پولیٹیکل قابلیت کے ایک سال میں اس ملک کے اوپر بہت کچھ قابو پا لیا تھا۔ خدانخواستہ اگر نا کامیاب رہے ہوتے تو گو اسقدر تکالیف نہیں تھیں جو افواج سرکاری کو اس ملک میں بوقت جنگ افغانستان ۱۸۴۰ء میں ہوئی تھی تو بھی کسی قدر تکالیف ضرور ہوتیں۔ اب اُسی نسل کے لوگ جو اس وقت بباعث جہالت یا تعصب مذہبی کے اول دلوں میں سرکاری فوج کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آتے تھے۔ اس وقت نہایت صدق دل اور نمک حلالی سے سرکار کو ہر ایک کام میں مدد دے رہے تھے چنانچہ سردار لوگ قندھار اور لڑائی کاکڑستان وغیرہ خدمات میں سر رابرٹ کے ساتھ شامل تھے اور کس قدر بھاری تعداد شتران اور گھاس بھوسہ وغیرہ کے بلوچستان سے افواج سرکاری کو پہنچے۔ یہ نتیجہ حسن تدبیر سنڈیمن صاحب کا تھا اگر سنڈیمن صاحب نے پہلے سے اس ملک میں آکر اس طرح برکت برٹش گورنمنٹ کو نہ پھیلایا ہوتا تو اس ملک کے لوگ ناگہاں اس قدر تعداد افواج سرکار کا حال سن کر فوراً ملک کو چھوڑ کر روپوش ہوتے۔ جس سے بباعث ویران ہونے ملک کے سرکاری فوج کو بڑی تکلیف پہنچتی۔ اس خیال کی تائید میں تواریخ جنگ افغانستان ۱۸۴۰ء بطور شہادت کے موجود ہے۔ بعد ختم ہونے دوسرے جنگ افغانستان کے سر رابرٹ کو کچھ سبکدوشی حاصل ہوئی تب اپنی پرائیویٹ زندگی کی طرف کچھ خیال رجوع ہوا ورنہ سال ۱۸۷۱ء سے سال ۱۸۸۱ء تک اُن کا خیال اس سرحد کی طرف ایسا رجوع تھا کہ ولایت یعنی گھر بھی بھول گیا تھا۔ سال ۱۸۸۲ء میں ولایت جا کر شادی کی۔ خوش قسمتی سے لیڈی ایسی پرحیا اور فرمانبردار ملی۔ کہ جیسا سر رابرٹ خود عالیشان و بلند مکان تھا۔ آخر سال ۱۸۸۲ء میں جب سر رابرٹ بعد شادی کرنے کے دوبارہ بلوچستان میں واپس آئے۔ تو بلوچستان کے لوگوں نے بڑی خوشیاں منائیں چنانچہ سیوی میں سردار لوگوں کی طرف سے جلسہ چراغاں اور آتشبازی کا کیا گیا۔ واضح ہو کہ فیمابین خانصاحب والی قلات میر خداداد خاں و سردار آزاد خاں نوشیروانی سردار خاران مدت سے جبکہ میر خداداد خان تخت قلات پر متمکن ہوئے دشمنی چلی آتی تھی۔ سردار خاران کا کچھ ملک موروثی اور عطیہ خانصاحب میر نصیر خاں مرحوم

برادر خانصاحب میر خدا و خانصاحب کا جو داماد سردار مذکور کا تھا وانعہ تھا خانصاحب نے ضبط کیا ہوا تھا سردار مذکور نے پنجگور پر حملہ کیا۔ نائب خانصاحب متعینہ پنجگور کو قتل کر کے ملک پر قابض ہو گیا۔ اُس کے اوپر خانصاحب نے لشکر خود پنجگور میں بھیجدیا۔ فیمابین دونوں کے جنگ جدل شروع تھے اور رعایا ملک مذکور تباہ ہو گئی تھی کہ انڈیا گورنمنٹ سے حکم صادر ہوا کہ سر رابرٹ سنڈیمن صاحب بذات خود جنوبی حصہ ملک بلوچستان میں جاکر اس کا بھی انتظام کریں۔ پس صاحب ممدوح نے سیوی سے دورہ شروع کیا۔ اول کچھی میں جاکر فیمابین ملازمان خانصاحب اور سرداران بروہی جو تنازعات تھے فیصلہ کئے پھر براہ درہ مورہ ملک سرداران جہالاوان میں گئے۔ سب سرداران جہالاوان نے حاضر ہو کر سلام کیا اُن کے درمیان جو جو تنازعات تھے فیصلہ کئے سرداران سراوان و جہالاوان و وکیل خانصاحب کو ساتھ لے کر اول خاران میں گئے۔ سردار خاران کو ہمراہ خود کیا پنجگور پہنچ کر فیمابین خانصاحب والی قلات و سرداران گچکی و سردار خاران جو جو تنازعات تھے نیز آپس میں سرداران گچکی کے فیصلہ کئے۔ تسلی دی۔ سب لوگ اپنے اپنے وطن میں واپس آکر آباد ہوئے۔ پھر کیچ کو تشریف لے گئے۔ اقوام رند سرکش تھے اُن کے ملک کا دورہ کیا۔ گوادر میں پہنچ کر براہ جہاز کراچی میں پہنچے۔ اس سفر میں قریب پانچ ماہ صرف ہوئے لیکن جنوبی حصہ بلوچستان کی خوب واقفیت حاصل ہوئی اور کسی قدر انتظام بھی ہو گیا اس دورہ کے جو رپورٹ چھپی ہے قریب ایک کتاب کے بن گئی ہے اور اس میں مفصل حال ملک کا اور تنازعات کا جو فیمابین خانصاحب اور سرداران کے تھے معلوم ہو سکتا ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ یہ پہلا یورپین افسر تھا جس نے خاران اور پنجگور میں جاکر سرکار انگریزی کا نشان قائم کیا۔ سردار خاران اور سرداران گچکی وغیرہ رعایا پنجگور و کیچ نے صاحب ممدوح کا بڑی عزت و محبت سے استقبال کیا۔ اور لوگ خوش تھے۔ کہ اس حصہ ملک بلوچستان میں بھی بمثل شمالی حصہ بلوچستان کے امن قائم ہو گیا کیونکہ سر رابرٹ سال ۱۸۷۵ء سے بلوچستان میں داخل ہوئے تھے یہ دورہ جنوبی حصہ بلوچستان کا سال ۱۸۸۴ء میں تھا۔ اس وقت تک قریب نو سال گذر چکے تھے۔ لوگ کارروائی صاحب ممدوح سے جو انہوں نے شمالی حصہ بلوچستان میں کی تھی بخوبی واقف تھے۔ اسواسطے وہ اعتماد کرتے تھے کہ بمثل شمالی حصہ بلوچستان کے جنوبی حصہ میں بھی صاحب

ممدوح کے انتظام سے امن قایم ہوگا اور لوگوں میں برکت پھیلے گی +

اس دورہ میں بڑا دن خاص خاران میں تھا۔ منشی چوکھانند تے جو اس وقت رائےبہادر ہتورام کا سررشتہ دار اور فی الحال نیٹو اسسٹنٹ ایجنٹ گورنرجنرل بلوچستان کا ہے ایک شعر حسب ذیل موقعہ کے کہا تھا۔ جو بجنسہ ذیل میں درج کرتا ہوں +

غزل در تہنیت کرسمس ہالیڈی کہ بحضور کرنل سر رابرٹ سنڈیمن صاحب بہادر بمقام خاران پیش نمودہ شد۔ مصنفہ لالہ چوکھانند صاحب پرسنل نیٹو اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل بہادر بلوچستان کہ بر وقت مشن ہذا سررشتہ دار آفیس رائے بہادر ہتورام صاحب بودند

مبارکباد

مبارکباد از افضال یزدان — بہ سر رابرٹ اہل نکتہ دانی
کہ امروز است روز عید عیسےٰ — زہر سو صد مبارک را بیاتی
ہمہ اصحاب لشکر را مبارک — کہ نوروز است وخورسندی نشانی
مبارک باد ایں جملہ مشن را — کہ از فیض تو دارد شادمانی
بہر سو حشمتت آوازہ کردہ — زنظمت امن ہر جا با امانی
شدہ آوازۂ لطفت بہ عالم — بغیر از دام کردی دلستانی
وزیرِ خاص تو حُبِّ الٰہی[1] است — مشیرت ہژبر[2] از قومِ رِسانی
باسم[3] اللہ دبیرت کلکِ آہن — بہ صفحہ کاغذ آرد در روانی
بہ نظمِ ملک داری آں تبحر — کہ راجہ[4] از تو آموزد معانی

[1] حب الٰہی کا ترجمہ سنسکرت میں ہت رام ہے یعنی رائے بہادر ہتورام صاحب [2] ہژبر شیر کو کہتے ہیں اور عربی میں شیر کو اسد بولتے ہیں یہاں مراد سردار اسد خاں صاحب قوم رِئیسانی کی ہے + [3] خدا کا اسم سنسکرت گنپت ہے یہاں مراد دیوان گنپت رائے صاحب سے ہے + [4] راجہ کو انگریزی میں ڈیوک کہتے ہیں سو تھورپ مسٹر ڈیوک صاحب پولیٹکل ایجنٹ جناب سنڈیمن صاحب کے ہمرکاب تھے یہاں ان سے مراد ہے +

چناں عدلِ تو عالم کرد معمور　　کند پیلے۵۱ درت را پاسبانی
زفیضِ مقدمت شد ملکِ خاران۵۲　　مخلع باخلاعِ گلستانی
زاقبالِ تو حاضر گشت نوروز۵۳　　بجا آورد رسمِ میزبانی
نبشد آزاد۵۴ عبد خاکِ پایت　　مفخر زیرِ تو از حکمرانی
قبول افتد دعاے خیر بیکس۵۵　　کہ مانی تا ابد در دارِ فانی
مُبارک ایں غزل از بحرِ طبعم　　کہ در گیتی بماند جاودانی
پئے تاریخ و سن چوں فکر کردم　　صدا ہاتف زغیبم داد اغنی
سن ہژدہ صد و ہشتاد و سہ بود　　۵ از دیگر زعیسلے سن بدانی
دسمبر بود بست و پنج تاریخ　　کہ سر شد خطۂ نوشیروانی

اسی سال ۱۸۸۴ء میں بونڈری کمیشن کو واسطے حدبندی افغانستان براہ بلوچستان بجانب ہرات جانے کا حکم ہوا تھا سر رابرٹ سنڈیمن صاحب کے ذمہ تھا کہ ہلمند تک اُس کی سلامتی کا انتظام کریں۔ پس رند علی سے تا ہلمنڈ جو فاصلہ قریب ساڑھے میل کے ہوگا اور تمام راستہ کوہستان و ریگستان تھا۔ ایسی خوش انتظامی سے کمیشن کو پہنچایا کہ اس بارے میں سر ویسٹ رجوی صاحب سینیئر افسر کمیشن مذکور نے اپنی رپورٹ میں صاف تحریر فرمایا کہ ایسے ویرانہ سے اس طرح سہولیت سے گذرنا سر رابرٹ سنڈیمن صاحب کی محنتوں اور کوششوں کا نتیجہ تھا۔ جس کی بابت سر رابرٹ کو گورنمنٹ انڈیا اور ہر مجلس سے نہایت اعلےٰ درجہ کی تعریف ملی تھی۔ صرف یہ نہیں کہ بلوچستان نے اس قدر تیاری اسکورڈ کے ہر قسم رسد و پانی و گھاس کا انتظام کرکے یہ سہولیت اُن کو گذارا بلکہ قریب چھ سات سو مہار شتران بھی مہیا کر دے جو تمام سفر میں یعنی قریب دو سال کمیشن کے ساتھ رہے تھے۔ سال ۱۸۸۵ء میں بباعث اس کے کہ مابین افغاناں و روسی سپاہیوں کے بمقام پنجدہ

۵۱ - پیل سے غرض کپتان پیل صاحب کی ہے جو اس وقت نوبی اسکورٹ کے کمانیر ہمراہ صاحب ممدوح تھے + ۵۲ - خاران علاقہ سردار آزاد خان نوشیروانی کا نام ہے عرصہ تین سال گذشتہ میں وہاں بارش ہوئی تھی مگر جبکہ جناب سنڈیمن صاحب نے اس علاقہ میں قدم رکھا خوب بارش ہوئی حتیٰ کہ تمام علاقہ سیراب ہوگیا اسلئے یہ بیت درج غزل ہوا + ۵۳ نوروز انگریزی میں بڑا دن اور یکم جنوری کو جناب سنڈیمن صاحب کا کمپ خاران ہی میں تھا مگر یہاں نوروز سے مراد سردار سرلونوروز خاں کے سی آئی پسر سردار آزاد سے ہے جس نے ایک منزل خاران سے اسطرف آکر صاحب ممدوح کو مہمانی دیا بلکہ تمام فوج اور کیمپ کی دعوت کی + ۵۴ آزاد سے مراد سردار آزاد خاں نوشیروانی سے + ۵۵ بیکس شاعر کا تخلص ہے +

دربارہ حدبندی کچھ تکرار ہوگئی تھی اسواسطے گورنمنٹ ہند سے حکم جاری ہوا کہ کوئٹہ میں جمع آوری رسد مطلوبہ فوج کا انتظام کیا جاوے کہ شاید ایک بھاری تعداد فوج کی کوئٹہ میں جمع ہو گی چونکہ اس وقت ریل صرف رندعلی تک جاری تھی رندعلی سے کوئٹہ تک براہ بولان سامان رسد شتران پر لانے کا تھا اسواسطے سر رابرٹ خود کچھ عرصہ رندعلی میں خیمہ زن رہے اور اکثر سرداران و معتبران بلوچستان کو جمع کیا اور شتران منگوائے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ قریب تمامی بلوچستان کے شتران بولان میں جمع ہو گئے۔ جس کی تعداد بیس ہزار سے کم نہ ہوگی۔ بڑے زور شور سے رسد کا رندعلی سے کوئٹہ تک پہنچانا شروع ہوا۔ اور سب سرداران و معتبران نے واسطے جمع کرنے گھاس اور لکڑی کے ذمہ اُٹھایا۔ چنانچہ لکھوکھا من رسد و گھاس و دانہ کوئٹہ میں جمع ہو گیا مگر بعد اُس کے صلاحیت ہو گئی تاہم اس بارے میں صاحب ممدوح و افسران و سرداران ماتحت صاحب ممدوح کو گورنمنٹ ہند سے شکریہ ملا۔ اور جو رسد زیر اہتمام صاحب ممدوح کے خرید ہوئے تھے۔ کمسٹریٹ کی نسبت ارزان تھے۔ بسال ۱۸۸۶ء چونکہ اس عرصہ میں بنائے جانے ہرنائی لائن ریل کی منظوری آگئی تھی کام اس کا زیر اہتمام جرنیل برون صاحب جو فی الحال سر جیمس برون صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان کے ہیں شروع ہو گیا تھا۔ سر رابرٹ کو اس طرف زیادہ مصروفیت ہوئی کہ واسطے حفاظت کارکناں ریل مذکور پولٹیکل انتظام اور امن قایم رکھنا ضروری تھا اسواسطے اب صاحب ممدوح کے زیادہ تر توجہ شمالی سرحد بلوچستان کی طرف مبذول ہوئے چنانچہ چند دفعہ بجانب بوری اور ژوب دورہ کر کے اقوام کاکڑ۔ موسےخیل لونی و ہمزہ زئی۔ وغیرہ کو جو اس سرحد پر رہتے تھے مطیع کیا اور بمقام لورالائی ایک پوسٹ قائم کیا۔ اور ایک ملٹری سڑک سیدھی از ڈیرہ غازیخان براہ منرو کلات و بارکھان و لورالائی و ژوب پشین تک تجویز کی جو تیار ہو گئی۔ اس سے ریل ہرنائی بھی امن میں آگئی اور ضرورت کے وقت ایک راستہ آمدرفت فوج کا پنجاب ڈیرہ غازیخان سے پشین تک کھل گیا سال ۱۸۸۸ء میں جام صاحب جام میر خان حاکم لس بیلہ بقضائے الٰہی فوت ہو گیا اور جام عالیخان بڑا بیٹا اُس کا کوئٹہ میں بباعث نااتفاقی ہمراہ پدر خود نظر بند تھا۔ اور دوسرے پسران جام متوفی خورد سال تھے۔ اگرچہ جام عالیخان بموجب رواج ملک حقدار گدی لس بیلہ کا تھا۔ لیکن اُس کے باپ سے سخت مخالفت تھی اور لس بیلہ کے لوگ جو اس کے باپ

کی طرف سے جام عالیخان سے لڑے تھے۔ جام عالیخان کے واپس لس بیلہ میں آنے سے خوف کھاتے تھے اگر یکدم جام عالیخان لس بیلہ میں بھیجے جاتے۔ تو ممکن تھا کہ اُن سے مخالفت ہوتی اسواسطے عارضی طور پر چارج ریاست مذکور اپنے ذمہ پر لیا اور اپنی طرف سے اپنے چیف نیوٹو اسسٹنٹ رائے بہادر ہتو رام صاحب کو منتظم ریاست مذکور کیا بعد ایک سال یعنی جنوری ۱۸۸۸ء میں جام عالیخان کو ہمراہ خود لے جاکر برضامندی راج لس بیلہ کے گدی نشین کیا جو اب تک قائم ہے ——— واضح ہو کہ اس عرصہ میں سرکار ہند کو بلحاظ فوجی اور پولیٹیکل اغراض کے واسطے کھولا جانے درہ گومل کے بہت خیال تھا چنانچہ اس بارے میں چند دفعہ ڈیرہ اسمٰعیل خان کی طرف سے کوشش بھی ہوئی تھی مگر پوری کامیابی حاصل نہ ہوئی تھی سال ۱۸۸۹ء میں ایک دفعہ صاحب ممدوح نے بطریق دوستانہ ہمراہ سرداران کاکڑ و مندوخیل مغل کوٹ تک دورہ کیا۔ وہاں سے گوی لڑی کوتل جو درہ گومل میں مشہور معروف گھاٹی ہے صرف قریب تیس چالیس میل باقی رہ گیا تھا۔ تب سرکار کو اطلاع دے کہ اگر اُس کو اجازت دیجاوے تو دوسرے سال وہ براہ ژوب گومل سے گذر کر ڈیرہ اسمٰعیل خان پونچ سکتے ہیں چنانچہ یہ تجویز منظور ہوئی اتفاق سے مسٹر بروس صاحب بہادر جو پورانہ دوست اور اسسٹنٹ سر رابرٹ کے تھے۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان میں بعہدہ ڈپٹی کمشنری بھیجے گئے تھے وہ بھی اس کام میں پنجاب کی طرف سے سر رابرٹ کے ماتحت کئے گئے۔ بماہ نومبر ۱۸۸۹ء عیسوی سے یہ دورہ شروع ہوا مسٹر بروس صاحب بھی یہاں شامل ہو گئے تھے علاوہ ملٹری اسکورڈ کے صاحب ممدوح کے ہمراہ سرداران و تمنداران قریب پانصد نفر سواران بلوچی از قوم مری و بگٹی و بروہی وغیرہ شامل تھے۔ بمقام آپوزئی قریب ایک ماہ کمپ جما رہا۔ علاوہ سرداران کاکڑ و مندوخیل کے سرداران وزیری مسعود دانی خیل بھی حاضر ہوئے تھے۔ منجملہ تمن شرانی صرف چند معتبران تھے۔ مرتضےٰ سرکردہ اُن کا اور نیز شرانی لوگ حاضر نہیں ہوئے تھے۔ اقوام کاکڑ و مندوخیل اور مسعود وزیری سے کھلا رہنے درہ گومل کی بابت کسی قدر سمجھوتہ ہو گیا تھا بلکہ کاکڑ اور مندوخیل لوگوں نے منظور کیا کہ سرکاری پوسٹ اُن کے ملک میں مقرر کیا جاوے وہ لوگ سرکار کو مالیہ بھی دیوینگے اور بھی ہر طرح کھلا رہنے راستہ ہا گومل وغیرہ میں جو پنجاب ڈیرہ اسمٰعیل خان و ڈیرہ غازیخان کی طرف ژوب سے جاتے ہیں مدد دیوینگے چنانچہ صاحب ممدوح نے واسطے بنائے جانے

بنگلہ رزیڈنسی پولٹیکل ایجنٹ ژوب کے ایک ٹھنڈی پہاڑ کے منتخب کی اور خود اُس کے اوپر روزمرہ جاکر بذریعہ سفر مینا کے ہموار کرایا اور اُس کے سر پر بنگلہ رزیڈنسی کی بنیاد رکھی۔ جو بعد اُس کے سرکار نے اُسکا نام فورٹ سنڈیمن دیا کہ اب سرکاری طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ صاحب ممدوح نے کپتان میکور صاحب پولٹیکل ایجنٹ تھل چٹیالی کو بمعہ کچھ حصہ فوج وہاں فورٹ سنڈیمن میں چھوڑ کر خود بمعہ کچھ حصہ فوج اور سرداران و سواران بلوچی ہمراہ سرداران و معتبران مسعود وزیری بطریق دوستانہ اُن کے ملک درہ گومل سے گذر کر ڈیرہ اسمعیل خان میں پہنچے۔ اور مجموعہ فوج کو وہاں توڑ کر خود بذریعہ ریل کوئٹہ میں آگئے اس دورہ میں قریب تین ماہ کمپ میں رہنا پڑا۔ اور بباعث نیا انتظام نیا ملک اور نئے فرقہ جات کے ساتھ بندوبست کرنے کے صاحب ممدوح کو گو بہت فکر کرنا پڑتا تھا۔ لیکن بوجہ تجربہ کاری اور قدرتی ہوشیاری کے اس دورہ کو بھی نہایت خوش اسلوبی سے انجام کو پہنچایا۔ اور اقوام وزیری کے فرقہ جات کے دل میں صاحب ممدوح کا رعب داب و محبت بوجہ احسن جائے گزین ہوئے۔ اگرچہ اب تک سر رابرٹ کو سرکار کی طرف سے پورے لارڈ کا خطاب نہیں ملا تھا مگر وزیری و شیرانی وغیرہ فرجہ جات شمالی سرحد بلوچستان نے اُن کو لارڈ صاحب پکارنا شروع کیا تھا۔ بیشک سر رابرٹ کا رعب داب اور طریق تمدن اس قسم کا تھا کہ لاٹ صاحب کر کے پکارا جانا غیر موزون نہیں تھا بلکہ زیب دیتا تھا۔ بسال ۱۸۹۱ء چونکہ کچھ اوپر ایک سال ہو چکا ہے کہ ژوب میں صاحب پولٹیکل ایجنٹ بمعہ کچھ فوج کے واسطے انتظام مذکور چھوڑے گئے تھے۔ اور شیرانی لوگ جو ژوب اور ڈیرہ اسمعیل خان کی سرحد پر کوہستان میں رہتے تھے۔ حاضر نہیں ہوئے تھے بلکہ دونوطرف کچھ تکلیف دینا شروع کیا۔ اُسی طرح دوست محمد و منگل خان بیٹا اُس کا منجملہ خاندان سردار خیل کاکڑ ژوب کے بباعث نزاع خانگی علاقہ ژوب سے فرار ہو کر درمیان سرحد افغانستان اور ژوب جاکر رہے تھے۔ اور رعایا ژوب کو کسی قدر تکلیف پہنچاتے تھے اسواسطے صاحب ممدوح نے سرکار سے درخواست کی کہ ایک دستہ فوج کا جہت درست کرنے انتظام اقوام شیرانی و دوست محمد و منگل خان مذکور کے اُس کو دیا جاوے کہ خود بر سر موقع جاکر انتظام کرینگے۔ چنانچہ ایک دستہ فوج زیر کمان جرنیل سر جارج وایٹ صاحب جو فی الحال کمانڈران چیف تمام انڈیا کے مقرر ہوئے ہیں۔ ہمراہ سر رابرٹ کے تیار ہوا۔

شروع اکتوبر ۱۸۹۰ء اس دورہ پر براہ ہندو باغ روانہ ہوئے۔ اگرچہ دوست محمد ونگل نہ کور فرار ہو گئے مگر تمامی سرحد ژوب کا جو جانب غرب افغانستان سے ملحق تھے۔ یعنی مشہور ندی کوندر تک دورہ کیا اور اُس حصہ ژوب کے لوگ جو دوست محمد ونگل کے تعدی سے تنگ آئے ہوئے تھے۔ اُن کو تسلی دی اور بمقام فورٹ سنڈیمن پہنچکر اول اقوام شیرانی کو شرائط نامہ بھیج کر واسطے حاضر ہونے کے پیغام بھیجا۔ جب وہ حاضر نہ آئے تب اُن کے ملک پر چڑھائی کی۔ آخرالامر سب معتبران شیرانی حاضر ہو گئے اور شرائط انجام کو منظور کیا۔ قریب دو ماہ اس دورہ پر رہے جبکہ یہ دورہ ختم ہؤا پھر بجانب جنوبی حصہ بلوچستان کیچکاران کی طرف عزم کیا۔ چنانچہ شروع ماہ دسمبر ۱۸۹۰ء بمقام کراچی پہنچکر بمعہ معمولی اسکورڈ کے اول لس بیلہ میں گئے۔ وہاں سے سیدھا پنجگور میں گئے۔ قریب دو ہفتہ وہاں قیام کر کے جو جو تنازعات فیما بین ملازمان خانصاحب و سرداران نوشیروانی و گچکی کے تھے۔ اُن کا فیصلہ کیا اور پھر براہ بلیدہ کیچ میں آئے وہاں بھی قریب ایک ہفتہ قیام کیا جو جو امور فیصلہ طلب تھے ان کا فیصلہ کیا۔ پسنی سے جو ایک پورانہ بندر بلوچستان کا تھا۔ جہاز پر سوار ہو کر شروع فروری ۱۸۹۱ء کو واپس کراچی میں پہنچے۔ واضح رہے کہ اگرچہ ملک مکران کا برائے نام ماتحت خانصاحب والی قلات کے تھا مگر در اصل مالک اُس کے سرداران گچکی تھے اور وے اپنے خانہ جنگیوں سے نہایت خستہ حال ہو گئے تھے اور باوجودیکہ اُن کے بزرگان نے نصف حصہ مالیہ جات خان قلات کو واسطے حفاظت ملک خود کے دیا ہوا تھا۔ مگر خانصاحب کی طرف سے کچھ مدد اُن کو نہیں پہنچ سکتی تھی۔ اور وے لوگ از دست اقوام نوشیروانی نہایت تنگ آئے تھے۔ خانصاحب انتظام ملک تو بجائے خود اپنے مالیات وصول کرنے میں بھی عاجز تھے۔ سرداران گچکی اور خود خانصاحب نے درخواست کی تھی کہ صاحب ایجنٹ گورنر جنرل انتظام ملک مذکور کا اپنے ہاتھ میں لیویں اسواسطے صاحب ممدوح کو ضرورت معلوم ہوئی کہ صاحب پولیٹکل ایجنٹ سونتھ ایسٹرن بلوچستان کو بمعہ فوج کے واسطے انتظام ملک مذکور کے پنجگور اور کیچ میں چھوڑ دیں۔ آخر ماہ فروری ۱۸۹۱ء ہنوز صاحب موصوف بمقام سیوی جلسہ اسپان پر موجود تھے کہ کیچ سے خبر زخمی ہو جانے میجر میور صاحب پولیٹکل ایجنٹ متعینہ مکران کے پہنچی۔ جسپر صاحب ممدوح دوبارہ بمقام پسنی خود تشریف لے گئے اور بعد انتظام مناسب واپس تشریف لائے۔

بماہ مئی ۱۸۹۱ء چھ ماہ کی خاص رخصت پر ولایت تشریف لے گئے۔ بماہ نومبر ۱۸۹۱ء واپس تشریف لائے اور اخیر سال تک کوئٹہ میں رہے۔ سال ۱۸۹۲ء۔ اس کمبخت سال کے پہلے ہی مہینے میں صاحب ممدوح بمقام لس بیلہ اس جہان فانی سے ہمیشہ کے واسطے کوچ کر گئے جس کا مفصل حال نیچے لکھا جاتا ہے۔ چونکہ ملک مکران کا انتظام ہنوز نیا تھا اور صاحب ممدوح اُس ملک کے انتظام کو اپنے ماتحت رکھنا نہایت ضروری سمجھتے تھے۔ اور ایام رخصت اُن کے میر کمال خان پسر کلان جام عالی خانصاحب حاکم لس بیلہ کا بھی اپنے باپ سے ناراض ہو کر کوئٹہ میں چلا آیا تھا اسواسطے صاحب ممدوح کو ضروری معلوم ہوا کہ بمقام لس بیلہ خود تشریف لے جاکر فیما بین جام لس بیلہ اور پسر اُس کے انجام کرائیں۔ اور سرداران گچکی وغیرہ معتبران ملک مکران اور صاحب پولٹیکل ایجنٹ متعینہ مکران سے بذات خود ملیں اور مشورہ کریں اس واسطے کوئٹہ سے بمعہ لیڈی صاحبہ روانہ ہو کر بتاریخ ۱۴ ماہ جنوری ۱۸۹۲ء کراچی میں پہنچے۔ ۱۷ جنوری ۱۸۹۲ء کو بسواری جہاز ٹیرک سٹورٹ سون میانی آئے۔ ۱۸ جنوری کو بھی وہیں مقام کیا۔ ۱۹ بمقام شیخ راج اور ۲۰ اوتھل میں پہنچے۔ اس جگہ کچھ آثار بیماری کھانسی کے معلوم ہونے تھے۔ لیکن معمولی کھانسی تھی۔ کچھ چنداں سخت نہیں تھی۔ ۲۱ تاریخ مقام تھارا پہنچے رات کو کچھ بارش ہوئی اور سخت آندھی چلی قریب نصف شب جبکہ آندھی چلتی تھی خیمہ کی چوبیں کسی قدر ہلتی تھیں۔ صاحب ممدوح خلاصیوں کے پکارنے کے لئے باہر نکل آئے۔ جس سے کچھ سردی لگ گئی اسواسطے اُس دن فجر کو علے الصباح روانہ نہ ہوئے لیکن بعد حاضری کھانے کے ۲۲ فروری مقام پیر تھارا پر پہنچے۔ بتاریخ ۲۳ جنوری خاص بیلہ میں داخل ہوئے۔ بڑی دھوم دھام سے استقبال اور سلامی ہوئی۔ جام صاحب کی فوج میں اُتر کر ملاحظہ کیا اور دن بھر کام میں مصروف رہے شام کو شہر میں جاکر چراغاں کا جو اس رات صاحب ممدوح کی خاطر جام صاحب نے کرایا تھا ملاحظہ فرماتے رہے۔ رات کو کھانا کھا کر جب خوابگاہ میں گئے بیمار ہو گئے۔ ۲۴ و ۲۵ تاریخ بخار میں رہے۔ چونکہ کیمپ صاحب موصوف کا نشیب جگہ کنارہ ندی پر لگا ہوا تھا۔ خیال ہوا کہ بباعث نمدار ہونے زمین کے بخار ہو گیا ہے اسواسطے بصلاح ڈاکٹر فلرٹن صاحب رزیڈنسی سرجن کے اوپر کی طرف جہاں خشک زمین تھی۔ کیمپ بدلا گیا۔ صاحب کو چارپائی پر اُٹھا لیگئے بتاریخ ۲۶ بوقت فجر طبیعت میں کسی قدر آرام تھا۔ اُسی دن مجھ کو بلایا۔ ہنس کر فرمایا کہ کل

ہم نے ایسا سمجھا تھا۔ کہ شاید ہم بھی بمثل سر آلو ریبٹ جان صاحب کے اس دنیا سے کوچ کرتے
ہیں اگر بلوچستان ہمارے ساتھ بھی ایسا کریگا تو پھر کوئی صاحب بلوچستان کی ایجنسی پر خوش
ہو کر نہیں آویگا۔ پھر کاروبار کی بابت ذکر کرتے رہے اور فرمایا کہ افسوس ہے کہ کیچ کے سردار
لوگ دور سے ہمارے ملنے کیواسطے آئے ہیں۔ اور ہم اُن کو نہیں دیکھ سکے اور بہت باتیں
ملک مکران کے متعلق فیصلہ طلب تھیں۔ ہم نے اُن کو تسلی دی کہ آپ فکر نہ کریں جو جو امورات
متعلق مکران فیصلہ طلب ہیں۔ ہم نے فہرست بنائی ہے۔ آپ کے فسٹ اسسٹنٹ کپتان
اسٹرٹن صاحب اور پولیٹیکل ایجنٹ مکران لفٹنٹ میکڈانلڈ صاحب کے ساتھ بیٹھ کر سب
باتوں کی تجویز کر لیوینگے۔ جب آپ بالکل تندرست ہو جاوینگے۔ صرف مختصر آپ سے بعضے
امور کی بابت حکم لیا جاویگا۔ آپ اس کی بابت کچھ فکر نہ کریں اور سب سردار لوگ آپ کی
بیماری کی حالت دیکھ کر نہایت فکر میں ہیں اُن کو اپنے دیر تک رہنے کا چنداں فکر نہیں ہے۔
صرف یہ فکر ہے کہ آپ جلدی اچھے ہو جاویں۔ اُسیدن شام کو پھر صاحب ممدوح کو سخت بخار
ہو گیا رات بھر بخار میں رہے بتاریخ ۲۷ ماہ مذکور قریب بارہ بجے دن کے پھر ہم کو بلایا اُس
وقت بخار کا سخت زور تھا اُس وقت یہ کلمات فرمائے۔ ”رائے صاحب۔ ہم ماخوذ ہو گیا ہے۔
ہم جال میں پھنس گیا ہے۔ اُس وقت بڑی تکلیف ہو رہی ہے۔ معلوم نہیں کسی کے اوپر
کیا ایسا ظلم ہوا ہے کہ ہم کو ایسی تکلیف ہو رہی ہے۔ آخر کا وقت بڑا مشکل ہوتا ہے دیکھو
کہ کسی کے اوپر کچھ ظلم نہ ہو وے“۔ اس قسم کے چند کلمات کہے اور دو تین دفعہ آہ سرد نکالی۔
فی الحقیقت اُس وقت صاحب کو بہت تکلیف ہو رہی تھی۔ کہ بخار کا بہت زور تھا۔ اور
بے چینی تھی۔ بہت دیر تک میں اُن کے ساتھ بیٹھا رہا اور تسلی دیتا رہا۔ مگر معلوم ہوتا تھا
کہ صاحب اپنی موت کو جان چکے ہیں، اور دوامی جدائی کی باتیں کر رہے ہیں۔ اسی دن
لیڈی صاحبہ نے ایک اور ڈاکٹر کراچی سے منگوانے کی تجویز کی۔ چنانچہ جام صاحب نے
برابر کراچی تک ڈاک لگادی اور جو کچھ دوائی ڈاکٹر فلرٹن صاحب کو کراچی سے منگوانی ہوتی
ڈاک کا ایسا انتظام تھا کہ ۲۴ گھنٹے کے اندر پہنچ جاتی۔ نیز ایک پارٹی فوج کی پنجگور سے اس
طرف آنے والی تھی اُس کے ساتھ ایک یورپین ڈاکٹر تھا۔ اُس کے واسطے ڈاک لگائی گئی
اور میر یوسف خان کو روپسر سردار الہڈنہ خاں کورد جو ہمراہ کیمپ تھا۔ خود چٹھی لے کر آٹھ
گھنٹے میں قریب پچاس میل پر ڈاکٹر صاحب کو پہنچائی۔ مگر ڈاکٹر صاحب بتاریخ ۲۹ ماہ مذکور

قریب دوپہر دن کے پہنچے جو اس وقت صاحب ممدوح سخت حالت میں پہنچ چکی تھی۔ بتاریخ ۲۹ جنوری ۱۸۹۲ء قریب دو گھنٹہ پیشتر رحلت فرمانے کے سب سرداران اور دوستان کو واسطے آخری ملاقات کے یاد فرمایا سب سے پہلے میں بشمول جام عالیجان حاضر ہوئے۔ اُس وقت صاحب ممدوح کی حالت قریب المرگ پہنچ چکی تھی۔ دم چڑھ گیا تھا بول بھی مشکل سکتے تھے۔ تاہم جب ہم دونو پہنچے اور جام عالیجان نے کہا کہ صاحب طبیعت کا کیا حال ہے۔ کہا یہ حال ہے جو دیکھ رہے ہو۔ اور ہاتھ سے سلام کیا اور کہا کہ اب ہم رخصت ہوتے ہیں۔ اور ہم کو بھی یہ فرمایا کہ۔ رائے صاحب۔ اب ہماری آخری ملاقات ہے سب کو ہمارا سلام دو۔ جام عالیجان تو افسوسناک حالت دیکھ کر واپس اپنے مکان کو چلا گیا۔ اور میں اُسی جگہ صاحب کے پاس بیٹھا رہا۔ قریب آدھا گھنٹہ اور بیٹھا مگر پھر صاحب کی حالت لحہ بہ لحہ زیادہ کمزور ہوتی جاتی تھی۔ آخر بحکم ڈاکٹر صاحب ہم لوگ سب باہر چلے گئے لیڈی صاحبہ اور ڈاکٹر صاحب بدستور صاحب کے پاس رہے۔ قریب سات بجے شام کے صاحب نے آخری دم دیا اُس وقت جو رنج لیڈی صاحبہ کو یا رفیقان صاحب ممدوح بلکہ تمام کیمپ کو ہوا۔ بیان اس کا تحریر سے باہر ہے۔ قریب تمام ہمراہی کیمپ چنانچہ سرداران وغیرہ نے اُس رات روٹی نہیں کھائی تھی۔ بتاریخ یکم فروری ۱۸۹۲ء کو تجہیز و تکفین صاحب ممدوح کے اُس موقعہ پر جو جہاں سال ۱۸۸۹ء میں صاحب ممدوح کا کیمپ تھا اور جہاں بتقریب گدی نشینی جام عالیجان کے بڑا عالیشان دربار کیا تھا عمل میں آئی۔ جنازہ کے ساتھ فوج ہمراہی اسکورڈ اور فوج جو پنجگور سے اتفاقیہ تبدیل ہو کر آئی تھی اور فوج جام صاحب کی اور سرداران کیچ پنجگور وغیرہ ہمراہ تھے۔ اچھے شان و شوکت سے جنازہ قبرگاہ تک پہنچایا گیا۔ اور بموجب دستور اور رواج مذہب عیسائی کے صاحب لوگوں نے انجیل پڑھی اور قبر میں داخل کیا۔ اسوقت قریب ایک ہزار نفری خورد و کلاں قبرستان تک گئے تھے۔ سب کی حالت ایسی تھی کہ مارے غم کے سب کے چہرے اوداس ہو رہے تھے۔ جن لوگوں نے سال ۱۸۸۹ء میں اسی موقعہ پر جہاں اب سر رابرٹ کی قبر بنائی جاتی تھی شاہانہ دربار صاحب ممدوح کا بروز گدی نشینی سردار جام عالیجان کے دیکھا تھا وہ نہایت ہی حیرت میں تھے کہ ایک دن اس موقعہ پر سر رابرٹ شیر کے موافق گرج گرج کر ایسپیچ دے رہے تھے۔ یا آج اُسی موقعہ پر زیر زمین

دفن کیے جاتے ہیں۔ درحقیقت یہ دنیا سرائے فانی ہے۔ اور اس چرخ نیلوفری نے چندیں نامور زیر زمین دفن کیے ہیں۔ جن کا اب نشان بھی باقی نہیں ہے۔ سر رابرٹ سنڈیمن صاحب بلوچستان میں نہایت نامور اور ہر دلعزیز تھے۔ صاحب ممدوح قریب آٹھ برس ضلع ڈیرہ غازیخان میں جو وہ بھی ایک حصہ بلوچستان کا ہے ڈپٹی کمشنر رہ چکے تھے۔ اور سال ۱۸۷۵ء سے ۱۸۹۲ء تک قریب اٹھاراں سال خاص بلوچستان میں بعہدہ ایجنٹی رہ چکے تھے۔ اور ابتدا میں تمام بلوچستان کے انتظام کی بنا بدست خود کر لی تھی۔ اسواسطے صاحب ممدوح کو قریب بلوچستان کے لوگ تمام خورد و کلاں جانتے تھے جب یہ خبر فوتیدگی صاحب ممدوح کی ملک میں مشہور ہوئی تمام بلوچستان نے نہایت رنج اور افسوس ظاہر کیا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ جس طرح بلوچ بروہی لوگوں نے اپنے خان میر نصیر خان کلان کی فوتیدگی پر کہ وہ بھی نہایت ہر دلعزیز خان قلات ہو گذرے ہیں۔ افسوس ظاہر کیا تھا اسی طرح سر رابرٹ کی فوتیدگی پر افسوس ظاہر کیا۔ قریب آخیر ماہ فروری ۱۸۹۲ء جلسہ اسپان بمقام سیبوی ہونیوالا تھا۔ جس میں سر رابرٹ کے دربار کرنے کی سب کو امید تھی۔ سر رابرٹ کے اس دنیا سے کوچ کر جانے کے سبب اگرچہ جلسہ اسپان معمولی طور پر ہوا۔ لیکن وہ لطف نہیں تھا جو سر رابرٹ کی موجودگی میں ہوتا۔ مسٹر بارنس صاحب بہادر ریونیو کمشنر بلوچستان نے جو پہلی مدت تک سر رابرٹ کے پرسنل اسسٹنٹ بھی رہ چکے تھے اور اس وقت قائمقام ایجنٹ گورنر جنرل تھے سر رابرٹ کی ماتم داری کا دربار کیا۔ جس میں سرداران بلوچستان نے سرِ دربار سر رابرٹ کی فوتیدگی کا نہایت درجہ رنج و افسوس کیا اور تمامی سرداران بلوچستان کی اسبات پر کوشش ہوئی کہ سر رابرٹ کے نام پر بلوچستان میں ایسی یادگار قائم کی جاوے جو ہمیشہ کے واسطے بلوچستان میں نشان بنا رہے۔ اس پر چندہ جمع کرنے کی تجویز ہوئی چنانچہ لسٹ کھلنے پر قریب دو گھنٹہ میں قریباً ۲۰۰۰۰ ؎ روپیہ چندہ سرداران و معتبران و اہلکاران وغیرہ نے اپنے نام لکھ دیا اور قرار پایا کہ تمام علاقہ میں نوٹس دیا جاوے بہت لوگ اپنی خوشی سے اس کام میں شریک ہونگے ✣

سر رابرٹ سنڈیمن صاحب کے ماتمی دربار سیبوی میں جو فہرست چندہ واسطے تعمیر یادگار صاحب ممدوح کھولی گئی تھی جس کی تعداد مبلغ ؎ ۔۔ روپیہ تک روز اول پہنچ گئی تھی اسی طرح چلتے چلتے تعداد چندہ کی صرف بلوچستان کے باشندگان کی طرف سے کیا سرداران

کرنل سر رابرٹ سنڈیمن صاحب بہادر کے۔ سی۔ ایس۔ آئی



COL. SIR ROBERT SANDEMAN. K.C.S.I.

[illegible]

بروہی بلوچ کیا اہلکاران سرکاری کیا معتبران شہر کوئٹہ وسیوی سرحاص و عام از قوم ہندو و مسلمانان و پارسی بخوشی خود ہرایک نے ایک دوسرے سے بڑھ کر اس کارخیر میں شامل ہونا سعادت خود تصور کیا اُن کی تعداد ستر ہزار روپیہ تک پہنچ گئی جو علاوہ اس سے قریب تیس ہزار روپیہ سرکار عالیہ نے بلوچستان کی آمدنی سے دینا منظور فرمایا قریب ایک لاکھ روپیہ کے مصارف سے ایک عالیشان مکان بمعہ باغ بنام نہاد سنڈیمن جرگہ ہال تعمیر ہوا جس کے دیکھنے سے شان وشوکت وہردلعزیزی صاحب ممدوح معلوم ہوسکتی ہے مزید براں سرداران ورئیسان ضلع ڈیرہ غازیخان نے از خود بہت روپیہ چندہ جمع کر کے بمقام منزد قلات کہ جہاں صاحب ممدوح نے پہلی بنا جرگہ کے قائم رکھی تھی جرگہ ہال تعمیر کیا اور سنڈیمن جرگہ ہال نام دیا۔ وفات صاحب ممدوح پر سرکار عالیہ ہند کی طرف سے گورنمنٹ گزٹ میں اور پبلک کی طرف سے اخبارات ہند وانگلینڈ میں جو مضامین دربارہ تعریف حسن خدمات صاحب مشارٌ الیہ اور افسوس مرگ ناوقت اور وفات ناگہان صاحب موصوف پر مطبوع ہوئیں اگر سب کو جمع کر کے اسباب میں چھپوایا جائے ایک بڑی کتاب بن جاویگی نمونہ کے واسطے طرف کراچی اخبار میں جو نامہ نگار نے اُس وقت ایک نوٹ چھپوایا تھا جس میں کہ حال ابتدا میں آنا ہندوستان کا اور خاندان وغیرہ صاحب ممدوح کا بھی درج ہے ترجمہ اس کا علحدہ شامل کرتا ہوں۔

اُس وقت سے آج دن تک اخبارات میں اور سرکاری خط وکتابت میں سررابرٹ سنڈیمن صاحب کی پالیسی کی بابت ازحد تعریف کی جاتی ہے خصوصًا جب ہندوستان کی کسی سرحد پر کوئی بحث چھڑتی ہے ضرور سررابرٹ سنڈیمن صاحب کی پالیسی یاد آتی ہے عوام الناس ساکنان بلوچستان اور ڈیرہ غازیخان وسرحد سندھ ضلع جیکب آباد صاحب ممدوح کے نام کو اکثر نہایت عزت وشوق سے یاد کرتے ہیں۔ اگرچہ صاحب محتشم الیہ کے بیوقت وناگہانی فوت سے تمامی احباب خیرخواہان صاحب ممدوح کو سخت رنج ہے مگر ساتھ ہی کسی قدر تسلی کی بات ہے کہ صاحب ممدوح ایسا نام چھوڑ گئے ہیں کہ جب تک دنیا قائم ہے تواریخ میں اور عوام الناس میں اُن کا نام یادگار رہیگا۔ بقول ایں مصرعہ

نوشیرواں نہ مرد کہ نامِ نکو گذاشت

نوٹ از اخبار فی نکس بابت مرحوم کرنیل سر رابرٹ سنڈیمن صاحب بہادر کے سی ایس آئی ایجنٹ گورنر جنرل و چیف کمشنر بلوچستان مورخہ ۷ اپریل ۱۸۹۲ء

ہوس آف کامنز میں فرقہ بازی کے جھگڑوں اور تنازعات پر اسقدر توجہ اور طوالت کی جاتی ہے کہ جس سے فواید بادشاہت کو اکثر نقصان پہنچتا ہے! ورجسقدر بلحاظ فواید مذکور کا ہونا چاہیئے وہ نہیں کیا جاتا۔ پس اس صورت میں کچھ تعجب نہیں ہے کہ برٹش رعایا کو کونسل کے اُن ممبران کی بابت جنہیں فرقہ بازی کے جھگڑوں میں ناپایدار کامیابی حاصل ہوئی ہو اکثر بہت کچھ واقفیت ہے۔ بہ نسبت ایسے افسران کے جن کے نمایاں کارگذاریوں سے تاج شاہی میں نئے نئے جواہرات اویزان ہوتے جاتے ہیں۔ اڈیٹران روزانہ انگریزی اخبارات نے سر رابرٹ سنڈیمن صاحب جیسے افسر کی وفات پر جن میں پورا نہ زمانہ کی شجاعت اور دلیری کا مادہ بھرا ہوا تھا ایک کالم بھی لکھنے سے پہلو تہی کیا درحالیکہ اُن میں مدام کئی کالم فضول ناٹک کے ایکٹران و مذہبی فصاحت درج ہوتے ہیں سلطنت عظیم برطانیہ کی وسعت جس کی نظیر تواریخ دنیا میں نہیں ملتی بغیر رُکاوٹ کے روز افزون ہے۔ نئے نئے ملک فتح ہوکر برابر زیر اور تابع کے جاتے ہیں۔ لیکن اس ناٹک میں جو خاص ایکٹر ہیں اخبارات میں اُن کے نام پر اکثر کم توجہ کی جاتی ہے۔ اُن کے فتوحات وسیع سلطنت کے دور دور کے کونوں میں واقعہ ہوتے ہیں اور انگریزی مطبع کے تیز روشنی اُن دور دراز ملکوں تک صرف دھندلے پن سے ہے پہنچ سکتی ہے۔

شروع سال حال میں جبکہ تمام سلطنت شاہی خاندان کے ایک ممبر کی رحلت کے سبب ماتم میں تھی ایک افسر برطانیہ سرکاری خدمت بجالاتا ہوا۔ بحین دورہ جنوبی بلوچستان اس دنیا سے چل بسا۔ جس کی موت کو انڈیا گزٹ نے موجب بدقسمتی مشتہر کیا۔

رابرٹ گروس سنڈیمن میجر جنرل آرٹی سنڈیمن متعلق فوج احاطہ بنگال ضلع پرتھ شایر کے ایک مشہور خاندان سے تھے۔ وہ ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوے تھے اور سینٹ اینڈریوز اور پرتھ میں اُنہوں نے تعلیم پائی تھی۔ ہندوستان میں ملازمت کا حکم حاصل کرکے وہ ۱۸۵۶ء میں بنگال نیٹو انفنٹری نمبر ۳۳ میں شامل ہوئے۔ پلٹن مذکور اُس وقت ان کے باپ کے زیر کمان تھی۔ بعد میں اُن کو یورپین پلٹن نمبر ۱۰۱ میں تبدیل کیا گیا اور بایام بغاوت ۱۸۵۷ء وہ سکھ رسالہ نمبر ۱ میں تھی جو اُس وقت کالم متعینہ اودھ کا ایک جزو تھا۔ صاحب موصوف کانپور کی لڑائی میں موجود تھی اور محاصرہ اور لکھنؤ کے فتح میں بھی شامل تھے۔ اس موقعہ پر وہ سخت زخمی ہوئے تھے۔ فی الواقع رپورٹ ہوچکی تھی کہ صاحب موصوف جاں بحق ہوگئے ہیں اور دوسرا صاحب اُن کی بجائے رجمنٹ کا ایجوٹنٹ ہوکر بذریعہ گزٹ مشتہر ہوچکا تھا۔ جب سنڈیمن صاحب شفایاب ہوئے تو وہ

نوکری پرشامل ہونے کیواسطے حاضر ہوئے۔ اور انہوں نے اپنے اصلی عہدہ کا دعوے کیا۔ دیگر افسران اس امر سے متعجب ہوئے۔ اور اس امر کی کماندر انسطر جنرل صاحب ہند کو رپورٹ ہوئی۔ اور یہ فیصلہ ہوا۔ کہ چونکہ عہدہ اجوٹنٹ پر ہو چکا ہے لفٹنٹ سنڈیمن صاحب کو اُن کے دلاسا اور دلجوئی کے واسطے پنجاب کمیشن میں اسسٹنٹ کمشنری دیجاوے۔ اُن ایام میں فوجی افسران عہدہائے سول کے واسطے بہت خواہشمند تھے اور پنجاب میں تین اسامی خالی ہونے پر ایک فوجی افسر کو دیجاتی تھی ۱۸۵۹ء سے صاحب موصوف اضلاع سرحد پر مختلف عہدہ پر تعینات رہے اور امبیلا کے لڑائی میں ۱۸۶۳ء میں اُنہوں نے ایک باغی سردار کو گرفتار کیا اور اسکے صلہ میں گورنمنٹ کا شکریہ اُن کے پاس بھیجا گیا۔ پھر وہ بعہدہ ڈپٹی کمشنری ڈیرہ غازیخان ترقی ہوئی اور گیارہ برس تک وہ اُس ضلع کے چارج میں رہے۔ اس عہدہ سے پھر وہ ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان بنائے گئے۔ وصولی مالیات اور عدالت گستری کے علاوہ ان کے فرائض ایسے تھے جن کے سبب ان کو اقوام سرحدی سے تعلقات رکھنے پڑے۔ اور ان کے ضلع کی سرحد پر۔ تمام پنجاب فرانٹیر کی نسبت زیادہ امن اور آرام ہو گیا۔

جنوب کی طرف صوبہ سندھ واقع تھا۔ سر ولیم مری وور صاحب کمشنر ضلع مذکور کراچی میں رہتے تھے اور اُن کا نامور مددگار جنرل جیکب صاحب بمقام جیکب آباد تعینات تھے۔ سرحد پر آمد و رفت بند تھی اور علاقہ سرکار سے باہر کا ملک علاقہ غیر سمجھا جاتا تھا اور اقوام باشندہ علاقہ مذکور سے تعلقات پیدا کرنے کی سخت ممانعت تھی۔ اور عہدہ داران کے واسطے سرخ لکیر کی پار جانا گویا ملازمت سے قطع تعلق کرنا تھا۔ بلوچستان اُس علاقہ کا نام ہے جس کے شمال میں افغانستان ہے۔ جنوب میں بحر عرب مغرب میں فارس اور مشرق میں سندھ ہے۔ یہ تمام ملک برائے نام خان قلات کے زیر حکومت تھے اور سرداران بلوچی اور اقوام اُس کو اپنا حاکم مانتے ہیں۔ مگر یہ تابعداری اصلی نہ تھی صرف برائے نام تھی کیونکہ مدام فساد اور خونریزی جاری تھی اور خان قلات برٹش گورنمنٹ کی مدد کے بغیر سرداران کو زیر نہیں رکھ سکتا تھا۔ ملک میں برابر خان اور اقوام کے باہمی لڑائی۔ کشت و خون۔ لوٹ مار اور حملہ آوری جاری تھی۔ خان کے ساتھ خط و کتابت وغیرہ انجانب گورنمنٹ بذریعہ پولیٹکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ فرانٹیر متعینہ جیکب آباد ہوا کرتے ہیں

منجملہ نیم مہذب بلوچ فرقوں کی دو قومیں یعنی مری اور بگٹی جو نہایت وحشی اور طاقتور تھے سلیمان کوہ پر رہتے ہیں جو سرحد علاقہ سرکار سے ملحق ہے۔ مری کے اپنے مقولہ ذیل سے اُس کے چال چلن کا اندازہ ہو سکتا ہے "ہم اپنے سب ہمسایوں کے دشمن ہیں اور ہم کسی سے بھلائی نہیں کرتے اور کوئی ہمارا خیر خواہ نہیں ہے پس ہم اُن پر چاروں طرف جھگڑہ فساد برپا ہونے میں مدد دیتے ہیں اور کوئی ہمسایہ ہمارا دوسرے کے آزار رسانی کیواسطے ہمارے علاقہ سے گذرنا چاہے ہم کو اس کو گذرنے دیتے ہیں۔ ہم کو پرواہ نہیں اگر کسی

فریق کو نقصان پہنچے یا تباہ ہو۔ کیونکہ ہم کو ہر حالت میں جیت ہے،، بگٹیوں کی یہ بات زبان زد عام ہے کہ علاقہ سندھ میں ایک دھاوا کیا تھا اور پندرہ ہزار مال مویشی وہاں سے پکڑ لائے تھے ۔ ۱۸۶۷ء میں قریب ایکہزار مری اور بگٹی نے ہرند ضلع ڈیرہ غازیخان علاقہ پنجاب پر دھاوا کیا تھا اور انہوں نے چند بستیوں کو جلا دیا تھا۔ کپتان سنڈیمن صاحب نے ان کو پس پا کیا اور اُن کے بہت آدمی مارے گئے اور صاحب ممدوح نے پولیٹکل سپرنٹنڈنٹ جیکب آباد کو تحریر کیا کہ نقصان رعایا علاقہ سرکار کا معاوضہ وہ خان قلات سے وصول کر کے بھیجدیوے۔ جواب میں صاحب پولیٹکل سپرنٹنڈنٹ نے لکھا کہ خان صاحب کی حکومت صرف برائے نام تھی اور وہ اپنی اقوام بلوچی کا انتظام نہیں کر سکتا تھا۔ اور یہ کہ افسران پنجاب کو دھاوا مردم بلوچ کے روکنے کے واسطے اپنی ہی سرحدی چوکیات سے کام لینا چاہیئے۔ پس پر کپتان سنڈیمن صاحب نے اقوام سے راہ راست خط و کتابت کے اور یہ انتظام اپنے ہی ہاتھ میں لے لیا۔ اس نے سرداران کو دلاسہ دیکر اپنے سلام اور ملاقات کے واسطے منگوایا اور عام دربار میں اُن سے بدنظامی کے روکنے پر بحث کیا۔ یہ بات مینی انسان کی ذات میں ہے کہ دوسروں کے واسطے بلا لینے مزد کوئی کچھ نہیں کرتا۔ اور یہ عادت افغان اور بلوچ میں خاص کر کے مروج ہے۔ کہ اگر اس کے واسطے کچھ نہ کیا جاوے تو وہ آپ کے واسطے کچھ نہ کریگا۔ پس اگر ہم خواہش کریں کہ فرانیٹر قوم کا آدمی ہمارے واسطے کچھ کرے تو پہلے لازم ہے کہ ہم اُس کے واسطے کچھ کریں۔ اس لئے نوجوان کپتان صاحب نے اول ہی اول اس جگہ قدرتی دانائی سے ملازمت لیوی کا سلسلہ قائم کیا۔ جو اُن کو بعد ازیں بڑے نمایاں فائدوں کا باعث ہوا قوم کے سرکردگان یا مقدمان میں روپیہ تقسیم کیا گیا تاکہ وہ اپنے اپنے فرقوں پر زیادہ قادر ہو جاویں۔ اور بے ضبط و سرکش انسانوں کو اچھی طرح اپنے ضابط میں رکھ سکیں۔ اور روپیہ بطور تنخواہ پاکر سرحد پر امن قائم رکھیں اور اس کو اپنا فرض سمجھیں اور تن دہی کریں۔ اس کے واسطے اُس کو چند سوار اور پیادہ آدمی سرحد پر رکھنے پڑتے تھے جب کوئی واردات ہوتی تو تنخواہ لیوی بند نہ کیجاتی تھی بلکہ اُس کو بحال رکھ کر مقدمان کو مجبور کیا جاتا تھا کہ اصل مجرمان کو حاضر لاویں۔ اور پھر ان ملزمان کو جرگہ میں پیش کیا جاتا تھا اور بموجب رواج قوم مذکور کے اس کو سزا دیجاتی تھی۔ یہ دونو قومیں تب سے صرف علاقہ سندھ میں دھاوا لے جاتے مگر حکام پنجاب سے انہوں نے اپنے اقرار نامہ کا پورا پورا ایفا کیا۔

والی قلات کے ساتھ جو بلوچستان کا برائے نام حاکم تھا اور مجمع براہوی کا سرکردہ تھا سرکار برطانیہ کے چند عہد نامجات ہو چکے تھے۔ عہد نامجات ۱۸۵۴ء و ۱۸۷۶ء کے رو سے سالانہ وظیفہ نقدی کے عوض جو سرکار سے خانصاحب کو ملتا تھا۔ تجارت کا رستہ کراچی سے جنوبی بلوچستان تک کھل گیا۔ اور تار برقی کنارہ بحر عرب پر درمیان ممالک ہند و فرنگستان کے لگائی گئی۔ مگر ریاست کے اندر بدستور پرانی بغاوت پھیلی

ہوئی تھی - اور جب خان قلات نے قلمی فوج بھرتی کرنی شروع کی اور معافیات مردم براہوی کے ضبط کرلی اور بجائے کونسل براہوییان سراوان و جہالاوان کے میر مجلس و پریزیڈنٹ ہونے کے خلاف دستور قدیم اُس نے حاکم مختار کل بننا چاہا تو معاملہ خطرناک ہوگیا - اقوام مری اور بگٹی فوراً اس کے برخلاف لڑائی کے واسطے ایستادہ ہوگئے ۔ پھر ولیم مری و درنے سرحد پر شورش اور لوٹ مار کے انسداد کے واسطے تجویز کیا کہ سرداران بغاوت پیشہ کو زیر کرنے اور ان سے اسلحہ لے لینے کے واسطے خانصاحب کو فوج کی مدد دیجاوے مگر گورنمنٹ ہند اس سخت کارروائی کے برخلاف تھی علے الخصوص بدیں وجہ کہ پنجاب گورنمنٹ نے کپتان سنڈیمن صاحب کی رائے سے صلاحیت کی پالیسی پیش کی تھی اور گورنمنٹ موصوف نے اس امر پر زور دیا تھا کہ خان قلات محض مجمع بلوچیہ کا ایک سرکردہ بطور مختار و وکیل کے تھا - پنجاب گورنمنٹ نے نیز ظاہر کیا کہ تاوقتیکہ تنازعات فیما بین خان قلات و سرداران فیصلہ ہوکر پورانے رواج اور دستور سے کا عمل درآمد ہو دیگر کارروائی فائدہ حاصل نہ ہوگا اور کہا کہ اقوام بلوچستان پر اعتبار ہوسکتا تھا کہ قدیمی رواج کے رو سے وہ فیصلہ کرینگے - چونکہ کپتان سنڈیمن صاحب کو مردم مری و بگٹی کے ساتھ عہدنامہ کرنے سے کامل کامیابی حاصل ہوئی تھی اس لئے اُن کو ہی حکم دیا گیا کہ وہ سلسلہ کوہ سلیمان کے اندر جاکر تنازعات کے بند کرنے کی کوشش کریں اور وہاں کے موجودہ حالات کی رپورٹ دیویں +

سنڈیمن صاحب کو یہ عمدہ موقعہ ہاتھ آیا اور انہوں نے اُس سے فائدہ اٹھایا - اُن کو اپنی طاقت کا اندازہ معلوم تھا - اور اُن کو اپنے اوپر اور اپنی راستبازی اور انصاف پر پورا اعتماد تھا - سنڈیمن صاحب شجاعت و سخاوت و دلیری کا ایک نمونہ تھا - جس کی نظائر پورانی تاریخ میں پائی جاتی ہیں مثلاً کے صاحب نے اپنی تواریخ مفسدہ دہلی میں - پھر دو لارنس صاحب جو چیف کمشنران پنجاب اور اودھ ہو گذرے ہیں یوں لکھا ہے - "صاحب بہادر نواب مستطاب گورنر جنرل ہند کو ان دونو پر پورا اعتبار تھا - اُن کی دلیری پر پورا یقین تھا اُن کی وفاداری پہ کامل اعتماد تھا اور ان کی لیاقت حکمرانی پر بھروسہ واثق تھا اور سب سے زیادہ وجہ انکے محل اعتبار ہونے کی یہ بھی کہ وہ ذمہ واری کے کام کرنے کے دل سے آرزو اور خواہش رکھتے تھے ایسی خواہش صرف اپنے اندرونی یعنی دلی طاقت کے بھروسہ سے پیدا ہوتی ہے - اور یہ امر محض بدولت تعمیل ایک اندرونی قدرتی آواز یا ہدایت کی ہے طاقتور آدمی دوسرے کام کو ہاتھ میں لینے اور سرانجام کرنے کے واسطے شوق سے آگے قدم رکھتا ہے جبکہ کم دل آدمی ہاتھ ڈالنے سے خوف کھاتے ہیں" - کپتان سنڈیمن صاحب اپنے دلی توکل اور بھروسے پر مسلح ہوکر دلیرانہ پہاڑ کے اندر داخل ہوگیا جو اس کی کامیابی کا صحیح راستہ تھا - اس کی زندگی اُس آدمی کے اپنے ہاتھوں میں تھی کیونکہ اُس کے ساتھ صرف تھوڑی تعداد کا قابل اعتبار نیٹو اسکورٹ تھا -

شب و روز سفر کرتے کرتے وہ براہ بولان مستونگ میں داخل ہوئے - ان کا راستہ ایسی گھاٹیوں سے گذرا جن کو محکمہ پیمائش کے افسران دوزخ کی مثال بتلاتے ہیں - اچانک دارالخلافہ خانصاحب میں پہنچ کر انہوں نے تحقیق بانتازعہ کنندگان کے درمیان ثالث کے طور پر صلاحیت کرنے کی ذمہ داری اُٹھائی - صاحب موصوف کا مشن کامیاب ہوا - انجام و صلح کرکے صاحب ممدوح ایک پیغام از جانب والی قلات لے کر والیسراے صاحب کی خدمت میں واپس گئے - جس کا مطلب خانصاحب کی طرف سے درخواست معافی مضی مامضی کا عرض کرنا تھا آخرالامر گورنمنٹ عالیہ ہند نے سندھ کا تعلق تمام معاملات بلوچستان سے قطع کر دیا اور اُن کو صاحب کمشنر ڈیرہ جات کے پاس منتقل فرمایا -

۱۸۷۶ء میں میجر سنڈیمن صاحب کو پھر قلات بھیجا گیا - اس مرتبہ اُنہوں نے از جانب گورنمنٹ ہند خانصاحب کے ساتھ عہدنامہ مقام مستونگ پہ تحریر کیا - ایک مصنف نے عہدنامہ مذکور کو بطور سند مداخلت ملک بلوچستان ذکر کیا ہے - پھر وہ ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان مقرر ہوئے اور وقت فوتیدگی تک اسی عہدہ پر مامور رہے -

اُن کی ہمدرد اور فیاض حکومت کے نیچے علاقہ بلوچستان جو مدام خانہ جنگی اور خونریزی کا ملک تھا - قیصر ہند کے باامن ممالک میں سے ایک صوبہ بن گیا - مالیہ اس علاقہ کا سہولیت سے وصول ہوتا ہے - تجارت کو ترقی ہے او مال اور جان کی حفاظت بمثل دیگر ممالک بادشاہت مذکورہ کے ہے - جیسا کہ ورجل شاعر نے ایک فتح مند افسر کے بارہ میں لکھا ہے انہوں نے معاملہ رس اور خداداد ذہانت کے ذریعہ سے تنازعات متمردی اور خونریز لڑائی کو بند کیا - رعایا میں امن پھیلایا - ملک میں نرمی سے حکومت کی اور سرکشوں کو فہمی آہنی سے متابعت کرنا سکھلایا -

بلوچ لوگ مضبوط البدن - جفاکش اور بہادر آدمی ہیں - اور اُن میں بہت سے نیک خصائل ہیں انہوں نے اپنے ملک میں ہی جہاں سکندر اعظم کے وقت سے لڑائیوں کا ہنگامہ گرم رہا ہے فن سپاہگری سیکھا ہے اور یہ مثل سینکہ فیلسوف کے وقت سے مشہور ہے کہ جس آدمی نے اپنی جان پر کھیلنا سیکھا ہے اُس نے اس بات کی بھی تعلیم پائی ہے کہ کس صورت سے اپنے آپ کو غلام ہونے سے بچاوے - چونکہ میجر سنڈیمن صاحب کو ان اقوام کے رواج اور رسومات کی جلد ماہیت حاصل ہوئی اور صاحب موصوف رسوم مذکور کا بخوبی پاس فرماتے تھے اس لئے وے لوگ اُن کی شجاعت کے ثناخواں تھے اور اُن پر پورا بھروسہ رکھتے تھے صاحب موصوف کو بھی ان لوگوں پر پورا اعتبار تھا - بجائے اس کے کہ ان نیم مہذب لوگوں سے حقارت کے ساتھ بمثل غلاموں کے سلوک ہوتا اُن سے مصافحہ کیا جاتا تھا اور ان کے پرانے رسوم و رواج کا لحاظ کیا

جاتا تھا۔ صاحب ممدوح کو اس مسئلہ کا پورا علم تھا۔ کہ تاوقتیکہ رعایا سے علی العموم کے خیر خواہی اور نیک نیتی حاصل نہ ہو بادشاہت کو استحکام نہیں ہو سکتا۔ اُن کو یہ بھی علم تھا کہ درشتی اور نرمی شرقی ولایت کے لوگوں پر کیا کیا اثر پیدا کرتے ہیں اور کس موقعہ پر ان میں سے کس کا برتاؤ مناسب ہے اور کس موقعہ پر عقلمندانہ درشتی کی نسبت نرمی دکھلانا باعث ظلم اور غیر انصاف ہوگا۔ اگرچہ باقی ہندوستان اس وقت ایک سلف گورنمنٹ کے لباس میں ملبوس ہے تاہم جب سے سرکار برطانیہ نے بلوچستان پر قبضہ کیا ہے اس ملک میں بہت جلد ترقی ہوئی ہے۔ خفیف دعویات کا ضلع کے ممبران جرگہ سماعت کرکے فیصلہ کرتے ہیں۔ اور اہم معاملات جن میں ایک سے زیادہ فرقوں کا تعلق ہوتا ہے شاہی جرگوں میں سرداران بلوچستان سماعت کرکے فیصلہ کرتے ہیں۔ شاہی جرگہ سال میں دو مرتبہ موسم گرما میں بمقام کوئٹہ اور موسم سرما میں بمقام سبی منعقد ہوتا ہے۔ بلوچ اور بروہی رنگروٹ پولس اور لیوی میں بھرتی کیے جاتے ہیں اور اُس کو قلمی نیٹو رجمنٹوں میں پھر بھرتی ہونے کی ترغیب دیجاتی ہے۔ اس ملک کی حفاظت کے واسطے ملکی آدمیوں کو مامور کرنے سے بڑے فواید حاصل ہوئے ہیں۔ ۱۸۸۳ء میں صد ملٹری چوکیات کا کام لویز کو سونپا گیا تھا۔ قوم کا کسی زمانہ میں وحشی ہونا کوئی بڑی بدنامی کا امر نہیں ہے۔ مگر وحشی قوم کے ساتھ وحشی ہونا موجب الزام ہے اس وقت ہندوستان بھر میں بلوچ کے برابر نمک حلال اور وفادار قوم کم ہونگے۔ اور یہ قابل یادگار تبدیلی ایک آدمی کی راستبازی حکمت عملی اور دلسوزی و تندہی کا نتیجہ ہے۔ جنگ افغانستان ۱۸۷۸ء میں صاحب ایجنٹ گورنر جنرل کے رعب سے جس قدر فواید حاصل ہوئے شمار میں نہیں آسکتے۔ افواج کو بجائے اس کے کہ ہر قدم پر ٹکرا کر کے غیر علاقہ سے گذر کر قندھار پہنچتے اُن کو یہ معلوم ہوا کہ ملکی قومیں نہ صرف خیر خواہ ہیں بلکہ مدد دہی پر آمادہ پائے گئے۔ علاقہ بروہی کی پیدائش از قسم شتران بار برداری و رسد حاضر کئے گئے اور بلوچوں کی مدد سے آمد رفت ڈاک وغیرہ جاری رہے۔ گورنمنٹ عالیہ نے میجر سنڈیمن صاحب کے خدمات کا قدر کرکے ۱۸۷۹ء میں اُن کو تمغہ کے سی ایس آئی عطا فرمایا۔

سنڈیمن صاحب کے نام نے اس قدر شہرت پائی کہ تھوڑے عرصہ کے بعد رعایا کی اپنی درخواست پر علاقہ بوری برٹش بلوچستان میں شامل کیا گیا۔ ۱۸۹۰-۹۱ء میں سر رابرٹ سنڈیمن صاحب علاقہ ژوب میں ضلع جو مہم پر تشریف لے گئے۔ اور مقام اپوزہ میں ایک افسر بطور پولٹیکل ایجنٹ برائے وصولی مالیات و انتظام نئے ضلع کے تعینات کر آئے۔ آخری مہم ژوب قوم شیرانی کے برخلاف ۱۸۹۱ء کے آخر میں بھیجا گیا تھا۔ اور مہم مذکور کو پوری کامیابی حاصل ہو کر تواریخ کی اس فہرست میں درج ہوئے جس میں نمایاں فرانٹیر پالیسی کی کارروائیاں مندرج ہوتی ہیں۔ قوم مذکور نے بغیر ایک بندوق کے فائر ہونے کے یا ایک آدمی

کی جان ضائع ہونے کی متابعت منظور کی۔ کچھ بھی مقابلہ قوم نے نہ کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ درہ گومل سے جنوب کی طرف تمام علاقہ ممالک برطانیہ میں شامل کیا گیا۔ متوطنان علاقہ مذکور اس وقت تک اپنے ہمسائگاں سے ہمیشہ جنگ اور فساد میں مصروف رہتے تھے اور زمینات کاشت نہ کر سکتے تھے اب اُن میں امن پھیل گیا ہے اور اپنی زمینداری کے ذریعہ فارغ البالی کے گذران کر رہے ہیں۔ یہ امر درست ہے کہ ایک بڑا کالم فوج کا اس مہم کے ہمراہ تھا اور اس کا انتظام رسد وغیرہ صاحب پولیٹیکل افسر کی حکمت اور دانائی سے خاطر خواہ طور پر ہوا۔ اگر اس مہم کے مقابلہ ان دو مہموں سے جو چند ماہ بعد میں واقع ہوئے ہیں کیا جاوے تو بڑا فرق معلوم ہوگا۔ گورمنٹ پنجاب نے اب تک تشدد کی کارروائی بحال رکھی ہوئی تھی یعنی ناکہ بندی و تعزیری مہم روک ٹوک وغیرہ اقوام شیرانی کے ساتھ عمل میں آتی تھی۔ اگرچہ مہم میران زئی میں فوجی کارروائی قابل تعریف تھی لیکن اس اور بلیک مونٹیں کے مہم میں کوئی پولٹیکل کامیابی کا حاصل ہونا نہیں کہا جا سکتا۔ علاقہ ژوب اور درہ گومل کی کامیابی سے کھولے جانے کے یادگار قائم رکھنے کی غرض سے ازراہ قدر دانی گورنمنٹ عالیہ نے آپوزئی کا نام فورٹ سنڈیمن رکھ دیا۔

شروع سال رواں میں سر رابرٹ جنوبی بلوچستان کے دورہ پر کوئٹہ سے روانہ ہوئے انکو اثنا راہ میں کام نے پکڑا اور بتاریخ ۲۹ جنوری مقام لس بیلہ میں وہ جان بحق ہوئے۔

یہ اس کارگذاری کا ایک مختصر خاکہ ہے جو بغیر کر و فر کے خاموشی سے بجا لائے گئے اور اس زندگی کا نقشہ ہے جو ملک کی خدمت میں صرف اور نذر ہوئی۔ سب سے بڑا ایک وصف صاحب ممدوح میں یہ تھا کہ وہ دلی اور روحانی راستبازی میں لاثانی اور یکتا تھے۔ اُن کی وفات نے گویا علم سیاست مدن کے میدان سے ایک نہایت مشہور اور نامور آدمی دنیا کے واسطے علیحدہ کر دیا ہے کیونکہ اُن کے رنگ و ڈھنگ اور مزاج کا آدمی یا اُن کے برابر کے مورت اسوقت کوئی نہیں ہے۔ اخبار ٹائمز میں ایک آدمی نے یوں اُن کا ذکر درج کیا۔ کہ صاحب موصوف نے امن سے بلوچستان کو فتح کیا۔ جو علاقہ انہوں نے ممالک برطانیہ میں ازدیاد کیا۔ وسعت میں ملک جرمنی کے برابر ہے اور جب حقوق تقسیم ہونے کا وقت آویگا تو تواریخ میں سنڈیمن صاحب کا نام جان لارنس اور جیمس اوٹرام جیسے نامور آدمیوں کے برابر میں درج کیا جاویگا۔

سنڈیمن صاحب کو قیافہ شناسی کا بڑا مادہ تھا۔ اُن کا عقل خداداد گواہی دیتا تھا کہ کون کون آدمی لایق اعتبار رہے۔ ان میں کام کی طرف سرگرمی اور شوق پیدا کرا دینے کی خاصیت تھی اور ان کو افسران ماتحت تعمیل احکام میں اُن کو بڑھ کر مدد دیتے تھے۔ ان کے واسطے جانفشانی سے کام کرنا عین راحت سمجھتے

تھی کیونکہ صاحب بہادر ہمیشہ ترغیب وتحریص کا شفقت آمیز کلمہ منہ سے نکالتے تھے اور اچھی خدمت کو تسلیم فرماتے تھے - قصہ مندرجہ ذیل بہ ثبوت امر بالا زبان زد عام ہے ایک غریب متعہد افسر جس نے عمدہ کارگزاری کے تھی بلوچستان میں رہنا چاہتا تھا - سر رابرٹ سنڈیمن صاحب رخصت پر ولایت کو تشریف لے جا رہے تھے - اور بمبئی میں جہاز پر سوار ہونے والے تھے کہ اُن کو تار خبر ملی کہ افسر مذکور کی تبدیلی دوسری جگہ میں کی گئی تھی - سنڈیمن صاحب فوراً ریل پر سوار ہوکر کلکتہ پہنچے - وائسرائے صاحب سے ملاقات کی اور افسر مذکور کی تبدیلی کا حکم منسوخ کرا دیا - پس ناظرین خود خیال کرسکتے ہیں کہ اگر کوئی دوسرا آدمی ہوتا اور وطن سے بہت عرصہ غیر حاضر رہ کر - عین وطن کو رخصت ہو جانے کے موقعہ پر کیونکہ اپنے عزیز رخصت کا ایک حصہ خرچ کر بمبئی سے کلکتہ تک تین ہزار میل کی آمد رفت پر اپنی گرہ سے خرچ کرتا اور ایک ماتحت کو فائدہ پہنچاتا - اُن کا مزاج شفقت اور فیاضی سے بھرا ہوا تھا - صاحب موصوف ایک سچا دوست تھا اور اول درجہ کا مہمان نواز - یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ خوشامد ہرگز راگوئی خوشامد - سنڈیمن صاحب کا برتاؤ سرداران وغیرہ سے اِنصافانہ اور پر از ہمدردی تھا اور وہ لوگ صاحب ممدوح کو تعظیم عزت اور ادب کی نگاہ سے دیکھتے تھے جس شخص نے ہندوستان کی دیگر ریاستوں میں والیان ریاست ہا اور پولٹیکل افسران کے درمیان کشیدگی وکم گوئی یا حجاب ولحاظ کو اکثر حائل ہوتا ہوا دیکھا ہے اُس کے واسطے یہ بالکل تازہ اور مزیدار تماشا ہوگا - جب وہ دیکھ رہا ہے کہ ایک بڑے جلسہ مثلاً میلہ اسپان سبی میں سردار لوگ سنڈیمن صاحب کے پاس جاتے ہیں - اور گفتگو سے پہلے اُس کے نام سے پکار کر اس کی پیٹھ پر دوستانہ طور سے ہاتھ کے ساتھ تھاپی لگاتے ہیں - شوق دل سے اُن کے ہاتھ سے ہاتھ ملاتے ہیں گویا کہ وہ آپس میں یار رباشن تھے مشہور اہل روم کے مقبروں پر جیسا کہ ڈی ایم ایس کے حروف کندہ کئے گئے تھے اُسی طرح متوطنان بلوچستان اگر ان کو اجازت دی گئی تو اپنے مرحوم معزز دوست کے مقبرہ کو جائے زیارت سمجھینگے" ۔ فقط

کراچی ۶ - اپریل ۱۸۹۲ء آیوی ہیلٹن

سر رابرٹ کی پوری سوانح عمری اور بلوچستان کے متعلقہ کارگزاریوں کے پڑھنے سے ہر ایک کو منظور کرنا پڑیگا - کہ سر رابرٹ معمولی آدمی نہیں تھے بلکہ قدرت نے اُن کو بلوچستان کے بگڑے ہوئے ملک کے سدھارنے کے واسطے پیدا کیا تھا - اور جب قریباً سدھار چکے تھے قدرت نے واپس اپنے پاس بلا لیا - سال ۱۸۷۵ء میں جو بلوچستان کی حالت تھی سال ۱۸۹۲ء سے مقابلہ کرنے سے فرق معلوم ہوسکتا ہے کہ بلوچوں نے زیر اہتمام سر رابرٹ سنڈیمن صاحب کی کیا کیا برکتیں حاصل کی تھیں - بلوچستان کی ایجنسی گوادر یا بستی بندر سمندر سے تا گومل سرحد ڈیرہ اسمٰعیل خان

قریب سات سو میل لمبائی میں ہو گئی تھی اور ما سوائے بروہی و بلوچ و لونی شیروانی و گچکی و مری و بگٹی کے بہت فرقہ جات افغانی چنانچہ کاکڑ۔ پانی زہ۔ ترین۔ مخیانی۔ لونی۔ موسے خیل۔ ہمزہ زئی الیوٹھ۔ بیرانی۔ مندوخیل وغیرہ وغیرہ بلوچستان ایجنسی میں شامل ہو گئے تھے۔ اور صاحب ممدوح ہر ایک قوم کے ساتھ اُن کے رواج و دستور کے موافق برتاؤ کرتے تھے اسواسطے ہر ایک فرقہ کے لوگ صاحب ممدوح سے خوش رہتے تھے۔ سر رابرٹ سنڈیمن صاحب بلوچ اور پٹھان لوگوں کے بیچ بید دریغ بلا لحاظ رل مل کر گشت کیا کرتے تھے۔ اپنی صاف دلی اور نیک نیتی کے سبب اُن کو کچھ بھی کسی سے خوف نہیں ہوتا تھا اور لوگ بھی ان کو ایسا عزیز رکھتے تھے کہ اُن کے پسینہ پر اپنا خون گرانے کو طیار تھے ہم کو یاد ہے کہ اسی آخری دورہ پر جب سر رابرٹ مقام اونخل میں تھے ایک دن شام کو اکیلے بمعہ لیڈی صاحبہ کے جنگل کی طرف بفاصلہ قریب دو تین میل کیمپ سے دور ہوا خوری کے واسطے چلے گئے۔ جنگل میں خان بہادر حسن خان کھیری جو شکار کھیل رہا تھا کہیں صاحب کو ملاقی ہوا اور کہا کہ سنڈیمن صاحب تم بڑا زبردست ہو اس طرح اکیلا جنگل میں چلے آئے ہم لوگوں کو جو تمہاری خدمت کے واسطے ہمراہ آئے ہیں خبر بھی نہیں دی اور نہ ہم کو یا کسی اور کو اپنے ساتھ لے آئے اگر خدانخواستہ جنگل میں تمہارے ساتھ کوئی واقعہ ہو جاوے تو بلوچستان کی کیا حالت ہوگی۔

سر رابرٹ جب بعد ہوا خوری کے کیمپ میں واپس آئے ہم سے ہنس کر فرمایا کہ حسن خان خوف کرتا ہے کہ ہم اس طرح اکیلے جنگل میں جاتے ہیں شاید ہم کو کوئی مار ڈالیگا۔ کیا تم ایسا خیال کر سکتے ہو کہ بلوچستان کے لوگ ہمارے ساتھ ایسا سلوک کرینگے یعنی ہم کو اکیلا دیکھ کر مارینگے ہم نے جواب دیا کہ ہرگز نہیں بلکہ اگر کہیں بھی کوئی بلوچ یا دیگر قوم باشندہ بلوچستان آپ کو اکیلا ملیگا۔ تو وہ یہ خیال کریگا کہ اگر موقع ملے۔ تو ہم بھی سر رابرٹ کے واسطے کچھ خدمت کریں۔ خدانخواستہ اگر آپ کو کوئی ضرورت پیش آویگی تو وہ فوراً آپ کی خدمت کرنے کو حاضر ہوگا نہ کہ آپ کو کسی طرح تکلیف پہنچانے کی کوشش کریگا۔

اگرچہ سر رابرٹ بلوچستان میں بہت کچھ کر چکے تھے مگر بقول شخصے کہ۔ کار دنیا کسے تمام نکرد سر رابرٹ کو بھی ہنوز بلوچستان میں دو تین امورات کرنے کا خیال باقی تھا۔ ایک یہ کہ ملک مکران کی طرف سر رابرٹ کا بہت خیال تھا۔ چنانچہ اسی کے واسطے لس بیلہ میں آئے تھے جہاں اپنی جان بھی دیدی۔ صاحب ممدوح ایک تو لوگوں کی خراب حالت دیکھ کر افسوس

کرتے تھے کہ مکران میں ایسی بے امنی پھیلی ہوئی ہے کہ غریب لوگوں کی جان ایک ایک پارچہ قیمتی سہر کے اوپر ضائع کی جاتی ہے اور اکثر لوگ خانہ بدوش ہوکر دوسرے ملکوں کو چلے گئے ہیں۔ زمینات غیر آباد پڑی ہیں۔ دوسرا یہ ملک سرکار انگریز کے واسطے ایک دن نہایت مفید ہوگا۔ اس سے تجارت کو ترقی ہوسکتی ہے اور پنجگور سے براہ ناصر آباد مشہد اور ہرات کو راستہ جاتا ہے۔ ایک دن بوقت ضرورت بہت کارآمد ہوگا۔ صاحب ممدوح ضرور اس راستے کو کھولنا چاہتے تھے۔ چنانچہ پچھلے دورہ پنجگور سے کچھ لوگ واسطے معلوم کرنے راستہ الی ناصر آباد بھیجدے تھے۔ بلکہ اسی راستہ سے جرنیل مکلین صاحب ایجنٹ گورنر جنرل متعینہ مشہد کو چٹھی بھیجدی تھی اور وہ بہت خیال میں تھے کہ کراچی سے براہ لس بیلہ ونال سید معاخاران کو یا پنجگور کو ایک شاخ ریلوے کی بنائی جاسکتی ہے جو بلوچستان وافغانستان کے واسطے ایک سیدھی اور بلا خطر ریلوے لاین ہوجاویگی۔ اسی دورہ پر جبکہ وہ سون میانی میں پہنچے تھے۔ تو لارڈ رابرٹ صاحب کمانڈران چیف افواج ہند کو ایک چٹھی لکھی تھی کہ دوسرے زمستان میں اگر لارڈ صاحب ممدوح منظور کرینگے تو اُن کو اسی راستہ سے سید معاخاران اور وہاں سے لونشکی اور کوئٹہ میں لاوینگے اور تمام ملک دکھا دینگے راستہ میں اس آیندہ سال کے دورے کی بابت بہت تجویز سوچ رہے تھے دوم یہ کہ ایک دفعہ ژوب سے براہ مسعود وزیری اور درویش خیل وزیری درہ توچی تک جاؤنگا۔ توچی کا درہ ضرور کھولنا چاہئے اگر سرکار ہم کو اجازت دے تو جس طرح ہم نے گومل کا درہ کھولا تھا اسی طرح توچی کا درہ بھی کھول آونگا بشرطیکہ سرکار ہماری تجویزیں منظور کرے اور ہماری پالسی پر چلے۔ سوم امیر عبدالرحمن والی قابل اور گورنمنٹ ہند کے درمیان جو حالت چل رہی ہے اس کی بابت صاحب ممدوح بہت تجویزیں سوچتے رہتے تھے اور خیال میں تھے کہ اگر سرکار کبھی دوستانہ مشن امیر صاحب کے پاس بھیجے گئے اور ہم کو یاد کریگی تو میں اس طرح کارروائی کرونگا۔ یہ تین خیالات تو بہت بڑے تھے اور چھوٹے چھوٹے خیالات مفید بلوچستان بہت قسم کے تھے +

باب چہارم

شروع سال ۱۸۷۷ء سے ایجنسی بلوچستان قائم ہوئی سر رابرٹ سنڈیمن صاحب سکنڈ کلاس رزیڈنٹ کے گریڈ میں ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان مقرر کئے گئے اور ہمیں یورپین اسسٹنٹ اور ایک نیٹو اسسٹنٹ اُن کی مدد کے واسطے منظور ہوئے چنانچہ مسٹر بروس صاحب فسٹ اسسٹنٹ خاص کوئٹہ میں جہاں ہڈ کوارٹر ایجنٹ گورنر جنرل کا تجویز ہوا تھا اور کپتان رینالڈ صاحب جو پہلے سے جبکہ پولیٹیکل انتظام سرحد بلوچستان کا سندھ کے متعلق تھا۔ گورنمنٹ سندھ کی طرف سے جیکب آباد میں آسسٹنٹ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ رہتے تھے سکنڈ اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان مقرر ہو کر جیکب آباد میں ہی تعینات کئے گئے رسالہ بلوچ گائیڈ اور انتظام سرحد سندھ کا جو بلوچستان سے تعلق رکھتا تھا اُن کے سپرد ہوا۔ اور کپتان وَئیلی صاحب بہادر جو پہلی مشن کے ساتھ بمعہ ایک ٹرُپ پنجاب رجمنٹ نمبر ۴ کے بطور کمانیر آئے تھے اور آج کل کرنیل ہنری وَئیلی صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان مقرر ہیں نٹر ڈ اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان مقرر ہو کر کلات میں دربار خانصاحب والی کلات تعینات کئے گئے اور رائے متھو رام سپرنٹنڈنٹ دفتر ڈپٹی کمشنر صاحب ڈیرہ غازیخان جو پہلی مشن کے وقت سے ہمراہ جناب سنڈیمن صاحب بہادر آئے تھے نیٹو اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل مقرر ہو کر خاص بمپشی صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر میں مقرر کئے گئے اُس وقت گورنمنٹ کا منشا یہ تھا کہ جو صلحنامہ فیمابین خانصاحب والئے کلات اور سرداران بروہی کے ہوا ہے وہ بدستور قائم رکھا جاوے اور درہ بولان کا راستہ تجارت اور آمدرفت افواج وغیرہ کے واسطے کھلا رہے اور تمام بلوچستان میں امن قائم کیا جاوے نیز اُس وقت امیر شیر علی خان والی کابل سے بھی گورنمنٹ ہند کی کچھ صورت اچھی نہ تھی چنانچہ بمقام پشاور سید نور محمد شاہ وزیر اعظم افغانستان آیا ہوا تھا۔ اور گورنمنٹ ہند بہ سرپرستی

سر سٹورٹ بیلی صاحب بہادر دربارہ چند امورات متعلقہ سرحد افغانستان گفتگو کر رہے تھے مگر بعد اُس کے کامیابی نہ ہوئی۔ بروقت مقرر کرنے ایجنسی بلوچستان کے گورنمنٹ ہند کا یہ بھی مطلب تھا کہ اگر افغانستان سے صلاحیت سے فیصلہ نہ ہو سکا۔ اور نوبت فوج کشی تک پہنچی تو درہ بولان اور ملک بلوچستان اس بارہ میں خوب مدد دیویگا۔ چنانچہ یہ پیش بینی گورنمنٹ ہند کی نہایت مفید ہوئی کہ نہ صرف افواج سرکاری کو بجانب افغانستان درہ بولان اور ملک بلوچستان سے گذرنے میں سہولیت ہوئی بلکہ ملک بلوچستان نے بہم پہنچانے باربرداری اور رسد مطلوبہ افواج میں اور آمدرفت ڈاک و حفاظت تار اور راستہ ہا میں خوب مدد دی بلکہ سرداران بروہی و بلوچ ہمراہ میجر سنڈیمن صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان الی قندھار وغیرہ سرحدات افغانستان شامل رہے اور اسکو رٹ کا کام کیا اس کی بابت مفصل حال ملاحظہ تواریخ جنگ افغانستان سال ۸۰-۱۸۷۸ء سے واضح ہو سکتا ہے اُس وقت سے ہی ایجنسی بلوچستان بڑھ چلی چنانچہ علاقہ جات پشین اور سیوی بموجب عہدنامہ گنڈہ مک فیمابین سرکار ہند اور امیر یعقوب خاں والئے کابل سرکار ہند کو ملے جس کا انتظام ماتحت ایجنٹ گورنر جنرل بہادر بلوچستان کیا گیا اُسی عرصہ میں گورنمنٹ نے بنانا ریل کا سیوی سے الی پشین منظور فرمایا جس کے سبب علاقہ ہرنائی اور تھل چوٹیالی بھی قبضہ میں رکھنا پڑا بلکہ بورے میں بھی واسطے حفاظت لین ریلوے ہرنائی پوسٹ مقرر کرنے کی ضرورت ہوئی کچھ عرصہ بعد سرکار ہند نے واسطے آمدرفت افواج کے ایک سڑک ڈیرہ غازیخان سے براہ کوہستان فورٹ منرو الی پشین تجویز کی جو بورے سے سرحد کاکڑستان کے نزدیک گذرتی ہے اقوام کاکڑ کسی قدر تکلیف دینے لگے۔ بلکہ سال ۱۸۷۹ء میں جبکہ بعد صلاحیت فیمابین گورنمنٹ ہند اور امیر یعقوب خاں والئے کابل کے افواج سرکاری قندھار سے براستہ پشین و گوال و کوہستان کاکڑ و تھل چوٹیالی بالا بالا بجانب ڈیرہ غازیخان پنجاب کو جاتی تھیں بمقام بغاؤ قریب سرحد تھل چوٹیالی اقوام کاکڑ بہ سرکردگی سردار شاہ جہاں خان ژوبی کاکڑ کے قریب تین چار ہزار نفری جمع ہو کر فوج سرکاری پر حملہ کیا تھا اگرچہ اُنھوں نے شکست کھائی تھی تاہم تکلیف دیا کرتے تھے اسی طرح بمقام کچھ بھی ان لوگوں نے پوسٹ سرکاری پر حملہ کیا تھا اور ہر وقت تکلیف دیا کرتے تھے ۔ سر رابرٹ صاحب کو مثل خار کے چبھتے تھے چند بار اُن کے علاقہ میں دورہ کیا وہ لوگ بھی مقابلہ سے پیش آتے رہے آخر الامر حسب جائے مقام و

دیکھی تابعداری اختیار کی تب سے تمام کاکڑستان جو مدت سے یاغی رہتا تھا بلوچستان ایجنسی
کے ماتحت ہوا۔ اقوام کاکڑ کی شمالی طرف اقوام مندوخیل رہتی تھی جن کی اوپر اقوام کاکڑ غالب
تھی جبکہ اقوام کاکڑ ماتحت سرکار انگلشیہ کے ہوگئی تب وہ لوگ خود بخود خواہاں ہوئے کہ سرکار
کی ماتحتی میں آویں چنانچہ پہلے دورہ پر انہوں نے بڑی خوشی سے سر رابرٹ سنڈمین صاحب
کا استقبال کیا اور خواہش ظاہر کی کہ اُن کو بھی سرکاری رعایا میں قبول کیا جاوے چونکہ سرکار ہند
کو بخیال فوجی فوائد کے درہ گومل کے کھولنے کا جو ڈیرہ اسمعیل خاں سے سیدھا غزنی اور کلات
غلزی وغیرہ ممالک افغانستان کو جاتا ہے خواہش تھی چنانچہ چند دفعہ صاحبان کمشنر ضلع
ڈیرہ اسمٰعیل خان اس بارہ میں کوشش بھی کر چکے تھے مگر کامیابی نہ ہوئی تھی اور چونکہ
بباعث ماتحت ہوتے اقوام کاکڑ و مندوخیل سرحد ایجنسی بلوچستان کے درہ گومل کے
قریب پہنچ چکی تھی صرف باقی دو اقوام وزیری و شیرانی درمیان رہ گئی تھیں اور ایجنسی
بلوچستان ان دونوں قوموں کے سر پر بالائی راستہ سے حاوی ہوگئی تھی یعنی جس وقت
ڈیرہ اسمعیل خان سے اُن پر زور پڑتا تھا تو اُن کو اس کوہستان کی اقوام مندوخیل و کاکڑ
جائے پناہ تھی جب یہ ملک سرکار کے ماتحت ہوگیا۔ تب اقوام شیرانی و وزیری کی طاقت
میں بڑا فرق آگیا۔ سر رابرٹ سنڈمین صاحب نے سرکار ہند کو دکھایا کہ اگر اس کو اجازت
دیجاوے تو وہ درہ گومل کو کھول سکتے ہیں سرکار نے منظوری دیدی سر رابرٹ نے متواتر
دو تین دورہ کر کے اقوام شیرانی اور وزیری کے ساتھ کچھ زور اور کچھ حکمت عملی سے صلاحیت
کر کے درہ مذکور کو کھول دیا۔ بہ نظر قائم رکھنے امن ملک کاکڑستان اور مندوخیل اور درہ
گومل کے ژوب میں ایک پولٹیکل ایجنٹ کا مقرر رکھنا ضروری معلوم ہوا۔ چنانچہ بمقام
اپوزی علاقہ مندوخیل میں ایک پہاڑی پر بنگلہ پولٹیکل ایجنٹ کا تجویز کیا گیا اور ایجنسی قائم کی
گئی چنانچہ اب اُس کا نام فورٹ سنڈمین مشہور ہے اور ژوب کا ایک ضلع بن گیا ہے چونکہ
حدودات ایجنسی بلوچستان کی جنوباً گوادر بندر کنارہ سمندر ہے اور شمالاً گومل سرحد ڈیرہ اسمٰعیل خان
پنجاب تک طول میں قریب سات سو میل اور غرباً چمن سے شرقاً الی کشمور عرض میں قریب
تین سو میل تک پہنچ گئی تھی دیکھو نقشہ بلوچستان مشمولہ۔ اسواسطے سال ۱۸۸۹ء سے
سر رابرٹ سنڈمین صاحب بہادر عہدہ سکنڈ کلاس رزیڈنٹ سے فسٹ کلاس رزیڈنٹ
پر ترقی یاب ہوکر واسطے انجام دہی خدمات متعلقہ بلوچستان نعلقہ علاقہ کلات ایجنٹ گورنر جنرل

بلوچستان کی حیثیت ہیں اور واسطے انجام دہی خدمات بلوچستان جدید ژوب وتھل چوٹیالی و کوئٹہ پشین وغیرہ جس کو برٹش بلوچستان نام دیا گیا تھا چیف کمشنر کی حیثیت میں نامزد کی گئی اور اضلاع ایجنسی ہاء کی تقسیم بموجب ذیل قرار پائی - اور کچھ عرصہ بعد ایک سکنڈ کلاس رزیدنٹ بعہدہ رونیو و جوڈیشل کمشنر ماتحت چیف کمشنر کے مقرر کیا گیا - اور خاص اسٹاف صاحب ممدوح میں فسٹ اور سکنڈ اسسٹنٹ بطور سکرٹری رکھے گئے اور محکمہ پولیس کا بھی قائم ہوا جو ایک ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ بمعہ دو تین اسسٹنٹان کے مقرر ہو کر تمام ایجنسی اور ریلوے لائن پر انتظام پولیس کا قائم ہوا +

تفصیل ایجنسی ہا در علاقہ بلوچستان قدیم کلات

ایجنسی کلات بلوچستان - ایجنسی سوتھ ایسٹرن بلوچستان - ایجنسی نوشکی وچاغی -

تفصیل ایجنسی ہا در علاقہ بلوچستان جدید یعنی برٹش بلوچستان

ایجنسی کوئٹہ پشین ایجنسی تھل چوٹیالی - ایجنسی ژوب

اب ہر ایک ایجنسی کے حالات تفصیل وار ذیل میں لکھے جاتے ہیں :-

ایجنسی کلات خاص - اس میں ایک یورپین پولیٹیکل ایجنٹ اور اس کے ماتحت ایک پولیٹیکل ایڈوائز خان کلات ایک نیٹو اسسٹنٹ بولان اور ایک ناظم علاقہ مکران مقرر ہیں - علاقہ ذیل ایجنسی ہذا میں شامل ہیں - کلات خاص - درہ بولان - علاقہ سرداران سراوان وجھالاوان - علاقہ مکران یعنی کیچ وپنجگور - علاقہ خاران - ہر ایک علاقہ کا انتظام مختلف حسب ذیل ہے :-

اول خاص کلات یہ علاقہ قدرتاً دو اضلاع میں منقسم ہے - خراسان - کچھی جو ملک بالائے کوہستان واقع ہے جہاں برف پڑتی ہے اس کو خراسان اور جو ملک زیر دامن کوہستان واقع ہے اس کو کچھی کہتے ہیں پہلے علاقہ میں نیابت ہا ذیل - مستونگ - کلات - سوراب - خذوار - زہری اور کچھی میں دادھر - بھاگ - گنداواہ - نصیر آباد - لاہڑی واقع ہیں نیابت بمثل تحصیلات کی ہیں نائبان اکثر ناخواندہ ہیں ایک ایک منشی اُن کو ملا ہوا ہے قدرے سواران و پیادگان بھی اُن کے ساتھ رہتے ہیں خراسان میں آبادی زمینات زیادہ تر کاریزات اور چشمہ ہا آب جریان پر ہوتی ہے کسی قدر زمینات بارانی بھی ہیں جو بشرط بارش باران آباد ہوتی ہیں کاریزات اور چشمہ ہا پر تو زمانہ قدیم سے محصول سرکاری بنام نہاد زرتی و کلنگ مقرر چلا آتا ہے اور اس تعداد مقررہ سے نائبان خانصاحب کم و بیش وصول نہیں کر سکتے البتہ خشکابہ سے بذریعہ بٹائی

وصول کرنی ہیں خراسان میں زیادہ تر آبادگار از قوم دہوار و افغان ہیں جو حکومت خانصاحب سے بھی پہلے سے مالک زمینات و کاریزات چلے آتے ہیں ہر ایک نیابت میں کم و بیش زمینات ملکیت خاص خانصاحب کی بھی ہیں جو کسی نہ کسی بہانہ سے اُن کے ہاتھ آئے ہیں خراسان میں براہویوں کی زمینات عموماً علیحدہ ہیں جو زمانہ قدیم سے اُن کے قبضہ میں آئے ہیں انہوں نے اس پر اپنی بستنیات بھی بنائی ہوئی ہیں اور اکثر خود کاشت کرتے ہیں محصول سرکاری سے کلیتاً معاف ہیں۔ البتہ جو زمینات مالیہ گذار سرکار تھے انہوں نے دہوار وغیرہ زمیندان سے خرید کئے ہیں اُن کی بابت حصہ محصول دینا پڑتا ہے۔ علاقہ خراسان میں بلوچ بالکل نہیں رہتے۔ تھوڑے سے کلوی لوگ منگوچر اور زرنگہہ میں رہتے ہیں جو بشمول اقوام لاہگنو کے جبوب سگری ادا کرتے ہیں۔ چونکہ علاقہ کچھی کا عبوض خون بہاء عبد اللہ خان کے حکم نادر شاہ بادشاہ قندہار حاکمان سندھ کلہوڑہ سے ملا تھا بروقت مقتولی عبد اللہ خان کے بہت اولس یعنی بقدر سات صد نفر بروہی کا بھی جنگ میں کام آیا تھا اسواسطے زمین کچھی سے بقدر حیثیت نقصان جان و خدمات کے سرداران بروہی کو حصہ دیا گیا تھا جو زمینات حصص بروہی میں آئے اُن سے خانصاحب کچھ مالیہ نہیں لیتے ہیں بلکہ سرداران بروہی خود وصول کرتے ہیں جو زمینات خانصاحب کے اپنے حصہ میں ہیں اُن پر مالیہ مقرر کیا جو نائبان کی معرفت بذریعہ بٹائی وصول ہوتی رہتی ہیں نیابت ڈاڈہر میں علاوہ رود بولان کے جو بموسم برسات بارانی پانی کوہستان کا لاتی ہے اور چند مواضعات کو آباد کرتی ہے کچھ کالا پانی بھی ہے جو رود بولان سے ہمیشہ جاری رہتا ہے اس نیابت میں جنس نیل کی بھی کاشت ہوتی ہے نیابت بھاگ میں صرف آبادی خشکابہ ہے ایک خشکابہ تو رود بہاگ ناری سے آباد ہوتا ہے دوسرا دامن پہاڑ پر بارش باران سے آباد ہوتا ہے کچھ جاری پانی اس میں نہیں ہے۔ نیابت گنداواہ میں زیادہ آبادی رود موڑہ سے بارانی ہوتی ہے کچھ کالا پانی بھی ہے جو رود موڑہ سے ہمیشہ جاری رہتا ہے ہنوز موڑہ کا بڑا حصہ پانی کا میر کرم خان و گنور خاں ہمشیرہ زادگان خانصاحب کلات کے قبضہ میں ہے وہ لوگ از خاندان ایلتازی کے ہیں اور ایلتازی لوگ خود برادری احمدزئی خان کلات سے ہیں اس واسطے اُن کو موڑہ کی طرف مواضعات معاف چلے آتے ہیں نیابت نصیر آباد عملداری سرکار انگریزی سے قائم ہوئے یعنی جب سے جیکب آباد کا علاقہ آباد ہوا سرکار انگلشیہ نے نالجات دریاء سندھ سے کھودائے ایک دو شاخ نالجات کی

زمینات پٹ واقع حدوودات کچھی میں بھی لائے میر نصیر خان صغیر خان کلات سے اقرار کیا کہ جو
زمینات پانی نالجات سرکاری سے آباد ہوں نصف مالیہ عوض پانی سرکار انگلشیہ اور نصف
مالیہ عوض زمینات سرکار کلات لیوینگے ۔تب سے یہ نیابت قائم ہوئی اور اب اُس پر خاصی
آمدنی ہے قریب پون لاکھ روپیہ سالیانہ خانصاحب کو اُس سے ملتا ہے نیابت لاہڑی
کی زمینات رود لاہڑی سے جو کوہستان مری سے بوقت بارش پانی لاتی ہے آباد ہوتی
ہیں ۔ بلوچ لوگ کچھی میں خان کلات کی حکومت سے پہلے آباد چلے آتے ہیں چنانچہ
میر چاکر رند و میر گہرام لاشاری پہلے کلات خراسان میں بعد اُس کے کچھی میں چلے آئے تھے
جب تک بلوچوں کا روز تھا وہ خود مختار تھے بعد اُس کے کچھ بباعث جنگ ایک دوسرے
کے جو فیمابین رند و لاشاری کے ہوئے تھے کچھ بباعث چلے جاتے میر چاکر ہمراہ ہمایوں بادشاہ[۹]
بجانب دہلی ہندوستان کے زور کم ہوگیا اول ملک میں کچھی وسیبوی پر باروزئی افغان
قابض ہوئے بلوچ اُن کے ماتحت ہوگئے بعد اُن کے کلہوڑہ والی سندھ کچھی پر قابض ہوا
تب بلوچ اُن کے ماتحت ہوئے جب کچھی کلہوڑہ سے خان بروہی کو ملے تب بلوچ لوگ
بھی اُن کے ماتحت ہوگئے ۔ چونکہ بلوچ لوگ ہی اہل سیف اور محنت کش لوگ تھے اسواسطے
وہ بھی اکثر اپنی اپنی زمینات کی بابت ادائے محصول سرکاری سے معاف رہے البتہ بروقت
خدمت مدد لشکر کے دیا کرتے تھے اور خانان کلات کو کچھ بطور مہمانی اور نذرانہ بھی دیتے تھے
لشکر صرف بلوچوں سے نہیں بلکہ اقوام بروہی سے بھی لیا جاتا تھا کیونکہ خان کلات پر علاوہ
ساؔن جو کچھ مردمان ہمیشہ بلوچستان سے بادشاہ قندھار کی خدمت حاضر رہا کرتے تھے یعنی
عغؔ ۱۲۰۰ رر ہزار لشکر جس وقت بادشاہ طلب کرے خان کلات کو دینا ہوتا تھا خان کلات
بروہی بلوچ سے بذریعہ تفریق لیتا بلکہ خود خانصاحب کو کسی مہم کے واسطے لشکر درکار ہوتا
تو بھی بروہی بلوچ سے لیتا تھا خانصاحب کی فوج اور زور خود اوس کے لوگ تھے کوئی
علیحدہ فوج مقرر نہیں تھے اسواسطے زیادہ تر اوس کے لوگ جو فوج کشی میں مدد دے
سکتے تھے معاف رہے جب سے خان کلات کا تعلق بادشاہان افغانان سے قطع ہو کر سرکار
برطانیہ سے پیوند ہوا خیال عغم لشکر کا جو بادشاہ قندھار سے مقرر تھا جاتا رہا بلکہ سرکار
انگلشیہ نے ایک لاکھ روپیہ سالیانہ خانصاحب کا مواجب مقرر کیا جس سے خانصاحب

۵۱۔ بیرغال +

سے فوج رکھنا شروع کیا میر خداداد خان کا ارادہ تھا کہ بروہی بلوچ سے کچھ مالیہ لیوے لیکن کامیابی نہ ہوئی موجودہ زمانہ میں بروہی بلوچ سے بابت اُن زمینات کی جو زمانہ قدیم سے اُن کے قبضہ میں چلے آتے ہیں کچھ محصول نہیں لیا جاتا بلکہ بقدر مناسب ہر ایک سردار کو برٹش گورنمنٹ کی طرف سے یا خان کلات کی طرف سے تنخواہ ملتی ہے مجموعی آمدنی و خرچ خانصاحب کلات کی موجودہ زمانہ میں بموجب ذیل ہے

آمدنی نیابت ہا علاقہ کلات

کچھی

بھاگ	ڈاڈھر	گنداواہ	لاہڑی
یک لکھ بیس ہزار روپیہ سالانہ	[illegible] ہزار روپیہ	یک لکھ بیس ہزار روپیہ	[illegible] ہزار روپیہ

نصیر آباد المعروف سرحد	نصیر آباد میر پور
[illegible] ہزار روپیہ	[illegible] ہزار روپیہ

میزان [illegible] ہزار روپیہ

خراسان

مستونگ	کلات و منگچر	پرنگ آباد	سوراب	مشکئی
[illegible] ہزار روپیہ	[illegible] ہزار روپیہ	چھ ہزار روپیہ	سات ہزار روپیہ	دو ہزار روپیہ

خضدار	زہری	نوشکی	جوہان وکشان
[illegible] ہزار روپیہ	یک ہزار روپیہ	سات ہزار روپیہ	یک نیم ہزار روپیہ

میزان [illegible] روپیہ

مکران

کیچ	پنجگور	میزان
[illegible] ہزار روپیہ	[illegible] ہزار روپیہ	[illegible] ہزار روپیہ

سرکار

مقررہ سالانہ	بولان	کوئٹہ	سوو روپیہ ماہوانہ
یک لک [illegible] روپیہ	[illegible] ہزار روپیہ	[illegible] ہزار روپیہ	یک لک [illegible] ہزار روپیہ

میزان [illegible] روپیہ

کل میزان آمدنی سالانہ
[illegible] لک [illegible] ہزار روپیہ

سالانہ خرچ ریاست کلات

سالیانہ	میزان ماہوار	متفرقات	دیگر عملہ	قلمی فوج
یک لک عہ سہ ہزار روپیہ	عہ سہ ہزار روپیہ	للعہ ہزار روپیہ	ہمہ ہزار روپیہ	ہمہ سہ ہزار روپیہ

سات نفر نائب اول گریڈ — آٹھ نفر نائب دوم گریڈ

فی الساعہ ۱۳۵ روپیہ سالانہ — فی لعاص سالانہ

لعہ اساعہ ۴۴۵۰ روپیہ — ستمہ ۶۸۰۰ روپیہ

میزان ماہانہ ۱۴۲۵۰

تنخواہ جانشین ہا و منشی ہا

للعہ ۴ ہزار روپیہ — میزان للعہ ۴۰۰۰

کل میزان

کل میزان	
یک لکھ للعہ ۱۴۲۵۰	محکمہ پولٹیکل ایڈوائزر معہ تنخواہ سرداران جہالاوان و اسباب ترقی ریاست
یک لکھ للعہ	مثلاً پختہ سڑک از کوئٹہ تا کلات وغیرہ
دو لکھ	

نوٹ

جو مبلغ ایک لاکھ للعہ روپیہ سالیانہ بابت سود مبلغان ماموعنہ کا سرکار عالیہ سے ملا کرتا ہے اُسی سے پولٹیکل ایڈوائزر کی تنخواہ معہ عملہ و سرداران جہالاوان کے ادا ہوئی ہے اور جو بچ رہتا ہے ترقی ریاست کے کام میں خرچ کیا جاتا ہے مثلاً سڑک پختہ کوئٹہ سے کلات تک تیار ہو رہی ہے مستونگ میں اسپتال کھولا گیا ہے وغیرہ وغیرہ چونکہ بموجب شریعت مسلمانان سود کھانا جائز نہیں۔ خانصاحب والئی کلات بفضلہ مسلمان ہیں سود کا روپیہ اپنے خزانہ میں جمع ہونا پسند نہیں فرماتے اسواسطے یہ روپیہ بالا بالا معرفت پولٹیکل ایڈوائزر خرچ ہوتا ہے ۔

خانصاحب کا انتظام وصولی مالیات و ملک داری کا پورانہ نمونہ پر چلا آتا ہے جو بلحاظ خرچ کے نہایت ارزاں ہے جس قدر بباعث کمی خرچ ریاست کو وہ انتظام مفید معلوم ہوتا ہے اُس سے زیادہ آمدنی میں نقصان ہے ہمارے خیال میں اگر خانصاحب خرچ میں کچھ اضافہ کریں دو معتبر افسر بطور ناظم یعنی سرپرست ایک اوپر نائبان کچھی اور ایک اوپر نائبان خراساں مقرر فرما دیں جو ترقی آبادی اور نگرانی حساب کتاب وغیرہ میں کوشش رکھیں ممکن ہے کہ آمدنی مالیات سرکار خانصاحب کی دوگونہ تک پہنچ جاوے چنانچہ متصل علاقہ جات خانصاحب جو علاقہ جات سیوی اور کوئٹہ سرکار عالیہ انگریزی کے زیر انتظام ہیں کس قدر ترقی کر گئے ہیں سرکار انگلشیہ انتظام ملک پر

دل کھول کر خرچ کرتی ہے آمدنی خاطر خواہ ہوتی ہے۔ خرچ میں خانصاحب کی قدرتاً جب سے صلحنامہ فیما بین خانصاحب و سرداران بروہی بمقام مستونگ وقوع میں آیا تخفیف ہوئی یعنی اس وقت جمع خرچ و عملہ وغیرہ واسطے انتظام ملک کے خانصاحب کے پاس قریب پانچہزار نفری ملازم رہتی تھی علاوہ شتران اور اسپان کا کس قدر بھاری خرچ تھا اب تعداد فوج پانچسو نفری سے زیادہ نہ ہوگی شتران مدار دگلہ اسپان بقدر سواری خود اور سواران اردلی کا ہوگا زیادہ لشکر اور جانور بدوں خرچ کے نہیں رہ سکتے اس میں سرکار کلات کو بہت بچت ہوئی اسی کے سبب خزانہ کلات میں روپیہ جمع ہوا ورنہ پہلے اس سے کچھ بچت نہیں ہوتی تھی انتظام ملکداری کا یہ ہے کہ معاملات بروہی و بلوچ میں جو زیادہ تر قابل لحاظ بھی یہی قومیں ہیں نائبان خانصاحب کچھ دخل نہیں دیتے بلکہ اگر بروہی بلوچ کا کچھ معاملہ لین دین یا چوری چکاری کا ہندو خواہ مسلمان رعیت خانصاحب کے ساتھ ہو تو صاحب پولٹیکل ایجنٹ کو رپورٹ کرتے ہیں کہ صاحب ممدوح معرفت اُن کے سرداران کے ان کو بلوا کر فیصلہ کرتے ہیں باقیماندہ رعیت از قسم ہندو مسلمان جو علاقہ نیابت میں رہتے ہیں ہر ایک نائب فیصلہ کرتا ہے مگر کوئی قاعدہ انکا بطور قانون مقرر نہیں جس طرح نائب لوگوں کی مرضی ہوتی ہے فیصلہ کرتے ہیں۔ خانصاحب برخلاف نائبان کی شکایت سُن سکتے ہیں مگر بہت کم لوگ خانصاحب تک پہنچتے ہیں مابین نائبان اور خانصاحب کے اور کوئی عدالت برخلاف نائبان فریاد سننے کے لئے نہیں ہے +

سرداران سراوان و جھالاوان کی چونکہ مدت دراز تک خانصاحب والی کلات سے جنگ جدل و دشمنی جاری رہی اس لئے یہ لوگ خان کلات کے مخالف فریق بن چکے تھے اس لئے اُن کی خانصاحب کے دربار میں آنے جانے کی عادت بھی ترک ہو گئی نہ خان اُن کو دربار میں دیکھ کر خوش ہوتا نہ یہ لوگ خوش ہو کر دربار خان میں جاتی تھی اسواسطے فریقین نے بروقت صلحنامہ مستونگ یہ فیصلہ کیا تھا کہ آیندہ اُن کا تعلق صرف برٹش افسر سے ہی رہیگا اسواسطے اُنکے مقدمات اور آمدرفت متعلق صاحب پولٹیکل ایجنٹ کے رہتی ہے۔ بروقت جنگ افغانستان سرداران سراوان نے سرکار انگریزی کو خوب مدد دی تھی اسواسطے اُس وقت سے سرداران سراوان کے واسطے مواجب ماہواری بموجب تفصیل ذیل :- سردار رئیسانی سراوان۔ سردار شہوانی وڈیرہ بنگلزئی سردار محمد شہی۔ سردار کرد۔ سردار لاہڑی سرکار ہند سے منظور ہوا اور اب جب سے میر محمود خان گدی نشین ہوئے سرداران ذیل کے واسطے تنخواہ از خود منظور فرمائی کہ معرفت

صاحب پولٹیکل ایڈوایزر خانصاحب بصلاح صاحب پولٹیکل ایجنٹ تقسیم ہوتی ہے۔ سردار جہالاوان۔ سردار مینگل۔ وڈیرہ مگسی۔ سردار محمد حسنی۔ سردار بزنجو

سردار موسیانی۔ سردار ساسولی۔ سردار گرگناری۔ سردار جتک۔ سردار لوٹھانی۔ سردار کھدرانی۔ سردار نیچاری۔ سردار ایاں۔ سردار سید زئی۔ سردار رئیس

سردار پندرانی میزان الماہانہ میزان سالانہ

جو مبلغ ماہواری منجانب سرکار برطانیہ سردار جہالاوان کو ملتا تھا وہ وڈیرہ زند دفعہ سراوان میں منتقل کیا گیا۔ علاوہ اس کے برٹش گورنمنٹ کی طرف سے چند معتبران اوس کو بزمرہ لیوی کی بھی نوکری ملی ہوئی ہے ان وجوہات کی باعث اِن لوگوں کا تعلق زیادہ تر صاحب پولٹیکل ایجنٹ کلات سے ہے۔ جو اُن کے مقدمات اپنے اپنے تمن کے آپس میں ہوتے ہیں عموماً سرداران خود فیصلہ کرتے ہیں جو اُن سے نہیں ہو سکتے صاحب پولٹیکل ایجنٹ کی طرف رجوع کرتے ہیں نیز جو مقدمات فیمابین ایک دوسرے تمن کے یا رعایا و نائبان خان کلات کے متعلق ہوتے ہیں جن کو خود بخود فیصلہ نہیں کر سکتے صاحب پولٹیکل ایجنٹ کلات بذریعہ جرگہ سرداران جس میں چند نیٹو افسر سرکاری بھی ہوتے ہیں بموجب رواج ملک کے فیصلہ پاتے ہیں بہ نسبت سابق سرداران کی حالت خوب آسودہ ہے۔ فیصلہ مستونگ سے پہلے دربدر خراب پھرتے تھے اب اپنے اپنے مسکنات پر آرام سے آباد ہیں زمینات کی آبادی ترقی پر ہی خان کلات کی تکالیف سے بالکل چھوٹ گئے ہیں۔ برٹش گورنمنٹ اور خان کلات سے اچھی تنخواہیں ملتی ہیں اس میں شک نہیں کہ بہ نسبت بروہی سرداران کے بلوچ سردار زیادہ آسودہ ہیں کہ اُن کی زمینات بہت ہیں اور سیر حاصل ہیں چنانچہ عام مشہور ہے کہ سردار مگسی کو بشرطا اچھی فصل ہونے کے قریب ایک لاکھ روپیہ سالیانہ تک آمدنی ہوتی ہے اس سے اتر کر قریب نصف وڈیرہ زند اور وڈیرہ ڈومکی کی آمدنی ہوگی مگر زیادہ تر آبادی اِن وڈیرہ ہا رند و ڈومکی کی بارش باران پر ہوتی ہے بعض بعض سال بارش باران کافی نہیں ہوتی اسواسطے آمدنی مستقل نہیں رہتی وڈیرہ مگسی کی آمدنی البتہ کسی قدر مستقل ہے کہ جاری پانی موڑہ کا اُس کے علاقہ میں جاتا ہے۔ خانان کلات خصوص میر خداداد خاں اِن سے کسی نہ کسی بہانہ پر روپیہ لیا کرتے تھے اب اُس سے محفوظ ہیں بلکہ سرکار سے مواجب پاتے ہیں۔

بروہیوں میں بہ نسبت سراوان سردار کے جہلاوان سردار کی آمدنی زیادہ ہے علاوہ آمدنی

زمینات کی وہ اپنے ثمن اور راج سے مالیہ بھی وصول کرتا ہے جو سالیانہ فی رسہ یا فی وگ مقرر ہے سردار سراوان کچھ مالی کسے سی وصول نہیں کرتا۔ مالی کا رواج زیادہ تر جہلاوان سردار و میں ہے سراوان میں بالکل نہیں ہے۔ کیچ۔ پنجگور۔ خاران۔ لس بیلا ان علاقوں میں اسکا بہت رواج ہے بلکہ سردار خاران کے زیادہ تر گذران اور آمدنی اسی پر ہے۔ بلوچستان کی خاص رعیت یہ اولس بروہی اور بلوچ سمجھے جاتے ہیں جب حاکم کے ساتھ یہ متفق ہیں وہ حاکم مضبوط اور دیرپاء ہوتا ہے بقول شیخ سعدی ؎

رعیت چو بیخ است سلطان درخت　　　درخت اے پسر باشد از بیخ سخت

نمبر۲ درہ بولان۔ موجودہ زمانہ میں بنظر جاری ہوتے ریل کے بہت لوگ اور زعایا ہندوستان جس کو برٹش سب جگٹ کہتے ہیں از قسم بابو منشی کلی وغیرہ اور بعضے یورپین افسر و یورشین انجن ڈریور گارڈ وغیرہ بولان میں رہتے ہیں اور آمد و رفت کرتے ہیں اسواسطے جو نیٹو اسسٹنٹ تعینات رہتا ہے وہ فسٹ کلاس مجسٹریٹ اور سول جج بھی ہے زیادہ تر اس کو یہ کام رہتا ہے البتہ ملازمان لیوی وغیرہ جو برائے حفاظت لین پر رہتے ہیں اُن کی بھی نگرانی کرتا ہے بولان میں البتہ مثل بازار کی آمدرفت رہتی ہے کسی قسم کا خطرہ نہیں بیرونی حملہ سے بالکل محفوظ ہے معمولی چوری وغیرہ کے واسطے لیوی اور پولیس کافی ہے اس درہ کے ساتھ زیادہ تعلق سردار کہروا اور سہتک زائی کا ہے جن کو مبلغ لعمہ ؍؍؍ سالیانہ عوضانہ بدرقی کا ملتا ہے اور علاوہ ملازمت لیوی وغیرہ بھی ہے

نمبر۳ مجموعی و تواریخی حالات اولس بروہی و بلوچ

بروہی۔ براہیم کی اولاد ہونے سے بروہی مشہور ہوئے اس علاقہ میں سات فرقہ جات ذیل بروہی ہیں۔ قنبرانی۔ احمدزئی۔ میروانی۔ سماعلانی۔ کلندرانی۔ گرگناری۔ ذگر مینگل۔ احمدزئی قنبرانی سے پیدا ہوا ہے چونکہ خانی کلات کی میر احمد کے خاندانی میں چند پشت سے چلی آتی ہے اسواسطے زیادہ تر معزز فرقہ احمدزئی کا سمجھا جاتا ہے۔ پایا جاتا ہے کہ جب بوقت جنگ فیما بین اماَمین اور یزید کے دیگر قوم بلوچ حلب سے خانہ بکوچ ہو کر اس طرف آئے بروہی بھی اس طرف آیا۔ اگر بباعث تفاوت زبان اور دیگر چند رسومات و عادات کے فرقہ بروہی کا فرقہ بلوچ رند۔ لاشاری۔ ہوت۔ کورائی۔ جتوئی سے جو یہ پانچ قومیں یکجدی ہیں جُدا معلوم ہوتا ہے لیکن بلوچ کا لفظ بروہی پر بھی یکساں حاوی ہو سکتا ہے کہ صحرا نشینی اور

خانہ بدوشی اور مویشی رکھنے میں بروہی ہم صفت بلوچ کے ہیں۔ پایا جاتا ہے کہ جب اقوام بلوچ کیچ مکران میں تھے بروہی اُن سے کچھ عرصہ پہلے کلات کی طرف چلے آئے چنانچہ علاقہ قلات کا پہلے مغل سے میروانی نے چھینا اس کے بعد چاکر سردار رند وگہرام سردار لاشاری کیچ سے چل کر قلات میں آئے عمر میروانی حاکم قلات کو قتل کرکے قلات پر قبضہ پایا جس کے عوض میں مسمی بجار عمر مذکور نے مسمی سند و بلوچ حاکم قلات کو قتل کرکے قلات واپس لے لیکن بجار اپنے قبضہ میں نہ رکھ سکا اس لئے پھر مغل دنے لے لئے مغل کو دہوار ہا کلات نے نکالکر میر حسن کو جو از خاندان قبنرانی بروہی معتبر و لائق تھا بلواکر حاکم قلات کا بنایا یہ ضرب المثل دور دور قنبر۔ شانذہ شمس الدین وگرام مردم وہوار کلات میں مشہور چلے آتے ہیں یعنی بخت بلند خاندان قنبر کا جس کو ہاتھ سے بٹھایا شمس الدین وگہرام نے جو اسوقت منجملہ دہوار قلات کے معتبر تھے فی الحال ان کی اولاد سے خان محمد۔ محمد علی۔ بہرام معتبر دہوار ہیں اس وقت احمد زئی مشہور نہیں تھا قنبرانی تھا بعد اُس کے میر حسن کے بعد جو احمد خاں والی قلات ہوا اُس کی اولاد احمد زئی مشہور ہو چلی۔ میر حسن کو پہلے اپنے قوم بروہی سے مدد ملی بعد اُس کے اس وقت سے اقوام افغان و بلوچ جو خراسان میں رہتے تھے شامل ہوتے گئے اور اس کا نام بروہی پڑتا گیا چنانچہ میر حسن کے وقت سے عبداللہ خاں کی خانی تک اقوام ذیل قوم افغان و بلوچ سے بروہی میں شامل ہو چکے تھے۔ رئیسانی افغان ترین سے۔ ذرگ زئی افغان سے۔ شہوانی بلوچ سے۔ بنگل زئی بلوچ سے۔ محمد شاہی بلوچ سے۔ کہرو بلوچ سے۔ لاہری بلوچ سے۔ شاہی زئی مینگل بلوچ سے موسیانی بلوچ سے۔ بزنجو بلوچ سے۔ ایسے شامل ہو گئے کہ بروہی کہلانے لگے بلوچ کا نام ہی چھوڑ دیا بموجب اس کلام کے الناس علی دین ملوکہم۔ جب عبداللہ خاں حاکم قلات تھا وہ قندھار کی طرف جو اس وقت شاہ حسین غلجی بادشاہ قندھار تھا اور کچھی وسیوی کی طرف جو میاں کلہوڑہ والی سندھ کے قبضہ میں تھا لشکر کشی کیا کرتا تھا آخر حملہ کچھی میں از دست لشکر میاں موصوف خود مارا گیا قریب سات سو نفری از قوم بروہی سرداران میدان جنگ میں کام آئے جہلاوان کا لشکر موقعہ جنگ پر نہیں پہنچ سکا تھا اسواسطے اُس کی طرف سے کوئی نہیں مارا گیا تھا۔ بعد اس کے نادر شاہ نے جب ملک کچھی کا میر محبت خاں کو عوض خون عبداللہ خان کے والیٔ سندھ سے لے دیا تھا۔ محبت خاں نے علاقہ کچھی کا اقوام سرداران بروہی کو بموجب تفصیل ذیل کے تقسیم کر دیا۔ موضع متھڑی رئیسانی کو۔ موضع تاج رو دینے کو۔ موضع

حاجی شہوانی کو۔ موضع گوگرہ میر حسن کو۔ موضع ہانبے لاہری کو۔ موضع زرداد محمد شاہی کو۔ چنڈر
بنگل زئی کو۔ یہ مواضعات روڈبہاگ ناڑی کچھی میں واقع ہیں اور اب تک سراوان بروہی
کے قبضہ میں ہیں باقی ملک کچھی کا اپنے قبضے میں رکھا مگر بعد اس کے عوض خدمات سراوان کے
مختلف اوقات پر خانان قلات سے بہت مواضعات بطور انعام مل چکے ہیں جب کچھی محبت خاں
کو مل گئی تھی تب سرداران بلوچ چنانچہ رند و مگسی و لاشاری۔ و دیناری و ڈومکی۔ وغیرہ جو زیر تخت
میاںصاحب کلہوڑہ کے رہتے تھے خانصاحب والی قلات کے ماتحت ہو گئے۔ پہلے بوقت لے
دینے کچھی کے نادر شاہ نے بعد اُس کے احمد شاہ درانی نے اپنا حق بادشاہی اوپر اس ملک کے
قائم رکھنے کے واسطے خان قلات و سرداران بروہی پر غم لشکر بتفصیل ذیل اول بارہ ہزار لشکر
سوار و پیادہ خانصاحب اور سرداران کو عندالطلب فوراً بخدمت بادشاہ حاضر کرنا ہوگا جس کو
خانصاحب اور سرداران نے آپسمیں اس طرح تقسیم کیا۔ سرداران رئیسانی۔ شہواتی۔ بنگلزئی
ذکر مینگل۔ محمد شاہی۔ کہرو۔ لانڑی۔ سرپرہ۔ لانگو۔ رودینے و پرکانی۔ سماعلانی۔ رند بمعہ جملہ
بلوچ جو ان سے تعلق رکھتے تھے میزان سمہ ررر

جھلاوان۔ دستہ زہری دستہ مینگل دستہ محمد حسنی

سمہ ررر اعـ ررر اعـ ررر اعـ ررر ملازمان عملہ خانصاحب جو اکثر اقوام
بروہی سے ہوتا ہے غم لشکر میں اپنی اپنی قوم کے ساتھ حصہ دیا کرتے تھے۔

دوم۔ ایکہزار نفری ہمیشہ بخدمت بادشاہ حاضر رہا کرتے تھے جس کو سان کہتے تھے اس ایکہزار
نفری کو بھی سرداران بروہی بموجب پیمانہ بالا آپسمیں تفریق کرتے تھے یعنی ما غم لشکر کا سب قوم
سے لیا جاتا تھا ہر ایک لشکر اور سان کے ساتھ خود سرداران و معتبران یا اُس کے رشتہ داران
جایا کرتے تھے۔ سان کو تو احمد شاہ نے عوض اُس نمایاں خدمت کے جو میر نصیر خاں و سرداران
بروہی نے فتح کرنے قلعہ ترشش منصل ہرات و شکست دینے علی مردان مغل کو کی تھی معاف
کر دیا تھا لیکن لشکر کا لینا جب تک بادشاہی افغانستان خاندان احمد شاہی میں رہی برابر
جاری رہا چنانچہ خود میر نصیر خاں بمعہ سرداران کے لشکر لے کر دہلی تک ہمراہ احمد شاہ گیا تھا جس
کی بابت عام کہاوت اس ملک میں مشہور ہے کہ میر نصیر خاں اسب سواری خود سے گر کر بیہوش
ہو گیا تھا منجملہ سپاہ دشمن کے ایک سپاہی از قوم سکھ میر نصیر خاں کو مارنا چاہتا تھا لیکن دوسرے
سنگھ سپاہی نے اس کو روک دیا کہ یہ بھی ہمارا سنگھ بھائی ہے اس کو مت مارو۔ بوقت گرنے

کے میر نصیر خان کی دستار اُتر پڑی تھی اور بال سر کے کھل گئے تھے بروہی بلوچ بمثل سنگھوں کے بال لمبے رکھتے ہیں اور اکثر باندھے رکھتے ہیں میر نصیر خان کے بال سر کے دیکھنے سے اوس سنگھ کے خیال میں ایسا تصور ہوا کہ یہ بھی سنگھ ہے ۔ دو دفعہ ایک بحکم احمد شاہ دوسری دفعہ بحکم تیمور شاہ میران ٹالپور حاکم سندھ پر لشکر کشی ہوئی ۔ لشکر بروہی اور سرداران بروہی ساتھ گئے ایک دفعہ میر کمال خاں سوتر بھائی نصیر خاں ہمراہ لشکر گیا ایک دفعہ اخوند وزیر خانصاحب ساتھ گیا تھا اگر خود خانصاحبان کو لشکر کی ضرورت ہوتی تو بھی بموجب پیمانہ بالا سرداران بروہی سے لشکر لیا جاتا رہا چنانچہ بوقت عملداری میر نصیر خاں ناصر آباد علاقہ کیچ مکران پر خان موصوف نے چند بار لشکر کشی کری سرداران بروہی بمعہ لشکر ساتھ رہے اور سب بروہی مارے گئے بوقت عملداری میر محمود خاں بہرام خاں سوتر بھائی اسکا باغی ہو کر ملک کچھی پر قابض ہو گیا سرداران بروہی نے لشکر جمع کر کے بہرام خان کو شکست دی بوقت عملداری میر نصیر خاں صغیر و شروع عملداری میر خداداد خان اقوام مری پر سرداران بمعہ لشکر کے بخدمت خانصاحب حاضر رہے اور خدمت بجا لائے ۔ جب لشکر خدمت بادشاہ پر جاتا تو بادشاہ کی طرف سے اور جب لشکر خدمت خانصاحب پر جاتا تو خانصاحب کی طرف سے حسب حیثیت سرداران و معتبران و اوس کو خرچ و خوراک ملا کرتا تھا ۔ جب سے سر رابرٹ سنڈیمن صاحب نے اس ملک میں تشریف لا کر فیما بین خانصاحب اور سرداران کے صلاحیت کرائی تو سرداران بروہی و بلوچ صاحب موصوف کو بھی جنگ افغانستان اور وقت قبضہ کرنے ملک لوری و یوب وغیرہ کے دو تو دفعہ خوب مدد دیتے رہے اگرچہ سرکار برطانیہ شہنشاہ ہند و انگلینڈ کی ہی اور لشکر بے شمار آراستہ و پیراستہ رکھتی ہے ۔ بمثل نادر شاہ و احمد شاہ محتاج لشکر بروہی و بلوچ کے نہیں ہے تاہم سرحدات گرد نواح اگر خود پر یہ اولس بہت کچھ مدد دے سکتا ہے موجودہ زمانہ میں تفصیل اقوام بمعہ تعداد نفری اسلحہ بند و جائے سکونت اس کے دستہ وار و نمبر وار فہرست علیحدہ میں دکھائے گئے ہیں ۔ اور بعضے بعضے جو ضروری اور بڑی قومیں تھی اُن کا مفصل حال علیحدہ علیحدہ بمعہ شجرہ نسب وغیرہ باب دوم میں دکھایا گیا ہے بروہی قوم لڑائی میں خوب بہادر ہیں بوقت جنگ بلوچ اسپان سے نیچے اتر کر لڑائی کرتے ہیں یہ ہمیشہ سواری کے اوپر لڑائی کیا کرتے ہیں ۔ اور اکثر عادت بروہی کی بلوچ سے مطابق ہیں لیکن بعضے عادات میں اختلاف ہے بلوچ ناطہ نسبت دختران کا غیر قوم میں ہرگز نہیں دیتے ان میں چنداں عار نہیں اور شیر و روغن بیچنا بھی عار نہیں سمجھتے پوشاک میں بھی تھوڑا فرق ہے

زبان بروہی کی اپنی ہے جو بروہی مشہور ہے اور بڑی مشکل زبان ہے کسی زبان یعنی افغانی و فارسی و جغدالی وغیرہ سے نہیں ملتی بلوچی زبان فارسی سے بہت مطابقت رکھتی ہے لیکن بروہی زبان کا ایک لفظ بھی اس سے مطابق نہیں ہوتا ایک مثل مشہور ہے کہ کسی بادشاہ نے واسطے قلمبند کرنے زبان ہا تمام ہندوستان و خراسان کے کسی عالم کو تعینات کیا تھا اس نے اور تو تمام زبانیں سیکھ لیں لیکن بروہی کی زبان اُس سے نہ سیکھی گئی اور نہ قلمبند کر سکا اُس نے ایک کپی چرمی میں کھجور کی چند گٹھلیاں ڈال کر اس کو ہلایا اُس سے جو گٹ گٹ کا آواز نکلا بادشاہ سے کہا کہ بروہی کی زبان سے یہ آواز معلوم ہوتا ہے اور کچھ سمجھنے میں نہیں آتا۔ تعداد لشکر بروہی بموجب مندرجہ فہرست سراوان جہلاوان۔ میزان ہوتی ہے یہ خالص بروہی بلوچ اسلحہ بند درج کیے گئے چند اور قومیں بھی ماتحت خانصاحب والی قلات و سرداران کے رہتے ہیں جو زمینداری کرتے ہیں مثلاً علاقہ کچھی میں جغدال یا جاٹ۔ خاص قلات میں دہوار۔ مستونگ میں خواجہ خیل۔ کوئٹہ میں کانسی و بازئی وغیرہ وغیرہ فن سپاہ گری و جنگ و جدل میں خوب واقف ہیں اور اکثر لڑائیوں میں شامل ہوتے رہے ہیں اور بعضے وقت بروہی و بلوچ سے خوب لڑتے رہے ہیں۔ قریب ایک ربع کل اولس بروہی بلوچ کے متفرق لشکر علاقہ قلات بلوچستان سے جمع ہو سکتا ہے زمانہ قدیم سے بہ لحاظ مدد لشکر کے خانصاحب قلات کی طرف سے وصولی مالیات وغیرہ میں سہولیت رہی اولس بروہی و بلوچ تو کلیتاً مالیات وغیرہ تکالیف سے معاف رہا لیکن دیگر اقوام رعایا سے جو قابل خدمات لشکر کے تھے رعایت رہی اور یہ خدمت اُن سے ہی لی جاتی تھی۔

میر نصیر خاں صاحب صغیر تک کوئی باضابطہ تنخواہ دار فوج نہیں تھی ملک گیری یا ملکداری کا سب انتظام اولس اور رعیت کی مدد سے ہوتا تھا اور میر نصیر خاں کلاں کے وقت انتظام ملک نہایت عروج اور ترقی پر تھا باعث یہ تھا کہ تمام انتظام بذریعہ صلاح اولس و سرداران کے ہوتا تھا۔ میر نصیر خاں کا انتظام اولس داری ایسا تھا کہ جیسا برٹش گورنمنٹ انگلستان میں بذریعہ پارلیمنٹ کر رہی ہے۔ سرداران سراوان و جہلاوان اولس کی طرف سے ہر ایک امر انتظامی میں شامل رہتے تھے اور اُن کی صلاح سے صلح و جنگ ہوتی تھی اور اُن کی صلاح سے قواعد ملک داری مرتب کیے جاتے تھے وہی لوگ فوج اور وہی لوگ نائب و وزیر و وکیل تھے۔ جب تک یہ رواج اولس داری کا رائج رہا ہمیشہ یہ ملک ترقی کرتا گیا جب سے یہ رواج بند ہوا خانصاحبان نے فوج تنخواہ دار علیحدہ رکھنا شروع کی اور چاہا کہ وہ بادشاہ بن جاویں

اور اولس کو بزور فوج زیر کرکے رعیت بنا دیویں تب سے خلل پیدا ہوا چونکہ آمدنی ملک کی اس قدر زیادہ نہیں تھی کہ خانصاحب کافی فوج رکھ کر اولس پر غالب آجاتا پہلا طریقہ اولس داری کا بھی جاتا رہا نیا راستہ بھی کوئی نہ نکلا اس واسطے بلوچستان کی حالت ابتر رہی اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ بقول شیخ سعدی سے شیشۂ اشکستہ را پیوند کردن مشکل است + ہرگز ممکن نہ تھا کہ آپس میں خان کلات اور اولس مثل سابق مل جل کر ملک کو امن میں رکھ سکیں اسواسطے امن ملک کی خاطر ایک زور اور طاقت کی جو خان و اولس کو اپنے قبضہ میں رکھ سکے عین ضرورت تھی سو خدا کی طرف سے ایک ایسا شخص یعنی سر رابرٹ سنڈیمن صاحب جو بہمہ وجوہ اس کام کے لائق تھا پیدا ہو چکا تھا اور شمالی سرحد بلوچستان پر اس انتظام کی کوشش کر رہا تھا گورنمنٹ ہند نے بھی اُسی شخص کو اس کام پر تعینات کیا جس کی کوشش و عقلمندی سے فیما بین خانصاحب و سرداران صلح ہو کر ملک میں امن قائم ہوا - اور دونوں نے برٹش گورنمنٹ کے سایہ میں رہ کر ایک دوسرے کی دشمنی سے نجات پائی +

نمبر ۴ مکران

وجہ تسمیہ اس کا یہ ہے کہ باشندگان علاقہ ہذا بہت مکر کرتے ہیں اسواسطے علاقہ ہذا کا نام مکران مشہور ہو گیا علاقہ مکران جو فی الحال شامل بلوچستان کے ہے حدودات اربعہ اس کی حسب ذیل ہیں - شمالاً علاقہ خانصاحب والی قلات و سرداران جہلاوان و سردار نوشیروانی غرباً اقوام رند و سرحد ایران جنوباً گوادر و سرحد والی مسقط و سمندر شرقاً جام صاحب لس بیلہ و سردار بے زنجو علاقہ جاؤ وغیرہ کچھ حصہ مکران کا علاقہ ایران میں شامل ہے جو حصہ مکران شامل بلوچستان کے ہے اس میں علاقہ جات ذیل واقع ہیں - پنجگور - کیچ - کولواہ - بلیدہ - سامی بندر پسنی و کہلمت اور مند +

اول - پنجگور طول شرقاً غرباً قریب ایکسو میل عرض شمالاً جنوباً قریب ستر میل حدودات اربعہ حسب ذیل شرقاً کنڈ سولی و علاقہ مشکی و کولواہ غرباً پروم و نسم شمالاً گرک حد خاران کوہ سبز جنوباً کنڈ ماوک +

وجہ تسمیہ - پنجگور کا یہ ہے کہ زمانہ قدیم میں اس کا نام خرما آباد تھا باشندگان اس علاقہ کے سرکش و چوری پیشہ تھے سرحد ایران بلکہ عربستان تک چوری اور غارت گری کرتے تھے زمانہ قدیم میں) بعضے کہتے ہیں کہ یہ زمانہ امیر المومنین امیر عثمان کا تھا بعضے کہتے ہیں کہ شاہان ایران کا زمانہ تھا -

فوج بادشاہی اِس علاقہ میں تاخت لائے عندالمقابلہ ساکنان پنجگور کی طرف بہت لوگ تہ تیغ ہوئے لیکن منجملہ فوج کے بھی پنج نفر معتبرین مارے گئے جن کی قبریں اُس جگہ بنائی گئی جس کے سبب پنجگور (یعنی پانچ قبر) اِس جگہ کا نام پڑ گیا رفتہ رفتہ غلط عام پنجگور مشہور ہو گیا مواضعات ذیل اس علاقہ میں آباد ہیں۔

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
کلگ	خدا آباد ان	عیسے	تسپ	گرم کان	وزلوذ	سری کوران	سوردو	جتکان
خانجات ـبـ	مار	سار	۱۴ار	مار	مار	مار	مار	عـ

۱۰	۱۱	۱۲	۱۳		
شاہ باتاں	دوران آب	دنب	مبر تگی کان	میزان موضع	میزان خانجات
ے	ـبـ	عـ	عنـ۱۲	ـبـعـ	الـ ما ے رر

آبادی رود رخشان سے جو اکثرہ جاری رہتی ہے اور نیرہ کاریزات جاری ہیں۔ ہمیشہ ہوا کرتی ہے بوقت بارش خشکابہ علاوہ ہوتا ہے زیادہ آبادی نخلستان کی ہے اور نیز تھوڑے درخت میوہ دار از قسم انگور انار۔ انجیر۔ توت۔ زردآلو بھی موجود ہیں بقدر گذارہ بموسم ربیع گندم و جو بھی پیدا ہوتے ہیں بشرط بارش زمینات خشکابہ میں جواری اور کالا پانی پر تکی ہوا کرتی ہے۔

اقوام ذیل اس علاقہ میں آباد ہیں:۔

نمبرشمار	نام قوم	نام معتبر	تعداد نفری اسلحہ بند	نمبرشمار	نام قوم	نام معتبر	تعداد نفری اسلحہ بند
۱	گچکی	سردار امیر خاں	ماعـ	۱۰	ملازائی	فیض محمد	مار
۲	کیبن گی زائی	داد محمد	صـ	۱۱	رئیس	اسمعیل	ـبـ
۳	کمبرانی	شفیع محمد	ملے	۱۲	سورانی	محراب	عـ
۴	کشانی	ملاہیتاں	صـ	۱۳	دہانی	مستی خاں	عـ
۵	بر	محمد خاں	ـعـ	۱۴	گواری	رحیم داد	عـ
۶	دشتی	عزیز خاں	صـ	۱۵	نجیب یعنی غلام و ملازم سرداران گچکی	سردار گچکی	۷۵ نفر
۷	جہانگیر زائی	گل محمد	عـ				
۸	مزار زائی	عمر	۳ نفر			میزان نفری	
۹	راوک زائی	میر دوست	مار			الـ سا ـبـ رر	

مشہور ہے کہ خاص علاقہ پنجگور سے بروقت لشکر کشی ہزار نفر اسلحہ بند نکل سکتا ہے علاوہ اس کے چند قومیں بلوچ کو وائی وغیرہ بھی علاقہ میں رہتے ہیں نام کے واسطے ایسا مشہور ہے کہ اس علاقہ

کی مالیات نصف سرداران گچکی اور نصف خانصاحب لیتا ہے لیکن موجودہ زمانہ میں بہ نسبت خانصاحب اور سرداران گچکی کی زیادہ تر مالیات سردار نوشیروانی کے قبضہ میں ہے حصص چند مواضعات از سرداران گچکی بطور ارث کے سردار نوشیروانی کو ملی ہوئی ہیں کہ بعض سرداران گچکی نے بخاندان سردار نوشیروانی شادی کی اور بعض گچکی سرداروں نے نوشیروانی سرداروں کو ناطے دئے اگرچہ عملداری میر نصیر خان سے اقوام بروہی و بلوچ دختران کو جائداد غیر منقولہ میں حصص شرعی نہیں دیتے لیکن گچکی لوگ اب تک بموجب شرع محمدی مستورات کو حصہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ میں برابر دیا کرتے ہیں اس سبب علاقہ پنجگور میں سرداران نوشیروانی کا بہت قبض و دخل ہوگیا ہے اور چند مواضعات میں نصف حصہ خود میر نصیر خاں صغیر والی قلات نے بروقت فراری خود از قلات و بعوض خدمات مدد دہی و شادی کرنی با دختر سردار آزاد خاں نوشیروانی سردار مذکور کو بخش دیا تھا +

نمبر ۲ علاقہ کیچ

وجہ تسمیہ اس کا یہ ہے کہ اول اس ملک کا نام گنج آباد تھا یہاں کی حکومت ملک شیر یار خاں کے ہاتھ میں تھی کیخسرو شاہ ایران کی تابعداری منظور نہ کی تب بادشاہ مذکور نے فوج بھیج کر گنج آباد کو ویران کر دیا اس وقت ایرانی فوج نے اظہار فخر میں یہ کلمہ نکالا کہ گنج آباد کو ہیچ کر دیا گیا ہے تب سے غلط عام ہیچ سے کیچ مشہور ہوگیا۔ حدود اربعہ شرقاً زمانہ قدیم میں کولواہ تک اب آب سر تک حد غرباً زمانہ قدیم میں گہی و کسر کند و ملک۔ چھدہ ، فی الحال حد تمپ تک حد شمالاً بلیدہ و جیل جنوباً گوادر علاقہ والی مسقط پسنی بندر اور ارمارہ بندر علاقہ جام صاحب والی لس بیلہ۔ مواضعات ذیل ان حدود میں واقع ہیں + قلعہ تربت خانجات۔ قلعہ گشتنگ خانجات۔ قلعہ گوشنہ قلات کہوری قلات۔ کلاتنک۔ قلعہ ناصر آباد۔ قلعہ نوز۔ قلعہ چیر بک خانجات۔ قلعہ تمپ قلعہ پل آباد قلعہ دشت۔ آب سر۔ جوسک۔ سری کہن خانجات۔ بوگ۔ رسلا آباد۔ صحت آباد۔ نصیر آباد بوگان۔ گنا خانجات۔ ڈگار گاں۔ ملک آباد۔ گوگران۔ رستک۔ قلعہ بہیدا۔ قلعہ نوع بر خانجات کلگ۔ قلعہ بان۔ کوچہ۔ بالو دالہ۔ بیلدار۔ قلیت سر دشت۔ گوکاری خانجات۔ گودی بالاچی چاہ میزان خانجات ۵ ، ۲۰ ، ۴ منجملہ ان مواضعات کے تربت جوسک۔ آب سر کلاتنک خاص ماتحت خانصاحب والی کلات کے ہیں سرداران گچکی کا ان سے کچھ واسطہ نہیں تربت نائب خانصاحب کا صدر مقام تھا گوشہ قلات سردار گچکی کا صدر مقام ہے جہاں ایک عمدہ

قلعہ ہے میر عبدالکریم برادرزادہ سردار گچکی کا رہتا ہے لوذر میں ایک چھوٹا سا قلعہ ہے اس میں میر بہرام خاں گچکی رہتا ہے اس موضع کی مالیات نصف خانصاحب اور نصف بہرام خاں مذکور لیتا ہے ناصرآباد میں خوب مضبوط قلعہ ہے اولاً یہ قلعہ میر محراب خاں ولد دوست محمد گچکی کی ملکیت تھا مگر اب شیر محمد ولد میر حسن گچکی نے محراب کو نکال کر خود قبضہ کر لیا ہے چربک میں سردار شیر محمد مذکور سکونت رکھتا ہے دشت میں بہت سا رقبہ قابل آباد ویران پڑا ہے اور ایک بارانی ندی ہے جس کا باعث کمی مخلوق اور بے امنی ہے بشرط امن آبادی میں خوب ترقی ہو سکتی ہے +

اقوام جو ان مواضعات میں آباد ہیں اُن کی تفصیل یہ ہے :- گچکی للعہ نفر۔ رئیس مالعہ نفر۔ ذراوریع للعہ رر۔ عیسٰے زئی صہ۔ غلام الہ رر۔ بلوچ للعہ رر جغدال للعہ رر۔ بے زنجو سہ۔ رند۔ ماصہ۔ ذکری الہ رر۔ کٹور عہ۔ شاہداد زای صعہ۔ سنگر کا۔ محراب زائی لنڈی عہ۔ نیارزائی صہ۔ دوناکات ہندواں عہ۔ میزان نفری قریباً پانچہزار لشکر اسلحہ بند بوقت ضرورت اس علاقہ کیچ و کولانچ سے جمع ہو سکتا ہے وسائل آبپاشی آب جرمان۔ جوہے۔ کاریزات۔ خشکابہ بارش باران سے ورود ما بارانی سے تخمینا پیداوار اوسط سالیانہ خرما للعہ ہزار کنال (یعنی بنڈی) گندم للعہ رر من۔ برنج ۸۰۰۰ من زُرت یعنی جواری اعہ رر من۔ چینا السہ رر من۔ پنبہ اعہ رر من۔ مٹر اعہ رر من۔ اگر برسات اچھی ہو تو جوار بہت پیدا ہوتی ہے شرح بٹائی جنسی خرما وغیرہ ۱/۱ دہم حصہ علاوہ نقدی ٹھیکہ جس کو زرشاہ کہتے ہیں وصول ہوتا ہے تجارت پیشہ یا پیشہ ور لوگ دوناکات ہندواں ۱۶ لوہار پندرہ۔ نزکھان چار۔ زرگر پانچ۔ ہندو اکثر ساکن نگر ٹھٹہ علاقہ کراچی کے ہیں مالیات سے نصف آمدنی خانصاحب والی کلات اور نصف سراوان گچکی لیا کرتے ہیں +

نمبر ۳۔ کولواہ

وجہ تسمیہ اس کا یہ ہے کہ جغدانی زبان میں باد کو وا کہتے ہیں اس میدان میں ہوا بہت چلتی ہے اسواسطے کولواہ مشہور ہو گیا ہے۔ حدود اربعہ۔ شمالاً علاقہ مشکی۔ غرباً علاقہ پنجگور۔ جنوباً علاقہ کیچ۔ شرقاً ملک جاؤ علاقہ سرداران بے زنجو و میروانی مواضعات ذیل۔ بیدی کوتوال ازاں سردار عبدالکریم میروانی۔ اوران ازان سردار صفر خاں بے زنجو۔ لوزدار سردار کہیرہ بیزنجو۔ مالا آکھ۔ مالد الو میروانی کناتنگ ازاں سردار ولی محمد کولوای و میروانی۔ رنگ چاگی چنبر سردار عمرانی۔ تو ہزاران سردار بلوچ خاں نوشیروانی۔ مادگ گودری۔ ناگ کولوائی۔ گلگ۔ آبادی زیادہ تر بارانی ہے۔

موسم گرما میں پانی بارانی از جانب مشکئی کے آتا ہے اس نالے کو کولواہ میں ڈھور مشکئی کہتے ہیں اور مشکئی میں اس کا نام ڈولری کہتے ہیں علاوہ برآں بعض بعض مکانات پر چشمہ ہا مدام رواں ہیں۔ اس لیئے پانی پینے کے واسطے چاہان سے لیتے ہیں جو اکثرہ چاہان آٹھ دس بارہ گز پر پانی دیتے ہیں زیادہ تر گذارہ ان لوگوں کا مال مویشی پر ہے اور پشم و روغن زرد بہت ہوتا ہے ہندو لوگ خرید کر کے براہ بندر اور مارہ و بندر گوادر کراچی کو لے جاتے ہیں بشرط ہونے بارش بار ان کے زیادہ تر جو و جوار ہی قدرے گندم و ماش بھی پیدا ہوتے ہیں۔ شرح بٹائی ساتواں و آٹھواں حصہ مقرر ہے نائب خانصاحب والی کلات کا صرف مردمان کووای اور رعیت لوگوں سے مالیہ لیتا ہے لیکن میروانی لونشیروانی کچھ نہیں دیتے اقوام ذیل اس علاقہ میں آباد ہیں ✤

نمبر شمار	نام قوم	نام معتبر	تعداد نفری اسلحہ بند	نمبر شمار	نام قوم	نام معتبر	تعداد نفری اسلحہ بند
۱	لونشیروانی	سردار بلوچ خاں	لعہ	۸	کوتوال	مہیاں خاں	للعہ
۲	میروانی	سردار عبدالکریم	ععہ	۹	گلچھا	منتفرق	ل۸۰
۳	کووای	دوست محمد	ععہ	۱۰	کوتوال	منتفرق	ماعہ
۴	بے زنجو	سردار صفر خاں	عہ	۱۱	الماری	رر	ماعہ
۵	رخشانی	عبدالنبی	مار	۱۲	سیلاچی	رر	سار
۶	کوہ بلوچ	شبیر محمد	مار	۱۳	جلدباتی	رر	ماعہ
۷	خالد	ہاروں	سہ		میزان نفری اسلحہ بند ااعہ		

اس علاقہ میں بہ نسبت خانصاحب کے جب تک بلوچ خاں لونشیروانی جیتا تھا زیادہ غالب رہا بلکہ اکثر علاقہ ہذا کو اس نے ویران کیا چند بار خانصاحب والی کلات نے اس کے اوپر فوج بھی بھیجدی مگر کامیابی نہ ہوئی اب تھوڑی عرصہ سے یہ مشہور لوٹیرا از دست افواج سرکار انگلشیہ قتل ہو چکا ہے ✤

نمبر ۴۔ بلیدہ

وجہ تسمیہ اس کا یہ ہے کہ جس زمانہ میں بلوچ لوگ علاقہ مکران میں داخل ہوئے اس مقام پر اقوام بلیدی نے سکونت اختیار کی اس سبب سے اس کا نام بلیدہ مشہور ہو گیا۔ مواضعات ذیل اس علاقہ میں آباد ہیں قلعہ کوشک اقوام لونشیروانی۔ قلعہ بٹ نامی پرومی۔ قلعہ بلیدی۔ قلعہ چیب مزار زائی۔ مہاناز بلوچ۔ دشت دراز نع۔ تعداد نفری تخمیناً مرد ماا ھ۔ عورت ماار

بچہ مارِ آبادی زیادہ تر جوئے ہا کالا پانی سے ہوتی ہے جوئے ہا مدام جاری ہیں منجملہ مواضعات علاقہ بلیدہ کے قلعہ بٹ و قلعہ کوشک خانصاحب کی ماتحت ہے بٹ میں ایک مضبوط قلعہ ہے کوشک میں خورد قلعہ یہ ہمیشہ خانصاحب کے ملازموں کے قبضہ میں رہتا ہے باقی مواضعات پر سردار مہراب خاں نوشیروانی کا قبضہ ہے گچکی سرداروں کا اس علاقہ میں کچھ دخل نہیں +

نمبر ۵ - سامی

اس میدان میں دو مشہور گاؤں ہیں ایک کا نام سامی دوسرے کا نام شارگ - سامی میں ایک مضبوط قلعہ ہے اور سردار محمد حسن گچکی جو بیجگوری گچکیوں کی اولاد سے ہے اور معزول خان کلات میر خداداد خاں کا خسر پورہ ہے وہ یہاں سکونت رکھتا ہے جس کی ماتحت اقوام کو وائی و بلیدی وہ کرآبادی کرتے ہیں خانصاحب کو اس گانوں سے کچھ آمدنی نہیں ہوتی کہ کل مالیہ سردار مذکور پر معاف ہے - شارگ میں میر شاہداد خاں جو سردار محمد حسن کا چچا ہے اور خانصاحب کی طرف سے علاقہ کیچ کا نائب مقرر تھا جس نے میجر میور صاحب پولٹیکل ایجنٹ کو زخمی کیا تھا کچھ مدت تک فرار رہا اب گرفتار ہو کر سزا ء قید بھگت رہا ہے اُس کے پسران قائم خاں اور بوہیر خاں اِس گاؤں پر قابض رہتے ہیں اس سے بھی خانصاحب کو کچھ مالیات نہیں ملتی کیونکہ شاہداد خاں پر معاف تھے اِس موضع میں ایک چھوٹا سا قلعہ بھی ہے +

نمبر ۶ بندر پسنی و کھلمت

یہ دو بندر کنارہ سمندر پر واقع ہیں پسنی میں میدلوگ اور کھلمت میں کھلمتی لوگ رہتے ہیں اِن کا پیشہ شکار ماہی ہے جو سمندر سے شکار کیا کرتے ہیں علاوہ اس کے کبھی کبھی کشتیوں پر مال سوداگری کا بھی گوادر اور اورماڑہ سے آیا کرتا ہے آمدنی مالیات شکار ماہی اور تجارت کی سونگ ہے نصف مالیات خانصاحب اِن بندرہا پر مقرر ہے لیکن میدان کیچ سے کسی قدر فاصلہ پر ہیں اگر نائب خانصاحب مضبوط ہوتا ہے تو ان سے نصف مالیات وصول کر لیتا ہے بصورت سستی کے وہ لوگ خود تمامی مالیات پر متصرف رہتے ہیں جب تھوڑے سال کے واسطے علاقہ کیچ میں افسران سرکاری انگریزی کی طرف سے انتظام تھا تب اِن بندرہا کیواسطے ایک ساہوکار ساکن اورماڑہ نے بعوض ۱۲۰۰۰ ہزار روپیہ کے عوض برائے دو سال ٹھیکہ لیا تھا +

نمبر ۷ مند

وجہ تسمیہ زبان جدگالی میں مند خراب کو کہتے ہیں چونکہ یہ علاقہ اکثر غیر آباد اور پہاڑی ہے اور

اُس میں جو لوگ آباد ہیں نیم وحشی عادات اور خستہ حال ہیں اس لئے اس علاقہ کا نام مند ہے حدود اربعہ شمال اور جنوب میں پہاڑ مغرب میں پشین مشرق میں دو کوب علاقہ تمپ - پانی پینے کا خام چاہان سے لیا جاتا ہے کالا پانی اس علاقہ میں کوئی نہیں ایک دو چشمہ البتہ ہیں مگر ان کا پانی بکافی نہیں ہے ایک رود بارانی ہے جس کا نام رود مندی ہے تمپ کی طرف سے اُس میں پانی آتا ہے اور دشت کی طرف چلا جاتا ہے - پیداوار اگر بارش خوب ہو تو گندم بویا جاتا ہے سوائے گندم کے اور کوئی چیز پیدا نہیں ہوتی یا یوں کہنا چاہیئے کہ زمین قابل زراعت کم ہے اور نیز لوگوں کو دوسری جنس بوتی کا وقوف نہیں ہے کوی سوداگری اس علاقہ میں نہیں ہوتی کیونکہ کوئی حرفت کا اُس میں آباد نہیں اکثر گذارہ - باشندگان علاقہ کا مچھلی پر ہے اور نیز چوری و رہزنی سے جو مال وہ حاصل کرتے ہیں اُس آمدنی سے اوقات بسر کرتے ہیں - اقوام ذیل اس علاقہ میں آباد ہیں -
آسکانی الـــسدنفر - لوہانی سمانفر - دامنی لہانفر - دیہاتی کلانفر - زوہان اعـــسدنفر رنداعـــسدنفر بوقت ضرورت دو ہزار مسلحہ سپاہی اس علاقہ سے بہم پہنچ سکتے ہیں - اس علاقہ میں چار بستیاں ہیں + گوک خانجات مار - گی آب ماصہ سوروماصہ - سورگ الـــسد + یہ لوگ پیداوار زمین کا محصول کسی کو نہیں دیتے اور نہ کوئی سونگ اس علاقہ میں وصول ہوتا ہے اور یہ علاقہ عین سرحد ایران و بلوچستان پر ہے - باشندگان علاقہ خصوصیت کے ساتھ اُن میں سے کسی ایک ریاست کے ساتھ تعلق نہیں رکھتے - اس علاقہ کا کوئی ایک آدمی سردار مقرر نہیں ہے ہر فرقہ میں اس کا سرکردہ بمثل چھوٹے سردار کے ہے - دراصل یہ علاقہ حدود دات بلوچستان میں شامل ہے مگر بباعث کمزوری سرداراں گچکی اور خانصاحب کے اب فرمان سے باہر ہے بلکہ باشندگان علاقہ ہذا علاقہ کیچ اور گوادر میں چوری وغیرہ سے تکلیف دیا کرتے ہیں +

حالات تواریخی علاقہ ہذا

اس ملک کی سیر کرنے سے چند نشانات زمانہ قدیم کے پائے جاتے ہیں تربت کے قلعہ کے نزدیک تین کاریزات واقع ہیں جن کا نام یہ ہے :- کاؤسی - ملکی - ہوت زائی یا خسروی پہلی کاریز کی بابت کہا جاتا ہے کہ - کیکاؤس بادشاہ نے بنوائے تھے چنانچہ یہ کاریز نہایت گہری ہے اور بعض جگہ دور تک چٹانوں میں نکل گئی ہے ایسے کام بادشاہوں کے ہاتھ سے ہو سکتے ہیں عام زمینداران کا کام نہیں تب سے اس کا نام کاؤسی مشہور چلا آتا ہے دوسرے ملکی یہ کاریز

ملک لوگوں کے وقت میں بنائی گئی تھی یہ ملک لوگ بھی حاکم بمنزلہ بادشاہ اس علاقہ کے ہو گذرے ہیں چنانچہ فیمابین کیخسرو بادشاہ ایران اور شہریار حاکم کیچ جو ملک خاندان سے تھا لڑائی بھی ہوئی تھی +

تیسرے خسروی یا ہوت زائی اس کی بابت یہ مشہور ہے کہ کیخسرو بادشاہ ایران کے زمانہ میں کھودی گئی اس واسطے اس کا نام خسروی مشہور ہوا بعد اس کے جب سے مردم بلوچ اس علاقہ میں آئے اقوام ہوت نے اس کاریز پر قبضہ کر لیا اس کا نام ہوت زائی مشہور ہوا اسی طرح علاقہ بلیدہ میں اقوام بلیدی بلوچ نے قبضہ کیا اس کا نام بلیدہ مشہور ہو گیا۔ اسی طرح ایک پورانہ ٹھیر پڑا ہے جس کی بابت باشندگان ملک ہذا کہتے ہیں کہ بہمن بادشاہ کا قلعہ تھا رستم مشہور پہلوان کی بابت کہا جاتا ہے کہ اس ملک میں رہتا تھا ایک پورانہ ویرانہ قلعہ کے ساتھ اس کا نام منسوب کیا جاتا ہے اور متصل خاران وجاعنی کے ایک پہاڑی میدان میں واقعہ ہے جس کو میخ رُستم کہتے ہیں اس کی بابت بھی ایسی کہاوت ہے کہ رستم کے نام سے میخ رستم اس کا نام مشہور ہے ان شاہان ونامور آدمیوں کا یعنی کیکاؤس۔ کیخسرو۔ بہمن۔ رستم پہلوان کا مفصل حال شاہنامہ کے پڑھنے سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔ یہ لوگ ظہور اسلام سے بھی پہلے ہو گذرے ہیں ظہور اسلام سے تھوڑا پیچھے یعنی سال سنہ ٦ ہجری میں اقوام بلوچی حلب سے نکل کر اول کرمان آئے تھے پھر رفتہ رفتہ اس ملک مکران میں پہنچ گئے جس طرح اقوام بلوچی نے یہ ملک کیچ مکران کا آپسمیں تقسیم کیا اور جس طرح اقوام ہوت بلوچ بمعہ چند اقوام دیگر اس ملک میں رہ گئی اور اقوام رند ولاشاری بجانب کلات بلوچستان سردار ہوت سے تنازعہ کر کے چلے گئے اور ملک کلات پر قبضہ کیا وغیرہ حال ملاحظہ باب اول کتاب ہذا سے واضح ہو گا۔ ملک ہذا پر اقوام گچکی کے قبضہ اور خان قلات کے شراکت کے بارہ میں جو حالات اخوند صاحب نے اپنی کتاب میں درج کئے ہیں اُن کو بجنسہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

قصہ ملک پنج گور وسائر مکران اینچنیں است کہ اولاً ملک مذکور از ہوت بود و بعد ازاں از ملک ہا و بعد ازاں از بلیدی و بعد ازاں از گچگی شد و گچگی ہا از ملک ہندوستان آمدند و قوم شاں راج پوت بود و در کوچہ گچگ مے آیند و مقدار چہل سوار ہمہ بودند کہ از ہندوستان آمدند و یک روز ہمیں ہا بہم تیر اندازی کمان میکردند یک فقیر از انجا گذر کرد و تیر یک گیچکی در پاے ہمیں فقیر خورد و ہمیں تیر انداز گچکی گفت کہ تیر گچکی کش کردہ از پاے فقیر بدر نساز ند کہ تیر گچکی مے باشد بریدہ از جان

فقیر بدر سازند - بعد از چند یوم زخمهاے فقیر کہ درست شد روانہ گردیدہ در نزد ملک مرزا نام بادشاہ
کیچ حاضر بودہ استغاثہ خود نمود از انجا ملک مرزا لشکر بر قوم گچکی ہا فرستاد کہ تمام را القتل رسانیدند ودو
پسر از گچکی ہا ماندند کہ بلوچان ہمیں عذر در نزد لشکر ملک مرزا نمودند کہ ہمیں ہر دو طفل از ما بلوچان اند
واز گچکی ہا نیستند بدیں وجہ رہائی جان طفل ہا شد پس ہر دو طفل ہا از انجا روانہ شدہ بملک زہری آمدند
وبعد از چند ایام ملک مرزا بادشاہ کیچ ہمیں ہر دو طفل ہا را طرف خود بکیچ طلب فرمود وملک کیچ
را در عوض خون بہا ہمیں ہر دو پسران داد ، بعد از ملک مرزا پسرش حاکم کیچ شد وبعد از اں نواسہ
او کہ نام او را نیز ملک مرزا گذاشتہ بودند او ہم حاکم کیچ شد ـ بو سعید از ملک عرب آمدہ در ملک
بلیدہی نشست ، وہمراہ مردم گچکی ہا مشورت نمود ویک اتفاق شدہ کہ ملک مرزا را القتل رسانیم
وملک او را باہم چناں قسمت نمایم کہ ملک کیچ از من بو سعید وملک پنجگور از شما گچکی ہا ہمیں سخن
بہم عہد وفا نمودہ وملک مرزا را کشتہ وبعہد خود استوار شدند ، گچکی ہا بعد از چند روز بہ سعید
گفتند کہ ملک ما گچکی ہا اندک است وملک شما بسیار است وبما یاں حصہ ورسد ملک را برابر
بدہند وہمیں دعوے را ہمراہ بو سعید مارسنگ نمود وبر ہمیں دعوے رسد ملک جنگ طرفین
بر ملک کیچ واقع گردید ومارسنگ نام برادرزادہ جلب گچکی از دست بو سعید در کیچ مقتول شد
وشہ قاسم نواسہ بو سعید عرب مے باشد وملک دینار نبیرۂ مارسنگ نام گچکی مے باشد پس ملک
دینار بملک کیچ بطریق سیاہ گرت رفتہ وبداد ودہش دست فیض خود را دراز نمود وعالم کیچ باو
متفق شد وملک کیچ را از شہ قاسم گرفت وملک دینار برادرزادہ میر الہ داد است چنانچہ بی بی
بانو دختر میر احمد بود واول در خانہ میر ابراہیم نوشیروانی بود وخود میر ابراہیم بدست میر احمد در
جنگ بارو زے کشتہ شدہ بود ومیر الہ داد گچکی خواہرزادہ میر ابراہیم نوشیروانی بود بعد از مرگ +
میر ابراہیم بی بی بانو را میر الہ داد گچکی عروس کرد ومیر عیسٰے کلاں از شکم بی بی بانو تولد
شد پس ملک کیچ وپنجگور تا حال براے گچکی ہا میراث ماند وملک دینار پسر خود را کہ شہ عمر نام
داشت بطرف ملک پنجگور براے طلب معتبران پنجگور والہ ہا فرستاد وقلعہ عیسٰے را از
شاہو نام نواسہ جلب گرفت وبلوچ ہا ملک پنجگور را بدست خود نمود وملک پنجگور بہ ولد دینار
عمر نام داد کہ شخصے زانی وبسجد کمال ظالم بے خبر ونا کامل بود میر عیسٰے خویش شاہو کہ در قریہ
گرم کان بود ونواسہ میر احمد نیز بود دید کہ ملک عیسٰے را گرفت مبادا ملک گرم کان را از منجانب
بگیرد بعدہ چارہ لاچار از انجا روانہ شدہ در خدمت والا درجت خان ذیشان میر محبت خاں

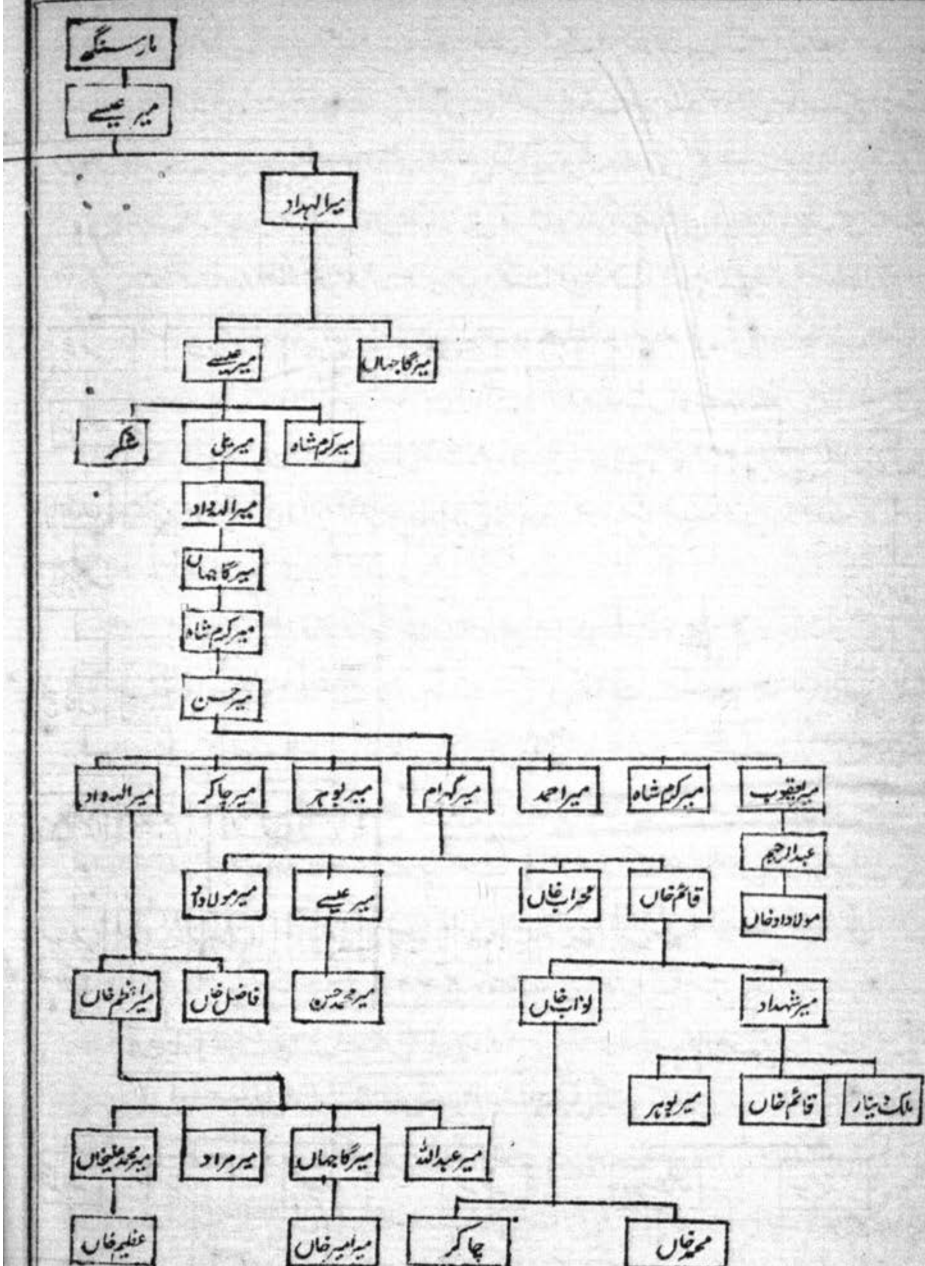
آمده استغاثه نمود و محبت خان خود معه تجملات سراوان و جهلاوان و بلوچ روانه شده رفته قلعه عیسی را الی مدت چهل روز محاصره نمود لیعداز آن زوجه ملک دینار والده شه عمر از ملک کیچ آمده بخدمت میر محبت خان عرض نمود و موجب والده شه عمر که اسم او مائی روزخاتون بود خانصاحب فرمود که شهر عیسے چادر شما است و مائی در خدمت خان عرض نمود که قلعه عیسے را من چادر کرده بخشیده لاکن قلعه محکم است آسان گرفته نخواهد شد لیعده میر محبت خان از گفته او در غضب شد و بملائے فرمود که رفته قلعه خود را محکم نمایند و مائی پسر خود را نادم کرده از شهر خارج ساخت و قلعه عیسے را به میر محبت خان داد باز خانصاحب قلعه را از انها گرفته به پدر میر عیسے داد باز که میر الهداد نام داشت و لیعد از وفات میر الهداد پسرش میر عیسے نام نشست و میر گاجیان برادر خورد میر عیسے بود برادر کلان خود را کشت و قلعه بدست خود نمود و پسر میر عیسے میر کرم شاه نام لیعد از میر محبت خان که نوبت حکمرانی بر سر خان عدالت نشان میر نصیر خان رسید آمده بغاوت خان بلند سکان شد و خان عظیم الشان لشکر بر داشته بملک پنجگور رفته در تصرف آورد و هر گاه که خان کلان بملک پنجگور رفت گاجی پسر میر الهداد در ملک پنجگور حاضر نبود که او رفته بازار تمپ و قلعه کوشه تنگ را گرفت چون احوال گرفتن ملک پنجگور بسمع گاجی خان رسیده که خانصاحب گرفته است و گاجهان مردم پنجگور آنچه که همراه خود داشت همه را رخصت داد و بانها گفت که شما تمام بسلام خانصاحب رفته مشرف شوند که ملک پنجگور از دست من گاجی خان رفت و عالم پنجگور از گاجی خان مرخص شده روانه آمده بسلام مشرف گشتند و هر چه در پنجگور بودند آنها پیشتر سلام کرده بودند و از ملک پنجگور خانصاحب والامناقب بکلات مراجعت فرمود و میر بوهیر سپاهی را همراه سه صد نفر در شهر عیسے نائب کرده نشانید و میر بوهیر لیعد از چند روز در ملک پنجگور دست تطاول دراز نمود و عالم پنجگور را به تنگ رسانیده آخرالامر اهل پنجگور حیله گری خود را اشعار خود نموده به بهانه کدام شادی صد نفر میر بوهیر را بتماشائے گوئی زدن افراط تفریط ساخته از شهر بدر ساختند و میر بوهیر معه چند نفر معدوده در شهر تنها ماند پس میر یعقوب کچکی وقت یافته بفریب از قلعه عیسے میر بوهیر را پائین نموده و میر کرم شاه را میر یعقوب از کیچ طلبانیده در قلعه عیسے نشاند و لیعده میر کرم شاه از هراس خانصاحب میر محمد نصیر خان بطرف قلات روانه شده و قبل از رسیدن میر کرم شاه بمجرد استماع احوال کشیدن میر بوهیر از قلعه عیسے بر آئے تنبیه و خذلان اهل پنجگور خانصاحب اخوند ملا محمد حیات را بسمت پنجگور فرستاد و اخوند صاحب از راه راغی رفت و میر کرم شاه از راه

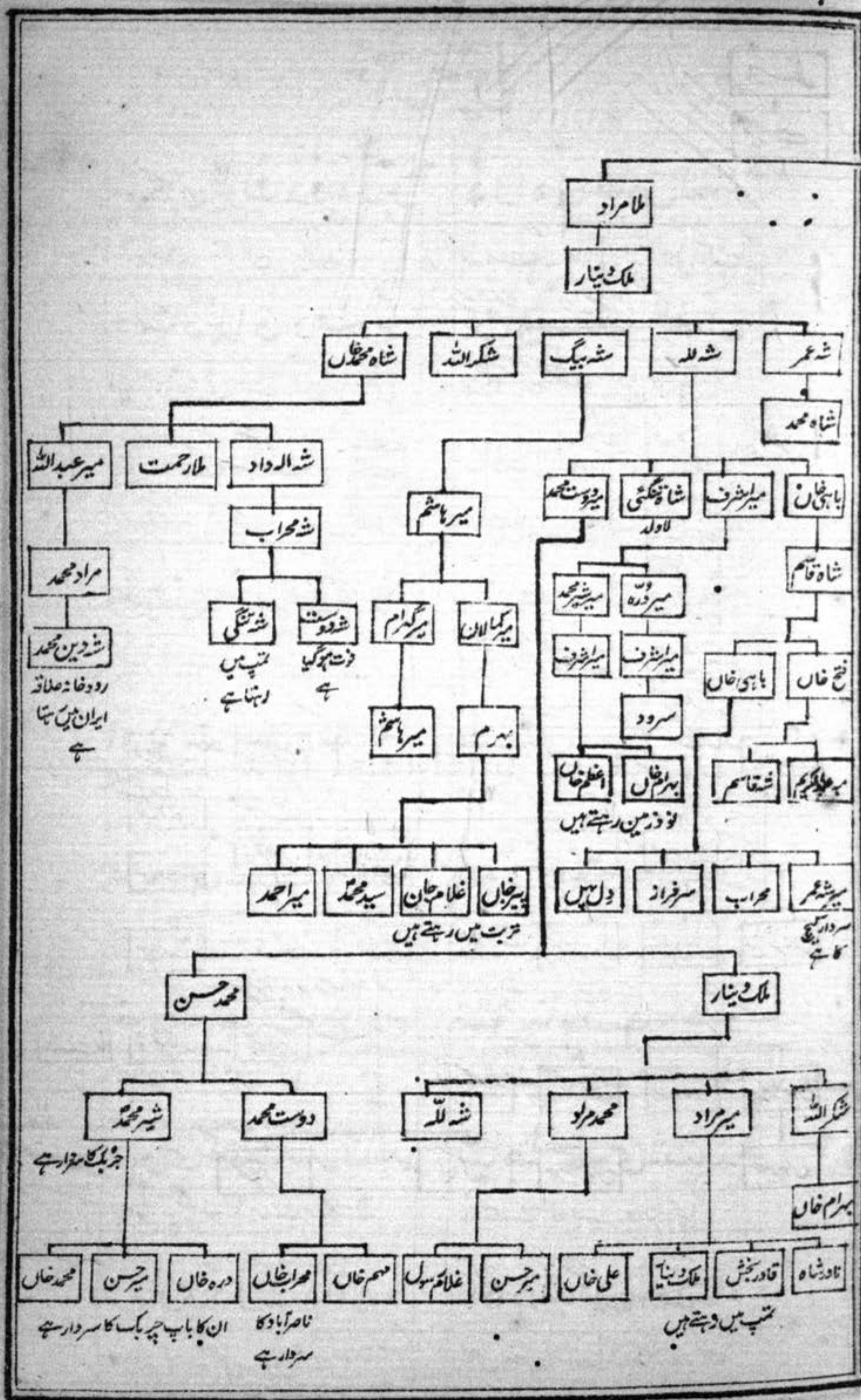
رخشان آمده ازیں سبب در راه ہم مقابل نشدند و اخوند ملا محمد حیات بپاس انتقام میہو بوہر
موسیانی ہفتصد نفر آنہارا بند کرده در پنجگور داشت و میر کرم شاہ نزد سرکار آمده حاضر گردید و
احوال بند کردن اہل پنجگور را اخوند صاحب بخدمت سرکار معروضداشت پس از روئے مہربانی
موجب عرض و استدعاے میر کرم شاہ سرکار از تصفیہ آنہا درگذر فرمود و سرفرازنامہ برائے
اخوند فرستاد کہ بند آنہارا خلاصی نموده واگذارند و سرداری ملک پنجگور را بمیر کرم شاہ عطا فرمود
بعد از چند ایام بندگان عالی دام اقبالہ نواب محمد نصیر خاں برائے تسخیر ملک کیچ رفت و از
ملک کیچ گذشتہ سرسات آنہا طلب فرموده مردم ناصر آباد از کوتہ اندیشی و بدبختی جواب دادند
و خان ذی شان حکم زدن ناصر آباد فرمود و جنگ واقع شد۔ و مقدار ہفت صد نفر براہوی
و عملہ در جنگ مقتول شدند و سردار میر مہردل خاں قوم ذکر مینگل نیز در آں جنگ کشتہ شد
و خانصاحب قلعہ ناصر آباد را گرفت و پسر ملک دینار رشید بیگ نام کچکی در حضور احمد شاہ استغاثی
رفتہ چپری بادشاہ را آورده و خانصاحب را چپری بادشاہ برداشتہ بملک خودش آورد و بار ثانی
اخوند ملا محمد حیات را برائے محافظت ملک کیچ فرستاد و بہ اخوند ایں نیز فرمود کہ ہرگاه واپس
مراجعت نمودند ملک دینار را بہ تسلی تمام ہمراه خود آورده حاضر حضور سازند و اخوند بملک کیچ
رفتہ باشندگان آنجارا استمالت نموده و حفاظت نموده بعد بازوئے ملک دینار را ہمراه خود برداشتہ
آورده حاضر حضور خانصاحب ساخت و خانصاحب مہربانی ہائے گوناگون درباره ملک دینار
فرمود کہ خود ملک دینار بہ اخوند گفت کہ شما ضامن شده رسانیده اینجانب را از ملک کیچ آوردند
حال درباره اینجانب مہربانی سرکار شامل حال است شما یعنی اخوند از عہده ضمانت من ملک
دینار خلاص اند پس اخوند در جواب فرمود کہ خیریت شما دانند و سرکار دانند و از چند ایام معدوده
بر کدام حرف ملک دینار را خانصاحب کشت و بعد از چند ایام خان ذیشان حاجی محمد خان
شہوانی را بملک کیچ بمعہ لشکر فرستاد چراکہ باشندگان کیچ چنیے فتنہ برپا نموده بودند و حاجی
محمد خاں در آنجا رفتہ پسر ملک دینار شہ عمر را بدست خود نموده کیچ را گرفت و آدمان کیچ تنبیہ
ساختہ و تابع نمود و شاه عمر را ہمراه خود آورده در حضور خانصاحب حاضر ساخت و شاه عمر را
سرکار عالی سرفراز نمود و واپس بملک کیچ فرستاد و ملک کیچ را تسلیم شہ عمر فرمود چونکہ شہ عمر رفتہ
در میری کیچ نشست شکر اللہ نام برادر خورد شاه عمر شاه عمر را بکدام وجہ از میری کیچ پائین نموده
خود شکر اللہ در میری کیچ نشست و شہ عمر بار ثانی بطریق استغاثے در حضور خانصاحب واپس آمده

دررسید و جناب خانصاحب لشکر سراوان را بر داشته بطریق شبخون وچپاو از گنجابه سوار شده بروز
هفتم بسرزمین ملک کیچ و مکران داخل گردیده تاراج نموده و بر ملک بافنان که از قوم بربلیدی مے
باشد لشکر سرکار سوار شده رفته مقدار هفتاد نفر از آنها مقتول نمود و واپس آمده بخدمت سرکار حاضر
شدند و شکر الله را از میری کیچ پائین نموده و شه عمر را بر میری کیچ نشاندند بعده شه عمر در خدمت
خانصاحب عرض نمود که بدون حصه سرکار ملک کیچ در ضبط من شه عمر نخواهد ماند بعد از آن سرکار
نصف مالیه ملک کیچ را باسم خود مقرر فرموده و نصف ثانی را بشه عمر گچکی تسلیم فرمود و شه عمر را الی
چهده ملک حد خانصاحب را معین نموده بود و شه عمر را بعد از چند ایام مردم بلیدی ها کشتند و
شه محمد پسر شاه عمر و میر بهاے خان برادرزاده شه عمر در حضور خان صاحب استغاثے آمدند که
شاه عمر را مردم بلیدی مقتول نمودند بعد از آن خانصاحب دام اقباله و اخوند صاحب ملا
فتح محمد خان را بسمت کیچ فرستاد که موجب امر خانصاحب رفته از مردم گچکی پسر شه عمر شاه محمد
نام را برده بر میری کیچ نشانده و عالم آنجا را دلاسا و استمالت نموده واپس مراجعت بملک
خود نموده آمده مشرف حضور خانصاحب گردید و بعد از آمدن اخوند صاحب اندک خرخشه
در ملک کیچ واقع گردید و خانصاحب میر چینر و شهوانی را معه لشکر سمت کیچ فرستاد و عالم کیچ
سابق بر فتن اخوند صاحب ملا فتح محمد خان بدل و جان طاعت پذیر شده بودند و ملک در تصرف
خانصاحب بود تا این حد شاه قاسم نام بلیدی را و شاه بهاے خان گچکی را اخوند صاحب آورده
بخدمت خانصاحب حاضر ساخته بود و خانصاحب در عوض خون شاه عمر قصد کشتن قاسم بلیدی
نمود پس اخوند ملا فتح محمد خان در خدمت والا درجت خانصاحب عرض نمود که من اخوند همراه آنها
وعده کرده ام که اگر سرکار نصف ملک را و سرداری آنجا را بتوئے بهاے خان داده بهتر و قاسم خان
نام بلیدی را که همراه در حضور سرکار مے برم و همیں عرض نیز مے نمایم که قاسم نام بدون اقرار معافی
سر خود که شاه عمر را کشته بود نے آمد و من اخوند ملا فتح خان همراه اینها همیں وعده کرده ام که بسبیل
سلامت الی کیچ مے رسانم پس خانصاحب موجب عرض اخوند از سر او گذشته و شاه
بهاے خان و قاسم را بدست میر چینر و شهوانی داد که برده نامبردگان را به کیچ رسانیده و ملک آنجا
را بضبط سرکار در آرد و میر چینر و ملک تربت را بمیر بهاے خان داد و بدیگرها همیں امر کرد که اگر
از شهر بدر شده مے آیند ملک هر کس را خواهم داد و ادمیان تمام ملک و شهر آمده سلام کردند و
ملک هر کس را داد و مردم بلیدی ها مقدار چهل نفر در میری کیچ بودند آنها پائین نه شده و سلام

نہ کردند وہمیں احوال را میر چنر و بخدمت سرکار معروض داشت و منتظر جواب شد پس خانصاحب میر چھپر خان الناززئی را و میر شہباز خان محمد حسنی را بالشکر بر کمک میر چنر و شہوانی بملک کیچ فرستاد و میر چنر وکہ بلک را بدست خود نموده بود و چہل نفر بلیدی کہ در میری کیچ نشستہ بودند آدم خود را بہا بلیدی ہا ظرف میر چنر و و میر چھپر خان الناززئی فرستادند کہ اگر ضامن ما یان یعنی بلیدی ہا میر چنر و شہوانی مے شود آمده سلام خواہم کرد و میر چنر و گفت من طرف آنہا بیشتر پیغام فرستاده بودم کہ اگر آمده سلام مے کند ضامن سر شما من میر چنر و مے باشم و مردم بلیدی بر اینجانب اعتبار نہ کردند و نیامدند حال من میر چنر و ضامن بلیدی ہا نخواہم شد پس میر شہباز خان محمد حسنی را میر چہپر خان الناززئی ضامن داده و بلیدی ہا را از میری کیچ پائین ساختہ وہمیں ہر چہل نفر بلیدی را بقتل رسانیدند و شہر کیچ را بہ شاہ بہائے خان دادند کہ اخوند صاحب اور ادر حضور سرکار آورده عرض اور ا نموده بود۔

حالات سرداران گچکی وغیرہ بموجب بیان سردار میر بہائے خان وغیرہ ساکنان کیچ و پنجگور۔ شجرہ نسب خاندان گچکی کا جو خود سردار بہائے خان نے اپنی کتاب سے لکھایا تھا منسلک کیا جاتا ہے سردار مذکور نے اپنے خاندان کا حال اس طور بیان کیا تھا کہ عرصہ ٹھیک یاد نہیں تین برادران مار سنگھ جگبنت سنگھ چیرت سنگھ جو آپسمیں حقیقی بھائی تھے جن کے باپ کا نام پھینا سنگھ از قوم راجپوت پنجاب ملک ہند سے بباعث کسی خرخشہ کے بمعہ چالیس نفر ہمراہیان کے اِس علاقہ مکران میں آئے بکوچہ گچک جو توابع پنجگور میں واقع ہے سکونت اختیار کی اُس وقت علاقہ پنجگور ملک لوگو نکے اور کیچ اقوام بلوچ ہوت بلیدی لوگوں کے قبضہ میں تھا اگرچہ یہ سردار لوگ ہندو مذہب سے تھے لیکن اس ملک میں کوئی ہندو نہیں تھا اقوام ملک و بلوچ وغیرہ مسلمان قابض تھے ان سرداروں نے مسلمانی عورات خاندان ملک میں شادی کی اگرچہ یہ تینوں سردار تا حین حیات خود اپنے مذہب ہندو پر قائم رہے لیکن جو اولاد اُن سے پیدا ہوئے اپنی ماؤں کے خاندان کی طرف رجوع کر کے مذہب اسلام قبول کیا بباعث رہنے کوچہ گچک کے انکی قوم گچکی مشہور ہوگئی پہلے انکے نام کیساتھ خطاب ملک جو ماؤں کے خاندان کا تھا بولا جاتا تھا چنانچہ ملک دینا بعد ازاں شیخ کا خطاب دیا گیا جو اب تک شیخ کو مخوف کر کے شہ عمر شہ قاسم بولائے جاتے ہیں۔ ملک پنجگور تو زیادہ تر بطریق دوستانہ بموجب رشتہ داری کے انکے ہاتھ آیا لیکن ملک کیچ لڑائی سے ملک دینار کی لڑائی کیچ کی بابت ایک شعر بزبان بلوچی ان لوگو نمیں سینہ بسینہ یاد چلا آتا ہے جو بجنسہ شجرہ نسب کے بعد درج ہے۔


مارسنگھ
میر عیسے
میر الہداد
میر عیسے
میر گاجہاں
شکر
میر علی
میر کرم شاہ
میر الہداد
میر گاجہاں
میر کرم شاہ
میر حسن
میر الہداد
میر چاکر
میر بوہر
میر گہرام
میر احمد
میر کرم شاہ
میر یعقوب
عبدالرحیم
مولاداد خاں
میر مولاداد
میر عیسے
محراب خاں
قائم خاں
میر اعظم خاں
فاضل خاں
میر محمد حسن
لواب خاں
میر شہداد
میر بوہر
قائم خاں
ملک دینار
میر محمد علیخاں
میر مراد
میر گاجہاں
میر عبداللہ
عظیم خاں
میر امیر خاں
چاکر
محمد خاں


ملا مراد
ملک دینار
شہ عمر
شہ اللہ
شہ بیگ
شکر اللہ
شاہ محمد خاں
شاہ محمد
باہی خان
میر اشرف
شاہ جنگی
لاولد
میر دوست محمد
شہ اللہ داد
ملا رحمت
میر عبداللہ
میر ہاشم
شہ محراب
مراد محمد
شہ دوست
فوت ہو گیا ہے
شہ جنگی
تمپ میں رہتا ہے
میر گہرام
میر کمالان
شہ دین محمد
رودخانہ طلائ ایران میں رہتا ہے
شاہ قاسم
میر ذرہ
میر شیر محمد
میر اشرف
میر اشرف
فتح خاں
باہی خاں
سرود
میر ہاشم
بہرم
میر عبدالکریم
شہ قاسم
بہرام خاں
اعظم خاں
نوذمین رہتے ہیں
پیر خاں
غلام جان
سید محمد
میر احمد
تربت میں رہتے ہیں
میر شہ عمر
سردار کیچ کا ہے
محراب
سرفراز
دل ہیں
محمد حسن
ملک دینار
شیر محمد
جزبک کا سردار ہے
دوست محمد
شہ اللہ
محمد مراد
میر مراد
شکر اللہ
بہرام خاں
محمد خاں
میر حسن
درہ خاں
ان کا باپ جزبکس کا سردار ہے
محراب خاں
ناصر آباد کا سردار ہے
معصوم خاں
غلام رسول
میر حسن
علی خاں
ملک دینار
قادر بخش
نادر شاہ
تمپ میں رہتے ہیں

غزل بلوچی

پُرکان پُرُک رہ دَربَر	دُراہ بی عادلِ شیرنر
برکت قرآن شریف	تندرست تھا عادل شیر نر یعنی ملک دینا
دینار بُراق زھم بَر	گڈ گوستگیَن کمبختان
دینار جسکی پاس کاٹنے والی تلوار تھی	بعد گذر رہے کمبختوں یعنی بلیدیوں کے
نِشتگ مِلگ بہ تختا	باقبالِ مزاری بختا
ملک تخت پر بیٹھا	ساتھ اقبال اور بخت شیر والے کے
بخشِتیھ لیبڑھان گورختا	سِیاھین موکدان گوچکان
سنتر بخشتا تھا معہ سامان	سیاہ فام کنیزیں بمعہ بچوں کے
اَوداشہ بلد رکُشتہ	عیسای سرِ گل مُشتا
اسجگہ سنہ بلار بلیدی کو قتل کیا	عیسائی کو جس سے مراد بلار کے بھائی کی ہے نکالدیا
فریادی شُتگ گوشاھا	ھودا دیمان اَبُرشیرازا
وہ بادشاہ کے پاس فریادی گیا	بطرف شیراز کی
خانِ کہ آتھگگ مُن گوادر	تنبوُ بِناستُنت بہ ھرگوَر
خان گوادر میں آیا	ہر طرف خیمہ جات ایستادہ کئے
دَیرای کُتُنت سر بہ سر	شاھا چھپری ششتا
پہلو بہ پہلو ڈیرے لگائے	بادشاہ نے قاصد روانہ کیا
دیناری دڑک داتھا	آنگاہ زندگین نادرشاہ
دینار کو دھمکی دی	اُس وقت نادرشاہ زندہ تھا

پڑچھی گفتگین خلقی جا	
کس واسطے اور لوگوں کی جگہ لی ہے	
ناموس وَقِی لَجّا زیر	ھر جاکہ روی دَر بہ مِیر
اپنی عزت کی اگر خیر مانگتے ہو	جس جگہ جانا چاہتے ہو جاؤ اور مرو
دینارا جوابی دَا تھا	مَا پہ پیشین حاکمان خندان
دینار نے جواب دیا	میں اگلے حاکموں پر ہنستا ہوں
چھو شودئین ایہ ھَندان	مرگ پہ آدمیان سَکھّین
کس طرح پر دیوں یہ جگہ	موت آدمیوں کے واسطے مشکل ہے
چوشین جاگھان مرگ حَقّین	دین چھپر برفت پیش شاہ
مگر ایسی جگہ پر مرنا حق ہے	یہ قاصد شاہ کے پاس گیا
دینار نکنتھہ گُون تُون تَران	خان کہ ساتکی زھر گفتہ
دینار تیرے ساتھ صلح نہیں کرتا	خان تھوڑی دیر بہت خفا ہوا
دستِ نی چلمی شفتہ	دیناری دو دُشمان داتھا
اپنی ہاتھ سے چلم پھینکدے	دینار کو دو گالیاں دیں
نک سَک چین وَتی فرماتھا	جاچیذان جنی ھر جاجار
اپنے تُرچی (نگلر) کو حکم دیا	ہر جگہ پر نرم بجاؤ
جنگی دررچنت مردی کار	ٹُرکِ پیادہ جنگی سوار
مردان کاری جنگ کیواسطے جمع ہوئیں	ترک پیادہ اور جنگی سوار

توار کُتی پَراہ دَقی کرناهان	دَهل نوبت سُرنا هان
کُرتوں کے مُنہ سے آواز کیا	سُرناہوں ڈھول اور نوبت کیساتھ
ایدا جنگی لانچتا وَرنا هان	
ادھر جنگ کی طیاری کے جوانمردوں نے	
چیدا رُبَتا کیچی شیر	دینار بُراق شمشیر
ادھر سے کیچی شیر روانہ ہوا	دینار کاٹنے والی تلوار والا
ترکانرانیَت چوشین گَت	جنگا ایر کپی دینا روَت
ترکوں کو یہ گماں نہ تھا	کہ جنگ کیواسطے خود دینار آویگا
آروچ ترک ملک مڑتهنیت سَکّهّا	پزهم ونیزہ وتوپکّا
اوس دن ترک اور ملک دینار سخت لڑے	شمشیر ونیزہ اور تفنگ کے ساتھ
آنروچی کہ بلوچ بازمُرتها	بلَی تُرکان راتھَی درکرُتها
اُس دن بلوچ بہت مرے	لیکن ترکوں کو بھی تہ تیغ کیا
گڈا خیر کُتَہا غازی ها	دینار تَین تازی آ
پھر غازی (ملک دینار) نے صلح کی	دینار کی زیر سواری اسپ تازی تھا
جوانی بندغ وما دیان	چَونان داتھگَت غازیان
اچھی غلام کنیز اور گھوڑیاں دینے پر	اس طرح بروہی غازیوں کو
کہ برگشتہ مغل راضی آ	کہ کیچی بخت هماں روچ مارتھ کتھا ملک دینارا
یہ چیزیں لیکر مغل راضی ہوکر واپس چلا گیا	کیچ کا اس دن بخت مددگار تھا کہ ملک دینار نے فتح پائی تھی

آنگھ سے ٣ چار دشمن ہست	گو دینار اکننت دائم کست
ابھی تک تین چار دشمن باقی ہیں	ہمیشہ دینار کے ساتھ دشمنی رکھتے تھے
اودا شاہ سپی آنکہ	دِ زّکی قلات گپھتہ
اُس جگہ شاہ سپی آیا	وزک کے قلعہ کو لے لیا
چھیدا رُ نبتا کیچی شیر	دزِ کی قلات بند کُت دھر
اسجگہ میں کیچ کا شیر روانہ ہوا	وزک کے قلعہ کو مدت تک محصور رکھا
گپتی شاہ سپی جنگی بیز	
شاہ سپی سے، جنگ کا عوض لیا	

نوٹ

معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں قلعہ وزک کا شامل علاقہ کیچ کے تھا جس کے اوپر فیمابین ملک دینار و شاہزادہ سب کے جنگ ہوئی تھی اور فی الحال یہ قلعہ ورک کا شامل سرحد ایران کے ہے سردار نوشیروانی اب تک دعویدار ہے کہ یہ قلعہ مدت تک اس کے قبضہ میں رہا۔ مطلب یہ ہے کہ ہنوز مار سنگھ و جڑت سنگھ و جگیت سنگھ خود زندہ تھے کہ کیچ پر حملہ کر کے ننہ بلار بلیدی کو قتل کر کے میری کیچ جو اقوام بلیدی کے قبضہ میں تھی چھین لی۔ جس کی فریاد برادر شاہ بلار کا بادشاہ ایران کے پاس لے گیا کچھ عرصہ بعد جبکہ سرداران مذکور فوت ہو چکے تھے ملک دینار ملک کیچ پر قابض تھا اور اس وقت نادر شاہ بادشاہ ایران کا تھا بموجب فریاد برادر ننہ بلار مقتول کے ایک دستہ فوج زیر کمان تکی بیگ کے ملک دینار پر بھیجا چنانچہ بمقام دشت فیمابین فریقین سخت جنگ ہوئی آخر ملک دینار پسپا ہو کر میری میں قلعہ بند ہوا خندق گرداگرد میری کے پانی سے لبالب بھرادی اور اوپر اس کے بھوسہ ڈال کر ایسا ڈھانپ دیا کہ سوا بھوسہ کے پانی نظر نہ آتا تھا اور اپنے ہمراہیاں سے ایک دستہ فوج کو حکم دیا کہ لشکر ایرانیوں سے مقابل جا کر جلدی واپس میری میں بھاگ آویں لشکر جو اُن کے تعاقب میں آویگا خندق میں پڑ کر پھنس جاویگا پھر اُن کو شکار کرینگے چنانچہ یہ منصوبہ ایسا چلا کہ بہت ایرانی

فوج اس دھوکا سے ماری گئی تاہم ایرانی فوج نے محاصرہ نہ چھوڑا آخر ملک دینار نے مجبور ہوکر اطاعت کی اور ایک سو کنیز و ہر ایک اپنے علاقہ کا ایک ایک معتبر بطور یرغمال بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیا کہ بادشاہ نے اطاعت منظور کر کے محاصرہ اُٹھالیا اور حدود ات علاقہ کیچ کے الی ملک چھدہ مقرر کی جو فی الحال یہ علاقہ ملک چھید کا حد ایران میں داخل ہے۔ بعد ملک دینار کے شیخ عمر پسرش تک ملک کیچ کا کلیتاً ماتحت گچکی سرداران کے تھا مگر اسی سردار کے زمانہ میں اقوام بلیدی وغیرہ سے ناسازی ہوگئی۔ خانگی تنازعات سے سرداران گچکی کمزور ہوگئے سوا اس کے اُس کو کوئی چارہ نہ رہا کہ خان قلات سے مدد کے خواہاں ہوں آخرش تن بہ تقدیر ہوکر نصیر خان کلاں کے پاس جاکر بایں عہد و پیمان مدد کے خواہاں ہوئے کہ درصورت ہماری مدد کرنے کے کل علاقہ کا نصف حصہ محصول آپ کی نذر ہوگا چنانچہ خانصاحب نے اُن کی کمک کی اور بموجب اُس عہد و پیمان کے اُسی دن سے نصف علاقہ خانصاحب کی ماتحت چلا آتا ہے ورنہ قبل ازیں اس ملک کے ساتھ خانصاحب قلات کا کچھ تعلق نہیں تھا شجرہ نسب سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک مراد کے دو پسران تھے۔ میر الہداد ملک دینار میر عیسے ولد میر الہداد تو علاقہ پنجگور میں قابض رہا چنانچہ اب تک اُن کی اولاد ملک پنجگور و سامی و شارگ پر قابض چلی آتی ہے اور ملک دینار کی اولاد علاقہ کیچ پر قابض ہوئے۔ اقوام بلوچ وغیرہ جو پہلے علاقہ ہذا میں رہتے تھے سرداران گچکی کی تابعداری منظور کر کے اُن کی رعیت بن گئے اُن کی طرف سے زمینات کاشت کرنے اور مالیہ دینے لگ گئے اس علاقہ میں ایک قوم معروف بنام ذگری یا ذکری چلی آتی ہے جو میر مراد کو اپنا مُرشد سمجھتے ہیں میر مراد کی قبر پر جو ایک پہاڑی پر واقعہ ہے اور بنام کوہ مراد مشہور ہے اور قریب تربت کے واقع ہے زیارت کو جایا کرتے ہیں۔ ان لوگوں کا مذہب نہ ہندو نہ مسلمان کسی سے نہیں ملتا۔ یہ میر مراد خاندان گچکی سرداروں میں ہوا ہے شاید سب سے پہلا میر مراد تھا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہندو راجپوت سرداران کی نسب سے تھا اُس کا مذہب نہ ہندو نہ مسلمان بلکہ ان سے مختلف تھا جس کی نسبت معلوم نہیں کہ کس طرح پیدا ہوا۔ کل نفری مردمان گچکی ایکسو نفر سے زیادہ نہ ہوگی اس میں سے اکثر سرداران کہلاتے ہیں اور علیحدہ علیحدہ گاؤں بسائے ہوئے ہیں مختلف اقوام بطور رعیت کے اُنکے ماتحت ہیں زبان اُنکی بلوچی ہے اور اکثر بلوچی رواج پر چلتی ہیں مگر تقسیم جائداد موروثہ میں شریعت محمدی کے پابند ہیں براہوئی و بلوچ ساکنان علاقہ قلات اہل نسوان کو جائداد غیر منقولہ سے کچھ حصہ نہیں دیتے گچکی لوگ برابر دیتے ہیں اس سبب علاقہ

پنجگور زیادہ تر سرداران نوشیروانی کے قبضہ میں آگیا ہے۔ اگر گچکی لوگ میر نصیر خاں کے قاعدہ پر عمل کر کے اہل نسوان کا ورثہ جائداد غیر منقولہ میں بند کرتے تو جو تکالیف اُن کو پنجگور میں بباعث شامل ہو جانے اقوام نوشیروانی وغیرہ پیش آ رہے ہیں بچے رہتے۔ برائے نام اگرچہ دربار خانصاحب میں اُن کی جگہ بعد سردار جہلاوان کے ہے مگر چونکہ سرداران گچکی بباعث لین دین ناطہ نسبت ہمراہ خانصاحبان والی قلات وجام صاحب لس بیلہ و سردار نوشیروانی بہ نسبت سرداران براہوی وبلوچ بالا تر سمجھے جاتے رہے اور انتظام ملک کا ان کے اپنے ہاتھ میں رہا چنانچہ علاقہ پنجگور میں خانصاحب کی طرف سے خود سردار پنجگور کا نائب مقرر ہوتا رہا جو تمام مالیہ جمع کر کے نصف پر خود متصرف ہوتا اور نصف خانصاحب کو بھیجا دیتا تھا بشرط ضرورت خانصاحب مدد فوج کی دیا کرتے تھے۔ کیچ میں کبھی گچکی سرداروں سے کبھی کوئی دوسرا سردار نائب ہوتا تھا مگر بصلاح سردار کے کارروائی کرتا تھا۔ میر خداداد خان والی قلات نے دو شادی خاندان گچکی سرداران میں کی ایک دختر سردار اعظم خاں سے جس کی اولاد میر اعظم جان پسر خانصاحب موجود ہے جس کو نانا کا نام دیا گیا ہے اور سردار گاجیان و محمد علی خاں میر اعظم خان کے حقیقی ماموں ہیں والدہ میر اعظم خاں فوت ہو چکی ہے دوسری شادی دختر سردار عیسے خان گچکی سے ہو یہ بی بی بنام بی بی مریم اب تک حیات ہے اور سردار محمد حسن سامی اس بی بی کا حقیقی بھائی ہے باشندگان مکران اکثر بلوچ کہلاتے ہیں لیکن بلوچ کم دیگر اقوام زیادہ۔ بعضے حبشی شیدی بھی اس علاقہ میں رہتے ہیں زیادہ غلام بعض آزاد رہتے ہیں۔ مکرانی بلوچی میں فارسی زیادہ ملی ہوئی ہے۔ بوجہ ایران کی ماتحت رہنے کے +

سال ۱۸۸۳ء میں جبکہ بلوچستان ایجنسی بخوبی قائم ہو چکی تھی اور شمالی حصہ بلوچستان میں خوب امن اور انتظام قائم ہو گیا تھا اور ہر دو جنگ ہا افغانستان سے فراغت ہو چکی تھی سرکار ہند کو انتظام جنوبی حصہ بلوچستان کی بابت جس سے مراد علاقہ مکران اور خاران کے ہے خیال پیدا ہوا باعث یہ تھا کہ ایک تو شاہ ایران کی طرف سے بابت متواتر غارتگیری منجانب سردار نوشیروانی سرحد ایران پر دویم والی مسقط کی طرف سے حملہ آوری اور غارتگری علاقہ گوادر میں نسبت اقوام رند ہا سکنا علاقہ مند شکائتیں پہنچتی رہتی تھیں اس لئے سرکار ہند سے سر رابرٹ سنڈیمن صاحب کو ایما ہوا کہ بذات خود دورہ کر کے علاقہ ہذا کا انتظام مناسب کریں بموجب اُس حکم کے شروع ماہ دسمبر ۱۸۸۳ء صاحب ممدوح اسکورڈ معمولی اور سرداران سراوان کو ساتھ سے

ہمراہ لے کر کچھی میں آئے بمقام شوران علاقہ سردار رند میں جاکر فیمابین سردار رند تنازعات تھے
اُن کو فیصلہ کرتے ہوئے براہ گاجاں موڑہ میں پہنچے درہ موڑہ میں اکثر سرداران جہلاواں بھی
شامل ہو گئے اُن کے تنازعات فیصلہ کرتے ہوئے خاران میں آئے نواب محمد خاں وکیل خانصاحب
والی قلات بھی ساتھ تھا سردار نوروز خاں نوشیروانی نے صاحب ممدوح کا بخوبی استقبال
کیا بڑا دن خاص صدر مقام سردار خاران پر ہوا تھا سردار خاران کو وہاں سے اپنے ساتھ لے کر
پنجگور میں آئے میر محمود خاں پسر کلان والی قلات جو فی الحال خود خان قلات ہے بمعہ افواج وہاں
ٹھیرا ہوا تھا جو باعث تازہ مقتول ہونے سردار گاجیان نائب پنجگور از دست سردار نوشیروانی واسطے
انتظام ملک پنجگور آیا تھا۔ پس جو جو تنازعات فیمابین خانصاحب اور سردار آزاد خاں نوشیروانی
کے تھے بموجب سندات قدیم فیصلہ فرمائے پھر کیچ میں تشریف لے گئے سردار نوشیروانی کیچ
تک ہمراہ گیا اور سردار مذکور نے اطاعت سرکار برطانیہ قبول کر کے برائے آیندہ باز رہنے از بدی
بدکاری علاقہ بلوچستان و ایران سے اقرار کیا اقوام رند نے حاضر ہو کر سلام کیا ان کی نسبت جو
دعویات والی مسقط کی طرف سے تھی اُن کو ساتھ لے جاکر بمقام گوادر بموجودگی نائب مسقط کے
فیصلہ کیئے بعدہ براہ گنبوٹ گوادر سے سوار ہو کر کراچی میں پہنچے۔ کوئٹہ میں پہنچکر خانصاحب والی
قلات کو فیصلجات سردار نوشیروانی و سردار گچکی و نائب پنجگور کی بابت اطلاع دی خانصاحب نے
مجبوراً یہ فیصلہ منظور کیا کیونکہ سردار نوروز خان سے سخت ناراض تھا۔ ان کے نائب سردار گاجیاں
کو تازہ مقتول کیا تھا۔ ہرچند خانصاحب کو تاکید ہوئی کہ ملک مکران کا اپنی معرفت انتظام کریں مگر
خانصاحب نے شوق ظاہر نہ کیا وجہ یہ تھی کہ خانصاحب بخوبی جانتے تھے کہ اس ملک سے زیادہ
امید آمدنی کی نہیں ہو سکتی کہ اخراجات انتظام ملک سے کچھ بچت ہو۔ خصوصاً علاقہ پنجگور میں تو
خانصاحب کی آمدنی محصول بہت تھوڑی رہ گئی تھی کیچ میں بھی بابت نصف حصہ خانصاحب
کی کچھ زیادہ آمدنی نہیں تھی۔ میری خیال میں خانصاحب کو پنجگور سے سالیانہ پانچہزار تک
بصد مشکل آمدنی تھی اور کیچ سے قریب باراں پندرہ ہزار سالیانہ تک ہوگی اگر فوج رکھی جاوے
تو خرچ آمد رفت فوج کے واسطے بھی یہ آمدنی مکتفی نہیں تھی خانصاحب نے یہ تجویز سوچی کہ ایجنٹ
گورنر جنرل بلوچستان اپنے ماتحت اس ملک کا انتظام کرے منجملہ آمدنی کے بعد منہائی واجبی اخراجات
کے جو کچھ خانصاحب کو سالیانہ دیا کرینگے۔ وہ بخوشی قبول کرینگے۔ چونکہ سرکار ہند کو اس ملک کی طرف
بوجوہات پولیٹیکل بہت خیال تھا اسواسطے دوبارہ سال ۱۸۹۰ء میں سر رابرٹ سنڈیمن صاحب

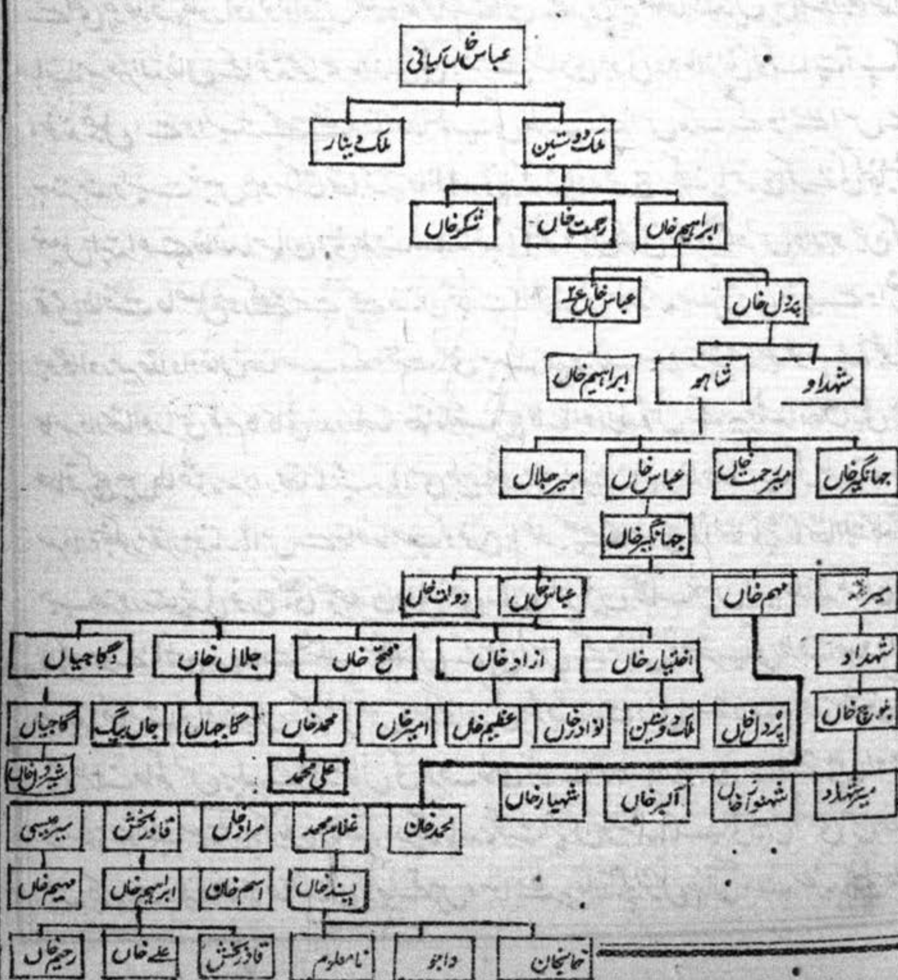
اس ملک میں تشریف لے گئے اور اضلاع پنجگور و کیچ کا دورہ کر کے میجر میور صاحب پولٹیکل ایجنٹ کو بمعہ اسکورڈ کیچ میں اور مسٹر ٹیٹ صاحب کو بمقام پنجگور واسطے انتظام ملک مقرر کیا اور خود براہ بندر پسنی اگنبوٹ پر واپس آئے چونکہ میر شہداد خاں گچکی از طرف خانصاحب نائب کیچ مقرر رہتا تھا صاحب پولٹیکل ایجنٹ و سرکاری فوج کے علاقہ کیچ پنجگور میں تعینات رہنے سے اُن کے روزگار میں خلل واقع ہوا اسواسطے نائب مذکور بروقت پڑتال حساب کتاب دربار ایک باغیچہ میں صاحب پولٹیکل ایجنٹ کو زخمی کر کے فرار ہو گیا جس کی اطلاع پہنچنے پر سہ بارہ سر رابرٹ سنڈیمن صاحب سوی سے براہ کراچی اگنبوٹ پر سوار ہو کر بمقام پسنی پہنچے اور سب لوگوں کو جمع کر کے پھر انتظام کیا اور واسطے گرفتاری شہداد مذکور اشتہارات جاری کئے شروع سال ۱۸۹۲ء میں ہنوز صاحب پولٹیکل ایجنٹ اور مسٹر ٹیٹ صاحب اور دستہ فوج سرکاری کا بعلاقہ کیچ و پنجگور تعینات رہتا تھا اور معرفت افسران سرکاری انتظام ملک چل رہا تھا صاحب ممدوح نے لس بیلہ میں صاحب پولٹیکل ایجنٹ اور عبدالکریم نائب کیچ سردار محمد علی خان نائب پنجگور کو بمعہ دیگر سرداران علاقہ مذکور طلب فرمایا خود لس بیلہ میں جہاں کچھ اور ضرورت بھی تھی تشریف لے گئے ہنوز سرداران و نائباں سے ملاقات نہ ہوئی تھی کہ صاحب ممدوح بمقام لس بیلہ فوت ہوئے جس کے سبب انتظام ملک مکران کو بہت صدمہ پہنچا اگرچہ کچھ عرصہ تک اور بھی افسران سرکاری اس علاقہ میں رہے مگر کام خاطر خواہ نہ چل سکا۔ وہ لوگ جو خواہش کر کے سرکاری فوج اور افسران کو بڑی تپاک سے اپنے علاقہ میں لے گئے تھے برخلاف ہو گئے چنانچہ پنجگور میں کچھ خلل ہوا اسی طرح باقی علاقہ میں بھی ناراضگی پھیل گئی آخر الامر سرکار کو اپنے افسران و فوج واپس منگوانی پڑی۔ جیساکہ فوج کوچ کرائی پھر بے امنی شروع ہو گئی متواتر رعایا اور سرداروں کی طرف سے فریادیں آنے لگیں ایک دو دفعہ صاحبان پولٹیکل بمعہ اسکورڈ دورہ پر گئے اور کچھ تنازعات فیصلہ کئے مگر جب وہ واپس چلے آئے پھر وہی صورت ہو گئی۔ سال ۱۸۹۵ء میں خانصاحب والی قلات کی طرف سے دیوان ا و دھو داس ناظم مقرر ہو کر بمعہ ایک کمپنی فوج خانصاحب کیچ میں تعینات کئے گئے سال ۱۸۹۷ء میں محراب خاں برادر شاہ عمر سردار گچکی جو شروع سے اپنے بھائی سے برخلاف رہتا تھا اور بلوچ خان نوشیروانی جو مشہور ڈاکو تھا ناظم پر حملہ کر کے روپیہ جو جمع تھا اور سامان لوٹ کر لے گیا ناظم کو قلعہ بند کیا اور ملک میں بے امنی پھیلائی جس کے روکنے کے واسطے سرکار کو فوج بھیجنی پڑی چنانچہ فوج سرکاری کے ہاتھ سے بلوچ خاں

قتل ہوا اور محراب خاں فرار ہو گیا فوج سرکاری پھر امن قائم کر کے واپس چلے آئے لیکن جبکہ فوج واپس آئی پھر شورش مچ گئی۔ خانصاحب نے ناظم اور فوج اپنی کو واپس بلوا لیا اور ملک کو اُسی حالت میں چھوڑ دیا۔ اب تھوڑے عرصہ سے میر مہر اللہ خاں عموی سردار غوث بخش رئیسانی سردار کلان سراوان کو بصلاح صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر بلوچستان کے خانصاحب نے ناظم مکران مقرر کیا ہے اور کچھ سوار ملازم وہاں مقرر کئے ہیں جو سردار مذکور از قوم خود بھرتی کر کے لے گیا ہے اب تک انتظام اچھا چل رہا ہے آیندہ دیکھا جاوے اس میں شک نہیں کہ میر مہر اللہ خاں خاندانی آدمی ہے رئیسانی کا خاندان بعد خان کلات کے کل سرداران بلوچستان میں اول نمبر پر ہے اور تمام بلوچستان میں مشہور ہے اسواسطے اغلب ہے کہ مکران کے لوگ اُس کا ادب اور لحاظ کرینگے سرداران نوشیروانی اور گچکی سے بھی قدیمانہ رابطہ دوستی چلا آیا ہے اور قوم ملازائی سے بھی جو علاقہ پنجگور اور کولواہ میں مضبوط قوم ہے اُن سے بھی کچھ تعلقات ہیں یعنی سردار ملا محمد خاں باپ میر مہر اللہ خاں کے اخوند محمد عمر ملازائی کی دختر سے شادی ہوئی وہ ملازائی لوگ اپنے آپ کو اخوند جیل سے وابستہ سمجھتے تھے۔ خانصاحب کی طرف سے اس ملک کے واسطے اس سے بہتر بندوبست نہیں ہو سکتا تھا کہ بہ لحاظ آمدنی کے زیادہ فوج رکھنے یا خرچ کرنے کی گنجایش نہیں ابتداء سے خانصاحبان اپنی طرف سے نائب یا ناظم مکران کوئی سردار صاحب وسوار ہو جن کو قومی طاقت حاصل ہو رکھتے رہے ہے پچھلے خانان قلات کا قبضہ تو اخوند محمد صدیق کی تحریر سے واضح ہو گا اور میر خداداد خاں صاحب کے وقت بھی بہت مدت تک سردار فقیر محمد جو قوم بے زنجو رہی کا سردار تھا اور اپنی قوم کا کافی زور رکھتا تھا نائب کیچ کا رہا اور بعد اُس کے میر شہداد خاں گچکی جو علاقہ کیچ میں طاقتور سردار تھا نائب رہا اسی طرح پنجگور میں ہمیشہ نائب خانصاحب کی طرف سے سردار پنجگور مقرر ہوتا رہا اس سے خانصاحب کو فوج یا عملہ بھیجنے کا خرچ کم اُٹھانا پڑتا تھا البتہ گاہے گاہے جب ضرورت پڑتی فوج بھی بھیجدی جاتی تھی۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ یہ علاقہ مکران بہ لحاظ واقع ہونے مابین حدودات مختلف سلطنوں کے یعنی اُس کے شمال و مغرب کی طرف حدودات سرحد افغانستان اور ایران کے ملتی ہیں اور گوادر کی طرف سے والی مسقط سے اور مشرق کی کی طرف حاکم لس بیلہ سے اور شمال کی طرف خان قلات اور سردار خاران سے ملتے ہیں اور چند راستہ ہا بجانب سیستان و کرمان و ناصر آباد بلکہ پایہ تخت ایران و مشہد تک جاتی ہیں اسی طرح دریائے ہلمند بلکہ ہرات وغیرہ علاقہ افغانستان کو جاتے ہیں اسواسطے یہ علاقہ پولٹیکل خیال سے بہت مفید ہے اسواسطے

سر رابرٹ سنڈیمن صاحب کو اِس علاقہ کے انتظام کرنے کا بڑا خیال تھا سو عمدہ انتظام زیادہ خرچ سے ہو سکتا ہے ممکن ہے کہ زیادہ خرچ سے آمدنی میں بھی ترقی ہو کیونکہ ملاحظہ نشان ہائے پرانہ قلعہ جات اور کاریزات اور زمینات و مطالعہ تواریخ گذشتہ ملک ہذا سے یقین ہوتا ہے کہ کسی زمانہ میں یہ ملک ترقی پر تھا انتظام امن و خرچ سے پھر بھی ترقی کر سکتا ہے مگر بہت خرچ اور بڑا حوصلہ اور نہایت قابل کار و تجربہ کار افسر چاہئیں راستہ ہا جو اس علاقہ سے بجانب حدودات ایران یا افغانستان جاتے ہیں ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:-

احوال قوم نوشیروانی

شجرہ نسب



اصل اس قوم کی ملک ایران سے ہے۔ سردار قوم نوشیروانی اپنے شجرہ نسب کو جو اوپر درج کیا گیا ہے عباس خاں کیانی اولاد نوشیرواں عادل شاہ ایران سے شامل کرتا ہے۔ اگرچہ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں مگر ممکن ہے کہ بیان سردار درست ہو۔ عباس خاں نمبر ۲ بوجہ تکرار اور تنازعات ملک زاولستان یعنی ایران سے فرار ہوکر معہ متعلقین خود اول گرم سیل میں جو مشہور علاقہ ملک افغانستان کا ہے آکر آباد ہوا۔ مگر جو لوگ اُس کے ساتھ فرار ہوکر آئے تھے اُن کے پاس مال مویشی وغیرہ جانوراں بہت تھے۔ اور گرم سیل میں چارہ جانوران کمیاب تھا اس لئے انہوں نے گرم سیل کو چھوڑ کر خاران میں بود و باش اختیار کی۔ یہ واقعہ بہ ایام سلطنت نادرشاہ وقوع میں آیا۔ چنانچہ سند مہری نادرشاہ اسمی امیر عباس خاں اور اُن کے بھائی امیر پُردل خاں سے جو سردار حال قوم نوشیروانی کے پاس موجود ہے واضح ہے کہ علاقہ جات اقوام ذیل سکنائے علاقہ بلوچستان اور ایران پر سرپرستی امیران مذکور کے مقرر تھے۔ اختتانی۔ ریکی۔ باعری۔ سرباز۔ جدگال محالات کیچ و پنجگور۔ بم پور۔ کوہواہ۔ قصرکند۔ کہہ۔ صافل۔ جالک۔ دزک۔ بعدازاں بعہد احمد شاہ درانی پانچ پرگنہ جات یعنی جالک۔ دزک۔ بمپور۔ سرحد مزار خاں اور آودیار کی نیابت میر شہداد خان جد اعلے سردار نوشیروانی کو سپرد ہوئے۔ اور حکومت مذکور عہد امارت خاندان سدوزہ تک سردار نوشیروانی کرتا رہا۔ مگر بعد میں بوقت حد بندی افغانستان اور ایران کے۔ یہ پرگنہ جات اندر حد ایران کے قرار دئے گئے اور سردار نوشیروانی کو اُن سے بیدخل کیا گیا۔ جب سے یہ اقوام خاران میں آباد ہوئی بلوچستان کے لوگوں سے خلط ملط ہو گئی۔ مثلاً مردم گچکی سکنائے پنجگور سے انہوں نے سلسلہ رشتہ داری شروع کیا اور خوانین قلات کے ساتھ راہ و رسم مددی بوقت جنگ جاری کی۔ چنانچہ امیر ابراہیم منجملہ بزرگان سردار نوشیروانی بوقت لڑائی فیمابین میر احمد خاں خان قلات اور سرداران باروزئہ کے بمقام ہرکلھن از جانب خان قلات مقتول ہوا تھا۔

جب آزاد خاں پر دستار سرداری قوم نوشیروانی رکھی گئی تو پہلے پہل اُس نے اپنے خاندان پر ہاتھ صاف کیا اور پھر گرد و نواح کے ہمسائگاں پر چنانچہ رعایائے ایران و بلوچستان و افغانستان پر تاخت لاکر لوٹ مار کرنا شروع کیا۔ اس کا علاقہ خاران تین سلطنتوں کے درمیان واقعہ تھا تو وہ ہر سہ بادشاہان سے فریب کرتا رہا۔ یعنی اگر ایک سلطنت سے اُس پر زور ڈالا جاتا تو وہ دوسری سلطنت کی پناہ لیتا اور اگر دوسری بادشاہت سے باز پُرس یا سختگیری ہوتی تو تیسری کی پناہ میں چلا جاتا۔ خان قلات سے اگرچہ اُس کا کچھ تعلق پہلے سے تھا۔ چنانچہ امیر ابراہیم نوشیروانی جنگ

باردزہ بس از طرف خان مقتول ہوچکا تھا اور نیز دربار قلات میں سردار نوشیروانی وسته سراوان میں شامل تھا اور اس کی جائے نشست نمبر ۲ پر سردار رئیسانی کے نیچے مقرر تھی چنانچہ اس امر کو سردار آزاد خان نے سر رابرٹ سنڈیمن صاحب کے سامنے بمقام خاران تسلیم کیا تھا اور دربار صاحب بہادر میں وہ سردار اسد خان رئیسانی سے دوسرے نمبر پر بیٹھا تھا۔ لیکن یہ تعلق صرف برائے نام تھا اگر اس کی مطلب براری ہوتی رہتی تو بیشک وہ خان قلات کو مدد لشکر دیتا۔ مگر مثل اوس بروہی کے وہ کبھی خانِ قلات کے ماتحت نہیں تھا۔ ۱۸۴۲ء میں جب میر محراب خان خانِ قلات انگریزوں کے ہاتھ سے مارا گیا اور اوس کا بڑا بیٹا میر نصیر خاں سردار آزاد خاں کے پاس جاکر خاران میں پناہ گزیں ہوا تو سردار نے اُس کی بہت خاطر اور تواضع کی بلکہ اپنی دختر سے اُس کی شادی کر دی۔ اور جب نصیر خاں تخت قلات پر بیٹھا تب سے سردار آزاد خاں کا دربار قلات میں زیادہ رسوخ پیدا ہوا۔ چنانچہ پنجگور میں اس کو چند دیہات بطور جاگیر ملے۔ پیشتر بھی علاقہ پنجگور میں بسبب رشتہ داری ہمراہ مردم گچکی کے کچھ زمینات اُس کے بزرگوں کو ملی تھیں۔ اس لئے پنجگور پر اُس کو زیادہ عمل اور دخل حاصل ہوگیا۔ اور اس کے ہاتھ سے مردم گچکی نے تنگ آکر خان قلات کو فریاد دی چنانچہ ایک مرتبہ میر نصیر خان خود نے جاگیر آزاد خاں کو جو اس نے خود عطا کئے تھے ضبط کر لیا مگر بعد بلحاظ شرم رشتہ داری واگذار کر دیا۔ بعد فوت ہونے میر نصیر خاں کے اس کا بھائی میر خداداد خاں جب خانِ قلات بنایا گیا۔ شروع سے آزاد خان کے اس کے ساتھ علانیہ دشمنی ہوگئی۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ میر خداداد خان بیوہ میر نصیر خان مرحوم یعنی دختر آزاد خان سے نکاح کیا چاہتا تھا مگر بیوہ مذکور اُس سے نکاح کرنا نامنظور کرتی تھی۔ آزاد خان بلا رضامندی میر خداداد خان کی دلیری سے اپنی دختر کو خاص میری قلات سے ہمراہ خود خاران کو لے گیا۔ تب سے میر خداداد خان نے اُس کی جاگیر واقعہ پنجگور ضبط کر لی۔ جب فیمابین میر خداداد خان اور سرداران سراوان اور جہلاوان کے نزاع برپا ہوا۔ آزاد خان سرداران کے شامل رہا اور ہر لڑائی میں خانِ قلات کے برخلاف وہ سرداران کو مدد دیتا رہا۔ پنجگور میں نیز اس کا دستِ تطاول دراز رہا تا بحدیکہ ۱۸۶۲ء میں نوروز خاں پسر آزاد خاں نے میر گاجیاں گچکی سردار پنجگور اور نائب میر خداداد خان کو معہ چند ہمراہیاں کے سرحد پنجگور پر قتل کر ڈالا۔ اُس کے انتقام کے واسطے میر خداداد خان نے قریب ایکہزار فوج اور ایک توپ بہ سرکردگی پسر کلاں خود میر محمود خاں حال والی قلات کے بھیجدی لیکن کچھ کامیابی نہ ہوئی۔ ۱۸۸۳ء میں سر رابرٹ سنڈیمن صاحب خاران میں پہنچ کر سردار آزاد خاں کو پنجگور میں لے گیا اور صاحب ممدوح نے تمام تنازعات

فیما بین سردار مذکور اور خانصاحب فیصلہ فرما کر آئندہ کے واسطے صلح اور انجام کرایا۔ سردار آزاد خاں قوی ہیکل مہیب اور غیر معمولی طاقت کا آدمی تھا اور بعض کتب سیاحان برٹش گورنمنٹ میں اُس کا نام آزاد خاں رہزن درج ہے۔ اس موقع پر آزاد خان کی طاقت جسمانی کا مشتے نمونہ از خروارے ذکر کرنا ناموزون نہ ہوگا۔ ایک مرتبہ سردار مذکور ایک جمّاز یعنی سانڈھنی پر سوار سفر کر رہا تھا اتفاقاً مہار سانڈھنی کی ناک سے نکل گئی۔ سردار نے اُس سے اُترنے کے بغیر مہار کو اُس کے ناک میں باندھنے کی کوشش کی اور سانڈھنی کی گردن کو پکڑ کر اُس کے دونو کان اپنے دونو ہاتھوں میں قابو کر لئے۔ سانڈھنی بھی زور آور تھا اور اپنے سر کو کھینچتا تھا مگر سردار نے کانوں کو نہ چھوڑا۔ آخر الامر کشمکش میں ہر دو کان سانڈھنی کے سر سے اوکھڑ کر سردار کے ہاتھوں میں رہ گئے۔ گینڈے کے چمڑے کی ڈھال کو ہاتھ سے توڑ ڈالنا اور روپیہ کے حروف کو انگوٹھے کے زور سے مٹا دینا تو سردار آزاد خاں کے لئے ادنےٰ کام تھا۔ یہ سردار سو برس کی عمر طبعی کو پہنچکر ۱۸۰۹ء میں فوت ہوا تھا۔ بلوچستان کے علاوہ افغانستان میں بھی سردار نوشیروانی کو عوض خدمات کے امیر کابل سے زمین بطور جاگیر عطا ہوئی ہے چنانچہ قندھار میں ایک کاریزاب تک زیر قبضہ سردار نوشیروانی چلی آتی ہے۔ خاص قوم نوشیروانی کے متعدد آدمی ہیں۔ شاید ۲۰ یا ۳۰ نفر سے زیادہ نہ ہونگے لیکن یہ سب اپنے اپنے اولس کے سرکردہ اور مختلف علاقہ جات میں بمثل سردار کے ہیں اور اُن کا بڑا سردار اب نوروز خاں ہے۔ چنانچہ چند سرداران نوشیروانی علاقہ ایران میں اور چند پنجگور اور بلیدہ اور کولواہ علاقہ مکران میں اور اولس اون کا مردم رخشانی بلوچ وغیرہ اقوام ہیں۔ تفصیل اقوام جو سردار خاران کے ماتحت ہیں حسب ذیل ہیں:۔

سیاہ پہاد میدانی۔ سیاہ پہاد کوہی۔ حال زئی۔ جمعوجہ۔ شہر۔ تیمو کی میر علاڑی۔ یلان زئی و اشو کی جنگلی۔ یہ اقوام خاص رعایا ہیں اور سردار کو غم یعنی مالیہ چند مہار شتر سالانہ دیتے ہیں۔ اور اقوام ذیل بطور ہمسایہ کے اس علاقہ میں بود و باش رکھتے ہیں۔ ہیج داری۔ ہوتکاتی۔ سنی سیاسوی ریکی۔ توتازہی۔ کیرانی۔ لونڈائی۔ تخیب۔ زبان مردم نوشیروانی کی بلوچی اور مکرانی فارسی ہے۔ اگرچہ میر چاکر مورث اعلےٰ اقوام بلوچ سے نوشیروانیوں کا کچھ تعلق نہیں۔ تاہم بوجہ سکونت بلوچستان کے اب ان کو قوم بلوچ شمار کیا جاتا ہے۔ جس ٹکرہ خاران میں دریاء رخشان بہتا ہے اُس علاقہ کو رخشان اور باشندگان اس علاقہ کو رخشانی بھی کہتے ہیں۔ کل مردم شماری خاران کی چھ ہزار ہے اور بوقت لشکر کشی دو ہزار نفر اسلحہ بند اس علاقہ سے میسر ہو سکتا ہے

علاقہ کا نام خاران یا زبان بلوچی کے روے سے حاران کہا جاتا ہے۔ کیونکہ آب وہوا یہاں کی گرم ہے حدود علاقہ شمال میں تا کوہ شیخ حسین و خشکے نیلی جانب شرق تا ونگ تیغ آب اور بطرف جنوب تا پنجگور اور مغرب میں تا چاغی و ماشکیل ہیں۔ یہ ملک بارانی ہے اگرچہ بلحاظ آبادی اور آمدنی کے یہ علاقہ کچھ کارآمد نہیں لیکن بنظر سرحد اور راستہ ہا تجارت بہت مفید ہے۔ جب سر رابرٹ سنڈیمن صاحب نے میر آزاد خاں سے انجام کیا اور چھ ہزار روپیہ سالانہ جو کسی زمانہ میں سردار مذکور کو سلطنت افغانیہ سے ملا کرتا تھا برٹش گورنمنٹ نے اُس کو دینا منظور کیا تب سے سردار قوم نے ایران اور افغانستان سے قطع تعلق کر کے برٹش گورنمنٹ کی ماتحتی قبول کی اور اب تک برابر خیر خواہ سرکار برطانیہ چلا آتا ہے۔ اور دربار میں سردار سراوان سے دوسرے نمبر پر بیٹھتا ہے۔ سردار نوروز خان کو جواب سردار نوشیروانی ہے سرکار سے خطاب کے سی۔ آئی۔ ای ملا ہوا ہے۔ اگرچہ سردار نوروز خاں طاقت بدنی میں اپنے باپ آزاد خاں کے برابر نہیں لیکن رعب داب میں اُس سے کچھ کم نہیں ہے۔ چونکہ نوروز خاں افغان عورت کے شکم سے ہے۔ اس کی والدہ نورزائی سرداران قندھار کے خاندان سے تھی۔ اس لئے اس کے عادات اور لباس زیادہ تر افغانوں سے ملتے ہیں۔ براہوی اور بلوچ سے مطابقت نہیں کھاتے اور وہ اپنے باپ کی حین حیات میں زبردست سردار سمجھا جاتا تھا۔

خاران سے پنجگور کی طرف منازل بموجب ذیل ہیں:۔

۱	رئی	۱۴	میل	جانب جنوب و مغرب۔ پانی رئی کا۔ چارہ شتران و لکڑی وافر ہے گھاس اسپان کم
۲	نظر بچہ	۲۰	״	کنوؤں سے پانی ملتا ہے مگر کھارا۔ لکڑی چارہ شتران بہت۔ گھاس اسپان کم
۳	ناوڑے مم	۸	״	پانی بارش کا۔ لکڑی و چارہ شتراں بہت ہے۔
۴	لوڑما	۲۰	״	پانی چشموں کا مگر کم۔ اکیلا مسافر اگر راستہ بھول جاوے تو پانی کے نہ ملنے سے مر جاتا ہے
۵	واشوک	۱۳	״	پانی واہی کا عام۔ گھاس پہاڑی و لکڑی عام ہے۔ ایک بستی ہے۔
۶	گذرزہ	۱۳	״	تہ رود میں کھودنے سے شیریں پانی ملتا ہے۔ گھاس لکڑی و چارہ شتران بافراط ہے
۷	مزار آب	۲۰	״	پانی رواں شیریں مگر بقدر گزران۔ گھاس و لکڑی و چارہ شتران بافراط ہے
۸	جوتر	۱۵	״	پانی بقدر گذارہ مگر قدرے کھارا۔ گھاس و لکڑی و چارہ شتران کافی
۹	سگار سنگ	۱۷	״	پانی وافر۔ گھاس و لکڑی بقدر گزارہ و چارہ شتران بہت راستہ خراب پہاڑ زمین اوتراو چڑھاو ہے
۱۰	پنجگور قلعہ عیٹے	۹	״	کالا پانی عام۔ گھاس و لکڑی وغیرہ وافر۔ شہر عیسے کی آبادی اچھی ہے۔

راستہ نمبر ۲ جو خاران سے پنجگور تک جنگل و پہاڑ و ریگستان سے جاتا ہے۔ خاران۔ آمری۔ لول گز پنیا۔ لوت۔ ماشکیل۔ رسکان۔ لوت۔ جوے مزاری۔ رود۔ کروگی تنگ۔ کب گوش۔ شہر علاقہ پنجگور۔ نوٹ۔ یہ راستہ لشکر یا بہت آدمیوں کے واسطے دشوار گزار ہے۔ خاران کے لوگ اکیلے آمد رفت اس سے رکھتے ہیں رسد اپنے ہمراہ اٹھاتے ہیں۔

راستہ از پنجگور تا کرمان۔

۱ چاہ ۱۰ میل پانی ایک چاہ کا ہے۔ گھاس و لکڑی بہت ہے۔ پڑاؤ پر آبادی نہیں۔

۲ دشتنگ ۱۴ ” پانی و لکڑی و گھاس وافر ہے۔ پڑاؤ پر آبادی نہیں۔

۳ رود ۱۰ ” آب روان ہے۔

۴ کوہک ۱۰ ” ایک قلعہ ہے۔ آبادی بہت درختان خرما۔ آب روان ہے۔

۵ دہن کنار بست ۱۰ ” پانی رواں۔ لکڑی و گھاس وافر آبادی ندارد

۶ اسپندک ۱۰ ” شہر اور قلعہ ہے باغ خرما ہے لکڑی گھاس و پانی عام ہے

۷ دیہک ۱۴ ” ایضاً ایضاً

۸ کوہ گو اکو ۱۲ ” آبادی ہے گھاس و لکڑی کم پانی رواں ہے۔

۹ روہتک ۱۰ ” آبادی ندارد۔ لکڑی و گھاس عام ہے پانی جاری ملتا ہے۔

۱۰ دیہان ۱۰ ” پانی کاریز کا ہے۔ لکڑی و گھاس عام ہے قلعہ و شہر پیشتر تھا اس کو آزاد خان نے مسمار کر دیا تھا

۱۱ سوران ۱۰ ” آبادی ہے۔ پانی کاریز کا ہے۔ لکڑی و گھاس بہت ہے باغ نخلستان ہے

۱۲ ملانی شہر ۸ ” پانی کاریز۔ آبادی شہر و قلعہ۔ لکڑی و گھاس وافر باغات خرما موجود

۱۳ مگس ۱۰ ” پانی ندی اور کاریز کا۔ آبادی شہر اور قلعہ ہے۔ گھاس و لکڑی بہت باغات خرما و دیگر میوہ جات۔

۱۴ کنارو ۱۲ ” پانی ندی کا ہے۔ لکڑی و گھاس بہت ہے آبادی نہیں ہے۔

۱۵ اپنتر ۱۴ ” شہر اور قلعہ ہے۔ پانی کاریز لکڑی اور گھاس عام ہے۔

۱۶ بمپور ۱۶ ” بڑا شہر اور قلعہ ہے۔ فوج ایرانی رہتی ہے رسد عام مل سکتی ہے

۱۷ کنار دتہ ۱۵ ” ایک بستی ہے۔ آب رواں ہے اور لکڑی اور گھاس بہت ہے

۱۸ درکمپ کنارہ ۱۰ ” لکڑی و گھاس بہت ہے آب روان ہے۔ آبادی نہیں ہے

۱۹ چاہ دریں ۱۲ ” پانی ایک چاہ کا ہے فوج کے واسطے کافی نہیں گھاس جنگلی و لکڑی با فراط ہے

۲۰ وکیل الاباد ۱۰ میل پانی کاریز اور جو کا ہے۔ گاہ اور لکڑی بہت ہے آبادی ہے۔
۲۱ لائی ۱۰ ء آب رواں ہے گھاس جنگلی اور لکڑی بہت ہے۔ آبادی نہیں
۲۲ گراں ریگ ۱۰ ء یہاں آبادی ہے آبِ رواں ہے گھاس و لکڑی بافراط ہے۔
۲۳ گرم آف ۱۲ ء آبادی ندارد۔ آب جو بہت گرم۔ گھاس و لکڑی عام ہے۔
۲۴ ربگان ۱۰ ء یہ ایک شہر ہے اور قلعہ میں نائب ایران رہتا ہے رسد و پانی عام ہے۔
۲۵ نرماشیر ۱۲ ء یہاں کے قلعہ کا نام برج ہے۔ آب کاریز و میوہ و لکڑی و گھاس بہت ملتا ہے
۲۶ وکیل الاباد ثانی ۱۰ ء ایک بستی ہے آب رواں اور گھاس و لکڑی بہت ہے
۲۷ کارواں سرائے ۸ ء یہاں کاروار ایرانی رہتا ہے اور سونگ لیتا ہے آب رواں ہے گاہ اور لکڑی کم
۲۸ بم ۱۰ ء بڑا شہر ہے اور قلعہ مضبوط ہے فوج ایرانی رہتی ہے۔ سوداگر لوگ یہاں رہتے
ہیں رسد ہر قسم موجود ہے۔
۲۹ دارزین ۱۲ ء آبادی زراعت ہے آب رواں ہے لکڑی و گھاس تھوڑا تھوڑا ہے۔
یہاں سے کرمان تین منزل ہے فقط۔

منازل از خاران تا چاغی ۱ ننتہ کہار ۲ زرد ۳ کنڈ کمانڈ ۴ چاغی
ء راستہ ثانی ۱ بہارود ۲ پُل چوچہ ۳ چاغی

منازل از خاران تا رودبار ہلمنڈ:۔
۱ بوئی چاہ ۲ زرد ۳ چاری کوہ ۴ پیشنگ ہودکاں ۵ گلچہ خورد ۶ تلارانی آف
۷۔ براپچہ۔ ۸ گلچہ کلاں۔ ۹ ملک ممو۔ ۱۰ خواجہ عالی۔ ۱۱ رودبار۔
الیضاً راستہ ثانی۔ ۱ ٹھنہ کہار۔ ۲ زرد۔ ۳ ناوڑال بندیں۔ ۴ جبل غزنی۔ ۵ ریاننا یدزئی
۶۔ سکالک۔ ۷ ملک دوکنڈ۔ دو منزل ریگستان ہے پانی ساتھ اٹھانا پڑتا ہے) ۸۔ خواجہ علی
۹ بلالک۔ ۱۰ رودبار۔

منازل از رودبار تا گرشک:۔ ۱ خواجہ علی۔ ۲ پلاجاں۔ ۳ لنڈی۔ ۴ لکھی۔ ۵ ہزار جفت۔
۶۔ کاریز۔ ۷ گرشک۔

از خاران تا قندھار۔ ۱ ممنو آف۔ ۲ بہارود ۳ چاگی۔ ۴ نل آف۔ ۵ سپیا۔ ۶۔ شاہ سماعیل
۷۔ نواب خاں۔ بدر ریگستان ہے دو روز کا پانی ساتھ اٹھانا چاہیئے، ۸۔ گرم میل۔ ۹ قندھار۔
راستہ ثانی۔ ۱ ہزار جفت۔ ۲ گودربانہ۔ ۳ بن تیمبر۔ ۴ سراخو رکلہ۔ ۵ آبین زیارت۔ ۶ قندھار۔

از خاران تا قلات - ا گرگ - (۲) محمودہ - (۳) گیور - (۴) سوراب - (۵) قلات +

ایضاً راستہ ثانی - (۱) دشت گوران ۴۰ میل (۲) قلات ۲۵ میل - یہ راستہ شتران برداری کے لائق نہیں - صرف سوار اور پیادہ اُس سے جا سکتا ہے -

ایضاً راستہ برداری - (۱) قلعہ نوروز (۲) لجی - (۳) دہن وغاب (۴) قلات +

فہرست صاحبان پولیٹیکل ایجنٹ ضلع قلات ایجنسی من ابتدائے تاریخ تقرر ایجنسی مذکور

۱	سرجن میجر ڈیوک صاحب	۳۱ مارچ ۱۸۷۵ء	۱۴ مئی ۱۸۷۷ء
۲	کپتان وائلی صاحب	۱۵ مئی ۱۸۷۷ء	۱۸ دسمبر ۱۸۷۷ء
۳	سرجن میجر ڈیوک صاحب	۱۹ دسمبر ۱۸۷۷ء	یکم مارچ ۱۸۸۴ء
۴	کپتان ہوپ صاحب	۲۲ دسمبر ۱۸۸۴ء	۹ مئی ۱۸۸۵ء
۵	کپتان ٹمپل صاحب	۹ مئی ۱۸۸۵ء	۳۰ - اپریل ۱۸۸۶ء
۶	کپتان میکالیور صاحب	۳۰ - اپریل ۱۸۸۶ء	۶ - مئی ۱۸۸۷ء
۷	مسٹر نیومارچ صاحب	۶ مئی ۱۸۸۷ء	۲۹ - نومبر ۱۸۸۷ء
۸	کپتان ٹمپل صاحب	۲۹ - نومبر ۱۸۸۷ء	۳۰ مارچ ۱۸۸۸ء
۹	کرنیل رابرٹس صاحب	۳۰ مارچ ۱۸۸۸ء	۲۴ - اپریل ۱۸۸۸ء
۱۰	کپتان ٹمپل صاحب	۲۴ - اپریل ۱۸۸۸ء	۲۰ - مارچ ۱۸۹۵ء
۱۱	لفٹنٹ سپنس صاحب	۲۱ - مارچ ۱۸۹۵ء	۳ - اپریل ۱۸۹۵ء
۱۲	لفٹنٹ لیمیشر ار صاحب	۴ - اپریل ۱۸۹۵ء	۲۲ نومبر ۱۸۹۶ء
۱۳	کپتان بن صاحب	۲۲ نومبر ۱۸۹۶ء	۲۴ - دسمبر ۱۸۹۶ء
۱۴	کپتان لیمیشر ار صاحب	۲۴ دسمبر ۱۸۹۶ء	یکم مارچ ۱۸۹۷ء
۱۵	لفٹنٹ ناکس صاحب	یکم مارچ ۱۸۹۷ء	۲۱ - مارچ ۱۸۹۷ء
۱۶	کپتان میکڈرنلڈ صاحب	۲۱ - مارچ ۱۸۹۷ء	۶ - اپریل ۱۸۹۷ء
۱۷	لفٹنٹ ناکس صاحب	۷ - اپریل ۱۸۹۷ء	۲۵ - نومبر ۱۹۰۰ء
۱۸	خان بہادر قاضی جلال الدین خان صاحب	۲۶ نومبر ۱۹۰۰ء	۲۸ دسمبر ۱۹۰۰ء
۱۹	کپتان شاورس صاحب	۲۹ دسمبر ۱۹۰۰ء	تاحال

ایجنسی سوتھ ایسٹرن بلوچستان

صدر مقام پولٹیکل ایجنٹ کا کراچی میں ہے اور زیادہ تر ریاست لس بیلہ کا انتظام اُن کے زیر نگرانی چلتا ہے۔ منجملہ ریاست قلات کی نیابت سرحد متصل جیکب آباد بھی اُن کے ماتحت ہے پس اِن دونوں علاقہ جات کا حال علیحدہ علیحدہ ذیل میں لکھا جاتا ہے۔ چونکہ نیابت سرحد خالصاحب قلات سے تعلق رکھتی ہے اور قلات ایجنٹی کا حال اوپر درج ہو چکا ہے اسواسطے پہلے مختصر حال نیابت سرحد کا تحریر کرتا ہوں۔

۱۔ **حال نیابت سرحد قلات**۔ واضح رہے کہ سال ۱۸۴۲ء میں جب افواج سرکار کابل سے براہ قندھار کوئٹہ میں پہنچے اور میر محراب خاں والی قلات میری قلات میں شہید ہوا افواج سرکاری نے براہ درہ بولان کچھی و سندھ میں پہنچ کر ملک سندھ کا میر تالپور سے لے لیا۔ اور ادھر میر نصیر خاں فرزند میر محراب خاں کو علاقہ قلات اور کچھی کا واپس دیدیا تب خانگڑھ میں جو ملک سندھ اور کچھی کی سرحد پر ایک بلوچی گاؤں تھا پوسٹ سرکاری قائم کیا۔ چونکہ بجائے ملک سندھ کے واسطے یہ موقعہ نہایت ضروری تھا کہ اُس کی جنوب بگٹی اور مری اور غرب کی طرف ملک کچھی علاقہ خانصاحب والی قلات کا واقع تھا۔ اور میر نصیر خاں کو جو سرکار عالیہ بجائے پدرش خان قلات منظور فرمایا تھا ایک عہدنامہ لکھا گیا تھا پس بخیال بحالی عہدنامہ خان قلات اور امن سرحد سندھ و نگرانی اقوام بگٹی و مری۔ وجکھرانی وغیرہ لوٹیرہ قوموں کے مناسب معلوم ہوا کہ خانگڑہ مضبوط چھاونی رکھی جاوے۔ چنانچہ قریب سال ۱۸۵۵ء جبکہ جان جیکب صاحب کمان افسر اور پولٹیکل افسر تھے نئے قصبہ کا بنیاد ڈالا۔ جو صاحب ممدوح کے نام سے جیکب آباد مشہور ہوا صاحب موصوف بڑے لائق اور منتظم افسر تھے اُن کے حسن انتظام سے تھوڑے عرصہ میں بڑا قصبہ آباد ہو گیا۔ چونکہ اس موقعہ پر زمینات پٹ میدان بکثرت ویران پڑی تھی کہ کوئی وسیلہ آبپاشی کا نہیں تھا صرف بارش پر بقدرے بندات آباد ہوتے تھی کوئی رود بارانی یا نہر دریائی نہیں تھی جان جیکب صاحب کی کوشش سے دریا سندھ سے متصل سکھر ایک بڑی نہر بمصارف سرکار نکالی گئی جس کو شاہی واہ کہتے ہیں اُس سے تمام زمینات علاقہ سرکار متصل جیکب آباد آباد کر دی بلکہ ہنوز پانی کثیر نہر میں فالتو تھا پس صاحب موصوف نے بخیال صرف پانی و پولٹیکل کے میر نصیر خاں والی قلات سے بندوبست کیا کہ اُن کی حدودات میں جو زمینات ویران پڑی ہیں نالہ سرکاری

سے پانی لایا جاوے۔ جس قدر زمینات حدودات خانصاحب میں آباد ہوں اُن کی مالیات سے
ایک نصف خانصاحب عوض ملکیت زمین کے اور ایک نصف سرکار برطانیہ عوض حقوق ملکیت
پانی کے لیوے۔ تب سے دو تین شاخہا نہر سرکاری سے حدودات خانصاحب میں لائی گیئں اور
بلوچ لوگوں کو زمینات واسطے آبادی کے سپرد ہوئیں۔ مشہور اقوام بلوچی حسب ذیل ان نالجات
پر آباد ہیں۔ جمالی۔ بلیدی۔ کھوسہ۔ جکرانی۔ گولہ۔ متفرقہ ابتدا سے شرح مالیہ سرکاری فی ایکڑ
دو روپیہ مقرر تھی ایک سپروائزر اور چند تپہ دار سرکار کی طرف سے مقرر ہوئے جن کی تنخواہ
بنام نہاد سس کے آبادکاران سے لی جاتی ہے وہ لوگ سالیانہ پیمایش کر کے جمع مقرر کرتے۔
اور خانصاحب کی طرف سے ایک نائب واسطے انتظام آبادی کے مقرر رہتا تھا کاغذات اُن
کے پاس بھیجے جاتے وہ جمع وصول کر کے نصف سرکار میں جمع کرتا اور نصف خانصاحب کو
پہنچاتا۔ چونکہ جب سے میر نصیر خاں نے کرنیل جان جیکب صاحب سے عہدنامہ کیا۔ ایک
وکیل اُن کی طرف سے جیکب آباد میں رہا کرتا تھا یہ ڈیوٹی منجانب خانصاحب اور پولٹیکل سپرنٹنڈنٹ
جیکب آباد اُس کو سپرد رہی تھی چنانچہ سب سے پہلے ملا احمد۔ بعد اس کے نواب ملا محمد خاں پسر
ملا احمد ازاں بعد ملا پیر جان پسر نواب ملا محمد خاں مقرر رہے۔ خانصاحب خداداد خاں نے نسبت
ملا پیر جان وکیل اور نائب سرحد کے تغلب مالیہ سرکاری کا الزام لگایا چنانچہ بموجب تحقیقات کپتان
ٹمپل صاحب پولٹیکل ایجنٹ کے ثابت پایا گیا اور پیر جان کو سزا ہوئی تب سے مناسب معلوم
ہوا کہ ایک تحصیلدار صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر کی طرف سے مقرر رہے۔ جو پیمایش وغیرہ
انتظام آبادی کی عمدہ نگرانی رکھے تب سے ایک تحصیلدار مقرر ہے۔ اور تنخواہ تحصیلدار اور
عملہ کی آمدنی سس و مالیہ سے ملتی ہے اور باقی مالیات نصفا نصف کی جاتی ہیں۔ تاہم منجانب
خانصاحب کے نائب بھی مقرر رہتا ہے۔ اکثر فیما بین نائب اور تحصیلدار کے چند امورات پر
کش مکش ہوا کرتی ہے بباعث دو حکم انتظام ٹھیک نہیں ہمارے خیال میں جبکہ تحصیلدار
زیر نگرانی پولیٹیکل ایجنٹ کے مقرر رہتا ہے نائب کی کیا ضرورت ہے آمدنی مالیات اُس کا
قریب یک نیم لاکھ روپیہ سالانہ ہے جو خانصاحب اور سرکار عالیہ کو نصفا نصف ملتا ہے جب
سے نرخ میں گرانی اور پانی میں ترقی ہوئی ہے زمینداران خوب دولتمند ہو گئے ہیں اور
زمینات جیغمت میں آگئی ہیں۔ ہنوز زمینات بہت غیر آباد پڑی ہیں پانی کی کوشش میں
جس قدر پانی کی ترقی ہوگی آمدنی مالیات میں ترقی ہوگی بلکہ بعد معزولی خانصاحب خداداد خاں

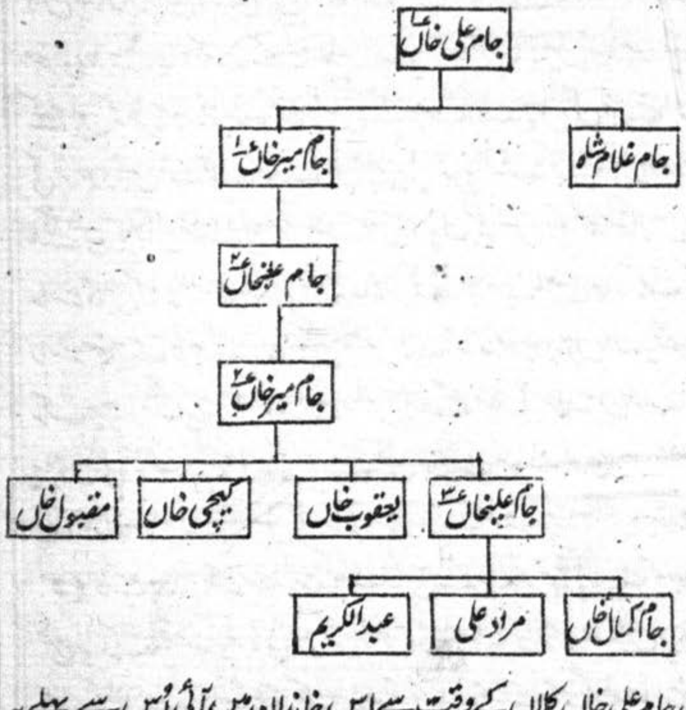
جبکہ خزانہ قلات کا قریب چالیس لاکھ روپیہ برامسر لنگ ٹ پرامانت رکھا گیا۔ سر جیمس برون صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر بلوچستان کا خیال تھا کہ یہ روپیہ ایک نہر پر خرچ کیا جاوے جو علیحدہ نہر کشمور سے نکل کر بیل ہٹ تک لائی جاوے۔ اور زمینات ویرانہ علاقہ خانصاحب آباد ہوں جس سے امید ہے کہ تھوڑے سال میں اُس سے زیادہ روپیہ پھر خزانہ قلات میں جمع ہو جاویگا۔ زمینداران علاقہ جیکب آباد و سرحد کچھی نہایت شوق میں تھے کہ اگر یہ نہر آباد ہوئی تو زمینات ویرانہ کلہم آباد کریگی۔ مگر کسی سبب سے یہ تجویز ملتوی رہ گئی چونکہ ابتدا میں یہ علاقہ مابین سرکار برطانیہ اور سرکار قلات کی سرحد پر مقرر تھا۔ تب سے اس نیابت کا نام سرحد مشہور ہوا اور اب تک سرحد چلا آتا ہے پہلے یہ نیابت پولٹیکل ایجنٹ قلات کے ماتحت تھی اب پولٹیکل ایجنٹ سوتھ ایسٹرن بلوچستان کے ماتحت ہے ہمارے خیال میں یہ نیابت زیر نگرانی پولٹیکل ایجنٹ قلات زیادہ موزون معلوم ہوتا ہے پولٹیکل سوتھ ایسٹرن کے ماتحت اسواسطے رکھی گئی ہے۔ کہ اُن کے پاس صرف ریاست لس بیلہ کمتی کام سمجھا جاتا ہے۔ ہماری رائے میں پولٹیکل ایجنٹ قلات کو کیچ مکران سپرد کیا گیا ہے یہ اُس سے دور ہے اس لئے یہ بہتر ہے کہ سوتھ اسٹرن ایجنسی سے کیچ مکران ملحق کیا جاوے اور نیابت سرحد قلات ایجنسی میں ملائی جاوے۔ کہ علاقہ کچھی اور نیابت سرحد عین متصل ہے اور آبادکاران دونو علاقہ میں تعلق رکھتے ہیں۔ اور والی قلات کی رعایا ہیں جس مطلب کے واسطے جرنیل سر جان جیکب صاحب نے احداثی نالجات و آبادی زمینات ویرانہ علاقہ قلات کا شروع کیا تھا وہ حسب مدعا بر آیا یعنی جکھرانی و کھوسہ وغیرہ اقوام بلوچی زمینات ملنے سے زمیندار بن گئے ہیں اور آمدنی مالیات سے بھی دونو سرکاریں کو خاطر خواہ فواید حاصل ہوئے +

۲-ریاست لس بیلہ۔ وجہ تسمیہ لس بیلہ کا یہ ہے کہ بیلہ سندھی زبان میں جنگل کو کہتے ہیں یہ ملک کسی زمانہ میں سخت بیابان جنگل تھا چنانچہ اب تک بھی قریب شہ ولیاری ایک قطعہ جنگل قریب پچاس میل مربع موجود ہے جس میں علاوہ ہیزم سوختنی کے شہتیر وغیرہ لکڑی ہا قابل عمارت بہت نکل سکتے ہیں اور ابتدا میں اس کو اقوام لاسی یا لوٹری از اقوام جدگال نے آباد کیا تھا اسواسطے اس کا نام لس بیلہ مشہور ہو گیا۔ حدودات اربعہ اُس کے حسب ذیل ہیں۔

شمالاً۔ ملک بیزنجو، بروہی اولس خان قلات و باران لک و ملک اقوام شاہی زئی مینگل زہی۔ شرقاً۔ ملک چھوٹہ و رود حب و کوہ کنیراج و ملک سرکار انگریزی ضلع کراچی۔ جنوباً دریائے عرب یعنی سمندر۔ غرباً۔ ملک بیزنجو یعنی جاو لک و علاقہ مکران کولواہ وغیرہ +

طول۔ ازکوہ کنراج تاسرحد اوڑماڑا قریب چہارسو میل **عرض** از رود حب تاباران لک قریب دوصد میل۔ **آبادی**۔ مواضعات کلاں۔ لس بیلہ خاص۔ اوتھل۔ لیاری۔ بندرسون میانی بندر اوڑماڑا۔ کل مخلوق زن ومرد قریب پچاس ہزار نفری لشکر اسلحہ بند قریب دہ ہزار نفر +

شجرہ نسب جام صاحب حاکم لس بیلہ



حکومت لس بیلہ کی جام علی خاں کلاں کے وقت سے اس خاندان میں آئی اُس سے پہلے یہ خاندان اقوام جاموٹ کا سرگروہ یا سردار تھا اور جام زئی کہلاتا تھا جام عالی کلان کا باپ جام انبہ جبکہ ملک لس بیلہ کا قوم بلفت یا برفت بلوچ کے قبضہ میں تھا اقوام برفت سے تکرار کرکے بطرف مکران فرار ہوگیا تھا۔ جام میر خاں کی زبانی ہم نے ایسا سنا تھا کہ اُس کا بزرگ دراصل ہندو راجہ یا جام نگر سے تعلق رکھتا تھا اور کسی سبب سے کوچ کرکے اس ملک میں آیا اور بعد میں دین اسلام اختیار کیا۔ جیسا کہ گجکی یا کیچ دراصل ہندو تھے اور ملک پنجاب سے آئے تھے۔ اور پورانہ نشانات قبرستان سے پایا جاتا ہے کہ اسی ملک پر کسی زمانہ میں اقوام یہودی یا ایسی قوم رہ چکی ہے جو نہ ہندو نہ مسلمان تھی کہ اُن کے نشانات قبرستاں اور

تحریر بر سنگ ہا قبرستان وغیرہ نشانات ایسے ہیں جو موجودہ زمانے کے مذاہب ورواج سے بالکل الگ ہیں۔ علاوہ اس سے تین چار مشہور قصص کے نشانات اس علاقہ میں پائے جاتے ہیں ح صیفل الملوک اور بدیع الجمال کا قصہ علاقہ پنجاب میں عام مشہور ہی کہا جاتا ہے کہ صیفل الملوک کی قبر اس علاقہ میں شہر لس بیلہ کے شمالی طرف تھے اور ایک بلند کوہ موجود ہے جہاں پہاڑ کی ڈھلوان پر ایسی غاریں بنی ہوئی ہیں جہاں انسان کا پہنچنا مشکل ہے لوگ کہتے ہیں کہ اس پہاڑ پر پری مار رہتی ہیں اسواسطے اس کا نام پری وڈھ مشہور ہے۔ خاص لس بیلہ کے مغربی طرف جاولک کے راستہ پر ایک سوراخ پہاڑ میں بنا ہوا تھا جو ناتمام رہ گیا تھا لوگ کہتے ہیں کہ فرہاد نے بنایا تھا اُس کے قریب ایک چغل کی قبر ہے اور دو قبریں شیریں و فرہاد کی موجود ہیں اب تک لوگ اُس چغل کی قبر پر لعنت دیتے ہیں اور شیریں فرہاد کی قبر پر دعا مانگتے ہیں سال ۱۸۹۸ء میں جب مَیں انچارج لس بیلہ کا تھا اِس ناتمام سوراخ کو پورا کرکے راستہ قابل گذر شتران باربرداری بنا دیا تھا جو اب مابین جاولک و کولواہ و لس بیلہ ایک راستہ تجارت کا ہو گیا ہے لیکن قبریں اب تک موجود ہیں اور یہ قصہ شیریں و فرہاد کا بھی تمام ملک ہندوستان میں مشہور ہے۔ لس بیلہ کے مشرقی حصہ میں حب ندی کی طرف قبر سسی و پنوں کی موجود ہے جس کی بابت میں حالات ہوت بلوچ میں مفصل لکھ آیا ہوں۔

چہارم کنارہ سمندر پر متصل اوڑ مارہ بندر ایک مکان پرستش ہندو لوگوں کا بنام نہاد ہنگلاج موجود ہے جہاں اکثر تمام ہندوستان کے ہندو فقیر زیارت کو جایا کرتے ہیں۔ اب جس طرح یہ ملک قبضہ جام زئی میں آیا اُس کی بابت اخوند محمد صدیق اپنی کتاب میں اس طرح تحریر کرتا ہے۔ بقولیکہ قبضہ ملک لس بیلہ کہ آنرا میر محبت خاں گرفت بدینوجہ ملک بیلہ اول از ابراہیم نام کہ در قوم گھنگہ حبت گال بود خاصیت آن برگشتہ اقبال این بود کہ یک نیم ہزار اسپ داشت و شمر اسپ ہا این بود کہ الی حد سیوستان و ملک ٹھٹہ و مکران با فواج خود تاخت نمودہ مال مویشی ہر مکانے را تاراج مے نمودند بلکہ الی نخار کہ حد ملک سوراب است یکمرتبہ آنرا نیز تاراج نمودہ مرگ و تخریبش ازاں گشت کہ مغاد باین عادت ہائے ذمیمہ بود کہ لشہر ٹھٹہ رفتہ تاخت نمودہ و شہر او را تاراج ساختہ واپس مراجعت نمودہ چوں ارکان شرفائے اہل ٹھٹہ جمع شدہ رو بخانقاہ شیخ عالی نمودہ ملتجی گشتند کہ بدوں رفتن شما مال شہر واپس بدست رحیلہ گری بسا یاں نمیرسد چہ اکہ ان للہ عباد خلقھم لحوائج الناس از انجا کہ شیخ حل مشکلات و مقتدا ہمعصر آں وقت بود استدعا

اہل شہر را دراین دیدہ چار لاچار جناب خود شیخ عالی بسبب التجاء ایشان روبسمت لشکر ابراہیم
نمود حتے کہ بحدود حالات کہ نزدیک چہار گروہ مفاصل بشہر ٹھٹہ داشت ابراہیم را در آنجا
رسیدہ دست بلجام اسپ ابراہیم سخت محکم گرفت وبا وفرمود کہ این مرتبہ مرا تعظیم دادہ مال مویشی
بلدہ ٹھٹہ واگذارند کہ بروہ بمالکانش برسانم کہ اوشان اسم حق سبحانہ وتعالے جلشانہ را در نزد
من شفیع آوردہ اند ترا نیز بشارت شرف حکم لس بیلہ از جناب حق تعالے میدہم ونسلاً بعد نسلاً
از شما واز اولاد شما خواہد بود از انجا کہ سعادت ازلی ابراہیم را نصیب نہ بود در جواب گفت کہ
اے عالی بگذار گاہے شنیدہ باشی کہ مالے را ابراہیم بتاراج بردہ باز کسے از او گردانیدہ ہست
کہ امروز تو از من واپس مے خواہی ۔ آخر الامر شیخ عالی از ابراہیم مایوس شدہ با ابراہیم فرمود
امید است کہ تیر دعائے این بندہ درگاہ اللہ بہدف اجابت خواہد رسید کہ سر ترا بریدیم وبیخ
ترا از زمین کشیدم ہر گاہ کہ ابراہیم بشہر بیلہ رسید مال ہا را قسمت نمودہ در حصہ ورسد چیزے
بملازمان وغلامان خویش دادہ واز بر آوردن کہ طائفہ گنگہ مے باشند اندک دادہ بعدہ کلان تران
طائفہ اوشان باہم مصلحت نمودہ مقدار شانزدہ نفر انجام بستہ کرو شخصے را کہ معتبر اوشان
بود بحرم سرائے ابراہیم فرستادند وپانزدہ نفر دیگر در دیوان خانہ ابراہیم نشستہ ہمین مصلحت
بہم بستند وہمین حرف را نشانی وقت حقیقت باہم استوار نمودند کہ اگر ابراہیم با شما در سخن
درست آمد خوب والا نہ ہمان را کہ طرف حرم سرا مے باشد شما بگوش خود دست برند مایان
بمجرد این سخن بشمشیر ہا اورا پارہ پارہ خواہیم نمود ہر گاہ کہ این معتبر ہا وسخن مطلب خود را آغاز
کرد ابراہیم تمام مطلب اورا قبول نمود چونکہ تیر قضا ، وقدر در حق ابراہیم بسبب دعائے شیخ عالی
درباب تخریب اور رفتہ بود دیگر گون نمے شد چونکہ از احرام سرا بدر شد کوشش ہمین معتبر خارش
پیدا کرد واز قصہ بند ولسبت خود فارغ الخیال شدہ دست بگوش برائے خارش بردہ ہماندم
ہمین پانزدہ نفر شمشیر ہا کشیدہ رو بجانب ابراہیم نمودہ بزدن او مشغول شدند ہر چند کہ ہمان
شخص کہ معتبر ایشہا بود بارہا بار منع کرد پانزدہ شمشیر بیک بارگی بر سر ابراہیم رسید قضا وقدر
ودعائے اہل اللہ کار خود را بانصرام رسانیدہ اورا از دار فنا بدار بقا رسانید القصہ عثمان نامی
از طائفہ گدور کہ وکیل ابراہیم بود پا برہنہ گریختہ بجانب پاہر خان کہ سردار طائفہ بولفت
وخالوی ابراہیم بود استغاثی رفت کہ خواہر زادہ ترا یعنے ابراہیم را بقتل رسانیدند این شخص
نمک بر داری نمودہ لشکر الوس خود را جمع ساختہ حرکت بسمت طائفہ گنگہ ہا کہ قاتلان ابراہیم

بودند آمده و بجد و داو تہل جنگ طرفین واقع گردید تا کہ فتح نصیب بوالفت شد و طائفہ گونگہ ہا چنانچہ
جناب شیخ عالی صاحب بزرگ فرمودہ بود ہمہ بقتل رسیدند و بعد از قتل ایشاں ملک بیلہ بدست
پاہر خاں بوالفت آمد تا کہ پاہر خاں زندہ بود حکومت ملک بیلہ در تصرف پاہر خاں بود چونکہ نامبردہ
باجل خود مرد و دستار حاکمی ملک بیلہ را بطریق میراثش بر سر عزت خاں پسر پاہر خاں بستند از انجا
کہ پسرش خورد سال بود لجام حکومت ایں ملک باختیار والدہ اش چاکلی نام گرفت و خود عزت خاں
خورد والدہ اش بیوہ بود در بے خبری افتادند جام عالی نام کہ جد ہمیں جام میر خاں مے باشد سرار
الوس خود کہ طائفہ جاموٹ است فہمید کہ طبیعت حاکم قلات میر محبت خاں از چاکلی نامے
رنجیدہ است از جد بیلہ روانہ شدہ بقلات آمد خانصاحب در خلوت او را طلبیدہ پرسید کہ ملک
بیلہ چگونہ گرفتہ شود جام عالی خاں عرض نمود کہ شما مہربانی فرمودہ الی شہر و توبیا بیند من ہمیں ضعیفہ
بیخبر را از شہر کشیدہ بدست صاحب خواہم داد بعد ازاں اخوند محمد حیات را کہ وزیر میر محبت خاں
بود خانصاحب طلب نمودہ احوال جام عالی بروبرے اخوند اظہار نمودہ و اخوند عرض نمود کہ
رفتن شما صلاح ندارد۔ اگر امر برمن اخوند بشود تا رفتہ انصرامی ایں امور را بجا آرم پس روانہ شدہ
رفتہ جمع آوری لشکر بروہی را چناں نمود کہ لشکر بروہی را جمع کردہ بخدمت بادشاہ خواہم برد و
بعد از جمع آوری لشکر رو بطرف ملک بیلہ نمودہ وقتے کہ از کوہ باران لک گذشتہ بحد بیلہ نزدیک
شدند جام عالی ضعیفہ را از شہر بیلہ وقت نیمروز کشید فرو آمد آں اخوند ملا محمد حیات بشہر بیلہ
بمع عساکر رسید و نصف حصول ملک را بجام عالی داد و بعد از میر محبت خاں میر محمد نصیر خاں
حاکم شد جام غلام شاہ کہ برادر کلاں جام میر خاں بود او را داماد نمود حکمت اللہ جام غلام شاہ
بزودی وفات نمود بعد ازاں جام میر خاں برادر خورد جام غلام شاہ را داماد خود کرد و نصف دیگر
ملک بیلہ را باو بخشید و سرداری جاموترو ملک بیلہ تا الان برآں باقرار گرفت۔ سال تاریخ آں شہ
سرور۔ دو صد و یک ہزار و ہشت ثمرہ

واضح ہو کہ تا میر نصیر خاں صغیر فیما بین خانصاحبان قلات و جام صاحبان لس بیلا خوب
دوستی بنی رہی۔ بلکہ بموجب رشتہ داری کے جام غلام شاہ و جام میر خاں نمبر ا میر نصیر خاں کلاں کے
داماد تھے اور میر خاں نمبر ۲ میر محراب خاں کا داماد تھا۔ کہ بی بی الہ ڈینی دختر میر محراب خاں جو بی بی
گنجان کی شکم سے تھی اُن کے گھر میں تھی ایک دوسرے کا پورا لحاظ تھا جام لس بیلہ اگرچہ
بزمرہ سرداران جہلبان شمار ہوتا تھا مگر بباعث رشتہ داری خان قلات کے زرک زئی سرداروں سے

بالاتر تھا اور بوقت ضرورت خان قلات کو مدد دیا کرتا تھا اور دربار میں بھی آمدرفت تھی لیکن جب سے میر خداداد خاں گدی نشین ہوا فیمابین میر خداداد خاں اور جام میر خاں نمبر ۲ کچھ تو بباعث اس کے کہ جام میر خاں کی والدہ میر کمال خاں ابلتازئی کی دختر تھی اور میر کمال خاں بلا چھوڑنے اولاد نرینہ فوت ہوا۔ اور کچھ زمینات بعلاقہ باغبانہ وخضدار جام میر خاں کو وصیت کر گیا او خانصاحب خداداد خاں نے ضبط کر لیں۔ اور کچھ خانگی امورات سے یعنی بی بی اللہ ڈینی کے اپنے خاوند جام میر خاں سے ناسازی ہوگئی اور بی بی مذکور لس بیلا سے کوچ کر کے واپس اپنی والدہ بی بی گنجان کے پاس چلی آئی اور بی بی گنجان کا خداداد خان پر بڑا رعب تھا۔ اُس کی خاطر خداداد خان جام میر خاں سے سخت برخلاف ہوگیا۔ اور جام میر خاں بھی سرداران سراوان وجھلاوان کے داؤ میں ایسا چڑھ گیا کہ اکثر خرچ وغیرہ کی مدد سرداران کو جو خداداد خاں سے برخلاف ہوگئے تھے اسی جام سے ملتے تھے اور سرداران ملا محمد خاں رئیسانی وتاج محمد زرکزئی وآزاد خاں نوشیروانی والہ ڈینہ کورد وغیرہ نے اُس کو یہ دم دے رکھا تھا کہ خداداد خاں کو خانی قلات سے اوتار کر جام میر خاں کو خان قلات بنائینگے۔ جام میر خاں سادہ لوح اور صاف دل آدمی تھا اسی دم دلاسے پر سرداران برو ہی خوب اُس کا مال کھاتے رہے چونکہ مابین قلات ولس بیلا کے شاہی زئی مینگل زور آور قوم ہے جام لس بیلا نے اپنی قوت بڑھانے کیواسطے سردار شاہی زئی مینگل کے لڑکی سے شادی کر لی جس سے جام عالی خاں نمبر ۳ اُس کا بڑا بیٹا پیدا ہوا۔

جو جو لڑائیاں فیمابین خانصاحب والی قلات وجام لس بیلا کے ہوئے ہیں اُن کی بابت مفصل حال خداداد خاں کی سوانح عمری میں اسی کتاب کے باب دویم میں درج ہو چکی ہیں اسواسطے دوبارہ درج کرنے کی ضرورت نہیں یہ کافی ہوگا کہ آخر لڑائی میں خداداد خاں غالب آیا۔ جام میر خان بمعہ جام عالیخاں ولیعہد و نور دین و ابراہیم خان سرداران مینگل و خسر پورہ ہا خود فرار ہو کر سر ولیم میری وود صاحب کمشنر سندھ کے پاس چلا گیا جس کے حکم سے نظربند ہوا اور ملک لس بیلا کا خداداد خاں کے قبضہ میں آیا اور خان قلات کی طرف سے شاغاسی غلام جان کچھ مدت تک حکمرانی کرتا رہا۔ لیکن بعد میں جام علیخاں نظربندی سے فرار ہو کر بمعہ نور دین خان و ابراہیم خان مینگل سرداران ماموں ہا خود واپس ملک پر قبضہ پایا لیکن ہنوز پوری استقامت نہیں تھی فیمابین خانصاحب اور جام عالیخاں ومینگل سرداران

جنگ وجدل جاری رہتے تھے چنانچہ عین اُن دنوں میں جبکہ سر رابرٹ سنڈیمن صاحب پہلی مشن پر بحیثیت ڈپٹی کمشنر ضلع ڈیرہ غازیخاں علاقہ قلات کو روانہ ہوئے تھے۔ سردار نوزدین مینگل حسب الطلب خانصاحب والی قلات واسطے پختہ انتظام لس بیلا کے قلات میں آیا ہوا تھا جس کو خانصاحب نے بمعہ ہفتاد نفر اقوام مینگل کے قتل کرادیا۔ اسی پر اور کشت وخون ہونے والے تھے لیکن سر رابرٹ سنڈیمن صاحب دوبارہ مستونگ میں پہنچ کر جملہ سرداران سراوان وجہلاوان وجام علیخاں کو بلواکر فیصلہ کرادیا اُس وقت جام میرخاں پونا علاقہ بمبئی میں نظر بند تھا جام عالیخاں نے بہت کوشش کی کہ اُس کا باپ آزاد کیا جاوے اور واپس لس بیلا آوے چنانچہ حسب رضامندی خداداد خاں ودرخواست جام علیخاں وجملہ سرداران سرکار عالیہ نے منظور فرمایا کہ جام میرخاں نظر بندی سے آزاد ہوکر واپس اپنے ملک میں آوے۔

واضح ہو کہ جب جام میرخاں پونہ ستارہ میں نظر بند تھا اُس نے وہاں ایک ہندوستانی حکیم کی دو دختراں سے یکے بعد دیگرے (یعنی پہلی دختر سے دو پسران پیدا ہوئے۔ وہ فوت ہوگئی پھر دوسری سے شادی کی۔ چنانچہ ایک سے دو پسران یعقوب خان ویحیی خاں اور ثانی سے مقبول خاں پیدا ہوئے جب جام میرخاں واپس اپنے مسکن مالوفہ لس بیلا میں آیا تو تین پسران اور ایک بی بی کو ہمراہ لایا دوسری بی بی وہاں فوت ہوچکی تھی۔ جام علیخاں بمعہ ملازمان اور پسران کے اپنے باپ کو کراچی میں جاکر ملا تھا جیساکہ حب ندی کے مشرقی کنارہ یعنی پہلی منزل اپنے علاقہ میں جام میرخاں وارد ہوا دونو باپ بیٹوں کا کمپ علیحدہ علیحدہ اور ملازمان اور رعایا کی بھی گٹھ جوڑی معلوم ہونے لگے لس بیلا میں پہنچتے ہی جام میرخان نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ جام علیخاں کو یہ امر ناگوار گذرا۔ اگرچہ جام علیخاں نے خود کوشش کرکے اپنے باپ کو نظر بندی سے خلاص کرایا تھا مگر اُس کا یہ خیال تھا کہ جام صاحب واپس اپنے ملک میں پہنچ کر صرف بطور وظیفہ خوار کے آزادانہ گذران کرینگے کاربار ریاست میں کچھ دست اندازی نہ کرینگے حالانکہ جام میرخاں نئی بی بی اور نئے پسران ہمراہ خود لایا تھا اس کو شوق ہوا کہ خود حکومت کروں اور اپنے نئے عیال اطفال کو بھی عیش وعشرت اور خرچ کرنے سرمایہ کا موقعہ دوں۔ جیساکہ جام میرخان نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اکثر ملازم اور رعایا اُن کی طرف ہوگئی۔ جام علیخاں نے چونکہ چند سال

اکیلا حکومت کر دیکھی تھی اب اپنے باپ کا دست نگر ہو کر رہنا اس کو مشکل معلوم ہونے لگا۔ مشکلات سے بہت تھوڑے دن اتفاق سے گذرے اگرچہ دل میں تو ہر دونو کے پہلے دن سے نفاق پڑ گیا تھا صرف بخیال جہانداری تھوڑے دن گذارہ کیا بعد اُس کے ظاہرا کش مکش شروع ہو گئی۔ صرف یہ سبب نہیں تھا کہ جام میر خاں نے آتے ہی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور جام علیخاں بیکار ہو گیا بلکہ آیندہ کی بابت بھی خلل معلوم ہونے لگا کہ جام صاحب کی رغبت بہ نسبت جام علیخاں کے یعقوب خاں کی طرف زیادہ تھی کہ جام علیخاں ایک بروہی عورت اور یعقوب خاں ایک ہندوستانی عورت سے تھا شکل شباہت و تعلیم و تہذیب میں بہت فرق تھا ایک دفعہ دونو باپ بیٹوں نے تحریری عہدنامہ بھی لکھا کہ بعد جام میر خاں کے اگر جام علیخاں گدی نشین ہوے تو اس قدر روپیہ نقدی و بعضی زمینات یعقوب خاں و کیچی خاں و مقبول خاں کو گذارہ کے واسطے دیوے۔ مگر حکومت کے لالچ یا غیرت نے دونو کو ایسا اوکسایا کہ فیما بین باپ و بیٹا کھلے طور جنگ شروع ہو گئی۔ چنانچہ منجملہ راج ہا کے اقوام جاموٹ جو خاص قوم و برادری جام زئی کے ہے اور خوب مضبوط فرقہ ہے جام علیخاں کی طرف ہو گیا اور فرقہ جات میں سے بھی بعضے جام علیخاں کی طرف ہو گئے فوج اور چند فرقہ ہا چنانچہ گونگہ۔ انگاریہ۔ گدور وغیرہ جام میر خاں کی طرف رہے۔ جام علیخاں نے اوتھل میں اور جام میر خاں نے خاص لس بیلا میں صدر مقام رکھا فیما بین دونوں کے خوب لڑائی ہوئی آخر الامر جام علیخاں مغلوب ہوا جام میر خاں نے اُس کو قید کر لیا کچھ مدت اپنے پاس رکھا بعد اُس کے حوالہ صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان کے کر دیا کہ پہلے جہلم علاقہ پنجاب میں بعد اُس کے خاص کوئٹہ و سیوی میں زیر نظر صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر بلوچستان رہتا تھا اور جام میر خاں حکومت پر تھا۔ ایک دفعہ جبکہ سر آلبور سنٹ جان ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان کے تھے۔ جام علیخاں فرار ہو کر علاقہ شاہی زئی مینگل میں جہاں کا سردار شکر خاں پسر سردار نور دین مینگل اُس کا داماد تھا جا کر پناہ گزین ہوا۔ اور مینگل سے مدد لشکر کی لے کر پھر باپ سے درپے مقابلہ ہوا لیکن کوئٹہ سے ایجنٹ گورنر جنرل بہادر بلوچستان اور لس بیلا سے جام صاحب بمعہ لشکرات آئے۔ جام علیخاں مجبور ہو کر حاضر ہو گیا جو صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر اُس کو ہمراہ خود لا کر سخت قید میں رکھا سال ۱۸۷۷ء میں جام میر خاں لس بیلا میں واپس آیا تھا قریب ایک سال

جام علیخان باپ کے ساتھ رہا سال ۱۸۷۹ء سے تا سال ۱۸۸۸ء جب تک کہ جام میرخاں
فوت نہیں ہو گیا جام علیخاں نظر بند رہا جنوری ۱۸۸۸ء میں جام میرخاں فوت ہوا اس نے
نہایت زور سے وصیت نامہ لکھا کہ جام علیخاں محروم الارث اور یعقوب خاں ولیعہد و
جائز وارث حکومت لس بیلہ کا سمجھا جاوے بلکہ وہ بحین حیات خود اسی کوشش میں
رہا کہ یعقوب خاں اُس کا جانشیں ہو جاوے۔ سرکار عالیہ نے تو کچھ جواب نہ دیا تھا مگر وہ
فوج اور رعایا خود کو خوب سبق دے گیا کہ اُن کا آیندہ جام یا حاکم یعقوب خاں ہوگا بلکہ
بوقت فوتیدگی خود یعقوب خاں کو قائمقام خود مقرر کر گیا اُس وقت یعقوب خاں قریب ۱۲ سال
کا ہوگا جب صاحب ایجنٹ گورنر جنرل کے پاس جو اس وقت سر رابرٹ سنڈیمن
صاحب تھے یہ رپورٹ پہنچی صاحب ممدوح بہت سوچ میں آگئے کہ بموجب استحقاق
و رواج بلوچستان حق جام علیخاں کا ہے مگر جام میرخاں برعکس وصیت کر گیا تھا صاحب
ممدوح نے تاوقتیکہ سرکار سے قطعی فیصلہ ہو اپنے فسٹ اسسٹنٹ کپتان نیومارچ اور
ہم کو واسطے دریافت کرنے حال رعایا لس بیلہ کے کہ کس طرف زیادہ رغبت رکھتے ہیں
اور نیز معلوم کرنے جملہ حالات ملک کے لس بیلہ میں بھیجدیا چنانچہ فروری ۱۸۸۸ء
میں ہم لوگ وہاں پہنچے اور دریافت شروع کی چونکہ میر یعقوب خاں وہاں موجود تھا
اور وزیر و وکیل وغیرہ ملازمان اور معتبران قوم کو جام میرخاں بروقت فوتیدگی اُس کا بازو سپرد
کر گئے تھے اور خصوص بایام غیر حاضری جام علیخاں کے جام میرخاں نے ان لوگوں کو جو جام علیخاں کے
طرفدار تھے نہایت بے وقار کر دیا تھا اور جو لوگ جام علیخاں کے برخلاف اور اپنے طرفدار تھے
اُن کو بلند مرتبہ پہ پہنچا رکھا تھا اسواسطے عام لوگ یعقوب خان کی طرف تھے جام علیخاں کے
نام سے بھی نفرت کرتے تھے حتیٰ کہ جب ملازمان اور فوج اور رعایا کو معلوم ہوا کہ سرکار
عالیہ ہند جام علیخان کے حقوق بباعث بڑا بیٹا ہونے کے بہ نسبت یعقوب خاں کے فائق
تصور کرتی ہے یہ لوگ کچھ بلوہ کرنے کی افواہ اُڑانے لگے جس پہ سر رابرٹ سنڈیمن صاحب
بمعہ کرنیل رینلڈ پولیٹیکل ایجنٹ کے بذات خود تشریف لائے مگر بمقام سون میانی سواری
سے گر پڑے۔ اس لئے لس بیلہ تک نہ آسکے صاحب ممدوح یعقوب خاں و کیچی خاں کو بمعہ
ملازمان ریاست و معتبران رعایا لس بیلہ سون میانی میں بلوا کر یعقوب خاں و کیچی خاں کو
ہمراہ خود لے گئے اور اُن کو واسطے تعلیم کے ایچیسن کالج لاہور میں بھیجدیا اور تاوقتیکہ

سرکار عالیہ ہند دربارہ گدی نشینی کے قطعی فیصلہ کرے راقم کو انچارج ریاست ہذا کا مقرر کر کے بھیجدیا۔ بعد تشریف لے جانے صاحب ایجنٹ گورنر جنرل کے جبب میں واپس لس بیلا میں گیا۔ ملازمان ریاست و معتبران راج کسی قدر تکلیف دینے لگے۔ کہ یعقوب خاں کے تازہ لس بیلا سے نکالے جانے سے ناراض تھے مگر رفتہ رفتہ پند و نصیحت کرنے اور کارروائی ریاست میں اُن کے مشورے لے جانے سے خوش ہو گئے اور کاروبار حکومت لس بیلا میں خوب مدد دینے لگے یہاں تک ملازمان و معتبرین ریاست ہمارے ساتھ متفق ہو گئے کہ پہلے جو ایک کمپنی فوج سکنڈ بلوچی کی کراچی سے کپتان نیو مارچ صاحب ہمراہ خود لائے تھے اور ہماری مدد کے واسطے لس بیلا میں چھوڑ گئے تھے ہم نے خود درخواست کر کے فوج سرکاری کو واپس کراچی میں بھیجدیا۔ ریاست کی فوج اور ملازمان کے بھروسہ پر سب کام چلاتا رہا اور جہانتک ممکن ہوا قدیمانہ رواج ریاست کو بحال رکھا البتہ بعضے امورات جو واسطے ترقی ریاست کے ضروری تھے ایجاد کئے مفصل حال کے واسطے رپورٹ خود جو بماہ جنوری ۱۸۸۹ء بروقت گدی نشینی جام علیخاں کے ہم نے سر دربار بالمواجہ جناب صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر پیش کی تھی ذیل میں درج کرتا ہوں:۔

از روے مصلحت وقت میں نے دو لوگنڈی یعنی جام علیخاں و یعقوب خاں کے طرفداران کے مابین اپنے آپ کو بطور ثالث اور صلح کل کے رکھا دونوں فریق ہمارے دوست بنے رہے۔ جب جام علیخاں کے گندی داروں کو کسی قدر آزادی مل گئی اور کچھ بھروسہ ہوا کہ شاید جام علیخاں کو ریاست ملیگی تب یہ لوگ ظاہرا جام علیخاں کے حق میں کلمہ خیر کہنے لگے بلکہ بعضوں نے کوئٹہ میں جاکر صاحب ایجنٹ گورنر جنرل سے بھی درخواست کیا کہ جام علیخان اصل حقدار حکومت کا ہے۔ چونکہ جام علیخاں بموجب رواج بلوچستان کے اصل حقدار ریاست کا تھا آخر الامر سرکار عالیہ ہند کے بموجب سفارش صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر بلوچستان کے جام علیخاں کے حق میں فتوے گدی نشینی کا دے کر حکم دیا کہ صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر اُس کے اوپر خوب نگرانی رکھیں اور کوئی سینز اہلکار منظوری صاحب ممدوح وزیر مقرر کر دیا جاوے۔

آخر دسمبر ۱۸۸۸ء میں جناب سر رابرٹ سنڈیمن صاحب بہادر بمعہ جام علیخاں خاص لس بیلا میں تشریف لائے چونکہ جام علیخاں کا رعب داب مشہور تھا اکثر ملازمان اور راج

وغیرہ نے جام علیخاں کے خوف سے بلاچوں وچرا کے جام علیخاں کی حکومت کو منظور کر لیا۔ بتاریخ ۱۶ جنوری ۱۸۸۹ء سر رابرٹ سنڈیمن صاحب بہادر نے اپنے کیمپ میں جو مشرقی کنارہ ندی متصل شہر کے تھا جہاں اب سر رابرٹ سنڈیمن صاحب کا مقبرہ ہے دربار منعقد فرمایا جس میں جملہ ملازمان ومعتبران رعایا لس بیلہ حاضر تھے یہ دربار نہایت خوشنما اور شاندار تھا میرے خیال میں جب سے ریاست لس بیلہ کے خاندان جام صاحب میں آئی لس بیلا میں ایسا نظارہ کبھی نہیں ہوا ہوگا۔

اس موقع پر جو ایڈریس منجانب رعایا لس بیلا کے دربار میں بالمواجہ سر رابرٹ سنڈیمن صاحب پیش ہوئے تھے۔ بجنسہ درج کرتا ہوں۔ موقع دربار پر بموجب سفارش راقم اور رعایا لس بیلا کے جناب صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر نے منجانب ریاست کے ایک ہزار روپیہ کی خلعت اینجانب کو عطا فرمائی اور سرکار ہند کی خدمت میں ہماری خدمات کی تعریف فرمائی۔ لالہ تولارام تحصیلدار سیوی حسب خواہش جام علیخاں کے وزیر مقرر ہوا۔ اور وزیر ووکیل وغیرہ ملازمان جام میر خان کو پنشن دلوا کر علاقہ ریاست سے باہر کیا گیا اور اختیارات جام علیخان کو بدیں شرائط کہ وزیر بمنظوری سرکار تا چہار سال مقرر رہیگا۔ اور جن لوگوں نے بروقت لڑائی فیما بین جام میر خاں وجام علیخان برخلاف جام علیخاں ہتھیار اٹھائے تھے اُن سے کچھ عوض نہ لیویںگے اور لواحقان جام میر خاں مرحوم کو وظیفہ ریاست سے حسب ذیل ملا کریگا۔ بی بی صاحبہ بیوہ جام میر خاں مرحوم بمعہ میر مقبول خاں ماہواری اسار۔ یعقوب خاں سار۔ کیچی خاں سار۔ یعقوب خاں اور کیچی خاں پہلے سے ایچیسن کالج لاہور میں پڑھتے تھے بی بی صاحبہ اور میر مقبول خاں جب تک ہمارا چارج تھا خاص بیلا میں رہتے تھے۔ مگر اب اُن کو کراچی میں پہنچایا گیا کیونکہ بی بی صاحبہ جام علیخاں کے ساتھ رہنا نہیں چاہتے تھے۔

اگرچہ لالہ تولارام کیسا نرم مزاج اور مسکین تھا مگر جام علیخان سے اسکی تھوڑے روز میں بگڑ گئی جام علیخان وزیر کی صلاح کی پرواہ نہ کرکے بمرضی خود چلنے لگا اور اُس اقرار کو کہ میں اُن لوگوں سے جنہوں نے میرے برخلاف ہتھیار اُٹھائے تھے عوض نہ لونگا۔ بالکل بھول گیا اور اُس نے اُن لوگوں کو تکلیف دینی شروع کی صرف ایک سہ ماہی جام علیخاں کو حکومت لس بیلا اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے گذرے تھے کہ بتاریخ ۲۵ ماہ اپریل ۱۸۸۹ء ایک شخص مسمی حبیب اللہ نے جام علیخاں پر قاتلانہ حملہ کیا جس سے جام علیخاں سخت مجروح ہو گیا اسوقت سر رابرٹ سنڈیمن

صاحب رخصت پر ولایت چلے گئے تھے جنرل سر ہنری برنڈر گاسٹ صاحب اُن کی جگہ بطور قایمقام ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان کام چلاتے تھے اور بہیں بعد سپردگی چارج ریاست لس بیلا کے رخصت تین ماہ پر واسطے سیر ملک پنجاب چلا گیا تھا لیکن ہنوز رخصت پوری نہ ہوئی تھی کہ صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر نے ہم کو طلب کر کے حکم فرمایا کہ میں واپس لس بیلا میں جاؤں اور بابت مجروحی جام علیخاں اصل حال دریافت کروں اور انتظام ریاست پر نگرانی رکھوں تاکہ فساد زیادہ نہ ہونے پاوے۔

جام علیخاں کو اس کی بابت بہت لوگوں پر اشتباہ تھا کہ اُن کی سازش سے یہ حملہ ہوا ہے حتیٰ کہ اپنے پسر کلان جام کمال خاں کے اوپر بھی اس بارہ میں شکی تھا مگر خالی شک تھا جیب اللہ مذکور پھانسی ہوا۔ جام علیخاں کچھ عرصہ بعد تندرست ہو کر کاروبار میں مشغول ہوا مگر اس کا دل کئی لوگوں سے بدظن ہو گیا۔ وزیر تولارام اور بعضے اہلکاران نے جو سرکار کی منظوری سے وہاں رہ گئے تھے کنارہ کشی اختیار کی بجائے لالہ تولارام شیخ نبی بخش تحصیلدار وزیر مقرر کیا گیا جس کی صرف چند ماہ جام علیخان سے بنی رہی مگر اُس کے بعد بگڑ گئی بقول سعدی ؎

تو بجائے پدر چہ کردی خیر   کہ ہماں چشم داری از پسرت

چونکہ باپ اور بیٹا میں اختلاف اور نوبت جنگ تک پہنچنے کا رواج خود جام علیخاں نے ڈالا تھا اسی سے کمال خاں پسر جام عالیخاں بھی باپ سے برخلاف ہو گیا۔ جام علیخاں شروع سے بہ نسبت کمال خاں کے مراد علیخاں دوسرے بیٹا کو جو کئی سال ایچیسن کالج لاہور میں تعلیم بھی پاتا رہا تھا زیادہ پسند کرتا تھا اُس کے اوپر پیار اور اعتبار رکھتا تھا پھر کمال خاں پر اپنے زخمی ہونے کے دن سے اس کو کچھ شک ہو گیا تھا بلکہ جب گدی نشینی کی بابت سرکار سوچ رہی تھی یہ بھی خیال تھا کہ جام علیخاں کو اگر بباعث اُس کے چلن چال کے گدی سے محروم رکھا جاوے تو کمال خاں کو گدی دیجاوے بہر حال بوجہ من الوجوہ فیما بین جام علیخان اور کمال خان کی ناسازی ہو گئی اور وزیر غلام نبی اور بہت لوگ منجملہ راج لس بیلہ کے کمال خان کے طرفدار ہو گئے بمثل جام میر خاں اور جام علیخاں کے فیما بین جام علیخان اور میر کمال خان کے ظاہراً نوبت تکرار تک پہنچ گئے۔ فی الفور سر رابرٹ سنڈیمن صاحب نے بر سر موقعہ پہنچکر وزیر غلام نبی خاں کو نکال دیا اور مابین باپ بیٹا کے صلح کرا دی۔ لیکن یہ صلح عارضی تھی سال ۱۸۹۱ء میں پھر کمال خاں کو جام علیخاں نے قید کر کے صاحب ایجنٹ گورنر جنرل کو سپرد کیا اور سب لوگ منجملہ قوم انگاریہ

وغیرہ جو کسی زمانہ میں جام میر خاں کے طرفدار ہو کر جام علیخان سے لڑے تھے جام عالیخان کی بدسلوکی سے شاکی ہو کر کراچی میں پاس صاحب پولٹیکل ایجنٹ کے فریادی آئے۔

شروع جنوری ۱۸۹۲ء میں سر رابرٹ سنڈیمن صاحب واسطے دریافت اس معاملہ کے اور نیز واسطے ملنے سرداران کچھ پنجگور کے جو لس بیلا میں بلوائے گئے تھے بتقریب دورہ علاقہ لس بیلا براہ سمندر سون میانی میں تشریف لائے جہاں صاحب پولٹیکل ایجنٹ اور جام علیخاں سے ملاقات ہوئی اور فیما بین جام علیخاں و کمال خاں وانگاریہ وغیرہ کی صلاحیت کرادی۔ سون میانی سے صاحب ممدوح بیمار ہو چلے لس بیلا میں پہنچکر بتاریخ ۲۹ ماہ جنوری ۱۸۹۲ء جان بحق تسلیم ہوئے۔

اگرچہ لیڈی سنڈیمن صاحبہ کا خیال صاحب ممدوح کی نعش ولایت یا کوئٹہ لیجانے کا تھا مگر بباعث سختی موسم اور فاصلہ دراز فیما بین لس بیلا و کراچی کے ڈاکٹر صاحب نے اجازت نہ دی اور جام علیخاں بھی خواہاں ہوا کہ اُس کے مُربی کی نعش اُس کے علاقہ میں دفن کی جاوے چنانچہ اُسی موقعہ پر جہاں جام علیخاں کی گدی نشینی کا دربار ہوا تھا سر رابرٹ سنڈیمن صاحب کی قبر بنائی گئی جس کے اوپر جام علیخاں نے ایک اچھا مقبرہ اور باغ بنایا ہے اور تا حین حیات خود خوب خبر گیری کرتا رہا۔ سر رابرٹ سنڈیمن صاحب کی وفات سے تمام بلوچستان کو بھاری رنج ہوا اور جام علیخاں کو کئی لوگوں کی نسبت زیادہ۔ فیما بین جام علیخاں اور کمال خاں کے اگرچہ سر رابرٹ سنڈیمن صاحب نے صلاحیت کرادی تھی مگر جب تک جام عالیخاں زندہ رہا کمال خاں نظر بند تھا اور جام عالیخاں نے دوسرے بیٹے مراد علی خاں کو ولیعہد بنا رکھا تھا جنوری ۱۸۹۶ء میں جام عالیخاں فوت ہوا بعینہ وہی سفارش کر گیا کہ جو اسکا باپ کر گیا تھا یعنی کمال خان کو محروم الارث اور مراد علی خان کو ولیعہد۔ مگر گورنمنٹ نے بھی وہی فیصلہ دیا جو جام علیخاں کے حق میں دیا تھا یعنی کمال خان کو تسلیم کیا اور دیوان گنپت رائے صاحب کو وزیر مقرر کر کے ہمراہ کمال خاں کے انتظام لس بیلہ پر بھیجدیا مگر مراد علیخاں نے کمال خاں اور اور وزیر دیوان گنپت رائے سے مخالفت کی بلکہ مراد علیخاں فرار ہو کر بجانب افغانستان چلا گیا اور دیوان گنپت رائے تبدیل ہو کر وزارت لس بیلہ کو چھوڑ دیا اب خان بہادر احمد یار خاں ہمراہ کمال خاں کے منظوری صاحب ایجنٹ گورنر جنرل کے وزیر مقرر ہے کار بار ریاست کا اچھا چل رہا ہے رشتہ داری جام صاحب حسب ذیل ہے۔ اوّل خانصاحب والی قلات سے کہ غلام شاہ و میر خاں نمبر ا میر نصیر خاں کلاں کے داماد تھے اور جام میر خاں نمبر ۲ میر محراب خاں کا داماد تھا۔ دوئم جام میر خاں نمبر ۲ کی ایک اولاد

چھٹے کے خاندان سے تھی۔ سیوم ایلتازئی سے کہ مادر میر خاں نمبر ۲ کی میر کمال خاں ایلتازئی کے خاندان سے تھی۔ چہارم شاہی زئی مینگل سے کہ والدہ جام علیخاں سردار لوزدین و ابراہیم خان شاہی زئی مینگل کی ہمشیرہ تھی اور خود جام میر خاں نے دختر خود میر ولی محمد ولد ابراہیم خان کو اور جام عالیخان نے دختر خود سردار شکر خاں مینگل کو دی تھی۔ پنجم گچکی سے میر کمال خاں جام عالی نے بخانہ میر محراب خاں گچکی شادی کی ہے۔ ششم نزیک سردار رخانی وغیرہ سکنائے کوٹری سے کہ جام میر خاں نمبر ۲ - اپنی دختر کی منگنی اُس طرف کر گیا ہے۔ ہفتم سردار سرلوز خاں نوشیروانی سے۔ میر یعقوب خاں دختر سردار موصوف سے منسوب ہے ✤

از جانب رائے بہادر رائے ہتو رام سی۔ آئی اِی	بخدمت کرنیل سر رابرٹ سنڈیمن صاحب
نیٹو اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل بہادر	بہادر کی۔ سی۔ ایس آئی - ایجنٹ گورنر جنرل
بلوچستان انچارج ریاست لس بیلہ	بلوچستان

واضح ہو کہ اگرچہ اینجانب ۱۱ فروری ۱۸۸۸ء سے سپیشل ڈیوٹی پر ڈیپوٹ ہوا۔ لیکن ۵ مارچ ۱۸۸۸ء کو حسب الحکم آپ کے چارج ریاست کا اپنے ہاتھ میں لیا۔ اُسوقت جو حالت اس ریاست کی تھی آپ کو خط وکتابت سے بخوبی معلوم ہے۔ مالیات کی یہ حالت تھی۔ کہ واسطے تقسیم تنخواہ فوج اور ضروری اخراجات کے مجبوراً مبلغ صمہ سہ قرض لینا پڑا۔ لیکن آخیر دسمبر ۱۸۸۸ء کو یعنی چارج لینے کی تاریخ سے ۹ ماہ ۵ یوم بعد حسب ذیل خزانہ ریاست میں بچت ہے:

موجودات خزانہ نقدی بموجب سیاہہ مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۸۸۸ء

سعہ اساعصہ ررر

وصولی طلب از ملازمان فوج جو پیشگی دیا گیا اور ساخت وردی بر خرچ ہوا

توپ خانہ	رسالہ	پلٹن
قرضہ پیشگی	سالعہ	الساعار ررر
لعہ ۶/۹ پار	۹/۷ پ	۳/۹ آ

بابت وردی	قرضہ	بابت وردی جو وصول ہونا ہے	قرضہ پیشگی
مااہ ۲/۲ ہار	ماہ ۳ پار	ہار	سا ر عار ۲/و پار

وصولی طلب از ٹھیکہ داران روڑبارہ بابت قسط سوم جس کا میعاد ۷ دسمبر ۱۸۸۸ء ختم ہو چکا ہے

سمہ لعاصہ ررر

از خوشحال سابقہ اجارہ دار سونمیانی

الـ ررر

از اجارہ دار حب بی بابت قسط دویم جسکا میعاد ختم ہوا منجملہ

سمار

از اجارہ دار آبکاری بابت قسط دوم جسکا میعاد بتاریخ ۴ جنوری ۱۸۹۹ء کو ختم ہوگا — از اجارہ دار شکار ماہی بابت قسط دوم جس کا میعاد بتاریخ ۴ جنوری ۱۸۹۹ء ختم ہوگا — زر رعایا بابت قیمت جواری جو مہلت پر دی گئی

[illegible] — [illegible] — [illegible]

متفرقہ [illegible] — غلہ جنسی موجودہ انبارہا

عملہ سول بقایا قیمت گھاس بذمہ خوشحال بقایا سال گذشتہ — موجودہ انبار بیلہ خاص — موجودہ انبار رشہ

[illegible] — [illegible] — [illegible] — [illegible] — [illegible]

سنجمانہ قیمت شالی قیمت کپاس کماد — از ملازمان و سپاہ بابت خرچ — جواری — مونگ — جواری — مونگ

[illegible] — [illegible] — [illegible] — جواری دونگی فی [illegible] — مونگ دونگی فی [illegible] — جواری دونگی فی [illegible] — مونگ دونگی فی [illegible]

بقایا سنگ گذشتہ [illegible] — موجودہ انبار اوتھل — جواری دونگی فی [illegible] — موجودہ انبار سونمیانی — جواری دونگی فی [illegible]

گویا کہ کل مبلغ [illegible] ریاست کو منافع ہے۔ علاوہ اس سے مرمت سڑک بیلا و جھاو لک جو آخیر دسمبر تک دیا گیا ہے [illegible]

واسطے خرچ سردار جام علیخاں حسب الحکم اجنٹ گورنر جنرل کوئٹہ بھیجا گیا — قرضہ سابقہ دیگی جام صاحب ادا کیا گیا — میزان

[illegible] — [illegible] — [illegible]

بطور غیر معمولی کے ادا کئے گئے ہیں۔ اسی حساب سے کل بچت ہوا جو تاریخ لینے چارج ہمارے سے ہوئی ہے مبلغ [illegible] سمجھنے چاہیئے۔ اس وقت تک کچھ قرضہ باقی واجب الادا نہیں۔ صرف قریب مبلغ [illegible] بابت بقایا سڑک کے ٹھیکدار کو دینا ہوگا۔ باوجودیکہ امسال فصل بسبب کم ہونے بارش کے خاطر خواہ نہیں ہوا۔ تفصیل جملہ رقومات آمدنی اور خرچ کی نقشہ مشمولہ سے واضح ہوگی۔

ٹھیکہ جات میں جو ازروئے نیلام فروخت کیئے گئے مبلغ سمہ ۶۰۰۰ ررر حسب تفصیل ذیل اضافہ ہوا ہے

	سالگذشتہ	سال حال	اضافہ
اور ماڑہ	للوعہ صمار ررر	صعہ لہار	ال سار ررر
حسب ندی	اعہ ماارعہ سہ	للعہ ررر	ال لہاعیہ ررر
ناقہ پینی وکنراج	اعہ ماار صہ ررر	سمہ سمار ررر	ال ساصہ ررر
ٹھیکہ سونگ دیہات	.	ال مار ررر	ال مار ررر
ٹھیکہ مسکرات بیلہ	.	صماعیہ	صماعیہ
میزان			سمہ ۶۰۰۰ ررر

آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ وصولی محصول جنسی اور سنگ نقدی میں جو قانون جام صاحب مرحوم کا مقرر تھا۔ اُس سے تارموے فرق نہیں کیا گیا۔ جو لوگوں کے اوپر وقت جام صاحب سے مالیات معاف تھے اُن کے ساتھ کچھ بھی مزاحمت نہیں کی گئی۔ اور روزو مواجب ملازمان اور معتبران راج کی جس طرح جام صاحب کے وقت سے مقرر چلے آتے تھے۔ بدستور امروز تک ادا کیے گئے ہیں۔ بلکہ ابتدائے ماہ اپریل ۱۸۸۸ء سے جو میر یعقوب خاں اور کیچی خاں واسطے پانے تعلیم کے لاہور میں بھیجے گئے ہیں اُن کے واسطے مبلغ سمار ماہواری ریاست سے دیے گئے ہیں البتہ بعضے اخراجات جو غیر ضروری تھے بمنظوری آپ کے کم کیئے گئے ہیں۔ چنانچہ خرچ فوج کا جو پہلے تھا۔

پلٹن		رسالہ		توپخانہ	
تعداد نفری	ماہانہ تعداد مواجب	نفری	تعداد مواجب	نفری	مواجب
سالعہ ر	اعہ سار عیہ ررر	مہ صہ	اساطہ ب ۸ ر	ہہ للعہ	اسا ہیہ ۱۸ ر

جو فی الحال ہے:-

پلٹن		رسالہ		توپخانہ	
تعداد نفری	مواجب	نفری	مواجب	نفری	مواجب
مالله	ال ماعہ ررر	۳۷	سا صہ	۱۹	ماللوسہ

یعنی ماہواری مبلغ قریباً ال صمار ررر ماہوار تخفیف کیا گیا بموجب حیثیت ریاست اور ضرورت کام کے موجودہ تعداد نفری وخرچ کے کافی ہے۔ بلکہ ہنوز کسی قدر زیادہ ہے۔ اور آگے کوئی

انتظام اُن کی حاضری اور پریٹ اور وردی کا نہیں تھا۔ اب ہر ایک قسم کا انتظام اُن کا برابر کیا گیا ہے۔ ہمارے خیال میں بہ نسبت سابقہ کثیر تعداد کے اب موجودہ تھوڑے نمبروں سے زیادہ کام ہو سکتا ہے۔ مودیخانہ کا خرچ سالیانہ اوسط مبلغ لہ سماعہ رر تھا۔ چنانچہ گذشتہ دو سال میں حسب ذیل ہوا:۔

سال ۱۳۰۴ھ فی الحال اوسط سالیانہ	سال ۱۳۰۳ھ
لاعہ صعہ	اسماعہ ۹ رر ۳ رر

خرچ مبلغ صمہ رر چنانچہ ۹ ماہ ۵ یوم کیواسطے مبلغ لہ عہ ۱۴ ۲ رر ۳ رر خرچ ہو چکے ہیں۔ مستریخانہ کا ماہواری خرچ قریباً مبلغ ۱۱۰ ر تھا۔ وہ غیر ضروری سمجھ کر یک دم موقوف کیا گیا اور بھی جو بعضے غیر واجبی خرچ تھے۔ بمنظوری آپ کے تخفیف کئے گئے جو نقشہ بجٹ آمدنی اور خرچ کا بابت سال ۱۸۸۸و۸۹ء کے میں نے بذریعہ چھٹی نمبری ۱۵ مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۸۸۸ء بخدمت پولٹیکل ایجنٹ بھیجا تھا۔ اب تک جو اخراجات ہوئے ہیں۔ اُسی کے اندر اندر ہیں اور آمدنی کی بھی اخیر سال تک قریب اُسی کی امید ہے۔ احتیاطاً دوبارہ نقل نقشہ مذکور کے شامل کرتا ہوں۔ اس ناقص سال میں قریب پچاس ہزار روپیہ بچت ہوا ہے۔ تو اگر خوب برسات ہوئی۔ عمدہ سال میں بہت زیادہ امید بچت کی ہو سکتی ہے۔ آپکو بخوبی معلوم ہے کہ تا تاریخ ہمارے چارج لینے کے کچھ دفتر حساب کتاب وغیرہ فارسی میں نہیں تھا صرف مودی لوگ ہندی میں حساب لکھتے تھے اور نائب وغیرہ بھی اگر کبھی ضرورت ہوتی تھی تو ہندی میں رپورٹ بھیجدیتے تھے اب میں نے بیلہ میں ایک مکان خزانہ کا بنایا۔ اور روزنامچہ فارسی میں رکھایا۔ جو روزمرہ لکھا جاتا ہے۔ اور اُسی سابقہ مودی ٹیک چند کو خزانچی مقرر کیا۔ اور وہ ہندی میں بھی بدستور حساب کتاب رکھتا ہے۔ مقابل اُس کے فارسی میں لکھا جاتا ہے۔ وہ روزمرہ محاسب فارسی کی کتابات پر اور محاسب اُس کی ہندی پر میں دونوں پر دستخط کرتا ہوں۔ اسی طرح ہر ایک نیابت میں سابقہ مودی ہندی نویس بھی بحال رکھے ہیں اور ان کی مقابلہ میں فارسی نویس بھی مقرر کر دے ہیں۔ روزمرہ ہر ایک نیابت سے روزنامچہ اور رپورٹ معمولی و ضروری فارسی میں آیا کرتی ہے اور ڈاک کراچی سے لگا کر تمام نیابت سے روزمرہ آتی اور جاتی ہے۔ تجاران وغیرہ بھی اپنی چٹھیات اُسی ڈاک کے ذریعہ سے بھیجا کرتے ہیں۔ آگے کچھ بھی انتظام آمد و رفت ڈاک کا نہیں تھا۔ آمدنی سنگ تجارت کا آگے کوئی طریقہ چک کرنے کا نہیں تھا۔ اب ناقہ

کہاری پر ایک منشی تعینات کیا گیا ہے۔ جو مال کی درآمد برآمد ہوتی ہے۔ روزمرہ ہم کو رپورٹ دیتا ہے۔ نیز منشیاں متعینہ نیابت کو اطلاع کرتا ہے۔ بموجب اُس کے ہر ایک مودی سنگ کا حساب چک کیا جاتا ہے کراچی سے بیلہ تک دو طرفہ یعنی یکے براہ اوتھل و شیخ راج ثانی براہ شہ ولیاری سڑک تیار کی گئی ہے جس سے بہت آسانی ہوگئی ہے۔ اسی طرح مابین بیلہ اور جھاؤ و پنجگور کے ایک پہاڑی سے راستہ بند کیا ہوا تھا جسمیں بہ نہایت مشکلات سے خالی شتران گذر سکتے تھے۔ اب وہ پہاڑ توڑا گیا ہے۔ اُس سے پُر بار شتران بہ سہولت تمام گذر سکتے ہیں اس سبب سے کسی قدر تجارت میں ترقی ہوئی ہے۔ اور آیندہ زیادہ ہونے کی امید ہے۔ مفصل حال سابقہ اور حال لک جھاؤ کا رپورٹ سر ویر سے جو جس کو آپنے میری مدد کے واسطے بھیجدیا تھا۔ واضح ہوگا۔ واسطے علاج بیماراں ایک عمدہ مکان ہسپتال کا بنایا گیا ہے جس پر قریب الـــــ خرچ ہوا ہے۔ آپ نے براے مہربانی کسی قدر ادویات انگریزی منظور کیں جو نیٹو ڈاکٹر ہمراہی پارٹی پلٹن کا مدت سے معالجہ بیماران کر رہا ہے۔ اس سے صرف خاص باشندگان ریاست بیلہ کو فایدہ نہیں ہوا۔ بلکہ سب لوگ جھاؤ و پنجگور و کوہستان مینگل سے بھی آکر دوائی لیا کرتے ہیں۔ جو کوئی محتاج ہوتا ہے اُس کو خرچ شکمی سے بھی مدد کی جاتی ہے۔ اور ایک اسکول کھولنے کی تجویز کی گئی ہے۔ چنانچہ آپ نے براہ مہربانی واسطے اسکول ماسٹر کے منظوری دیدی ہے۔ جس کو طلب کیا گیا ہے۔ اس سے ریاست کو بڑا فائدہ ہوگا۔ اس ملک کے باشندہ نویسندہ مل سکینگے اور لوگوں میں علم بہت پھیلیگا۔ پولیٹکل انتظام کی بابت مجھ کو قلم اُٹھانے کی ضرورت نہیں۔ کہ آپ خود واقف ہیں۔ بلکہ جس طرح میرا برتاؤ رعایا اور معتبران اولس اور ملازمان ریاست سے رہا اس کی بابت آپ کو آگے بخوبی معلوم ہے۔ اور اب جو آپ براہ مہربانی ریاست میں تشریف لائے ہیں۔ زیادہ نیک روشن ہو جاویگا۔ منجملہ ملازمان ریاست اور سرکاری کے اہالیان ذیل نے مجھ کو اچھی مدد دیا جنکا نام آپکے نوٹس میں لانا اپنا فرض سمجھتا ہوں +

منجملہ ریاست کے ملازمان کے	منجملہ ملازمان سرکار انگلشیہ
کمانیر نثار علیخاں۔ قاضی عبداللہ۔ فلندرخاں سالار	بابو ہیمراج ہڈماسٹر اسکول منشی گلاب راے محرر مال محکمہ سوی حال ہیڈ کلارک نیٹو اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل
چراغ الدین جمعدار رسالہ	مبارک خان و خدا اسوی حال نائب شہ حال سرشتہ دار

گوشوارہ حساب آمدنی و خرچ ریاست لس بیلہ از ابتدائے ۱۵ مارچ سنہ ۱۸۸۸ء لغایت آخیر دسمبر سنہ ۸۸ ۱۸ء

آمدنی

- بیلا خاص — [illegible]
- بقایا سالگذشتہ خزانہ ریاست — [illegible]
- آمدنی سنگ — [illegible]
- آمدنی نمک — [illegible]
- جرمانہ — [illegible]
- فیس کورٹ — [illegible]
- آمدنی ڈاک — [illegible]
- آمدنی پھاٹک — [illegible]
- وصولی بقایا سنگ پیشگی — [illegible]
- قیمت جواری — [illegible]
- چاول — [illegible]
- مونگ — [illegible]
- سرسوں — [illegible]
- پیاز — [illegible]
- کمانڈ — [illegible]
- تماکو — [illegible]
- آبیانہ — [illegible]
- قیمت فروخت شتران — [illegible]
- قیمت اسپان — [illegible]
- مال لاوارث — [illegible]
- کاٹ وردی — [illegible]
- متفرق — [illegible]

میزان — [illegible]

- آمدنی ٹھیکہ جات — [illegible]
- وصول شدہ از اجارہ دار — [illegible]
- از اجارہ دار حب ندی — [illegible]
- از اجارہ دار بنی و کنبراج — [illegible]
- از اجارہ دار آبکاری — [illegible]
- از اجارہ دار سنگ دیہات — [illegible]
- از اجارہ دار مسکرات — [illegible]
- از اجارہ دار بابت سالگذشتہ — [illegible]
- بحساب سال رواں — [illegible]

خرچ

- بیلا خاص — [illegible]
- پلٹن — [illegible]
- رسالہ — [illegible]
- توپخانہ — [illegible]
- عملہ سول — [illegible]
- مستریخانہ — [illegible]
- سنک — [illegible]
- مودیخانہ — [illegible]
- خرچ ڈاک — [illegible]
- عمارت و مرمت — [illegible]
- سڑک از کراچی تا بیلہ — [illegible]
- جھاؤ لک — [illegible]
- خرچ اسپتال — [illegible]
- خراب و مرمت اسلحہ — [illegible]
- لباس قاسم جام صاحب — [illegible]
- کرایہ اجناس — [illegible]
- قرضہ جام صاحب — [illegible]
- سردار جام علیخان — [illegible]
- میر یعقوب خاں و کیچی خاں — [illegible]
- خرچ گدی نشینی — [illegible]
- تنخواہ اصحاب بہادر — [illegible]
- ٹرلولنگ الاؤوری گلاب رائے — [illegible]
- تنخواہ لالہ ہمراج کلارک — [illegible]
- تنخواہ لالہ گلاب رائے سررشتہ دار — [illegible]
- ٹرلولنگ الاؤوری گلاب رائے — [illegible]
- تنخواہ غلام کلارک پولیٹیکل ایجنٹ ماہ اگست و ستمبر سنہ ۱۸۸۸ء — [illegible]
- تنخواہ چوندہ رام محاسب — [illegible]
- شیر علی شاہ سید دار — [illegible]
- چپڑاسیان رائیصاحب بہادر — [illegible]
- پولیس پیادہ سواران — [illegible]

از اجارہ داریعنے کینراج بابت سال گذشتہ — بقایا اجارہ ناقہ کمارژمی — ٹرلولنگ ایلاونس ماہ فروری ۱۹۳۸ء — ریفنڈ جرمانہ

۱۲ر۹پا — ۱۷ر — ۶ر — ۱۱ر

میزان ۱۵ر۹ر — خرچ وردی — سینبری وکنٹنجنٹ — متفرق

۱۴ر۶ر — ۱ر۲ر — ۳ر۴ر۲ر

نیابت اوتہل ۱۳ر۱۱ر — نیابت اوتہل ۱۴ر۹ر

بقایا سال گذشتہ — سنگ اوتہل — سنگ شیخ راج — تنخواہ سپاہیان ملٹن — عملہ نیابت — سائیس وگلبان

۸ر۷ر — ۱۳ر۱۱ر — ۸ر — ۱۴ر۳ر — ۱۵ر۲ر — ۸ر

آمدنی نمک — جرمانہ — کورٹ فیس — آمدنی ڈاک — ایلاونس سردار جام علی خاں — سیٹھ گوہر بابائے قرضہ ذمگی جام صاحب

۱۴ر — ۱۴ر — ۱ر — ۲ر۹ر — ۲ر۹ر

آمدنی پھاٹک — فروخت جواری — سنگ — عوضانہ مقدمات فوجداری — مرمت عمارت — کرایہ جنس

۱۰ر — ۸ر۲ر — ۱۳ر۱۱ر — ۱۱ر — ۱۴ر

سرسوں — مالیہ صابرہ — متفرق — خرچ نمک — معافی سنگ بحق — حصہ سنگ شیخ جمن منجملہ سنگ شیخ راج

۹ر — ۲ر۹ر — ۱۳ر۲ر — ۱ر۲ر — ۱۱ر۲ر

مہتر — متفرق

میزان ۱۳ر۱۱ر — ۷ر۳ر

نیابت شولباری ۱۴ر۱۱ر — نیابت شولباری ۸ر۹ر

سنگ — جرمانہ — آمدنی پھاٹک — آمدنی ڈاک — بقایا سابقہ واجب الادا — تنخواہ عملہ نیابت — تنخواہ سپاہیان ملٹن

۳ر۲ر — ۲ر۲ر — ۱۱ر۳ر — ۱۴ر۹ر

کورٹ فیس — فروخت جواری — تل — مونگ — تنخواہ گلبان وسائیس — مرمت وعمارت — خرچ ڈاک

۱۴ر — ۱۵ر۲ر — ۱۲ر۹ر — ۱۴ر — ۱۴ر۳ر — ۱ر۲ر

گھاس خشک — سرسوں — آمدنی نمک — خرچ نمک — واپسی از نیلام مویشی — متفرق

۱۲ر — ۱۱ر۸ر — ۱ر۳ر — ۱۲ر۳ر

متفرق — نیابت سومیانی ۳ر۲ر

۱ر۳ر — تنخواہ عملہ نیابت — خرچ نمک — خرچ ڈاک

میزان ۱۴ر۱ر — ۸ر — ۱۵ر۹ر

نیابت سوبیبانی [illegible] ۱۳ر ۹۰ بر

سنگ — آمدنی پھاٹک — آمدنی نمک

[illegible] ۵ر ۶ بر — صمر — [illegible] ۹ر ۹ بر

ڈاک۔

[illegible] ۶ر ۹ بر

نیابت حب معرفت وکیل ولیداد خاں

بقایا گذشتہ — جرمانہ — سنگ حب

[illegible] ۱۳ر ۶ بر — [illegible] — [illegible] ۵ر

سنگ علاقہ چھٹہ — محصول تر — وصول شدہ از دلیاں میر یعقوب خاں

[illegible] — [illegible] — [illegible] ۸ر

میزانکل [illegible]

میزانکل یک لاکھ [illegible] ۱۲ر ۱۰ بر

کرایہ ضبس — متفرق

[illegible] ۱۱ر — [illegible] ۱۰ر ۹ بر

عملہ ناقہ کہارڑی — [illegible] ۱۳ر ۹ بر

عملہ ناقہ — سنتری کنٹنجنٹ — متفرق

[illegible] — [illegible] ۱۴ر ۶ بر — [illegible] ۱۴ر ۳ بر

نیابت حب معرفت وکیل ولیداد خاں [illegible] ۱۰ر

تنخواہ وکیل و عملہ — سائر خرچ — خرچ ڈاک

[illegible] — [illegible] ۱۵ر — [illegible]

تنخواہ منشی چراغ الدین — تنخواہ عملہ حب

[illegible] — [illegible] ۷ر ۶ بر

تنخواہ سپاہیاں ہمراہ میر یعقوب خاں — محمد نور وزیر — صاحب خاں چھٹہ

[illegible] — [illegible] ۲ر — [illegible] ۸ر

سنتری مطلوبہ فی بیلہ — سنتری مطلوبہ ناقہ — خرچ اسپان

[illegible] ۳ر — [illegible] ۱۵ر — [illegible] ۱۱ر ۳ بر

متفرق — میزان

[illegible] ۷ر ۳ بر — [illegible] ۱۰ بر

نقد بجٹ ریاست بہ تفصیل ذیل [illegible] ۱۵ر ۱۰ بر

خزانہ بیلہ — در محکمہ صاحب پولیٹکل ایجنٹ

[illegible] ۹ر ۱۱ بر — [illegible] ۱۳ر ۱۱ر

بقایا بذمہ موضع لیاری — بذمہ موضع سیانی — بذمہ مسعود نی تو کنا سی

[illegible] ۱۴ر ۲ بر — [illegible] ۱۲ر ۲ — [illegible] ۱۴ر ۷ بر

بذمہ ولیداد خاں وکیل

[illegible] ۱۳ر

میزان کل یک لاکھ [illegible] ۱۲ر ۲ بر

سپاس نامہ

بصورت نطق

باظہار ممنونیت احسانات بیکراں واقرار مشکوریت تفقدات وموہبات بے پایان جناب فیضمآب معلے القاب معدلت گستر فیض رساں دادگر کرنل سر رابرٹ سنڈمین صاحب بہادر نجم الہند کے۔سی۔ایس۔آئی ایجنٹ جناب مستطاب نواب گورنر جنرل بہادر کشور ہند ماسور بلوچستان از جانب اخلاص جوانب سردار جام عالیخاں تبقریب تحصیل ریاست موروثی لس بیلہ

اے میرے محسن کرم فرما جناب کرنل سنڈمین صاحب بہادر نایٹ کمانڈر افدی اسٹار آف انڈیا ملک بلوچستان کے دانا اور عاقل منتظم اور سرکار معدلت آثار قوبینہ مخیمہ برطانیہ کے فرماں فرمائے ہند کے عاقل ہوشیار نائب مناب و آے حضرات حاضرین میں آپ کے روبرو اس دربار مبتر کہ میں اپنے بادشاہ فخر سلاطین دہر وصدر خواقین عصر رافع الویہ عدل وداد قامع کلبیان ظلم وفساد خورشید آسمان ابہت و بختیاری اختر اوج سلطنت شہریاری اعلےحضرت ہمایوں قدر قدرت کوین وکٹوریا بابدے گریس آف گاڈ ملکہ معظمہ سائر جزایر گریٹ برٹن وائرلنڈ وقیصر محترمہ ہندوستان لمذالت اعلام سلطنتہا ودامت شوکتہا وحشمتہا کی عدالت گستری ونصفت پژوہی کا کیا بیان کروں کہ اُس کے فیض وداد کا شہرہ قاف سے قاف تک پہنچا اور اُن کے عہد حکومت اور سلطنت میں ہزاراں امراء ورؤسا ووالیان ملک تو ایک طرف بلکہ ہر صغیر وکبیر وامیر وفقیر اپنے اپنے حقوق اور مطالب کو پہنچتے آئے ہیں کوئی اپنے حق سے آج دن تک محروم ومایوس نہ رہا۔غرض تمام خلق اللہ اس عادل وباذل دولت مخیمہ عالیہ انگلشیہ کے عہد میں علے الخصوص اس ملکہ مخدرہ محترمہ کے دور سلطنت میں من کل الوجوہ مرفہ الحال بڑی اسایش اور چین سے بسر کرتے ہیں اور بحکم الناس علے دین ملوکہم جو جو فرمان روا اور حکام ملک ہندوستان کے انتظام پر مامور ہو کر آتے ہیں

وہی اپنے عدل و انصاف سے ہر ایک مستغیث و داد خواہ کے داد کو پہنچکر وہ داد دیتے ہیں
کہ کسی اور دار السلطنت روے زمین کے حکام کے ایسے اوصاف سنے نہیں جاتے ہیں - چودہ
پندرہ سال کے عرصہ کے اول ملک بلوچستان میں عجب بے اعتدالی پھیلی ہوئی تھی بہت
بشرلیف اور بڑے بڑے سردار بے انصافی کی ظلمت میں پڑکر اپنے حقوق سے محروم اور ملک
سے دور ہو گئے تھے اس زمانہ کے فرمان فرما جناب نواب لارڈ لٹن صاحب بہادر گورنر جنرل
ہندوستان کے عمدہ تجویز اور تشخیص سے ہمارے بیاہر دل عزیز و مدبر و افر تمیز جناب کرنل سنڈیمن
صاحب بہادر نجم الہند گورنمنٹ ہند کے نائب یعنی ایجنٹ ہو کر ملک بلوچستان رتق و فتق و
نظم و نسق پر مامور ہو کر جب اس ملک میں رونق افروز ہوئے پہلے اپنے رسائی عقل و فور ذہن
سے سرداروں میں سلوک اور محبت پیدا کیا اور پھر بتدریج سب سرداروں کے رائیوں کو اپنی
راے محسنہ و بے ریا کے ساتھ متفق کر کے ہر ایک مغصوب الحق کو اپنے حق پر پہنچایا کہ وہ سب
حالات اُس زمانہ کے اخبارات انگریزی و فارسی و ہندی میں شرح وار مندرج ہو کر عالم پر ظاہر و
ہویدا ہوئے تھے - کہ جن کی تشریح و تفصیل اسوقت موجب طول کلام ہیں مگر بصورت تمثیل
ایک روئداد تازہ بیان کرتا ہوں خیال فرماویں کہ عرصہ ایک سال ہوا ہے کہ جب میرے والد
بزرگوار قبلہ کونین و کعبہ دارین المرحوم المغفور المبرور فردوس آشیاں جناب جام صاحب میر
جام میر خانصاحب بہادر طالب اللہ ثراہ و حوی الحسنہ مستواہ اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت
فرما گئے تو بعد اُن کے انصاف و حق کے رو سے میں جو اکبر اولاد اس مرحوم کا ہوں اُن کا جانشین اور
وارث اس ملک موروثی کا تھا - مگر افسوس ہے کہ حاسدوں اور نمک حراموں نے از روے حسد
و حقد کے چاہا کہ میری حق تلفی کر کے مجھے اپنے حقوق سے بالکل محروم کر دلویں مگر الحمد اللہ اس عادل
اور بادل فیاض و داد گستر حکومت بہیہ برطانیہ کے عہد میں کوئی اپنے حق سے محروم نہیں رہتا
پس حکام معدلت فرجام دولت عالیہ کے غور رس انصاف کی طفیل سے اور میرے قدیم محسن جناب
کرنل سر رابرٹ سنڈیمن صاحب بہادر کے منصفانہ سفارشات و مدبرانہ تحریرات کے وسیلے سے
میں اپنے حقوق موروثی کو پہنچکر آج بتحصیل سند ریاست ممتاز و فائز ہوا ہوں فی الحقیقت
میں کسی زبان سے اپنی اس میرے محسن کرم فرما اور مہربان کے عنایات و تفقدات کے شکریہ
کے عہدہ سے بر نہیں آسکتا مگر میں اپنے صدق دل سے اس مربی و محسن کی تسلی اس اقرار
سے کرتا ہوں کہ مادام العمر میں ممنون احسان و مرہون تشکر و امتنان دولت مخیمہ عالیہ برطانیہ

کارہ کر ہمیشہ اس کے دوستوں کا دوست اور دشمنوں کا دشمن رہونگا اور میں کسی حالت اور وقت
میں اپنے اس ناصح مشفق و محسن مہربان یعنی جناب کرنل سنڈیمن صاحب بہادر کی صلاح
اور صواب دید کے سوا کسی امر میں اقدام نہ کرونگا جو صلاح میرے خوبی کے اور ملک کی بہبودی
اور میری رعایا کی رفاہیت اور آسودگی کے باب میں مجھے دینگے ہرگز اُس سے تخلف نہ کرونگا
اب التماس کرتا ہوں اور امیدوار ہوں کہ ایجنٹ صاحب بہادر میرے اس اخلاص اور
جذویت کو اعلحضرت ہمایوں ملکہ معظمہ و قیصرہ محترمہ کے حضور فیض معمور میں معروض رکھینگے
اور گورنمنٹ ہند پر بھی میرے اس اخلاص کو ظاہر فرماوینگے اور آپ بھی مجھ سے ہر طرح مطمئن خاطر
ہوکر ہمیشہ اپنے توجہات محسنانہ مجھ پر فرماتے رہیں لیکن اس کلام کو اس دوسرے شکریہ پر
پورا کرتا ہوں یعنے میں نہایت سرافراز اور مفتخر ہوا ہوں کہ جناب کرنیل سر رابرٹ سنڈیمن
صاحب بہادر معہ اپنی لیڈی صاحبہ علیا مخدرہ محترمہ سفر کی مشقت اور محنت کو اپنے پر اختیار
کرکے میری کمال سرافرازی کے لیئے آج اس دربار میں جس کو اگر میں رشک گلزار جناں کہوں
تو بجا ہے قدم رنجہ فرماکر میری مسند نشینی کے جلسے میں شامل و شریک ہوئے ہیں میں اپنے دل سے
جناب علیا لیڈی صاحبہ اور اس میری محسن صاحب بہادر کو اُن کے عزیزوں اور رفیقوں کے
ساتھ دیر گاہ سلامت رکھے میں اپنے دوست صادق الاتحاد فخامت ماب رائےصاحب بہادر
جناب لالہ ہتھورام صاحب سی۔ آئی۔ ای فرسٹ نیٹو اسسٹنٹ ایجنٹ متعین لس کا نہایت
شکر گذار ہوں کہ انہوں نے اس عرصہ ایک سال تک اس ملک میں اپنے انتظامات عمدہ
اور اہتمامات عمدہ سے ہر ایک قسم کی درستی و آراستگی فرمائے اور رعایا پر اُن کی بیکسی کی حالت
میں نہایت اچھی سرپرستی کے تمام طرق و شوارع کو ہر طور سے مامون و محفوظ رکھا نیئے نیئے
رستے نکالے ہیں شہرونکی صفائی کی تجویزیں کی ہیں اور ہر ایک دادخواہ کو اپنے عدل و انصاف
سے اپنے حق پر پہنچاتے رہے ہیں۔ اے سرداران و امیران و حاضرین مجلس میں آپ صاحبوں
کا نہایت شکر گذار ہوں کہ آپ تکلیف کرکے اس جلسہ میں تشریف لائے ہوئے فی الحقیقت
صداقت محبت و کمال مودت آپ صاحبوں میں دیکھتا ہوں جیسے آپنے میری اس خوشی
کے مجمع میں آکر مجھے مسرور اور خوش کیا ہے اللہ تعالے آپ کو ہمیشہ اپنی مرادات کو پہنچا کر
خوش اور مسرور رکھے ✚

تمام شد

خطابہ باظہار تشکر و امتنان

بنام نامی و اسم گرامی جناب فیضمآب معلے القاب کرنل سر رابرٹ سنڈیمن صاحب بہادر نجم الہند ایجنٹ جناب نواب گورنر جنرل بہادر کشور ہند بتقریب جلوس میمنت مانوس سرکار عظمتمدار جام صاحب جناب سردار حاجی جام عالیخان صاحب بہادر بر مسند ریاست لس از جانب سرداران و عمائد و سائر رعایاے ملک مزبور ✠

حمد بیحد و سپاس لاتعد اُس خدائے واحد اللّٰہ الصمد کو لائق سزاوار ہے جس نے اپنے فضل عظیم وکرم عمیم سے حق کو باطل سے جدا کر کے عالم پر ہویدا کیا اور ہزار و شکر و احسان اُس حق المبین حقیقی کو جس نے اپنے عدل و انصاف سے ہر مستحق کو حق بخشا قلم زبان کو کیا یارہ کہ اس کے لطف و کرم کے ایک ذرے کو بیان کر سکے اور زبان قلم کو کہاں طاقت کرشمہ اس کی عنایات بیغایات کا لکھ سکے۔ امابعد ہم نیچے صحیح کرنیوالے سردار اور معززین رعایاے ملک لس کے اس خطابہ کو پیش کر کے اپنی مشکوریت و ممنونیت کو علیا حضرت قدر قدرت فخر سلاطین دہر و ممتاز خواقین عصر رافع عدل و احسان و دافع رسم ظلم و طغیان مہر سپہر کامگاری اختر اوجِ سلطنت و بختیاری دُر دریاءِ فیض و کرم نیرّ سماے جود و ہمم کوئین و امپریس وکٹوریا ملکہ معظمہ انگلستان و قیصرۂ محترمۂ ہندوستان لازالت اعلام سلطنتہا پر ظاہر کرتے ہیں جس کے عہد سلطنت میں ایک عالم آسودہ ہے اور اپنی نہایت شکر گذاری جناب مستطاب معلے القاب معدلت و نصفت انتساب عمدۃ الامنا داعیان دولت نواب لارڈ ڈفرن صاحب بہادر فرمانفرما و گورنر جنرل بہادر کشور ہندوستان دام اقبالہ کو بیان کرتے ہیں جسکے زمان فرمانروائی میں ملک ہند نے تازگی پائی اور ہم اپنی ممنونیت بلانہایت جناب فیضمآب معلے القاب کرنل سر رابرٹ سنڈیمن صاحب بہادر نجم الہند نائب مناب جناب گورنر جنرل بہادر ہندوستان مامور بلوچستان کی خدمت میں اظہار کرتے ہیں جس کی آبیاری تدابیر احسن و مدبرانہ و اہتمامات محاسن معقولانہ کے طفیل سے ملک بلوچستان ایک عرصہ سے رشک گلستان جناں ہو رہا ہے۔ خلاصہ ہمارے ان معروضات فوق

کا یہ ہے کہ آج ہم نیچے صحیح کرتے والے سردار اور عمائد ملک لس کے اپنے سرپرست آقا و ولی نعمت و والی
حقیقی سرکار عظمتمدار جام صاحب جناب سردار جام عالیجاں صاحب بہادر مدظلہ العالی کو علیا حضرت
ہمایوں ملکہ انگلستان و قیصرہ ہندوستان و جناب وائسرائے بہادر کشور ہند کی حق گزینی و دادرسی۔
و جناب فیضمآب کرنل سر رابرٹ سنڈیمن صاحب بہادر نجم الہند ایجنٹ دولت ابد صولت برطانیہ
مامور بلوچستان کی حقی سفارش کے طفیل سے اپنی موروثی مسند ریاست لس پر جلوس فرما دیکھ کر
ایسے مسرور و مبتہج ہوئے ہیں کہ اس وقت کی خوشی کو کسی نوع سے بیان نہیں کر سکتے اور یہ خوشی
کا دن ہم نے جناب فیضمآب کرنل سر رابرٹ سنڈیمن صاحب بہادر کی عنایات اور مہربانی سے
دیکھا جس کے احسان بیکراں کے ہم نہایت مرہون اور گرویدہ ہیں نہیں جانتے کس طرح ہم اس
شکریہ کو ادا کر سکیں ہم پر جناب صاحب بہادر معزی الیہ نے دو بڑے احسان فرمائے ایک تو یہ
بعد وفات غفران مآب فردوس آشیاں مرحوم جام صاحب کلان کے جب یہ ملک وارث حقیقی
سے خالی رہ گیا اور نمکحراموں نے ہم پر عجب ظلم و تعدی و لوٹ وچیرہ دستی جاری کی اور ہمارے
حقیقی سرپرست اور والی اعنی جناب سردار حاجی جام عالیجاں صاحب کے طالبوں و چاہنے
والوں کو انواع عقوبات ظالمانہ سے ڈرلتے اور دھمکاتے تھے اور کوئی ہماری داد فریاد کو نہ پہنچتا
تھا تو اس ہماری بیکسی اور بےبسی کی حالت میں اپنی عقل و فراست سے خود غرض نمکحراموں کے
ہاتھ سے رعیت کی خرابی اور ملک کی بربادی سمجھ کر ہماری عزت و نفس و مال کے حفاظت کی مدنظر
سے فوراً ایک نہایت لائق و فائق ہر دلعزیز منصف مزاج رعیت نواز عادل و رحمدل حاکم یعنی اپنے
فرسٹ نیٹو اسسٹنٹ ایجنٹ فخامت مآب رائے بہادر جناب لالہ ہتورام صاحب کو ہم پر معین
اور مامور فرمایا جس نے اپنی خوبی انتظامات و حسن اہتمامات سے ظالموں کے ظلم و تعدی کو بیک قلم
روک کر اپنے داد و عدل سے رعایا کو آسودہ اور خورسند رکھا اور وہ وہ سدھارے ملک میں کئے کہ
پہلے کسی وقت نہ ہوئی تھے دوسرا احسان جناب کرنل سر رابرٹ سنڈیمن صاحب بہادر کا ہم
پر یہ ہوا کہ بنظر انصاف حقوق ہمارے حقیقی سرپرست اور والی سرکار آقا و ولینعمت جناب سردار
جام عالی خاں صاحب بہادر دام ملکہ کے اولیائے دولت قویہ فخیمہ برطانیہ پر ظاہر کر کے زمام ریاست
موروثی ان کے ہاتھ میں دلوائی ہم صاحب بہادر کی ایسی ایسی عنایات و مہربانیوں کا کسی زبان
سے شکریہ ادا نہیں کر سکتے جیسا کہ شاعر کہتا ہے۔ **رباعی** اگر ہر موے من گردد زبانے۔ زتو
رانم بہر یک داستانے + ندانم گوہر شکر تو سفتن۔ یکے از حرف احسان تو گفتن + بس ایں دو شعر

دعائیہ پر اس کلام کو ختم کرتے ہیں۔ رباعی

روز و شب ہم مانگتے ہیں باحضور دل دعا　　رکھتے ہیں درگاہ ایزد سے اجابت کی رجا
خوش رہے دایم ابھی سنڈیمن منصف مزاج　　اور رہے آفات ارضی و سماوی سے بچا

اور بدرجہ نہایت ممنون جناب فیضمآب کرنل رینلڈ صاحب بہادر اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل ہندوستان مامور سرحدات بلوچستان کے ہیں کہ جب سے یہ دانا اور کار آزمودہ آفیسر اس مابیت پر تشریف لائے ہیں اُن کے اہتمامات عمدہ سے سرحدوں پر ہر قسم کی امنیت ہوگئی جس سے ہم کل رعایا ملک لس بیخوفانہ اپنے اموال مویشی جنگلوں پہاڑوں میں چرنے چھوڑ دیتے ہیں اور اجناس تجارت بے کھٹکے ندیوں اور پہاڑوں کے دروں سے لاتے اور لے جاتے ہیں ہر ایک موقع پر نہایت عمدہ انتظام پولیس وغیرہ کا رکھا ہوا ہے اب ہماری معزز محترمہ علیا مخدرہ لیڈی صاحبہ اعنی جناب مسس سنڈیمن صاحبہ اور ہمارے مربی و محسن کرمفرمائے جناب فیضمآب معلےالقاب کرنل سر رابرٹ سنڈیمن صاحب بہادر نجم الہند و جناب فیضمآب کرنل رینلڈ صاحب بہادر و جناب فخامت مآب رائے بہادر لالہ ہتو رام فرسٹ نیٹو اسسٹنٹ ایجنٹ و سائر حاضرین ایں دربار عالی آپ کے روبرو ہم اپنے سردار عالی وقار و مالک و آقائے نامدار سرکار جام صاحب جناب حاجی سردار جام عالیخاں صاحب بہادر کو بفضل و کرم الٰہی و تفقدات و موہبات نامتناہی امناء و اولیاء دولت عالیہ برطانیہ مسند ریاست و حکومت لس پر جلوس فرمانے کے ہزاران ہزار تبریک و تہنیت عرض کرتے ہیں رباعی

ہو مبارک تجھ کو اے سرکار جام عالی وقار　　سروری لس کی رہے دایم تو اُس پر پائدار
سب ترے احباب کو ہووے نشاط جاوداں　　دشمن و حاسد رہیں تیرے سدا مقہور و زار

آمین ثم آمین

پیر احمد شاہ صاحب　پیر نور شاہ جیلانی ساکن اُتھل۔ پیر ملوک شاہ جیلانی ساکن اتھل۔ سید جعفر علی ساکن اتھل۔ سید غلام علی شاہ لس بیلہ۔ سید چمن شاہ　خلیفہ میاں احمد　خلیفہ محمد یوسف خلیفہ رحیم خاں　خلیفہ شاہ بلاول　خلیفہ سائیداد و خلیفہ شاہ بلاول۔ میر فتح خاں عالیانی میر جنگی خاں عالیانی　میر جہگیر خاں ولد علیخاں قوم جاموٹ چنرہ پوتہ　میر چمن خاں ولد خان محمد قوم جاموٹ چنرہ پوتہ　میر جنید خاں ولد عظیم خاں قوم جاموٹ چنرہ پوتہ　میر علی محمد جاموٹ چنرہ پوتہ وڈیرا شیر خاں جاموٹ ولد سنگرو ندرائی　چھتہ ولد الہنہ جاموٹ کترہ و پولے والا۔ علی محمد ولد اہنا داد ابرو

حاجی دریا خاں جاموٹ حاجی صوب خان برو وڈیرہ پنیلدا ولد لعل خاں قوم گنگہ۔ سلیمان ولد کلاچ قوم گنگہ رئیس پونہ الہ داد ولد محمد قوم گنگہ گھرامانی موسی خاں ولد الہنہ قوم گنگہ والی۔ فتیان قوم گنگہ وڈا شیر خاں ولد فقیر قوم انگاریہ۔ اُمید علی قوم انگاریہ تونانی اوتمان قوم انگاریہ باڑائی داؤد انگاریہ علو قوم انگاریہ پنبہ پونہ خلیفہ جان محمد قوم شیخ۔ خلیفہ سومار شیخ بچل قوم شیخ خلیفہ منگیہ برہ دریس برہ جنگی خاں برہ داد محمد برہ جالو قوم برہ اتھلائی وڈیرا شیر خاں ولد مٹھ قوم شاہوک۔ وڈیرہ لکھمیر قوم مانگیہ خالو ولد اسمعیل قوم مسور قدر ولد عمر قوم بودرہ عارب قوم بودرہ وڈیرا لعل خاں ولد پنیلد اقوام باریجہ لعل بخش قوم باریجہ ناخدا محمد صالح سونمیانی والہ ناخدا محمد یوسف سونمیانیوالہ غلام محمد ولد رحمت قوم پاوی فتیان ولد ہیبت قوم پاوی میاں محمد داؤد زرگر کراچی والہ ❖

فہرست صاحبان پولٹیکل ایجنٹ سوتھ ایسٹرن بلوچستان ایجنسی

۱	کرنیل رینالڈ صاحب	بکم اپریل ۱۸۸۴ء	۴ مئی ۱۸۸۷ء	فرلو
۲	کپتان ٹمپل صاحب	۴ مئی ۱۸۸۷ء	۱۷ نومبر ۱۸۸۷ء	
۳	کرنیل ابرٹس صاحب	۱۷ نومبر ۱۸۸۷ء	۱۴ مارچ ۱۸۸۸ء	
۴	کرنیل رینالڈ صاحب	۱۴ مارچ ۱۸۸۸ء	۱۲ فروری ۱۸۸۹ء	رخصت بیماری
۵	مسٹر کرافورڈ صاحب	۱۲۔ فروری ۱۸۸۹ء	۱۷۔ اپریل ۱۸۸۹ء	
۶	کپتان ٹمپل صاحب	۱۷۔ اپریل ۱۸۸۹ء	۸ مئی ۱۸۸۹ء	
۷	میجر نیول صاحب	۹ مئی ۱۸۸۹ء	۳۰ جولائی ۱۸۸۹ء	
۸	کرنیل رینالڈ صاحب	۳۱ جولائی ۱۸۸۹ء	۱۸ اپریل ۱۸۹۰ء	
۹	میجر میور صاحب	۹۔ اپریل ۱۸۹۰ء	۱۲۔ اپریل ۱۸۹۱ء	رخصت
۱۰	مسٹر فنیج صاحب	۱۲۔ اپریل ۱۸۹۱ء	۸۔ جولائی ۱۸۹۱ء	
۱۱	کپتان سیکڈرنلڈ صاحب	۹۔ جولائی ۱۸۹۱ء	۳۱ مئی ۱۸۹۳ء	
۱۲	کپتان کیوبٹ صاحب	۳۱۔ مئی ۱۸۹۳ء	۱۴۔ نومبر ۱۸۹۳ء	
۱۳	میجر راھزی صاحب	۱۴۔ نومبر ۱۸۹۳ء	۲۱ اکتوبر ۱۸۹۴ء	
۱۴	کپتان سٹرٹین صاحب	۲۲۔ اکتوبر ۱۸۹۴ء	۲۲ نومبر ۱۸۹۴ء	رخصت

۱۵ کپتان شاورس صاحب	۲۳- نومبر سنہ ۱۸۹۴ء	۲۳- دسمبر سنہ ۱۸۹۴ء	
۱۶ کپتان کمہال صاحب	۲۳- دسمبر سنہ ۱۸۹۴ء	۱۳- مئی سنہ ۱۸۹۵ء	
۱۷ کپتان کیوبٹ صاحب	۱۳- مئی سنہ ۱۸۹۵ء	۲۲- اکتوبر سنہ ۱۸۹۵ء	
۱۸ کرنیل فریزر صاحب	۲۲- اکتوبر سنہ ۱۸۹۵ء	۱۹- مارچ سنہ ۱۸۹۶ء	
۱۹ کپتان ٹائی صاحب	۱۹- مارچ سنہ ۱۸۹۶ء	۲- اپریل سنہ ۱۸۹۸ء	
۲۰ کپتان شاورس صاحب	۳- اپریل سنہ ۱۸۹۸ء	۷- جولائی سنہ ۱۸۹۸ء	
۲۱ کپتان بن صاحب	۸- جولائی سنہ ۱۸۹۸ء	۲۶- اگست سنہ ۱۸۹۸ء	تبدیلی ژوب
۲۲ کپتان شاورس صاحب	۲۷- اگست سنہ ۱۸۹۸ء	۱۷- ستمبر سنہ ۱۸۹۸ء	
۲۳ کپتان بن صاحب	۱۸- ستمبر سنہ ۱۸۹۸ء	۱۱- نومبر سنہ ۱۸۹۸ء	
۲۴ کپتان شاورس صاحب	۱۲- نومبر سنہ ۱۸۹۸ء	۲۳- اپریل سنہ ۱۸۹۹ء	تبدیلی ژوب
۲۵ کپتان میکانگی صاحب	۳- اپریل سنہ ۱۸۹۹ء	۱۲- اپریل سنہ ۱۸۹۹ء	
۲۶ میجر بلول صاحب	۱۳- اپریل سنہ ۱۸۹۹ء	۲۷- مئی سنہ ۱۸۹۹ء	
۲۷ کپتان میکانگی صاحب	۲۸ مئی سنہ ۱۸۹۹ء	۱۳- جولائی سنہ ۱۸۹۹ء	
۲۸ کپتان ٹائی صاحب	۱۴- جولائی سنہ ۱۸۹۹ء	۱۷- اپریل سنہ ۱۹۰۱ء	
۲۹ کپتان جیکب صاحب	۱۸- اپریل سنہ ۱۹۰۱ء	۱۹ مئی سنہ ۱۹۰۱ء	
۳۰ کپتان ونٹر صاحب	۲۰- مئی سنہ ۱۹۰۱ء	۲۳- جولائی سنہ ۱۹۰۲ء	
۳۱ کپتان رامزی صاحب	۲۴- جون سنہ ۱۹۰۲ء	اب تک	

ایجنسی نوشکی

یہ ایجنسی تھوڑے عرصہ سے بہ خیال کھولنے اور امن میں رکھنے راستہ تجارت از کوئٹہ تا سیستان قائم ہوئی ہے اس راستہ کی ضرورت بوجوہات پولیٹکل و مالی تجارت کے پہلے پہل سال سنہ ۱۸۹۴ء میں جب سر رابرٹ سنڈیمن صاحب بطرف پنجگور و کیچ براہ خاران تشریف لے گئے تھے صاحب ممدوح نے سرکار ہند کو جتلائی تھی اس سے پہلے جو معلومات سرکار میں اس راستہ اور ان ملکوں کی بابت پہنچ چکے تھے اُس سے سرکار کو یہ خیال تھا کہ یہ راستہ ہا اور ملک ہا نوشکی و خاران و چاغی و پنجگور و کیچ بلکہ تمام ملک مکران ایسے ریگستان و بیابان ہیں کہ افواج کثیر التعداد نو بجا سے رہا بڑا

قافلہ تجارت بھی اِن ملکوں سے بخوف کمی پانی وخوراک کے مشکل سے گذر سکیگا۔ سر رابرٹ سنڈیمن صاحب نے جب بچشم خود ان ملکوں کو دیکھا اُن کے خیال میں ان ملکوں سے جو راستہ ہا سیستان و ایران و افغانستان کو جاتے ہیں نہایت ضروری معلوم ہوے اور تھوڑی توجہ سے واسطے گذر کثیر التعداد افواج کے و قافلہ جات تجارت کے کار آمد ہو سکتی تھی چنانچہ صاحب موصوف نے اپنی رپورٹ میں تمام راستہ جات اور ملک ہا کا حال درج کیا۔ اُس سے تھوڑے عرصہ بعد سال ۱۸۸۶ء میں جبکہ افواج روس نے پنجدیہ علاقہ افغانستان ضلع ہرات پر حملہ کر کے افواج امیر کابل والی افغانستان سے مقابلہ کیا بلکہ خوف تھا کہ فوج روس ہرات پر قبضہ کر لیویگی سرکار عالیہ ہند کو بموجب درخواست امیر صاحب کابل ایک کمیشن بہ سرکردگی کرنیل رجوی صاحب بہادر ڈپٹی سکرٹری فارن ڈپارٹمنٹ ہرات کو بلکہ تا سرحد روس واسطے حد بندی مابین روس و افغانستان کے بھیجنا پڑا۔ جس کے ساتھ تعداد جانوران شتران و اسپان وغیرہ قریب چار ہزار و کل نفری افواج وغیرہ قریب دو ہزار ہوگی۔ بخیال چند وجوہات کے سرکار عالیہ ہند نے گذرنا کمیشن کا براہ کوئٹہ و نوشکی و چاغی و خواجہ عالی و رباط علاقہ افغانستان سے بجانب ہرات تحریر فرمایا جس کی امداد کے واسطے سر رابرٹ سنڈیمن صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر بلوچستان نے مسٹر بارنس صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ کوئٹہ پشین کو جو بعد اُس کے خود مسٹر بارنس صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر بلوچستان رہ چکے ہیں اور اب فارن سکرٹری گورنمنٹ ہند کے ہیں اور مجھ کو انتظام رسد رسانی کمیشن کے واسطے تعینات فرمایا چنانچہ تا گلپھا غربی سرحد چاغی و ریگستان کے کمیشن کو پہنچا یا گیا تمام جانوران اور فوج ہمراہ کمیشن اس راستہ سے بلحاظ پانی و خوراک کے نہایت سہولیت کے ساتھ خواجہ عالی رود بار سرحد افغانستان تک پہنچ گئی۔

راستہ جو بونڈری کمیشن نے کوئٹہ سے تا سرحد افغانستان اختیار کیا حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام منزل	تعداد مرحلہ	کیفیت
۱	گردی تالاب	۸ میل	علاقہ کوئٹہ سے ہے گھاس و پانی و آبادی بہت ہے
۲	کہنک	۱۰ ״	یہ موضع سردار رئیسانی و رستم زئی کا ہے پانی گھاس وغیرہ سب کچھ ملسکتا ہے
۳	پنج پائی	۱۱ ״	یہاں سے پانی گھاس سب کچھ مل سکتا ہے ایک موضع بھی آباد ہے
۴	چمن سنگ بد	۱۲ ״	پہاڑی راستہ چشمہ پانی۔

نمبر شمار	نام منزل	تعداد مرحلہ	کیفیت
۵	کہسار	۱۰ میل	پہاڑی راستہ چشمہ پانی
۶	نوشکی	۱۲ ،،	خاص نوشکی کی بستی میں ہندو لوگوں کے دکان بھی ہیں سرداران ذگر مینگل ورخشانی وہاں رہتے ہیں۔
۷	سندوری	۹ ،،	یہ جگہ نوشکی سے جانب غرب ریگستان میں واقع ہے آبادی کسی قسم کی نہیں پانی چاہان کھودنے سے بقدر ضرورت کافی مل سکتا ہے۔
۸	بند	۱۳ ،،	جانب غرب زمینات اس علاقہ کی بہت عمدہ اول درجہ کی ہے اگرچہ بارانی ہے مگر بند بنانے سے خوب آبادی ہوسکتی ہے مگر کچھ تو سردار آزاد خاں نوشیروانی کے حملوں سے کچھ رخشانی و مینگل کے نااتفاقی سے ویران پڑی ہیں یہاں صرف ایک دو بستیات واقع ہیں پانی بذریعہ بند کے روکا جاتا ہے وہ واسطے پینے انسان وحیوان کے استعمال میں آتا ہے۔
۹	عمر شاہ	۱۰ میل	جانب غرب وجنوب یہاں بھی ایک بستی ہے اور مردم ذگر مینگل آباد ہیں ایک خانقاہ عمر شاہ کی موجود ہے اُس کے نام پر یہ جگہ مشہور ہے پانی بارانی ہر وقت مل سکتا ہے۔
۱۰	ڈہرو	۱۰ ،،	یہ بھی ایک خانقاہ فقیر ڈہرو کی ہے اُس کے نام سے مشہور ہے قافلہ کے لوگ خیرات آرد وغیرہ مجاور خانقاہ کو دیا کرتے ہیں پانی بارانی موجود رہتا ہے اور کنوے بھی کھودے جاسکتے ہیں
۱۱	گزچاہ	۱۸ ،،	آبادی ندارد۔ کچے چاہان کھودنے سے پانی ہر وقت بہم پہنچ سکتا ہے۔ پانی چھ فٹ عمق پر ملتا ہے۔ بعض چاہان کا پانی کھارا ہوتا ہے سامان رسد کا چاغی سے آتا ہے جو یہاں سے ۱۰ میل جنوب کی طرف ہے چارہ جانوران اور ہیزم بکثرت ہے۔
۱۲	پیر اسماعیل	۱۳ ،،	راستہ ریتلا ہے اور شمال کی طرف پھرتا ہے آبادی کوئی نہیں۔ پانی کچے چاہات سے دستیاب ہوتا ہے مقبرہ پیر اسماعیل یہاں واقعہ ہے۔
۱۳	ممو	۱۱ ،،	یہ پڑاو ریگستان کے بیچ میں واقعہ ہے پانی کچے چاہان سے ملتا ہے گھاس وغیرہ یہاں نہیں ہوتا ہے

۱۳ گل چاہ ۱۰ میل سرک کوہ ملک دوکنڈ کے شرقی دامن سے گذرتی ہے یہاں کمیشن کے واسطے بہت چاہان کھودے ہوئے تھے اس مقام سے ریگستان لوت جس کا عرض پچاس میل ہے شروع ہوتا ہے۔ مشن کے تمام پیادگان کیواسطے سردار آزاد خاں نے جماز شتران بہم پہنچائے اور اس ریگستان سے پیادہ فوج وہمراہیان کمنپ بہ تمام سہولیت پار ہو گئے +

دوسرا راستہ نوشکی سے براہ چاغی یہ ہے

۱	بول	۱۲ میل	رود جاری ہے گھاس لکڑی مل سکتا ہے آبادی تھوڑی علاقہ عالم خاں خشانی
۲	بہدگ	۱۲ ”	پانی کنواں ۷ گز عمق گھاس لکڑی مل سکتا ہے علاقہ داد کریم خاں خشانی
۳	ہشکی نلی	۱۳ ”	پانی کنواں بقدر ۷ گز عمق گھاس لکڑی مل سکتا ہے آبادی مانچران علاقہ سنجرانی
۴	چارسر	۱۱ ”	بشرح صدر
۵	تارگرہ	۱۲ ”	بشرح صدر
۶	زڑالہ	۱۵ ”	پانی جاری گھاس لکڑی بہت آبادی خوب علاقہ سنجرانی
۷	چاغی قلعہ	۸ ”	کنواں وجوئے گھاس لکڑی بہت آبادی خوب قلعہ سرافراز خاں
۸	پہدگیاباں	۱۰ ”	اب رود جاری گھاس لکڑی کافی آبادی مالداران علاقہ سنجرانی
۹	رامن	۱۲ ”	جوئے رود جاری بشرح صدر
۱۰	برابچاہ	۱۶ ”	رود وچشمہ جاری بانی کیفیت بشرح صدر
۱۱	کوہ سالی	۱۰ ”	چشمہ رود بشرح صدر
۱۲	ممو	۱۱ ”	چاہات
۱۳	گلچاہ	۱۳ ”	چاہ ہائے آباد علاقہ سنجرانی گھاس لکڑی عام

واضح ہو کہ گلچاہ سے آگے ہلمند تک قریب پچاس میل ریگستان ہے جس کو اس علاقہ میں لوت کہتے ہیں امیر صاحب کے لوگ جو چاغی تک اپنی سرحد بیان کرتے ہیں چنانچہ امیر صاحب کی طرف سے چند خاصہ دار واسطے انتظام رسد چاغی میں آئے تھے لیکن بموجب حکم مسٹر بارنس صاحب پولٹیکل ایجنٹ کے اینجانب پہلے پہنچ گیا تھا اور علاقہ چاغی میں انتظام رسد وپانی وغیرہ معرفت سردار سنجرانی کے کر لیا تھا سردار وقوم سنجرانی اپنے آپ کو از قوم بلوچ

مدعایا خانصاحب بیان کرتے تھے تب سے علاقہ سنجرانی کا یقینی طور پر بلوچستان کے ساتھ ملحق سمجھا گیا۔ اور سردار علی خاں بخدمت صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان حاضر ہوا۔ اور اُس کو خدمات کے صلہ میں جو کمیشن کی مدد دینے میں کی تھی خلعت دی گئی اور بمثل دیگر سرداران سرحدان کے اُس کے مواجب کے واسطے گورنمنٹ میں سفارش ہوئی جو منظور فرمائی گئی اور بھی سرداران خاران و نوشکی نے اس کمیشن کے گذرنے میں خوب مدد دی۔ اُنکو بھی بقدر مناسب پیشگاہ صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان سے خلعت ہائے عطا ہوے۔ اُس وقت سے پورا یقین ہوا کہ علاقہ جات نوشکی۔ چاغی خاران۔ اس قسم کی آمدرفت افواج سرکاری اور قافلہ جات تجارت کے خوب کارآمد ہیں۔ جب سے چھاونی کوئٹہ میں مقرر ہوئے قدرے قلیل آمدرفت قافلہ جات کی سیستان سے شروع تھی مگر سوداگر لوگ ایک تو سختی ٹنگ یعنی محصول راہداری کی اور دوسرا کم حفاظتی کی شکایت کرتے تھے سوداگران نے بیان کیا سیستان سے چلکر تا کوئٹہ پہنچنے میں ان کو قریب دس جگہ ٹنگ دینا پڑتا ہے اگر سرکار مثل بولان کے اس راستہ کا انتظام کرے تو آمدرفت تجارت میں بڑی ترقی ہوگی۔ بقول سوداگر سیستانی۔ سیستان ایک بڑا میدان ہے اُس میں چند شہر ہیں اقوام ذیل اُس میں رہتی ہیں:۔

ناروہی سردار شریف خاں سنجرانی۔ سردار براہیم خاں نوکی رند۔ سردار ابراہیم خاں کرد۔ عرصہ آٹھ سال سے پہلے یہ ملک بلوچوں کے اپنے قبضے میں تھا سردار شریف خاں و تاج محمد سرہندی اس ملک کے بڑے سردار سمجھے جاتے تھے عرصہ تخمینا آٹھ دس سال سے بادشاہ ایران علاقہ سیستان اپنے قبضہ میں لایا عالم نماں از طرف بادشاہ ایران حاکم مقرر ہوا۔ پانی کی رود جاری ہے زمین قابل زراعت بہت ہے خاص شہر ہرات وہاں سے قریب آٹھ دس منزل ہوگا نوشکی سے سوار سیستان میں دسویں روز پہنچ سکتا ہے راستہ ہموار شتر وغیرہ سامان بخوبی جا سکتا ہے راستہ میں گھاس لکڑی پانی کافی ہے موجودہ قافلہ جات کے منازل نوشکی سے تا سیستان حسب ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	نام منزل	کیفیت
۱	از نوشکی جباک	منزل گاہ پر میدان گھاس لکڑی وافر۔ پانی جاری۔ ملک غیر آباد ہے
۲	غرقاب	میدان آب لکڑی وافر ہے راستہ صاف غیر آباد
۳	پہل چہوٹہ	بر سر کوہ آب جوبیاں گھاس لکڑی کافی ملک ویران
۴	زرانہ	چاہان درمیان رود آب و لکڑی بسیار آبادی مردم سنجرانی سردار سرافراز خان

نمبر شمار	نام منزل	کیفیت
۵	چاغی	خاص قلعہ سردار سرفراز خان سنجرانی علاقہ خانصاحب کلات۔ رسد ہر قسم ملسکتی ہے
۶	لاکھ گڑو	یہاں اقوام کرد رہتے ہیں سردار مردم گہرو علاقہ خانصاحب میں رہتا ہے۔
۷	براب چاہ	اقوام سیاہی زئی ازپیلی مردم سنجرانی یہاں آباد ہیں اُن کا مقدم چاکر علاقہ خانصاحب میں رہتا ہے۔
۸	اِس سنت	اقوام محمد حسنی یہاں آباد ہیں شاہ گل اُن کا مقدم علاقہ خانصاحب میں رہتا ہے
۹	اوار ننہ	اقوام محمد حسنی مالدار لوک جن کا مقدم مسمی امیر خاں ہے یہاں رہتے ہیں۔
۱۰	سوکالک	پانی جاری ہے آب و لکڑی لبسیار ملک ویران۔
۱۱	پھرانچ	پانی کمیاب گھاس لکڑی کافی
۱۲	خواجہ علی	یہ موقع بر سر رود جاری کے ہے پانی لکڑی لبسیار ملک ویران سرحد امیر صاحب کابل ہے
۱۳	لنڈی	عیسب خان برنجی افغان یہاں کا معتبر ہے یہ جگہ داخل سرحد امیر صاحب والی کابل ہے
۱۴	رودبار	اعظم خاں سنجرانی سرکردہ قوم سنجرانی یہاں رہتا ہے لیکن بالیہ کسی کو نہیں دیتے۔
۱۵	اِنسکلہک	اقوام محمد حسنی بروہی جنکا معتبر شاہ گل خاں ہے یہاں آباد ہیں
۱۶	چہار برزگ	یہ علاقہ سنجرانی کا ہے امام خاں سوتر بھائی سردار براہیم خاں سنجرانی یہاں رہتا ہے
۱۷	قلعہ پٹ	ایک بڑا شہر ہے علاقہ امیر صاحب والی کابل کا ہے جب سے سیستان بادشاہ ایران نے لیلیا ہے شریف خان اسجگہ رہتا ہے
۱۸	نوخین برج	شہر کلان اقوام ناروی سرحد شاہ ایران یہاں رہتے ہیں۔
۱۹	×	×

سوداگر کہتے ہیں کہ ہر ایک قوم جس کے علاقہ سے قافلہ جات گذرتے اپنے واسطے چنگ وبدرقی وصول کرتے ہیں علاوہ اس سے دو راستہ کا قلہ جات جو بندر کمال خاں سے جاتے ہیں اور تیسرا جو ہرات تک پہنچتا ہے ذیل میں درج کیئے جاتے ہیں

ان راستوں کے متعلق تین چہار اضلاع مندرجہ ذیل ہیں جن میں اقوام بلوچی رہتے ہیں اُن کی بابت مختصر حال یہ ہے اول نوشکی اس جگہ مستقل مالک اقوام ذیل ہیں۔ ذکر مینگل سردار محمد علی خاں قریب ا ع ۔ رخشانی سردار عالم خاں قریب ال ۔ کبزانی قریب ا نفر ذکر مینگل خوب مضبوط تمن ہے، مگر سردار محمد علی خاں اور قادر بخش خاں کی آپسمیں نااتفاقی

ہے اسی طرح رخشانی بھی دو فرقہ ہیں نمرانی۔ بادین زئی دونوں آپس میں سخت مخالفت رکھتے ہیں بلکہ ایک دوسرے کے جانی دشمن ہیں اسواسطے زمینات علاقہ ہذا بہت ویران پڑے ہیں۔ خانصاحب والی کلات کی طرف سے یہاں ایک نائب مقرر رہتا تھا بعض زمینات سے خانصاحب بٹائی بھی لیتے ہیں لیکن زیادہ تر آمدنی نُشنگ کا غلہ جات کی ہے اب سرکار نے یہ ضلع خانصاحب سے عوض مبلغ لعہ سالیانہ اجارہ پر لے لیا ہے امید ہے کہ سرکاری انتظام سے علاوہ آمدنی تجارت کی زمینات ویرانہ بہت آباد ہو جاوینگی علاوہ ان تین مستقل و مالکان زمین کے اقوام سماعلانی مینگل و بڑکانی بھی اس علاقہ میں بطور مالچر رہا کرتے ہیں یہ لوگ خانہ بدوش ہیں پہلے تو علاقہ سیوی میں بھی بموسم زمستان آیا کرتے تھے۔ مگر جب سے سرکار عالیہ برطانیہ کے حسن انتظام سے آبادی زمینات ترقی پر ہوگی ہے۔ مالداران کے واسطے گاہچری کا موقع کم رہا ہے اسواسطے اب بجائے سیوی و کوئٹہ کے زیادہ تر شوراوک کی طرف علاقہ امیر صاحب میں چلے جاتے ہیں۔

علاقہ شوراوک اس ضلع کے سر پر ایک دنبل ہے کہ ہر وقت اس سے تکلیف میں رہتے ہیں بدمعاش لوگ اس علاقہ سے بدی کر کے وہاں جاکر پناہ گزیں ہوتے ہیں جب سر رابرٹ سنڈیمن صاحب نے پشین کا چارج لیا اُنکا رائے تھا۔ کہ شوراوک ہمراہ پشین کے ان کو ملنی چاہیئے مگر سر آلیور سنٹ جان صاحب نے جو پولٹیکل افسر قندھار کے تھے شوراوک کو پشین سے علیحدہ حصہ ضلع قندھار قرار دیا تھا۔ قلعہ چاغی سردار و اقوام سنجرانی پہلے سے ماتحت صاحب ایجنٹ گورنر جنرل کے ہو چکے ہیں اور وہ لوگ خوشی سے مدد دینے پر تیار ہیں اور اچھے خیر خواہ ہیں اُن کی طرف سے کچھ تکلیف نہ ہوگی بلکہ جب سے سرکار نے یہ راستہ کھولا وہ بہت خوش ہیں اور خوب مدد دے رہے ہیں۔ چنانچہ خاران یہ بھی پہلے سے بدمزہ بلوچستان تصور ہوتا ہے چنانچہ سردار خاران کو مواجب وغیرہ بھی ملتا ہے اس کی بابت اینجانب مفصل حال پہلے لکھ چکا ہوں۔ باقی اقوام جو مابین خاران اور سیستان کے رہتے ہیں زیادہ تر اقوام سنجرانی ہیں بلوچ لوگ بہ نسبت افغان کے سرکار عالیہ برطانیہ کے سایہ میں آنے سے خوش ہیں چنانچہ انہوں نے افسران سرکاری جو اس راستہ کے انتظام پر مقرر ہیں یا پہلے اس سے اس راستہ سے آمد رفت کیا صدق دل سے مدد دیا اور دے رہے ہیں۔

یہ راستہ تجارت سیستان کے علاوہ ہرات مشہد ایران تا رشیہ خوب کار آمد ہوگا۔

عجب نہیں کہ سرکار ایک دن اس سے ریل لے جاوے۔ سر رابرٹ سنڈیمن صاحب۔ کو اس راستہ کی بابت بہت خیال تھا چنانچہ آخیر وقت جبکہ لس بیلہ کو جا رہے تھے سون میانی سے ایک چٹھی لارڈ رابرٹس صاحب جنگی لاٹ کو خود اس راستہ کے بارہ تحریر کی تھی اس کی بابت میں ان کے باب خدمات میں مفصل حال درج کر آیا ہوں۔ گویا کہ اس راستہ کا کھولنا سر رابرٹ سنڈیمن صاحب کی وصیت کا ایک جزو ہے۔

الف فہرست منازل قافلہ جات از بندر کمال خاں

نمبر شمار	نام منازل	تعداد مرحلہ	کیفیت
۱	قلعہ دوست محمد خاں	۱۰ میل	آب رواں۔ چارہ بکثرت۔ مردم سنجرانی بلوچ یہاں آباد ہیں
۲	ممبر آباد	۱۱ ״	نہر کا پانی۔ چارہ وافر۔ مردم سنجرانی یہاں آباد ہیں
۳	قلعہ فتح	۱۱ ״	״ ״ ״ شیران زئی بلوچ یہاں آباد ہیں
۴	شورو	۱۰ ״	״ ״ ״ سنجرانی بلوچ یہاں آباد ہیں
۵	قلعہ فقیر محمد	۱۱ ״	״ ״ ״ ״ ״
۶	نادعلی		یہ ایک بڑا شہر ہے۔ دریائے ہلمنڈ کے شرقی کنارہ سے راستہ گذرتا ہے

ب فہرست منازل قافلہ جات از بندر کمال خاں

۱	وک ولیم	۱۰ میل	آب رواں۔ چارہ وافر۔ آبادی مردم سنجرانی۔ حکومت سردار براہیم خاں
۲	خواجہ احمد	۱۱ ״	״ ״ ״ زمینات کاشت شدہ
۳	جان آباد	۹ ״	״ ״ اس موقع پر دریا میں بند کیا ہوا ہے اور پانی سیستان کو لے گئے ہیں یہاں سے ایک راستہ ہرات کو جاتا ہے دوسرا سیستان کو جاتا ہے۔
۴	اسکل	۱۰ ״	آب روان چارہ وافر۔ یہاں مردم سیستانی آباد ہیں اور حکومت قاجار کی ہے
۵	شہر سیستان	۱۲ ״	بموجب ہر ایک بڑا شہر ہے یہاں کا حاکم میر علم خاں امیر غاین حشمت الملک ہے۔
۶	نادعلی	۱۱ ״	آب رواں۔ چارہ وافر۔ آبادی مردم سنجرانی زیر سردار براہیم خاں۔

نمبر شمار	نام منزل	تعداد مرحلہ	کیفیت
۷	چکانسور	۱۲ ″	پانی چاہات سے۔ باقی بموجب صدر
۸	نشند	۱۱ ″	آب دریا ″
۹	پوزہ ڈوک تیز	۱۰ ″	بشرح صدر
۱۰	اسک	۱۱ ″	بشرح صدر
۱۱	تخت رستم	۱۲ ″	ایضاً
۱۲	جوائن	۱۱ ″	پانی اور چارہ بموجب بالا سکزئی درانی یہاں آباد ہیں سرحد افغانستان ہے۔
۱۳	کازوان ریزہ	۱۲ ″	بشرح صدر
۱۴	خوش رودک	۱۱ ″	آب چشمہ۔ آبادی ندارد
۱۵	غالگ شاہ کوہ	۱۰ ″	آب کاریز و چشمہ۔ زراعت
۱۶	کاریز	۱۲ ″	ایضاً
۱۷	کلاتا	۱۳ ″	ایضاً
۱۸	زکن	۱۲ ″	ایضاً
۱۹	اناردرہ	۱۱ ″	ایضاً
۲۰	خام گوزون	۱۲ ″	ایضاً
۲۱	جمال غازی	۱۲ ″	ایضاً آبادی ندارد
۲۲	رباط	۱۰ ″	ایضاً زراعت
۲۳	اکل	۹ ″	ایضاً
۲۴	اورسکان	۱۰ ″	ایضاً
۲۵	خواجہ قرمان سر	۱۲ ″	ایضاً
۲۶	چاہ گز یاپ	۱۱ ″	آب چشمہ
۲۷	کنارہ	۱۱ ″	آبادی ندارد۔
۲۸	قلعہ یسبین	۱۰ ″	کاریز آبادی افغانستان
۲۹	ہرات	۱۲ ″	مشہور شہر افغانستان کا ہے

کوئٹہ ایجنسی

کوئٹہ ۔ وجہ تسمیہ اس کا یہ ہے کہ پشتو زبان میں کُوٹ قلعہ کو کہتے ہیں یہ قطعہ میدان حسین میں کوئٹہ آباد ہے قدرتی بمثل قلعہ کے ہے چنانچہ چاروں طرف پر وہ کوہستان سے خوب محفوظ ہے صرف چند راستے اسکے بیچ میں واسطے آمدرفت علاقہ ہا غیر کے قدرتی طور کھلے ہوئے ہیں شمالاً صرف ایک راستہ بجانب کچھ احمدون وغیرہ جاتا ہے غرباً دو راستے پہلا براہ کچلاغ وپشین قندھار کو جاتا ہے جس راستہ سے اب ریل بھی بنائی گئی ہے ۔ دوسرا براہ گھنگلی ودرہ غزہ بند پشین وشوراوک وقندھار ونوشکی کو جاتا ہے جنوباً بھی دو راستہ جاتے ہیں ۔ ایک سرآب سے بجانب مستونگ ثانی براہ دشت وبولان کچھی وسبوی وجیکب آباد کو جاتا ہے شرقاً براہ درہ ہنہ ۔ پہلا بجانب زورستان یعنی علاقہ شارگ وہرنائی ۔ دوسرا بجانب ساگھان ویادرہ وکٹ منڈای کوہستان مری وسبوی کو جاتا ہے ۔ اگر یہ راستے محفوظ کئے جاویں تو میدان کوئٹہ میں کوئی دوست یا دشمن بلا اجازت داخل نہیں ہو سکتا ۔ میدان کوئٹہ کا طول شمالاً وجنوباً بشمول سریاب تا حدود دشت قریب ۳۰ میل اور عرض شرقاً وغرباً قریب ۱۰ میل ۔ اسی قطعہ کا نام زمانہ قدیم میں بزبان پشتو کُوٹ مشہور تھا اس میں دیہات کا نام قوموں کے نام پر یا کاریزات یا آب ہائے رواں کے نام پر مختلف کانسی وباززی وسریاب وغیرہ مشہور تھا ۔ اسی کے ہم مثال کوٹ منڈای ملک مری میں موجود ہے وہ بھی اسی طرح چاروں طرف قدرتی دیوار ہائے کوہستان سے محفوظ ہے اس کا نام بھی اسی واسطے کوٹ منڈای افغان لوگوں کے زمانہ سے مشہور چلا آتا ہے چونکہ علاقہ کوئٹہ کا زمانہ قدیم میں عرصہ دراز تک زیر قبضہ افغان لوگوں کے شامل حکومت قندھار کے رہا چنانچہ اب تک بھی زیادہ تر اقوام افغان کانسی ۔ باززی ۔ درانی ۔ یاسین زئی وغیرہ اس علاقہ میں آباد ہیں اس واسطے اس کا قدیم نام کوٹ تھا ۔ لیکن بعد اُس کے بعملداری احمد شاہ ابدالی سدوزئی درانی بادشاہ قندھار عوض خدمات میر نصیر خاں کلان بمقدمہ جنگ ہمراہ علی مرزان خان مغل حاکم علاقہ مشہد وحملہ آوری احمد شاہ بر ملک ہندوستان وجنگ ہمراہ راجہ گان مرہٹہ جس میں میر نصیر خاں بذات خود زخمی ہوا تھا وغیرہ علاقہ کُوٹ کا والدہ میر نصیر خاں کو پیشگاہ بادشاہ موصوف سے بطور خلعت وبخش کے ملا تھا دستور ہے کہ عورتوں کو جو بادشاہوں یا امیروں سے خلعت دیجاوے اُنکو بلوچی میں سری ہندی میں چادر پشتو میں شال کہا جاتا ہے چونکہ علاقہ

والدہ شریفہ میر نصیر خاں کو عطا ہوا تھا اس واسطے اس کا نام شال مشہور ہوا تب سے شال کوٹ کہلانے لگا۔ اس کے ثبوت میں دو باتیں موجود ہیں ایک یہ کہ جو علاقہ رود ہنکار سردار ان دُرانی کے قبضہ میں ہے اصل ملکیت شہولی خاں پوپل زئی دُرانی کے جو احمد شاہ کا وزیر تھا پائی جاتی ہے جن کی بابت بروہی لوگ کہتے ہیں کہ جب احمد شاہ نے علاقہ شال میر نصیر خان کو دیا اُس وقت میر نصیر خان نے بطور نذرانہ علاقہ ہنہ کا وزیر شہولی خان کو دیا تھا۔ دویم جو علاقہ سریاب وغیرہ مردم شہوانی بروہی کے قبضہ میں ہے ملاحظہ سندات سے پایا جاتا ہے کہ مردم شہوانی جنگ مشہد میں بہت کام آئے تھے اُس کے صلہ میں یہ ملک اُن کو ملا تھا سویم علاقہ ہذا میں قدیمانہ مالک زمین و کاشتکار اقوام کانسی چلے آئے ہیں اُن کی سندات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ لوگ اس ملک پر عملداری خانصاحبان قلات سے پہلے قابض تھے اور اُن کا تعلق بالا بالا بادشاہان قندھار سے تھا۔ منجملہ سندات پیش کردہ مردم کانسی کی دو سندات کی نقل ذیل میں درج ہے:۔

مہر میر نصیر خاں

نقل مطابق اصل

حکم عالی شد آنکہ رفعت پناہان صداقت و اخلاص دستگاہان نائبان و کارکنان حال و استقبال محال شال بتوجہات خاطر عاطر عالی مستمال بودہ بدانند کہ درینوقت ارباب یوسف خاں و دولت خاں و بادین خاں جماعہ ملکان کانسی ہا بعرض عالی رسانیدہ اند کہ حد ملیاں ازین قرار است کہ شرقاً دکان نری غرباً کوہ اجرب شمالاً لوہڑہ تکتو و چیدہ شیخ صد اجنوباً دروازہ کاہنگ ولنڈہ غڑگی کلاں لہذا امر مقرر فرمودیم کہ مالیات سرکار عالی را بنامبردگان اجارہ کردہ شدہ ازیں قرار کہ ششصد خروار غلہ گندم و جو و سہ ہزار نقدی بدون مواجب اوشاں کہ ہفتاد خروار است اگر اربابان در دادن اجارہ رضامند نبودند پس مالبانات را از قرار بٹائی کہ زمین ہائے خشکابہ و کاریزہا دوازدہم رسد و از جوے ہا کلان ششم رسد گرفتہ باشند از روناس و تمباکو و سبزی دہم رسد بٹائی کنند و بیگار و سرسات و صادرات را ابراو شاں معاف کردہ شدہ بحال اوشاں مزاحم نشوند مالیات را از قرار مرقومہ فوق بعمل آوردہ فراہم سازند و در عوز پرداخت ملک وار ہا بان مذکور متوجہ و ساعی گردیدہ کہ در امور بیچارگی خود شاغل و سرگرم بودہ باشند۔ تحریر فی التاریخ ۱۱ شہر محرم ۱۱۵۲ھ

مہر
احمد شاہ درانی

آنکہ عالیجاہاں رفیع جائگان امیرالامرا العظاماں پکار خاں وزماں خاں
وجمع قوم بٹی زئی و ترینی بالطاف روز افزوں شاہانہ امیدوار بودہ بدانند چوں الکائے شال
بہ مردمان کانسی ہا مرحمت و معاف فرمودہ شدہ - والکائے پشنگ بآں عالیجاہان عنایت و
معاف گردیدہ لہذا امر مقرر فرمودیم کہ بمجرد ورود تعلیقچہ شاہانہ از آب و زمین حدود شال دست
بردار شدہ بقریب آب و زمین کانسی ہا ہرگز واصلاً مطلب نکنند اندریں باب تاکید قدغن
بلیغ دانستہ درعہدہ شناسند - تحریر فی التاریخ ۱۵ صفر ۱۱۵۴ھ

ان میں سے ایک سند مورخہ سال ۱۱۵۲ھ منجانب میر نصیر خان کلاں والی کلات بنام رب
شال کے ہے جس میں حدودات اربع علاقہ شال کی حسب بیان ارباب یوسف خاں و دولت خاں
و بادین خان کانسی بموجب ذیل درج ہیں - شرقاً دد کان نری غرباً کوہ اجرب شمالاً لوہرہ تکتو و
چہیدہ شیخ صدا جنوباً دروازہ کاہنک ولندہ غڑگی کلاں اور جس میں مالیات سرکاری بذریعہ اجارہ
شش صد خروار ملکی از قسم گندم و جو و مبلغ سہ ہزار روپیہ نقدی مقرر کیا گیا تھا - دوسری سند مورخہ
سال ۱۱۵۴ھ از پیشگاہ احمد شاہ دُرانی بادشاہ قندھار بنام پکار خاں وزماں خاں و جمیع قوم بٹی زئی
و ترین مالکان و سرداران علاقہ پشین یا پشنگ کے ہے جسمیں درج ہے - کہ علاقہ شال مردمان
کانسی کو اور علاقہ پشنگ تم سردار پکار خان وزمان خان وغیرہ بٹی زئی و ترین کو معاف کیا گیا ہے
چاہیئے کہ اب وزمین مردم کانسی سے کچھ تعلق نہ رکھو اس سے ناظرین کو تعجب ہوگا کہ پہلے احمد شاہ نے
علاقہ شال کوٹ میر نصیر خاں کو معاف کردیا تھا - اور میر نصیر خاں نے اجارہ پکالنسی لوگوں کو دیا تو
پھر کیونکر اقوام کانسی کو علاقہ مذکور معاف کیا گیا - باب دوم میں جہاں کارنامہ میر نصیر خاں والی قلات بنفصیل
کے درج ہیں - اُن کے ملاحظہ سے واضح ہوگا - کہ میر نصیر خاں بعد گدی نشینی قلات کے فی الفور
احمد شاہ سے منحرف ہوگیا تھا جسکی وجہ سے شاہ موصوف کو قلات پر لشکر کشی کرنی پڑی تھی اس
سبب سے ممکن ہے کہ بادشاہ موصوف نے میر نصیر خاں سے ناراض ہوکر ملک شال اقوام کانسی
کو جو قدیمانہ مالکان تھے - معاف کردیا ہو - لیکن جہانتک ہم نے تحقیقات کیا اس سند احمد شاہ کا
عملدر آمد کچھ نہیں ہؤا - یعنی جو اجارہ میں نقدی ا ع ۔ لغایۃ عے جنسی للعہ سے خروار غلہ - بعد منہائی مواجب

وغیرہ خالص جمع سرکاری اور پر مردمان کانسی کے رہ گئی ہے۔ جو اقوام کانسی ہفت تکری حسب ذیل تقسیم کر کے ادا کرتے رہے ہے۔ نقدی آکا زئی کانسی اساعے۔ جنسی ماصہ خروار۔ کانسی سکنائے ہدا وحبیب و نوحصار جنسی ماصہ خروار۔ فرقہ کانسی سکنائے کونوال نقد اساعے۔ جنس ماصہ خروار۔ اخجد خان زئی وکینہ وکچلاغ نقدی اساعے۔ جنسی ماصہ خروار۔ سیملی گدہ زئی۔ نقدی اساعے جنسی ماصہ خروار۔ بلبلی وچشمہ نقدی اساعے جنسی ماصہ خروار۔ سمگلی نقدی اساعے۔ جنسی ماصہ خروار۔ چونکہ سند مورخہ ۱۲۵۳ھ مہری میر نصیر خان میں تین ارباب یوسف خان و دولت خاں و بادین خان درج ہیں موجودہ زمانہ میں ان تین اربابوں کی اولاد یہ ہے۔

ارباب یوسف خان	دولت خاں	بادین خان
ارباب بدل خاں۔ ارباب شیر زمان	ارباب خداداد خاں غفار خاں	ارباب سمند خاں۔ ارباب عبدالرحمان
کام ارباتی فی الحال سالہ ایں گوئٹہ	خاں بہا کام اربانی	پسران جانشین

واضح ہو کہ ایک خروار ایک سو کاسہ کی ہوتی اور کاسہ قریب چہار سیر پختہ وزن انگریزی کے ہوتا ہے اس حساب سے ایک خروار عہ من پختہ وزن انگریزی سمجھنا چاہیئے جنسی کلنگ میں گندم وجو بحصہ مساوی یعنی نصفا نصف لے جاتے تھے عملداری افغانستان یا خانصاحب والئے قلات میں زیادہ سے زیادہ نرخ غلہ فی خروار عہ سمجھنا چاہیئے بلکہ جہانتک مجھ کو واقفیت ہے اس قدر نرخ پر غلہ کے واسطے زر نقد نہیں مل سکتا تھا کہ روپیہ بالکل کمیاب تھا غلہ جنسی تو رعایا سے بروقت عبور فصل وصول ہو جاتا تھا مگر جو مالیہ بنام مال زری نقدی میں مقرر تھا اس کا وصول ہونا خیلے دشوار تھا۔ سرکار جو غلہ جنسی وصول کرتے اُس میں سے غلہ جو خوراک اسپاں کے واسطے کار آمد ہوتا اور غلہ گندم تنخواہ میں سپاہیان کو حکماً دیا جاتا جو بچ جاتا حکماً ہندو لوگوں کو دیا جاتا جس کو پائیہ کہتے تھے۔ جب سر رابرٹ سندیمن صاحب کا پہلا مشن کچھی و کوئٹہ و مستونگ و قلات میں گذرا۔ اکثر ہندو دکانداران کی یہ فریاد تھی کہ جو غلہ حکماً بنام نہاد پائیہ کے نائبان خانصاحب دیتے ہیں اس سے سخت عاجز آگئے تھے کیونکہ جنس غلہ پورانہ علاقہ سرکار انگریزی میں بھیج نہیں سکتے۔ اور اس ملک میں کوئی خریدار نہیں تھا۔ چونکہ تمام علاقہ شال پر ابتدا سے علاوہ مبلغ اعـ یا تین ہزار روپیہ نقدی کے ۷۵ خروار جنسی مالیہ سرکاری مقرر تھا جس کی قیمت بحساب اوسط عہ فی خروار ہوتی تھی گویا کہ کل مالیہ علاقہ شال کا اُس وقت مبلغ عـ مقرر تھا۔ بعد اس کے عملداری خانصاحبان میں آبادی زمینات کو کسیقدر ترقی ہوئی یعنی علاقہ نوحصار کا اقوام بازئی کو دیا گیا جو انہوں نے کچھ بذریعہ کاریزات اور کچھ

بطور خشکابہ بارانی آباد کیا اسی طرح سرِ آب کی طرف چند کاریزات اقوام بروہی نے زمینات کانسی میں احداث کیں۔ چند کاریزات زمینات ویرانہ میں جو اُن کو پیشگاہ خانصاحب سے عوض خدمات جنگ مشہد ملی تھی احداث کیں۔ اگرچہ اکثر زمینات اقوام بروہی کو پیشگاہ خانصاحب سے معاف چلی آتی تھی مگر خانصاحب خداداد خان نے اُن سے مالیہ لینا شروع کر دیا تھا۔ اس صورت میں کسی قدر مالیہ بڑھ گیا تھا تاہم سال ۱۸۸۰ء میں جب سر رابرٹ سنڈیمن صاحب نے علاقہ شال کوٹ کا خانصاحب سے عوض مبلغ پچیس ہزار روپیہ سالانہ اجارہ پر لیا۔ اُس وقت جو بموجب حساب پیش کردہ مستوفی خانصاحب والئے قلات اوسط پنج سالہ مالیات علاقہ شال کی نکالی بمعہ آمدنی سُنگ قافلہ جات بیس و پچیس ہزار کے اندر تھی جب تک اقوام کانسی مشخصہ مقررہ خانصاحب تعدادی مبلغ ؏ نعماء؏ نقدی و کلہ سے خروار غلہ جنسی ادا کرتے رہے حسب ذیل بروے پیمانہ جدی وملکیت کے آپس میں باچہ کر کے ادا کرتے رہے۔

ماتحت ارباب خداداد و سمندر و عبدالرحمٰن — ارباب بدل جان و شیر زمان

۳ حصہ — ۴ حصہ

زرقوا کازی — بڈھہ زئی — میر زئی — احمد خان زئی علاقہ سمگلی و میرزی

ارباب خداداد و ملک نذیر محمد — چشمہ خدو — کاریز حبیب — حبیب کاریز ۱۲ سبانہ — نوحصار ۱۲ سبانہ — کچلاغ و کبیر و — مکان محمد عظیم و ذکریہ و

کاریز قازی چشمہ خدو — نوحصار ۴ سبانہ — ارباب عبدالرحمان — اسپین زئی۔ ملک — عبدالواحد و بدل

چشمہ ترکہ ایک حصہ — (ملک شیر محمد ملک سلام اربابی ابرسانزلہ) ½ حصہ ½ حصہ — یک نیم حصہ — منزیر محمد کنیز و الہ یک حصہ — یک حصہ اجارہ زئی

موضع کوتوال ارباب خداداد خان و ملک عمر خاں یک حصہ — میزان ۳۲ حصہ — گدی زئی و سملی مالکان داد محمد و مہربان یک حصہ — مالکان عطا محمد و نذیر محمد و عبداللہ مواضعات چشمہ پیلی و خیزی یک حصہ

اربابوں اور ملکوں کو علاوہ مواجب مقررہ کے کچھ زمین بھی معافی ہوا کرتی تھی۔ جیساکہ عملداری سرکار عالیہ برطانیہ میں ذیلدار و نمبردار تقرر ہیں اسی طرح عملداری افغانستان و بلوچستان میں ارباب اور ملک مقرر تھے۔ علاوہ محصول زمینات کے جو قافلہ جات قندھار سے بجانب ہندوستان درہ بولان و موڑہ کے آتے یا ہندوستان سے بجانب قندھار جاتے تھے اُن کے اوپر فی بار شتر مبلغ صہ سُنگ یا محصول خانصاحب والئے قلات کا مقرر تھا

جو لغنف شال میں اور نصف ڈاڈھر میں وصول کیا جاتا تھا۔ نائب شال کا بمعہ افواج جسمیں قریب دوسو پیادہ ایک سو سوار اور ایک توپ شامل تھی میری شال میں رہتا تھا میری ایک اونچے ٹیلہ پر تھی جو مشہور ہے کہ سلطان سکندر کے زمانہ میں لشکر بادشاہ نے مٹی جمع کر کے یہ ٹیلہ بنایا تھا اور اس کے اوپر مکان بنایا گیا اور اُس کے چار طرف کوٹ یعنی قلعہ دیوار خام سے بنا ہوا ہے اور قلعہ سے باہر خندق ہے قلعہ کے صرف دو دروازہ ہیں ہندواں دکاندار قصابی لوگ بھی اسی میری کے سایہ میں اندرون قلعہ رہتے تھے البتہ کانسی وغیرہ زمینداران اپنی اپنی زمینات پر آباد تھے۔ جس وقت احمد شاہ بادشاہ قندھار نے علاقہ شال کا میر نصیر خاں کو عطا فرمایا تھا اُس وقت علاقہ ہنہ کا جو اسی میدان شال میں بجانب شرق و شمال میری کے واقع ہے بقول سرداران بروہی میر نصیر خاں سے بطور نذرانہ یا بقول سرداران درانی احمد شاہ سے شاہ ولی خان بامہ زئی نوفلزئی کو جو وزیر شاہ موصوف کا تھا عطا ہوا تھا۔ بعد اس کے اولاد شاہ ولی خان نے پاس درانی بامہ زئی قیمتاً فروخت کیا۔ اس کی تصدیق سندات موجودہ نزد سرداران درانی سے ہوتی ہے، خلاصہ جس کا حسب ذیل ہے :۔

بیعنامہ مورخہ اخر ربیع الثانی ۱۲۱۶ھ

بایعان حافظ شیر محمد خاں۔ ولی محمد خاں میر احمد خاں۔ پسران شاہ ولی خاں درانی بامہ زئی صالح زئی مشتری۔ رحیمداد سمندرخاں عبدالوہاب خاں۔ پسران محمد رحیم خاں بامہ زئی درانی۔ حصہ بیع شدہ کل جوے نہر بمعہ زمین آب وغیرہ حقوق ۳/۱۲ عوض مبلغ ۔۔۔

سند مورخہ ۱۷ ماہ ذیقعد ۱۲۱۴ھ

بالعان میر عالم خاں وغیرہ پسران حاجی عبدالرحیم خان ولد شاہ ولی خاں ۱/۱۲ عوض ۔۔۔

عبدالمجید خاں ولد شاہ ولی خاں ۱/۱۲ عوض ۔۔۔

میر ولی خاں ولد دوست محمد خاں ولد شاہ ولی خاں ۱/۱۲ عوض ۔۔۔

گل محمد خاں پسر شاہ ولی خاں ۱/۱۲ عوض ۔۔۔

قمر الدین خاں پسر شاہ ولی خاں ۱/۱۲ عوض ۔۔۔

مشتری آزاد خان بامہ زئی درانی۔

سندات سے پایا جاتا ہے کہ وزیر شاہ ولی خان صالح زئی اور سرداران رحیم داد خاں و سمندر خاں و عبدالوہاب خاں پسران محمد رحیم خاں مالہ داد خان بامہ زئی ہر دو نوفلزئی اور آپسمیں رشتہ دار تھے اولاد شاہ ولی خان نے بامہ زئی سرداران کے پاس یہ ملک فروخت کر دیا تب سے سرداران بامہ زئی نے اپنی سکونت مستقل طور اس علاقہ میں کر لی۔ چنانچہ ابتک

اُن کی اولاد رہتی ہے جب ملک ہذا وزیر شاہ ولی خاں کو عطا ہوا یا سرداران دُرانی نے اولاد شہو ولی خاں سے خرید کیا اُس سے پہلے اِس ملک پر اقوام یاسین زئی بطور زمیندار و کاشتکار کے قابض تھے۔ جیسا کہ اقوام کانسی دیگر علاقہ شال پر جب یہ پانی و زمین نہر کی وزیر شاہ ولی خان کو مل گئی یاسین زئی لوگ وزیر شاہ ولی خاں کی رعایا بن گئے وہ اُن سے حق مالیات وصول کرتا تھا جب سرداران بامہ زئی نے خرید کر لیا۔ یاسین زئی اُن کی رعایا بن گئی اُسی کو حق مالیات و مالکانہ دیتے اور خدمت مثل رعایا کے بجا لاتے۔ اور جنگ و جدل و لشکر کشی میں سرداران بامہ زئی سے شامل رہتے تھے۔ پانی ہنہ کا ہمیشہ جاری رہتا ہے جس سال برسات و برف زیادہ ہوتی ہے پانی زیادہ ہوتا ہے جس سال بارش باران کم پانی بھی کم ہو جاتا ہے جس جس زمین پر پانی نہر کا پہنچ سکتا ہے اس زمین کا نام بھی ہنہ ہے۔ علاوہ جاری پانی کے چند کاریزات بھی برائے آبپاشی زمینات احداث کی گئی ہیں۔ زمانہ قدیم سے یٰسین زئی وغیرہ زمینداران میں تقسیم پانی اس طرح چلی آتی ہے ایک مشت پانی شروع میں یاسین زئی لوگوں کو بطور ملکی یا معتبری کے ملتا تھا باقی کو چھ حصہ پر حسب ذیل تقسیم کرتے تھے

یاسین زئی سکنائے توغی جن کا ملک لعل خاں ہے — یک حصہ
اقوام بابی جن کا ملک شیر محمد ہے — یک حصہ

عیسے خیل جن کا ملک عبداللہ ہے — دو حصہ
حاجی حلیم غلزئی علی خیل و عثمان خیل — یک حصہ
مردم کانسی سکنا کوتوال جن کا ملک ... ہے — یک حصہ

میزان — چھ حصہ

منجملہ پانی مردم کانسی سکنائے کوتوال و حاجی حلیم غلزئی کے تیسرا حصہ یسین زئی و بار یسین زئی کو علاوہ ملتا تھا جب سرکاری چھاونی کوئٹہ میں تعینات ہوئی نصف حصہ پانی ہنہ منجملہ حصہ عیسے خیل کے سرکار عالیہ برطانیہ نے بقیمت خرید کیا اب تقسیم پانی حسب ذیل ہوتی ہے۔ کل ٢٦ حصہ بنائے جاتے ہیں

یاسین زئی ١٤
عوض ایک مشت حصہ سد برکو
حق قدیمانہ ٢
و بیمانہ ملکیت ١٢

بابی حصہ قدیم
بنام بابی
٤ حصہ

عیسےٰ خیل
٤

سرکار عالیہ برطانیہ واسطے
کارروائی چھاونی وغیرہ
٤ حصہ

کوتوال ٤
غلزئی علی خیل ٤

زمانہ قدیم سے درانی سرداران تمام زمینات سے مالیات حسب ذیل وصول کرتے تھے۔ آب بہنہ سے سوم حصہ کاریزات جو علاقہ بہنہ میں نئی کھودی گئی ششم حصہ۔ خشکابہ دہم حصہ۔

سردار محمد سعید خاں درانی کی اولاد عبدالواحد خاں معہ برادران اور اولاد محمد اسلم خاں سے سردار محمد عثمان خاں تھا۔ وہ نوعمری میں فوت ہوگیا۔ اب صرف ایک طفلک خورد سالہ مسمی امیر خاں موجود ہے۔ اس کی سرپرستی افسران سرکاری ضلع کوئٹہ کے سپرد ہے۔ جب سرکار انگریزی کا تسلط ہوا۔ محمد اسلم خاں فوت ہوگیا۔ اُس کا پسر محمد عثمان خاں کم عمر تھا۔ لیکن مسٹر بارنس صاحب بہادر پولٹیکل ایجنٹ کوئٹہ پشین نے اُس کی خوب سرپرستی کی کہ اُس کے حقوق ضائع نہ ہونے دئے۔ جب عاقل بالغ ہوا اپنے حقوق پر بخوبی قائم ہوا۔ تقدیراً تھوڑے سے عرصہ میں وہ فوت ہوگیا۔ امیر خان برادر اُس کا کم سن تھا۔ تاہم صاحب موصوف نے بحالت ریونیو کمشنری کے اور بحالت ایجنٹی کے اُس کی خوب نگرانی کی۔ اب وہ عاقل بالغ اور اپنے خاندان پر بخوبی قابض ہے۔

واضح رہے کہ جب تک سلطنت افغانیہ خاندان سدوزئی میں رہے سرداران بامہ زئی بباعث ہونے ہم قوم اور قریبی رشتہ داری ہمراہ صالح زئی خاندان شاہ ولی خاں وزیر کے خوب زور میں رہے خانان قلات بھی اُن کا لحاظ رکھتے تھے۔ جب سلطنت افغانیہ خاندان سدوزئی سے چلی گئی یہ لوگ بھی کمزور ہوگئے۔ شاہ شجاع جب کہ سلطنت افغانستان محمد زئی پائندہ خیل افغان سے جو فی الحال موجودہ امیر کابل اُس خاندان سے ہے چھنوا کر افغانستان سے بجانب ہندوستان فرار ہوا۔ اول قلات میں پاس میر محراب خاں خانصاحب والی قلات گیا۔ اور مدد کا طلبگار ہوا۔ لیکن خانصاحب اور سرداران بروہی نے سرداران محمدزئی سے مقابلہ کرنا اپنے مقدور سے باہر سمجھ کر انکار کر دیا۔ تب ناامید ہوکر امیران سندھ سے ہوتا ہوا پاس مہاراجہ رنجیت سنگھ والی پنجاب کے گیا۔ مہاراجہ صاحب نے اگرچہ خاطر تواضع خوب کی۔ تابحدیکہ اس سے تبادلہ دستار کا کیا۔ اور مشہور ہیرا کوہ نور کا جو اس وقت تاج برطانیہ پر لہلہا رہا ہے۔ اُس وقت مہاراجہ صاحب کو شاہ شجاع سے تبادلہ دستار میں ہاتھ آیا تھا لیکن امیران افغانستان کے مقابلہ کے واسطے کچھ مدد نہ دے سکا۔ آخرالامر شاہ شجاع سرکار برطانیہ میں جو اُس وقت شرقی کنارہ دریائے ستلج تک پہنچ گئی تھی۔ حاضر ہوا۔ اگرچہ سرکار برطانیہ اور افغانستان کے درمیان ہنوز چند بادشاہان خودمختار مثلاً مہاراجہ رنجیت سنگھ امیران سندھ نواب بہاولپور خاں قلات حد فاصل تھے۔

تاہم سرکار برطانیہ نے بلند خیالات ملک داری اور ملک گیری کو مدنظر رکھ کر شاہ شجاع کو واسطے واپس فتح کرنے ملک افغانستان کے مدد دینا منظور کرکے فوج کثیر بمعہ سامان جنگ وغیرہ کے ہمراہ دیدیا یہ سال ۱۸۳۹ء تھا۔ اور افواج سرکاری بمعہ شجاع الملک براہ ریاست بہاولپور وسندھ وکچھی علاقہ قلات براستہ درہ بولان کوئٹہ میں پہنچے تھے۔ میر محراب خاں والی قلات کو شاہ شجاع اور فوج سرکاری نے ہرچند واسطے ملاقات کے بلایا مگر حاضر نہ ہوا۔ بلکہ افواج سرکاری کو خاص کر حسب والی قلات اور اُن کے سرداران اور رعایا کی طرف سے بہت تکلیف پہنچی تھی۔ جس کے عوض میں جب افواج سرکار عالیہ واپس آئی۔ میر محراب خاں پر فوج کشی کرکے اس کو خاص میری قلات میں قتل کیا۔ اور کچھ عرصہ کے واسطے علاقہ قلات بلوچستان اپنے تصرف میں رکھا اُس وقت سے شال کوٹ کا نام انگریزی میں کوئٹہ مشہور ہوگیا۔

سرداران دُرانی بامہ زئی سکنائے قلعہ درانی علاقہ ہنہ نے جس کی بابت اوپر ذکر ہوچکا ہے افسران سرکار عالیہ اور شاہ شجاع کو خوب مدد دی تھی چنانچہ سردار محمد سعید خاں والد سردار عبدالواحد خاں اُس وقت شاہ شجاع اور سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں زخمی ہوا تھا جس کو تاحین حیات مبلغ ۶۰ ماہواری سرکار انگریزی کی طرف سے بصلہ بہادری اور خیرخواہی کے ملا کرتا تھا۔

قریب سال ۱۸۴۰ء جبکہ سرکار عالیہ ہند نے میر نصیر خاں صغیر پسر میر محراب خاں مقتول سے عہدنامہ کیا۔ علاقہ ملک بلوچستان بمعہ کوئٹہ وکچھی حوالہ میر نصیر خاں کیا گیا۔ اور چھاونی سرکاری جیکب آباد سرحد سندھ پر قائم ہوئی اور ادھر علاقہ پنجاب سرکار برطانیہ کے تسلط میں آگیا سرکار کے نزدیک اس مقام کوئٹہ کے بہ لحاظ سرحد افغانستان پر اور قدرتاً محفوظ میدان ہونے کے زیادہ قدر ہونے لگی۔ بعضے افسران سرکار برطانیہ جو پولیٹیکل میں زیادہ مہارت رکھتے تھے کوئٹہ کو چابی ہندوستان کہنے لگ گئے۔ سال ۱۸۷۵ء میں جب کپتان سنڈیمن صاحب بلوچستان میں پہلا مشن لیگئے ۲۰ و ۲۱ دسمبر ۱۸۷۵ء کو خاص شال میں اُس کا مقام تھا۔ نائب عبداللطیف بمعہ دو تین سو نفر سپاہیان پلٹن ایک سو سوار رسالہ ایک توپ کے قلعہ میں رہتا تھا تاہم حکومت اُن کی جہاں تک میری کا سایہ پڑ سکتا تھا۔ وہاں تک محدود تھی البتہ ہندو لوگ اور کانسی وغیرہ غریب زمیندار ان جو عین میری کے متصل رہتے تھے سختی میں تھے مگر بازئی وغیرہ جو ذرہ دُور رہتے تھے بازور آور تھے از دست نائب سے بروز ومواجب کھاتے تھے۔ ایک تو باعث

خانہ جنگی ہمراہ سرداران بروہی کے بے امنی رہتی تھی۔اول ایک سے زیادہ مرتبہ سرداران بروہی قلعہ شال کو فتح کر کے اپنے قبضہ میں لا چکے تھے۔دویم اقوام دوم جو کوہستان جانب شرق و شمال میلان نشال کی سکونت رکھتے تھے ہر وقت لوٹ مار کیا کرتے تھے۔درہ بولان بھی اقوام مری و دو ہمر کے متواتر حملہ آوریوں سے بند پڑا تھا۔قندھار اور ہندوستان کا راستہ براہ بولان تو بالکل بند پڑا تھا۔صرف کبھی کبھی قافلہ ہا کلان قندھار سے آنے تو براہ قلات و موڑہ کراچی کو زیر حفاظت افواج خانصاحب روانہ کئے جاتے۔چنانچہ جس دن کپتان سنڈمین صاحب کا شال کوٹ میں مقام تھا ایک قافلہ قندھار سے آیا تھا اور اُس نے بہت منت کی کہ اُن کو براستہ بولان بھیجا جاوے کیونکہ سوداگر لوگ راستہ بولان اسواسطے زیادہ پسند کرتے تھے۔کہ اُن کے تعلقات ساہوکاران شکارپور سے زیادہ والبستہ تھے ورنہ براہ قلات و موڑہ اُن کو مجبوراً و قہراً جانا پڑتا تھا۔کپتان سنڈمین صاحب نے نائب کو سمجھایا۔کہ سرداران بروہی ذمہ واری کرتے ہیں۔کہ براہ بولان کبھی تک سلامت پہنچا دیوینگے لیکن نائب نے نامنظور کیا۔چونکہ کپتان سنڈمین صاحب صرف واسطے دریافت حال اور واسطے تصفیہ تنازعات فیمابین خانصاحب اور سرداران بروہی کے تشریف لائے تھے اسواسطے اُنہوں نے نائب کو مجبور نہ کیا۔دریافت پر پایا گیا۔کہ اقوام مری بھی میدان کوئٹہ تک چند دفعہ چھاپہ مار چکے تھے بلکہ اخیر دفعہ چند ماہ ہوئے تھے کہ ایک لشکر مری کا آیا تھا۔اور علاوہ قتل کرنے چند نفر کے مال مویشی بھی غارت کر گیا تھا۔اس موقعہ پر سرداران دُرانی بامہ زئی بھی کپتان سنڈمین صاحب سے ملنے آئے تھے۔سردار محمد سعید خاں خود زندہ تھا بباعث ملنے پنشن از خزانہ سرکاری اُس کی خط کتابت صاحبان سندھ متعینہ جیکب آباد سے رہتی تھی۔وہ خان قلات سے بالکل الگ تھا۔بلکہ نائب شال اُس سے لحاظ کرتا تھا اگرچہ یہ دُرانی سردار خانہ جنگی خانصاحب و سرداران بروہی میں کچھ دخل نہیں دیتے تھے۔مگر دلخواہی اُن کے سرداران بروہی کی طرف تھی۔خانصاحب کو ظالم تصور کرتے تھے۔علاقہ سیوی کا بادشاہان سلف سے ماتحت قندھار ضمیمہ ملک افغانستان تصور کیا جاتا تھا اور علاقہ ہرنائی و شاہرگ جسمیں زیادہ تر اقوام جھلگری و مخیانی پٹھان رہتے ہیں اور بنام بہادر زورستان کے مشہور ہے سیوی کا حصہ ضلع سمجھا جاتا تھا۔اگرچہ سردار محمد سعید خاں وغیرہ دُرانی سرداران سکنائے قلعہ درانی حد کوئٹہ دل سے امیر صاحب والئے کابل کے ساتھ خیر خواہ نہیں تھے کیونکہ جب حکومت افغانستان خاندان سدوزئی میں تھی وزارت خاندان نوفلزی میں چلے آئے یہ سرداران از فرقہ نوفلزی ہیں

اور شاخ صالح زئی جس خاندان سے شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ کا تھا شاخ بامہ زئی سے قریب تر ہے اور پہلی لڑائیوں میں شاہ زمان وغیرہ کے وقت یہ لوگ بادشاہان سدوزئی کی طرف سے بزرگان امیر صاحب سے لڑتے رہے آخر وقت شاہ شجاع الملک کے ساتھ بھی کابل تک گئے تھے بلکہ خود محمد سعید خاں بروز مقتولی شاہ شجاع کابل میں محمد زئی سرداراں کے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا تاہم زمانہ امارت امیر شیر علی خاں والئے کابل میں ان سرداران نے امیر صاحب سے رابطہ بنالیا تھا۔ چنانچہ اس زمانہ میں جب کپتان سنڈیمن صاحب بہادر بلوچستان میں پہلے تشریف لائے۔ وصولی مالیات وغیرہ کاربار متعلقہ سیوی وزورستان منجانب امیر صاحب وسردار غلام محی الدین جو منجانب امیر صاحب جاگیردار علاقہ سیوی کا تھا سردار محمد سعید خان کو سپرد تھا اگرچہ سردار مذکور سال میں صرف ایک دفعہ علاقہ سیوی وسانگھان وغیرہ زورستان کی گشت کرتا بزور تلوار جس قدر مالیات مل سکتی وصول کر آتا۔ مگر انتظام ملک میں دست اندازی نہ کرتا تاکہ بوجہ باغی ہمسایہ قوموں کے علاقہ میں بے امنی نہ پھیل جاوے تاہم وہ نام کیواسطے حاکم سیوی وزورستان کا کہلاتا تھا۔ اس نے کپتان سنڈیمن صاحب کو بہت سمجھایا کہ سرکار کوئٹہ میں کچھ فوج لاوے اور خان خلات اور بروہیوں کا انجام کرے اور راستہ ہا قندھار و بولان وہرنائی وتل چوٹالی کو کھولے اور وعدہ کیا کہ وہ اقوام کاکڑ و دوہمڑ و جھلگری و مہیانی کو سلام وخدمت کے واسطے حاضر کریگا۔

دوسری دفعہ جب مارچ ۱۸۷۶ء میں میجر سنڈیمن صاحب ایجنٹ گورنر جنرل مقرر ہوکر معہ ایک پلٹن کے کوئٹہ میں تشریف لائے۔ اور منظوری گورنمنٹ ہند و صلاح خانصاحب وسرداران کے ہیڈ کوارٹر خود کوئٹہ میں پسند فرمایا چنانچہ اول اس موقعہ پر جہاں کوٹھی ایجنسی کی بنی ہوئی ہے۔ زمین گھڑ ناکاریز پر (گھڑنا ایک ہندو تھا اس نے زمین کانسی لوگوں سے لیکر کاریز کھودی تھی اور باغ لگایا تھا اسواسطے اُن کے نام پر یہ کاریز مشہور تھی اور اسی کے متصل ایک چشمہ پانی کا تھا جس سے تازہ پانی جاری رہتا تھا) خیمہ ڈالے گئے اور اس کے شمال کی طرف جہاں اونچی اور پتھریلی زمین تھی اور نہر کا پانی بخوبی پہنچ سکتا تھا۔ رہائش پلٹن اردل کی چھاونی بنانے کی تجویز ہوئی۔ نیز مستقل مقام ایجنسی کے واسطے بھی قریب چھاونی کے کوٹھی بنانی پسند کی گئی۔

چونکہ شروع منظوری ایجنسی میں میجر سنڈیمن صاحب کو تین یورپین اسسٹنٹ اور دو

نیٹو اسسٹنٹ اور ایک سول سرجن اور ایک ونگ چار کمپنی پلٹن اور ایک ترپ رسالہ اردل کے کے واسطے ملے تھے۔ یورپین اسسٹنٹ مسٹر بروس صاحب فسٹ اسسٹنٹ۔ کپتان رینلڈ صاحب سکنڈ اسسٹنٹ۔ کپتان ہنری ویلی صاحب۔ تھرڈ اسسٹنٹ۔ رائے بہادر ہتورام صاحب فسٹ نیٹو اسسٹنٹ۔ محمد امیر خاں رسالدار سکنڈ نیٹو اسسٹنٹ۔ کپتان رینلڈ صاحب کا ہڈکوارٹر جیکب آباد مقرر ہوا اور ویلی صاحب کا ہیڈکوارٹر ہمراہ خانصاحب والی قلات اور ایجنٹ گورنر و فسٹ اسسٹنٹ مسٹر بروس صاحب اور دونو نیٹو اسسٹنٹ اور عملہ انگریزی و فارسی نہایت مختصر کوئٹہ میں رہنا تجویز ہوا۔ کوئٹہ میں پہلا کام یہ تھا کہ قیمت سے زمین خوش خرید کی جاوے جس میں ایجنسی اور چھاونی اور مختصر بازار واسطہ گذارہ ملازمان ایجنسی کے ہو سکے۔ وکیل و نائب خانصاحب و سرداران بروہی و درانی اس وقت محمد سعید خان فوت ہو چکا تھا اس کا بیٹا عبد الواحد وغیرہ سرداران حاضر تھے و ملکان کاسی کو بلوا کر واسطے تشخیص قیمت زمین کے کمیٹی مقرر کی گئی قیمت زمین کی اس اصول پر تشخیص ہوئی کہ موجودہ نرخ زمین کا زمینداران سے دریافت کیا گیا ان دنوں میں جو آپسمیں خرید فروخت ہو رہی تھی مثال کے واسطے ایک شبانہ روز ایک کاریز کے اور بعضے قطعات خشکابہ بغیر پانی کے جو تازہ آپسمیں زمینداران نے خرید فروخت کی تھیں معلوم کر کے اُن کو بروے حساب ایکڑ و کنال وغیرہ پیمائیش کیا گیا جو قیمت زمینداران نے بتلائی [illegible] اُن کے اوپر اضافہ نکال کر قیمت زمین زیر آمد ایجنسی و چھاونی وغیرہ تین نرخ پر حسب ذیل :-

زمین درجہ اول	زمین درجہ دوم	زمین درجہ سوم
بمعہ آب	بمعہ آب	بمعہ آب
فی ایکڑ مار	فی ایکڑ [illegible]	[illegible]

خرید کی گئی اس نرخ پر زمینداران بہت خوش تھے اور قیمت زمین کی بموجب اُن کے اپنے کہنے کے مقرر ہو کر [illegible] فیصدی اضافہ دی گئی۔

اس نرخ کے دکھانے سے ہمارا یہ مطلب ہے کہ بعد چند سال کے جب چھاونی سرکاری مستقل طور پر کافی تعداد میں کوئٹہ میں بیٹھ گئی اور پولٹیکل و سول انتظام ضلع کوئٹہ کا خاطر خواہ سرکاری افسران کے ماتحت چل پڑا۔ اور ملک میں امن قائم ہوا۔ تجارت و آبادی نے ترقی پائی اور دولت کی افزائش ہوئی اُسی زمین کا نرخ جو سرکار نے واسطے ابادی شہر یا چھاونی

کے یا ساکنان شہر نے واسطے بنانے مکانات متصل شہر کے کانسی وغیرہ زمینداران سے خرید کی اس حدتک پہنچ گیا درجہ اوّل بدوں آب فی ایکڑ ال۱۳ ررر۔ درجہ دوم بدوں آب فی ایکڑ بحمار۔ درجہ سویم فی ایکڑ ماصحہ۔ درجہ سویم پر وہ زمین لی گئی ہے جو عین پتھریلی تھی اور کاشتکاری کے لائق مشکل ہوئی۔ ایسی زمین چھاونی کے اغراض کے واسطے خریدی ہوئی ہے۔

جب سال ۱۸۷۶ء میں زمین خرید ہو چکی اور واسطے ایجنسی کے کوٹھی کی تعمیر زیر نگرانی دو صاحبان یورپین انجنیر چنانچہ لفٹنٹ ہیوسن صاحب لفٹنٹ کن ہارٹ شروع ہوئی۔ بروز روشن جب صاحبان موصوف بنیادمیں پختہ چنائی کرا رہے تھے دو تین افغان مسلحہ ناگہاً حملہ لاکر ہیوسن صاحب کو قتل کیا اور دوسرے کو زخمی۔ چونکہ کپتان الکاٹ صاحب کمان افسر پلٹن سکھ نزدیک پریڈ لے رہے تھے فوراً پہنچکر افغانوں کو پکڑ لیا جو پھانسی دئے گئے۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ یہ افغان از فرقہ باززئی تھے اور نائب خانصاحب عطاخان کی کچھ اس میں شرارت تھی۔ وجہ یہ تھی کہ اگرچہ سردار و معتبرین رعایا و زمیندارا‌ن جو عزت دار اور صاحب جائداد تھے سرکاری چھاونی کے قائم ہونے میں خوش تھے لیکن جو بدمعاش چوری پیشہ یا غارت گر تھے جن کی گذران لوٹ مار پر تھی وہ خوش نہیں تھے بلکہ سمجھتے تھے کہ چھاونی کے قائم ہونے سے اُن کا روزگار بند ہو جاویگا خانصاحب والی قلات اگرچہ ظاہراً اس چھاونی اور بنانے کوٹھی ایجنسی کی بابت اجازت دے چکے تھے اور اپنے وکیل اور نائب کو تحریری حکم بھی بھیجا تھا کہ میجر سنڈیمن صاحب کو خرید زمین وغیرہ میں مدد دیوے تاہم دل میں خوش نہیں تھے اور نائب شال کوٹ تو بالکل ناراض تھا کہ اُس کی غیر واجب آمدنی اور خود مختاری میں رخنہ پڑتا نظر آتا تھا علاوہ اس سنگین واردات قتل لفٹنٹ ہیوسن صاحب کے اور بھی چوروں اور بدمعاشوں کی طرف سے رات کو حملہ ہونے لگے اور بباعث اس کے کہ انتظام وصولی مالیات وغیرہ علاقہ شال کا نائب کو از جانب خانصاحب سپرد تھا اور نائب قیام چھاونی و ایجنسی سے ناخوش تھا کچھ انتظام ہوتا ہوا نظر نہ آیا۔ خود افسران سرکاری پر حملہ ہونے لگے رعایا بھی ناامید ہونے لگی اور یہ لوگ انکی حفاظت اور امن کیواسطے کیا انتظام کر سکینگے۔

چونکہ ۱۸۷۸ء میں گورنمنٹ ہند کی امیر کابل شیر علی خاں صاحب والی کابل سے ناسازی ہو گئی اسواسطے سرکار کو کوئٹہ کا مضبوط کرنا زیادہ ضروری معلوم ہوا۔ پس میجر سنڈیمن صاحب نے

خانصاحب والئے قلات سے ملاقات کر کے ضلع کوئٹہ کا صعہ سالیانہ پر اجارہ کر لیا۔ اس شرط پر کہ جب تک سرکار کو ضرورت ہو ضلع کوئٹہ کا اپنے قبضہ میں رکھے۔ جملہ حقوق لیات وغیرہ کی بابت صعہ سالیانہ سرکار قلات کو دیتی رہی۔

تب سے نائب و فوج خانصاحب رخصت ہوئے۔ میری قلعہ کو واسطے سامان فوج سرکار عالیہ کے خالی کیا گیا اور ہندوان وغیرہ جو قلعہ میں رہتے تھے اُنکو باہر میدان میں جہاں اب شہر کوئٹہ کا آباد ہے اُن کے گھروں سے دوگونہ ساحت کے زمینات واسطے رہائش کے بلاقیمت سرکار کی طرف سے دی گئی اور خوشی سے لوگ قلعہ سے باہر نکلکر شہر جدید میں آباد ہوے۔

پہلے بنیاد شہر کوئٹہ کی بصلاح میجر سنڈیمن صاحب بہادر کے مسٹر بروس صاحب بہادر و رائے بہادر ہتو رام نے بہ نمونہ کوٹ مٹھن جدید تحصیل راجن پور ضلع ڈیرہ غازیخان رکھی تھی ہنوز صرف ایک بازار بنی تھی کہ بروس صاحب و رائے ہتو رام واسطے انتظام تومری کے سبوی میں تعینات کے گئے اُن کے بعد مسٹر بارنس صاحب پولٹیکل ایجنٹ اور پنڈت سورج کنول صاحب نے اوس کی تکمیل کی جس کی بابت مفصل حال پیچھے درج ہوگا۔

چونکہ سال ۱۸۷۹ء سے امیر کابل کے ساتھ جنگ شروع ہوگئی قریب دس ہزار فوج براہ بولان و کوئٹہ کے قندھار کو گئے اور قریب چار پانچ ہزار فوج کوئٹہ میں رزرو رکھی گئی۔ اس وجہ سے بہت لوگ سوداگر تجار مزدور حرفت پیشہ وغیرہ ہمراہ فوج کے آئے۔ جن میں سے زیادہ قندھار کو چلے گئے۔ اور تھوڑے کوئٹہ میں رہے۔

اس وقت دولت کا دریا جاری تھا۔ کیا سرداران بروہی کیا زمینداران علاقہ بلوچستان کیا تجاران وغیرہ جو ملک سندھ پنجاب وغیرہ سے آئے تھے۔ بموجب اپنے اپنے نصیب کے سب نے خوب روپے کمائے۔ سال ۱۸۸۳ء میں جب امیر عبدالرحمان خان سے عہدنامہ ہوکر ملک افغانستان کا اس کو سپرد ہوا۔ فوج سرکاری و پولٹیکل افسران افغانستان سے واپس آئے مسٹر بارنس صاحب بہادر جو پولٹیکل ڈپوٹی پر قندھار تعینات تھے۔ نیز فارغ ہوکر واپس آئے اور میجر سر رابرٹ سنڈیمن صاحب کی ماتحت جو اس وقت بصلہ خدمات جنگ افغانستان میجر سنڈیمن صاحب۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ سے ملقب کئے گئے تھے فسٹ اسسٹنٹ یعنی سکرٹری مقرر ہوئے۔ قریب دو سال وہ فسٹ اسسٹنٹ رہے بعد اُس کے چونکہ ضلع کوئٹہ میں مخلوق بڑھ گئی تھی اور سول انتظام کی زیادہ ضرورت تھی۔ سر رابرٹ سنڈیمن صاحب

نے مسٹر بارنس کو لائق افسر پا کر پولیٹیکل ایجنٹ یعنی ڈپٹی کمشنر ضلع کوئٹہ کا مقرر کیا۔ اور اُن کی مدد کے واسطے پنڈت سورج کول صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر پنجاب کو (جو اس وقت راجہ پنڈت سورج کول رائے بہادر سی ای آئی آنریبل ممبر کونسل وائسرائے کے ہیں) پنجاب سے منگوا کر کوئٹہ میں تعینات کیا۔ اِن دونوں صاحبان نے شہر کوئٹہ کے با قرینہ بنانے میں خوب کوشش کی۔ چنانچہ ہر ایک چیز موقع موزون پر نصب کی گئی تھی۔ درخت۔ سڑکجات۔ سرائے و مارکیٹ سب عمدہ نمونہ کے بنائے گئے۔ چنانچہ بارنس سرائے بارنس کاریز سورج گنج اُن صاحبان کی زندہ یادگاریں موجود ہیں۔ انہوں نے پولیٹیکل و سول اور جوڈیشل کام خاطر خواہ طور پر چلایا۔ باوجودیکہ نیا انتظام تھا اور ساکنان خاص ضلع کوئٹہ ناواقف تھے۔ اور جو لوگ ہندوستان سے آئے مختلف اقسام کے لوگ تھے۔ سب کے ساتھ اُن کے حسب حال کارروائی کی۔

مسٹر بارنس صاحب نے یہاں قدیمی خاندانوں کے قائم رکھنے میں خوب نیکنامی حاصل کی چنانچہ محمد اسلم خاں دُرّانی کا خاندان جو ابتک بحال ہے۔ اُن کی نیک ذاتی کا نشان ہے کیونکہ جب محمد اسلم خان فوت ہوا۔ پسرش محمد عثمان خاں خورد سال تھا۔ اور اُس کے ہمسایہ و رشتہ دار سخت خائن تھے۔ لیکن صاحب موصوف کی نیک ذاتی سے ان کی جائداد بچ گئی اور محمد عثمان خان لائق ہو کر جائداد پر قابض و متصرف رہا۔ مگر تقدیراً چھوٹی عمر میں فوت ہو گیا۔ امیر خاں برادرش کم سن تھا۔ اور اس کے اوپر بھی صاحب موصوف نے اسی طرح نظر مہربانی رکھی۔ اور اس کی جائداد کو بچایا۔ اب وہ عاقل بالغ ہو کر اپنی جائداد پر قابض ہے اسی طرح ارباب بدل جان و شیر زمان کانسی احمد خاں زئی اولاد ارباب یوسف خاں جو اب تک اپنی جائداد پر قابض اور عزت میں ہیں۔ صرف مسٹر بارنس صاحب کی نیک ذاتی کا نتیجہ ہے۔ ورنہ جب پہلے ضلع کوئٹہ کا برٹش افسران کے چارج میں آیا۔ شیر زمان تو شیر خوارہ بچہ تھا۔ اور بدل جان بباعث عادات نشہ خواری کے دیوانہ سمجھا جاتا تھا ملکیت اُس کی کچھ بیع ہو چکی تھی۔ کچھ لوگوں نے جبراً دبا لی تھی۔ کچھ رہن تھی۔ مسٹر بارنس صاحب نے جب کوئٹہ کا چارج لیا۔ اُن کو خوب سنبھالا۔ چنانچہ اب ارباب بدل جان اپنا کام اربابی کا اچھا چلا رہا ہے اور خوش گذران کر رہا ہے۔ اور شیر زمان لیوی میں رسالدار ہے۔ اور اُس نے خوب لیاقت حاصل کی ہے۔ یہ خاندان بھی مسٹر بارنس صاحب کی زندہ یادگار موجود ہے۔ سال ۱۸۹۲ء میں مسٹر بارنس صاحب نے بعہدہ ریونیو کمشنری بلوچستان کی ترقی پائی۔ کپتان گسفورڈ صاحب بہادر

ڈپٹی کمشنر کوئٹہ کے ہوئے۔ انہوں نے بھی کوئٹہ کے شہر اور سڑکجات و درختان کے لگانے میں خوب دلچسپی لی۔ چنانچہ بہت درختان ان کے ہاتھ کے لگے ہوئے ہیں۔ اور اکثر فجر کا وقت وہ اُن کا معائنہ میں صرف کرتے تھے بلکہ درختوں کی صفائی وغیرہ اپنے ہاتھ سے کرنے میں بھی عار نہیں کرتے تھے۔ بعد مسٹر بارنس صاحب کے کرنیل گیفورڈ صاحب کا نام بھی ضلع کوئٹہ میں نیکی سے یاد کیا جاتا ہے۔

موجودہ حالت ضلع کوئٹہ کی یہ ہے کہ آمدنی چونگی یعنی محصول میونسپلٹی خاص شہر کوئٹہ کا جو مثل پنجاب اجناس درآمد پر بصیغہ امانی وصول کیا جاتا ہے۔ قریب ایک لاکھ روپیہ سالیانہ ہوتا ہے اور ۱۵ سے اوسط آمدنی آبکاری مسکرات کی ہے اور چالیس ہزار سالیانہ کا اسٹامپ کورٹ فیس وغیرہ فروخت ہوتا ہے۔ اور آمدنی مالیات بندوبست حال میں بعد منہائی معافیات و انعام وغیرہ قریب لـ ـــــ تشخیص ہوئی ہے۔ شہر کوئٹہ کا ایک اچھا قصبہ بن گیا ہے اور خوبصورتی اور صفائی وغیرہ میں بڑے شہروں سے مساوات کا دعوے کرتا ہے۔

ممبران کمیٹی اور آنریری مجسٹریٹ و افسر مال وجوڈیشل وغیرہ انتظام سب بمثل پنجاب کے ہے کیونکہ شروع سے جو افسران بلوچستان میں گئے زیادہ تر پنجاب کے تھے اہل عملہ وغیرہ بھی زیادہ تر پنجابی تھا۔ اسواسطے دفاتر میں رواج کارروائی بمثل پنجاب رائج ہو گیا باشندگان بلوچستان اگرچہ فارسی زبان زیادہ جانتے تھے اور عملداری خانصاحب میں فارسی خط و کتابت کا رواج تھا مگر کچھ چنداں خط و کتابت نہیں ہوتی تھی نہ فارسی خواندہ کافی مل سکتے تھے ساکنان بلوچستان زبان اردو اچھی طرح سمجھ گئے تھے کہ پہلے زمانہ میں جو فوج سرکاری اس ملک میں رہی اور بہت لوگ بتقریب سوداگری وغیرہ ہندوستان کی طرف آمد رفت کیا کرتے تھے اسواسطے اردو زبان سے واقف تھے اور اب بالکل اچھی طرح اردو زبان سمجھتے اور بولتے ہیں۔ ایک اچھا اسکول انگریزی اور اردو کا انٹرنس کلاس تک جاری ہے بلکہ لڑکیوں کے واسطے بھی اسکول کھولا گیا ہے جس کو لیڈی سنڈمین گرلس اسکول کہتے ہیں پانی کاریزات اور چشمہ ہا بکثرت جاری ہے زیادہ احتیاط اور صحت کے واسطے واٹر ورکس بھی کھولا گیا ہے شہر کوئٹہ میں تمام ہندوستان کے مختلف احاطوں کے لوگ اور افغانستان میں سے زیادہ تر قندھاری اور ایرانی و سیستانی آباد پائے جاتے ہیں۔

قدیمی باشندگان ضلع کوئٹہ کی خوراک و پوشاک وشکل شباہت ولیاقت میں بڑا فرق آگیا ہے۔ یہ فرق وہ شخص بخوبی معلوم کرسکتا ہے جس نے شروع میں ان لوگوں کو دیکھا تھا سال ۱۸۷۵ء سے تاحال پچیس سال کامل گذر چکے ہیں اس عرصہ میں اس ضلع نے بباعث حسن انتظام سرکار انگریزی کے بڑی ترقی کی ہے۔ بے شک جیسا کہ رواج ہے اب تک بعضے لوگ پچھلے زمانہ کو اچھا سمجھتے ہیں لیکن یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ پچھلی بات زیادہ پیاری لگتی ہے۔ منصف مزاج لوگ اب بھی دل سے تسلیم کرتے ہیں کہ کیا کیا برکتیں ضلع ہذا پر سرکار عالیہ برطانیہ کے قدم مبارک سے حاصل ہوئی ہے۔

جس طرح لوگوں نے شروع عملداری میں باعث شروع ہو جانے جنگ افغانستان کے روپیہ کمایا تھا۔ زمینداروں کو فروخت گھاس واناج وغیرہ سے اور ساربانان کو کرایہ کشی وغیرہ سے آمدنی ہوئی تھی اُس قدر نہیں ہے تاہم بباعث قیام چھاونی اچھی حالت میں ہیں۔ البتہ اخراجات بڑھ گئے ہیں کیونکہ بباعث ترقی تجارت وآبادی شہر کوئٹہ کی طرح طرح کی اشیاء ملکوں سے چلی آتی ہیں اور مختلف قسم کے لوگ متمول ومتوسط وغریب شہر میں آباد ہیں اُن کو دیکھ کر متوطنان ضلع کوئٹہ کے بھی اخراجات بڑھ گئے ہیں۔ بموسم تابستان بباعث خنکی آب وہوا وپیدائش میوہ جات وگلزار پھولوں کے کوئٹہ سے بہشت کی بو آتی ہے لیکن زمستان میں اس کے برخلاف۔ موجودہ زمانہ میں خاص شہر کوئٹہ میں مکانات ذیل قابل دید ہیں۔ کوٹھی ایجنسی۔ گرجاگھر۔ مکان کچہری سول افسران۔ باغ وکارخانہ سیٹھ ہرجوری خان بہادر وآنریری مجسٹریٹ۔ سنڈیمن میموریل حال۔ قلعہ کوئٹہ +

حالات علاقہ پشین حصہ ضلع کوئٹہ۔ صورت حال علاقہ ہذا کی یہ ہے کہ علاقہ ہذا قدیم الایام سے متعلق قندھار کے رہا سال ۱۸۷۶ء میں جبکہ کوئٹہ میں ایجنسی قائم ہوئی۔ امیر شیر علیخان والی کابل کا تھا اور محمد افضل خاں نائب الحکومہ قندھار۔ یہ دونو صاحبان برٹش ایجنسی کا کوئٹہ میں قائم ہونا پسند نہیں کرتے تھے۔ چونکہ مابین کوئٹہ وپشین کے کھلا راستہ تھا۔ بلکہ کچلاغ وغیرہ چند دیہات کوئٹہ کے پشین کے میدان میں ملحق الحدود واقع ہیں اور اکثر اقوام دونو علاقہ جات کی ایک دوسرے کے ساتھ آمدورفت ودوستی تھی حکام پشین کے اکسانے سے بدمعاشان علاقہ پشین نے جن میں زیادہ تر نام مردم اچک زئی کا لیا جاتا تھا علاقہ کوئٹہ میں چوری اور رہزنی کرنا شروع کیا۔ عموماً سرکاری اور سول کمپ پر بوقت رات حملہ ہوا

کرتا تھا کوئی رات خالی نہیں جاتی تھی کہ ایک دو حملہ چوروں کے نہ ہوتے کوئٹہ کی حدودات میں جو زبردست قومیں تھیں مثلاً بازئی وغیرہ وہ بھی ان سے مل کر تکلیف دیتے تھے سال ۱۸۷۸ء میں بباعث نافرمانی امیر شیر علی خاں والی کابل کے سرکار عالیہ ہند نے علاقہ افغانستان پر فوج کشی کا حکم صادر کیا چنانچہ ایک دستہ فوج کا براہ پشاور و درہ خیبر کابل کی طرف گیا اور ثانی دستہ فوج کا براہ سیوی اور درہ بولان و کوئٹہ کے زیر کمان جنرل اسٹورٹ صاحب بہادر کے قندھار کو روانہ ہوا۔ چونکہ قریب ایک سال یا کچھ اوپر سے کوئٹہ میں ایجنسی قائم ہو چکی تھی۔ اس لئے جو دستہ فوج کا قندھار پر تعینات ہوا۔ اس کا جملہ انتظام رسد رسانی اور پولیٹیکل چارج علاقہ بلوچستان میں سر رابرٹ سنڈیمن صاحب کو جو اس وقت میجر سنڈیمن صاحب تھے سپرد ہوا۔ صاحب ممدوح سیوی سے کوژک د خوجک یعنی مغربی سرحد پشین تک جرنیل اسٹورٹ صاحب کے کیمپ کے ساتھ شامل ہو گئے۔ جب افواج کوژک سے گذر کر قندھار کی حد میں چلی گئی۔ صاحب ممدوح نے علاقہ پشین کا چارج اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور افواج زیر کمان جنرل اسٹورٹ صاحب کو ہر طرح پشین اور کوئٹہ سے امداد پہنچاتے رہے۔

ما تاریخ ۲۳ دسمبر ۱۸۷۸ء کو جب پشین پر سرکار عالیہ ہند کا قبض و دخل ہوا تھا۔ قوم اچک زئی مشہور سرکش تھی۔ چنانچہ کوئٹہ میں افواج سرکار کو تکلیف دیا کرتی تھی۔ جبکہ سرکاری فوج کا خاص پشین میں قیام ہوا۔ وہ لوگ زیادہ تکلیف دینے لگے۔ چنانچہ ایک دفعہ قریب کاریز گلستان ایک مختصر پارٹی فوج پر جو رسد لی جاتی تھی اچک زئی لوگوں نے شبخون مارا جس کے عوض میں صاحب ممدوح نے بذات خود بلیٹن کوک صاحب سے دو کمپنی لے جاکر بوقت شب ارنبی کاریز پر جہاں اچک زئی لوگ رہتے تھے بوقت شب دھاوا کیا۔ کچھ اچک زئی بدمعاش گرفتار ہوئے اور کچھ بھاگ گئے۔ تب سے قدرے آرام ہوا شروع میں چارج علاقہ پشین کا میجر سنڈیمن صاحب نے کپتان بروان صاحب کو جو اُس وقت صاحب ممدوح کے اسسٹنٹ تھے۔ بعد اُس کے سر جیمس بی وان ایجنٹ گورنر جنرل بہادر بلوچستان کے ہوئے تھے۔ سپرد کیا اور الہ داد خان رئیسانی بروہی کو جو بعد میں خان بہادر الہ داد خان مجسٹریٹ بولان ہو گذرے ہیں۔ واسطے مدد کے صاحب ممدوح کو سپرد کیا۔ ایک دفعہ سیدان حرمزئی مسکونہ علاقہ پشین نے کپتان بروان صاحب کے سامنے کچھ گستاخی کی تھی۔ جس کے جواب لینے کے واسطے خود میجر سنڈیمن صاحب ایک دستہ فوج کا ہمراہ خود لیکر اُن کے مسکن پر گئے تھے اور چند معتبر سیدان کو گرفتار کر کے قید کیا تھا۔ تب سے سید لوگ وغیرہ

رعایا پشین پر خوب رعب داب سرکار برطانیہ کا قائم ہوا۔ بعد اختتام جنگ اول افغانستان جبکہ امیر یعقوب خان سے سرکار برطانیہ کا عہد نامہ ہوا۔ علاقہ پشین او رسیبوی کا امیر مذکور سے اجارہ پر لیا گیا اور سپرد میجر سنڈیمن صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان کے ہوا۔

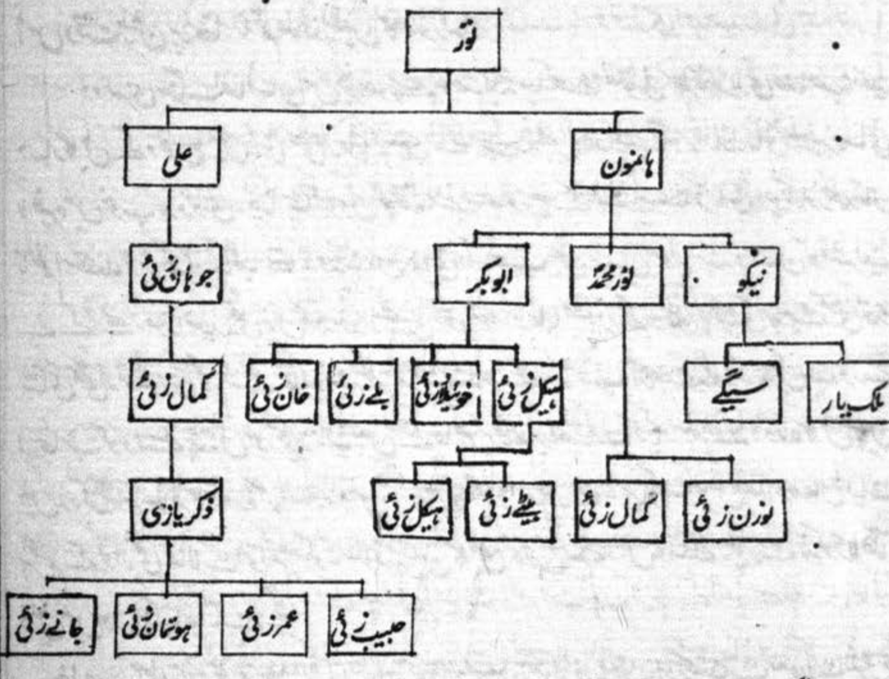
صاحب ممدوح نے اپنی طرف سے کپتان ہنری وایلی صاحب کو جو کچھ عرصہ کے واسطے قایمقام ایجنٹ گورنر جنرل بہادر بلوچستان کے بھی رہے ہیں چارج علاقہ پشین کا دے کر لوز محمد خان بزدار کو جو باشندہ علاقہ راجنپور ضلع ڈیرہ غازیخان کا تھا اور ریاست بہاولپور میں ناظم رہ چکا تھا اور اُس وقت پنشن پر تھا۔ ناظم علاقہ پشین کا مقرر کیا۔

دوسری جنگ افغانستان میں جو تھوڑے عرصہ بعد بباعث مقتولی میجر کوگناری صاحب متعینہ دربار کابل کے وقوع میں آئی تھی رعایا پشین نے میجر سنڈیمن صاحب کو رسد رسانی و خبر رسانی وغیرہ میں خوب مدد دی۔ چنانچہ اکثروں کو صاحب ممدوح نے خلعت عطا فرمائی۔ چونکہ لوز محمد خاں ناظم استعفا دیکر گھر کو چلا گیا تھا۔ اور کپتان وایلی صاحب بھی تبدیل ہوکر ہندوستان کو تشریف لے گئے تھے۔ مرزا حیدر قلی خاں تحصیلدار پشین مقرر ہوا۔ رعایا پشین کم و بیشی مالیہ کی بابت کسی قدر شاکی تھی۔ بمنظوری گورنمنٹ عالیہ ہند یکم ستمبر ۱۸۸۲ء سے صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر نے اینجانب کو واسطے پڑتال اور تجویز مالیہ پشین کے خاص کام پر تعینات کیا۔ ہم نے دو ماہ کامل پشین میں رہ کر تمام علاقہ کا دورہ کیا۔ اور اس بارہ میں مفصل رپورٹ تحریر کی۔ جسمیں علاوہ حال مالیات ہر قسم کے تواریخی حالات اقوام مسکونہ علاقہ پشین کا بھی درج ہے اس واسطے رپورٹ مذکور کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

خلاصہ۔ پہلی تاریخ ستمبر ۱۸۸۲ء کو اینجانب وارد پشین ہوکر دریافت اور تحقیقات امورات شروع کی۔ پشین کا نام دفتر قندھار میں فوشنج درج ہے وجہ تسمیہ اس کا ایسا سنا جاتا ہے۔ کہ بعہد نوشیروان فوشنج نام پہلوان تھا۔ اُس نے پہلے یہ ملک آباد کیا تھا اس لئے اُس کے نام سے مشہور ہو گیا۔

علاقہ پشین میں زیادہ تر پانچ اقوام ذیل۔ ترین[1]۔ شبد[2]۔ پڑیزوان[3]۔ کاکڑ[4]۔ ایچک[5] زئی سکونت پذیر ہیں۔ جس قدر ترین اس علاقہ میں رہتے ہیں۔ تور ترین ہیں۔ ترین اصل چار فرقہ ہے۔ بور[1]۔ ژرخیل[2]۔ اسپین ترین[3]۔ تور ترین[4]۔ بور نمبر ۱ سے ابدل ہوا۔ جس سے سب قوم دُرانی ایچک زئی بارک زئی۔ سدوزئی۔ نوفل زئی۔ محمدزئی وغیرہ پیدا ہوئے۔ ژرخیل نمبر ۲ خود مشہور فرقہ ہے لیکن

فی الحال اس علاقہ میں کچھ نہیں علاقہ کلات غلزئی اور قندھار کی طرف پایا جاتا ہے ۔ اسپین ترین بمبر ہ تل چوٹالی اور زورستان کی طرف رہتا ہے تور ترین بھی پہلے تل اور زور کی طرف رہتا تھا کسی زمانہ میں علاقہ پشین قوم ژمن کے تصرف میں تھا ۔ علی بن مامون از خاندان ملک یار سردار قوم تور ترین نے بمعہ جمعیت براوری اوراوس کے پہلے یہ علاقہ ژمن سے چھن کر اس پر قابض ہوا ۔ اُس وقت یک جدی اولاد تور ترین کے بموجب شجرہ ذیل کے تھی جس نے ملک پشین کو آپسمیں تقسیم کیا ۔



اُس وقت اگرچہ کاریزات ذیل لوزرک ۔ گلستان ۔ روغنی ۔ ارمبی ۔ کاریز عبداللہ خاں تھے ۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان کاریزات پر قبضہ ترین لوگوں کا ۔ ہوا صرف رود اور چشمہ اور زمین خشکابہ کو جو قریب تھے انہوں نے آپسمیں بموجب حیثیت ہر ایک طائفہ کے تقسیم کی ۔

ملک یارو نور زئی	علی زئی
رود برشور ۔ رود ترخہ ۔ چشمہ منزکی	توغنی ۔ چشمہ سنزل
سیگی وتزرخیل	ابوبکر زئی یعنی زئی وغیرہ
رود تورمرغہ ۔ چشمہ سنگربی ۔ بیہار ۔ چشمہ لعل خاں ۔ چشمہ تسی	سرخاب ۔ رود لوڑھا

اُسی زمانہ میں تین خاندان سید لوگوں کے آئے۔

مرٗوزئی	شادی زئی	حیدرزئی
سماعیل زئی - ابراہیم زئی - لگرٗزئی - حرم زئی	شادی زئی	حیدرزئی - یاروزئی
میگل زئی - شیخ زئی - حجاب زئی - حاجی زئی	یاسین زئی	
کاکازی		

ان تین خاندانون کو ترین لوگوں نے چہارم چہارم حصہ کل آب وزمین خود ہا دیکر اپنے شامل کرلیا۔ چنانچہ مرٗوزئی ہمراہ علی زئی اور شادی زئی ہمراہ ملک یارونوروزی اور حیدرزئی ہمراہ ابوبکرزئی حصہ دار بن گئے۔ حیدرزئی نے عوض اپنے چہارم حصہ کے رود لہوڑہ لے لیا باقی رود سرخاب کو قرفہ ابوبکرزئی حسب حصہ رسد کھاتے رہے طائفہ سیگی نے اگرچہ پہلے تورمرغا لیا تھا لیکن بعدازاں کسی اتفاق سے انہون نے کوچ کرکے نیچے کی طرف قریب کاریز نورک اور گلستان کے سکونت اختیار کیا۔ اور اُسی وقت سے کاریز نورک پر چلے آتے ہیں۔

قرفہ خان زئی نے جو ہیکل زئی کے ساتھ پہلے شامل تھا ہیکل زئی کو چھوڑکر یہ موضع تورمرغا وغیرہ کا جو پیشتر قبضہ طائفہ سیگی میں تھا۔ قبضہ کرلیا۔ اُسی عرصہ میں جب ترین اس ملک پر قابض ہوا۔ یا دوسرے سید لوگ آے۔ ایک طفلک کم عمر بھی اُن لوگوں کے ساتھ آیا۔ جس کو اگرچہ سید لوگ صحیح نہیں جانتے تھے لیکن کربلا میں جو عرب کی طرف ہے۔ ان سید لوگوں کو ملا تھا انہوں نے اس طفلک کو حوالہ سردار ترین کے کیا۔ سردار مذکور نے اس کو پرورش کیا اور بالغ ہونے پر زمینات جو مردم خان زئی نے چھوڑ دی تھی اُسکے سپرد کی زمینات مذکور اب تک کربلا کے نام سے پکاری جاتی ہیں۔ اول سرداری قوم ترین کے خاندان ملک یار میں تھے۔ بعدازاں بٹے ازخاندان ہیکل زئی کے پیدا ہوا۔ جو خواہرزادہ ملک یار کا تھا بٹے مذکور بقوت بازو خود بعد مقدمہ اور جنگ کے سرداری ترین کے خاندان ملک یار سے چھین کر اپنے قبضہ میں لایا۔ چنانچہ جاے سکونت ان کی بازار کہنہ میں تھی اور مقبرہ بٹی کا قریب بازار نو موجود ہے اُس وقت سے اب تک ترین لوگوں میں سردار یا خان بٹی زئی لوگ سمجھے جاتے ہیں۔ پیشتر عملداری نادرشاہ سے ترین کے اوپر کچھ مالیہ یا حکومت کسی بادشاہ کی نہیں تھی۔ لیکن خاندان بٹی زئی سے جو سردار ہوتا تھا۔ وہ بمنزلہ حاکم کے کچھ لیتا تھا۔ جب نادرشاہ بادشاہ ہندوستان کی طرف گیا۔ اُس وقت ایک ہزار نوکرا وپر کل علاقہ پشین کے مقرر کیا۔ کہ جس وقت بادشاہ کو ضرورت ہوئی یہ لوگ ایک ہزار نفر مسلح سپاہی ازخاندان خود ہا واسطے کمک

بادشاہی کے دیوینگے۔ چنانچہ چند بار ترین لوگوں نے بعہد بادشاہی نادرشاہ بادشاہ و احمد شاہ وغیرہ ہندوستان تک یہ نوکری دی۔

جب احمد شاہ ابدالی دُرانی سدوزئی بادشاہ قندھار کا ہوا۔ اُس نے دو صد نفر نوکر سید لوگونکو معاف کیا۔ باقی آٹھ سو نفر نوکر طائفہ ترین بحال رکھے۔ اُس وقت سے اقوام بڑیزون حوانہ طائفہ کاکڑی ہیں اور بطور مالچراں کے اس علاقہ میں آیا کرتے تھے۔ دینے غم نوکر وغیرہ میں ہمراہ ترین کے شریک ہوگئے اور انہوں نے مستقل سکونت علاقہ پشین میں اختیار کی۔ اور آبادی زمینات وغیرہ میں حصہ دار ہوگئے۔ اسی زمانہ میں مردمان ایچک زئی بھی زیادہ قبض و دخل کرنے لگے۔ اور انہوں نے زمینات ویرانہ کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور چونکہ وہ فرقہ کوہستانی اور زور آور تھے اسلئے ادائے مالیہ سے بری رہے۔ تفریق ۸۰۰ نفر غم نوکر کے فرو علیحدہ نمبر اسے ظاہر ہوگی۔ جب تک بادشاہی قندھار کے خاندان سدوزئی میں رہے۔ اقوام ترین صرف نوکر جنسی بروقت ضرورت بادشاہ قندھار کے دیا کرتے تھے۔ لیکن بعد اُن کے جب بادشاہت افغانستان کے خاندان سدوزئی سے منتقل ہوکر بخاندان وزیر فتح خاں پہنچے اور قندھار قبضہ سرداران کو ہندل خاں وغیرہ میں آئے۔ تب سے سردار کوہندل خان نے لینا نوکر جنسی موقوف کر کے بجائے اس کے فی نفر ۲۸ روپے قندھاری اور للعہ کلدار مقرر کئے سید لوک اُس وقت بھی غم نوکر یا مالیہ نقدی سے معاف رہے برشور اور لوڑہا و کاریزات کاکڑی پہلے سے بری تھے۔ اور یاغی کہلاتے تھے۔ بلکہ پشین میں ترین لوگوں کو اکثر تکلیف دیا کرتے تھے۔ سال ۱۸۵۰ء میں خوشدل خاں پسر مہردل خاں نے حاجی خاں سردار کاکر وغیرہ اقوام کاکری سے لڑائی کر کے اُن کو مطیع و فرمانبردار کیا۔ اس وقت سے علاقہ جات برشور غم نوکر لت ۹۰ نفر۔ قنوات کاکری مشخصہ فی قنات بشرح مختلف۔ لہوڑہ کاکڑی مشخصہ فی قنات بشرح مختلف پر مالیہ بطور جمع بست یعنی مشخصہ کے مقرر کیا۔ اب تک اُسے شرح پر وصول ہوتا رہتا ہے۔ واسطے قابو رکھنے سرحد پشین اور رکھنے زور اوپر کاکر لوگوں کے اُسنے ایک قلعہ بنایا جس کا نام قلعہ خوشدل خاں مشہور ہے۔

محال پشین ماتحت قندہار کے تھا۔ جب تک قندھار بہ قبضہ سرداران قندھاری کے رہی۔ تب تک ترین سے پہلے بموجب شرح مذکور بالا ۸۰۲ دو نفر کے واسطے مبلغ ۱۱۳۰۰۰ روپیہ نقد لیا جاتا تھا۔ بعد ازاں جس وقت امیر دوست محمد خاں نے قندھار کو بھی اپنے تصرف تصرف میں لیکر محمد امین خاں کو حاکم قندہار مقرر کیا۔ اُس وقت بباعث اِس کے کہ فی ما بین انجام

ترین رعایا پشین و حاکم پشین اس بات پر تکرار تھا۔ کہ حاکم پشین غم لوکر طائفہ زرخیل وغیرہ جو پشین سے مفرور ہو کر دیگر علاقہ جات کو چلے گئے تھے۔ باقیماندہ رعایا سے طلب کرتا تھا۔ اور اقوام ترین کو اس بات سے عذر تھا آخر امیر صاحب نے روبروے خود طلب کر کے یہ حکم دیا یا تو غم لوکر کو پورا ۸۰۲ نفر کا بموجب شرح نقدی ادا کرو یا جنسی بٹائی حسب شرح ذیل اپنے اوپر قبول۔ آبپاشی رودہاے حصہ سوم۔ آبپاشی چشمہ ہاے پنجم حصہ۔ خشکابہ بارانی ششم حصہ۔ کاریزات ششم حصہ۔ منجملہ ۸۰۲ نفر صالحصہ نفر کے ملکان نے ضبطی حسب العمل یعنی شرح بٹائی جنسی مالعلف نفرادلے مالیہ نقدی بدستور غم لوکر کے قبول کیا کہ پیشگاہ امیر صاحب سے یہ تجویز مندرجہ بالا منظور ہو کر اسی سال سنہ ۱۸۷۹،۸۰ء جب تک عملداری امیر شیر علیخاں والی کابل کی رہی۔ اسی طرح عملدرآمد ہوتا رہا۔ چنانچہ جمع خرچ سنہ ۱۸۷۹،۸۰ء سے جو اس وقت حاجی سربلند خاں حاکم پشین کا تھا۔ جس کو ہم نے از دفتر قندھاری حرف بحرف ترجمہ کیا ہے حال آمدنی مالیہ امیر صاحب کا بخوبی واضح ہوتا ہے۔ جس سے گوشوارہ آمدنی مالیہ ترین نمبر ۲ شامل رپورٹ ہذا کیا گیا۔ واضح ہو کہ کل آمدنی مالیات سال مذکور اور بعد اُس کے ۳ سال میں جو جب سے عمل دخل سرکار انگریزی کا ہوا اُس کا گوشوارہ نمبر ۳ شامل رپورٹ ہذا کیا جاتا ہے۔ جس کے دیکھنے سے ہر ایک سال کی کم و بیشی بخوبی ظاہر ہوگی۔ ہم نے ہر ایک سال کی آمدنی مجملاً نقشہ مذکور میں درج کی ہے۔ گذشتہ دو سالوں میں وصولی مالیات میں سررشتہ مندرجہ دفتر امیر صاحب پر بہت لحاظ نہیں ہوا سال اول میں نور محمد خاں ناظم پشین کا مقرر تھا اُس کی صلاح و مشورہ سے مالیہ لیا گیا۔ بعضے دیہات سے بموجب شرح امیر صاحب بعض سے بموجب حیثیت ذاتی و زمین کے از سر نو ایک شرط مقرر کر کے وصول کیا۔ مال داغی ہر ایک قوم اور فرقہ سے یکساں وصول کی گئی دوسرے سال میں کچھ کم و بیشی بموجب تجویز تحصیلداراں ہوتی رہی۔ پار سال سے وصولی مالیہ میں زیادہ تر دفتر امیر صاحب کی طرف رجوع دلایا گیا ہے۔ جبکہ گورنمنٹ کا منشاء ہے کہ مالیہ بموجب قانون امیر صاحب کے رعایا سے لیا جاوے۔ تو پس پہلے سے ہر ایک قسم کے مالیہ کے واسطے شرح مقرر ہے۔ اکثر بموجب اُن کے بسہولیت تمام وصول ہو سکتا ہے۔ صرف بعضے اقسام جو از سر نو وقوع میں آوینگے اُن کے واسطے تجویز چاہیئے۔ سو جس وقت کوئی نیا امر پیش ہووے اُن کے واسطے تحصیلداراں کو چاہیئے کہ اول منظوری حکام بالادست کی حاصل کر کے اُس پر عملدرآمد کریں۔

ملازمان سرکار انگریزی کو پہلے وصولی مالیہ میں عملدرآمد کرنا بموجب دفتر امیر صاحب کے زیادہ تر

یہ مشکل تھی کہ جو دفتر امیر صاحب بروقت لینے چارج پشین کے حکام انگریزی کے ہاتھ میں آیا تھا اُس کے رقوم و ہندسہ اور چلن سکہ و وزن اجناس عملداری سرکار انگریزی سے بالکل مختلف تھا جو سمجھنے میں نہیں آتا تھا اب ہم نے مشروحاً ترجمہ جمع و خرچ سال ۱۸۷۸ء کیا ہے جس سے تمام تشریحات وصولی مالیہ ہر ایک موضع اور طائفہ کی بخوبی معلوم ہو سکتی ہیں اور بلکہ جو جو مشکلات یا معمات اُن کے پڑھنے میں تھے ہم نے شروع ترجمہ مذکور میں درج کر دئے ہیں اب ہر ایک اہلکار عملداری سرکار انگریزی کا اس کو بخوبی پڑھ اور سمجھ سکے گا۔ بلکہ بموجب قانون امیر صاحب اکثر علاقہ پشین کا جمع بست یا معافی خارج از جمع ہے صرف چند مواضعات ضبطی حسب العمل ہیں جن کی وصولی موجب شرح بٹائی مقررہ امیر صاحب کے ہوتی ہے۔

برشور و کاریزات کاکڑی اور لہوڑہ کا کڑی بالکل جمع بست ہیں سوا راس مقرری مالیہ کے جو فرد نمبر ۳ میں درج ہے اُن سے اور کچھ مطالبہ واجب الطلب نہیں ہاں اگر کوئی کاریز از سرِ نو آباد کرینگے تو اُن کے واسطے پہلے اطلاع دینا چاہیئے۔ بموجب شرح مقررہ امیر صاحب جو ہر ایک کاریز کے اوپر مشخصہ نقدی و جنسی مقرر ہے لیا جاویگا یا جو حاکم وقت مناسب تصور کریگا اسی طرح اگر کوئی کاریز غیر آباد ہو جائیگی اس کے واسطے مجرا دینا ہوگا چنانچہ میں نے فرد نمبر ۳ پر یہ یادداشت مفصل درج کر دی ہے

تزین دو قسم کا مالیہ گذرا ہے۔ اول چند مواضعات بباعث ادا کرنے غم نوکر کے جو فی الحال نفر سے نقدی غم نوکر دینا کیا تھا اور بعضے چشمہ ہا اور کاریزات کے اوپر تحصیلداران وقتاً فوقتاً حاکمان وقت سے مشخصہ نقدی اور جنسی مقرر ہوتا رہا مالیہ بطور جمع بست کے لی جاتی ہیں وہ لوگ جمع بست دیتے ہیں دیگر ہر ایک قسم غم مثلاً مال داغی اور کاہ بھوسہ شفتہ وغیرہ سے بری ہیں اگر یہ لوگ کاریز نو احداث کریں یا خشکابہ کاشت کریں کچھ بیشی اُن سے مطالبہ نہیں ہوتا تھا دوسری ضبطی حسب العمل جن سے مالیات بموجب آمدنی پیداوار بہ شرح بہاولی بہ لحاظ آبپاشی رود اور کاریز و خشکابہ وغیرہ کے وصول ہوتی ہے یہ وہ مواضعات ہیں جنہوں نے بعہد عملداری امیر دوست محمد خان نقدی غم نوکر سے انکار کر کے جنسی بٹائی اپنے اوپر قبول کی تھی ان مواضعات سے ہر ایک قسم کا غم لیا جاتا ہے مال داغی ان سے وصول ہوتی ہے خشکابہ سے بھوسہ و شفتہ وغیرہ ان سے بموجب شرح بہاولی کے برابر لیا جاتا ہے تفصیل ہر دو قسم مواضعات اور آمدنی کی فرد نمبر ۲ سے واضح ہو سکتی ہے

پہلے وقت میں جبکہ ان مواضعات کے ملکان نے بجار نقدی غم لوکر کے ضبطی جنسی اپنے
اوپر قبول کی تھی اس وقت بباعث ارزانی نرخ اور کمی پیداوار کے یہ لوگ بہ نسبت اُن لوگوں
کے جنھوں نے غم نقدی اپنے اوپر بحال کرایا تھا خوش تھے۔ لیکن اب بالکل پشیمان ہیں اور
چاہتے ہیں کہ وہی غم لوکر اُن کے اوپر بجائے بھاولی جنسی کے مقرر کیا جاوے لیکن بموجب
روئداد حال کے یہ امر مشکل ہے۔ کہ حمالوصہ نفر کے واسطے غم لوکر نقدی شرح للعہ فی نفر
صرف لعہ رر ہوتے ہیں۔ آمدنی پیداوار اوسط سہ سالہ ان مواضعات کی بموجب نقشہ نمبر
کے بہت زیادہ ہے اور آئندہ ترقی کی بھی امید ہو سکتی ہے اگر سرکار بہ لحاظ سہولیت وصولی مالیہ
و پرورش رعایا کے تجویز نقدی مالیہ کی ان مواضعات کے اوپر منظور فرماوے تو ان مواضعات
کے لوگ بہ نسبت جمع سابقہ کے جو ایزادی غم لوکر کی لعہ رر ہوتی تھی کچھ زیادہ یعنی دس ہزار
تک بخوشی قبول کرینگے۔ لیکن میرے خیال میں آمدنی مالیہ کے واسطے جنسی بٹائی بحق سرکار
بہ نسبت نقدی جمع کے زیادہ مفید ہے۔

چند تجاویز ذیل سے ان لوگوں کے ساتھ رعایت ہونی چاہئے۔ اول شرح بٹائی کا ایزادات
کی جو از سر نو احداث ہوں چند سال تا پختہ ہونے پانی کے جس کی میعاد پانچ سال سے کمتی
نہ ہووے دہم حصہ رکھنی چاہئے۔ بعد اُس کے بموجب دستور قدیم ششم حصہ۔ دویم مال داغی
جو ان مواضعات سے بموجب شاخ شماری ہر سال کی لی جاتی ہے اس میں ہم وصول
کنندگان کو اور ہم رعایا کو تکلیف ہے۔ واجب ہے کہ ایک دفعہ ان مواضعات کی مال شماری
ہو کر بعد رعایت کرنے کچھ حصہ کے بطور جمع بست ہر ایک کے نام مقرر ہونی چاہئے جس سے
ہر ایک سال میں تکلیف شاخ شماری نہ ہووے اور سہولیت سے معرفت ہر ایک ملک کے
وصول کی جاوے اور خر اور گاؤ مادہ شمار میں نہیں لانا چاہئے کہ تمام رعایا ان مواضعات
کے وصول ہونے مال داغی خر اور مادہ گاؤ سے ناخوش ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ پیشتر عملداری
امیر صاحب میں کبھی نہیں لی گئی دفتر امیر صاحب میں سری رمہ گلہ وغیرہ درج ہے خر اور مادہ گاؤ
کی تفصیل نہیں۔ تحصیلدار پشین نے لفظ وغیرہ سے مراد مادہ گاؤ اور خر کی سمجھ کر پار سال وصول
کیا لیکن غائبانہ ایسا سنا جاتا ہے کہ مادہ گاؤ اور مرکب خر کے اوپر مال داغی نہیں تھی۔ اگر یہ معاف
ہو گی تو کچھ اس سے بہت زیادہ نقصان آمدنی مالیہ میں نہیں ہو گا لیکن یہ لوگ بہت خوش
ہونگے۔ سوم مواضعات بٹائی سے بھوسہ اور گھاس رشقہ وغیرہ بموجب شرح بٹائی کے

بانٹ لیا جاتا ہے امسال یہ تجویز ہوئی ہے کہ جس قدر آمدنی محصول کی ہر ایک خرمن سے ہو۔ اسی قدر مساوی بھوسہ زمیندار سے لیا جاوے اور اُسی کے ذمہ رہے کہ تحصیل تک پہنچا دیوے اگرچہ بموجب دفتر قندھار کے ان مواضعات کے اوپر مقرر رہے کہ سبز بر و خشک بر جو پیدا ہو۔ بموجب شرح مذکورہ بالا کے سرکار کو حصہ بانٹ دیویں لیکن اُسوقت اس قدر ضرورت یا قیمت بھوسہ و رشقہ وغیرہ کے نہیں تھی اسواسطے نہ عاملان سرکار لینے میں اور نہ زمینداران دینے میں کچھ پرواہ کرتے تھے اب دونو کو اس کی زیادہ ضرورت ہے ہمارے خیال میں بالکل معاف کرنا سرکار کیواسطے نقصان ہے مگر جو مساوی غلہ کے مقرر کیا گیا ہے یہ زیادہ ہے اور اس کو زمینداران خوشی سے نہیں ادا کرتے اسلیئے بہتر ہوگا کہ یا تو بقدر آمدنی غلہ محصول کے نصف لیا جاوے یا جنسی خرمن پر بانٹ لیا جاوے پھر اُن کے اُٹھانے کے واسطے کرایہ بموجب حیثیت منزل کے سرکار کے ذمہ ہوگا۔

جو مواضعات طائفہ کاکری یا ترین زیر جمع بست ہیں اُن کے اوپر پہلے سے بہت رعایت ہے اب وہ خوب نفع میں ہیں اور زیادہ ضرورت رعایت کی نہیں رکھتی نہ اُن پر مالیہ ایزاد کیا جا سکتا ہے کیونکہ سرکار کا منشاء خلاف دستور امیر صاحب کی نہیں ہے۔ معافیات۔ اول سید پہلے جس قدر زمینات و پانی اقوام ترین نے اس علاقہ پشین میں اپنے قبضہ میں کیا چارم حصہ ان لوگوں کو دیا اُس وقت تو کچھ محصول کسی بادشاہ کا مقرر نہیں تھا بعدازاں اگرچہ نادرشاہ نے ان کے اوپر بھی کچھ نوکر مقرر کیئے مگر عہد احمد شاہ دُرانی ان کے اوپر وہ نوکر بھی معاف کیئے گئے بعد اس کے جس وقت سے اقوام ترین کے اوپر بجاے غم نوکر جنسی کے نقدی مالیہ مقرر کیا گیا یہ لوگ بالکل معاف رہے ان لوگوں کو اور بھی موقعہ خرید کرنے زمینات اور پانی کا از مردمان ترین کے ملا چنانچہ زمینات اور پانی ان لوگوں نے از اقوام ترین زر خرید کیا بعض نے تو معافی محصول کی بابت رقمہا از طرف امیر صاحبان کے حاصل کی اور بعض صرف بہ لحاظ اس کے کہ سید از وقت احمد شاہ جمع سے معاف ہیں بشمول زمینات جدی متصرف رہے کچھ محصول سرکاری ادا نہ کیا ماسوا اسکے کہ یہ لوگ سید اور ملک کابل مسلمان تھا سید نور محمد شاہ وزیر امیر شیر علیخاں جو خاص متوطن پشین کا تھا ان سید لوگوں کے واسطے بڑا وسیلہ تھا اب اگر سرکار ان لوگونکی معافیات میں کچھ دست اندازی ہوگی تو موجب ناراضگی کا ہوگا لیکن اگر عموماً قومیت کے لحاظ سے معافی مالیہ کی ان لوگوں کیواسطے بحال رہیگی تو آیندہ اور بھی زیادہ ترغیب ان لوگوں کو واسطے خرید کرنے زمینات جمعی کے ہوگی اب اس طرح واجب ہے جو زمینات اول وقت ترین سے حصہ رسد ان سید لوگوں کو ملی تھی جو وقت احمد شاہ سے غم نوکری سے معاف ہوئی

جس کی کیفیت ہم نے اوپر بیان کی ہے بحق ان سید لوگوں کے فی الحال بدستور معاف
سمجھی جاویں لیکن بعد ازاں جو زمینات زر خریدی ہیں جس کی خاص رقم معافی کی کسی
کے پاس ہے وہ تو بموجب منشا رقم معافی کے حین حیات تک یا وقت مناسب
تک معاف دیجاویں جن کی رقم کوئی نہیں اور بزرگانہ بھی نہیں خود خرید کی ہیں ایسی زمینات کے اوپر
کچھ مالیہ بشرطیکہ کوئی خاص امر مانع نہ ہو لگایا جاوے چنانچہ نور محمد خان ناظم پشین نے بھی بروقت
تحقیقات معافیات کے یہی رائے دی تھی کہ نقشہ علیحدہ معافیات سے ظاہر ہوگا اور آیندہ کے
واسطے اگر کچھ زمین از سر نو خرید کریں یا کاریز لگاویں تو تحصیلدار کو چاہیئے کہ بابت زمین نو خریدہ
کے جس قدر جمع یا شرح بٹائی اُن کے اوپر مقرر ہو بدستور وصول کرے اور بابت کاریز جدید
کے اگر کوئی سبب رعایت کا نہ ہووے تو برابر دیگر رعایا کے مشخصہ نقدی یا جنسی اُن سے لینا چاہیئے
ہاں عوض تردد آبادی کے جیسے دوسرے لوگوں سے رعایت کی جاوے ان سے بھی ہونی چاہیئے
دوئم ۔ ایچک زئی یہ لوگ بھی زیادہ تر وقت احمد شاہ درانی سے اس علاقہ میں دخیل ہوے
بباعث اس کے کہ ایک زبردست کوہستانی فرقہ تھا اب تک ادائے مالیہ سے بری رہے اب بھی
پچھلی زمینات جس قدر ان لوگوں کے قبضہ میں ہیں بموجب دفتر قندھار خارج جمع سمجھنی چاہیئے
لیکن آیندہ کے واسطے صاف حکم ہونا چاہیئے کہ جو زمین لوگ از سر نو خرید کرینگے اگر جمع بست ہوگا
جمع مقررہ اگر ضبطی حسب العمل ہوگا تو ان سے شرح ضبطی لی جاویگی اور اگر زمینات مقبوضہ قدیم میں
کوئی کاریز احداث کریں تو پہلے اطلاع دینا چاہیئے سرکار کو اختیار ہوگا کہ کچھ مالیہ اون کے اوپر مقرر
کرے ۔ یا کسی خاص سبب سے معاف دلوے ۔ سوئم ۔ صاحبزادہ و اخوندزادہ جو بطور مرشد یا مُلّا
افغاناں کاکر و ترین میں چند زمینات بطور معاف کھاتے ہیں لیکن اُن کی معافی بموجب سند کے
جائز ہے بے سند ہرگز قابل لحاظ نہیں اکثر اس قسم کی معافیات کی نسبت پہلے معرفت نور محمد خاں
ناظم و اللہ داد خاں تحصیلدار کی تحقیقات ہو کر ہر ایک کی نسبت از صاحب افسر انچارج ضلع پشین
کی منظوری لی گئی بلکہ نقشہ مرتبہ غم کا بخدمت سر رابرٹ سنڈیمن صاحب کے بھی پیش ہوا تھا جس
پر صاحب ممدوح نے یہ حکم دیا کہ فی الحال صاحب اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل پشین بموجب رائے
خود عملدرآمد کرے بروقت دورہ پشین کے زیادہ دریافت ہو کر حکم مناسب ہوگا لیکن صاحب
موصوف کو موقعہ نہ ملا خصوص وہ وقت ضرورت اور مقدمہ جنگ کا تھا اب ہم نے بھی اس کے
سامنے کیفیت اپنی تحریر کر کے نقشہ مذکور صاحب ایجنٹ گورنر جنرل کی خدمت میں پیش کرتا ہوں

چاہیئے کہ از پیشگاہ صاحب ایجنٹ گورنر جنرل ہر ایک امر کی نسبت حکم صادر ہو - عموماً ایسی معافیات حین حیات تک معاف رکھی جاویں بعد فوتیدگی معافیخوار کی تحقیقات ہو کر حکم مناسب ہونا واجب ہے -

ترقی آبادی علاقہ ہذا چند وسائل سے ہو سکتی ہے - اوّل چند کاریزات بباعث کم استطاعتی مالکان و بے امنی ملک کے ویرانہ پڑی ہوئی ہیں اور چند کاریزات از سر نو احداث ہو سکتی ہیں اب مالکان واسطے آبادی کاریزات ویرانہ یا جدید کے مستعد پائے جاتے ہیں بلکہ علاقہ خوشدلخاں میں دو تین ملکان نے احداثی کاریزات جدید کی شروع کی ہوئی ہے چنانچہ ملک سیاہی اور ملک ملک نعل محمد درخان زئی اور بھی بعضے مستعد ہیں البتہ کچھ روپیہ بھی بطور تقاوی کے مانگتے ہیں چنانچہ اس وقت تک چار پانچ درخواست تقاوی کی از طرف ملکان ہمارے پاس گذری ہیں جو ہر ایک کاریز کا موقع خود دیکھ کر رپورٹ ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ گذارش کر دی ہے لیکن بہ نسبت تقاوی کے زیادہ تر شرح بٹائی میں مالکان کاریز رعایت چاہتے ہیں عام شرح بٹائی کاریزات ششم حصہ مقرر ہے لیکن زمینداران کا بیان ہے کہ قندھار میں اگر کوئی کاریز جدید احداث کرے تو شرح بٹائی اُس کی دہم حصہ مقرر کی جاتی ہے بلکہ وہ لوگ نظیر دیتے ہیں کہ خود علاقہ پشین میں سردار عبد اللہ خاں اچکزئی نے اس کاریز موسومہ عبد اللہ خاں کو جو صرف مدفونہ پورانہ تھی از سر نو پاک صاف کیا تھا تو از پیشگاہ امیر صاحب کے شرح بٹائی دہم حصہ مقرر ہوئی تھی جو اب تک لی جاتی ہے میرے نزدیک اگرچہ کچھ رعایت بوجہ خاندانی عبد اللہ خاں کی بھی مقرر کرنے شرح بٹائی کاریز ہذا میں ہوئی ہوگی لیکن تاہم کاریزات جدید کے احداث کرنے میں بڑا روپیہ خرچ ہوتا ہے اور چند سال تک جب تک کہ کنارہ ما چاہات پختہ نہ ہوں ہر سال محنت کرنی ہوتی ہے اگر بہ لحاظ محنت زمینداران شرح بٹائی کاریزات جو از سر نو بنائی جاویں - یا ویرانہ قدیم کہ وہ بھی بمنزلہ نو کشیدن کے ہیں چند سال کے واسطے دہم حصہ مقرر کی جاوے تو خوب ترقی ہوگی میعاد اس رعایت کی پانچ سال سے کم نہیں ہونا چاہیئے - دوئیم چاہات چند موقعوں پر چنانچہ متصل سیگی و عبد الرحمان زئی اور جیب زئی وغیرہ کے چاہات پختہ بنائے جا سکتے ہیں اُن میں پانی اکثر ۲۰ فٹ سے ۴۰ فٹ تک عام ہے اور بہت زمینات لایق آبادی بہ باعث نہ ہونے پانی کے ویران پڑی ہوئی ہیں اُن کے ذریعہ سے خوب آباد ہو سکتی ہیں لیکن افسوس ہے کہ اس علاقہ میں رواج نہیں رہا اور لوگ اُس کی کارروائی سے ناواقف ہیں میں نے چند ملکان سیگی سے اسبارہ میں تذکرہ کیا یہ لوگ

ہماری اس تجویز کو پسند کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بہت ممکن ہے صرف یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ ہم لوگ اس حکمت سے ناواقف ہیں چاہیئے ہیں کہ اگر ان کو سرکار کنواں لگا دیوے اور اس کی کارروائی سے واقف کرے تو باوجودیکہ علاقہ سیگی کا بباعث مفرر ہونے عمّ لوکر کے بٹائی جنسی سے بری ہے تاہم وہ لوگ ششم حصہ محصول جنسی بھی دینا قبول کرتے ہیں۔ سویم یہ بھی منظور کرتے ہیں کہ اگر سرکار کچھ روپیہ بطور تقاوی کے دیوے اور بہم پہنچانے مستری غواص وغیرہ کے مدد دیوے تو وہ از خود بھی کنواں لگانے پر مستعد ہیں۔ میری رائے میں ایک عمدہ موقعہ ہے ایک کنواں از طرف سرکار کے لگا کر جاری کرنا چاہیئے اگر اُس سے فائدہ حاصل ہوا تو ہم کو یقین ہے کہ علاقہ پشین میں بہت آبادی بذریعہ چاہات کے ہو جاویگی۔ چہارم لہوڑہ تزین سے قریب یاسین زئی ایک نالہ جاری ہو سکتا ہے جس سے بہت زمینات ویرانہ مواضعات خوشیداد زئی وہیکل زئی و کربلا وبلے زئی کے آباد ہو سکتی ہیں جو قریب چھ سات میل زمین مربع لائق آباد و ویران پڑے ہوئے ہیں لہوڑہ کا پانی ضائع چلا جاتا ہے شاید بطرف شوراوک کچھ آبادی کرتا ہوگا لیکن اس نالہ کے نکالنے سے سب پانی لہوڑہ کا خشک نہیں ہو جائیگا خصوص ہر ملک میں قانون ہے کہ جو کوئی زمین متروع رخ رود یا نالہ کی طرف ہوتی ہے پہلے حق آبپاشی اس کا ہونا ہے اسواسطے بھی اور بخصوص یہ پانی خود علاقہ پشین میں نکلا ہے اس پانی کے واسطے پشین زیادہ مستحق ہے اس کی بابت ہم نے مفصل رپورٹ بمعہ نقشہ بمراد منظوری کے بتوسط مسٹر جنکس صاحب کے بخدمت صاحب ایجنٹ گورنر جنرل ارسال کی تھی۔

انتظام سول اور پولیس۔ واضح ہو کہ جب سر رابرٹ سنڈمین صاحب نے اول علاقہ پشین پر قبضہ کیا اُس وقت اینجانب بھی ہمراہ صاحب موصوف کے تھا اُس وقت سے صاحب موصوف کا منشا اس واسطے مقرر کرنے ایک تحصیل کے تھا چنانچہ عملہ بھی واسطے ایک تحصیل کے مقرر فرمایا لیکن بباعث اس کے کہ اس وقت پولیٹیکل لحاظ سے دونو مقامات چنانچہ خوشدل اور گلستان میں فوج تعینات کرنے کی ضرورت تھی اور علاوہ بریں بباعث آمد رفت افواج رسد رسانی وغیرہ کار بار بہت تھے مناسب نظر آیا کہ بالفعل کے واسطے دو علاقہ بنائے جاویں چنانچہ ایک حلقہ خوشدل خاں سپرد تحصیلدار اور دوسرا حلقہ گلستان سپرد نائب تحصیلدار کے کیا گیا تھا اور ناظم ان دونو تحصیلات کے اوپر علاوہ مقرر ہوا تھا اور صاحب اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل کل ضلع پشین کے انچارج تھا۔ بعدہ ناظم تخفیف ہو گیا لیکن دونو حلقہ جات زیر تحت

صاحب اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل کے بدستور بحال رہے۔ بموجب حالت اُس وقت کے تجویز مذکورہ بالا خوب تھی لیکن فی الحال جبکہ فوج کی آمد رفت کچھ نہیں اور انتظام پولٹیکل بھی قائم ہو چکا ہے میرے خیال میں کل عملہ تحصیل کا ایک جگہ جمع کرنا چاہیئے اور ایک موقعہ پر جو وسط علاقہ پشین میں ہو مقام تحصیل کا پختہ قائم کرنا چاہیئے کیونکہ جو عملہ تحصیل فی الحال ہے دو تحصیل کے واسطے ہرگز کو مکتفی نہیں اسواسطے دونو حلقہ جات کی کارروائی مرتب کرنی رجسٹرات وغیرہ باضابطہ نہیں ہو سکتے ایک تحصیل کے واسطے یہی عملہ کافی ہے صرف تھوڑا ترمیم کرنا ہوگا۔ ہم نے بعد پھرنے تمام علاقہ پشین کے واسطے مقرر کرنے مکان تحصیل کے ایک جگہ جس کا نام سرا گلہ ہے بالکل پسند کیا اسجگہ ایک عمدہ میری موجود ہے اور جب تک خاندان بیٹی زئی کو اس علاقہ پشین میں کچھ اختیار تھا اسی جگہ خان بیٹی زئی کا رہتا تھا دیکھنے نشانات پورانہ آبادی سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں ایک عمدہ شہر تھا۔ صرف قریب چالیس پچاس سال سے ویران ہوا۔ اسجگہ زمین لائق آبادی بہت ہے لیکن بے عوزی سے ویران پڑی ہوئی ہے صرف پارسال سے قدرے کشت بیٹی زئی لوگوں نے آب سرخ آب سے کی ہے۔ اس جگہ پانی رود سرخاب کا بھی آسانی سے پہنچ سکتا ہے اور دو کاریزات پورانہ متصل اس کے ویران پڑے ہیں جو تھوڑی محنت سے آباد ہو سکتے ہیں اس میری کے اوپر تمام علاقہ پشین کا گلستان سے قلعہ خوشدل تک برابر دکھائی دیتا ہے اس میدان پر چاہات بھی احداث ہو سکتے ہیں چنانچہ سنا جاتا ہے کہ آگے بھی چند چاہات آباد تھے اب بھی تھوڑے فاصلہ پر دو چاہ خام موجود ہیں جن کا پانی چالیس فٹ سے زیادہ نیچے نہیں ہوگا کہ مدت سے یہ قلعہ ویران پڑا ہے اور اسی قلعہ کے نیچے سڑک قندھار اور ہندوستان کے جو فی الحال زیادہ تر براہ ہرنائی اور سیوی کے جاری ہے گذرتی ہے اس میدان میں اور کوہ ہا متصلہ پر بموسم بارش گھاس بے انداز پیدا ہوتا ہے لکڑی سرخاب نالہ میں جو اس موقعہ سے دو تین میل ہوگا بہت مل سکتے ہیں۔

میری رائے میں مکان تحصیل اور بنگلہ صاحب اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل اور صدر مقام پولیس کا اسجگہ پر ہونا چاہیئے بلکہ جس قدر فوج پشین کے واسطے مقرر ہو اس کا بھی ہیڈ کوارٹر ایسی جگہ ہونا مناسب ہے صرف بمقام خوشدل اور گلستان بطور پوسٹ کے چند سواران رہنا چاہیئے اسی طرح پولیس کا بھی صدر مقام سرا گلہ میں اور چوکیات خوشدل اور گلستان میں تعینات ہونی واجب۔ اس تجویز سے اس موقعہ پر ایک خوب بازار بھی آباد ہو جائیگا جس سے تجارت

پشین کو ترقی ہو گی۔

میرے خیال میں یہ علاقہ پشین ایک حصہ ضلع ہے اس کا انتظام سول اور پولیس بموجب ایک سب ڈویژن کے ہونا واجب ہے جس کی تفصیل ذیل میں درج کرتا ہوں۔

صاحب اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل انچارج سب ڈویژن پشین۔

عملہ جو فی الحال منظور ہے   عملہ جواب ہونا چاہیئے

ہیڈ کلارک یک ما ر   سکنڈ کلارک یک [illegible]   چپڑاسی دو [illegible]   سررشتہ دار یک ما ر   کلارک یک [illegible]   محافظ دفتر [illegible]   محرر دو فی [illegible]

میزان [illegible]   بیشی [illegible]   چپڑاسی اردل دو فی [illegible]   چپڑاسی دفتر دو فی [illegible]   میزان [illegible]

عملہ تحصیل

جو فی الحال منظور ہے   [illegible]   جواب ہونا چاہیئے

تحصیلدار ما ر   نائب تحصیلدار [illegible]   تحصیلدار [illegible]   نائب تحصیلدار ما ر   ہیڈ منشی [illegible]   سکنڈ منشی [illegible]   محاسب بطور پیشکار واسطے مدد بنائی جنسی یک [illegible]

محاسب دو فی [illegible]   خزانچی یک [illegible]   دھنوائی دو فی [illegible]   قانونگو یک [illegible]   واصلباقی نویس یک [illegible]   سیاہہ نویس [illegible]   پٹواری [illegible] ما ر

بیشی ما ر [illegible]   خزانچی یک [illegible]   دھنوائی دو فی [illegible]   جمعدار چپڑاسیاں یک [illegible]

چپڑاسیاں تحصیل جو اکثر ملکی لوگ بھرتی کرنے چاہیئں

[illegible] فی [illegible]   ما [illegible]

میزان [illegible]   سائر خرچ [illegible]   میزان [illegible]

پولیس

موجودہ حال   ال [illegible]   جو فی الحال ہونا ہے

ڈپٹی انسپکٹر یک [illegible]   دفعہ دار دو فی [illegible]   سواران [illegible] فی نفر [illegible]   ڈپٹی انسپکٹر درجہ دویم یک [illegible]   ڈپٹی انسپکٹر درجہ سویم دو فی [illegible]

سارجنٹ درجہ اول ... سارجنٹ درجہ دوئم ... دفعدار یک ... سواران ... محرر تین عدد ...
یک نفر سے دو نفر فی ...

کنسٹبل درجہ اول ... درجہ دوئم ... نفر ... سارجنٹ درجہ اول یک ... درجہ دوئم ...

کنسٹبل درجہ اول ... درجہ دوئم فی ... نفر ...

کنسٹبل درجہ دوئم ... کنٹنجنٹ یعنی سائر خرچ ...

میزان ... کمی ...

اس انتظام میں صرف مبلغ ... کی بیشی ہوتی ہے پولیس سے ظاہرا کچھ تخفیف کی گئی ہے لیکن پولیس کی جو حالت موجودہ ہے اس سے اس انتظام میں پولیس کو نہایت فائدہ ہے اب چپڑاسی تعمیل کا کام یا چپڑاسی اردل صاحب اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل کا کام سب اس پولیس سے لیا جاتا ہے جب ہر ایک محکمہ کا عملہ چپڑاسی وغیرہ برابر ہو گئے پولیس متفرقہ کام سے بچ جائیگا اپنے فرایض منصبی کی ایک طرف زیادہ توجہ کریگا پولیس کے تین تھانہ جات ہونے چاہئیں اور مذکورہ بالا نفری کو حسب ذیل تقسیم کرنا چاہیئے۔

صدر تھانہ سرا کلہ یا جہاں عدالت صدر و تحصیل ہو ... تھانہ خوشدل خاں ... تھانہ گلسرخ

ڈپٹی انسپکٹر درجہ اول یک ۔ سارجنٹ درجہ اول ... ڈپٹی انسپکٹر درجہ دوئم ۔ ڈپٹی انسپکٹر درجہ دوم

دفعدار ۔ سواران ... درجہ اول و دوئم سوئم ... سواران ... محرر تھانہ ... محرر ۔ سواران ... سارجنٹ دو

محرر یک کنسٹبل ... نفر ... کنسٹبل ... کنسٹبل ... نفر

صاحب اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل کی اردل کے واسطے بھی سواران اور گارد پیادہ کی پہلے تھانہ سے ہر سہ تھانہ جات سے روزنامچہ بخدمت صاحب اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل کے آنا چاہیئے جب صاحب موصوف غیر حاضر ہوں تو تحصیلدار کے پاس آنا چاہیئے ڈپٹی انسپکٹر درجہ اول جو صدر تھانہ میں بشرط فرصت کبھی کبھی دوسرے تھانہ جات میں واسطے نگرانی کے بھیجا جا سکتا ہے علاوہ اس کے کم سے کم جمعدار یک دفعدار دو۔ سواران ... نفر بلوچ گائیڈ

بھی اس ضلع کے واسطے منظور ہونی چاہیئے جیساکہ سیوی میں ہیں اور سب عہدہ دار اور سواراں کے ملکی لوگوں سے ہونے چاہیئے۔ جب یہ منظور ہو۔ بٹی زئی کے خاندان پر زیادہ لحاظ کرنا چاہیئے کہ وہ قدیمانہ خاندان ہے۔ اور اُس فرقہ میں بہت لوگ نوکری کے لائق ہیں اور ان لوگوں کی معرفت علاقہ پر خوب حکومت ہوسکتی ہے۔ اور کسی کو اُن کی نوکری ملنے سے جائے غذر باغیرت نہیں ہوسکتی کہ پہلے سے یہ خاندان علاقہ پشین پر حکومت کرچکا ہے۔ منجملہ ان ملکی سواراں کے پانچ پانچ سواران ایک ایک دفعدار تھانہ جات خوشدل و گلستان میں تعینات رہینگے باقی ایک جمعدار اور ۱۰ سوار صدر مقام پر ماتحت تحصیلدار کے رہنے چاہئیں۔

تحصیلدار کو ملکی کاروبار میں ان سوران سے نہایت عمدہ مدد ملیگی۔ نیز صاحب اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل بھی بوقت دورہ چند سواران منجملہ ان کے ہمراہ خود لے جاسکتے ہیں۔ یہ انتظام جو ہم نے اوپر بیان کیا ہے مطابق انتظام سیوی کے ہے جس کا تجربہ بخوبی ہوچکا ہے یقین ہے کہ اس انتظام سے حاکمان ضلع پشین کو کسی قسم کی تکلیف باقی نہیں رہیگی اور جملہ حسابات دفتر وغیرہ باضابطہ ہوجاوینگے احتیاطاً اینجانب ایک دستور العمل بھی بابت کارروائی ہر ایک عملہ تحصیل کی مرتب کرکے پیش کریگا۔ جو ہر ایک عہدہ دار اپنے کاربارزدگی سے بخوبی آگاہ ہوکر عمل کیا کریگا۔

ہمارے خیال میں اگر انتظام ضلع بندی کا گورنمنٹ سے منظور ہووے تو علاقہ پشین کا ماتحت ضلع کوئٹہ کے ایک سب ڈویژن تصور ہونا چاہیئے۔ جو امورات باقی اختیار صاحب انچارج سب ڈویژن پشین سے زیادہ معلوم ہوں صاحب انچارج ضلع سے منظوری لینی چاہیئے جب تک ضلع بندی کی منظوری نہیں ہوتی صاحب اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل انچارج ضلع پشین بالا بالا ماتحت صاحب گورنر جنرل بہادر کے رہیگا۔

جو عملہ تحصیل کا ہم نے اوپر بیان کیا ہے بلحاظ جاری رہنے دستور جنسی بٹائی کے ہے جب انتظام جمع نقدی کا ہوگیا اس میں کچھ تخفیف ہوسکے گی۔

سال ۱۸۸۳ء سے پشین کو حصہ ضلع کوئٹہ کا قرار دیا گیا اور مسٹر بارنس صاحب بہادر جو بعد اسکے ایجنٹ گورنر جنرل بہادر بلوچستان رہ چکے ہیں اور اب فارن سکرٹری گورنمنٹ ہند کے مقرر ہیں پولیٹیکل ایجنٹ انچارج ضلع کوئٹہ کے ہوئے۔

صاحب ممدوح کی پشین کے اوپر خاص توجہ تھی اور صاحب ممدوح بہت حصہ اپنے وقت

کا ترقی و انتظام علاقہ ہذا میں صرف فرماتے تھے۔

صاحب ممدوح کے وقت میں نئے بازار بنائے گئے اور سول اسٹیشن قائم ہوا۔ اور پولٹیکل ایجنٹ کا بنگلہ بنایا گیا اور لمبوڑہ کی سد تیار ہوئی اور نالہ نکالا گیا۔ اور چند کہنہ کاریزات کی مرمت ہوئی اور چند نئی نکالی گئی۔ اس کام میں قاضی جلال الدین خان تحصیلدار پشین صاحب ممدوح کا دست راست تھے قاضی صاحب چند سال علاقہ میں تحصیلدار رہے اور بعد اس کے بعہدہ مہتمم بندوبست ترقی پاکر کام تحصیل ہذا بلکہ تمام ضلع کوئٹہ کا قاضی صاحب نے سرانجام کیا جو قابل تعریف ہے چونکہ بباعث واپس چلے آنے افواج سرکاری از کابل و قندھار کے اور شامل ہوجانے علاقہ پشین ضلع کوئٹہ سے گویا کہ سرحدی علاقہ بلوچستان کا پشین تصور کیا جاتا تھا خصوصاً شروع ہونے کام ریلوے اور بنائے جانے ٹینل کوژک کے پشین ضلع کوئٹہ کا زیادہ ضروری حصہ تھا۔ صاحب ممدوح اکثر وقت پشین میں رہا کرتے تھے۔ ہماری رپورٹ کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ امیر صاحب کے زمانہ میں علاقہ پشین کا مالیہ قریب بارہ ہزار روپیہ تک تھا اب میرے خیال میں بندوبست جدید میں جو جمع تشخیص ہوئی ہے مالیہ علاقہ پشین کا قریب ستر ہزار تک پہنچ گیا ہے اس کی وجہ زیادہ تر ترقی آبادی اور امن کی ہے اور کچھ یہ بھی ہے کہ امیر صاحب کے زمانہ میں غلہ اور بھوسہ وغیرہ ارزاں تھا اب عملداری سرکار میں سب چیز کا نرخ گراں ہے اسواسطے جمع نقدی میں زیادہ حاصل آتا ہے۔ فی الحال تحصیل ہیکل زئی کے متصل بنائی گئی ہے جو ریلوے اسٹیشن سے قریب چھ میل ہے یہ موقعہ عین وسط میں ہے۔ ایک اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اس سب ڈویژن میں تعینات رہتا ہے صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع کوئٹہ بھی اکثر آیا کرتے ہیں کہ کوئٹہ سے کوژک تک ریل جاتی ہے بلکہ چمن میں جہاں سرحد قندھار ملتی ہے چھاونی مقرر ہے اور وہاں ایک نیٹو اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل پولٹیکل ڈیوٹی پر تعینات رہتے ہیں اور ایک اچھی بازار آباد رہتی ہے۔

اب قافلہ جات قندھار وہاں تک شتران پر آتے ہیں وہاں سے بذریعہ ریل کراچی و شکارپور و پنجاب کو مال سوداگر لے جاتے ہیں اس چھاونی سے خاص شہر قندھار قریب ۷۰ میل ہے۔ راستہ صاف ہے صرف ایک رود ارغستان کو گذرنا ہوتا ہے۔ یہ رود موسم سرما میں پایاب ہوتی مگر ایام گرمی میں طغیانی پر ہوتی ہے ؞

گوشواره سال وار پیداوار مالیه ضلع پشین از دفتر قندهار و سرکار دولتمدار

نمبرشمار	نام دفتر	نام سال	جنسی: گندم	جو	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	نقدی: [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	روغن	[illegible]	[illegible]	
۰۱	دفتر قندهار	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	.	.	[illegible]	.	.	.	.	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
اضافه	”	”	”	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	[illegible]
																											میزان [illegible]
[illegible]	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	[illegible]
																											باقی [illegible]

٢	ازدفتر [illegible]	۱۸۸۰۹ [illegible]	[illegible]	اسالوس [illegible] ٣ر / محصول سوکك [illegible] ٣ر / میزان [illegible] ٥ر
٣	ایضاً	[illegible]	[illegible]	[illegible] ٤ر / محصول سوکك [illegible] ١ر / میزان [illegible] ٨ر
٤	ایضاً	۱۸۸۲۵۸۱ [illegible]	[illegible]	[illegible] ١٣ر / آبکاری [illegible] ٨ر / [illegible] ٥ر

آمدنی سالانہ ضلع کوئٹہ و پشین

کوئٹہ	پشین	توبہ	میزان
[illegible] ۹ ر ۱۱ مد	[illegible] ۴ ر ۹ مد	[illegible] ۳ ر ۵ مد	یک لاکھ [illegible] ۲ ر ۱ مد

منہائی بابت جاگیر و انعام	باقی خالص مالیہ	محصول نمک	فروخت اسٹام
[illegible] ۴ ر ۱۱ مد	یک لاکھ [illegible] ۱۳ ر ۲ مد	[illegible] ۱۰ ر	[illegible] ۳ ر

آبکاری	رجسٹری	کرایہ مکانات سرکاری	انکم ٹیکس
[illegible] ۵ ر ۲ مد	[illegible] ۱۳ ر ۲ مد	[illegible] ۴ ر ۶ مد	[illegible] ۱۵ ر ۱۱ مد

کل میزان آمدنی دو لاکھ [illegible] ۱ ر ۸ مد روپیہ ۲۷۰۸۹۴ — آنہ ۱ — پائی ۸

خرچ

رجسٹری	اسٹامپ	عملہ مال بندوبست	والی کلات بابت کوئٹہ	مالیہ جو واپس داخل خزانہ ہوا
[illegible] ۱ ر ۱ مد	[illegible]	[illegible] ۲ ر ۲ مد	[illegible] ۱۰ ر	[illegible] ۵ ر

خالص بندوبست	ڈاک ضلع	عدالت ہا	جیل	پولیٹیکل
[illegible] ۴ ر ۲ مد	[illegible]	[illegible] ۴ ر ۲ مد	[illegible] ۸ ر ۹ مد	یک لاکھ [illegible] ۴ ر ۱ مد

متفرقات	تعمیرات	کل میزان
[illegible] ۱ ر ۵ مد	[illegible] ۴ ر ۱۰ ر ۱ مد	سہ لاکھ [illegible] ۸ ر ۷ مد

اس وقت آمدنی میں بہ نسبت خرچ کے تخمیناً [illegible] کی کمی ہے مگر چونکہ خرچ میں [illegible] کی رقم بندوبست کی درج ہے جو عارضی ہے اگر وہ منہا کر دیجاوے تو آمدنی و خرچ قریب قریب برابر ہیں۔ اور آمدنی نہر شبو اور تالاب خوشدلخاں اس میں جمع نہیں کی گئی محکمہ انہار

کے متعلق جو نیا قائم ہوا ہے دکھائی گئی ہے۔ اور اگر اس میں ایزادگی جاوے تو آمدنی میں اضافہ ہوگا آمدنی مذکور [illegible] سالانہ ہے۔ اور آمدنی میونسپلٹی کوئٹہ ایک لاکھ [illegible] ہے جس میں سے خالص چونگی [illegible] ہے +

فہرست صاحبان پولیٹکل ایجنٹ جو من ابتدائے تقرر ایجنسی تا حال ضلع کوئٹہ و پشین میں تعینات رہے

۱	مسٹر بارنس صاحب	اپریل ۱۸۸۳ء	نومبر ۱۸۸۵ء	رخصت
۲	مسٹر مارٹینڈیل صاحب	نومبر ۱۸۸۵ء	۷ نومبر ۱۸۸۸ء	تبدیلی بطرف اندور
۳	مسٹر بارنس صاحب	۷ نومبر ۱۸۸۸ء	۲۰۔ اپریل ۱۸۸۹ء	〃 فارن آفس
۴	میجر گیسفورد صاحب	۲۰۔ اپریل ۱۸۸۹ء	۲ جولائی ۱۸۹۴ء	رخصت
۵	کپتان میکسویل صاحب	۳ جولائی ۱۸۹۴ء	۳۱ اگست ۱۸۹۵ء	
۶	کرنیل نکسفورڈ صاحب	۳۱۔ اگست ۱۸۹۴ء	۷۔ جولائی ۱۸۹۵ء	رخصت
۷	کپتان بروس صاحب	۷۔ جولائی ۱۸۹۵ء	۲۴ جولائی ۱۸۹۵ء	
۸	کپتان بلول صاحب	۲۴ جولائی ۱۸۹۵ء	۹ مئی ۱۸۹۷ء	
۹	کپتان میکاہگنی صاحب	۱۰ مئی ۱۸۹۷ء	۱۲ مئی ۱۸۹۷ء	
۱۰	مسٹر ولیمس صاحب	۲۲ مئی ۱۸۹۷ء	۲۔ نومبر ۱۸۹۷ء	
۱۱	کپتان شاہ ہیں صاحب	۲ نومبر ۱۸۹۷ء	۷۔ دسمبر ۱۸۹۷ء	
۱۲	مسٹر ولیمس صاحب	۸ دسمبر ۱۸۹۷ء	۱۸۔ اکتوبر ۱۸۹۸ء	
۱۳	مسٹر ڈرامنڈ صاحب	۱۹۔ اکتوبر ۱۸۹۸ء	۱۱۔ نومبر ۱۸۹۸ء	
۱۴	کپتان رامزی	۱۲۔ نومبر ۱۸۹۸ء	۱۱۔ دسمبر ۱۸۹۹ء	
۱۵	کپتان شادرس صاحب	۱۲ دسمبر ۱۸۹۹ء	۳۱۔ مارچ ۱۹۰۰ء	
۱۶	کپتان رامزی صاحب	یکم اپریل ۱۹۰۰ء	۲۰۔ مئی ۱۹۰۱ء	
۱۷	کپتان وہایٹ صاحب	۲۱۔ مئی ۱۹۰۱ء	۱۴ جون ۱۹۰۱ء	
۱۸	میجر رامزی صاحب	۱۵ جون ۱۹۰۱ء	یہ صاحب اب موجود ہیں	

+

حالات ضلع تھل چوٹالی

اگرچہ اس ضلع کا نام تھل چوٹالی مشہور ہے لیکن تھل چوٹالی میں صدر مقام ضلع بجائے خود بلکہ تحصیل کا صدر مقام بھی نہیں ہے تھل چوٹالی دو مختلف علاقوں کا نام ہے جو علاقہ تحصیل دوکی میں واقعہ ہیں تھل کے علاقہ میں دوکی کا موضع بھی واقع ہے۔ جہاں صدر مقام تحصیل کا ہے اور چند دیہات آباد ہیں اس تمام علاقہ کا نام تھل مشہور ہے۔ چوٹالی علیحدہ علاقہ ہے جو کوہستان مری کے زیر دامن واقعہ ہے اور ایک بستی بھی آباد ہے اور اسمیں ایک خانقاہ رحمت اللہ شاہ سید کی ہے یہ سید باشندہ قندھار کا تھا اور جب یہ علاقہ قندھار کے ساتھ تعلق رکھتا تھا یہاں اس کا وصال ہوا۔ اور خانقاہ بنائی گئی افغان لوگ اس کو بڑا صاحب کرامات اور ولی خیال کرتے ہیں اور چند قصص اُس کی بابت افغانوں و بلوچوں میں مشہور چلے آتے ہیں چونکہ یہ علاقہ تھل چوٹالی کا چاروں طرف کوہستان سے گھرا ہوا ہے اگرچہ اسمیں زیادہ تر اقوام شادوزی۔ ترین افغان آباد ہیں لیکن بباعث قریب ہونے کے اقوام مری اُن کے اوپر غالب تھے بلکہ علاقہ چوٹالی کا زیر قبضہ مری کے آگیا تھا۔ کولھو بھی اس علاقہ کا ایک حصہ تھا جس کے اوپر زرعون افغان آباد رہتے تھے وہ علاقہ تو قطعی طور پر قوام مری نے اپنے قبضہ میں کر لیا تھا۔ چوٹالی کا علاقہ بھی انہوں نے قریباً اپنے قبضہ میں کر لیا تھا تھل کا علاقہ لیا چاہتے تھے مگر چونکہ اس علاقہ سے راستہ قندھار اور ڈیرہ غازیخان کا گذرتا ہے جب کبھی ڈیرہ غازیخاں قندھار کے ساتھ تھا یا قندھار کا علاقہ بادشاہت دہلی سے تعلق رکھتا تھا آمد رفت افواج و اہلکاران و بنجاران کا اس راستہ سے ہوا کرتی تھی اور سال ۱۸۷۵ء میں جبکہ کپتان سنڈیمن صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع ڈیرہ غازیخاں واسطے کھولنے راستہ بولان اور کرنے انجام فیمابین خانصاحب والئے کلات اور سرداران بروہی و بلوچ کے تعینات ہوئے اس راستہ تھل چوٹالی کی بابت پہلے سرکار عالیہ ہند کا خیال تھا کہ اگر ممکن ہو یہ راستہ بھی واسطے آمد رفت قافلہ جات کے کھولا جاوے۔ تب صاحب ممدوح نے سال ۱۸۸۰ء میں جب علاقہ سیوی کا اپنے قبضہ میں لیا یہ علاقہ تھل چوٹالی و ہرنائی کا بھی متعلق سیوی کے سمجھ کر قبضہ کر لیا۔ چونکہ ان علاقہ جات سیوی و تھل چوٹالی و ہرنائی میں باشندگان کو جو زیادہ حصہ از قوم افغانوں کے تھے اقوام مری سے

خوف رہتا تھا اور مری کے سبب یہ علاقہ جات قریب ویران رہتے تھے تھوڑے تھوڑے قطعات متصل دیہات جہاں تک برج ما رکے اوپر چڑھ کر گولی یا بندوق پہنچ سکتی آباد تھے۔ پس مریوں کی غارتگری اور راہزنیوں کے روکنے کے واسطے میجر سنڈمین صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان نے بمقام چوٹالی ملٹری پوسٹ کی ایک چھاونی مقرر کی اور ایک یورپین افسر واسطے انتظام چھاونی اور وصولی مالیات علاقہ تھل چوٹالی کے مقرر فرمایا بعد اس کے جبکہ ضلع بندی کی تجویز ہوئی تب سے اگرچہ ہیڈکوارٹر صاحب ضلع کا بموسم سردی بمقام سیوی اور بموسم گرمی بمقام زیارت تجویز ہوا۔ لیکن ضلع کا نام بدستور تھل چوٹالی رہا۔ ضلع ہذا میں چہار تحصیلات حسب ذیل واقعہ ہیں۔ تحصیل سیوی۔ تحصیل شارگ تحصیل دوکی تحصیل بارکھان۔ ہر ایک تحصیل کا مفصل حال اس طور ہے۔ تحصیل سیوی حدود ات اربعہ حسب ذیل شمالاً علاقہ تحصیل شارگ و دوکی و کوہستان مری۔ جنوباً علاقہ کچھی ریاست کلات۔ شرقاً علاقہ لہڑی ٹلک قوم دومکی ریاست کلات۔ غرباً علاقہ بولان و ڈاڈر ریاست کلات۔ اس تحصیل میں تین مختلف قسم کے علاقہ جات ہیں۔ خاص سیوی۔ سانگھان۔ کٹ مندائی۔ خاص سیوی زیادہ حصہ اس کا کالا پانی سے آباد ہوتا ہے جو کوہستان سے ایک رود شمال کی طرف سے آتی ہے۔ جس کا نام رود ناڑی مشہور ہے شہر بھاگ واقعہ کچھی علاقہ ولایت قلات اسی پر آباد ہے بموسم تابستان آب بارانی نہایت زور شور سے اُس میں چلتا ہے اور یہ پانی علاقہ سیوی سے گذر کر ملک کچھی کو آباد کرتا ہے اور فالتو پانی دریا سندھ میں جا ملتا ہے لیکن بموسم زمستان قدرے پانی یعنی بقدر ایک بڑے نالہ کے مدام جریان رہتا ہے جس کو رعایا سیوی بذریعہ لگانے سد کے روک لیتے ہیں اور اس میں حصص ذیل پر تقسیم کر کے لے جاتے ہیں اور اپنی اپنی زمینات کو آباد کرتے ہیں۔

کُرڈک	مرغزانی	صافی	مزرہی	دہپال	خجک	لونی	غلام بولک	وشکر مرغزانی
۹	۸	۸	۴	۴	۱۲	۲	۲	
لودہاتی شہر گلو	جبپر شہر جدید سیوی آباد ہوا۔		مبزان				غلام بولک	تنکر مرغزانی
۴			۴				۲	۱

علاوہ اس کے بجانب مشرق ایک رود کوہستان مری سے بارانی پانی لاتی ہے۔ جس کے ذریعہ سے بموسم فصل خریف مواضعات تلے نگہرام چانڈیہ۔ مہل آباد ہوتے ہیں اس علاقہ کا نام خفکایہ اور رود کا نام۔ تلی مشہور ہے مالیہ بذریعہ بٹائی کے وصول ہوتا ہے۔ منجملہ ۶۰ حصہ کالا پانی کے ۹ حصہ کرڈک والہ سرداران باروزئی کو معاف ہے۔ باقیوں سے ششم حصہ بٹائی

لی جاتی ہے۔

سانگھان نمبر۲۔ یہ علاقہ کوہستانی ہے باروزئی سردار اس کے مالک ہیں آبادی کالاپانی اور بارانی سے ہوتی ہے تمام زمینات سے چہارم حصہ بٹائی لی جاتی ہے نصف سرداران باروزئی کو عوض جاگیر کے ملتا ہے نصف داخل سرکار ہوتا ہے پہلے کچھ مدت تک یہ علاقہ تحصیل شاہرگ کے ساتھ تھا اب تحصیل سبوی کے ساتھ ہے۔

کٹ منڈاہی اگرچہ زمانہ قدیم سے یہ علاقہ سانگھان سے شامل اور ماتحت سرداران باروزئی کے تھا مگر قریب پچاس سال سے اقوام مری نے بزور شمشیر باروزئی سے چھین کر اپنے تحت میں کیا جب سرکار برطانیہ نے علاقہ سبوی پر قبضہ کیا یہ علاقہ بدستور متن مری میں رہا لیکن سال ۱۸۸۰ء میں اقوام مری نے جبکہ افغانستان میں دوبارہ فوج کشی ہوئی تھی۔ بمقام کچالی واقعہ ضلع ہرنائی جہاں کلی لوگ سڑک ریلوے تیار کر رہے تھے حملہ کر کے کچھ کلی مار ڈالے تھے اور کچھ روپیہ سرکاری غارت کر کے لے گئے تھے اقوام مری پر سرکار نے دو لاکھ روپیہ جرمانہ تجویز کیا تھا منجملہ جس کے قریب سوا لاکھ روپیہ وصول ہوا۔ اور پونا لاکھ باقی تھا جس کے عوض سردار وغیرہ معتبران مری نے علاقہ کٹ منڈاہی کا بطور رہن کے سرکار کو سپرد کر دیا تب سے سرکار اُس علاقہ سے بٹائی لیتی ہے۔ اور تحصیل سبوی کے ساتھ شامل سمجھا جاتا ہے مگر پولٹیکل انتظام بدستور سردار مری کی معرفت ہوتا ہے کوئی علیحدہ پولیس وغیرہ وہاں تعینات نہیں رہتے۔

تواریخی حالات سبوی کے یہ ہیں کہ سیوی سے راجہ سیوا[1] کا نام ظاہر ہوتا ہے یعنی سیوا کے وقت میں سبوی کا شہر آباد ہوا تھا اُسی کے نام سے سبوی مشہور ہوا۔ یہ راجہ اپنے وقت میں بہت نامور ہو گذرا ہے صرف سیوی اُس کی یادگار نہیں ہے بلکہ قلات بھی اُس کی آبادکی ہوئی ہے۔ چنانچہ اب تک اُس کی اولاد جو سیوازئی کے نام سے مشہور ہے کلات میں موجود ہے۔ سیہوان جو علاقہ سندھ میں ایک مشہور شہر ہے وہ بھی اُسی سیوا راجا کے نام سے موسوم ہے بلکہ سیہوان علاقہ سندھ سے لگا کر تمام علاقہ کلات بمعہ علاقہ سرداران جہلاوان و سراوان ومستونگ وشال وکچھی جس کو مورخ انگریزی کچھ گندہ واہ نام دیتے ہیں اور سیوی و سنگھان بمعہ علاقہ دو کی و بارکھان تمام سیوستان کہلاتا تھا۔ آئین اکبری میں قلات بلوچی کا نام

نوٹ[1]۔ ایک راجہ سیواجی مرہٹہ ہندوستان میں مشہور راجہ ہو گذرا ہے لیکن یہ اس سے علیحدہ ہے۔

قلات[۱] ونجارہ اور باج گذار سلطنت ہند درج ہے ممکن ہے کہ اکبر بادشاہ کے زمانہ میں قلات سے کچھ نذرانہ یا لشکر لیا جاتا ہوگا کیونکہ راجہ سیوا کا زمانہ اس سے پہلے گذر چکا تھا۔ جب تک سیوا کا راج تھا وہ خود مختار تھا کسی کو خراج نہیں دیتا تھا۔

آئین اکبری میں قلات ونجارہ ایک محال یعنی ضلع صوبہ قندھار کا جو سالیانہ اسپان بلوچی لشکر پیادہ۔ سوار بادشاہ کو دیا کرتا تھا درج ہے۔ چونکہ اقوام بلوچی زمانہ ہمایون میں قلات وکچھی وکوہستان ملحقہ پر قبضہ رکھتے تھے بلکہ اُسی وقت سے اُس حصہ کا نام جس کے اوپر بلوچ قابض ہوگئے بلوچستان شروع ہو چلا تھا وہ لوگ ضرور بادشاہ کو لشکر واسپان بطور نذرانہ دیتے ہونگے چنانچہ بلوچوں میں مشہور ہے کہ میر چاکر سردار بلوچوں کا بمعہ لشکر بلوچی واسطے مدد بادشاہ موصوف ہند کو گیا تھا۔ سیوی میں راجہ سیوا کے زمانہ کا کوئی نشان سوا اس کے نہیں ہے کہ قلعہ کے متصل جو پورانہ ٹھیٹر[۲] پڑا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس جگہ پورانہ شہر سیوی کا تھا اور قلعہ کی بابت بھی کہا جاتا ہے کہ یہ قلعہ شروع میں راجہ سیوا نے بنایا تھا بعد اُس کے جب بلوچوں نے ڈادھر و سیوی وکچھی پر قبضہ پایا جس طرح قلات سیوا یا قلات ونجارہ کا نام قلات بلوچی ہیں اور سیوستان کا نام بلوچستان میں تبدیل ہوگیا۔ اس طرح یہ بھی چاکر سیوی کہلانے لگے لیکن چاکر جب ہندوستان کو چلا گیا پھر کلہوڑہ جو ملک سندھ کا والی تھا کچھی اور ڈاڈر اور سیوی وساگنھان وباورہ وکٹ منڈری پر قابض ہوگیا بلکہ ایک وقت ڈیرہ غازیخان بھی زیر حکومت کلہوڑہ کے رہا ہے چنانچہ تواریخ ڈیرہ غازیخان سے ظاہر ہے کہ غلام شاہ والئے سندھ بحکم بادشاہ خراسان ڈیرہ غازیخان میں پہنچکر نواب غازیخان مرانی کو قید کرکے حیدرآباد میں لے گیا تھا اور وہاں فوت ہوا کہ اس کا مقبرہ وہاں موجود ہے ان علاقجات پر تھوڑے عرصہ تک کلہوڑہ کی حکومت رہی لیکن جب نادرشاہ نے عوض خون بہا امیر عبداللہ خاں احمدزئی کے ملک کچھی کا بار محمد خاں کلہورہ والئے سندھ سے چھین کر میر محبت ومیر نصیر خاں پسران عبداللہ خان کے حوالہ کیا تب سے کلہوڑہ کی حکومت سیوی وساگنھان وغیرہ کی طرف سست ہوچلی اقوام پنی جن کا سردار باروزئی ہے سیوی وساگنھان وغیرہ پر قابض ہوگئے۔ چنانچہ اب تک اکثر زمینات علاقہ سیوی وساگنھان پر بھی پنی لوگ چلے آتے ہیں اب اقوام پنی کا مفصل حال ذیل میں درج کیا جاتا ہے

---

[۱] ۔ کلات ونجارہ ۔ ونجارا کا نام بنجارہ ہندی میں بنجارہ بیوپاری کو کہتے ہیں ہندو لوگ زیادہ بیوپاری ہوتے ہیں اس قلات کے آباد کرنیوالہ ہندو راجہ تھا مسلمانوں نے اسواسطے اس کا نام قلات بنجارہ یا ونجارا رکھ دیا۔ [۲] ویرانہ شہر

چونکہ پنی میں سے باروزئی کا خاندان قدیم سے معزز اور حاکم علاقہ سیوی وسانگھان بلکہ شکارپور سندھ کے چلے آئے ہیں جیسا کہ قبنرانی سے احمدزئی خان قلات پر فیما بین خانان قلات اور خانان باروزئی مدت تک جنگ جدل رہے اور بعدہ اُن کی رشتہ داری بھی ہوگئی اور خانان قلات کی تواریخ میں بھی بہت جگہ خاناں باروزئی کا ذکر آیا ہے اسواسطے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خانان باروزئی کا بھی مفصل حال جو ان کے خاندانی کتاب سے یا قصص قدیم سے معلوم ہوا ہے تحریر کیا جاوے۔

باروزئی پنی سے نکلتا ہے اور جہانتک ہم کو پشین میں دریافت سے معلوم ہوا تھا وہ یہ ہے کہ باروزئی بیٹے زئی درانی سے ملتا ہے بموجب کتاب باروزئی جو بزمانہ نواب بختیار خان ومصری خاں کے ملا فاضل نے تصنیف کی تھی شجرہ نسب باروزئی بموجب فرد علیحدہ کے تھے۔

معلوم ہوتا ہے کہ بعد میاں صاحبان کلہوڑہ کے خانان باروزئی زیر تخت شاہان ہندوستان حاکم علاقہ سیوی وشکارپور وسانگھان کے رہے چنانچہ ملا فاضل اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ باروخاں کا دوسرا پسر حاکم سیوی کا تھا اقوام مزرئی طائفہ پنی بباعث کدورت خانگی نسبت جنید خاں بحضور شاہجہان بمقام دہلی فریادی گئی کہ اُس عرصہ میں علاقہ سیوی ودرہ بولان ہندوستان سے تعلق رکھتا تھا بلکہ درہ بولان کا نام اُس وقت جہان آباد مشہور تھا شاہجہان نے جنید خاں کو دہلی میں طلب کیا اور بعد تحقیقات نسبت جنید خاں جرم ثابت پایا اور حکم دیا کہ در پیش پیل ڈالکر مرایا جاوے لیکن داراشاہ پسر شاہجہان نے بحضور بادشاہ سفارش کرکے جنید خان کی جان خلاصی کرائی اور جنید خاں واپس سیوی میں آیا بعد اُس کے اورنگ زیب شاہجہان پدر خود کو نظر بند کرکے خود تخت پر بیٹھا اور داراشاہ بباعث ہراس اورنگ زیب دہلی سے فرار ہوا اور بخیال اس کے کہ اُس نے جنید خان کو مرگ سے نجات دلائی تھی جانب سیوی رخ کیا جب وہ سیوی میں پہنچا اتنے میں از پیشگاہ اورنگ زیب کے بھی حکم بنام جنید خان واسطے گرفتاری وحاضر کرنے شاہزادہ داراشاہ کے پہنچ گیا۔ جنید خاں نے بتعمیل حکم بادشاہ وقت کو احسان شاہزادہ موصوف پر ترجیح دیکر شاہزادہ کو گرفتار کرکے بحضور بادشاہ موصوف خود دہلی جاکر حاضر کیا جس کے عوض میں بادشاہ نے جنید خاں کو بہت انعام واکرام دیکر خطاب نواب بختیار خاں کا عطا کیا نواب مذکور سیوی میں واپس پہنچ کر حکومت

کرتا رہا۔ کہتے ہیں کہ ایک دن کسی ہندو نے نواب مذکور کو فریاد کیا کہ پسر شاہ بیگ مندوانی بلوچ نے حلقہ ہائے زر اُس کے گوش سے جبراً اوتار لی ہیں جس کے عوض میں نواب مذکور نے اوپر تُمن شاہ بیگ مذکور حملہ کر کے پسر شاہ بیگ مذکور و چند نفر دیگر قتل کر ڈالے۔

شاہ بیگ پاس میر احمد خاں قنبرانی حاکم قلات فریادی گیا اس عرصہ میں نواب بختیار خاں خود فوت ہو چکا تھا اس کا پسر کلان مرزا خان بجائے پدر خود حاکم سیوی کا ہوا۔ از پیشگاہ بادشاہ دہلی اس کو خلعت اور خطاب بخت بلند خاں کا عطا ہوا اس وقت تک علاقہ جات شکار پور سیوی۔ ڈاڈھر خان موصوف کے زیر حکومت تھے۔

میر احمد خاں قنبرانی بموجب فریاد شاہ بیگ مندوانی لشکر جمع کر کے سیوی پر حملہ آور ہوا اُس کے لشکر میں بروہی۔ بلوچ اور نواب بخت بلند خان کے لشکر میں کرک۔ صافی۔ نوانی عبداللہ خیلی۔ پیرانی۔ دادی۔ دہپال۔ مرزئی۔ آبانی حسنی۔ مرغزانی حملہ پنی ہا و سادات شیا دینی ازتعلقہ سیوی و سانگھان و کٹ منڈہی و بادرہ شامل تھے بمقام شیخ مانده[1] مقابلہ ہوا چنانچہ میر احمد خان شکست کھا کر واپس قلات کو گیا۔ چونکہ میر احمد خاں کی ایک ہمشیرہ جس کا نام بیبو تھا اگرچہ ظاہرا عورت تھی لیکن دل اس کا مردوں سے بھی بہادر تھا میر احمد خان کے شکست کھا کر واپس آنے سے بہت آزردہ ہوئی۔ اور برادر خود کو ملامت کر کے اُس نے خود بیڑا جنگ کا اُٹھایا لشکرات بروہی بلوچ جمع کر کے براستہ درہ بولان قریب ڈاڈھر بمقام بیری پہنچے۔ ادھر سے مرزا خان المعروف نواب بخت بلند خان باروزئی لشکر پنی کا سیوی سے جمع کر کے بمقام ڈاڈھر پہنچا۔ مابین درہ بولان اور ڈاڈھر کے جنگ ہوئی چنانچہ بیبو مذکورہ بمعہ چند نفر از لشکر خود بمقام چک جانو قتل ہوئی اور بخت بلند خاں بعد فتحیابی کے واپس سیوی میں پہنچا۔ خود نواب بخت بلند خان بطرف شکار پور کہ اُس وقت تک حکومت شکار پور نیز بہ تصرف باروزئی کے تھی چلا گیا اور مسمی رحیم خاں پڑا انگ از طائفہ پنی کو حکومت سیوی پر تعینات کیا میر احمد خاں قنبرانی حاکم قلات بروہی موقع پا کر بجمع آوری لشکر خود براہ بولان نلی میں پہنچ کر گلہ شتری از رعایا سیوی غارت کیا۔ رحیم خان پڑا انگ نے خبر پا کر جمع اوری لشکر پنی کر کے متصل رود خانہ لونی میدان سیوی میں راہ بندی کیا مابین ہر دو لشکروں کے مقابلہ ہوا لشکر پنی نے شکست کھائی۔ میر احمد خاں فتحیاب ہوا۔ باستماع اس خبر کے نواب بخت مند خان شکار پور

---

[1] ایک جگہ کا نام ہے جو علاقہ سیوی میں ہے۔

سے واپس آیا اور جمع آوری لشکر کر کے طرف قلات حملہ آور ہوا۔ جب قلات پہنچا مابین میر احمد خان و بخت مند خاں کے صلح ہو گئی چنانچہ میر احمد خاں نے نکاح دختر خود ہمراہ سعید خاں برادر بخت بلند خاں کے کر دیا۔ بخت مند خاں واپس سیوی میں آیا۔

کنا بچہ حالات جنگ مابین بروہی و باروزئی میں ملا فاضل ملازم باروزئی ایسے لکھا ہے کہ اٹھارہ دفعہ فیمابین دونوں کے جنگ ہوئی ستران دفعہ باروزئی اور ایک دفعہ بروہی نے فتح پائی اور آخر کار رشتہ داری ہونے سے صلح ہوئی۔ اس کی بابت جو کچھ اخوند صاحب ملازم خانصاحب قلات نے تحریر کیا ہے وہ باب دوئم میں درج ہو چکا ہے۔

نواب بخت مند خاں قضا الٰہی سے فوت ہوا اس کا پسر کلان احمد خاں حاکم سیوی کا ہوا اس وقت بھی اورنگ زیب بادشاہ دہلی کا تھا جس نے احمد خان کو خطاب نواب بختیار خاں بمعہ خلعت کے عطا کیا۔ اس عرصہ میں اورنگ زیب اس جہان فانی سے کوچ کر گئے بادشاہت ہندوستان کا زوال شروع ہوا۔ احمد خاں المعروف نواب بختیار خان سیوی میں خود مختیار بن گیا۔ شاہزادہ موجدین یا معز الدین نے جو اس وقت صوبہ ملتان کا تھا بحکم بادشاہ دہلی نواب بختیار خاں کو طلب کیا۔ نواب مذکور نے صرف جانے سے انکار نہ کیا بلکہ لشکر خود جمع کر کے واسطے لڑائی شاہزادہ موصوف مستعد ہوا۔ قصہ ہے کہ ایک دفعہ نواب بختیار خاں بمعہ لشکر پہنی ہا اسلئے اوچ تا خت لا کر مال شتری پیر گنج بخش صاحب کا غارت کیا جسکی واپسی کیواسطے پیر موصوف نے وکیل خود بھیجے شتران تو واپس کئے لیکن ایک شتر واپس نہ دیا جس کے باعث پیر مذکور نے بد دعا دی کہ اسی شتر پر جنازہ بختیار خاں کا لدیگا چنانچہ بعد اس کے نواب مذکور جنگ میں از دست شاہزادہ مذکور مقتول ہوا۔ اور اسی شتر پر جنازہ اُس کا لادا گیا تھا۔

چونکہ اوچ مقابل راجنپور کی بجانب مشرق آنزو آب دریا واقع ہے اور سیوی بجانب مغرب راجنپور ہوتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت یہ حملہ کوہستان مابین سیوی و راجنپور ماتحت باروزئی شامل سیوی کے تھے اسی راستہ سے باروزئی یا پنی اوچ تک لشکر لائے ہونگے۔ یاد رہے کہ اورنگ زیب کے زمانہ تک باروزئی کا تعلق بادشاہت ہندوستان سے رہا بعد فوتیدگی اورنگ زیب کے سلطنت ہندوستان سست اور بادشاہت خراسان تیز ہو چلی چنانچہ نادر شاہ جب تخت دہلی پر حملہ لا کر بادشاہ دہلی کو زیر تخت خود کیا۔ اس محمد شاہ

اوچ آبرو آب دریا علاقہ ریاست بہاولپور میں واقعہ ہے۔

کی بابت مشہور ہے کہ بڑا عیاش تھا کہتے ہیں کہ جب سے نادر شاہ قندھار بجانب ہندوستان روانہ ہوا۔ اُس کو اطلاع ہونے لگی کہ نادر شاہ اُس کے اوپر آتا ہے اُس نے کچھ بھی پرواہ نہ کی۔ حتیٰ کہ جب نادر شاہ سر پر پہنچ گیا۔ اُس وقت تک محمد شاہ نشہ شراب میں سرشار اور ناچ دیکھ رہا تھا جب نادر شاہ سر پر پہنچ گیا فیمابین دونو بادشاہان جو گفتگو ہوئی نظم مندرجہ ذیل سے واضح ہو گی اور عوام الناس میں بباعث عیاشی محمد شاہ کے اس کا نام محمد شاہ رنگیلا ہے۔

از جانب نادر شاہ ؎ دیدۂ عبرت کشا و تماشۂ حق را ببیں

از جانب محمد شاہ ؎ شامتِ اعمال ما ایں صورت نادر گرفت

اگرچہ نادر شاہ نے بعد مصالحت علاقہ دہلی کا واپس محمد شاہ کو دیدیا لیکن تاہم اٹک کے مغربی طرف کا علاقہ زیر تخت خود شامل بادشاہت خراسان کے کر لیا۔ باروزئی سرداران کے پاس سند بادشاہ ہند کی تو کوئی موجود نہیں مگر چند سندات احمد شاہ درانی کی ان کے پاس موجود ہیں جنکا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

سند مورخہ ۲۸ ربیع الاول ۱۱۷۲ھ مطابق سال ۱۷۵۹ء منجانب احمد شاہ درانی بنام محمد خان باروزئی۔ جس میں لکھا ہے کہ محمد خاں نے بحضور بادشاہ موصوف حاضر ہو کر شکایت کی کہ وہ مسمیاں اسمعیل خاں و پسرش عیسےٰ خاں کے ساتھ برادرانہ سلوک رکھتا ہے لیکن وہ لوگ اُس کے ساتھ ویسا سلوک نہیں رکھتے بادشاہ موصوف نے ہر سہ سرداران باروزئی کو تاکید فرمائی کہ آپسمیں برادرانہ طور سلوک رکھیں اور مالیات سیوی و بارکھان و حسنی شامل ہو کر جمع کریں۔

سند ۲۔ مورخہ ۷ ربیع الاول ۱۱۷۶ھ مطابق ۱۷۶۲ء بنام بختیار خاں پسر اسمعیلخان جس میں لکھا ہے۔ کہ بختیار خاں حاکم سیوی کہتا ہے۔ کہ قدیم الایام سے اقوام پنی کار بیکار وغیرہ مالیات سے مثل بروہی و ترین درانی افغان کے معاف رہی ہیں۔ چنانچہ بادشاہ موصوف نے بموجب سند سابقہ موسومہ اسمعیل خان باپ اُن کے اقوام پنی کو کار بیگار وغیرہ سے معاف کر دیا۔

سند نمبر ۳۔ مورخہ تاریخ نامعلوم بنام اسمعیلخان پنی درانی بارشاد تقرری مواجب اسمعیلخاں سار تمن بتبریزی۔ محمد خاں برادر اسمعیلخان ۲۰۰ تمن۔ علی خان ۱۰۰ تمن۔ از

مالیات سیوی عوض خدمات جمع آوری مالیات سیوی وبارکھان وعلاقہ حسنی ۔
اُن سندات سے صاف پایا جاتا ہے کہ علاقہ بارکھان کھنتران وعلاقہ حسنی (کوہستان مری ۔ومیدان نھل چوٹالی زہرو وشم بہلادغ وغیرہ میں پیشتر مری سے فرقہ حسنی زیادہ تھا ۔چنانچہ اب تک بھی فرقہ حسنی علاقہ بارکھان وددوکی میں موجود ہے) سیوی ۔کے ساتھ زیر تخت باروزئی کے تھا اور نادرشاہ واحمدشاہ بادشاہان خراسان کا یہ دستور تھا ۔کہ جو قومیں اسلحہ بند بوقت ضرورت لشکر سوار وپیادہ دے سکتے تھے اُن سے کچھ چیہڑ سرکار و مالیات نہیں لے جاتے تھے بوقت ضرورت اُن سے لشکر بقدر اُن کی حیثیت کے لیا جاتا تھا ۔
چنانچہ نادرشاہ واحمدشاہ چند باز بجمع آوری لشکرات عظیم ملک ہندوستان پر حملہ آور ہوئے ۔اقوام بروہی ۔بلوچ ۔باروزئی ۔پنی ۔ترین سکنائے پشین ونھل چوٹالی کاکڑ وغیرہ ہمراہ جاتے رہے ۔ملا فاضل
ملا فاضل اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ بعد خدمت ہندوستان کے میر نصیر خاں والئے کلات احمدشاہ بادشاہ قندھار سے منحرف ہوگیا اور سرداران باروزئی سے جو احمدشاہ کے خیرخواہ وفرمان بردار تھے عداوت شروع کی چنانچہ اقوام ڈُہمڑ کاکڑستان کو معہ بہادر خاں سردار ڈُہمر کے سانگھان پر لشکر بھیجدیا اس وقت باروزئی کے سردار محمد رشید خان وخلیل خان سانگھان میں تھے اُنہوں نے بعد کشت وخون بسیار لشکر ڈُہمر سے شکست کھائی اور بہادر خاں زخمی ہوا ۔بزمانہ سردار اسمٰعیل خان ولپسر شہ علیے خاں حکومت شکارپور بھی منجانب احمدشاہ سپرد باروزئی سرداران کی تھی اور علیے خان کو بھی پیشگاہ شاہ موصوف سے خطاب نواب بختیار خان ملا تھا اور اس نواب نے خود دختر میر محبت خان سے اور اُس کے پسر نے دختر میر نصیر خاں سے شادی کی ۔اور یہ نواب بعہد تیمور شاہ پسر احمدشاہ ملتان پہنچکر سکھان پنجاب سے لڑا تھا اور بمقام عمرکوٹ اس نے زیر حکم سردار مدد خاں میران ٹال پور ولغاریاں سے جنگ کیا تھا چنانچہ سردار محمد خان لغاری اس لڑائی میں قتل ہوا ۔اور بمقام دوبنگہ اختیار خان داد پوترہ سے لڑائی کرکے مبلغ دو لاکھ روپیہ سالانہ نذرانہ بادشاہ مقرر کیا ۔
بعد فوتیدگی اُس کے اس کا بیٹا خدایار خان جو شکم دختر میر محبت خان سے

پیدا ہوا تھا سردار بارو زئی کا ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب میر مصطفےٰ خان خانی قلات پر متمکن تھا۔ جب مصطفےٰ خاں نے قلعہ سہرنائی و کوہستان گرد لنواح قلعہ مذکور پر حملہ کیا۔ خدایار خان نے اس کو مدد دیا۔ اس وقت فیما بین خانان باروزئی اور خان قلات بباعث رشتہ داری دوستی تھی بعد فوتیدگی خدایار خاں کے محمد خاں پسرش حاکم سیوی کا رہا۔ اس نے دو مرتبہ بارکھان پر حملہ کر کے اقوام کہتران و چھ و لغاری ساکنان بارکھان کو نقصان پہنچایا۔ اس وقت بحکم خان قلات اقوام مری۔ دو مکی۔ گشکوری۔ کہیری وغیرہ اس کے شامل تھے۔ محمد سعید خاں سردار باروزئی نے بحکم نادر شاہ بشمول برخوردار خاں آچکزئی و نواب خاں الکوزئی تا ملک بج و باغلان و غوری و قندوس کے خدمت کیا۔ اس کے بعد حکومت خراسان سست بلکہ خانہ جنگی شروع ہو چلی۔ یعنی بادشاہت میں تفرقہ پڑ گیا ادھر حسنی وغیرہ اقوام کوہستانی بے فرمان ہو چلے چنانچہ نور خاں سردار حسنی جملہ اقوام حسنی وغیرہ کوہستانی کو جمع کر کے تلے[1] لشکر جمع کر کے آیا اور مردمان سلاچی ساکنان و رعایا تلے علاقہ سیوی سے سازش کر کے ملک تلے پر قبضہ کر کے بیٹھ گیا جس کے اوپر سرداران باروزئی جو اُس وقت احمد یار خاں و محمد سعید خاں مشہور و معروف بہادر تھے بجمع آوری لشکر خجک۔ لونی۔ صافی۔ عبداللہ خیلی۔ پیرانی۔ غلام بولک۔ اربابی۔ مزرئی۔ مرغزانی جلبانی۔ دادی۔ دہپال۔ ہابنی۔ چاچر۔ ماچھی۔ کرک۔ حسینی ساکن علاقہ سیوی۔ افغان کاکری از دیہہ کٹ منڈائی و بادرہ۔ حملہ کیا لیکن شکست کھائی اور خود سردار محمد سعید خاں بمعہ معتبران ذیل۔ غنی خاں عبداللہ خیلی۔ یحییٰ خاں مرغزانی۔ مدت خان غلام بولک بہادر خاں خجک۔ بلند خاں عبداللہ خیلی۔

میدان جنگ میں مارا گیا تب سے حسنی کا زور کوہستان میں جہاں اب مری قابض ہے ترقی کر چلا۔ اور باروزی کا زوال شروع ہو چلا۔ چنانچہ سندھ کی طرف شکارپور تک حکومت ٹالپر کی ہو گئی اور کوہستان میں اقوام حسنی یاغی ہو گئے مگر بعد میں اقوام حسنی کو نصیر خان والئے قلات نے کسی قدر رسیدہ کیا اور کوہستان مری و بگٹی پر سکہ خود جمایا۔ صادق سردار حسنی کا از دست لشکر میر نصیر خان جس میں بروہی سراوان و جہلاوان و مری و بگٹی شامل تھے بمقام کولھو قتل ہوا۔ اُس دن سے حسنی سست

[1] میدان سیوی میں واقعہ ہے۔

ہوگیا۔ اس کی بجا مری کوہستان میں کسی قدر زور پکڑ چلا۔ جب تک میر نصیر خاں حکومت پر رہا کوہستان میں امن قائم رہا۔ مگر بعد فوتید گی نصیر خان ثانی کے بباعث مشکلات علاقہ کوہستان کے خانصاحب والئی قلات ملک کوہستان پر بخوبی قبضہ نہ رکھ سکے۔ خانصاحب والی قلات بھی سرداران سراوان اور جہلاوان سے خانہ جنگی میں پھنس گئے اور کوہستان میں اقوام مری و بگٹی و کھتران باغی بن گئے۔

بلکہ دیہات۔ باورہ۔ کٹ منڈای جو مدت سے باروزئی کے قبضہ میں چلے آتے تھے۔ اقوام مری نے چھین کر اپنے قبضہ میں کر لئے۔ سال ۱۸۳۹ء میں جب لشکر سرکار برطانیہ واسطے مدد شاہ شجاع الملک کی طرف خراسان گیا تھا اسی درہ بولان سے گذرا تھا اقوام مری و بگٹی و بروہی وغیرہ نے بہت تکلیف دی تھی جب کابل سے لشکر سرکار انگریز واپس ہوا سرکار نے ملک قلات و سیوی کا اپنے قبضے میں کر لیا چنانچہ علاقہ سیوی سے چند سال مالیات بذریعہ بٹائی کے وصول کئے بلکہ قلعہ سیوی جسمیں انبار ہا غلہ سرکاری کے جمع ہوتے ہیں سرکار انگریزی نے اس کو مرمت کیا تھا۔

سرداران باروزئی اور رعایا سیوی نے سوار خجک کے رجو فرقہ خجک اس وقت سرداران باروزی سے برخلاف تھا) سرکار کو کچھ تکلیف نہ دی بلکہ باقی سب رعایا سیوی نے مدد دی اور صدق دل سے تابعداری اختیار کی۔

سال ۱۸۴۵ء میں سرکار عالیہ نے جبکہ میر نصیر خاں صاحب صغیر سے عہد نامہ کر کے علاقہ قلات کا اس کو واپس دیا تھا۔ اسی وقت علاقہ سیوی کا سرداران باروزی کو حوالہ کر کے اپنی حدودات سندھ میں شکارپور تک۔ جہاں تک ملک میراں سندھ کے قبضہ میں تھا قائم رکھی اور بخیال نگرانی سرحد کچھی و کوہستان کے بمقام جیکب آباد چھاونی مقرر کی چونکہ بعد چلے آنے افواج سرکاری از علاقہ کابل و قندھار حکومت اُس ملک کے خاندان محمدزئی میں منتقل ہوگئی تھی اور بہت مدت سے علاقہ سیوی کا قندھار کے ماتحت رہ چکا تھا اسواسطے سرداران باروزئی کو بھی اُن کے ماتحت جانا پڑا۔ چونکہ علاقہ سیوی و ہرنائی جس کو زورستان کہتے ہیں قندھار سے دور اور سرحد پر واقعہ تھا اسواسطے امیر کابل نے یہ علاقہ عوض جاگیر کے سردار غلام محی الدین خانصاحب دُرانی کو دیدیا۔ اور سردار موصوف نے واسطے وصولی مالیات سردار محمد سعید خان بامہ زئی دُرانی کو جو متصل کوئٹہ قلعہ درانی

مین سکونت رکھتے تھے سپرد کیا - اگرچہ سرداران باروزئی ماتحت قندھار ہو گئے تھے لیکن سرکار برطانیہ کی طرف اُن کا خیال بدستور خیرخواہانہ و دوستانہ رہا چنانچہ پولٹیکل افسران مقیم جیکب آباد و میجر بلکہ کپتان سنڈیمن صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع ڈیرہ غازیخان سے نواب بختیار خان کی جو یہ آخری نواب بختیار خاں خاندان باروزئی میں بہت لائق اور عقلمند ہوگذرا ہے جس کے انصاف کی چند مثالیں اب تک سیوی میں مشہور چلی آتی ہیں - خط کتابت رہتی تھی اور یہ نواب صرف ایک سال پیشتر بلوچستان میں کپتان سنڈیمن صاحب کے تشریف لے جانے سے پہلے فوت ہوا تھا -

چونکہ خان قلات کا بموجب عہدنامہ فیمابین میر نصیر خاں نمبر ۲ و سرکار برطانیہ امیران کابل سے قطع تعلق ہوچکا تھا قندھار کا علاقہ پشین تک محدود رہا - اقوام مسکونہ کوہستان بالکل باغی ہو گئیں - اقوام مری نے اسقدر زور پایا کہ علاقہ باورہ و گٹ منڈاہی سرداران باروزئی سے چھین لیا اور ہمسایہ قوموں پر جو دامن کوہستان پر سکونت رکھتی تھیں لوٹ مار شروع کر دی - سردار غلام محی الدین یا محمد سعید خاں مجبور تھے کہ علاقہ سیوی و زورستان میں امن قائم رکھ سکتے - آخر الامر علاقہ زورستان تو بالکل اُس کے ہاتھ سے نکل گیا - علاقہ سیوی کا میدان ہی تھا سرداران باروزی کو نائب سیوی کا مقرر رکھ کر مبلغ عہ۱۰۰۰ کل علاقہ سیوی پر مالیات مقرر کئے جو بصد مشکل وصول ہوتا تھا تفریق اس مالیہ دس ہزار کی حسب ذیل تھی بموجب بندی ہرداس مل کاردار علاقہ سیوی مورخہ سمت ۱۹۰۲ ہندی

اقوام ہینی ہا مسکونہ علاقہ سیوی حصہ ... عہ ــــ اقوام کجک اعہ ... ــــ

حصہ آب سیاہ ۲۶ پاؤ

حمید زئی مہٹہ خان و کرم خاں - کرموزئی محمد خاں

قوم صافی - مرغزانی مزری دہپال

جعفر زئی محمد خاں - لوشئے حاصل خاں - بہرام زئی

۸ پار ۸ پار ۴ پا ۶ پار

گونہ زئی دولت زئی - ساق زئی

ملک عبدالوہاب - ملک - حسین و برخوردار

یعقوب بندی گل محمد

موضع بکہرہ حاالیعہ نودہانی کہان کہدوف افغہ گہچی

غلام بولک میر خان شکر خان مرغزانی مسمی بنیاد یخان کاالیعہ

موضع سانگہان - موضع جہل ہمیر خاں و رادت خاں میکران کل

مار - گرام زئی بروہی مار عہ۱۰۰۰۰ ــــ

اس دس ہزار روپیہ کی وصولی کی یہ حالت تھی کہ خود سردار غلام محی الدین یا سردار محمد سعید خان معہ کافی لشکر کے سبوی میں آتے۔ ایک دو ماہ قیام کرکے بصد مشکل وصول کرتے۔ ایک سال پیشتر قبضہ ہوتے سرکار برطانیہ کے فیض محمد و داد محمد برادرزادگاں محمد سعید خان بامہ زئی سبوی میں واسطے وصولی مالیات مقررہ کے آئے قریب نصف تک بھی وصول نہ کر سکے بلکہ اقوام کھجک نے ادائی سے بالکل انکار کر دیا جس پر بامہ زئی سرداران اقوام کھجک کا مال مویشی جو جنگل میں چرتا تھا بمثل ڈاکو کے چورا کرلے چلے اقوام کھجک نے بہ جمع آوری لشکر خود اُنکا تعاقب کیا طرفین کا بمقام کرنہ مقابلہ ہوا۔ آکثر مال مویشی چھوڑا کر واپس لائے۔ اس عرصہ میں مردم کھجک خوب گستاخ ہوگئے تھے سرداران باروزئی سے کھلم کھلا ان کی دشمنی تھی باوجودیکہ بستیات کھجک و کرک میں صرف دو تین میل کا فاصلہ ہے لیکن چند بار ایک دوسرے سے لڑائی کرتے رہے چند سرداران باروزئی کھجک کے ہاتھ سے تلف ہوئے۔ آکثر بروقت مسدودی سد کا لاپانی لڑائی ہوا کرتی تھی اسی سبب سے آکثر پانی ضائع چلا جاتا تھا ادھر سے اقوام مری ایسے زور میں تھی کہ باوجودیکہ نواب بختیار خان اُنکے کسی قدر مہمانداری وغیرہ خاطر تواضع کرتا تھا۔ مگر یہ لوگ دستِ تطاول باز نہیں رکھتے تھے۔ تلے کا علاقہ سالم اقوام مری نے اپنے تصرف میں کرلیا چنانچہ اقوام سیلاچی سردار مری کا راج کہلاتے تھے اور کچھ خراج بھی علاقہ مری کو دیتے تھے علاقہ مہل کا یہ حال تھا کہ صرف تھوڑے خانجات گہرام زئی کے باقی زیرپناہ کوٹ کے آباد تھے اور سب لوگ فرار ہوگئے تھے۔ ادھر سے سردار ملا محمد خان رئیسانی وڈیرہ شادی خان بنگل زئی و محمد سید خان محمد زئی و اللہ ڈینہ خاں کہرو خانصاحب خداداد خان سے خانہ جنگی کرکے سبوی میں نزد نواب بختیار خاں باروزئی پناہ گزین تھے اگرچہ پہلے سے خداداد خان کے ساتھ بختیار خان کی دوستی نہیں تھی لیکن سرداران مذکور کو پناہ دینے سے زیادہ دشمنی ہوگئی چونکہ سبوی علاقہ قندھار سمجھا جاتا تھا اسواسطے خانصاحب والئے قلات سرداران براہوی پر سبوی میں لشکر کشی نہیں کر سکتے تھے۔

سال ۱۸۷۵ء میں جب کپتان سنڈیمن صاحب بہادر پہلے مشن پر براہ کوہستان مری سبوی میں تشریف لائے اُس وقت سرداران براہوی سبوی میں پناہ گزین تھے اور سبوی کی اس وقت جو حالت تھی ڈائری مندرجہ باب سوم سے واضح ہوگی۔

سال ۱۸۷۸ء میں جب افغانستان پر فوج کشی ہوئی جنرل اسٹورٹ صاحب اور جنرل بڈلف صاحب

کا اکثر حصہ افواج براہ ڈیرہ غازیخان و راجن پور روجہاں و ڈیرہ بگٹی براستہ درہ بولان کوئٹہ میں پہنچا تھا۔ مسٹر فرائر[1] صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع ڈیرہ غازیخاں ہمراہ افواج مذکور کوئٹہ تک آئے تھے جب افواج درہ خوجک سے گذر کر بطرف قندھار چلی گئیں میجر سنڈیمن صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر بلوچستان نے مسٹر فرایر صاحب ممدوح اور اینجانب کو واسطے لینے چارج حکومت علاقہ سیوی کے تعینات فرمایا۔ ہم نے بتاریخ ۲۳ ماہ نومبر ۱۸۷۸ء سرداران و ملکان و رعایا سیوی کو طلب کر کے حکم سنایا کہ اب وہ لوگ زیر سایہ برٹش گورنمنٹ کے آگئے ہیں چونکہ وہ لوگ پہلے سے شوق مند تھے کہ زیر سایہ سرکار عالیہ برطانیہ کے آویں۔ اسواسطے اکثر رعایا سیوی اس سے خوش ہوئے البتہ منجملہ فرقہ جمک کے کوئی لوگ ناراض تھے اس وقت ایک چھاونی و ٹاکری علاقہ بارکھان میں تعینات ہوئے تھے اور اکثر آمدرفت افواج وغیرہ براستہ بارکھان و بگٹی و مری کے ہوا کرتے تھے مسٹر ڈیمس صاحب اسسٹنٹ کمشنر ضلع ڈیرہ غازیخان وہاں پولٹیکل ڈیوٹی پر تعینات تھے علاقہ سیوی کا بھی انکو پولٹیکل چارج میں دیا گیا۔ کچھ مدت صاحب ممدوح کا چارج رہا۔ اس کی رپورٹ دربارہ انتظام سیوی کے بخط انگریزی دفتر میں موجود ہے۔ بعد اُس کے ولی محمد خان بزدار مسکونہ راجن پور ماتحت نور محمد خاں بزدار ناظم پشین، نائب ناظم یعنی تحصیلدار مقرر کیا گیا۔

سال ۱۸۸۰ء میں جبکہ میر یعقوب خان والئے کابل سے عہدنامہ ہو کر علاقہ پشین اور سیوی کا گورنمنٹ عالیہ ہند نے اپنے تصرف میں لے لیا۔ اینجانب زیر تحت میجر رینالڈ صاحب سکنڈ اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل مقیم جیکب آباد بطور سب ڈویژنل افسر کے برا انتظام علاقہ سیوی کے مقرر ہوا۔

اسوقت تک افواج سرکاری قندھار میں جارہی تھی واسطے امداد افواج و سہولیت تجارت ریلوے لین جو جیکب آباد سے تا پشین براہ شاہرگ و ہرنائی منظور ہوئی تھی چنانچہ سیوی تک جو میدان صاف تھا۔ جلدی پہنچ گئی تھی اور آگے کام شروع ہو گیا تھا۔

سیوی میں سوا پرانہ قلعہ کے جو وہ بھی شکستہ اور خراب تھا۔ کوئی مکان یا نزدیک اُس کے کوئی آبادی نہ تھی۔ تحصیلدار اور خود اینجانب نے اُس پرانے قلعہ میں رہائش اختیار کی چونکہ لین ریلوے کے ساتھ کچھ دوکانات و مزدوری پیشہ لوگ بھی آئے تھے۔ جیسا کہ دستور

[1] نی الحال لفٹنٹ گورنر ملک برہما کے ہیں +

ہے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر اینجانب نے بمنظوری وصلاح میجر سنڈیمن صاحب بہادر نیا بازار وشہر بنانا شروع کر دیا چنانچہ لوگوں نے بڑے شوق سے زمینات لیں اور اپنے اپنے مکانات بنانے لگے۔ چونکہ زمین ویرانہ عام پڑی تھی اس لئے اس موقع پر جہاں شہر آباد ہے ایک اچھا اور وسیع میدان دیکھ کر قبضہ کیا گیا اور مناسب فیس یعنی قیمت لے کر آباد کنندگان کو دی گئی اور بازار ہا و کوچہ ہا وغیرہ بہ نمونہ کوٹ مٹھن جو ضلع ڈیرہ غازیخان میں بباعث بردگی پورانہ شہر کے نیا آباد ہوا تھا تجویز ہوئی اکثر مکانات سرکاری مثلاً قافلہ سرا، دمارکیٹ و مدرسہ کہنہ و بدروہا رو فرش وغیرہ اُسی آمدنی سے تیار ہوئے تھے بخیال اس کے کہ ہر چہار بازار بارونق و آباد رہیں ہر چہار بازار کے آخر سرے پر ایسے مکانات جس کے سبب آمد رفت ہوا کرے تجویز ہوئی مثلاً شرقاً کوٹھی جناب صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر جو اکثر بموسم سردی سبی میں تشریف لایا کرتے ہیں۔ شمالاً مارکیٹ یعنی سبز منڈی و گوال منڈی۔ غرباً مکانات کچہری ہا تحصیل و ضلع و پولیس وغیرہ جنوباً قافلہ سرا جو اس وقت اکثر قافلہ جات قندھار یہاں تک آیا کرتے تھے اور بنگلہ ہا سرداران علاقہ بلوچستان جو بموسم زمستان واسطے ملاقات صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر و تصفیہ مقدمات جرگہ آیا کرتے ہیں اس شہر سیوی کی آبادی کے متعلق ایک شاعر نے ایک غزل کہی ہے جو ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

غزل

میذول بجہاں کہیں سرائے برباد است — خنک کسے کہ ورا معرفت خداداد است
ببیں کجا است کسے کز زمانہ خوشنود است — بہ بیں کجا است کسے زوزمانہ دلشاد است
بصنع قدرت ایزد بہ بیں و عبرت گیر — کہ حکمتش بہ تمامی امور اُستاد است
بیا بدیدہ عبرت بشہر سبی بیں — چناں خراب بد اکنوں چگونہ آباد است
گذشتہ بود دو صد سال کز خرابی او — چنیں زگفتہ پیر کہن مرا یاد است
بحکم خسرو ہندوستان کز عدلش — رعیتش زغم و بند ظلم آزاد است
بحکم جبرت کرنیل سنڈیمن صاحب — بوقت کوہ شکنی بازواش چو فولاد است
بسعی و کوشش بیحد رائے ہتو رام — کہ نیک خلق نکو کیش نیک بنیاد است
بجست احمد از عقل سال تاریخش — کہ یادگار بود گرچہ دہر برباد است

سال ۱۸۸۰ء میں جبکہ بباعث قتل میجر کوگناری صاحب بمقام کابل دوبارہ افغانستان پر فوج کشی ہوئی۔ اُس وقت چند فرقہ جات مری چنانچہ ٹھنگانی۔ تنگوانی۔ بردادانی وغیرہ باغی ہوگئے تھے۔ اور بمقام کچالی انہوں نے خزانہ سرکاری لوٹ لیا تھا پھر اکثر اُنکی گھس ہا علاقہ سبوی میں نقصان کیا کرتے تھے ایک دفعہ بسرکردگی وڈیرہ صوبدار ٹھنگانی ایکہزار لشکر جمع کرکے مہل پر تاخت لائے جس میں وڈیرہ دریہ خاں گشکوری قتل ہوا تھا۔ اقوام بہنی وخجک وغیرہ رعایا سبوی نے اُس موقعہ پر خوب مدد دی۔ جس کے عوض سرداران ومعتبران بہنی وخجک کو پیشگاہ جناب صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر بلوچستان سے خلعت ہا وپروانہ جات خوشنودی مزاج کے عطا ہوئے تھے۔ اسکی بابت مفصل حال ہماری رپورٹ مورخہ ۲۰-۲ اگست ۱۸۸۰ء موجودہ دفتر ایجنسی سے واضح ہوگا۔ کہ رعایا سیوی دو نو جنگ افغانستان میں سرکار برطانیہ کی بخوبی خیرخواہ اور مددگار رہی ہے۔ میں نے کوشش کیا کہ اس سرحد کا نام سنڈیمن آباد رکھا جاوے چنانچہ اس بارہ میں تحریری رپورٹ بھی بھیجدی تھی۔ مگر چونکہ سنڈیمن صاحب اس وقت خود ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان تھے انہوں نے اپنے نام کے واسطے آپ کوشش کرنا پسند نہ کیا بایام رخصت اُن کے فارن آفیس تک بھی بھیجی گئی مگر چونکہ سیوی کا کوئی شہر پہلے آباد نہیں تھا ریلوے سٹیشن پوسٹ آفیس وغیرہ کو سیوی کے نام سے منسوب کر چکے تھے اسواسطے شہر جدید کا نام سبوی مشہور ہوگیا جو اب تک مشہور چلا آتا ہے۔

چونکہ علاقہ سیوی کا زیادہ تعلق اقوام مری وافغاناں سے تھا اسواسطے علاقہ سیوی جیکب آباد سے جدا ہو کر ضلع تھل چوٹالی کا سب ڈویژن مقرر ہوا۔ نگرانی تمنات مری وبگٹی وسرحدات کچھی ولاہڑی بمعہ تحصیل شاہرگ سیوی ڈویژن کے ماتحت رکھے گئے سال ۱۸۹۲ء تک اینجانب انچارج سیوی سب ڈویژن کا رہا بعد اس کے دیوان گنپت رائے صاحب جو ہمراہ کپتان سنڈیمن صاحب بہادر پہلے مشن پر آئے تھے اس سب ڈویژن پر تعینات ہوئے جو اب تک مقرر چلے آتے ہیں۔ آبادی شہر جدید اور انتظام علاقہ میں پوری طرح متوجہ ہیں اگرچہ بباعث چلے جانے لین ریلوے تا کوئٹہ وچمن کے رونق بازار سیوی کی کم ہوگئی ہے۔ تاہم بباعث اس کے کہ صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بموسم زمستان سبوی تشریف لاکر مقدمات جرگہ فیصلہ فرماتے ہیں اور جلسہ اسپان بھی سیوی میں بموسم زمستان ہوا کرتا ہے اس موقعہ پر سرداران صاحبان افسران تمام بلوچستان جمع ہوا کرتے ہیں۔ پھر بھی رونق سیوی

متوسط درجہ کی اچھی ہے۔

اُن زمینات علاقہ سیبوی سے جہاں بعہد حکومت افغانستان دس ہزار روپیہ مالیات وصول نہ ہوسکتا تھا اب خاص آمدنی مالیات بذریعہ جنسی بٹائی ششم حصہ کی اوسط لاکھ روپیہ سالانہ ہے آمدنی آبکاری مسکرات چونگی وغیرہ علاوہ ہے جو فرد مشمولہ سے ظاہر ہوگا یہ سب کچھ سرکار برطانیہ کے حسن انتظام کا نتیجہ ہے روز بروز لوگوں کی شائستگی اور علمیت بڑھتی جاتی ہے اور آبادی ترقی پر ہے اور جنگ و فساد ختم ہوگیا ہے۔

سرداران باروزئی و خجک جو ایک دوسرے کے تشنۂ خون تھے اب آپسمیں برادرانہ چل رہے ہیں۔

تحصیل دوکی۔ حدودات اربعہ شرقاً کوہستان مری۔ شمالاً حدودات تحصیل موسیٰ خیل غرباً علاقہ بوری المعروف لورالائی۔ جنوباً ہرنائی و کوہستان مری۔

اس تحصیل میں آبادی کے واسطے پانچ حصص یا میدان مشہور ہیں۔ تھل[۱]۔ جالار[۲]۔ چوٹالی۔ دوگی۔ لوتی آبادی کالا پانی اور کاریزات اور خشکابہ سے ہوتی ہے۔ پیداوار زیادہ تر گندم و جو کی ہوتی ہے۔ جواری بھی تھوڑی ہوا کرتی ہیں۔ قریب دو ہزار نفری مرد اسمیں رہتے ہیں تفصیل اقوام حسب ذیل ہے۔ سپین ترین۔ شادوزئی[۱۵۰]۔ بوتی[۳۰۰]۔ حسینی[۲۰۰]۔ سید۔ ہندو[۱۲۵]۔ ملاں۔ درکہان۔ لوہار[۱۰]۔ موچی[۵]۔ زرگر[۵]۔ متفرق[۵]۔ میزان ۲۰۱۰۔ زیادہ تر قابل ذکر کرنے کے چہار فرقہ جات ہیں۔ سپین ترین اُنکا خاندان ترین باشندہ پشین سے بھی کچھ ملتا ہے کیونکہ دراصل یہ فرقہ پشین سے آیا ہے اور اُسی سے رئیسانی سردار ہوا ہے کیونکہ رئیسانی دراصل اسپین ترین ہے اب مدت سے خان تخلات کے ماتحت ہونے سے بروہی کہلاتا ہے چنانچہ مفصل حال اُن کا دوسرے باب میں درج ہو چکا ہے یہ لوگ شروع سے آخر تک خیرخواہ سرکار کے رہے۔ سماعیل خان سردار اس قوم کا اچھا شریف آدمی تھا۔

شادوزئی یہ فرقہ کاکڑ سے ملتا ہے شادو کی اولاد ہونے سے شادوزئی کہلاتا ہے قریب دو سو سال ہوا کہ شادو کی اولاد نے ایک جد سے اس قدر ترقی پائی یہ لوگ خوب لڑاکے ہیں اگرچہ تعداد میں کمتی تھے تاہم مری ولوٹے سے سپالداری کرتے رہے۔ باوجودیکہ مری نے انکو بھی تنگ کر رکھا تھا لیکن سال ۱۸۸۱ء میں جب چند فرقہ ہا اقوام مری نے بمقام کچالی خزانہ وکلی سرکاری پر حملہ کیا تھا اُس کے بعد رعایا تحصیل دوکی نے جس میں زیادہ تر

یہ شادوزئی اور متعدد لونی تھے باغی ہوکر گودام سرکاری کو جو فوج سرکاری وہاں چھوڑ آئے تھے لوٹ لیا تھا۔ لونی یہ فرقہ بھی کاکر افغان سے ملتا ہے اس کا اپنا مَسکن اور علاقہ بھی خوب بہادر لوگ ہیں۔ پیشتر آنے سرکار انگریزی سے یہ لوگ اپنی سیالداری اقوام مری سے خوب طور کرتے رہے۔ بلکہ عملداری سرکار میں بھی چند بار فیما بین مری اور لونی کے جنگ ہوئی اب بباعث دباؤ عملداری سرکار انگریزی کے ہر دو فرقہ جات میں امن ہے۔ سال ۱۸۷۳ء میں جبکہ کپتان سنڈمین صاحب ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازیخان تھے انہوں نے مردم اقوام مری و بگٹی و کھتران کو سرکاری نوکری میں لے لیا تھا صاحب ممدوح کو بر وقت دورہ کوہستان مری و کھتران کے معلوم ہوا تھا کہ چمالنگ پہاڑ میں جو سرحد اقوام مری و کھتران و لونی پر واقع ہے کوئلہ کی کان ہے جس پر صاحب ممدوح نے سردار فرقہ لونی کو جو اُس وقت سمندر خاں تھا بلوا کر پانچ سوار کی نوکری دی اور اس سے اقرارنامہ لیا کہ چمالنگ تک آتے جانے اور قافلہ جات کی آمدرفت میں وہ مدد دیویگا۔ چنانچہ چمالنگ میں پہنچکر کان کوئلہ کا صاحب ممدوح نے ملاحظہ فرمایا اگرچہ کوئلہ اول درجہ کا تھا مگر تعداد میں کمتی تھا اس لئے اُس موقعہ پر کارخانہ جاری نہوا۔ فی الحال سردار لونی کا نواب خان پسر سمندر خاں ہے واضح رہے کہ جب پنجاب میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کا تسلط ہوا۔ ڈیرہ غازیخان شامل پنجاب ہوگیا شروع میں کچھ آمدرفت قافلہ جات براہ سخی سرور و چوٹی کے ہوا کرتی تھی اُس وقت لونی سردار کو بھی کچھ عوض محافظت قافلہ جات ملتا تھا مگر بعد اُس کے جب مری کا زور کوہستان پر پڑ گیا تو پھر آمدرفت قافلہ جات بجائے خود تمام کوہستان کے لوگ ایسے رہزن ہو گئے تھے کہ کوئی مسافر گذر نہیں کر سکتا تھا۔ اقوام لونی بھی مانند تمنات مری و بگٹی و کھتران کے ایک تمن شمار کیا جاتا تھا اور ان ہر سہ تمنات سے اپنی سیالداری برابر کیا کرتا تھا۔

حسنی بھی اس کی بابت اوپر مفصل ذکر ہو چکا ہے کہ بعد باروزئی کی اس قوم کو ایسا زور تھا کہ انہوں نے بمقام تلے میدان سیوی تاخت و تاراج کر کے ڈیرہ لگا دیا اور عند المقابلہ سردار باروزئی ان کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اقوام مری و بگٹی و کھتران و بروہی و بلوچ سکنائے سرحد کچھی و ڈیرہ غازیخان اُن کے ہاتھ سے نالان تھے اس وقت میر نصیر خان نمبرا کو علاقہ ڈاجل ہڑند بھی عوض خدمت پیشگاہ احمد شاہ سے ملا ہوا تھا۔ آمدرفت اہلکاران

وملازمان کی کچھی سے بجانب داجل براہ اس کوہستان کے ہوا کرتی تھی مگر یہ حسنی لوگ تکلیف دینے لگے چنانچہ میر نصیر خاں نے ایک بڑا بھاری لشکر جسمیں مری وبگٹی وغیرہ شامل تھے حسنی کے اوپر بھیج کر صادق سردار حسنی کو قتل کیا تب سے حسنی تمن ٹوٹ گیا۔ اُس وقت اس قوم کا کچھ حصہ بارکھان میں زیر تحت سردار کھتران کے اور کچھ حصہ میدان دوہ کی ہیں بشمول شادوزی ونزین کے رہتا ہے۔

تحصیل بارکھان اس تحصیل کی حدودات شرقاً منروفلات ضلع ڈیرہ غازیخان پنجاب سے ملتی ہے۔ اور شمالاً بزدار وبلوچ ولونی پٹھان اور غرباً کوہستان مری وجنوباً کوہستان مری وبگٹی سے ملتی ہے۔ تمن کھتران کا پہلے سے جبکہ سنڈیمن صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع ڈیرہ غازیخان کے تھے نوکری میں تھا اور بلوچ خاں تمندار کھتران کا پہلے مشن پر ہمرکاب صاحب ممدوح دورہ پر بھی ہمراہ آیا تھا۔

جبکہ ایجنسی قائم ہوئی اور علاقہ سیوی اور تھل چوٹالی وہرنائی پر سرکاری قبضہ ہوا۔ تمنات مری وبگٹی وکھتران کو اداے مالیات سے باہر رکھا گیا تھا لیکن چونکہ کھتران نسبت مری وبگٹی کے نرم تمن تھا۔ اقوام مری وبگٹی اُن کو تکلیف پہنچاتے تھے اور آبادی خاطرخواہ نہ کرنے دیتے تھے خصوص فیمابین بلوچ خان تمندار اور قادر بخش خاں عموزادہ اُس کی نزاع تھا اسواسطے بلوچ خان تمندار نے خود سر رابرٹ سنڈیمن صاحب ایجنٹ گورنرجنرل بلوچستان کو درخواست دی کہ سرکار مثل علاقہ سیوی اور تھل چوٹالی وہرنائی کے اُن کے علاقہ سے بھی ششم حصہ مالیات کا وصول کریے اور انتظام حفاظت ملک کا اپنے ہاتھ میں لیوے۔ بموجب اُن کے بارکھان میں تحصیل مقرر ہوئی۔ اور تھانہ جات پولیس وسواران لیوی رکھے گئے اور تب سے مالیات جنسی بذریعہ بٹائی وصول کی جاتی ہیں اور سرداران کو بھی بطور جاگیر وانعام کے منجملہ مالیات کے حصہ دیا جاتا ہے۔

آبادی کا لاپانی اور بارانی ہوتی ہے اور زمین نہایت عمدہ ہے چند شہر قدیمانہ آباد چلے آتے ہیں باغات انگور وانار موجود ہیں خانجات ہندوان دوسو سے اوپر ہونگے اور اس میدان بارکھان میں قریب ایک سو بستیات خورد وکلان ہونگے۔

اسی میں نہر کوٹ کو لغاری بارکھان بھی کہتے ہیں کہ سردار لغاری کا جو فی الحال جو چوٹی ضلع ڈیرہ غازیخان میں سکونت رکھتا ہے پہلے اس علاقہ میں سکونت رکھتا تھا باوجودیکہ

بہت عرصہ سے کوچ کر کے چلا گیا تاہم زمینات لغاری بارکھان اُن کے قبضہ میں بدستور رہتے ہیں۔

وٹاکری نہی مشہور میدان ہے کہ یہاں کالا پانی جاری رہتا ہے جب سنہ ۱۸۷۸ء میں افواج پنجاب خراسان کیطرف براستہ ڈیرہ غازیخاں گئی تھیں بمقام وٹاکری ایک چھاونی مقرر کی گئی تھی ڈیرہ غازیخاں سے تا قندھار زمانہ قدیم سے راستہ قافلہ جات کا چلا آتا ہے بلکہ زمانہ قدیم میں عملداری بادشاہان مغلیہ جبکہ ملک ہندوستان وخراسان ایک بادشاہ کے ماتحت تھا آمدرفت افواج بھی اسی راستہ سے ہوتی تھی چنانچہ متصل لغاری بارکھان کے ایک پورانہ مقبرہ موجود ہے جس میں چند سنگ بالفاظ تاریخ وسبب تعمیر وغیرہ لکھے ہوئے ہیں جو کچھ حروف اُن کے پڑھنے میں آئے ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں:-

نقل سنگ اول

بتاریخ ہفدہم ماہ رمضان سنہ ۱۰۱۸ بحکم بندگان
حضرت نورالدین محمد جہانگیر شاہ بادشاہ غازی
بملک قندھار تعین شدہ بود ازین منزل
عبور نمود مقبرہ میر بزرگ ابن نواب مرحومی
میر محمد معصوم بکری المتخلص بناہے۔

نقل سنگ دوئم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بنا شد مسجد از آں ملک بوپا تور نزبینی زخیل
موسیانی در عہد سلطان فیروز شاہ شانزدہم
ماہ ذوالحج روز دوشنبہ نقل گردید و بستم از ماہ
ذوالحج روز آدینہ مسجد برآوردہ شد سن سبعین
وسبعمایہ سنہ ۷۷۰ ہجریہ۔ خدا برآں بندہ رحمت
کند کہ دریں مقام رسد فاتحہ با اخلاص مدد
نماید حسن خیر حسین خیر

تمت

دردار یکے کوکب رخشندہ نماند زاں خواجہ شبیہ یکے زندہ نماند
آن کرہ آتشین ہمہ تودہ لیل خواہندہ کجا رود کہ رخشندہ نماند

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ جہانگیر بادشاہ ہندوستان میں، علاقہ ہندوستان وخراسان ایک ہی بادشاہ کے ماتحت تھے اور امیر خسرو اُسکے وزیر نے معہ افواج بجانب قندھار اسی راستہ ڈیرہ غازیخان و بارکھان سے گذر کیا ایک امیر ہمراہی اس کا بارکھان میں فوت ہوا جس کے نعش یہاں دفن کرکے مقبرہ بنایا گیا اور مسجد اُس سے بھی پہلے کی ہے۔

اب سرکار برطانیہ نے اس راستہ پر ایسے سڑک بنوائی ہے کہ گادی پر ڈیرہ غازیخان سے قندھار تک پہنچ سکتے ہیں اُس کا نام پشین روڈ رکھا گیا ہے۔

تمن کہتران چہار قوموں کا مجموعہ ہے۔ اور ہر چہار قوم مختلف قسم کی ہیں اور بہت عرصہ سے سردار کہتران کے ماتحت ہونے سے کہتران کہلاتے ہیں۔ اول خاص کہتران

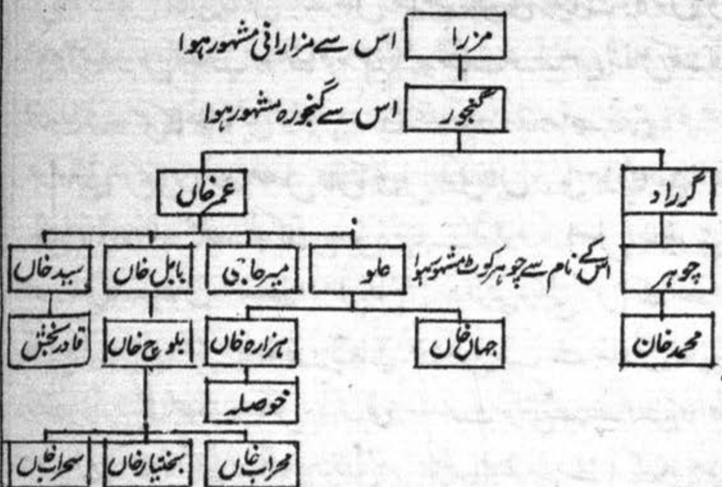
تفصیل پہلے ہا کہتران

	گنجورہ			دھریوال المعروف چچھ				
نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری	نام پہلی	نام مقدم	تعداد نفری
مرررانی	بلوچ خاں	ما	عیسانی	وکھو	اماھ	پچچھ	شیر محمد خاں	ماجـ
جوگھانی	گانمن	ھ	جمالانی	کرم خاں	ما	سمین	گانمن	اما
بی بی آنی	خان محمد	للھ	ھسانی	مخو	ما	دعانی	ربہ	ماللھ
موسیانی	زبہ خاں	ــ	سلارانی	دلدار	ما	لله	لله	لـ
قاسمانی	تعلو وفتو	ماعھ	جیابانی	میرن	ماا	دگہ	غلام حیدر شیخ	ماھ
روتہر	علی محمد	سا	ذکرانی	نورو	لـ	مٹ	سلطان	ــ
موہماں	کرم خاں و چوہر خاں	ما	لنجانی	موسے	ماھ	کل میزان		سماھ نفر
شہدادانی	درم	ماھ	لوہمان	سیدخاں	ماھ			
صوفیانی	موسے خاں	۲	مرزانی	جلال شیخ	ــ			
عیسیانی	خانن	۸	سیلاح	جلال شیخ	لـ			
چاکرانی	لوزن	ما	کل میزان		اماھ نفر			
رحمانی	پیار خاں	لـ						
میزان کل		اماھ نفر						

حسنی						ناہڑ		
پشمیرانی	خان محمد	للعو نفر	یشہانی	موسے خاں	ـ نفر	ناہڑ	گل خاں	ماھ نفر
پہلوانی	روستم	مالغو	نبھروخانی	مارو خاں	ماھ نفر			
جمعانی	توگلی	ماانفر	ہتکانی	علے کلاں	سانفر			

حسنی جو کہتران میں یا دوکی میں رہتے ہیں سب ایک ہی قوم ہیں کسی وقت سب بارکھان میں کسی وقت سب دوکی میں چلے جاتے ہیں۔

اول خاص کھتران صرف گنجورہ ہے شجرہ نسب اُس کا تورترین پٹھان سے ملتا ہے چنانچہ جو مسجد [illegible] ہجری میں بنائی گئی اُس کی بنیاد رکھنے والا بھی تورترین پٹھان تھا چنانچہ مطالعہ سنگ سے جو اس مسجد پر لگا ہوا ہے تصدیق ہو سکتا ہے سرداری قوم مزرانی میں چلی آئی اسواسطے شجرہ نسب اُن کا مزرا سے تا زمانہ حال حسب ذیل ہے :-



ایک حصہ اس قوم کا دہنوا ضلع ڈیرہ اسمعیلخان میں بھی رہتا ہے جس کا سردار پہلے سلطان محمود خاں تھا اب اللہ داد خاں پسر اس کا ہے کہا جاتا ہے کہ جو قوم کھتران کی بارکھان میں موجود ہے یہ وہوا کی طرف سے آئی ہے پہلے سرداری کھتران کی گرراد پسر گنجورہ کے ہاتھ میں تھی اس کے بعد چوہر پسر گرراد کا سردار ہوا لیکن میر حاجی پسر عمر خاں نے جو ایک زبردست آدمی تھا تکرار خانگی پر چوہر خاں کو قتل کیا برائے نام دستار سرداری علو برادر خود کو دی مگر کام خود کرتا تھا یہ سردار بڑا نامور اور دلیر ہو گذرا ہے اس کے وقت باقی اقوام چچہ و حسنی وغیرہ اس کے ساتھ شامل ہو کر کھتران کہلاتے گئے ۔ اُس نے مری و بگٹی وغیرہ سے خوب سپاہداری کی ۔ بعد فوتیدگی علو و میر حاجی کے دستار سرداری جہان خاں پسر علو پر آئی مگر جہان خاں لاولد فوت ہوا ۔ اُس کے بعد دستار سرداری ہزارہ برادر ثانی پر آئی وہ جنگ مدیالی لغاری میں مارا گیا اُس کے بعد خوصلہ پر دستار آئی مگر یہ دستار نام کے واسطے تھی کام سرداری کا اول بابل خان و سید خاں بعد اُس کے بلوچ خاں کرتے رہے :-

(۲) چچہ اس کی بابت ایسا دریافت ہوا ہے کہ دراصل یہ قوم دودائی بلوچ سے نکلی ہے جس

زمانہ میں غازیخاں مررانی دودائی بلوچ نے ڈیرہ غازیخان آباد کیا تھا یہ اس کے ساتھ تھی بعد اُس کے بباعث قید ہو جانے آخری غازیخاں کے جس کو میاں غلام شاہ کلہوڑہ بحکم بادشاہ دہلی قید کر کے سندھ میں لیگیا تھا اس قوم نے ڈیرہ غازیخان سے کوچ ہو کر بارکھاں میں بہ ہمراہ کھتران کے سکونت اختیار کی چنانچہ ان کے سرداراں یا معتبران حسب ذیل ہوتے رہے ہیں اول آدم خاں ۔ خان خانان ۔ قیصر خاں ۔ شیر محمد ساں کی زمینات و گانوں بھی کھتران سے جدا ہیں جب قوم کھتران کو خوب زور تھا قوم ہیجہ اگرچہ جنگ اور خیرہ میں شامل کھتران رہتے تھے لیکن ہیجنگ سرداری کا میر حاجی کو نہیں دیتے تھے اپنے مقدم قیصر خاں یا شیر محمد کو دیتے تھے ۔

حسنی اس کی بابت مفصل حال تحصیل دوکی میں درج ہو چکا ہے اس قوم کا ایک حصہ دوکی میں اور ایک حصہ بارکھان میں رہتا ہے ۔ یہ قوم دراصل رند بلوچ سے تھی ۔ کسی زمانہ میں اس قوم کو خوب زور تھا اور کل کوہستان مری و بگٹی اُس کے قبضہ میں تھے اقوام مری و بگٹی و کھتران اُس سے خوف کھاتے تھے لیکن جب سے صادق خان سردار حسنی کا بحکم میر نصیر خاں والئے کلات قتل ہوا یہ قوم سست ہو گئی کچھ حصہ اس کا افغان شادوزئی و ترین کے پناہ میں میدان تھل چوٹالی میں چلا گیا بعضوں نے بارکھان میں زیر سایہ سردار کھتران سکونت اختیار کی ۔ باقی حصہ متفرق طور پر دیگر تمنات میں شامل ہو گیا ۔

صادق کے بعد اُن کا سردار عظمت خاں بعد اُس کے سید خاں یہ بھی از دست مری قتل ہوا ۔ اُس کے بعد عیسےٰ خاں و محمد خاں ہوئے ۔ لیکن بعد مقتولی سید خاں کے سرداری اُن کی جاتی رہی ۔

نہڑ یہ قوم از لودی پٹھان جدا ہوتی ہے اس کی بابت پورانہ قصہ یہ ہے کہ بزمانہ سید علاوالدین بن محمد شاہ شاہ بہلول جو اصل میں لودی پٹھان تھا ۔ اور حاکم صوبہ ملتان کا تھا بلکہ بعد اُس کے شاہ بہلول تخت دہلی پر حملہ کر کے خود بادشاہ بن گیا تھا اقوام نہڑ اُس زمانہ میں علاقہ سیت پور آنر و آب دریا ر اٹک و روجہاں علاقہ ڈیرہ غازیخان و ہرند علاقہ ڈیرہ غازیخان پر حکومت کرتے تھے ۔ مگر بعد اُس کے انقلاب زمانہ سے یہ قوم بھی خستہ حال ہو کر کچھ حصہ ان کا بارکھان میں کچھ حصہ اب تک ضلع بہاگہ و ہرند ضلع ڈیرہ غازیخاں اور کچھ حصہ بعلاقہ ضلع مظفر گڑھ بمقام سیت پور موجود ہے ۔

تحصیل شاہرگ ۔ حدودات اربعہ حسب ذیل ۔ شرقاً کوہستان مری و علاقہ تحصیل دوکی

شمالاً علاقہ سنجاوی و لورالائی۔ غرباً علاقہ پشین۔ جنوباً علاقہ سانگھان تحصیل سیوی و علاقہ کوئٹہ۔

یہ علاقہ زمانہ قدیم سے بنام نہاد زورستان مشہور چلا آتا ہے اور اس میں زمانہ قدیم کا مشہور ہرنائی تھا۔ پٹھانوں میں مشہور ہے کہ یہ دونوں نام ہندو راجوں کے وقت سے مشہور چلے آتے ہیں اس میں شک نہیں کہ پہلے یہ تمام کوہستان ہندو راجوں کے قبضہ میں تھا چنانچہ ایک راجہ کا نام رائے سہانرا تھا جس نے کشمیر سے قندھار تک تمام کوہستان پر حکمرانی کی تھی۔ قریب سات سو سال گذرا کہ اس علاقہ زورستان بمعہ تھل چوٹالی و بارکھان پر اقوام ترین پٹھان نے قبضہ کیا اب تک اُن علاقوں میں زیادہ تر قوم ترین کی قابض چلی آتی ہے۔

زمانہ جہانگیر و شاہجہان میں یہ علاقہ ہندوستان سے تعلق رکھتا تھا چنانچہ سال ۱۰۱۱ھ میں جو لشکر بادشاہی براہ ڈیرہ غازیخان و بارکھان بجانب قندھار گیا تھا اسی راستہ سے گذرا اور یہ راستہ واسطے آمدرفت قافلہ جات و افواج سرکاری مامون و محفوظ تھا۔ زمانہ احمد شاہ درانی سے یہ علاقہ تعلق قندھار کے ہو گیا چنانچہ عملداری امیر صاحب دوست محمد خان میں یہ علاقہ بشمول علاقہ سیوی کے سردار کیچی خاں درانی کو جاگیر میں ملا ہوا تھا۔ سردار موصوف کی طرف سے محمد سعید خاں بامہ زئی درانی مسکونہ کوئٹہ کے سپرد تھا مگر بباعث غلبہ مری کے نہ حکومت کی طرف سے کچھ انتظام ہو سکتا تھا نہ خود اقوام مسکونہ علاقہ مذکور بباعث نااتفاقی ایک دوسرے کے کچھ انتظام کر سکتے تھے۔ سرکار برطانیہ کی عملداری سے پہلے یہ علاقہ اکثر ویران تھا البتہ اقوام پانی زئی اور سارنگ زئی اپنے اپنے علاقے میں خاطر خواہ آبادی کر سکتے تھے۔ کیونکہ یہ دو قومیں مری کی حدودات سے دور تھیں اور قوت مقابلہ کی بھی رکھتی تھیں۔ اقوام مچیانی و چھلگری تہ بار ہو گئی تھی ایک طرف سے اقوام مری غارت کرتی دوسری طرف سے جب سردار محمد سعید خاں علاقہ میں آتا۔ وہ بھی مالیہ سرکاری لوٹ مار کر کے لے جاتا تھا۔

سال ۱۸۷۸ء میں جبکہ سرکار برطانیہ نے علاقہ سیوی پر قبضہ کیا اگرچہ معلوم تھا کہ علاقہ زوریا ہرنائی کا متعلق سیوی کے ہے مگر کچھ عرصہ کیواسطے چشم پوشی کی گئی بعد اُس کے جب سرکار کا خیال بنانے ملٹری روڈ اور لین ریلوے براہ ہرنائی و شاہرگ تا پشین مصمم ہو گیا تب اس علاقہ پر قبضہ کرنا ضروری ہوا۔ اور اسی خیال پر اول علاقہ ہرنائی و شاہرگ پر قبضہ ہوا مگر اقوام پانی زئی و سارنگ زئی جو اپنے آپ کو بڑی طاقتور قومیں سمجھتی تھیں اور اُن کے کوہستان بھی زیادہ سخت تھے۔ چنانچہ چھپر کوتل جو تمام کوہستان علاقہ بلوچستان میں مشہور دشوار گذار

ہے سرکار سے برخلاف ہوگئیں جن دنوں میں افغانستان میں لڑائی شروع تھی ان قوموں نے بشمول شاہجہان سردار کاکڑ وغیرہ کے حملہ کیا تھا۔ کپتان شاور صاحب بہادر جو براستہ پانے زئی کاکڑ بطرف کوئٹہ جاتا تھا اقوام پانے زئی کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ آخر الامر سال ۱۸۷۹ء میں خود سر رابرٹ سنڈیمن صاحب بہادر اقوام پانے زئی و سارنگ زئی پر لشکر لے گئے اسی چپر کوتل پر صاحب ممدوح کو ٹوپی پر گولی لگی تھی جو بلا کچھ نقصان کرنے کے صرف ٹوپی کو چیر کر نکل گئی تھی۔ آخر الامر اقوام پانے زئی اور سارنگ زئی نے متواتر سزا رسانی سرکار سے تنگ آکر سلام کر کے رعیت ہونا سرکار کا منظور کیا جو بعد مقرر کرنے مالیات سرکاری کے اُن کے قصور معاف ہوئے تب سے اُن سے محصول لیا جاتا ہے پہلے تحصیل ہرنائی میں تھی اب شاہرگ میں ہے پہلے مالیہ بذریعہ بٹائی جنسی وصول ہوتا تھا اب نقدی جمع بست مقرر ہوگئی ہے تعداد مالیہ وغیرہ فرد علیحدہ سے واضح ہوگی۔ چپر کوتل سے ملٹری روڈ کے علاوہ ریلوے جاری ہے جو قریب دو میل کے اُس میں دو ٹنل یعنی سوراخ بنائے گئے۔

سرکار برطانیہ کی اس قسم کی حکمت عملی اور طاقت کو دیکھ کر اس نواح کے افغان لوگ صدق دل سے سکہ سرکار کا مان گئے ہیں اور تب سے سرکار کی تابعداری اور فرمانبرداری میں ثابت قدمی سے چل رہے ہیں۔ ہر ایک قوم کو بقدر حیثیت واسطے حفاظت لین ریلوے کے نوکری بھی ملی ہوئی ہے جو اپنے اپنے چوکیات پر حاضر رہ کر خوب نوکری دے رہے ہیں زیادہ تر اقوام ذیل مخیانی۔ چھلگری و نیچی۔ سارنگ زئی۔ پانے زئی۔ دومڑ۔ تارن۔ خمیس اس علاقہ میں رہتی ہیں جو کہ تماماً افغان ہیں اونکا تواریخی حال بشمول دیگر افغانوں کے علیحدہ درج کیا جاویگا پہلے علاقہ سانگھان کا بھی شاہرگ کے ساتھ شامل تھا اب اُس سے جدا ہو کر تحصیل سیوی سے شامل کیا گیا ہے۔

عملداری سرکار میں دو بازار از سر نو آباد ہوئے ہیں۔ ہرنائی۔ شاہرگ اُن میں ہندو دکاندار اور قصباتی مسلمان و ہندو ملک پنجاب و سندھ سے آکر آباد ہوئے ہیں اور مستقل دکانات تعمیر کر کے بیٹھ گئے ہیں۔ باوجودیکہ اب زیادہ آمدرفت مسافران کی براہ بولان ریلوے کے ہے تاہم ہرنائی لین پر بھی روزمرہ آمدرفت ریلوے کی ہے۔

غوشکی المعروف زیارت جو واسطے حکام بلوچستان کے گرمائی صدر مقام ہے اس تحصیل کے علاقہ میں واقع ہے یہ مقام سبزی اور سردی و خوشنمائی میں مانند شملہ کے ہے

واضح ہو کہ اس ضلع تھل چوٹالی میں افسران ذیل۔ صاحب پولٹیکل ایجنٹ یک۔ صاحب اسسٹنٹ پولٹیکل یک۔ صاحبان اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنران دو۔ انچارج تحصیل سیوی و شاہرگ یک انچارج دوکی و بارکھان یک۔ تعنیات رہتے ہیں پولیس کا انتظام ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کوئٹہ کے ماتحت ہے حال آمدنی ضلع کا نقشہ علیحدہ سے واضح ہوگا۔ جب سے عملداری سرکار برطانیہ کی ہوئی صاحبان پولٹیکل ایجنٹ حسب ذیل ہوئے۔

آمدنی سالانہ ضلع تھل چوٹالی

مالیہ تحصیل سیوی	مالیہ تحصیل شاہرگ	مالیہ تحصیل دوکی	مالیہ تحصیل بارکھان
یک لاکھ [illegible] ۲ر۷	[illegible] ۸	[illegible] ۱۲ر۲	[illegible] ۱۲ر۷

مالیہ کوہلو	مالیہ سنجاوی
[illegible] ۱۴ر	[illegible] ۱۴ر۲

میزان سہ لاکھ [illegible] ۱۴ر۲ اس میں سے مبلغ [illegible] ۱۵ر۵ بابت ٹکس چرائی کی ہے اور باقی دو لاکھ [illegible] ۱۴ر۹ خالص مالیہ ہے۔

دیگر آمدنی بموجب ذیل ہے:۔

محصول نمک	محصول اسٹامپ	آبکاری	انکم ٹکس	رجسٹری	عدالت
[illegible] ۸ر۱۱	[illegible] ۸ر	[illegible] ۱۳ر۲	[illegible] ۲ر۸	[illegible]	[illegible] ۱۳ر۲

پولیس	محصول کہار وغیرہ
[illegible] ۱۲ر۸	[illegible] ۱۰ر

کل میزان سہ لاکھ [illegible] ۲ر۹

آمدنی میونسپلٹی سیبی [illegible] ۱۵ر۷ جس میں سے خالص چونگی [illegible] چونگی شاہرگ [illegible] ہے

فہرست صاحبان پولٹیکل ایجنٹ ضلع تھل چوٹالی

سیبی جیکب آباد

۱	کرنیل رینالڈ صاحب	۲۱ فروری ۱۸۷۷ء	۱۹ جنوری ۱۸۸۰ء
۲	لفٹنٹ جننگس صاحب	۲۰ جنوری ۱۸۸۰ء	۱۶ اگست ۱۸۸۰ء

۳	کپتان مارٹیلی صاحب	۱۷۔ اگست سنہ ۸۰	۱۱ جون سنہ ۸۲
۴	مسٹر رامزی صاحب	۱۲۔ جون سنہ ۸۲	۱۰ نومبر سنہ ۸۲
۵	کرنیل بارکلی صاحب	۱۱ نومبر سنہ ۸۲	۱۶۔ مارچ سنہ ۸۳

تحصل وہرنائی

۶	سرجن میجر ڈیوک صاحب		
۷	لفٹنٹ جننگس صاحب		

تحصل چوٹالی ایجنسی

۸	مسٹر بروس صاحب	سنہ ۱۸۸۵ء	۲۔ مئی سنہ ۱۸۸۷ء
۹	کپتان گگیسفورڈ صاحب	۲۶ جولائی سنہ ۱۸۸۶ء	۲۵۔ اکتوبر سنہ ۱۸۸۶ء
۱۰	مسٹر بروس صاحب	۲۶۔ اکتوبر سنہ ۱۸۸۶ء	۲ مئی سنہ ۱۸۸۷ء
۱۱	کپتان میکاپور صاحب	۲۔ مئی سنہ ۱۸۸۷ء	۶۔ اپریل سنہ ۱۸۹۰ء
۱۲	میجر ژیٹ صاحب	۷۔ اپریل سنہ ۱۸۹۰ء	۲۳ ستمبر سنہ ۱۸۹۱ء
۱۳	کپتان ٹمپل صاحب	۲۴ ستمبر سنہ ۹۱	۲۴۔ نومبر سنہ ۱۸۹۱ء
۱۴	میجر ژیٹ صاحب	۲۵ نومبر سنہ ۹۱	۲۰۔ اپریل سنہ ۹۲
۱۵	لفٹنٹ میکماہن صاحب	۲۱۔ اپریل سنہ ۱۸۹۲ء	۱۷۔ اپریل سنہ ۱۸۹۳ء
۱۶	کپتان میکسویل صاحب	۱۸۔ اپریل سنہ ۱۸۹۳	۱۹۔ ستمبر سنہ ۱۸۹۴ء
۱۷	کپتان شادرس صاحب	۲۰ ستمبر سنہ ۱۸۹۴ء	۳۰ نومبر سنہ ۱۸۹۴ء
۱۸	میجر میکاپور صاحب	یکم دسمبر سنہ ۹۴	۱۶ مارچ سنہ ۹۶
۱۹	مسٹر فوربس صاحب	۱۷ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء	۲۵ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء
۲۰	کرنیل گیبفورد صاحب	۲۶ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء	۱۴ مارچ سنہ ۱۸۹۸ء
۲۱	لفٹنٹ ونٹر صاحب	۱۵ مارچ سنہ ۱۸۹۸ء	۸۔ اپریل سنہ ۱۸۹۸ء
۲۲	کپتان ٹائی صاحب	۹۔ اپریل سنہ ۱۸۹۸ء	۱۵۔ مارچ سنہ ۹۹
۲۳	کپتان آرچر صاحب	۱۶ مارچ سنہ ۱۸۹۹ء	۴۔ اپریل سنہ ۱۸۹۹ء

ژوب ایجنسی

اس ایجنسی میں ژوب اور بوراڈو دو مشہور حصص ملک کے شامل ہیں لیکن بباعث رہائش مندوخیل کاکڑ علاقہ ژوب میں زیادہ مشہور تھا اسواسطے ایجنسی کا نام ژوب مشہور ہوگیا۔ اس ایجنسی کی حدودات اربعہ حسب ذیل ہیں۔ شمالاً برگ شیرانی علاقہ ڈیرہ اسمعیلخان صوبہ سرحدی کوہستان مسعود وزیری۔ غرباً اقوام ناصر وغلزی علاقہ امیر صاحب والئے قابل وقندھار۔ جنوباً علاقہ پشین وبنا ہرگ فدوکی۔ علاقہ برٹش بلوچستان۔ شرقاً علاقہ بارکھان کھتران وبزدار وقصرانی تمنات ضلع ڈیرہ غازیخان پنجاب۔ صدر مقام ایجنسی کا اپوزئی میں ہے جہاں سررابرٹ سنڈیمن صاحب بہادر نے ابتداء میں بروقت قبضہ کرنے ملک ہذا کے ایک چھوٹی پہاڑی کے اوپر بنگلہ بنایا۔ اور چھاونی قائم کی جس کا نام فورٹ سنڈیمن مشہور ہے یہ موقع اقوام مندوخیل کے بیچ اور اقوام شیرانی وکاکڑ وکپ زئی کے وسط میں واقع ہے پانی عمدہ میدان صاف آبادی خوب آب ہوا مرغوب۔ اس موقع پر ایک اچھی بازار بن گئی ہے اور راستہ آمدرفت بجانب ریلوے براہ لورالائی وہرنائی تک اور براہ کوہستان شیرانی بدرہ دہنہ سر ڈیرہ اسمعیلخاں تک بنی ہوئی ہیں۔ موجودہ زمانہ میں علاقہ ژوب پانچ تحصیل مندرجہ ذیل پر منقسم ہے۔

تحصیل اپوزئی۔ تحصیل موسےٰ خیل۔ تحصیل بوری المعروف لورالائی۔ ہندو باغ۔ تحصیل قلعہ سیف اللہ۔ علاوہ صاحب پولٹیکل ایجنٹ کے ایک یورپین اسسٹنٹ پولٹیکل ایجنٹ اور دو دیسی اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تعینات رہتے ہیں۔ ایک لیوی کورس جسمیں چند کمپنی پلٹن اور چند ترپ رسالہ شامل ہیں خاص اپوزئی میں بھرتی کیا گیا ہے۔ اُس میں کچھ حصہ پٹھانوں کا کچھ حصہ بلوچ بروہی کا ہے اور ایک یورپین ملٹری افسر کے ماتحت مثل جنگی فوج کے کام دیتا ہے۔ کارروائی مقدمات زیادہ تر جرگہ ہا بموجب رواج قوم کے ہوتی ہے۔ سالیہ سرکاری بذریعہ کبکوت یعنی تشخیص کے جنسی وصول کیا جاتا ہے۔

آمدنی خرچ سال ۹۷-۱۸۹۶ء و ۹۸ء کا بموجب کاغذات سرکاری حسب ذیل ہے۔

آمدنی	خرچ
دو لاکھ [illegible]	دو لاکھ [illegible]

خالص مالیہ

- اپر ژوب — پورے — ۸ر۵مہ
- لور ژوب — موسیٰ خیل — ۱۱ر۱مہ — ۱۰ر۳مہ
- میزان — حق نمبرواری — دو لاکھ — ۱۳ر۸مہ
- باقی — دو لاکھ — ۱۱ر۵مہ

متفرقات

- اسٹامپٹ — ۲ر
- آبکاری
- مسکرات — ۷ر۲پہ
- رجسٹری
- عدالت — ۹مہ
- پولیس — ۳مہ
- سٹیشنری — ۳مہ
- متفرقات — ۱ر۳مہ
- تعمیرات — ۷ر۵مہ

خرچ پانچ لاکھ — ۴ر۲مہ

- عملہ مال — ۲ر۹مہ
- رجسٹری
- عدالت — ۸ر
- پولیس — ۳ر۷مہ
- شفاخانہ — ۷ر۴مہ
- کنٹنجنٹ — ۱۱ر۲مہ
- متفرقات — ۱۲ر۳مہ
- اسٹامپ — ۲ر۳مہ
- ڈاک ضلع — ۸ر
- جیل — ۲ر۱۰مہ
- تعلیم
- پولیٹیکل — چار لاکھ — ۱۴ر۵مہ
- پنشن و انجام
- تعمیرات — ۹ر۱۰مہ

میزان کل دو لاکھ — ۲ر۱۱مہ

چونکہ سال مذکورہ بالا میں سے تین لاکھ روپیہ بسبب آمدنی کے خرچ زیادہ تھا ہر سال قریب تین لاکھ روپیہ سرکار کو واسطے سول انتظام کے خزانہ سے دینا پڑتا ہے فوج اور افسران کی تنخواہ علاوہ ہے یہ علاقہ ژوب کا بہ خیال آمدنی کے سرکار نے بلوچستان ایجنسی سے منسلک نہیں کیا بلکہ پولیٹیکل اور ملٹری وجوہات کے لحاظ سے قبضہ کیا ہے۔

اول اس علاقے سے چند راستہ ہائے بجانب قندھار و غزنی و کلات غلزئی نکلتے ہیں۔

بطور نمونہ ایک راستہ جو ڈیرہ اسمٰعیل خان سے قندھار تک بطور شارع عام کے ہے۔

دوسرا راستہ ڈیرہ غازیخان سے براہ تھل چوٹالی و بورے وژوب بھی اکثر قافلہ جات بوری وتھل وژوب اس راستہ سے ڈیرہ غازیخان آیا کرتے ہیں۔

ان ہر دو راستہ کی تفصیل ایک دفر علیحدہ میں شامل ہے، جس سے ظاہر ہوگا کہ چالیس روز میں قافلہ قندھار سے ڈیرہ اسمٰعیل خان میں بسہولیت پہنچ سکتا ہے۔ دویم زمانہ قدیم میں مابین ملک خراسان و ہندوستان جس طرح درہ بولان آمدرفت افواج تجارت کے واسطے مشہور تھا اُسی طرح درہ گومل بھی مشہور تھا جب تک علاقہ ژوب وشیرانی ووزیری پر سرکاری تسلط نہ ہو درہ گومل امن میں نہیں رہ سکتا چنانچہ ڈیرہ اسمٰعیل خان کی طرف سے پنجاب گورنمنٹ نے اس درہ کے امن میں رکھنے کے واسطے چند بار کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی سر رابرٹ سنڈیمن صاحب نے صرف ایک مرتبہ کوشش کی درہ گومل کھولا گیا۔ مگر جو سر رابرٹ کا دلی منشا تھا سرکار نے پورا نہ کیا یعنی اُس کا خیال تھا کہ شیرانی کا تمن سالم اُن کے ماتحت رکھا جائے لیکن سرکار نے دو حصہ میں تقسیم کر دیا۔ ایک حصہ ڈیرہ اسمٰعیل خان پنجاب کے ماتحت اور ایک حصہ ایجنسی ژوب بلوچستان کے ساتھ کر دیا صاحب موصوف چاہتا تھا کہ درہ گومل بمعہ مسعود وزیری کے توچی تک اُن کے سپرد کیا جاوے لیکن سرکار عالیہ نے علاقہ ہذا پنجاب کے ماتحت رکھا جب پنجاب کی طرف سے خاطر خواہ انتظام نہ چل سکا۔ اب تھوڑے عرصہ سے علاقہ آنزو آب اٹک پشاور سے تا ڈیرہ اسمٰعیل خان علیحدہ صوبہ قائم کر کے ایک ایجنٹ گورنر جنرل مقرر فرمایا ہے۔ دیکھا جائے کہ اس کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔

میرے خیال میں جب تک سرحدی اقوام پر کچھ حکومت نہ قائم کی جاوے یہ لوگ اپنا ہاتھ نہیں روکینگے۔

چنانچہ کاکڑ او گوکچی بلوچستان کے ساتھ مدت تک یہ حالت رہی یعنی جب تک اُن کے ملک پر سرکار نے قبضہ کر کے حکومت قائم نہیں کیا وہ لوگ راستہ ہا کو لوٹتے تھے اور سرکاری فوج پر حملہ کرتے رہے اب وہ لوگ اپنے آپ کو رعایا اور سرکار کو بادشاہ سمجھتے ہیں اور ہر کام میں سرکار کے محتاج ہیں اسواسطے اُن کو کچھ موقعہ حرکت کا نہیں رہا۔

سویم۔ براستہ ہرنائی وشاہرگ وکچھ۔ سیوی سے پشین تک پہلے سڑک بنائی گئی بعد اُس کے لین ریلوے قائم ہوئی۔ یہ راستہ افواج کاکڑ کے قریب گذرتا ہے اقوام کاکڑ نے چند بار اُس سڑک پر حملہ کیا (ایک مرتبہ بماہ مارچ ۱۸۷۹ء جبکہ نہ کوئی سڑک نہ ریل بنی تھی) بعد اختتام جنگ

اول افغانستان کی افواج سرکاری قندھار سے براہ پشین قلعہ خوشدل خاں وتھل چوٹالی بطرف ڈیرہ غازیخان پنجاب روانہ ہوئے جس پر شاہجہان خان سردار کاکڑ نے بمعہ ملکان بورے و ژوب وزورستان کے لشکر کثیر جمع کر کے حملہ کیا اور شکست کھا کر پس پا ہوا۔ مفصل حال منزلات وحالات ملک رپورٹ مشمولہ مورخہ ۱۰۔ اپریل ۱۸۷۹ء سے واضح ہوگا۔ اُس کے بعد سال ۱۸۸۱ء میں جب دوسری دفعہ افغانستان پر فوج کشی ہوئی اقوام کاکڑ نے بہ سرکردگی شاہجہان مذکور دو دفعہ پوسٹ کچہ پر حملہ کیا اور شکست کھائی۔ گویا کہ اس وقت حالت ان اقوام کی ایسی تھی کہ یہ لوگ برٹش افواج کو اپنے نزدیک آنے سے روکتے تھے اور برٹش حکومت یا افغانستان سے ایسے ڈرتے تھے کہ اُن کا نام سننا بھی پسند نہیں کرتے تھے ۱۸۸۹ء سے جبکہ ژوب پر قبضہ ہوا اور وہاں ایجنسی قائم ہوئی ضلع ہذا میں امن قائم ہے اور اب لوگ فوج لیوی اور سول میں اچھی مدد دے رہے ہیں اور امید کی جاتی ہے۔ کہ بروقت ضرورت ہمسایہ اقوام مثلاً وزیری یا غلزی وشیرانی کے ملک میں ضرورت پڑے تو ان لوگوں سے بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ بنگل خاں پسر سردار دوست محمد خاں جس کے اوپر سال ۱۸۹۰ء میں فوج کشی کی ضرورت ہوئی تھی۔ اب سرکار کا ایک خیرخواہ سردار اور ملازم بنا ہوا ہے۔

اس ایجنسی میں تمام رعایا از قوم افغاناں ہے منجملہ جس کے اقوام ذیل کاکڑ۔ سران مندوخیل ہمزہ زئی۔ موسے خیل۔ کاکڑ سینتھہ۔ شیرانی۔ زیادہ تر نامور ہیں زمانہ قدیم سے یہ اقوام خود مختار رہی ہیں کسی بادشاہ کو سوائے گورنمنٹ عالیہ برطانیہ کے اب تک مالیہ نہیں دیا۔ نہ رعیت کہلایا۔ ہے بادشاہان خراسان احمد شاہ سے تا امیر عبدالرحمان ان اقوام کو رعیت بنانے کی کوشش کرتے رہے مگر پورے طور کامیاب نہ ہوئے اس میں شک نہیں کہ سرداران کاکڑ نے گاہ گاہے بادشاہان کا سلام کیا اور خلعت ہا و روزینہ مواجب لیتے رہے گاہ گاہ مدد بھی دیتے رہے لیکن اب تک انہوں نے مالیہ کسی کو نہیں دیا تھا اور نہ رعایا کہلاتے تھے۔ برخلاف اس کے جب موقع سستی حکومت کا دیکھا تو لوٹ مار بھی کرتے رہے۔

امیر عبدالرحمان صاحب جبکہ امیر شیر علیخان سے شکست کھا کر ملک کاکرستان ہذا میں آئے تھے اُن کے ساتھ جو اقوام کاکڑ نے سلوک کیا اُس کا افسوس تا دم زیست یاد کیا کرتے تھے۔ صرف سرداران کاکڑ نہیں بلکہ سب ملکان جو ہر ایک قوم یا بستی میں بڑے مانے جاتے تھے اپنے آپ کو بادشاہ کہلاتے تھے جب پہلے اس ملک کے ساتھ کچھ تعلق ہوا اس قدر

بادشاہوں کا نام سن کر تعجب ہوا لیکن بعد اُس کے یہ لفظ معمولی ہو گیا کہ ملک یعنی نمبردار کو بادشاہ کہتے ہیں پہلے یہ لوگ بڑے شوق سے اپنے آپ کو بادشاہ کہلاتے تھے لیکن اب شرماتے ہیں سردار یا ملک اپنے واسطے بڑی عزت سمجھتے ہیں۔ عملداری سرکار انگلشیہ سے پہلے ان قوموں کا حال بھی بشمول مری و بگٹی اور وزیری و شیرانی کے لوٹ مار اور ہمسایہ قوموں سے جنگ جدل کا تھا مگر اب زمینداری و سوداگری میں لگے ہوئے ہیں سرداروں اور ملکوں کی حالت بہ نسبت سابق کے اچھی معلوم ہوتی ہے کیونکہ جیسا مشہور ہے افغان لوگ اپنے سردار یا ملک کو بہت کم مانتے ہیں اب جبکہ سرکار عالیہ کا ہاتھ سرداروں اور ملکوں کی پشت پر ہے رعایا بھی انکو بہ نسبت سابق کے اچھا مانتا ہے۔

راج بھی خوش گذران معلوم ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کی دشمنی سے فارغ البال ہو کر زراعت میں لگا ہوا ہے زمینات کافی ہیں اور سیر حاصل ہیں علاوہ کاریزات اور رودبالہ ہا کا لابانی کے بارانی ملک بھی بہت ہے جو ان دنوں میں بباعث کمی برسات کے ویران پڑا ہوا ہے اگر برسات خاطر خواہ ہوا کرے تو ملک کی پیدائش اور زمینات بہ نسبت آبادی مخلوق کے زیادہ ہے۔ باوجود خشک سالی کے بھی یہ لوگ تنگ حالت میں نہیں آئے۔

پولٹیکل افسر بعضے لوگوں کو یہ کہتا سنا ہے کہ سر رابرٹ سنڈیمن صاحب کے واسطے انتظام بلوچ و بروہی و کاکڑ و افغان کا اسواسطے سہل یعنی آسان تھا کہ قدرتاً جو اقوام بلوچستان ایجنسی کے حصہ میں آئے ہیں بہ نسبت اقوام افریدی و وزیری وغیرہ جو سرحدی صوبہ کے ماتحت ہیں نرم تر ہیں لیکن میری رائے میں جو لوگ پچھلے زمانہ کے حالات ان اقوام مری بگٹی۔ بروہی۔ افغان۔ کاکڑ۔ پانے زئی۔ وا اچک زئی و ہمزہ زئی۔ و لونی وغیرہ سے واقف ہیں وہ انصافاً قبول کرینگے کہ موجودہ زمانہ کے آفریدی و وزیری سے ان کی حالت سخت تر تھی۔

سر رابرٹ سنڈیمن صاحب کا کامیاب ہونا زیادہ تر وجہ ان کی خداداد لیاقت اور پالسی جو اس کام کے چلانے میں اُس نے اختیار کی ہوئی تھی سمجھنا چاہیئے۔ دو تین وصف اُن کے مزاج میں قدرتاً ایسے تھے کہ ہر ایک انسان میں نہیں ہو سکتے اول وہ ایسا خوش مزاج اور خوش تقریر تھا کہ پہلی ملاقات میں انسان کو اپنا کر لیتا تھا۔ دوسرا وہ قیافہ شناس ایسا تھا کہ پہلی ملاقات میں انسان کو پہچان لیتا تھا۔ کہ کس قسم کا آدمی ہے۔ تیسرا فیاض اور راست رو اول درجہ کا تھا۔ کام چلانے کی پالسی میں دو تدابیر اس نے عمدہ سوچ کر اختیار کی ہوئی تھیں۔ ایک اول کس یعنی ہر ایک قوم کے مقدمات بموجب اُن کے رواج کے قومی جرگہ سے فیصلہ کرانے دوم جو لوگ

کارکن اور بارعب معلوم ہوئے اُن کو ملازمت میں لے لیا جس سے وہ لوگ گذارہ کی طرف سے آسودہ ہو کر بجائے تکلیف دہی کے خدمت گذاری پر شامل ہو گئے اور انہی لوگوں کے ذریعہ سے دوسری قوموں پر فتح پائی صاحب بہادر فرمایا کرتے تھے کہ جس طرح سیکھے ہوئے اور پلے ہوئے ہاتھی سے اور بہت ہاتھی اور سیکھے ہوئے۔ اور پلے ہوئے تیتر سے اور بہت تیتر ہاتھ آتے ہیں اسی طرح ایک قوم کے سردار یا معتبر کو خوب سکھانے اور پرورش کرنے سے اُن کے ذریعہ اور قومیں اعتبار کرتی ہیں چنانچہ اسی طرح صاحب موصوف نے اول نواب سر امام بخش کے سی۔ آئی۔ ای۔ تمندار مزاری کو تعلیم اور پرورش دے کر اس کے ذریعہ اقوام مری و بگٹی اور بروہی وغیرہ بلوچ پر اعتبار جمایا۔ اور سرداران مری و بگٹی و بروہی کے ذریعہ سے سرداران کاکڑ وغیرہ افغان پر قبضہ پایا ہر ایک دورہ یا مہم پر صاحب موصوف ان سرداران کو ہمراہ خود رکھتے اور انہی کی معرفت نو آمد سرداروں کے ساتھ ملاقات کرتے اور نو شامل شدہ علاقہ کا ان کی صلاح سے انتظام کرتے۔ چونکہ ہمسایہ قومیں ہمیشہ ایک دوسرے کے حال سے واقف ہوتی ہیں اور ایک دوسرے کے اوپر بھروسہ کرتے ہیں اقوام مری اور بگٹی نے جب دیکھا کہ سرداران بلوچی ضلع ڈیرہ غازیخان جب سے سنڈیمن صاحب کے ماتحت ہوئے ہیں خوش گذران اور خوش اقبال رہتے ہیں اونہوں نے بھی صاحب موصوف کے ماتحت ہونا خوشی سے منظور کر لیا اسی طرح بروہی سرداران نے مری اور بگٹی کو فائدہ اُٹھاتے دیکھ کر شوق ظاہر کیا اُس سے افغانان کو ترغیب ہوئی خالی قیل و قال سے مطلب حاصل نہیں ہوتا بلکہ عمل اور فعل سے زیادہ بھروسہ ہوتا ہے اُن کے واسطے ہمسایہ قومیں اور سرداران ایک ظاہرا نمونہ موجود تھا وہ اُن کی پہلی حالت سے بھی واقف تھے جب سے سر رابرٹ سنڈیمن صاحب کا سایہ اُن کے اوپر ہوا تب سے جانتے تھے کہ کس طرح اُن کے ہر ایک امر نسبت عزت و گذارہ وغیرہ میں ترقی ہوئی ہے۔

بقول سر رابرٹ سنڈیمن صاحب کے جس طرح شکاری جانور مثلاً شیر یا باز یا بھیڑیا وغیرہ بہ نسبت دیگر جانوران کے زیادہ چالاک ہوتے ہیں اسی طرح یہ ساری قومیں بھی شکاری ہیں۔ کیونکہ ان کا گذارہ دوسرے لوگوں کی لوٹ مار پر منحصر رہا ہے اُن کے ساتھ چالاکی کی پالسی چلنا بالکل خطا ہے صرف یہ لوگ راستی اور فیاضی سے ماتحت ہو سکتے ہیں۔ اسواسطے اُن کیساتھ صاحب موصوف راستی اور فیاضی کا برتاؤ کرتے رہے۔ یہ قومیں پہلے سے خانصاحب والئے قلات

اور حاکمان قندھار بلکہ صاحبان سرحد سندھ سے سخت بے اعتبار ہو چکی تھیں اسواسطے اُن کا اعتبار بڑھانے کے واسطے غایت درجہ کی راستی اور صفائی کی پالسی چلانی پڑی جب اُن کا پورا اعتبار ہو گیا پھر یہ قومیں خود بخود سر رابرٹ کے پیچھے پھرتی تھیں سر رابرٹ اگر کچھ عرصہ اور زندہ رہتے اور سرکار وزیری کا انتظام ان کے سپرد کرتی تو کچھ شک نہیں کہ صاحب موصوف سرداران کاکڑ اور شیرانی کے ذریعہ سے اقوام مسعود پر کامیاب ہوتے۔ ہمیشہ صاحب موصوف کا خیال تھا کہ جو قومیں اُنکے ماتحت ہوئے ہیں انکو خوش گذران رکھا جاوے اور انکے ساتھ انصاف کی پالسی چلائی جاوے تانکہ ہمسایہ قومیں انکا نمونہ دیکھکر خود برٹش گورنمنٹ کے زیر سایہ آنکی خواہش کریں زبانی ہزار دفعہ سمجھانے سے ایک عمل بطور نمونہ دکھلانا زیادہ اثر رکھتا ہے اور ہمیشہ صاحب موصوف کی یہ خواہش تھی کہ لوگونکو دل سے دوست بنایا جاوے تانکہ مشکل وقت بھی دوستی بنی رہے زور کی دوستی اُس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک زور قائم ہے لیکن ہر وقت زور قائم نہیں رہ سکتا۔ انقلاب زمانہ کا ہر شاہ و گدا کے واسطے یکساں ہے۔ دور اندیشی اسی میں ہے کہ ہر حال میں دوستی قائم رہے۔ جب سے اس ملک پر قبضہ ہوا سر رابرٹ سنڈیمن صاحب بہادر نے کپتان میکور صاحب کو جو اس وقت تھل چوٹالی کے پولٹیکل ایجنٹ تھے چارج اس ایجنسی کا سپرد فرمایا بعد اُس کے جب میکور صاحب رخصت پر ولایت تشریف لے گئے۔ لفٹنٹ حال میجر میکموہن صاحب کو جو اس وقت جوڈیشل و ریونیو کمشنر بلوچستان کے ہیں تعینات فرمایا دونو صاحبان نے سر رابرٹ کی پالسی کو خوب چلایا۔ اور باوجودیکہ نازک وقت تھا انتظام خوب قائم رکھا گویا کہ ان کی قابلیت سے ایجنسی کی بنیاد قائم ہوئی خان بہادر حق نواز خاں صاحب سی۔ آئی ای۔ شروع سے تا حصول پنشن اس ایجنسی میں تعینات رہا اور اس کی خدمات قابل قدر پائی گئی ٭

تفصیل منازل از ڈیرہ اسمعیلخاں الی قندھا

نمبر شمار	نام منزل	تعداد فاصلہ	کیفیت
۱	مندی	۱۲	منزل گاہ تک سڑک جاری اور چھوٹا سا گاؤں علاقہ سرکاری میں واقعہ ہے
۲	کلاچی	۱۲	سڑک برابر کلاچی میں تحصیل سرکاری ہے۔
۳	کہنہ وکہ بط	۱۳	یہ جگہ بھی علاقہ سرکاری میں ہے چھوٹا سا گاؤں ہے سڑک برابر
۴	گومل بازار	۱۴	شرح صدر

نمبر شمار	نام منزل	تعداد فاصلہ	کیفیت
٥	گڑدادی	٨	یہ جگہ علاقہ سرکاری سے باہر واقعہ ہے کوئی گاؤں نہیں پہاڑ کے دامن بمرود گومل جاری ہے گھاس لکڑی بہت راستہ ہموار۔
٦	سپینکی کچ	١٠	اس جگہ کوئی گاؤں نہیں گردلواح اس کے وزیری لوگ بہت رہتے ہیں پانی گھاس اور لکڑی بہت ہے راستہ ہموار ہے دو جگہ پر تھوڑی تنگی ہے
٧	نیلے	١٠	منزل گاہ پر کچھ آبادی نہیں لیکن پانی گھاس لکڑی مل سکتا ہے اور میدان صاف راستہ میں کوئی تنگی نہیں البتہ قدرے سنگ ہیں وزیر لوگ کا علاقہ ہے۔
٨	غوی سڑی	١٢	راہ میں ایک جگہ اُترائی اور چڑھائی آتی ہے اس سبب رہ مشکل ہے منزل گاہ پر پانی کم وہ بھی کچھ نمکین ہے گھاس لکڑی عام علاقہ وزیری۔
٩	کبجورہ	١٥	راستہ ہموار قدرے پتھر راستہ میں آتا ہے منزل گاہ پر کچھ آبادی نہیں گردلواح میں بہت ہے پانی گھاس لکڑی بہت علاقہ وزیری ہے
١٠	پستہ کچ	١٢	راستہ ہموار پانی گھاس لکڑی بہت وزیری لوگ رہتے ہیں۔
١١	کوٹ کائی	١١	بشرح صدر
١٢	ریتی تیزی	١٢	بشرح صدر
١٣	کنجور	١٣	منزل گاہ ایک خوب میدان ہے گھاس لکڑی پانی بہت علاقہ وزیری کا ہے راستہ میں پتھر ہیں کچھ اُترائی چڑھائی ہے۔
١٤	چجپندئی	١٢	راستہ ہموار رود کے بیچ میں جانا ہوتا ہے پانی راستہ میں بہت منزل گاہ فراخ جگہ ہے گھاس لکڑی بہت آبادی کچھ نہیں علاقہ وزیری کا ہے
١٥	زیارت حسین بابا	١٣	یہ جگہ ایک فقیر کی زیارت ہے آبادی کچھ نہیں۔ لیکن علاقہ سلیمان خیلن غلزی میں ہے راستہ ہموار گھاس لکڑی پانی مل سکتا ہے۔
١٦	گومتو	١٠	مندوخیل غلجی کا علاقہ ہے منزل گاہ پر کچھ آبادی نہیں گردلواح میں آبادی بہت ہے راستہ رود میں جاتا ہے ہموار ہے پتھر بہت ہے گھاس لکڑی پانی مل سکتا ہے +

نمبر شمار	نام منزل	تعداد فاصلہ	کیفیت
۱۷	سرخوکچ	۱۰ میل	یہ بھی غلجی کا علاقہ ہے راستہ برابر رود میں جاتا ہے پانی گھاس لکڑی بہت مل سکتا ہے منزل گاہ خوب میدان ہے۔
۱۸	لکھ شہترا	۱۱ ″	بشرح صدر
۱۹	نام گانہ	۱۲ ″	ایک زیارت کسی فقیر کی ہے غلجی کا علاقہ ہے گھاس لکڑی پانی بہت ہے۔
۲۰	نخل	۱۳ ″	راستہ برابر نالہ میں جاتا ہے پانی شور ہے گھاس لکڑی تھوڑا مل سکتا ہے
۲۱	پڑی کڑیہ	۱۰ ″	راستہ برابر پانی شیریں گھاس لکڑی بکثرت مل سکتا ہے۔
۲۲	زری دگر	۱۲ ″	راستہ ہموار منزل گاہ خوب میدان پانی گھاس لکڑی برابر مل سکتا ہے
۲۳	نزوی	۱۰ ″	غلجی لوگوں کے چند گاؤں موجود پانی کاریز کا چلتا ہے صاف میدان سب چیز مل سکتی ہے۔
۲۴	توپان	۹ ″	راستہ ہموار گھاس لکڑی و پانی بہت منزلگاہ کشادہ جگہ ہے غلجی کا ملک ہے
۲۵	نلے خیل	۱۰ ″	بشرح صدر
۲۶	کاپرچہ	۱۰ ″	بشرح صدر
۲۷	سرغزئی	۱۰ ″	راستہ ہموار منزل گاہ پر آبادی کچھ گرد نواح غلجی رہتے ہیں گھاس لکڑی پانی قدرے قلیل مل سکتا ہے۔
۲۸	دروزائی	۸ ″	راستہ ہموار پانی گھاس لکڑی مل سکتا ہے غلجی
۲۹	بارگاہی	۱۰ ″	بشرح صدر
۳۰	سرخواب	۱۰ ″	سرخواب نالہ کا نام ہے پانی عام گھاس لکڑی ملتا ہے راستہ ہموار غلجی
۳۱	معروف	۱۵ ″	راستہ ہموار گھاس لکڑی مل سکتا ہے پانی عام
۳۲	شیخ زئی	۱۰ ″	علاقہ قندھار
۳۳	توغزئی	۸ ″	″
۳۴	دام	۷ ″	″
۳۵	سرغز	۸ ″	″
۳۶	تفک	۱۰	″

نمبر شمار	نام منزل	تعداد فاصلہ	کیفیت
۳۷	ترنک	۱۰	علاقہ قندھار ہے۔
۳۸	بامند	۸	"
۳۹	قندھار	۸	"

فرد راستہ ہا از ڈیرہ غازیخان تا ژوب

راستہ نمبر ۱ براہ تل چوٹالی و بورہ

نمبر شمار	نام مقام	تعداد فاصلہ	کیفیت
۱	شہر میر خان یا لنگر علاقہ تل	۱۲ میل	ڈبر کوٹ سے منزل گاہ فاصلہ ۱۲ میل ہوگا راستہ صاف علاقہ تل کا ہے پانی گھاس و لکڑی منزلگاہ پر بسیار ملیگا۔
۲	بے زور علاقہ لونی	۱۴ "	مابین راستہ کے لاکھے چینا پر پانی ہے اور پانی نہیں ہے راستہ ہموار منزل گاہ پر آبادی اقوام لونی کا ہے گھاس لکڑی پانی بہت ملیگا۔ یہ آبادی لاکھے پر ہے لاکھے نام رود کا ہے۔
۳	وڈیہ علاقہ لونی	۱۰ "	راستہ ہموار منزل کا ہے پانی بقدر گذران کافی ملیگا۔ گھاس لکڑی عام آبادی کچھ نہیں ملک لونی کا ہے۔
۴	پنڈ اول علاقہ لونی	۱۲ "	راستہ ہموار منزل گاہ پر پانی و لکڑی و گھاس کافی ملک لونی کا ہے لیکن غیر آباد ہے
۵	کجوری علاقہ موسےخیل	۱۲ "	راستہ ہموار پانی و لکڑی و گھاس تمام منزل گاہ پر
۶	لوڑی تنگ "	۱۰ "	راستہ برابر منزل گاہ پر پانی و لکڑی و گھاس بقدر ضرورت ملیگا
۷	کھل کلاں خان بارو موسےخیل	۱۲ "	منزل گاہ پر آبادی ہے گھاس لکڑی و پانی بہت ہے اور راستہ میں چھوٹی تنگی ہے اس سے گذرنا پڑیگا۔
۸	مین بازار موسےخیل	۱۲ "	یہ شہر موسےخیل کا ہے اس میں ہندو لوگ بھی وہوا وغیرہ سے آکر سوداگری کرتے ہیں۔

بازار سے بجانب بورہ

نمبر شمار	نام مقام	تعداد فاصلہ	کیفیت
۹	فریاس علاقہ موسےخیل	۱۲ "	راستہ خراب ہے کہ راستہ میں پتھر بہت ہیں پانی کی البتہ قلت ہے،

نمبر شمار	نام منزل	تعداد فاصلہ	کیفیت
۱۰	سیان علاقہ موسے خیل	۱۵ میل	راستہ واجبی ہے منزل اسواسطے زیادہ ہے کہ راستہ مین پانی نہین ہے منزل گاہ پر پانی لکڑی و گھاس بہت ہے۔
۱۱	مینحر علاقہ ہمزا زی	۱۰ رر	راستہ ہموار آبادی اقوام ہمزرائی کے ہے گھاس لکڑی و پانی کافی ملیگا۔
۱۲	تور علاقہ شینوری متعلقہ ہمزار ہے	۱۰ رر	آبادی شہوانی لوگوں کی ہے گھاس لکڑی پانی کافی
۱۳	چمن یا چھپر صوباخان علاقہ ہمزرائے	۸ رر	راستہ برابر ملک آباد گھاس و لکڑی اس جگہ سے ایک راستہ یوب کو جاتا ہے جس کا نام مہر ہے چہارم روز یوب میں پہنچ جاویگا لیکن راستہ میں تنگی ہے راستہ کچھ مشکل ہے آب بہت۔
۱۴			ایک راستہ بورہ کو جاتا ہے۔
۱۵	وہار ہمزائے علاقہ لو	۱۰ رر	ملک آباد گھاس لکڑی و پانی
۱۶	شبو زئی علاقہ بورہ	۱۲ رر	ملک آباد گھاس و لکڑی و پانی کافی ملیگا۔
۱۷	درکے علاقہ	۱۲ رر	راستہ برابر ملک آباد گھاس
۱۸	ترخے زئی۔	۱۲ رر	سرحد یوب کا ہے اس موقع کے قریب ایک تنگی ہے اس تنگی سے گذر کر آگے یوب میں داخل ہوگا یہ موقع سرحد یوب و بورہ پر ہے راستہ کا نام بھی ترخے زئی ہے۔
۱۹		۱۲ رر	راستہ میں ایک جگہ مقام ہوگا نام نہاد نہیں پانی بوقت بارش بہت ہوتا ہے۔
۲۰	یوب	۱۲ رر	یہاں سے علاقہ یوب کا شروع ہوتا ہے۔

راستہ بورہ از شہر لونی یوب

۱	ہہنہ مار	۱۲ رر	یہ موقعہ سرحد لونی اور بورہ کا ہے اسی جگہ ایک تنگی بھی ہے اسجگہ سے روانہ ہو کر بورہ میں داخل ہوگا۔
۲	وہار۔	۱۲ رر	منزل گاہ خاص بورہ میں ہے اس جگہ آبادی اور پانی گھاس بہت ہے۔

نمبر شمار	نام منزل	تعداد فاصلہ	کیفیت
۳	مرغی	۱۲ میل	یہ ایک تنگی ہے اس سے گذر کر برت خیل میں جاویگا
۴	برت خیل	۱۲ ؍؍	برت خیل مابین بورہ لاریوب کے
۵	یوب	۱۳ ؍؍	اس جگہ سے لہوڑہ علاقہ یوب شروع ہوتا ہے

فہرست صاحبان پولیٹکل ایجنٹ جو شروع تقرر ژوب ایجنسی سے اس وقت تک ضلع مذکور میں تعینات رہے

نمبر شمار	نام صاحب پولیٹکل ایجنٹ	از تاریخ		
۱	کپتان میکایودر صاحب	۲۲ جنوری سنہ ۱۸۹۰ء	۱۴ مارچ سنہ ۱۸۹۳ء	ایکسال فرلو پر تشریف لیگئے
۲	میجر زیبٹ صاحب	۱۵ مارچ سنہ ۱۸۹۳ء	یکم اپریل سنہ ۱۸۹۳ء	کشک افغانستان میں مشن مقرر ہوئے
۳	لفٹنٹ میکانگھی صاحب	یکم اپریل سنہ ۱۸۹۳ء	۱۷ اپریل سنہ ۱۸۹۳ء	علاوہ کام اسسٹنٹ پولیٹکل ایجنٹ کے بھی انچارج رہے
۴	کپتان میکموہن صاحب	۱۷ اپریل سنہ ۱۸۹۳ء	۲۱ اگست سنہ ۱۸۹۳ء	خاص ڈیوٹی پر کابل تشریف لیگئے
۵	لفٹنٹ میگانگھی صاحب	۲۲ اگست سنہ ۱۸۹۳ء	۲۴ جنوری سنہ ۱۸۹۴ء	
۶	کپتان آرچر صاحب	۲۴ جنوری سنہ ۱۸۹۴ء	۲۴ اگست سنہ ۱۸۹۶ء	رخصت پر تشریف لیگئے
۷	کپتان سپنس صاحب	۲۵ اگست سنہ ۱۸۹۶ء	۸ نومبر سنہ ۱۸۹۶ء	
۸	کپتان آرچر صاحب	۹ نومبر سنہ ۱۸۹۶ء	۲۱ دسمبر سنہ ۱۸۹۷ء	رخصت
۹	کپتان میکڈانلڈ صاحب	۲۲ دسمبر سنہ ۱۸۹۷ء	۱۸ دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء	رخصت
۱۰	کپتان شادرس صاحب	۱۸ دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء	۵ نومبر سنہ ۱۸۹۸ء	
۱۱	کپتان میکڈانلڈ صاحب	۵ نومبر سنہ ۱۸۹۸ء	یکم مئی سنہ ۱۸۹۹ء	
۱۲	کپتان شادرس صاحب	۲ مئی سنہ ۱۸۹۹ء	۲۰ نومبر سنہ ۱۸۹۹ء	
۱۳	کپتان میکڈانلڈ صاحب	۲۱ نومبر سنہ ۱۸۹۹ء	۲۸ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء	
۱۴	میجر گاڈفری صاحب	۲۹ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء	موجود ہیں	

رپورٹ کاروائی گذر نے افواج براہ متصل چوٹالی قلعہ خوشدل خان سے وٹاکری تک از جانب رائے بہادر ہتو رام سی آئی ای نیٹو اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل بخدمت جناب میجر سنڈیمن صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان

واضح ہو کہ برطبق ورود حکم سرکار درباب گذرنے افواج و ملاحظہ راہ متصل چوٹالی کے اول حضور قندھار میں تشریف لے جاکر بعد کرنے صلاح ہمراہ جناب جرنیل اسٹورٹ صاحب بہادر بندوبست گودام ہا چمن و قلعہ عبداللہ خاں و گلستان کرتے ہوئے بتاریخ ۴ مارچ ۱۸۷۹ء وارد قلعہ خوشدل خاں ہوئے۔ ۱۰ تاریخ تک قلعہ خوشدل خاں میں پہلے واسطے جمع آوری رسد جو ہر ایک فوج کے واسطے علاوہ خرچ اُن مقامات کے جو یہاں توقف ہوگا ہفتہ کی رسد خرچ راہ کیواسطے ساتھ بھی لے جانا تھا اور نمبر ۲ علاوہ دریافت اور محقق کرتے اس بات کے کہ کون راستہ گذرنے افواج کے سہل تر اور سیدھا ہے نمبر ۳ اور بخیال قریب تر پہنچ جانے افواج مقررہ کالم اول و دویم و سویم جو آرہی تھی چونکہ اطلاع دہی ملکان اور معتبران اقوام افغان جو مابین اور متصل راہ مقررہ کے رہتی تھی۔ توقف کیا چنانچہ تاریخ روانگی تک ہر چہار امورات کا خاطر خواہ سرانجام ہوگیا۔ یعنی اول بابت رسد اوس روز رسد بہ تفصیل ذیل۔ آرد [illegible] جو [illegible] بھوسہ [illegible]

لکڑی	روغن زرد	دال ہر قسم	قند سیاہ و شکر سرخ	مصری و شکر تری	چاول	نمک
[illegible]	[illegible]	[illegible] ۳۶	[illegible] ۳۸	[illegible] ۲۴	[illegible] ۳۲	[illegible] ۳۸

گودام قلعہ خوشدل خاں میں موجود ہوگئی اور کچھ بھی آمد اور خرید شروع تھی اس کام کے سرانجام پر حضور نے لونر محمد خاں ناظم کو تعینات کیا اور نرخنامہ و یادداشت واسطے واقفیت اور مدد دہی افسران افواج تحریر کرکے اوس کے ہاتھ میں دے کر ناظم کو حکم دیا کہ آخر کالم جرنیل بدلف صاحب بہادر کے ساتھ آوے ہر ایک پڑاو پر جو آگے بندوبست کیا جاویگا صاحب موصوف اور افسران افواج کو مدد دیتا آوے۔

دوئم بابت تشخیص راہ اول بموجب رپورٹ و دریافت کرنیل برونصاحب بہادر بعد میں بنر جیمس برونصاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر بلوچستان) نے ہمراہ جرنیل بدلف صاحب کے احمدون تک دورہ کیا تھا اور پیر بعد دریافت لوگوں کے راہ گذرنے افواج کا براہ کوتل چیر

اور آ و ردی کے مقرر تھا لیکن جب کپتان شاورز صاحب بہادر جو بعد میں ازدست اقوام بامی زئی مابین ورگی و کوئٹہ کے قتل ہوا تھا حسب الحکم حضور نگاند میں پہنچ کر اس کوتل کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ کوتل مذکور ایسا سخت ہے کہ اگر ایک ماہ تک اُس کے بنانے میں کوشش کیا جاوے تو بھی شتران بمعہ اسباب مشکل سے اس سے گذرینگے جس پر حضور درپے دریافت اصل ہموار اور رسید دار راہ کوتل چوٹالی کے ہوئے بموجب بیان مرگیٹ وغیرہ ملکان کاکڑ جو اس وقت کمپ حضور میں حاضر تھے اور ملاحظہ کتاب گلبہار جو کمترین نے سال ۱۸۷۱ء میں جب حضور ڈپٹی کمشنر ضلع ڈیرہ غازیخان کے تھے۔ متضمن حالات تواریخی ضلع ڈیرہ غازیخان و حالات بلوچستان تصنیف کئے تھے اُسوقت راستہ تھل چوٹالی کا حال بھی مفصل اور بہ ثبوت سندات قدیمہ مثلاً امیر خسرو کا اس راستہ سے گذرنا وغیرہ لکھا تھا یہ قرار پایا کہ تھل چوٹالی کا ہموار اور رسیدہا راہ براہ بیجڑی مومن اور ہنجن اور سنجاوی وغیرہ کے ہے۔ چنانچہ یہی راستہ حضور نے واسطے گذارنے افواج کے پسند فرما کر بند و بست جمع آوری گودام وغیرہ کا در پیش لیا۔

تیسرا فوج کالم اول کا ہمرکاب حضور کے چلنا مقرر ہوا تھا وہ شامل کمپ حضور ہو گئی اور دوسرے کالم کی افواج کل پہنچنے والی تھی اور تیسرے کالم متعاقب اور متصل اُن کے آرہی تھی۔ چوتھا سب ملکان کے نام پر جو مابین یا متصل اس راہ کے رہتے تھے پروانجات باطلاع آنے افواج سرکار بطریق دوستانہ صرف راہ گذر خراسان سے ہندوستان کو اور جمع آوری رسد ہر قسم واسطے فواید خود جو افواج صرف خوش خرید اور روپیہ نقد دیکر بیچے خرید کرینگی واسطے دلجمعی ملکان و معتبران جاری ہو کر بدست قاصدان اعتباری کے بھجوائی گئی۔ تب حضور نے بتاریخ ۱۱ مارچ ۱۸۷۹ء قلعہ خوشدل خاں سے کوچ کیا اب ہر ایک منزل کا حال روزانہ کارروائی حسب ذیل لکھی جاتی ہے۔

نمبر شمار	تاریخ	نام مقام	تعداد فاصلہ	کیفیت
۱	۱۱ مارچ ۱۸۷۹ء	شیریں کاریز	۸ میل	قلعہ خوشدل خان سے منزل گاہ تک راستہ ہموار منزلگاہ کے قریب اقوام پانی زی آباد رعایا علاقہ پشین کا ہیں

سمیان بیکر و کلی اُن کے ملک ہیں اونہوں نے پیشتر روانگی سے قلعہ خوشدل خاں حاضر ہو کر کاہ و چوب واسطے افواج دینی کی تھی اور واسطے پہنچانے ڈاک چٹھیات سرکاری کے نوکری قبول کی تھی بموجب ذیل جمعدار یک صد۔ پیادگان صد فی سر کل ماعت ملازمان

از قوم ملکان مذکور تعینات کئے گئے اور انتظام آمدرفت چٹھیات قلعہ خوشدل خاں سنے بلوزئی تک اُن کے سپرد ہوا جب حضور منزلگاہ پر پہنچے کاہ وچوب و پیادگان ملازمان بموجب اقرار مذکورہ سب موجود تھے۔

نمبر ۲ - ۱۱ - بلوزئی - ۹ میل راستہ میں ایک چھوٹا سا کوتل ہے جو بنام نگاند مشہور حسب الحکم حضور دو تین روز پہلے سے زیر نگرانی لفٹنٹ وہیل صاحب اسسٹنٹ انجنیر درست ہوچکا تھا شتران بمعہ باربرداری بلا کچھ تکلیف کے وہاں سے گذرے یہاں سے دو راستہ نکلتے ہیں ایک موضع نگاند کی طرف جو یہاں سے بجانب امدون اور چپر کوتل راہ جائیگا - دوسرا بلوزی کیطرف موضع بلوزی اور چند بستیات میدان میں واقعہ ہیں مسمیان ہنان علی محمد وغیرہ قوم پانی زئی آباد جو رعایا پشین ہیں سوار کوتل کے باقی راستہ بالکل ہموار و میدان صاف ملک لوگوں نے واسطے افواج آیندہ رسد حسب ذیل دیا۔ آرد ۶۰ من جو ۴۰ من - بھوسہ ۱۰ من - بکری ۱۱ راس گوسفندان ۱۰ راس - جو سرکار کی طرف سے خرید ہوکر گودام سرکاری بنایا گیا اور مسمی نیض محمد پانی زئی جمعدار زیر نگرانی مولاداد خان اس گودام پر تعینات ہوا اور نرخنامہ ان کے ہاتھ میں دیا گیا اور اور چوکی پیادگان جمعدار - پیادگان واسطے آمدرفت چٹھیات ڈاک و راہبری افواج معرفت ملکان مقرر کی گئی۔

نمبر ۳ - ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ عیسب کچ ۱۰ میل - سڑک ہموار میدان اور رود ہے منزلگاہ کے قریب چند خورد خورد بستیات ہیں اقوام پانی زئی اس جگہ رہتے ہیں رعایا علاقہ پشین کا ہے اس جگہ بھی حضور نے واسطے سہولیت افواج جمع آوری گودام کا بندوبست کیا چنانچہ سرانجام کرنے کے واسطے دو روز مقام کیا پیشتر روانگی حضور سے اشیا ذیل گودام میں موجود ہوچکی تھیں - آرد ۔ من جو ۔ من گھاس بھوسہ ۔ لکڑی ۔ من گوسفندان ۔ راس اور ابھی خرید ہورہی تھیں - مولاداد خاں داروغہ بولان کو حضور نے واسطے دینے رسد وغیرہ مدد دہی افواج کے اس جگہ تعینات کیا اور نرخنامہ و نوٹس واسطے دکھانے افسران افواج بخط انگریزی فارسی تحریر کر کے اُن کے ہاتھ میں دیا اور چوکی پیادگان برائے آمدرفت حساب ڈاک و رہبری افواج معرفت ملک لوگوں کے مقرر کی گئی ملک گلداد وغیرہ نے جمع آوری رسد وغیرہ میں خوب مدد دیا چنانچہ اون لوگوں کو لونگی و انعام عطا ہوا اور نیز واسطے مدد دہی آیندہ سپرد مولاداد خان ہوئی

نمبر ۴ - ۱۵ - ابیبرہ راغہ - ۱۵ میل - راستہ برابر ہموار و صاف پہلے رود میں جانا ہوتا ہے پھر

میدان ہے مگر چھوٹے چھوٹے تو دہ پہاڑ کے ہیں جو اکثر نرم مٹی کا پہاڑ ہے۔ راستہ میں جنگل بھی
بہت ہے عیسب کچ سے سات میل پر ایک بستی کودن والہ اُس سے بعد کچھ آبادی نہیں اکثر
جنگل ہاپر مُس کا ہے اسی جنگل سے بہت لکڑی لائق تعمیرات مل سکتی ہے ریل کے جلانے کیواسطے
ایک مدت کا ذخیرہ ہوگا۔ منزلگاہ پر گھاس لکڑی عام۔ کودن میں اقوام پانی زئی ومہتر زئی رہتے
ہیں منزلگاہ کے قریب تک ان لوگون کی سرحد ہے ملکان اس بستی کے نیز ایک دو معتبر بستیات
بلوزی وملیت کچھ واسطے مدد دہی حضور کے ہمراہ آئے مسمیان بختیار وخلیل وغیرہ سرداران پانی زئی
بھی سوا فیضو خان کے ہمرکاب حضور تھے۔ اسپیرہ راغہ چڑی مومن کی بنیاد پر واقعہ ہے یہاں سے
آگے سرحد اقوام سارنگ زئی براہم زئی و بادن زئی کی شروع ہوتی ہے۔ اس روز مجنہ معمولی
پارٹی کے اور چند بلوچی اور افغانی سرداران کے حضور ایڈوانس گارڈ سے پہلے موقعہ منزل پر پہنچ
گئے دیکھا گیا کہ پہاڑ چہڑی مومن پر چند لوگ مسلح جمع اور شور وغل کر رہے ہیں حضور نے اول
ملک بستی کوڈین کو جو ہمراہ تھا واسطے دریافت حال اُن کے اور آگاہ کرنے اُن کو کہ یہ افواج
صرف دوستانہ طور پر جارہی ہیں اور اگر کوئی مزاحمت نہ کریگا تو کسی کو نقصان نہ پہنچاوینگے۔
وغیرہ بھیجدیا۔ بواسطہ ملک مذکور واضح ہوا کہ یہ لوگ فرقہ جات سارنگ زئی و باون زئی وافضیل
دو ہمراہیں اور باستماع حال آمد افواج بقدر پانچ چھ سو آدمی جمع آوری کرکے اپنا راستہ قابو کیا
ہے اور آنے سے انکار کرتے ہیں تب حضور خود معہ میجر کپتن صاحب اور ایک کمپنی پلٹن و دستہ
سواران ہمراہ لے جاکر موقع پر گئے اور مفسدان کو خبر دیا کہ اگر ابھی حاضر ہوکر سلام کرتے ہیں بہتر
ورنہ انکے اوپر بجرم بند کرنے شارع عام کے حملہ ہوگا۔ تین چار ملکان لسبر کردگان اقوام مذکور نیچے
اُتر آئے اور سلام کیا اور کمپ حضور میں چلے آئے اور معذرت کیا کہ بخوف خود جو بعضے لوگوں سے
سنا تھا کہ سرکاری فوج معتبر لوگون کو قید کرکے ہمراہ لیجائیگا جمع آوری کیا تھا اب ہم مطمئن ہوئے
چنانچہ ہمراہ ہوکر اپنی سرحد سے گذار دیوینگے۔

نمبر ۵-۱۶۰۔ روشتگی۔ ۱۱ میل۔ یہاں سے چڑھائی چہری مومن کی شروع ہوتی ہے مگر کچھ مشکل
نہیں راستہ ہموار ہے اور آہستہ آہستہ پہاڑ بلند ہوتا ہے اس سبب سے چڑائی معلوم نہیں
ہوتی پہاڑ بھی اکثر نرم مٹی کا ہے معلوم ہوا کہ برف اس جگہ زیادہ پڑتی ہے ملکان باون زئی و
سارنگ زئی وغیرہ فوج کے ایڈوانس پانی کے ساتھ ہمراہ حضور تھے۔ تین چار میل کے فاصلہ
پر ایک شخص از قوم سارنگ زئی راستہ پر برہنہ تلوار ہاتھ میں لے کر کھڑا ہوگیا کہ ہم بغیر اپنے

ہونے کے اس جگہ سے گذرنے نہ دیویگا جس کو ملکان مذکورنے لبعد تھوڑی مار پیٹ کرنے کے باندھ کر پیش حضور کیا تھا۔ پھر ایک دو میل کے اوپر قریب ساٹھ نفری کے ایک ٹیلہ پر مردم پہاڑی کا مجموعہ تھا جو ننگی تلوار ہاتھ میں لے کر لڑائی کا اشارہ کرتے تھے ملکان خود ان کے پاس نہ گئے اور ان کو راستہ سے الگ کیا مگر پھر وہ لوگ قریب راستہ بفاصلہ پاؤ میل جا کر کھڑے ہو گئے خصوص ایک دفعہ بندوق بھی اُن لوگوں نے چلائی تھی واسطے تنبیہ اون لوگوں کے حضور دستہ افواج رسالہ کو بمراد گرفتاری اُن کے تعینات کیا چنانچہ دستہ رسالہ ایسی حکمت اور پوشیدگی سے گیا کہ جب تک اُن کے سر پر نہیں پہنچ گیا اُن لوگوں کو کچھ خبر نہ ہوئی مجبوراً اون لوگون نے اپ کو بمعہ اسلحہ خود افسر رسالہ کے سپردگی میں حوالہ کیا جو بطور قیدی کے کیمپ میں لائے گئے۔ منزلگاہ پر اقوام باون زئی رہتے ہیں جو ان دنوں میں بخوف آمد افواج دوسرے مقامات کو جا رہے تھی تاہم بھوسہ لکڑی و پانی بقدر ضرورت ملگیا تھا۔

نمبر ۶ - ۷ اور ۱۸ - چنجن - ۹ میل - سڑک ہموار آہستہ آہستہ اُوترائی شروع ہوئی ہے موضع چنجن کا بہ مثل دیہاتی گاؤں کے ہے اسکے متصل ایک اور گاؤں بنام گورمی ہے جو چنجن سے آبادی میں زیادہ ہے ان مواضعات میں اقوام سنجر خیل کاکڑ و افضیل و دوہڑ پٹھان رہتے ہیں پہلے یہ لوگ بہ لحاظ آمد فوج خوف سے کوچ کر گئے تھے اور جو قیدی پکڑے گئے تھے زیادہ تر ان مواضعات کے تھے لیکن جب اُن کے ملک لوگوں نے اسلام کیا قیدی بھی حضور کے ہاتھ میں تھے سب لوگ مواضعات میں واپس آکر آباد ہوئے اور رسد رسانی وغیرہ میں اونہوں نے خوب مدد دی۔ دوسرا دن بھی اس جگہ مقام ہوا۔ ملکان واسطے افواج آئندہ کے آرد جو وغلہ - لکڑی - بھوسہ - گوسفندان دینے گئے۔ اور نوکری ڈاک - رسانی و رہبری افواج

چنانچہ چوکیات بموجب ذیل تعینات کی گئی۔

بذمہ ملکان سارنگ زئی و پانی زئی و معتبران
چوکی دکان کچ — ما صہ
چوکی روشن تر — ما صہ

بذمہ برازم زئی سارنگ زئی بمقام جہر کی من

بشرح صدر
جمعدار ایک پیادگان صہ
صہ ما صہ

بذمہ باون زئی چوکی اوشنگی
ما صہ

بذمہ ملکان چنجن گورگی چوکی بمقام
ما صہ

ہر ایک ملک نے اپنی اپنی حدودات کے اندر پہنچانے چٹھیات و بھوسہ و حفاظت قافلہ جات وغیرہ بہ تجویز مذکورہ بالا اپنی ذمہ داری پر بخوشی قبول کیا تنخواہ ایام باقی ماندہ کی ان کو دی گئی واسطے ذمہ داری قیدیاں کے انہوں نے ضمانت نامہ داخل کیا تب قیدیاں رہا ہو کر سپرد ملکان کئے گئے۔ اور محمد قاسم خاں رشتہ دار حاجی خاں مرحوم سردار کاکڑ معہ نرخنامہ و نوٹس واسطے مدد دہی رسد رسانی و راہبری وغیرہ افواج پسینہ کے چنجن میں تعینات کیا گیا اور ملک انور وغیرہ دو تین معتبران از ملکان مذکور بجہت مدد دہی آئندہ کے ہمرکاب حضور ہوئے۔ ان ملکان کو بھی لونگی اور انعام معمولی دیا گیا جس سے وہ لوگ بخوبی خوش اور مطمئن ہوئے۔

نمبر ۷۔ ۱۹ آ۔ چناکی۔ ۱۱ میل۔ راستہ ہموار میدان صاف صرف تھوڑا سا پتھر ہے درمیان میں متصل راہ ایک کوہ سازگی کا آتا ہے عوام میں مشہور ہے کہ کسی زمانہ میں جس کو قریب عرصہ آٹھ نو سو سال کا ہوگا۔ کوئی حاکم اس ملک یاغستان پر حکمران تھا اس کی فوج کے لوگ اس پہاڑ کے اوپر اور نیز اس کی تہ میں جہاں ایک بڑا بھاری غار ہے جس میں صدہا اسپان سما سکتے ہیں رہتے تھے منزلگاہ پر ایک چھوٹا سا موضع ہے جس میں تیس چالیس خانجات غریب خستہ حال لوگوں کے ہیں اس کے بائیں طرف ایک اور بستی درگی کی ہے وہ اس سے زیادہ آباد ہے یہ بستیات بھی اقوام سنجر خیل کاکڑ کی ہیں ملکان نے حاضر ہو کر سلام کیا حتی الامکان جمع آوری رسد میں مدد دیا اور آئندہ افواج کے واسطے دینے رسد و گرنے نوکری ڈاک وغیرہ کا ذمہ اٹھایا۔ یہاں سے دو راستہ نکلتے ہیں ایک راہ ونیچی سنجادی کو جاتا ہے دوسرا راہ کچ سنجادی کو جاتا ہے بہ خیال اس کے کہ ونیچی ویرانہ ہے کچ کا راستہ گذران افواج کیواسطے زیادہ پسند ہوا۔ یہاں سے اندازہ غارتگری اقوام مری کا شروع ہوا کہ ایک دفعہ وہ اس بستی کو بھی غارت کر گئے تھے۔

عدد ۸۔ ۲۰۔ کچ۔ ۱۰ میل۔ سڑک خوب ہموار صرف چھوٹا سا ایک کوتل ہے مگر کچھ تکلیف نہیں صرف نام کے واسطے کوتل ہے راستہ پہلے میدان پھر رود میں ہے البتہ پنجر سے روانگی سے پہلے عبد اللہ خاں برادر زادہ حاجی خاں مرحوم سردار کاکڑ معہ چند معتبران پانی زئی وغیرہ واسطے اطلاع دہی و تسلی ملک کچ وغیرہ کے بھیجدیا گیا چنانچہ نصف راہ پر وہ لوگ ملک خدون کو لائے اور مشرف سلام کیا چنانچہ ملک مذکور نے خود راہبر ہو کر اپنے موضع میں پہنچایا ظاہر ہوا کہ مردان موضع مذکور ایک دو روز پہلے بباعث خوف آمد افواج کے

کوچ کر گئے تھے لیکن ملک کے سلام کرنے سے بعضے لوگ واپس آئے۔ اور اجناس غلہ و گھاس وغیرہ پرقیمت دیا جو مدفونہ چھوڑ گئے تھے۔ اچھا اوسط درجہ کا دیہاتی گاؤں تھا کھیت گندم کا سرسبز پایا گیا یہاں سے تین راستہ نکلتے ہیں ایک سماعلن کی طرف۔ دوسرا بورہ۔ تیسرا ایوب کی طرف۔ شام کو دو سواران از طرف مسمی غورٹ سردار اوتمان خیل وغیرہ کاکڑان۔ کاکڑان و بورہ کی طرف سے بمعہ ایک خط کے حاضر آئے۔ جس کا منشا یہ تھا کہ غورٹ وغیرہ سرداران گزر افواج سے اس رستہ پر کچھ اعتراض نہیں کرتے بلکہ خوش ہیں۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر براہ بورہ کے میجر سنڈیمن صاحب تشریف لاویں تو بھی کچھ انکار نہیں سواران مذکور کو مطالب آنے فوج وغیرہ سے خوب آگاہ کیا گیا اور جواب خط لکھا گیا کہ اس کارروائی و خیر خواہی سرداران مذکور سے میجر سنڈیمن صاحب نہایت خوش ہیں فی الحال فرصت آنے بطرف بورہ کے نہیں کیونکہ بخیال راہ راست اور ہموار کے براہ سماعلن تل چوٹیالی کو جاتے ہیں لیکن اگر سرداران مذکور واسطے ملاقات صاحب موصوف کے بمقام سنجاوی جہاں ایک دو روز ضرور مقام ہوگا آوینگے تو صاحب موصوف بہت خوش ہونگے سواران کو یہ بھی کہا گیا کہ رات سرکار کی مہمانداری پر قریب کیمپ کے ٹھیریں صبح انکو رخصت کیا جاویگا چنانچہ سوار مذکور رخصت ہو کر بستی کی طرف چلے گئے بوقت دس بجے رات مرگیٹ سنجر خیل کی معرفت جو پشین سے ہمراہ آیا تھا رپورٹ ملا کہ ملک خدودن جو بہ بہانہ لانے آرد مطلوبہ افواج کمپ سے نکل کر بستیات کی طرف گیا تھا خبر بھیجتا ہے کہ کچھ سوار و پیادہ لشکر شاہجہان کاکڑ و غورٹ و اوتمان خیل وغیرہ نے ملک مذکور کو پکڑ کے واپس کمپ کی طرف آنے سے بند کیا ہے اور وہ لوگ سرکار سے برخلاف ہیں۔ ہر چند رات کو خبرداری مناسب ہوئی مگر کچھ نشان اس بات کا ظاہر نہ ہوا اور بلکہ وہ دونو سواران بموجب میعاد صبح حاضر آئے بطریق دوستانہ سلام کیا اور جواب خط اپنے سردار کا لے کر رخصت ہوئے اُس وقت فوج بھی کوچ کر کے بجانب سنجاوی رواں تھی۔

نمبر ۹- ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ - سنجاوی - ۷ امیل - راستہ ہموار میدان صاف ہاں راہ دو تین موقعوں پر پانی مل سکتا ہے گھاس پہاڑی بھی ہے جب متصل کوہ انجرگ درہ کندیل کے پہنچے تو معلوم ہوا کہ بعضے مفسدان مسلحہ بخیال بند کرنے درہ کے پہاڑ کے اوپر نمودار ہیں اول ان کو واسطے نیچے آنے یا چھوڑنے راہ کے اطلاع ہوا۔ آخر وہاں سے ہٹ گئے مگر کچھ باقی رہ گئے تھے پھر اُن کے اوپر توپ چلایا گیا جس سے سب بھاگ گئے اور راستہ کھل گیا بغیر کسے تکلیف کے گذر ہوا متصل درہ مذکور کچھ توقف ہوا اتنے میں ملکان سماعلن و سنجاوی مسمیان ہرنج و عالم خاں وغیرہ نے حاضر ہو کر سلام کیا

اور پیشوا ہو کر منزل گاہ پر پڑے گئے لیکن جب ریر گارد نے درہ مذکور سے گذر کیا تو مفسدان نے ایک سپاہی پلٹن کا قتل کیا مفسدان سے بھی کئی مارے گئے۔ ارادہ تھا کہ ان مفسدان پر جو اوپر کوہ اغبرگ سکونت رکھتے ہیں حملہ کر کے انکو سزا دیجاوے مگر ملکان نے وعدہ دیا اور کہا کہ جو ملک سرکردہ اقوام مسکونہ کوہ مذکور کا ہے کل تک حاضر کر کے صفائی دیوینگے۔ ملک کوٹ جو سرکردہ اقوام مذکور کا تھا۔ حاضر ہوا اور حلفاً بیان کیا کہ یہ لوگ مرتکب واردات مختلف غیر قوم و غیر وطن لوگ تھے جیسا ایک سپاہی سرکار کا قتل ہوا۔ اُن لوگوں نے بھی نقصان اُٹھایا ہمارے پہلے کے لوگ شامل نہیں تھے اور آیندہ کے واسطے اس درہ کی ذمہ واری ہم اُٹھاویگا۔

بخیال کشائش راہ و جمع آوری رسد مطلوبہ افواج پسینہ یہ عذر قبول کر کے اس کو حلف دیا گیا اور معرفت ملکان اقوام دہمرط کے چار مواقع ذیل پر برائے آمدرفت ڈاک و بھوسہ و حفاظت مسافران چوکیات مقرر ہوئی۔

چوکی بیانی ماصہ	درہ کنہل متصل کوہ اغبرگ	سنجاوی	بغاد
جمعدار ایک ؏ پیادہ ۵؏ ماعہ	جمعدار ایک پیادہ ۵؏	جمعدار ایک پیادہ ۵؏	بشرح صدر

اور نیز ملکان مذکور نے اجناس ذیل آرد۔ جواری۔ بھوسہ۔ چوب۔ گوسفنداں بہ نرخ مناسب واسطے افواج پسینہ دینی کے چنانچہ مبلغ صمار پیشگی دیا گیا اور عبداللہ خاں کاکڑ و بختیار خاں و امیر خاں بانزئی بمعہ نرخنامہ و نوٹس واسطے مددہی افواج پسینہ کے بمقام سنجاوی تعینات کئے گئے اور ملکان کو خلعت اور انعام مناسب دیا گیا۔

موضع سنجاوی کا بخوبی آباد اور پہاڑی سماعلن جو قریب دو میل متصل اسکے ہے اس سے زیادہ آباد پیداوار غلگی وہاں خوب ہوتی ہے چند باغات درخت توت و زرد آلو و انار وغیرہ موجود پانی خوب جاری فوج کے رہایش کے لایق ہے۔

۱۰ ،، ۲۸ ۲ ۹۵ ۲۔ بغان ۹ میل۔ سڑک ہموار میدان پتھریلی زمین ہے صرف ایک جگہ بطور درہ کے بھی ایک تنگی ہے جب منزل پر پہنچ گئے ملکان نے خوب دل سے استقبال کیا اور ہر ایک قسم کی رسد بقیمت مناسب دینے پر مستعدی دکھائی قریب دو بجے کے ناگہاں ملکان بغان کی طرف سے حضور کو خبر ملا کہ لشکر اقوام کاکڑ و یوب او تمان خیل بورہ وغیرہ بسرکردگی شاہ جہان و عورٹ وغیرہ جمع ہو کر قریب گاؤں کے پہنچ گیا ہے پھر حضور بعد صلاح میجر کین صاحب کمان افسر

پلٹن نمبر ا فوج مناسب و کافی حفاظت کمپ کے واسطے چھوڑ کر باقی ماندہ فوج کو ہمراہ نے جا کر لشکر مفسدان سے مقابلہ کیا اور سزا اعمال کی اُن کو دی مفصل حال اس کا علحدہ رپورٹ میں درج ہو چکا ہے۔ خود دیکھنے اور پورہ دریافت کرنے سے صاف ثابت ہوا کہ تعداد لشکر سوار پیادہ کی سہ ــــ ہزار اور چہار ہزار کے درمیان تھی اور یہ فوج ہمراہی حضور کو کمتی اور پس ماندہ فوج کو واسطے مدد اُس کے آنے سے لا امید ہو کر ایسا حوصلہ کیا مگر سرکاری فوج کے سامنے کچھ بھی نہ ٹھیر سکے اور نہ اپنے ہتھیار چلانے کا کچھ ان کو موقع ملا۔ شروع لڑائی میں ان لوگوں کو بھاگنا ہی پڑا۔ دوسرے روز بھی حضور نے بمراد مرہم پٹی زخمی مفسدان اور حال معلوم کرنے لشکر مذکور وغیرہ کے مقام کیا لیکن لشکر اور سرکردگان اُن کے ایسے روپوش ہوئے کہ کچھ پتہ اُن کا نہ پایا گیا مسمی ملک خدون مسکونہ کچھ نے حاضر ہو کر بیان کیا کہ شاہجہان وغیرہ سرکردگان لشکر نہایت خوف اور پشیمانی سے واپس اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے تھے۔ جس پر حضور نے بذریعہ پروانہ شاہجہان کو اُس کی ناحق مخالفت کرنے سرکار انگریزی سے اور دیکھنے نتیجہ اعمال خود و حاضر آنے واسطے فیصلہ مقدمہ و چھوڑانے قیدیاں بشرط خواستگار ہونے عفو قصور وغیرہ کے اطلاع دیا اور بعد کرنے ایک مقام کے بغان سے کوچ کیا جو قیدیان سخت زخمی تھے ملکان بغان کو بمراد سپردگی بہ وارثان اُن کے دے گئے اور باقی اسپتال میں ہمراہ ہوئے

۱۱-۲۶ و ۲۷-۲- رہی-۱۲ میل- راستہ ہموار تھوڑا جگہ ہوتا ہے اگر سیدھا راستہ بنایا جاوے تو بالکل نزدیک ہے کمال خان وغیرہ ملکان نے جو از قوم زیبانی ترین پٹھان ہیں اور سردار اسد خاں سے بسبب ہمقوم ہونے کے کچھ متعلق ہیں حاضر ہو کر مشرف سلام ہوئے جمع آوری رسد ہر قسم کا اقرار کیا چنانچہ مبلغ صمار پیشگی اون کو دیا گیا اور جو کی پیادگان معرفت ان کے مقرر ہوئے۔ اقوام مری پہلے بوادہی سے چند لوگ پائے گئے جو اُن لوگوں کی اکثر آمد رفت اس جگہ رہی ہے چنانچہ ہمدست اُن کے حضور نے پہلے با طلاع سلامتی خود و طلب داشت مسٹر فرائرضا حب بہادر بمعہ سرداران بلوچی تحریر کی بعد کرنے ایک روزہ مقام کے وہاں سے کوچ ہوا۔ اس جگہ از جانب شاہجہان خاں وغیرہ سرداران کاکڑ جنہوں نے لشکر اُٹھا کر حملہ آوری کیا تھا عریضہ بجواب پروانہ حضور پہنچا جس میں اپنی قصور سے صاف اقبال کر کے حضور کی بے غرضانہ اور دانشمندانہ کارروائی کو تسلیم کرتے تھے۔ اور عذر کیا کہ فی الحال بباعث ناسازی طبیعت حاضری سے مجبور ہیں لیکن اگر حضور اس طرف آوے یا کوئی فوج آوے حاضر ہو کر

خدمات بجالاوینگے اور اقرار کیا کہ اس وقت سے بعد ہم لوگ تابعدار اور رعیت برٹش گورنمنٹ کے ہیں جو فرمان ہوگا تعمیل کرینگے - بجواب جس کے پھر اطلاع ہوا کہ اگر صفائی اپنی چاہتے ہیں تو بلا عذر حاضر ہو کر عذر خواہی کریں والا نہ معلوم نہیں کہ سرکار سے اُن کی نسبت کیا فرمان صادر ہوگا -

نمبر ۱۲ - ۲۸ لغایت یکم اپریل ۱۸۷۹ء - تل - ۱۴ میل - راستہ ہموار اور درست ہے اور تل و چوٹالی اس کے میدان میں ہیں جو بہت کھلا ہوا ہے زمینات اکثر لایق آباد ہیں پانی بھی بہت ہے اب بھی بہت آباد ہے لیکن بشرط امن آبادی میں بہت ترقی ہوسکتی ہے اناج گندم و جو و جواری بکثرت پیدا ہوتا ہے - چنانچہ اکثر اقوام مری علگی یہاں سے خرید کرتے ہیں اور نرخ بہ نسبت علاقہ سرکار دوگونہ سے بھی ارزاں ہے ملکان قوم شادوزی و ترین و رئیسانی حاضر ہو کر مشرف سلام ہوئے اور جمع آوری رسد میں خوب مدد دیا بلکہ شہر رمی اور تل میں قریب ۳۰ یا ۴۰ دوکاندار ہندواں رہتے ہیں واسطے نفع خود اُن لوگوں نے خود ہر قسم اجناس کا بازار لگایا اس جگہ بانتظار قریب پہنچنے افواج پسینہ اور ورود مسٹر فرائر صاحب بہادر وغیرہ چند روز توقف رہا - آخر جب معلوم ہوا کہ جرنیل بڈلف صاحب بہادر براہ بورہ روانہ ہوئے اور مسٹر فرائر صاحب پرسوں تک چوٹالی میں تشریف لانے والے ہیں تب تل سے کوچ ہوا - از طرف سردار سمندخاں لونی چند دفعہ معتبران اور پیغام اور کاغذات پہنچے جس کی مراد تھی کہ نامبردہ بمقام چوٹالی حاضر آ کر مشرف سلام ہوگا - تل میں ملکان نے واسطے فوج آیندہ اجناس عام دینے کا وعدہ کیا چنانچہ سمار پیشگی دیا گیا اور چوکی پیادگان تعینات ہوئی

نمبر ۱۳ - ۲ - کوٹ شادوزئی - ۹ میل - راستہ صاف میدان اس دن صرف بنجیال قریب پہنچے مسٹر فرائر صاحب کے چھوٹا کوچ ہوا موضع آباد تھا ہر قسم اجناس وفرت سے ملی - از طرف سمندر خان پیغام ملا - کہ ہم واسطے سلام آنے والہ تھا مگر اس طرف سے براہ بورہ افواج سرکار اور جرنیل صاحب ہمارے مسکن کے قریب پہنچ گئے اور ہم کو طلب کیا بدیں سبب حاضر ہونے سے مجبور ہو کر اُس طرف جاتا ہوں -

نمبر ۱۴ - ۳ و ۴ و ۵ - چوٹالی - ۷ میل - راستہ میں تھوڑا جنگل ہے مگر کچھ تکلیف نہیں ہوئی تھوڑی محنت سے عمدہ سڑک بن سکتی ہے موضع چوٹالی کا ایک پورانہ گاؤں ہے اور اُس میں ایک خانقاہ فقیر کی ہے جو فقیر بوقت حکومت اقوام غلزئی قندھار سے کوچ کر کے یہاں آیا تھا اور اس جگہ فوت ہوا - بہت افغان لوگ اس کے معتقد ہیں یہ موضع کسی وقت بہت آباد تھا مگر اب

بسبب نقصان رسانی مری کے اکثر غیر آباد ہو گیا ہے۔ مسٹر فرائر صاحب بہادر بمعہ سرداروں بلوچی ضلع ڈیرہ غازیخان و مقدمان مری اس جگہ داخل کیمپ ہوا ہے۔ دوسرا دن مقام کیا گیا اور چوکی پیادگان ڈاک وغیرہ معرفت ملکان چوٹالی کرم خان مقدم بجارانی مری تعینات ہوئے۔ دوسرے دن حضور خود بمعہ مسٹر فرائر صاحب و سرداران بلوچی و مقدمان مری براہ کوہستان مری جریدہ طور روانہ ہوئے اور فوج ہمراہی کو براہ درہ ہن آنے کا حکم دیا۔

نمبر ۱۵- ۶- کوہلو علاقہ مری - ۲۵ میل - راستہ میں ایک کوتل واقعہ ہے۔ جو شتران برداری کے واسطے نہایت خراب ہے بہت محنت سے درست ہو سکتا ہے اور دوسرا ایک موقع ہے۔ اس کو بہر کہتے ہیں فی الحال یہ موقع بسبب پڑا ہونے ایک پتھر کلان کے دشوار گذار تھا مگر تھوڑی محنت سے درست ہو سکتا ہے راستہ میں دو تین جگہ پر پانی جریان چشمہ کا مل سکتا ہے منزلگاہ میدان کوہلو میں تھی جہاں پانی بارانی موجود تھا مقام ہوا گھاس لکڑی عام زمین صاف علاقہ کوہلو ایک کھلا ہوا میدان ہے جس میں تین چار گاؤں اقوام زرکہان پٹھان کے آباد ہیں کسی زمانہ میں یہ زرکہان پٹھان خود مختار تھے مگر اب عرصہ دو تین سال سے اقوام مری نے بزور بازو اُن کے اوپر قبضہ کیا ہے اور اُن کو بطور کاشتکار رعایا کے اپنے زیر تحت کیا ہے اس جگہ چوکی پیادگان واسطے آمد رفت ڈاک چٹھیات کے معرفت کرم خاں بجارانی مری کے تعینات کی گئی +

نمبر ۱۶- ۷- اپریل ۱۸۷۹ء۔ لغاری بارکہان یا وٹاکری - ۲۰ میل - راستہ میں ایک کوتل پہاڑ کا ہے جو کوہ جندرائن کے اوپر سے گذرنا ہوتا ہے۔ شتران برداری کے واسطے سخت ہے مگر بنانے سے لائق گذارہ ہو سکتا ہے اور راستہ کھولا ہوا ہے منزلگاہ پر پیشتر کیمپ سرکاری موجود تھا۔ اس جگہ سے راجن پور براہ درہ چاچڑ پانچ پڑاؤ کوچ فوج کے واسطے اور ڈیرہ غازیخان براہ منہ و کلات آٹھ کوچ ہوتا ہے اور چوٹالی سے براہ درہ ہن پانچ پڑاؤ ہے۔ چنانچہ فوج اور اسباب ہمراہی حضور پانچ پڑاؤ میں آیا +

تحریر بتاریخ ۱۰- اپریل ۱۸۷۹ء

آمدنی ضلع ژوب

مالیہ تحصیل اپرژوب	مالیہ تحصیل بوری	مالیہ تحصیل لورژوب	مالیہ تحصیل موسےٰ خیل
[illegible] (۸)	[illegible] (۸/۵)	[illegible] (۱۰)	[illegible] (۱۰/۴)

دو لاکھ [illegible] (میزان) جس میں سے بابت حق نمبرداری منہا کیا گیا [illegible] باقی خالص

آمدنی مالیہ حق سرکار جو داخل خزانہ ہوا۔ دو لاکھ [illegible] (۱۳/۴)

آمدنی اسٹامپ	آمدنی آبکاری	کشات	رجسٹری	عدالت	پولس
[illegible] (۲)	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible] (۹)	[illegible] (۳)

سٹیشنری	متفرقات	تعمیرات	کل میزان	کل جملہ آمدنی
[illegible]	[illegible] (۱/۳)	[illegible] (۹)	[illegible] (۱۰)	دو لاکھ [illegible] (۵)

سالانہ خرچ ژوب ایجنسی

عملہ مال	اسٹامپ	رجسٹری	ڈاک	عدالت	جیل
[illegible] (۲/۹)	[illegible] (۲/۲)	[illegible]	[illegible] (۸)	[illegible] (۸)	[illegible] (۲/۱۰)

پولس	تعلیم	شفاخانہ	پولیٹیکل	کنٹنجنٹ	پنشن و انعام
[illegible] (۵/۳)	[illegible]	[illegible] (۲/۴)	[illegible] لاکھ [illegible] (۱۴/۵)	[illegible] (۱۱/۳)	[illegible]

متفرقات	تعمیرات
[illegible] (۱۲/۳)	[illegible] (۹/۱۰)

کل میزان ۔ پانچ لاکھ [illegible] (۴/۶)

حالات اقوام افغانستان جو خاص بلوچستان ایجنسی میں سکونت رکھتے ہیں یا جن کا بلوچستان سے تعلق رہا

واضح رہے کہ اگرچہ یہ ایجنسی بلوچستان کے نام سے مشہور ہے۔ لیکن اس ایجنسی کے ماتحت افغان قومیں بھی بمقابلہ اقوام براہوی یا بلوچ ایک دستے سے تعداد نفری یا اعزاز یا جائداد یا خصوصیت میں کم نہیں ہیں۔ مناسب ہوتا اگر ایک باب خلاصہ کتاب ہذا میں واسطے افغانوں کے مخصوص کیا جاتا لیکن چونکہ تواریخ اقوام افغانستان کے پہلے سے انگریزی وار دو میں شائع ہو چکی ہے۔ اور زیادہ قومیں ملک افغانستان سے تعلق رکھتے ہیں جس کی بابت راقم کو پوری واقفیت نہیں ہے تاہم اگر مختصر حال ان قوموں کا جو بلوچستان ایجنسی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور پورانہ تواریخی حال قوم افغانستان کا اخیر اوراق کتاب ہذا پر درج کیا جاوے تو خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ کیونکہ تواریخ بلوچستان خود بتلا رہی ہے۔ کہ بلوچستان افغانستان کی مدد سے بن گیا۔ اور مدت تک افغانستان کے ماتحت رہا۔ اور افغان قومیں خاص کلات و مستونگ و کوئٹہ میں خانصاحب والی کلات کی رعایا تھی۔ اب بھی ہیں۔ بلکہ اب برٹش بلوچستان کے باشندگان سیوی۔ تھل چوٹیالی۔ ہرنائی بعہ شاہرگ پشین بوزہی و ژوب کی اکثر افغان قومیں رعایا ہیں ہر ایک ملک اور قوم کا تواریخی حال خالی از دلچسپی نہیں ہوتا۔ بلکہ بہت مواقع پر پورانے حال سے واقف ہونا نئی کارروائی چلانے میں بڑی مدد دیتا ہے۔ اس واسطے پہلے پورانہ تواریخ اقوام افغان کے جو ایک قلمی[1] نسخہ تحریری ایک کس ملا از خاندان سرداران باروزئی سے دستیاب ہوا ہے ذیل میں نقل کرتا ہوں۔ بقولہ

باب ششم در بیان تعداد و سلسلہ افغاناں

بدانکہ حق سبحانہ تعالی از لطف عمیم خویش قیس کہ عبدالرشید اشتہار داشت و شجرۂ نسب او بسی و چہار واسطہ با فغنہ بن ارمیا و بہ سی و شش واسطہ بملک طالوت و بچہل و دو واسطے بمہتر یعقوب اسرائیل اللہ و چہل و چہار پشت بحضرت ابراہیم خلیل اللہ و شصت و سہ پشت بمہتر آدم میرسد و صاحب مجمع الانساب اسامی اجداد قیس باین وجہ تعداد میے نماید کہ قیس بن عیص بن سلول بن علتہ بن نعیم بن مرہ بن جلنہ بن اسکندر ابن رمان بن علیقن بن بہلول بن مسلم بن صلاح بن غنم بن فعلول بن تارود بن کریم

[1] اس کتاب کا نام خانجہاں مخزن افغانی پایا جاتا ہے۔

بن عمال بن خدیفہ بن مہال بن قیس بن غنیلم بن اشموئیل بن ہارون بن ممرود بن ابی بن صہیب
بن طلال بن لوی بن عامیل بن عارج بن ازبید بن مندول بن مسلم بن افغنہ بن ارمیا بن
ساروِل۔ الملقب بملک طالوت بن قیس بن عتبہ بن عیس بن ردمیل بن یہودا بن مہتر یعقوب
اسرائیل اللہ بن مہتر اسحاق بن مہتر ابراہیم خلیل اللہ بن تارخ بن اورا۔ آزر نیز گفتند بن ناحور
بن سروغ بن ساروغ بن مہتر ہود علیہ السلام بن غاہر بن صالح بن ارفخشد بن سام بن نوح
علیہ السلام بن ملک بن متوسلخ بن مہتر ادریس علیہ السلام بن یزد بن مہلائیل بن انوش بن
مہتر شیث علیہ السلام بن مہتر آدم علیہم الصلوٰۃ والسلام علیہم اجمعین از پٹھان تا مہتر آدم
علیہ السلام مجموع شصت و سہ پشت میشود۔ حق تعالی پٹھان را سہ فرزند ارشد ارجمند کرامت فرمودہ
بودند۔ فرزند نخستین را سربن۔ فرزند متوسط را تبنی و سوم را غرغشت نام نہادہ بودند۔ و از ہر یکے
اولاد و اسباط بسیار بظہور آمد۔ چنانچہ عنقریب بوضوح خواہد پیوست و بقول بعضے از مورخاں سہ صد
و نود و پنج طائفہ است ازیں جملہ سربنی یکصد و چہل و پنج خیل و تبنی یکصد و بست و پنج خیل و غرغشتی
نود و پنج خیل و متی پنجاہ و دو خیل کہ اولاد متو کہ دختر پٹھان بود و کررانی یکصد و بیست خیل است
کہ از نسل پٹھان پیدا شدہ و باسم پٹھان شہرت یافتہ و بنابر عدد فرزنداں دریں باب سہ فصل
مسطور مے گردد۔

فصل اول در ذکر اولاد سربنی۔ **فصل دوم** در ذکر اولاد تبنی **فصل سویم** در ذکر اولاد غرغشتی و
بعضے سوانح کہ بوقوع انجامیدہ در ذکر ضمن آں مذکور خواہد شد وما توفیقی الا باللہ۔ ذکر در بیان اولاد
سربنی۔ حق جل و علا سربنی ولد پٹھان را دو پسر کرامت فرمودہ و او بدیدار فرزنداں مسرور گشتہ بود
یکے را شیرجنوں و دیگر را خوشبون نام نہادند۔ فصل اول در ذکر اولاد شیرجنوں از وے پنج پسر پیدا
شدند۔ شیرانی۔ ترین۔ میانہ۔ بیرنچ اور مہر۔ اور میر پسر امیر دین ست۔ کہ فرزند پنجم شیرجنوں بود
و او بر دختر آہنگر عاشق شدہ او را در عقد نکاح خود آوردہ بود۔ از وے فرزندے پیدا شدہ نامش اورمر نہادہ
صاحب دولت شد در عالم شہرت یافت۔ نام پدرش چنداں مشہور نیست۔ ذکر در بیان شیرانی۔
نقل است کہ شیرانی دخترزادہ کاکر بود۔ چوں بسن رشد و تمیز رسید۔ مادرش ودیعت حیات سپرد۔ پدرش
زنے دیگر بخواست از وے فرزنداں متولد شدند۔ پدرش شیرجنوں خواست کہ اسم ملکی بفرزند کلاں
ایں عورت کہ نامش ترین بود۔ بدہد۔ شیرانی گفت کہ من پسر کلانم خطاب ملکی بمن سزا و ار است
دریں باب گفتگوے تمام واقع شد۔ شیرانی ازیں سبب خاطر رنجہ ساخت و پدر و برادرانش گلفت

خاطر بہم رسانیدند چوں اللہ شیرانی مردہ بود و برادران بجہت خطاب ملکی و سرداری عناد پیدا کردہ بودند شیرانی
ازیں واسطہ محنت تمام داشت وازبد سلوکی ایشاں آزار بسیار میکشید۔ کتابتے بجد مادر خود کاکر نوشت واز
حال پریشانی خود اعلام نمودہ واستدعائے نمودہ کہ آمدہ ایشاں راببرند تاازیں محنت خلاصی یابد۔ چوں کتابت
بکاکر رسید باجمعی از فرزنداں وخویشاں ہمراہ سربنی رفت ودرخانہ شیر جنون نزول کرد وسبب آمدن خود ظاہر ساخت
پدر واقربائے شیرانی ببردن او راضی نشدند۔ لغانیاں در بردن او مبالغہ تمام نمودند۔ تاسخن بدرازی کشید چوں
پدر وبرادراں شیرانی میدانستند کہ او رانخواہد گذاشت واو خود نیز در رفتن راضی است۔ از روے
شدت وغضب گفتند۔ بگذارید تا شیرانی را ببرند۔ اگر یک شیرانی نخواہد شد چہ خواہد شد۔ چنانکہ
او از ما بیزار شدہ بود۔ ما نیز از وے بیزاریم۔ پس آں جماعت شیرانی را بوطن خود آوردند وجد مادری
او در پرورش او سعی جمیلہ بتقدیم رسانیدن گرفت۔ و در غمخوارگی او کوشش میکرد۔ خویشاں واقربائے
کاکر گفتند کہ ایں رنج ومحنت در حق شیرانی ہمہ ضائع است۔ زیرا کہ چوں بکمال خواہد رسید بقبیلہ
پدر خود رفتہ سربنی خواہد گویا بند چہ ضرور است کہ بیگانہ را تربیت باید کرد۔ شیرانی گفت کہ من با خدا
عہد کردہ ام کہ تا زندہ باشم خویش را غرغشتی بگویانم وہر کس از فرزنداں ما کہ خود را سربنی گویانید
من از وے بیزار وخدا ورسول از وے بیزار باشند پس دریں باب قول وعہد کردند وخود را داخل
غرغشت ساختند وتسلی آں قوم کرد۔ چوں خاطر آں جماعت از شیرانی جمع شد۔ کاکر صبیہ پسر
خود را در حبالہ عقد شیرانی در آورد۔ اول نبیرۂ او بود۔ بعد ازاں داماد پسر او شد۔ پس کاکر اموال
وجمیع اغنیائے خود را از صامت وناطق بفرزنداں خود قسمت برابر داد۔ حق تعالیٰ در اندک مدت
شیرانی را چنداں مال وکثرت جمعیت داد کہ در وطن کاکر گنجائش نماند۔ روزے بجد خود گفت کہ
من بہمیں توجہ شما صاحب جمعیت شدہ ام وجائے بودن ندارم۔ اگر برائے وطن من مکانے
مرحمت شود۔ کمال بندہ نوازی خواہد شد۔ چوں آں زمان کشغرہ در تصرف کاکر بود ومردم برادر
پنی نام بر بالائے کوہ مذکور متوطن بودند۔ کاکر بجہت رعایت خاطر شیرانی آں کوہ را از پنی گرفتہ
بشیرانی حوالہ نمود تا وطن خود سازد۔ شیرانی بموجب عنایت جد براں کوہ وطن گرفت ونسل
پیدا شدن گرفت ونسل آورد وبزیادتی نہاد فرزنداں بسیار شدند۔ از جملہ فرزنداں میانی را کہ
خوردتریں ہمہ بود۔ بالائے کوہ کہ آنرا تخت سلیمانی گویند۔ جائے داد تا حال اولاد میانی در آنجا
متوطن اند۔ الغرض ازاں باز شیرانی خود را غرغشتی گویانید۔ ودر مجلس سلطان بہلول ایں سخن
مذکور شدہ بود۔ وچوں شیر شاہ بسلطنت رسید۔ از رائے حسین جلوانی ایں واقعہ را استفسار نمود

کہ شما از کدام قومید - ازاں حسین بعرض رسانید کہ ما از قوم غرغشتے ایم اگرچہ اول سربنی بوده ایم اما ازانجا برآمده داخل غرغشت شده ایم ازاں باز کہ شیرانی داخل غرغشت شده حق سبحانہ وتعالے شیرانی را یک فرزند رشید کرامت فرمود او را چارنام نہاد واز چار سہ پسر بوجود آمد -

دربیان احوال چار بن شیرانی - از وے سہ پسر شده بود و دوم جلوانی سیوم ہیل - دوم را چار پسر شد - ملمونی - کندری - لیکی - ہالو - ملمونی را دو پسر شد - ہارون علی - کندری را پنج پسر شد مشکل زئی - سیدوزئی - نیکبختانی - منازئی - ترالذئی ہارون را نو پسر شد ہفت اصلی و دو وصلی مورزئی - ملکیار اسماعیل زئی - بادوزئی - حیدرزئی - یعقوب زئی - میدانی بابر - میانی - عمر جلوانی را ہفت پسر شد - شش اصلی و یک وصلی کہ او را بکنی خیل گویند - سلار خیل - مروت خیل - اسپندری و مہار - کونکری - فسری - بکنی خیل را ہفت پسر شد - ایشاں را شیرانی میگویند - کپیت یعقوب - جہین - منتخیر - ابوالعزدیا ہیں - جمیم - بکنی خیل کہ پسر خوانده بود - ازو پنج پسر شد - سریانی من خیل - دوات خیل - بالو خیل - لند عمر - موسے خیل - پنسارلان - اختزانی - سیدانی ابن آدم - بابر ولد دوم را دو پسر شد - انجیر و سجر - سجر ولد بابر سہ پسر داشت - مسعود خیل - اسماعیل خیل - ابراہیم خیل - یعقوب خیل - مسعود عوزیا - ابراہیم یک پسر داشت اسمعیل یعقوب - انجیر ولد بابر میانی ولد چار ذکر -

ذکر دربیان اولاد ترین ولد شیر جنول - از ترین سہ پسر بوجود آمد یکے را کہ رنگش سیاه بود نوری نام نہادند و دیگرے را رنگش سفید بود - اسپین نام کرد و پسر سومی را او دل نامید - اولاد نوری چہار پسر شد - ملمونی - کندری - لیکی - ہالو - ملمونی را دو پسر شد - ہارون علی - کندری را پنج شد - مشکل زئی - مندوزئی - نیکبختانی - منازئی - ترالذیئی - ہارون را نہ پسر شد - ہفت اصلی و دو وصلی - نورزئی - ملکیار - اسمعیل زئی - بادوزئی - حیدرزئی - یعقوب زئی - ابابکر - کربلا - وصلی سیدوزئی وصلی - نقل است کہ ہارون ولد ملمونی مردی مفلس و پریشان حال بود - یک دختر و یک اسپ و یک بز داشت و خود ہمیشہ بشکار میرفت و صید مے آورد - اکثر اوقات خود بداں صرف میکرد در روزے بعادتِ قدیم بصید رفتہ بود - چہار کس از اولیا کے اللہ بخانۂ ہارون رسیدند و یک طفل با خود ہمراه داشتند - کہ نامش سید جمال و آثار بزرگی در ناصیۂ او پیدا بود - زوجۂ ہارون عورتے صاحب فراست عاقلہ بود - انوار ولایت از جبین ایشاں تفرس نموده لوازم احترام و تعظیم بتقدیم رسانید - و آں بز را بنظر ایشاں گذرانید - و عذر افلاس و بے بضاعتی خود معروض

معتقد اشت کہ درمیان ما و خدا ہمیں یک بزاست۔ قبول فرمائید۔ فقیراز روش و سلوک او رضا شد
گشتند و درباب قبول گردانیدن بُز عذر آوردند آں عورت صالحہ قبول نہ کرد چوں فقرا دانستند کہ
از صمیم القلب میخواہد کہ فقرا از گوشت او محفوظ شوند۔ قبول فرمودند و ذبح ساختہ گوشت او را تناول
فرمودند چوں ہارون از شکار معاودت نمودہ بخانہ آمد۔ شرائط خدمتگاری زیادہ تر آورد۔ و علی الصباح
چوں فقرا ارادۂ سفر نمودند۔ ہارون دختر داشت در نظر مردان خدا آورد و التماس نمود۔ کہ در بساط
فقر ہمیں ست قبول فرمائید۔ مردان خدا از حسن قبول و مروت ہارون بغایت خوشوقت شدہ دعائے
خیر در حق ہارون کردند و گفتند۔ از خدا خواستہ ایم۔ کہ ہفت پسر ازیں عورت صالحہ بتو ارزانی فرمائید
و ایں طفل کہ ہمراہ داریم۔ سیدزادہ است بتو دادیم۔ یک طفل دیگر در فلاں جا افتادہ است۔ او را نیز
بیا ورید۔ بفرزندی پرورش کنی۔ آں پسر را کربلا و ایں پسر را سید زئی نام کن۔ انشاءاللہ تعالے بیمن
مقدم ایں ہر دو دولت مساعد تو خواہد بود و در طائفۂ تو ترین فرزنداں تو رئیس و سردار صاحب
تمن خواہد شد۔ پس از دعا فقرا مساعد شدند۔ ہارون آں طفل را رفتہ آورد۔ کربلا نام نہاد و بدعائے فقرا
ہفت پسر دیگر از زوجہ ہارون شد۔ و دولت دنیوی مساعد گشت۔ و چوں سید جمال بحد بلاغت
و رشد رسید۔ ہارون دختر خود را بعقد حبالۂ آورد تا حال سردارے آں قوم بفرزندان ہارون متعلق
است۔ اولاد پسران ہارون ہشت پیدا شد۔ شش اصلی و دو وصلی۔ نور زئی۔ ملکیار۔ یادو زئی
اسمعیل زئی۔ یعقوب زئی۔ حیدر زئی۔ سید زئی۔ کربلا۔ آخری دو پسر وصلی۔ ابابکر چہار پسر داشت
احمد۔ ہیکل۔ ہسدیا۔ علی ولد ملونی۔ لیکی ولد تود دو پسر داشت کوک۔ یادہی۔ اسپنین ولد ترین
چہار پسر داشت ودیر۔ سلیمان قح۔ پویل۔ علی۔

ذکر در بیان اولاد میانہ ولد شیر جنوانی۔ حق تعالے میانہ را سیزدہ پسر داد۔ دوازدہ اصلی و یک
وصلی۔ کہ پسر سیدزادہ را بفرزندی کلان کردہ بود۔ غورتی۔ لورتی۔ ہکنی لت۔ سلاخ۔ چہ تت۔ اسکون
لوانی۔ رہوانی۔ تورغ۔ جعفر۔ سولات۔ خرسمین۔ سیدزادہ اشکون را دو پسر بود۔ لوانی۔ لرزئی کہتران
ولد اسکون تورغ شش پسر داشت۔ جعفر۔ حرشین۔ سور۔ سمر۔ کیکی۔ مرغی۔ زورا۔ ملبس سومتہ۔

ذکر در بیان اولاد بریچ پسر شیر جنوں۔ از بریچ دو پسر شد۔ و ادولح حسین۔ دادونح ولد بریچ
شش پسر داشت۔ شیخ تہنیت۔ ملی زئی۔ بدل زہی۔ جومان۔ شکر زئی۔ بسوکی زئی۔ حسین ولد
بیریچ پنج پسر داشت۔ بارک زئی۔ بسازئی۔ زکوری۔ مندوزئی۔ راونزئی۔

ذکر در بیان اولاد خوشبون ولد سربن۔ اللہ تعالے او را سہ پسر داد۔ کند۔ خمبد۔ کانسی۔ کند ولد

خوشبون را دو پسر شد - یکے عوزا دویم شتی - عوزا ولد کند را پنج پسر شد - دولت یار - خلیل - منوزئی زبرانه - جوکن - دولت یار ولد عوزا دو پسر داشت - مهمند - داؤدزئی - خلیل ولد عوزا سه سر داشت ساک - بارو - یعقوب - مهمند ولد دولت یار هفت پسر داشت - کالا - حسن - ملی - عمر - مندو - تیل - متی زئی - این هفت پسر از بی بی دویه خواهر شیخ ملی قتال بوجود آمدند - دولا ولد رفتند - وا از دیگرا از عورتے - خاتون نام متولد شدند - لوزوزئی - افوزی - میاره - کوکی - موسے - یعقوب - کالا - اکازئی سلارزئی - حسن - مندو - ملی - عمر - میاره چهار پسر داشت کوکی - ابوزئی - دولت - یوسف - موسلے داروزئی - ولد دولت ماره پسر داشت - ماهوا - منی - مندکی - وجه تسمیه سهدارے بران میگویند - که هر سه برادران در یکد یهه متوطن شده بودند - ماهو هشت پسر داشت - علی زئی - بی بی زئی - باکل زئی - سید خیل - بارید خیل - یونس خیل - محمد خیل - تاجو خیل - مندکی ولد داؤدزئی را سه پسر داشت - حسین - نیکو - بابوا - میگویند مندکی دو زن داشت - حسین یک مادر بود - نیکو و بابو از یک مادر بودند - چوں پدر ایشاں فوت شد - انچه مال و متاع بود - بدست حسین رسید - ازیں سبب میان ایشان دشمنی و عناد پیدا شد - هر دو خواستند - که حسین را بکشند - حسین خبر دار شده از خوابگاه برخواسته جائے دیگر خسپید - آن هر دو بجائے بستر حسین شمشیر نهاده زدند - او در انجا نبود - بوقت صباح اورا زنده یافتند شرمنده شدند - نیکو بجانب هندوستان بدر رفت و بابو بجانب رود و حسین در وطن خود ماند - شیخا ولد کند را چهار پسر بود - ترکلانی - گلیانی - عمر - یوسف زئی - گکیانی دو پسر داشت - هوتک - سپیدا - عمر ولد شیخا را یک پسر شد - اورا مندنام کردند - و دختر عم خود یوسف را خواستگاری نمود - ازاں سبب اورا یوسف زئی میگویند و دویم را مندر خوانند - مندر پسر عمر بود برادرزاده یوسف و دختر عمه خود یوسف را خواستگاری نمود - ازو چهار پسر شد - الیاس - لکو - ملی - عیلے - مندر را نیز چهار پسر شد - مند - خذر - رجبر - مامو - ازیں چهار پسر خذر بمرتبه ولایت رسیده اورا داخل چهار قطب مے دانند - منو ولد مندر را سه پسر شد - ابا - کمال - اثمان - خذر ولد مندر دو پسر داشت اکا - کنا - سدو را شش پسر بود - بهزاد - خضر - عمر - میر محمد - ابا محمد - بهزاد را دو پسر شد - علی قراقرا را یک پسر شد - که اورا کجو خان میگفتند - تمام یوسف زئی که نزد ملک نیزه میگویند در تحت حکم او بود - میگویند - که خواجه خضر با او ملاقی شده بود - و با شیرشاه سور دم مخالفت زده بود - جمند ولد خرشبون را پنج پسر شد - خویشگی - ببکنی زئی - کتانی - نوحی - محمد زئی - خویشگی ولد جمند را شش پسر بود - تورزئی - حسین - اچو - ارب - بهدی - ابراهیم - دلو یک پسر داشت اورا چبل زهی میگفتند - بمرتبه ولایت

رعیده بود۔ وحالا اولاد او بر مسند هدایت مسلم اند۔ عمر ولد کتانی دو پسر داشت۔ مولازئی۔ سهل۔ توخی ولد جمند پنج پسر داشت۔ بتی زئی۔ اچوزئی۔ منصور زئی۔ جمیل زئی۔ ماخور زئی۔ محمد زئی ولد اخند نوکانسی ولد خرشبون را دوازده پسر شد۔ محمد زئی۔ الوزئی۔ زمرانی۔ شنواری۔ کهتر۔ کوپهار۔ سلم زئی۔ تبلیغ۔ سلت۔ همتر پسر خوانده بود سیرون۔

فصل دویم در تعداد اولاد تبنی ولد بیتهان۔ حق تعالی از لبیاری زهد و ریاضت و عبادت تبنی را یک دختر و سه پسر بخشنده بود۔ پسر کلان اسمعیل بود۔ میانه اشبون۔ وخورد لجین نام بود۔ و عاجزه راستو نام بود۔ نقل است که سربنی برادر کلان مفلس بود۔ از هیچ چیز دستگاه نداشت۔ باوجود آن از سعادت فرزند محروم بود و همیشه درین آرزو بود۔ بعد از لوازم اخوت و مهربانی حقیقت حال خود را به برادر ظاهر ساخت۔ که در طلب فرزند و فراخی رزق سعی طلب بسیار دارم و میسر نمیگردد۔ شیخ تبنی میگوید گفت که تا زمانیکه یکی از فرزندان من را بخانه خود برده پرورش نخواهی کرد۔ نه در دیگدان تو آتش خواهد بود و نه در خانهٔ تو فرزند۔ سربنی گفت که من از خدا میخواهم که فرزند ترا پرورش نمایم۔ شیخ تبنی دست فرزند خود کجین گرفته حوالهٔ سربنی کرد چون کجین خورد سال بود۔ از مفارقت والدین دلگیر شده گریه کنان میرفت۔ سربنی هرچند دلاسائی او میکرد فائده نبود۔ اتفاقاً سربنی غافل وار پس شده میرفت۔ کجین از پس او گریخت و درخانه آمده در بغل مادر خود پنهان شده۔ سربنی تعاقب او کرد۔ شیخ تبنی هرچند قصد کرد۔ که او همراه سربنی برود۔ هیچ سود نه کرد۔ اسماعیل که پسر کلان بود گفت ای پدر او نادانست تا هر دو که عاقلیم از ما یکی را بفرست شیخ گفتا که تو همراه سربنی برو و خود را سربنی بگو یائی۔ اسماعیل سخن پدر بسمع قبول اصغا نموده همراه سربنی روانه شد و بمنزل عم آمد سربنی اسماعیل را بفرزندی پرورش نمودن گرفت۔ حق تعالی بیمن مقدم او سربنی را دو پسر دیگر مرحمت فرمود۔ و دولت چندان روی داد که بشرح در نگنجد۔ چون اسماعیل بسن رشد و تمیز رسید در زهد و عبادت مشغول شد۔ تاکه بمرتبه ولایت رسید۔ و مقبره شیخ اسماعیل بر کوه سلیمان است بمقام خواجه خضر واقع است۔ از دو پسر و یک دختر اولاد شیخ تبنی بظهور پیوست۔ نسل دو پسر را تبنی میگویند و نسل دختر را متی خوانند۔ حق تعالی اشبون را شش پسر روزی گردانید ابراهیم مرنائی۔ درغازی۔ عزون۔ شنخی۔ کرلعنی۔ ابراهیم را دو پسر شده یکی که صبلی بود و او را زوبانی نام کرد دیگر پسر سیدزاده را بفرزندی کلان کرده بود و او را کوهنی نام کرده بود۔ اوثانی ولد ابراهیم را دو پسر شد اوگری۔ بهمن غبل۔ اوکری را سه پسر شد۔ ملکیر۔ سهیر۔ بهند۔ بهمن ولد زوبانی را پنج پسر شد۔ یوسف

لشکری - ابوالفرح - باغی - مزیانی ولد اشبون را دو پسر شد - چاگی - دمر - چاکی ولد مزیانی را نہ پسر شد نیازی - ہرین - چاگی - سورآئی - ہمدرآئی و مرولد مزیانی را ہفت پسر بود - شاہ ملک تتاچو - چیتی ملاخیل باہی خیل - سیکری - رم دیو - درغاری - غزون ولد اشبون را شش پسر شد - سلکتے - درگی - اکنی - تاپ خیل عوری زئی - ادراک زئی -

دربیان اولاد کجین ولد شیخ زئی - از کجین سہ پسر اصلی شد - سہ خانہ زاد خود را کہ بفرزندے کلان کردہ بود - ہرسہ داخل اولاد شدند - آں صلبئی سہ کس کیتو - پشکت - کنی - دوری - خانہ زادان سہ کس بودند - تنا بو اکھنا ازین جملہ کیسو و دووری ہر دو اتفاق نمودہ تنا بور را بجانب خود گرفتند و کہنا را برادر دیگر بسللعی بطرف خود گرفت -

ذکر دربیان اولاد اسباط - و احفاد بنت متی مخفی نماند کہ درباب سلسلہ متی اختلاف بسیار است کمترین محرر ایں تواریخ خانجہان مخزن افغانی دریں باب جد و جہد و سعی بالا کلام نمودہ از کتب معتبرہ ایں فن تحقیق و تفتیش واجبی بجا آوردہ و سلسلۂ انساب متی را بریں وجہ ایراد مینماید - متحقق گردانیدہ مصنف مجمع الانساب مے آرد - کہ درزمان خلافت ولید بن عبدالملک بن حجاج بن یوسف کہ سپہ سالار او بود - لشکر بتسخیر ولایت خراساں و غورستان تعین نمودہ چوں حجاج بدیار غور رسید فی الجملہ تفرقہ دراں ملک واقع شد - جوانے از بزرگ زادان و اشرف ان دیار شاہ حسین نام بنابر تفرقہ ایام و حوادث زمانہ از وطن مالوف غربت و سفر اختیار کردہ در قبیلۂ شیخ تبنی کہ دراں نزدیکی بود رسید - و نسبت بریں وجہ مے نویسد کہ شاہ حسین ولد شاہ معز الدین ابن جمال الدین حسین ابن سلطان بہرام کہ حاکم دیار غورستان بود - او در زمان خلافت حضرت اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ بملازمت امیر بکوفہ رفت و بخدمت شریف مشرف شدہ منشور آں دیار بخط انور خاصہ امیر بنام خود آوردہ بود و سلطان بہرام دو پسر داشت - کلانش سلطان جلال الدین بود - و سلسلۂ نسبت سوری جد سیم سلطان فخر الدین محمود ابن سام غوری کہ بسلطان شہاب الدین اشتہار داشت و در ہندوستان اسلام از و شائع است و قلعۂ سیالکوٹ بنا ہاے دولت اوست و راجہ پتھورہ در محاربۂ او کشتہ شدہ باد میرسد و پسر خورد سلطان بہرام را جمال حسین نام بود - کہ جد شاہ حسین است و امور سلطنت در خاندان پسر کلان بود و نسبت سلاطین غور بضحاک بن ماران برادر زادۂ عاد بن سام بن نوح علیہ السلام منتہی مے شود - کہ بعد از جمشید بر سریر سلطنت فارس متمکن شدہ بود و سلسلۂ نسبت سلاطین غور

در تواریخ خراسان تا ضحاک مارے بریں وجہ ایراد مے نمائد۔ کہ سلطان بہرام بن بہرام بن سلطان
جلال الدین بن سلطان معزالدین بن سلطان بہرام بن فریدون بن سلطان بہمن بن سلطان
اقبال بن سلطان طغرل بن سلطان بزرگ بن جمشید تکین بن بہمن بن افراسیاب بن طہماسب
بن فریدون بن جمشید بن اسفندیار بن ظفر تکین بن داراب بن مہتال بن تور بن اسکندر بن حاتب
بن خسرو بن منذر بن اپتام بن کاوس بن زہراب بن کامیاب بن کودرزین بن سلامان بن
جمشید بن ہرمز بن قباد بن بہرام بن تناسب بن تورخ بن قربرز بن آذردشت بن ارسلان
بن ضحاک۔ بن ماران بن السن بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام۔ حاصل کلام آنکہ سلطان
بہرام کہ جد شاہ حسین بود بچہل و نہ واسطہ بماران مے رسد آوردہ اند کہ چوں فریدون بر ضحاک ظفر
یافت واو را بکوہ دماوند بسر نگوں در چاہ آویخت وحکم بقتل اولاد و اسباط ضحاک نمود ایشان
بہیچ وجہ خلاصی خود از دست فریدون ممکن ندیدند۔ لاچار از مطرح فارس کہ مستقر سریر سلطنت
سلاطین عجم بود۔ فرار نمودہ پناہ بکوہستان غور کہ محکم ترین جبال بود۔ بردند و رحل اقامت انداختند
ومتوطن شدند و پیش ازاں در دیار غور آبادانی نبود۔ اما در نواحی آں قبائیل متفرقہ از بنی اسرائیل
وافغان وغیرہ آبادان۔ فریدون سلم ونور را کہ فرزنداں او بودند بالشکر بسیار بر سر ایشاں فرستاد
کارے از پیش شاں نبردند ناامید برگشتند۔ اولاد آنہا بخاطر جمع اوقات خود مصروف داشتند چوں
در زمان اسلام سپاہ حجاج دیار غور را محاصرہ ساختند۔ بعد از محاربات شدید بصلح قرار یافت و
کمال الدین محمود۔ جلال الدین حسن را بدار السلطنت غور فرستاد۔ اکثر مردم غور متفرق شدند و شاہ
معزالدین پدر شاہ حسین بنابر تفرقہ خاطر متوجہ بہ بیت الحرام شد۔ شاہ حسین مرافقت نہ کرد۔ پریشان
قبیلۂ شیخ تبنی در آمد و در محلہ شیخ مذکور کہ سرداران قبیلہ بود بریاضت ومجاہدت وطاعت وعبادت
حق تعالےٰ اشتغال داشت۔ و در بزرگی و ریاست مشہور بود۔ نزول کرد۔ وبملازمت شیخ مشرف
شد۔ چوں آثار بزرگ زادگی وصلاح از شاہ حسین ہویدا بود۔ شیخ تبنی او را در خانۂ خود جائے
داد۔ وپرورش پدرانہ کردن گرفت۔ وخود بمعاملات دنیا کمتر مے پرداخت و در اکثر مہمات
شاہ حسین را واقف گردانید تا آنکہ جمیع کاروبار بصلاح دید او مے شد وچوں در مردم کوہستان
ستری و پردہ مانع نیست۔ نواشبون وکجین پسران شیخ تبنی شاہ حسین را برادر خود تصور میکردند
وبا کید بطریقہ یکجہتی واخلاص در میان داشتند۔ شاہ حسین در خانۂ ایشاں محرم گشت۔ وبیدغدغہ
وبے دہشت درآں خانہ آمد ورفت داشت چوں امرے از پس پردۂ غیب آشکارا شدنی

بود۔ بنابراں بارادہ خدا شاہ حسین بسبب تقاضائے جوانی وخوردسالی بصبیہ شیخ تبنی کہ متو
نام داشت الفتے تمام حاصل کرد تا کار بجائے رسیدہ کہ بے رضائے والدین سلسلہ مواصلت
را جنبانیدند۔ بعد از چندگاہ آثار حمل بظہور رسید۔ و سر ایں کار از اخفا درگذشت و برملا
افتاد۔ چوں والدہ متو ازیں امر واقف شد۔ زبان ملامت و سرزنش بدختر خود کشید۔ فاما سررشتہ
کار از دست رفتہ بود۔ بجز ازانکہ بر اصل چارہ ندید۔ صورت واقعہ را پیش پدر معلوم کرد۔ گفت پیش
ازانکہ ایں راز آشکارا شود۔ و بخویش و اقربا ظاہر گردد مناسب آنست کہ ایں دختر را بشاہ حسین
بدہیم۔ شیخ تبنی گفت کہ من از اصل و نسل او واقف نیستم۔ چگونہ بایں امر راضی شوم۔ زوجاش
گفت۔ بالفعل از روے حسن بظاہر نشان بزرگی از جبین او ہویدا است و مارا ضرورت واقع
شدہ شیخ ہم بایں امر راضی شدند۔ والدہ متو از حسین احوال حسب و نسب او استفسار نمود شاہ حسین
گفت آبا و اجداد من در ولایت غور از اشراف و بزرگان و حکام آں دیار اند۔ اگر شما سخن من باور
ندارید یک کس خود را کہ اعتبارے باشد۔ بفرستید۔ کہ از انجا تحقیق نمودہ خبرے برائے شما بیارد
ایشاں سخن او را پسندیدند و از برائے تحقیق نمودن اصل و نسب شاہ حسین۔ کانع دور را بغور
فرستادند۔ کہ میراثے ایشاں بود۔ شاہ حسین نیز مکتوبے مخفی بہ بعضے از احبا خود نوشت۔ و بکانع
سپرد۔ کانع متوجہ غور شد۔ بعد از رسیدن کماہی حالات حسب و نسب شاہ حسین تحقیق نمودہ برگشت
شاہ حسین ہر روز منتر صد و منتظر او بود ہر روز بسیر و شکار بر آمدہ سر راہ او مے استاد۔ ناگاہ روزے
کانع رسید و ملاقی شد۔ شاہ حسین پرسید خبر آوردی گفت اصالت و نسب تو تحقیق نمودم اما
بشرطے ظاہر سازم کہ حاجت و التماس مرا نیز قبول کنی۔ و آں آنست کہ دختر من مہنے نام دارد
قبول نمائے و در عقد حبالۂ خود در آری۔ شاہ حسین ازیں نوید بغایت سرور گشت و گفت چہ
مانع است۔ مصراع از دوست یک اشارت از ما بسر دویدن۔ پس کانع خاطر خود جمع کردہ در
خانہ شیخ تبنی در آمد۔ و پیش والدہ متو آمدہ ضمیر ایشاں را کہ غبار آلودہ بود بصیقل تحقیق اصالت
و بزرگی شاہ حسین پاک کرد۔ آں ضعیفہ ایں حال بشیخ تبنی ظاہر کرد۔ بعدہ بی بی متو را باو عقد
بستند۔ پس از ایام معدود فرزندے پیدا شد۔ چوں خبر بہ شیخ تبنی رسید گفت ایں فرزند حرامزادہ
است۔ در وقت بیرضائے مادر و پدر بوجود آمدہ است و از مادر زیدہ بایکدیگر اختلاط کردہ بودند
مناسب آنست۔ کہ نام او را غلزہی باید نہاد۔ و بزبان افغانی غل دزد را و زئی بسر را میگویند۔
یعنی فرزند دزدے پس ہماں نام اشتہار یافت۔ بعد از چندگاہ شاہ حسین بنا بہ عہد و قرار

دختر کاغ را برضائے شیخ تبنی بنکاح خویش در آورد۔ از وے نیز فرزندے پیدا شد۔ شیخ او را سروانی
نام نهاد۔ بعضے میگویند کہ سروانی نیز پسر متو بود۔ و این قول اصح اقوال است۔ بعد از مرور ایام حق تعالےٰ
بی بی متو را فرزند دیگر مرحمت کرد۔ و او را ابراهیم نام کردند۔ چوں در سن صغیر ازاں طفل آثار رشد و تمیز
مشاهده نمودند۔ الموار بزرگی و فراست از جبین او تفرس نمود۔ و او را لودی لقب کردند۔ وجه تسمیه لودی
آنست کہ یکسال در قبیلہ ایشاں برف بارید کہ سرما بسیار شد۔ بواسطه زیادتی سرما از بالائے کوه
کہ متوطن بودند رحلت نموده بجائے دیگر کہ برف کمتر بود۔ نزول نمودند۔ چوں موسم زمستان گذشت
و بهار در آمد۔ و نوروز شد۔ باز متوجه مسکن مالوف خود شدند۔ روزیکہ در منزل قدیم خود رسیدند
شیخ تبنی بعورت خود گفت۔ چوں طفلاں از راه رسیده اند برخیز و برائے ایشاں چند نانے گرم بپز
تا بخورند و کوفت راه برطرف شود۔ و آسوده شوند۔ آں صالحه گفت کہ همیں زماں از راه رسیده ایم
و در خانه هیچکس آتش نه شده است کہ نان بپزیم۔ شیخ گفت در تنور قدیم کہ نان مے پختند۔ بسم اللہ
گفته دست بینداز و آتش برآور۔ صالحه گفت چه استهزا میکنی شش ماه است کہ برف مے بارد
آتش تا حالا کجا مانده است۔ شیخ گفت۔ حجت چه مے آری۔ ترا باظهار و استفسار این سخن چه
کار است۔ برخیز و آنچه میگویم عمل کن۔ اگر باشد بهتر۔ و الا نه بتو نقصانے رسد۔ آں صالحه بر خاست
و بسم اللہ گویاں دست در تنور انداخت و پاره خاکستر بر داشت دید کہ اخگر هائے همچنیں روشن و تابنده اند
کہ گویا همیں ساعت آتش افروخته اند۔ تعجب نمود و پاره آرد از سناچ برآورد و خمیر کرده بنان
پختن مشغول شد۔ شیخ تبنی گفت هر نانے کہ اول پخته شود برائے من خواهید آورد۔ چوں آں
صالحه بنان پختن در آمد هر سه نواسه او چنانچه رسم اطفال است در پیش تنور جمع شدند۔ و منتظر
بودند کہ چوں ناں پخته شود۔ به پدر کلاں ببرند۔ درین اثنا نانے کہ اول پخته شد۔ جده ایشاں آں
ناں را از تنور برآورده پیش خود نهاد۔ ابراهیم پسر خورد بی بی متو از روے جلدی و تیز دستی آں ناں
را بر داشته پیش جد خود آورد و بتعظیم تمام پیش او نهاد۔ شیخ تبنی چوں جلادت و تیز دستی او
بدید بسے خورم و شادمان شد۔ و از روے ابتهاج و مسرت بر زبان شیخ گذشت کہ ابراهیم لودی
و لودی بر زبان پشتو کلاں را مے گویند و قومی همت را گویند پس او را در بغل گرفته سر و چشمیں
ببوسید۔ و آں نان را لقمه ساخته اول در دهان او نهاد۔ و در حق لودی دعائے خیر بسیار کرد۔ از آں
روز باسم لودی اشتهار یافت۔ و هر چه به نعمت و بزرگی رسید۔ ازاں لقمه کہ حضرت شیخ در دهان
او داده بود۔ هم ازاں ست۔ و بدعائے جد بزرگوار خود او را اولاد و احفاد و نعمت بسیار شد۔

وحق تعالے دریں باب نسبت سلسلہ سلطنت عالم مرحمت نمود و فرمانروائے بکرم ساخت وچوں شاہ حسین از جملہ ایں گروہ نبود بنابراں اسم نسب او دریں قبایل مذکور نہ شد و بہ اسم الوخود شہرت یافت وایشاں رامتی گویند۔ بقول بعضے ایں گروہ پنجاہ و دو خیل اند کہ باسم متی یافتہ اند۔ درینولا تعداد فرزنداں وانساب متی آغاز میکند۔ چوں فرزند رشید بی بی متو غلزئی بود۔ بنابراں اول ذکر غلزی تحریر مے کند تا رعایت بزرگی وخوردی نمودہ شود۔

ذکر دربیان اولاد غلزی ولد متی۔ حق تعالے از غلزئی سہ فرزنداں پیدا آورد۔ ابراہیم۔ لوتسر۔ بوسا ابراہیم ولد غلزئی را دو پسر شد۔ حیجب۔ سہاک۔ توسر ولد غلزئی را سہ پسر شد۔ بختو۔ ترکی۔ اندر۔ حیجب ولد ابراہیم را سیزدہ پسر پیدا شدند۔ سلیمان خیل۔ علی خیل۔ عمر خیل۔ حمر خیل۔ کاری خیل۔ ہرد کی خیل۔ درکی خیل۔ چنی۔ دبنار خیل۔ تاتو خیل۔ نیازی خیل۔ سہاک ولد ابراہیم ابن غلزئی را دو پسر شد۔ پورچی خیل۔ اسماعیل خیل۔

ذکر دربیان اولاد واسباط لودی۔ ولد متی حق سبحانہ تعالی لودی را سہ فرزند کرامت کرد نیازئے۔ سیانئے۔ دوتانی میگویند کہ دوتانے پسر خواندہ بود۔ از وسہ فرزند بوجود آمد باہی جام خاکو ازیں جملہ اولاد باہی ہستند ایشانرا باہی میگویند رتبۂ دیگر از ایشاں جدا شدہ باہی ولد نیازی وجام ولد نیازی را ہشت پسر شد۔ پندار۔ سنبل۔ خان خیل۔ دولت خیل۔ عیسے خیل علی خیل۔ مہر خیل۔ چکی۔ ایں رتبہ در ابنائے نیازی آمد۔ ہمیم سابنلی خاکو ولد نیازی را پنج پسر شد۔ عیسے۔ موسے۔ مہیار۔ اسد۔ خضر وازاسد دو پسر بوجود آمد۔ ملا۔ کندری واز ملا دو پسر بوجود آمدند۔ جام۔ سوری۔ واز جام نیز دو پسر بوجود آمدند۔ نیکو۔ بہنچن دربیان اولاد سیانے بن لودی۔ سیانے را دو پسر بوجود آمدند۔ اسمٰعیل۔ پرنکی۔ اسماعیل ولد سیانی را سہ پسر شد۔ سور لوحانے۔ مہیال سور ولد اسماعیل را چہار پسر شد۔ یونس بہیکی۔ سادو۔ ملا۔ یونس ولد سور را دو پسر شد ویک دختر محموزی ویسین ونام دختر ترکے بود۔ محمود ولد یونس ابن سور را چہار پسر شدند۔ داؤد خیل۔ دولت خیل۔ شادی خیل۔ سبرا خیل۔ داؤد بن محمود را چہار پسر شد۔ گوتے بہرام۔ موکئے۔ لوزا خیل۔ دولت ولد محمود زئی را ایک پسر شد۔ اتمان نام کرد۔ اتمان دوزن داشت۔ از زن کلان یک پسر شد۔ اورا محمد نام نہاد واز محمد اتمان سہ پسر شد۔ بہاوالدین صدرالدین۔ رکن الدین۔ بہاوالدین را ایک پسر شد۔ ابراہیم نام نہاد واز ابراہیم یک پسر شد حسن نام وحسن را ہشت پسر شد۔ از زن افغانی دو پسر شد واز خدمتگار شش پسر شد۔ فرید

نظام و سلیمان - احمد - یوسف - شادیخان - فرید بن حسن بسلطنت رسید و مخاطب شیرشاه شد بود و پسر داشت - عادلخان - اسلام خان قطب خان - رشید خاں - قاسم خاں - نظام بن حسن یک پسر داشت - عزیز خاں نام و خواهر او در عقد اسلام شاه بود - بعد از فوت اسلام شاه خواهر زادهٔ خود را کشته بادشاه شد محمد شاه عادل گشت محمد عدلی میگفتند - لوحانی ولد اسماعیل را در اصل نوخ نام بود دو زن داشت یکے را توری نام بود - و دیگرے را سهرے توری را پنج پسر شد - هما مبا - تنوا - بنج خیل - هود هماں بن توری را سه پسر شد - پس خیل - خدا خیل - یعقوب خیل میا بن توا پر امیا خیل میگویند او را دو پسر شد - ابنوث خیل - موسی خیل - کر دریا خاں بهاری مادرے سکندر را ازاں خیل بود پس خیل را دو پسر شد - دولت خیل و حسن خیل - خدا خیل را چهار پسر شد - ذکو خیل - بورا خیل - ابراهیم خیل - کوزے تتو ولد تورے را تتو خیل ولد تورے خیل هود و ولد توری -

ذکر در بیان اولاد مهیال ولد اسماعیل ابن سبانے چنیں گویند زن مهیال بے نام داشت اولاد او هم بنام مادر شهرت یافته است و ایشا نرا بی میگویند ارند ولد پر تکی را سه پسر شد - باماں بکنجے - خیصورے -

ذکر در بیان اولاد و احفاد پریکے ولد سبانے پریکے را هفت پسر شد عمره - مدی - اندر ارند - راندی ابتون ترعندی بعضے میگویند پر تکے را هفت پسر بود و نام پسر کلان او را ابراهیم بود - از ابراهیم یک پسر شد - اسحاق نام داز اسحاق دو پسر پیدا شدند خواجه و سرک از خواجه یک پسر شد عمر نام بود واز عمر دو پسر شدند - ملک شاهو و ملک یوسف عمر ولد پر تنک را دو پسر شد پس سه و احمد و بس ولد ملک شاهو اربس خیل میگویند - ملک یوسف دو زن داشت یکے از قبائل جام بود و یکے دختر کاکرانتو نام بود - از دختر جام نیازی سه پسر شد - حمد ابی - ماما اولاد ماما بچ مها اند که در بجواره متوطن اند - از ماهی خیل تاخی خیل و لبتو آهو کاکرانی را سه پسر شد - و نواب خانجهان از نسل ایشان است - و اولاد انجا شیخ محمد و عالم خاں که در روپر ساکن اند - احمد ولد ملک شاهو را سه پسر شد - ملک محمود - ملک بهرام - ملک لوچی اولاد ملک محمود در قصبه بلوت ساکن اند ایشا نرا محمود خیل میگویند - ملک بهرام را دو پسر شد الا و کالا اولاد تاحی و حیرو کم است اولاد ملک بهرام لاولد رفتند - و کالا را دو پسر شد محمود و بهلول بهلول بسلطنت رسیده بادشاه هندوستان شد اولاد ملک موچی را موخیل میگویند - اولاد ملک یوسف را

نیازی مے گویند واز دختر جام سہ پسر شد یکے نسو دیگر تاج الدین سیوم ملک
ملک سپور را چہار پسر شد۔ بہدین۔ علاؤ الدین۔ سعود غوری از ملک سمو نیز چہار پسر
شد۔ یک مادرے ویک از سمو مغلانے بمیر علی۔ مکرر الدین۔ فیروز شاہ و ستم از
مغلانے واز دختر کنی دولت خیل منوحانے بود واولاد نسو خواجہ خضری و بحرز ائسو خیل میگویند
اولاد تاج الدین را تاج خیل میگویند اولاد بہیوارا باہے خیل میگویند واولاد غوری را غوری خیل
میگویند اولاد بہدین خیل میگویند واولاد علاوالدین را علاؤ الدین و سمورا سمو خیل میگویند و
از اولاد فیروز دو پسر شد محمد خاں۔ ستار خاں اولاد محمد خاں را محمد خانی میگویند واولاد ستار خاں را
ستار خانی میگویند سرک ولد عمر پنکی را دو پسر شد یکے نور دویم سور نور ولد سرک را دو پسر شد
بوجی۔ محمود زئی سور ولد سرک را چہار پسر شد حسن زئی۔ اسحاق زئی۔ ابوسعید زئی خیل۔ سدوزئی
بوجی ولد نور را سہ پسر شد۔ احمد خیل۔ مندی خیل۔ کرائی خیل حسن را سہ پسر شد یوسف خیل و تیلی خیل
دادی خیل۔ حبیب زئی۔ سدوزئی را یک پسر شد اورا موسی زئی میگفتند محمود زئی دو پسر داشت
ذکریا خیل۔ الیف خیل۔

ذکر دربیاں اولاد سروانی۔ حق تعالے سروانی را سہ پسر کرامت فرمود۔ سونے سرپال بلے سونے
وبلے از یک مادر بودند از سونے پنج پسر بودند سہ اصلی و دو وصلی کہ فرزندے کلاں کردہ بود۔
فرزنداں اصلی ابوالفرح و ملک ایبک بوبک و فرزندان وصلی حسن خیل ہدیا از این جملہ ایبک و
بوبک را اولاً حال خالست و فرزندان حسن را حسن خیل میگویند واز ابوالفرح سہ پسر باقی مانند
بونس۔ شہباز۔ سرمر۔ یونس را دو پسر شد یوسف۔ متا۔ یوسف را دو پسر شد۔ اسماعیل و اچا۔
اسماعیل دو زن داشت نام یکے پی پی نام دویم مالنو بود از مالنو دو فرزند شد۔ لونزئی۔ مچازئی
از بی بی سہ پسر شد۔ ہندو۔ التوائی۔ سام۔ از ہندو واز استنواری ہونی را چہار پسر شد۔
الپک۔ احمدک۔ الک۔ سام را سہ پسر شد۔ متا۔ مہندی۔ ہوتی۔ ابوالفرح را یک پسر شد۔
اورا خضر نام نہاد از خضر شش پسر شد۔ چہار اصلی و دو وصلی۔ التوت۔ سنبر۔ چہازی۔
زکوزئی۔ دو وصلی رستم۔ ماہزئی۔

ذکر در بیان احوال سرمر بن ابوالفرح و در بیان سرپال ولد سروانی را دو را سہ پسر بوجود
آمد۔ جعفری۔ احمد سوری سوری ولد سرپال را سہ پسر شد کگبور سہار تالب۔ کگبور را شش پسر
شد۔ ابراہیم سیدو۔ پوپی۔ الوش۔ سلکت و ملانا۔ ابراہیم را سہ پسر شد۔ محمود زئی۔ ہارون

کزوی محمود را یک پسر شد موسے نام کرد۔ موسے را سہ فرزند شد اچوا۔ اکو۔ احمد۔ لکبور را سہ فرزند
شد۔ ہدیا محمود۔ سلیمان۔ رانا شیخ سلیمان رانا را سہ پسر شد و یک دختر شیخ محمود حاجی شیخ
نلہی قتال۔ شیخ حسن میر میت نام دختر بلی پی دویہ شیخ نلہی قتال را دو پسر شد۔ شیخ علی شہباز
شیخ بایزید دریا شیخ علی شہباز را یک پسر شد او را شیخ احمد زندہ پیر میگویند و از شیخ احمد زندہ پیر
چہار پسر شدند صدر جہان۔ شاہ سکندر۔ شیخ خواجہ۔ علی شیر و برخے از احوال صدر جہان پالسری
مشائخ طائفہ سروربنیہ در خاتمہ ایں کتاب مسطور خواہد شد۔ حق تعالے بخیریت اختتام کند۔

فصل چہارم در بیان احوال غرغشتے ولد قیس عبدالرشید چنین آوردہ اند کہ خداے تعالے
غرغشتے را از کرم خود سہ فرزند مرحمت فرمود دانی۔ پانی۔ مندو +

ذکر در بیان اولاد دانی۔ از دانی چہار پسر بوجود آمدند۔ کاکر۔ ناغر۔ دادی۔ پنی از کاکر بیست و چہار
پسر شدند۔ از انجملہ ہژدہ پسر صلبے بود۔ و شش پسر دیگر از مردم افغاناں بفرزندی کلان کردہ بودند
در قسمت و میراث املاک برابر بودند و ہیچ فرق نداشت۔ فرزنداں صلبے ہژدہ تفرق۔ جدرام
سبراؤ۔ زنفور زئی۔ چرمی۔ سپیدار۔ کرانو۔ فرملی۔ عثی۔ ترغزی۔ موسی زئی۔ ماتو۔ یونس خیل۔ سلم خیل
ارمی خیل۔ جلال خیل۔ مکرانی۔ اینچ و شش پسر خواندہ خستن۔ مرتیین۔ سرکری۔ تنبر۔ تارن گویند۔
سیدزادہ بود فرزنداں وصلی کاکر کہ پسر خواندہ بود۔ مرملی۔ تارن۔ ببر۔ چرمی۔ پیاسہ۔ کرکرانی۔
تفرق ولد کاکر گویند چہار پسر داشت۔ یونس خیل۔ سالار خیل۔ سوندن۔ سنجر الملقب سنجر را کہ میران
میگفتند دوازدہ پسر داشت۔ علی خیل۔ لدنی خیل۔ برف۔ ہرم۔ زئی۔ اتمان خیل۔ دولی۔ جدرام
ولد کاکر دو پسر داشت۔ ابابکر۔ حسنے۔ ابابکر را یک پسر شد الیاس نام و الیاس را چہار پسر شد
اوم۔ لتام۔ عمر۔ حسنی۔ و حسنی ولد ابابکر را سہ پسر شد۔ یوسف۔ تپی۔ عیلے۔ علی ولد سران چہار پسر
داشت۔ شادزائی۔ سیر زئی۔ عورزی۔ حدرزئی۔ ازپی خیل ولد سران چہار پسر داشت حسن
یسن۔ شمس الدین۔ سمعون لاولد رفت۔ ترغری ولد کاکر دو پسر داشت یک یعقوب و دوم
دولت و یعقوب و ترغری دو پسر داشت یک بارک دوم سورک۔ سرا ولد کاکر چہار پسر داشت
شادی زئی۔ انکو زئی۔ فاطمہ زئی۔ انوزئی۔ زنفوزئی ولد کاکر ہشت پسر داشت۔ شادی خیل
باچو خیل۔ ایوب خیل۔ تاچوزئی۔ مندی زئی۔ مما خیل۔ ممازی۔ ستک۔

در بیان اولاد فرزنداں وصلی کاکر چرمی۔ فرملی۔ کرکرانو۔ بزہ پلار تارن۔ تارن را یک پسر
شد خواجہ کری نام کرد۔ او پنج پسر داشت از انجملہ یک وصلی و چہار اصلی ہنکالوں۔ اولن

ابراہیم۔لوزا۔اسماعیل پسر خوانده بود۔کرسی سید طاہر الملقب تارن که کاکر بفرزندی کلان کرده چنان ایراد مے نمائد۔تارن ولد سید ناصر الدین بن سید علاء الدین بن سید قطب بن سید داؤد بن سید سلطان کبر بن شمس الدین بن سید احمد بن سید علی رضا بن حسن بن سید محمد بن سید جراؤ بن سید علی رضائے بن امام موسے کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن زین العابدین بن امام حسین شہید کربلائی ابن علی ابن ابی طالب کرم اللہ و رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین۔

ذکر در بیان اولاد ناغر بن دانی ولد غرعشتے۔بدانکہ از ناغر دو پسر شد۔یونس۔دومن۔یونس راششں پسر شد۔ملکت۔حاصو۔منزو۔چندرا۔سلیئے۔اندک دومن راششں پسر شد۔ترک سلاچ۔عبدالرحمن۔پہرند۔نت۔

ذکر در بیان اولاد داور ولد دانی۔دادی را سه پسر بوجود آمد۔دو اصلی و یک وصلی در حمرا۔وآنکه وصلیت خوندی نام بود۔سید زاده بود۔کرسی او چنین بیان مے نماید که خوندی ابن ابو محمد ابن سید علی ابن سید جعفر ابن موسے ابن ابراہیم اصغر ابن موسے کاظم ابن جعفر صادق ابن محمد باقر ابن زین العابدین ابن امام حسین شہید کربلائی ابن علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اخوندی ولد دادی چهار پسر داشت۔الملقب لحمندی موسے۔علی۔سکندر۔بلیل میگویند که در حیات دانی ولد غرعشتی دادی که پسر خوردش بود بجہت خرید اسپان بقندھار رفته بود و چند روز در انجا اقامت کرد۔زنے با کمال عصمت با پسر سید حسن نام از ولایت خجند در رسید۔دادی از آمدن آن استفسار نمود که از کجا آمدی و کجا میروی۔زن گفت از خجند آمده ام واین پسر سید زاده است در آن دیار در خجند قحط واقع شده میخواهم که خود را پیش خواهر کلان که در ملتان است برسانم اما از راه ملاحظه دارم۔دادی گفتا۔اے عورت خاطر جمع دار که انشاء اللہ تعالے نزد خواہر تو خواہم رسانید۔بعد از خریدن اسپان دادی آن صالحه را پیش خواہر کلانش بملتان برد۔خواہر کلاں آں عورت بر خواہر خود را گفت تو جوان ہستی۔بہتر آنست۔که تو کدخدائی شوئی در عقد نکاح جوانے در آئی و از مشقت و محنت خلاص شوی۔گفت اگر رضائے تو ہمچنیں است قبول دارم گفت اے خواہر این مرد جوان که ترا آورده بہتر است۔که در نکاح ہمیں جواں در آئی۔ہمچناں کرده در نکاح دادی در آمد دادی بوطن خود مراجعت نمود این پسر حسن که ہمراه داشت۔خیلے گستاخ بود و شیوۂ دزدی پیش گرفت رفته رفته پیش مردم غرعشتیان قرار یافت بعد از مدت مدید توبه نصوح دامن گیر حسن شد از والدۂ خود رخصت

گرفته پیش حضرت غوث العالم شیخ بهاؤالدین زکریا قدس الله سره العزیز رفته حلقه بندگی در گوش کرده مرید شد۔ مدتے در خدمت گذرانید شخصے در خواجه حسن نام از بصره بود او مدت طویل در خدمت قیام داشت ۔ روزے خواجه حسن بصری عرض نمود یا حضرت پیر دستگیر مدتے است امید وارم که در وقت حضور حق این خاکسار را از نعمت حق بهره ور سازی در هنگام عرض نمودن این حسن افغان نیز حاضر بود و حضرت غوث العالم فرمودند که در وقت اخر شب حاضر شوی افغان از همو وقت در حجره گرفت و آب وضو تیار داشت چون وقت اخر شب ور رشید حسن بصری از ان غافل شد در خواب غفلت رفت حسن افغان حاضر بود انتظار وقت میکشید حضرت شیخ آب وضو طلب کرد حسن افغان حاضر بود آب تیار داشت آب برد وضو کرد آمد و بر جاے خود قرار گرفت حضرت غوث العالم در وقت حضور فرمود اے حسن ۔ حسن گفت ۔ لبیک پیر دستگیر فرمود کدام حسن ۔ حسن خاموش شد ۔ سه مرتبه همین طور فرمودند ۔ حسن افغان جواب نداد چهارم مرتبه فرمود بیا هر کرا خدا بدهد اندرون حجره طلبیده آنچه از خدا میخواست مقصودش حاصل شد تمام عالم برین افغان کشف شد و گفت پیش ملاں سعید باف رفت و سرگذشت باز داند او گفت اے برادر من چیزے نمیدانم اما این قدر میدانم که هر مجلوح را صاف میسازند و ریسمان خوب مے بر آید ۔ این اشارت معلوم مے شد که مرا بریاضت شاقه میفرماید حسن مدتے ریاضت کشید و در خدمت پیر مدتے گذرانید تا آنکه بولایت رسید ۔ حضرت غوث العالم فرمود برو در قوم افغاناں هدایت حق بکن حسن بحکم شیخ بهاؤالدین زکریا رخصت شده در قوم غرغشیاں در آمد و خلق را بخدا هدایت کردن گرفت در اصل ارجمند بود ۔ در عالم بخوندی شهرت یافت ✚

ذکر در بیان اولاد مهنی ولد دانی حق تعالے مهنی را شهرده پسر عنایت فرمود ۔ موسے ۔ ازکان ۔ علی خیل ۔ عیوث ۔ دهپال ۔ نالی ۔ لوزن ۔ مرعترانی ۔ مرزی ۔ خشرک ۔ زدون ۔ صافی ۔ سنتون ۔ مندوخیل ۔ پیربے ۔ جنتی ۔ جتانے ۔ بهزد ۔ از انجمله شو ولد مهنی را دو پسر داشت ۔ آغان خیل ۔ دستر خیل ۔ دوهپال ولد مهنی را پنج پسر شد ۔ ممنزبری ۔ مرخوخیل ۔ عمرزهی ۔ ملی زی ۔ آبابکر زی و مرعزالی و مهنی را سه پسر پیدا شدند ۔ حسن ۔ هوپرانک و مردمی ۔ دار حسین سه پسر بوجود آمدند ۔ عبدالله ۔ یوسف ۔ و سپر اسحاق ✚

ذکر در بیان اولاد هالی ولد غرغشتنی چهار پسر داشت ۔ جبرائیل ۔ عزائیل ۔ میکائیل اسرافیل ۔ فصل چهارم نسبت کرانی و بعضے تو الف مختلف که داخل این فرقه اند ۔ نقل است

کرده کس از قبیله اور میر به صحرا بر آمده بودند بجائے رسید ند که لشکر به شت گذشته درانجا فرود آمده بودند و صباح کوچ کرده رفته بودند یکے ازاں دو کس سطل آهن افتاده یافت وآں دیگر پسرے که هماں شب تولد یافته بود از اتفاقات حسنه انکه سطل فرزند ندالنست وآنکه فرزند یافته بود اولاد بسیار داشت اما القوت لایموت عاجز بود چون از قبیله بعضے آں مرد که صاحب سطل بود باو گفت که اے برادر میدانی که مرا فرزندان هست وازیں دولت بے نصیب ام. اگر پسر ایں در عالم بماند غایت لطف وکرم تو باشد تا زنده باشم ممنون تو گردم ایں سطل آهنین از من بگیر یا تو چند روز وجه کفاف تو شود و پسر رابمن بده آن مرد برائے خاطر همچناں کرد و پسر را باو داد و سطل را خود گرفت و بر زبان پشتو کراری میگویند. آں مرد بهمه مناسب نام آن پسر کرانی بنهاد. ولیفرزندی کلاں چوں بسن رشد و تمیز رسید جیله از قبیله خود در نکاح او در آورد وازاں اولاد بسیار شد چوں مرقوم میگردد.

تفصیل ذیل در ذکر در بیان اولاد کرارانی. حق تعالے او را دو پسر ارزانی داشت یکے کودی دویم لگی از کودی هفت پسر شد موسکے. زهی. هوتی. ستکی. ولزاق. وتورزئی. دروک. اورکزئی واز لگی پنج پسر شد. دور خیل. جلم. سورانی. کیو. مرنهی. اگرچه هنی و دروک داخل کوری شده اند اما راویاں ایں فن از فرزندان سید محمود گیسو دراز میگویند والله اعلم ولزاق را دو پسر شد. لوری. یعقوب. از لوری چهار پسر بوجود آمدند. مند خیل یحیی زئی واز یعقوب هفت پسر پیدا شدند. مندزئی. مسی زئی. خذر زئی. بس خیل. مائی زئی.

ذکر در بیان اولاد درک زئی ولد کوری. بدانکه بعضے طوائف دیگر که خود را پٹھان میگویانند ایشاں ازیں فرقه نیستند. فریلے وخطائے اما فریلے ایں مردم از ساکنان موضع فریل اند که از جمله توابع کابل وغزنی ست و وجه اسم فریلے معلوم است که نام جوے ست هر کسے که بداں سکونت دارد آں را فریلے میگویند ابا و اجداد ایں قوم بدست یکے از مشائخ صوفیه که اسم مبارک ایشاں شیخ محمد سلیماں بود. بشرف بیعت اسلام مشرف شده اند و شیخ در سلسلهٔ افغانیه بے بزرگ و صاحب کرامت گذشته چنانچه ذکر ایشاں در خاتمه کتاب گفته خواهد شد. بنا براں بعضے میگویند. که فریلیاں از نسل پٹھان اند وایں سخن غیر واقع است بنام آں موضع شهرت گرفته اند نا خطائے جمعی اند که میگویند ابا واجداد او ما از ولایت خرئی وختن آمده اند. و مردم دیگر ایشاں را از نسل پٹھان میدانند ایں نیز غیر واقع است اولاد ختائی منقوط از اولاد و فرزندان تبنی داخل

این قوم پٹھان اند و خود را غرغشتے را میدانند صحیح است و ورائے ایشاں کسے دیگر کہ خود را پٹھان میگویند دروغ است ✦

فصل در بیان نسبت بختیار و استرانی و ہنی و وردک وغیرہ۔ نقل است۔ کہ جوانے سید زادہ اسحاق نام قصبہ اوش از توابع بغداد بسبب تفرقہ روزگار غیر است سفر اختیار کردہ کوہ کسفیر کہ وطن شیرانی بود رسید و مدتے مدید در آنجا گذرانید۔ چوں آثار صلاح از ناصیہ او ہویدا بود شخصے از مردم شیرانی دختر خود را اسنجی نام با و نسبت کرد و با و فرزندے پیدا شد او را ابی سعید نام نہادند و کرسی سید اسحاق را چناں بیان مے نماید۔ اسحٰق بن جعفر بن نظام بن عیسے بن محی الدین بن محمد بن حافظ بن نور بن جمال بن ابو علی بن یادکار علی بن شعلن علی بن زین العابدین بن امام حسین شہید کربلائی بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ پس از چند گاہ سید اسحاق را ارادہ وطن شد برضائے ایں قوم متوجہ روشن شد چوں در راہ قصبہ اوش کہ وطن مواتیست رسید۔ بیمار شد رخت بعالم بقا برد مادر سعید ابی سعید پسر را باز بمن شیرانی آورد۔ چوں سعید ابی سعید طفل بود۔ پرورش او مشکل بود۔ مادرش اوقات گزاری بمحنت میکرد۔ بنا بر ضرورت مردی را از طائفہ شیرانی کہ بیان میگویند بخواست اما مفلس بود۔ حق تعالے بہ یمن مقدم مادر ابی سعید بخت و دولت مساعد شد۔ دولت بسیار بخشید۔ پس آں مرد از روے مہربانی سید ابی سعید را بختاور میگفت و بردم ظاہر صاحب کہ دولت من از یمن قدم ایں فرزند ارجمند است از آنرو در رسید۔ ابی سعید را خلق بختاور میگفتند تا بخت یاری مشہور شد۔ بعد از مدتے خدائے تعالے فرزند دیگر بایشاں ارزانی داشت چوں ہر دو بعد بلاغت رسیدند آں شیرانی خواست کہ فرزند جیلی خود را کدخدا سازد با زن خود مصلحت کرد زنش گفت کدام پسر را کدخدا میکنی گفت اول پسر خود را بعدہ پسر تو از زنش گفت مناسب آنست کہ اول سید ابی سعید را کدخدا کنی بعدہ پسر خود را تا مردم بنظر حقارت در روے نہ بیند و عزت بختیار بیفزاید آں مرد قبول نکرد و مادر بختیار ناراض شدہ در ملازمت صمیم شیرانی کہ رئیس آں قبائل بود۔ رفتہ احوال بالغرض نمود صمیم آنرا در الطلب نمودہ شرف و بزرگی و حرمت بسیار او را خاطر نشان او کرد و جمیع احوال و مبش او را با المناصفہ بعفر زنداں قسمت نمود اول کار خیر بختیار نمود۔ از بختیار پنج پسر بوجود آمد۔ آلو۔ الکو۔ کوربے بہنی۔ تو آسے۔ نام بود۔ عطا اللہ بود در قبیلہ ترانی بہ الکو شہرت یافتہ

ازاں تو سید محمد بوجود آمد از سید محمد خواجہ الیاس بوجود آمد۔ از خواجہ الیاس حضرت خواجہ یحیی کبیر بوجود آمد۔ و اولاد خواجہ یحیی کبیر را شیخ زئی میگویند و بندگی خواجہ یحیی را نہ فرزند شد۔ شیخ معروف۔ شیخ صدر الدین۔ شیخ فتح اللہ۔ شیخ ابابکر۔ شیخ اعنا و شیخ بازید شیخ کالو و شیخ موسے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ ہر دو لا ولد رفتند باقی ہفت تن را اولاد ہست و بندگی شیخ علی برادر حقیقی حضرت خواجہ کبیر یک فرزند داشت نام او شیخ حسین بود۔ ایشاں از اصل سادات اند از نسبت افغان ایشاں را افغان مے گویند۔ چوں حقیقت بختیار بوضوح پیوست احوال این چہار فرقہ دیگر را مرقوم مے سازد۔ نقل است۔ کہ در زمان حیات شیرانی مردی صالح دیندار متشرع پرہیزگار صاحب حالات و کرامات سید محمد نام کہ سلسلہ نسب شریف او بریں وجہ است کہ سید محمد بن عوز عمر بن تاب بن تابن بن زحال بن اسماعیل بن باقر بن امام جعفر صادق بن امام زین العابدین بن امام حسین بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ آں مرد سید محمد نام بوطن افغان در آمد۔ و درمیان سہ تن قرارگاہ خود ساخت یک طرف ایں سرزمین تن کاکر بود۔ جانب دیگر تن کرانے طرف سیم تن شیرانی مدتے در انجا اقامت نمود۔ خلائق ہر تن از ذات عالی صفات آں برگزیدہ الہٰ سبحانہٗ فائدہ مند بودند۔ اتفاقاً خوف و ہراسی بہ ہر تن روئے آورد و نزدیک بآں رسید۔ کہ پائمال حوادث شوند۔ روسائے کلاں شرہ ہر سہ تن بملازمت سید محمد آمدہ استمداد رحمت نمودند۔ کہ آں بلا از ایشاں مندفع شود۔ وندر و فتوح بسیار قبول کردند۔ حضرت میر در حق ایشاں فاتحہ خیر خواندند و توجہ کردند۔ بحرمت دعائے ولی اللہ بلائے کہ رو دادہ بود دفع شد۔ و ازاں مہلکہ نجات یافتند اعتقاد ایشاں ازاں بیش و زیادہ شد۔ و ندر و فتوحات را جمع کردہ بنظر سید محمد آوردند حضرت امیر ہیچ نظر نہ کرد و ملتفت نشد۔ ازانجا نا امید شدہ برگشتند و بیک دیگر مصلحت کردند۔ کہ ایں مرد از نقد و جنس چیزے قبول نمیکند بہتر آنست کہ خدمتے شائستہ تر ازیں باید کرد۔ کہ منظور نظر آں سید زادہ گردد۔ پس رئیساں ہر سہ تن دختر آں خود بنظر گذرانیدند۔ سید محمد ہر سہ را قبول نمود۔ بعد از مدتے از ہر سہ عورت چہار پسر شد بہر سید محمد دختر زادہ کاکر را مسوانی نام کرد۔ و نبیرہ شیرانی را اسیراتی مسمی داشت و از عاجزہ کرانی دو پسر تواماں بوجود آمدند یکے را دروک و دیگر را بابی نام نہادند۔ ایں ہر چہار طائفہ در قوم افغاناں سید زادہ اند۔ اما بواسطہ نسبت مادری بافغاناں شہرت دارند و مشہور اند۔

ذکر در بیان اولاد مسوانی ولد سید محمد۔ سورنی نہ پسر داشت۔ نقص۔ بودین۔ شقانی۔ سلیمانی۔ روغانی۔ کربونی۔ غریب۔ یارہی۔ ماخض۔ از بن جملہ نقص چہار پسر داشت۔ کمتور۔ متمد۔ ترک۔

بزور۔ پسر آخرین یعنی بدور چہار پسر داشت۔ یوسف۔ آدم۔ موسیٰ۔ سنجر +

ذکر در بیان اولاد در دک۔ از درد دک ہفت پسر بوجود آمد۔ کمل۔ تو۔ نوردستے۔ میر۔ بندہ۔ نورک۔ میگویند۔ پسر خوزندہ است نقل است کہ چوں میر و نور از یک سادر بودند روزے بشکار رفتہ بودند کتف تا تعق زنے صاحب جمال بدست ایشاں افتاد ہر دو برادر در ملاحظہ شدند کہ کدام یکے قبول کند۔ زناں نور و میر در تعلقہ افتادند مبادا از ہر دو برادراں یکے در نکاح آورد۔ سید درد دک پیر شدہ بود و زن نداشت۔ ہر دو زناں پسران عورت صاحب جمال را بجلاوت درد دک بردند ہر پسران شما بشکار رفتہ بودند ایں عورت را برائے شما آوردہ اند قبول فرمائید چوں میر و نور ہر دو بخانہ آمدند آں عورت را بخدمت پدر دیدند خاموش شدند۔ آخر ازاں عورت کدر خیل تولد شد کہ بہندوستان درآمدہ است واللہ اعلم بالصواب۔

ذکر در بیان اولاد محی حق تعالے معنی را ہیچ پسر واو ادولت ۲ بوغزی ۳ دودن ۴ مچکی دہ دشت مفصل در بیان آنکہ ایں چند قوم خود را در افغاناں سید بندانند بعضے قوم افغاناں میگویند کہ ما سید ایم چنانچہ بھنتا ور سرزنے و تاران و سوانی در قوم کاکر و معنی درد دک در قوم کرانی و ہندی دوادی سید زئی در قوم برتن و خرسین در قوم میانہ ساخت چنانچہ نسبت ساداتی بر کرام در عقب مذکور شد۔ اما بزرگاں ایشاں ازاں زماں کہ داخل قوم پٹھان شدہ اند گاہے خود را سید نگفتہ اند کہ نسل مایاں اگرچہ از نسل سادات است اما ازاں فرقہ برآمدہ ایم و داخل پٹھان شدہ ایم و نسبت افغاناں داریم و فتیکہ از قوم سید برآمدہ باشیم و الحال خود را سید نگویانیم فقط +

قصیدہ نعمت اللہ شاہ ولی

راست گویم بادشاہے در جہاں پیدا شود — نام او تیمور شہ صاحب قراں پیدا شود
بعد ازاں میراں شہ والی چوں گردد پدید — والئے صاحب قراں اندر جہاں پیدا شود
چوں کند عزم سفر او از فنا سوئے بقا — بوسعید پادشاہے انس و جاں پیدا شود
بعد ازاں گیرد عمر شاہ پادشاہ ملک و زمین — بعد ازاں پور س سکندر ہمدراں پیدا شود
از سکندر چوں رسد نوبت بہ ابراہیم شاہ — ایں عقیدت فتنہ ہا در ملک آں پیدا شود
شاہ بابر بعد ازاں در ملک کابل پادشاہ — ایں بدلی والئے ہندوستاں پیدا شود
باز نوبت بو ہمایوں میرسد از لایزال — ہمدراں افغان یکنے از آسماں پیدا شود

بعد ازاں شاہ جہانگیر است عالم را پناہ　زانکہ دور لطفہا اندر جہاں پیدا شود
چوں کند عزم سفر زیں سرائے در دار فناہ　ثانی صاحب قراں شاہ جہاں پیدا شود
پیشتر از قرن کمتر از چہل شاہی کند　تاکہ پورش خوبرو شد ہمدراں پیدا شود
رخنۂ گردد بعالم ملک او گردد خراب　از عجائب ہا شنو کم اب و ناں پیدا شود
در بہر خلق ماند اینچنیں گردد عیاں　مشتری از آسمان آتش فشاں پیدا شود
راستی کمتر شود کذب و غل گردد فزوں　دوست دشمن گردد و رنگ اندر جہاں پیدا شود
ہمچناں دو عشر شاہ پادشاہی او کند　تاکہ او فرزند او جنگ بداں پیدا شود
او بر آید بر کند آوازہ بر در جہاں　والئے در خلق عالم سرفشاں پیدا شود
اندراں اثنا قضا از آسماں آید پدید　زانکہ نام او معظم در جہاں پیدا شود
خلق از وے جملہ در دوراں او گردد ستوز　بر جراحت ہائے عالم مرہم آں پیدا شود
اینچنیں تا چند سالے پادشاہی او کند　عاقبت فرزند کوچک والئے آں پیدا شود
از طفیل مقدمش گردد جہاں در اعتدال　غم بدر گردد ز عالم خوش جہاں پیدا شود
ہمچناں دو عشر سال او شود فرماں روا　غم نماند در جہاں خورم زماں پیدا شود
بعد ازاں شاہ قوی زور است احمد شاہ باد　مثل دہلی ہم بدو ورنیغ آں پیدا شود
چوں کند عزم سفر سوئے عدم آں بادشاہ　تا چہل ایں رخنہ ہا در خانہ دانش پیدا شود
قوم سکھ ہا چیرہ دستی ہا کند بر مسلمین　تا چہل ایں جور بدعت اندراں پیدا شود
بعد ازاں گیرد نصاریٰ ملک ہندوستان تمام　تا بصد حکمش میان ہندوستان پیدا شود
تا شود در عہد آنہا را جور بدعت ہا رواج　شاہ غربی بہر قتلش خوش عناں پیدا شود
درمیان ایں و آں گردد بسے جنگِ عظیم　قتل عالم بے شبہ در جنگ آں پیدا شود
فتح شاہ غربستان بزور تیغ جہد　قوم عیسیٰ را شکست بیگماں پیدا شود
در ہزار و دو صد ہشتاد ہشت آں شاہ دین　مہدی آخر زماں اندر جہاں پیدا شود
غلبہ در اسلام باشد تا چہل در ملک ہند　بعد ازاں دجال لعین از اصفہان پیدا شود
از برائے دفع دجال لعین آید فرود　عیسیٰ مریم ہم از آسمان پیدا شود
پانصد و ہفتاد ہجری بود تا ایں گفتہ شد　از برائے اہل دین امن و اماں پیدا شود
نعمت اللہ شاہ را چو آگاہی شدہ از سر غیب　گفتۂ او بے شبہ بر ہر زماں پیدا شود

دیگر

صورت گردگارے بینم   حالت روزگارے بینم
از نجوم ایں سخن نمے گوئم   بلکہ از کردگارے بینم
غین شین چوں گذشت از سال   بوالعجب کاروبارے بینم
حکم امسال صورت دیگر است   نہ چو گیرست دارے بینم
باغ اشجار بوستان جہاں   بے بہار و شجارے بینم
چوں زمستاں اولین بگذشت   دو مُش نو بہارے بینم
در خراساں مصر شام و عراق   فتنہ کارزارے بینم
ترک تاجک غرب شود یکجا   خون شاں نقل زارے بینم
نایب مہدی آشکارا شود   بلک من آشکارے بینم
بعد از و خود امام نور پیدا بود   کہ جہاں زو قرارے بینم
صورت و سیرتش چو پیغمبر   خلق از و بختیارے بینم
م ح م د ال مے خوانم   نام او باوقارے بینم
ید بیضا او چو پاینده   باز با ذوالفقارے بینم
تا چہل سال اے برادر من   دور آں شہریارے بینم
گرگ با میش شیر با آہو   در چراگاہ برقرارے بینم
عفو باشد وزیر سلطانم   ہمہ را کامگارے بینم
نعمت اللہ نشستہ در کنجے   از ہمہ برقرارے بینم

تفصیل اقوام افغاناں جو ماتحت ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان مختلف مقامات میں رہتے ہیں

نمبر شمار	نام ایجنسی	نام قوم یا فرقہ	نام مالکان	تخمینا تعداد نفری اسلحہ بند
۱	کوئٹہ پشین	بامیزئی المعروف دورانی	سردار عبدالواحد خاں محمد عمر خاں	ص نفر

کیفیت یہ لوگ از خاندان شاہ ولی خاں وزیر احمد شاہ دورانی بادشاہ قندھار سے ہیں ملک ہنہ کا شاہ ولی خاں کو پیشگاہ شاہ موصوف سے جاگیر میں ملا تھا۔ اسواسطے جبکہ وزیر شاہ ولی خاں از دست تیمور شاہ پسر احمد شاہ قتل ہوا۔ پسماندگاں وزیر موصوف نے اس جگہ سکونت اختیار

کی سال ۱۸۷۹ء میں جب سرکار انگلشیہ نے بمدد شاہ شجاع الملک افغانستان پر چڑھائی کی یہ لوگ ہمراہ افواج سرکاری کابل تک گئے اور سردار محمد سعید خاں باپ عبدالواحد خاں زخمی ہوا تھا چنانچہ اس کو سرکار سے پنشن ملتی رہی اب بھی عبدالواحد خاں کو پنشن ملتی ہے اگرچہ یہ لوگ تعداد میں تھوڑے ہیں مگر اقوام یاسین زئی و عیسے خیل افغانان جو اُن کی جاگیر میں آبادی کرتے ہیں ان کے زمیندار اور اولس کہلاتی ہے سرکار عالیہ انگلشیہ کے تسلط سے پہلے یہ لوگ منجانب سردار یحیٰی خاں بارگ زئی علاقہ سیوی اور ہرنائی وغیرہ زورستان کا مالیہ وصول کیا کرتے تھے کہ یہ علاقہ پیشگاہ امیر صاحب سے عیوض جاگیر سردار یحیٰی خان کو ملا تھا اور از جانب سردار موصوف سرداران نامبرزئی مسکونہ کوئٹہ انتظام کیا کرتے تھے۔

۲- کوئٹہ نشین۔ کانسی۔ ارباب خداداد۔ ملک وزیر محمد۔ ارباب بدل خاں صمانفر۔ تعداد نفری کی اندازاً لگائی گئی ہے کسی کاغذ مردم شماری سے نہیں لی گئی یہ قوم علاقہ کوئٹہ میں زمانہ قدیم سے آباد ہے بلکہ اکثر زمینداری کوئٹہ اقوام کانسی کی تھی اُن سے بروہی و بارزئی وغیرہ کو ملی ہے۔ یہ قوم جبکہ ملک شال خانصاحب والی قلات کے قبضہ میں آیا پہلے سے آباد ہے۔ احمد شاہ درانی بادشاہ قندھار کی سندات انکے پاس موجود ہیں احمد شاہ بباعث افغان قوم ہونے کے خانصاحبان والئے کلات کو انکے اوپر زیادہ دست اندازی کرنے کیواسطے نہیں چھوڑتے تھے جب حکومت احمد شاہ ختم ہوئی پھر یہ لوگ پورے طور رعایا خانصاحب والئے کلات کے ہوگئے سال ۱۸۷۵ء میں جب کپتان سنڈیمن صاحب ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازیخاں پہلا مشن بلوچستان میں لائے انکی حالت نہایت خستہ و خراب تھی جب سے ایجنسی قائم ہوئی اور انتظام کوئٹہ کا اجارہ پر سرکار عالیہ نے اپنے ہاتھ میں لیا اقوام کانسی کی حالت خوب ترقی کر گئی تھی بلکہ بباعث صدر نشین ہونے کے اون کی زمینات گراں قیمت ہوگئی ہیں اور ان کو حکام بالادست تک رسائی ہونے سے اچھی عزت مل گئی ہے چنانچہ ارباب خداداد کو خان بہادر کا اور ملک وزیر محمد کو خانصاحب کا خطاب مل گیا ہے اور دربار ایجنسی میں کرسی ملتی ہے اور عزت ہوتی ہے۔ اور ارباب خداداد خاں کا بھائی حقیقی ٹروپ میں نائب تحصیلدار ہے اور ارباب بدل خاں کا برادر زادہ رسالدار لیوی کا ہے۔

۳- کوئٹہ نشین۔ یاسین زئی۔ ملک لعل۔ بچھرک۔ بوستان خداداد۔ صمانفر۔ یہ لوگ کچھ تو توغگی متصل قلعہ دورانی میدان شال میں اور کچھ اندرون درہ ہنہ کے رہتے ہیں ان کی

اپنی زمینات اگرچہ کم ہیں لیکن زمینات سرداران دورانی کی رعیت و زمیندار کہلاتے تھے اور ہر طرح ان کو مدد دیتے تھے لیکن موجودہ زمانہ میں وہ لوگ ماتحتی دورانی سرداران سے نکل گئے ہیں جب سے سرکار عالیہ انگلشیہ کا کوئٹہ پر تسلط ہوا انہوں نے فروخت لکڑی اور گھاس وغیرہ سے بڑا روپیہ جمع کیا اور خود اچھے زمیندار بن گئے ہیں اور دربار سرکار میں اچھی رسائی رکھتے ہیں +

۴- کوئٹہ پشین - باززئی - ملک عیسے - لعد اللہ - ملک مجید - ملک سیدال - ملک رحمان - ملک موسلے یوسف - مشکی - الماننفر - اس قوم کا کچھ حصہ برگ - اور سراغرگی و لہوڑہ - واقعہ علاقہ کوئٹہ میں کچھ حصہ لہوڑہ علاقہ پشین میں رہتے ہیں کچھ حصہ کوہستان میں بھی رہتا ہے زیادہ گذارہ زمینداری پر ہے - تھوڑا مالداری پر ہے یہ قوم طاقت میں اور تعداد میں دیگر اقوام مسکونہ میدان کوئٹہ سے زور آور تھے نائب خانصاحب مغفینہ شال اکثر اُن کے اوپر رعایت کرتا تھا جب ایجنسی کوئٹہ میں قائم ہوئی قوم ہذا کسی قدر ناراض تھے چنانچہ جب مکان ایجنسی کا تعمیر ہو رہا تھا اس قوم میں سے بعضے بدمعاشاں نے کپتان ہیوسن صاحب کے اوپر حملہ کر کے اس کو مار ڈالا تھا سر رابرٹ سنڈیمن صاحب نے اس قوم کے چند شورہ پشت لوگوں کو سزا دی اور جو ملک وغیرہ معتبران خیرخواہ تھے ان کو نوکری دی - چنانچہ حفاظت درہ جات مرغی وغیرہ اُن کے سپرد کی تب سے پھر کوئی واردات نہیں کی اور خیرخواہ سرکار کے ہیں اور تھوڑے عرصے سے پسر ملک عیسے کو خطاب خانصاحب کا ملا ہے اب یہ لوگ خوب آسودہ اور عزت سے رہتے ہیں اور اُن کی کاریزات زیادہ پر میدان کوئٹہ میں ہیں جہاں بباعث چھاونی و صدر کے ہر جنس کو خوب نرخ ہے اسواسطے خوب ترقی کر گئے ہیں +

۵- کوئٹہ پشین - دوہمڑ - رحیمداد - صابوا - خداداد - درہن - اسانفر - یہ ایک حصہ قوم دوہمڑ کا کوہ رانمون پر رہتا ہے زیادہ حصہ اس کا سماعلن وغیرہ علاقہ نغل چوٹالی میں رہتا ہے - یہ حصہ قوم دوہمڑ کا جو علاقہ کوئٹہ پشین میں رہتا ہے زیادہ تر گذارہ مالداری پر رکھتا ہے پیشتر عملداری سرکار برطانیہ سے اس کا گذارہ غارتگری پر تھا میدان کوئٹہ و درہ بولان پر غارتگری کرتے تھے شروع میں جب سر رابرٹ سنڈیمن صاحب نے انتظام درہ بولان کا کیا ان لوگوں کو بولان میں نوکری دی تھی اب بھی کچھ تنخواہ سرکار سے ملتی ہے لیکن زیادہ گذارہ مالداری پر ہے +

۶ - متفرقات ۔۔۔۔ الصاصہ نفر۔ چند مختلف قومیں بعضے خاص افغان مثلاً عیسے خیل وغیرہ بعضے دہوار وغیرہ اقوام افغان مندرجہ صدر کے ماتحت کار زراعت و مزدوری کرتے ہیں جس زمانہ میں ضرورت لشکر کی تھی وہ پہلے اپنے اپنے مالکان کے ساتھ شامل ہوا کرتے تھے اب بھی جو ہر ایک قوم کے ساتھ بود باش رکھتے ہیں اونہیں کا ضمیمہ تصور کیئے جاتے ہیں +

میزان خاص کوئٹہ للعمہ

۷ - کوئٹہ پشین - تور ترین خوئیداد زئی شاہی - پکار - میر باز مانفر - بمقام موضع خوئیداد زئی آباد کار و مالیہ گذار +

۸ کوئٹہ پشین - ۲ ہیکل زئی - ببیں - ذکو ماصہ نفر - بمقام موضع ہیکل زئی آباد کار و مالیہ گذار +

۹ کوئٹہ پشین - ۳ علی زئی - کوکون شمس الدین - سمند - ماانفر - موضع علی زئی میں آباد کار و مالیہ گذار +

۱۰ کوئٹہ پشین - ۴ ملک یار - خانمحمد - غازی ماصہ نفر - یہ موضع قلعہ خوشدل خاں آباد کار و مالیہ گذار +

۱۱ کوئٹہ پشین ۵ پو پلیزی کلہ زئی - طوطے - سمندر مانفر - اباد کار موضع چچھر و مالگذار + .

۱۲ کوئٹہ پشین - مبازی - شیر دل - ماانفر - بہ موضع مبازی قریب قلعہ خوشدل خاں آباد کار و مالیہ گذار +

۱۳ کوئٹہ پشین - مسے زئی - طاؤس - مشکی میر قلم - سانفر بہ موضع دیہات مسے زئی آباد کار و مالیہ گذار -

۱۴ کوئٹہ پشین - مسے زئی - صدیق - لعل - ماانفر - قریب قلعہ خوشدل خاں آباد و مالیہ گذار +

۱۵ کوئٹہ پشین - بٹہ زئی - ولی محمد خاں - جندہ خاں - ماانفر - قریب قلعہ خوشدل خاں و بازار کمنہ دلو آباد کار مالیہ گذار +

۱۶ کوئٹہ پشین - کاکوزی - محمد خاں - میر افضل - ماانفر - قلعہ عبداللہ خاں میں آباد کار و مالیہ گذار +

۱۷ کوئٹہ پشین - رحم زئی - اچک زئی - میر قلم - حاکم - خشک - لاانفر - اچک زئی بڑی قوم ہے زیادہ حصہ اس کا قندھار کی طرف اور کوہستان میں رہتا ہے کچھ حصہ میدان میں بھی رہتا ہے اور زمینداری کرتا ہے زیادہ گذارہ مالداری پر ہے اور مشہور چوری پیشہ اور غارت گر ہیں بباعث کوہستان اکثر باغی رہتے ہیں شروع میں جب پشین پر قبضہ سرکاری ہوا اس قوم نے کچھ تکلیف دی تھی اب آرام سے رہتی ہے علاقہ پشین میں زیادہ نامور یہ قوم ہے +

۱۸ کوئٹہ پشین - ایشے زئی - ایچک زئی - پارادین خان - السٹہ ر نفر یہ لوگ درہ کوزیک سے

کرنی تک پھیلے ہوئے ہیں ان کا گذارہ زیادہ تر مالداری پر ہے +

۱۹ کوئٹہ پشین - علی زئی اچک زئی - شکر خاں - جہاں خاں - اعــــ۲۰ نفر - قریب تو بہ کوہستان و میدان میں رہتے ہیں تھوڑی زراعت زیادہ مالداری +

۲۰ - کوئٹہ پشین - علاقہ اچک زئی - سید محمد خاں - بنو خاں - پکار خاں - اعــــ۲۰ نفر - ریگستان میں زیادہ گذارہ مالداری پر کچھ حصہ علاقہ قندھار میں تھا - کچھ حصہ علاقہ پشین میں - مالیہ نہیں دیتے البتہ جب علاقہ پشین میں مال داغی دیتے ہیں +

۲۱ کوئٹہ پشین - صالح زئی اچک زئی - نہنگ - جانا - الـــ۱۰۰ - ریگستان بشرح ایضاً

ھمـــ

۲۲ کوئٹہ پشین - متفرقات ہر قسم الـــ صا نفر

عـــ ررر نفری

تور ترین الـــ صا

متفرق ہر قسم شامل ترین - الـــ صا

اچک زئی ھمـــ ررر

میزان کل ایجنسی کوئٹہ پشین
للــعــ صمار ـــ ررر

ایجنسی تھل چوٹالی

نمبر شمار - نام قوم یا فرقہ - نام ملکان - تخمیناً تعداد نفری اسلحہ بند - کیفیت

۱ بارو زئی پینی سردار محمد خاں - اعـــ ررر علاقہ سیوی میں سرداران بارو زئی کے ماتحت اقوام ذیل - مرغزانی - صافی - کرک - دہپال - خاص افغان ہیں جو بنام نہاد پینی مشہور ہیں اقوام بلوچ علاوہ ہے - مرزئی - لونی - یہ لوگ اب زیر سایہ سرکار علیحدہ علیحدہ نمبر دار اپنے اپنے مواضعات کے ہیں آباد کار و مالیہ گذار ہیں +

۲ ، کجک - سردار مٹھ خاں - خلیفہ یعقوب - الـــ ررر نفر - اگرچہ اس فرقہ کے آٹھ ملک علیحدہ علیحدہ ہیں لیکن بڑے معتبر یہ دو سردار ہیں - پیشتر عملداری سرکار سے باوجودیکہ تعداد میں کم تھا لیکن بارو زئی پینی اور تمن مری سے برابر سیالداری کرتا رہا اور کبھی

مری سے زیر نہیں ہوا جب سے عملداری سرکار کی ہوئی برابر خیر خواہ رہا اور مثل دیگر رعایا سرکار مالیہ گذار اور آباد کار ہے۔

۳ بارزوئی بنی سانگھاں۔ شیر دل خاں۔ ارسلا خاں۔ الــــ نفر۔ باروزئی۔ سیوی اور سانگھان ایک جد کی اولاد ہے مگر جب سے مری نے علاقہ باورہ دکت منڈائی اس سے چھین کر اپنے ماتحت کر دیا تب سے علاقہ سیوی اور سانگھاں جدا ہوگیا۔ باروزئی سرداران سانگھاں کے ماتحت جو رعایا ہے وہ سنگیچی کہلاتے ہیں اور دراصل از قوم افغان ہیں۔ سردار باروزئی اپنا حصہ جاگیر کا کھاتے ہیں۔ باقی مالیات سرکار لیتی ہے +

نمبر۴۔ کٹ خیل و زرعون۔ دودہ خاں۔ جلال خان۔ صما نفر۔ کٹ خیل پٹھان کوٹ منڈی میں اور زرعون علاقہ کولہو میں۔ کٹ خیل جبکہ علاقہ کٹ منڈری کا ماتحت سرداران باروزئی کے تھا باروزئی کا راج تھے لیکن قریب پچاس سال سے مری نے جبراً اپنے قبضہ میں کیا تب سے مری کا راج کہلاتے ہیں۔ اس طرح زرغون بھی شامل دو کی رعایا قندہار تھی مگر مری نے جبراً اپنے قبضہ میں کر لیا اب بموجب عہد نامہ سرداران مری علاقہ کٹ منڈری اور کولو سے سرکار بٹائی لیتی ہے یہ بھی بمثل رعیت سرکار کے ہیں +

۵ شادوزئی۔ ارسلا خاں۔ تور خاں۔ فتح خاں۔ ۱۱ نفر۔ یہ لوگ علاقہ تل میں رہتے ہیں آبادکار و مالیہ گذار ہیں اگرچہ تعداد میں کم ہیں خوب مضبوط قوم ہے اپنی جوان مردی سے مری کے ساتھ سیالداری کرتے رہے +

۶ سپین ترین۔ سماعیل خاں وغیرہ۔ ۔۔۔ نفر۔ یہ قوم بھی علاقہ دوکی و تھل میں رہتے ہیں آبادکار و مالیہ گذار ہیں +

۷ لونی۔ سمندر خاں۔ ۔۔۔ نفر۔ اگرچہ تعداد میں کم ہیں مگر خوب مضبوط قوم عملداری سرکار سے پہلے مری اور کھتران و بگٹی سے خوب سیالداری کرتے رہے +

۸ چھلگری۔ علیم۔ باگو۔ اعــــ ۔۔ یہ قوم ترین سے ملتی ہے لیکن بنام چھلگری کے مشہور ہے مواضعات ہرنائی و شاہرگ وغیرہ میں رہتی ہیں اور آبادی کرتے ہیں خاص ایک تحصیل شاہرگ میں مقرری مالیہ بمثل دیگر رعایا لیا جاتا ہے +

۹ ونیچی۔ لعل خاں۔ فتح خاں۔ ۱۱ نفر۔ یہ قوم بھی علاقہ شاہرگ میں آبادکار و مالیہ گذار ہے

۱۰ تارن۔ شیر دل خان۔ ۱۱ نفر۔ یہ قوم سید کہلاتی ہے لیکن نیکی بدی میں چھلگری میں شامل

شمار کیئے جاتے ہیں آباد کار مالیہ گذار +

۱۱۔ پانی زئی کاکر۔ فیضو خان۔ سجر خاں۔ حکیم خان۔ بختیار خاں۔ کرم خاں۔ خلیل خاں۔ اعـ۵ا نفر۔ یہ قوم علاقہ کچھ۔ کواس احمدون۔ چینا۔ وغیرہ میں پھیلی ہوئی ہے۔ امیر صاحب سے باغی رہتے تھے کچھ مالیہ نہیں دیتے تھے بلکہ جب شروع میں سر رابرٹ سنڈیمن صاحب نے ہرنائی پر قبضہ کیا یہ لوگ بہت تکلیف دیتے تھے سال ۸۰ء میں فوج سرکاری متعینہ کچھ پر حملہ کیا بہت تکلیف دیتے رہے اب رعایا سرکار آباد کار مالگذار ہیں +

۱۲۔ سارنگ زئی۔ باہی خاں۔ مصطفےٰ خاں۔ باران۔ وہاب۔ میر احمد۔ محمد عظیم۔ الصـ۵ا نفر۔ زیادہ تر گذران ان کی مالداری پر ہے امیر صاحب یاغی رہتے تھے بلکہ شروع میں پانی زئی اور ژوب سے سازش کر کے سر رابرٹ سنڈیمن صاحب کو بہت تکلیف دی تھی حملہ کچھ میں شامل تھے بعد اس کے سلام کیا۔ اب رعیت سرکار آباد کار مالیہ گذار ہیں +

۱۳ ذوہمر۔ گل محمد۔ برٹیج۔ خانی۔ علیسے خاں۔ الصـ۵ا نفر۔ مواضعات سنجاوی وسماعلن۔ پوی بغان نیں یہ لوگ آباد کار ہیں بوقت عملداری امیر صاحب باغی رہتے تھے جب لشکر سرکاری نے بعد اختتام جنگ اول قندھار اُن کے علاقہ سے گذر گیا ان لوگوں نے بہت تکلیف دی بمقام بغان بشمول شاہجہاں کاکڑ ژوب مقابلہ کیا پس پا ہوئے۔ تب سے زیر تحت سرکار آئے۔ اب رعیت سرکار آباد کار مالیہ گذار ہیں +

۱۴۔ متفرق ہر قسم ۔ صـ۵ا نفر

میزان ۔۔۔۔ عـ۵ـــ نفر

ژوب ایجنسی

نمبر شمار۔ نام قوم یا فرقہ۔ نام ملکان۔ تعداد تخمیناً۔ مختصر حال

۱ کاکر سران غرغشتہ۔ دوست محمد خاں۔ شاہجہاں خاں۔ ع ب۔ یہ قوم کاکڑ قدیم سے مشہور چلی آتی ہے اور بادشاہاں افغانستان سے ہمیشہ یاغی رہے کہ کوہستان رہایش ان کے سخت ہیں جب سال ۷۹ء میں بعد اختتام جنگ افغانستان لشکر سرکار انگریزی قندھار سے براہ قلعہ خوشدل خاں و براستہ تھل چوٹیالی بجانب پنجاب ضلع ڈیرہ غازیخاں واپس جارہا تھا اقوام کاکڑ بہ سرکردگی شاہجہاں خاں بمقام بغان لشکر سرکاری

سے مقابلہ کیا تھا جو شکست کھا کر کے پسپاء ہوا۔ تب سے سر رابرٹ سنڈیمن صاحب نے
اس قوم کو تسخیر کرنے کا مصمم ارادہ کیا آخر اس قوم کو تابع کیا اب رعیت سرکار آبادکار
مالیہ گذار ہیں یہ قوم بجانب بوری وہند و باغ و قلعہ صیف اللہ خاں میں پھیلی ہوئی ہے
بلکہ علاوہ ژوب ایجنسی کے ہر ایک ایجنسی میں اس قوم سے کوئی لوگ موجود ہیں بعضے
فرقہ ہا کوہستان میں صرف مالداری پر گذران کرتے ہیں بعضے علاقہ مری میں رہتے ہیں +

۲- موسے خیل کاکڑ سرداراں - غلام خاں - سنجر خاں - شہباز خاں - عیسے خاں - جمال خان وغیرہ - اسامی ۔۔ نفر یہ قوم بھی کاکڑ غرغشت کی شاخ ہے
بیشتر عملداری سرکار سے کسی بادشاہ کے ماتحت نہیں تھے اکثر اقوام گرد نواح سے بمثل
دیگر مہمات جنگ وجدل رکھتی تھے - اب ژوب ایجنسی میں شامل ہے - خاص تحصیل
اس کے علاقہ میں رہتی ہے آبادکار اور رعایا سرکار ہے +

۳- ہمزہ زئی کاکڑ - عظیم خاں یکپے زئی - صوبا خاں باروزئی - باجی خاں باہوزئی - شاہ عالم مندوزئی - الف ۔۔ نفر - یہ قوم بھی شاخ سنجر خیل کاکڑ کی ہے پہلے
یاغی تھے اقوام مری اور لونی اور ترین و شادوزئی بتصل چوٹالی سے اُن کی جنگ رہتی
تھی - اب ماتحت ژوب ایجنسی کے رہتی ہے اور لورالائی میں تحصیل مقرر ہے زیادہ تر
اس قوم کے علاقہ میں ہے اب رعیت سرکار آبادکار مالیہ گذار ہے +

۴- رکیب زئی کاکڑ سنجر خیل ۔ ۔ صما نفر - یہ قوم بھی ہمزہ زئی کے شامل رہتی ہے علاقہ
تحصیل لورالائی ژوب ایجنسی میں شامل ہے آبادکار مالیہ گذار ہے +

۵ مندوخیل - ملک اکرم وغیرہ - صمہ ۔۔ - یہ قوم اپوزئی وغیرہ گرد نواح میں پھیلی ہوئی
ہے پہلے یاغی رہتے تھے سال ۱۸۸۹ء سر رابرٹ سنڈیمن صاحب بہادر نے واسطے
کھولنے راستہ گومل کے دورہ کیا ملکان مندوخیل نے خود بخود حاضر ہو کر سلام کیا اور
درخواست کی کہ سرکار اُن کو اپنی رعیتی میں لیوے کیونکہ یہ قوم مابین کاکڑ - وزیری
شیرانی - ناصر وغیرہ - رعایا امیر صاحب ایسے رہتی تھی جیسا کہ دندان کے نیچے زبان ان
کے پاس زمینات اور پانی کافی تھا بباعث بے امنی آباد نہیں کر سکتے تھے - سر رابرٹ
نے اُن کی درخواست منظور کر کے بمقام اپوزی ایجنسی ژوب کی قائم کی اور ایک اونچا
موقع پہاڑی کا پسند کر کے بنگلہ ایجنسی کا بنایا جو اب بنام نہاد فورٹ سنڈیمن مشہور ہے +

۷۔ شیرانی ۔ ۔ الصما ۔۔ شیرانی دو حصہ میں منقسم ہے جو بجانب شمال کوہستان شیرانی کے رہتے ہیں اُن کو برغا کہتے ہیں اور جو بجانب جنوب رہتے ہیں ان کو لرغا کہتے ہیں سال ۱۸۹۰ء میں سر رابرٹ سنڈمین صاحب نے بخیال امن میں رکھنے درہ گومل کے اقوام شیرانی پر جو بسرکردگی غلام مرتضے الملک خود باغی تھے فوج کشی کی شیرانی قوم نے تاب مقابلہ نہ لاکر سلام کیا تب سے جنوبی حصہ اقوام شیرانی کا شامل ژوب ایجنسی اور شمالی حصہ شامل ڈیرہ اسمعیل خاں پنجاب کے ہوا جو اب تک اسی طرح چلا آتا ہے اور شیرانی لوگ جو ژوب ایجنسی سے شامل ہیں رعیت سرکار مالیہ گذار ہیں اور امن سے چل رہے ہیں +

۸۔ متفرقات صما

میزان عــــ ۔۔

نوٹ کل ٹوٹل نفری ہے ۔۔ تشریح ہر ایک فرقہ کی کہ کس سے پیدا ہوا اور کس طرح اس نام سے مشہور ہے۔ مخزن افغانیہ میں جس کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے موجود ہے +

اس پورا نہ قصہ سے خاندان پٹھان کا جو اُس سے تین پسران اور ایک دختر پیدا ہوئی شجرہ نسب مشمولہ ہذا سے واضح ہوگا یہ لفظ پٹھان زمانہ حضرت محمد صاحب میں بنام قیس المعروف عبدالرشید نام زد ہوا۔ اُس کی بابت کتب ہا قدیم میں یہ روایت ہے کہ پہلے یہ فرقہ بزمانہ نبوت و خلافت داؤد علیہ السلام افغان مشہور تھا کہ افغنہ بن ارمیہ سے پیدا ہوا تھا بعہد خلافت و نبوت حضرت سلیمان بباعث توسل حضرت موصوف سے سلیمانی مشہور ہوئے۔ بزمانہ حضرت محمد قیس المعروف عبدالرشید بدلالت و دعوت خالد ابن الولید معہ چند نفر دیگر از فرقہ افغانیہ یا سلیمانیہ از کوہستان غور مدینہ میں پہنچکر دین اسلام اختیار کیا جس کا نام قیس سے عبدالرشید رکھا گیا اور آں حضرت یعنی محمد صاحب قیس المعروف عبدالرشید کو بطان کے نام سے بھی پکارا کرتے تھے۔ غلط عام میں بطان پٹھان مشہور ہو گیا جو اب تک مشہور چلا آتا ہے۔ قیس المعروف عبدالرشید کو قریب چودہ سو سال ہوا۔ اس زمانہ میں اقوام پٹھان نے اُس سے پیدا ہوئے بہت ترقی کی ہے جو اب چار فرقوں کی تعداد جو سربن سے پیدا ہوئے۔ تینے جو بتنی نام پسر سے پیدا ہوئے۔ غرغشت جو غرغشت نام پسر سے پیدا ہوئے۔ متی جو متو نام دختر سے پیدا ہوئے۔ لاکھوں تک پہنچ گئی ہے۔ میرے خیال میں اس میں اور قومیں بہت شامل ہو گئی ہیں چنانچہ چند فرقہ ہا

سید اسمیں شامل پائے جاتے ہیں جنکی بابت اوپر کتاب ہذا میں ذکر ہو چکا ہے اور بھی بہت قومیں شامل ہو گئی ہیں کیونکہ پٹھانوں کو ناطہ نسبت دینا یا لینا غیر قوم میں کچھ عذر نہیں۔ ہے اسواسطے بہت قومیں شامل ہو گئی ہیں چنانچہ ایک اور مثال لوہار کی بابت اوپر ذکر ہو چکا ہے اس طرح اور بھی سمجھ لینے چاہئیں جس جس فرقہ کے ساتھ کوئی شامل ہوتا گیا اُسی فرقہ کے متعلق ہوتا گیا۔

خاص اس علاقہ بلوچستان میں جو پٹھان قومیں آباد ہیں اُن کی تعداد لشکر اسلحہ بند قریب پچاس ہزار تک ہوتی ہے ایک نقشہ بطور تخمینا بمعہ مختصر حال و معتبران ہر فرقہ کے شامل کیا جاتا ہے یہ نقشہ صرف بطور اسٹیمیٹ نمونہ کے طور پر شامل کیا گیا ہے صحیح تعداد نفری مردم شماری سے جو تمام بلوچستان میں ہو رہی ہے معلوم ہو سکے گی۔ بلوچ اور پٹھان میں عادات اور رسومات کا بڑا فرق ہے۔ بلوچ اپنے تمام تمن میں ایک بڑا سردار رکھتے ہیں جسکو بجائے پیر مرشد کے مانتے ہیں لیکن پٹھان اس کی پرواہ نہیں کرتے نہ ایک بڑا سردار رکھتے ہیں بلکہ ہر ایک چھوٹی چھوٹی شاخ یا زئی کا علیحدہ علیحدہ ملک ہے اُس کو بھی باقیماندہ برادری پورے طور نہیں مانتے نقل مشہور ہے کہ پٹھان کرڑی کرڑی خان ہے یعنی ہر ایک گھر کا اپنا خان ہے دویم بلوچ صلح یا جنگ میں جو قرار کرتا ہے اُس پر قایم رہتا ہے اور پھر دوست سے دغا نہیں کرتا۔ پٹھان برخلاف اس کے عہد و پیمان کو کچھ نہیں جانتا اور بروقت مطلب براری دوست دشمن کا فرق بھی بھول جاتا ہے چنانچہ افغان کی گذشتہ تواریخ جو زمانہ بادشاہان صفوی و نادر شاہ و احمد شاہ و تیمور شاہ تا شاہزادہ کامران جن کے ماتحت یہ قوم زیادہ مدت رہی تھی اُن کے چال چلن کی بابت گواہی دے رہی ہے۔ بلوچ ناطہ نسبت دیگر قوم کو اگرچہ کس قدر معتبر بھی ہو ہرگز نہیں دیتا اور پٹھان ہر ایک اعلے ادنے کو دیتے ہیں۔ اور بھی ان دونو قوم میں بہت تفاوت ہے لیکن مشت نمونہ خروارے اس قدر کافی ہے۔

پٹھان لوگ جب سے اُن کے مورث اعلے افنیس المعروف عبدالرشید نے دین اسلام اختیار کیا سُنّی چلے آتے ہیں۔ اور اپنے مذہب میں بہت پکّے ہیں بلکہ دیگر فرقوں سے تعصب بھی رکھتے ہیں چنانچہ فیما بین غلزی افغان اور بادشاہان صفوی جو شیعہ مذہب رکھتے تھے اسی مذہبی تکرار پر جنگ پیدا ہوئی تھی۔ البتہ پٹھانوں کی جوانمردی میں کچھ شک نہیں کہ خوب دلیر اور جوانمرد قوم ہے اور جان کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ پٹھانوں کا اعتقاد عام فقیر یا سیدوں کی نسبت ایسا نہیں جیسا کہ بلوچوں کا ہے البتہ اہل علم یا صاحب کرامات

جو گذشتہ زمانے میں ہو گزرے ہیں اُن کی نسبت پورا یقین رکھتے ہیں۔

چنانچہ ایک صاحب نعمت اللہ قندھار کی طرف ہو گزرے ہیں اُن کی نسبت پٹھانوں کا بڑا یقین ہے اُس کے چند شعر ہا بطور پیشگوئی پٹھانوں میں مشہور چلے آتے ہیں لیکن چونکہ اب وہ میعاد پیشگوئی کی گذر چکی ہے اور صحیح طور نتیجہ ظہور میں نہیں آیا۔ اسواسطے اُس پیشین گوئی کی بابت اعتقاد سست ہو گیا ہے۔

خواجہ سلیمان صاحب جنکی خانقاہ تونسہ میں ہے پٹھانوں میں بہت متبرک سمجھے جاتے ہیں اور اکثر معزز قومیں مثلاً سدوزئی و فوفلزئی وغیرہ جو پنجاب میں رہتے ہیں اور جعفر و دُرگ وغیرہ جو دامن کوہستان پر رہتے ہیں اس خانقاہ شریف کے مرید ہیں۔

مہمانداری کا رواج پٹھانوں میں کم و بیش پایا جاتا ہے تقلید کا مادہ اس قوم میں خوب ہے یعنی ہمسایہ قوموں کی دیکھا دیکھی خوراک پوشاک و عیب و ہنر کو بموجب رفتار زمانہ کے اکثر بدلا کرتے ہیں۔

پٹھانوں میں پانچ فرقہ دراصل نامور ہیں۔ سربن[۱] تبنی[۲]۔ غورغشت[۳]۔ متی[۴]۔ کرانی[۵] نمبر ۱ و ۲ و ۳۔ اصلی۔ اور نمبر ۴ و ۵ وصلی مشہور ہیں۔ نمبر ۱ و ۲ و ۳ و ۴ کی اصلیت اوپر بیان ہو چکی ہے نمبر ۵ کی اصلیت اس طرح پر ہے کہ ایک کس کرڑان متبنٰی اُرمڑبن شیر جنون میں سُربن کا تھا اُس سے جو اولاد پیدا ہوئی وہ کرانی اور شاخ فرقہ سربُن کی کہلاتا ہے ہر ایک فرقہ کے خیل ہا حسب ذیل مشہور ہیں۔

سڑبن ۱۰۵ خیل۔ تبنی ۲۵ خیل۔ غورغشت ۹۵ خیل۔ متی ۵۲ خیل۔ کرانی ۱۲۵ خیل۔ ان فرقہ ہا سے جو شاخیں نکلتی ہیں وہ زئی کہلاتی ہیں اُن کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی ہے۔

یہ قوم افغانیہ پہلے ممالک عجم میں پیدا ہوئی پھر کوہستان غور میں پھیلی جب وہاں گنجائش نہ رہی اضلاع ہرات۔ قندھار۔ غزنی۔ کابل۔ جلال آباد۔ لغمان۔ کوہ قیس۔ کوہ سپید تا پنجاب ہندوستان میں پھیل گئی۔ مشہور فرقہ ہا سیدوں کے جو افغانوں میں شامل ہو گئے اور اب افغان کہلاتے ہیں یہ ہیں۔

فرقہ بختیار از نسل سید اسحاق داخل فرقہ بتیرانی سڑبن۔

فرقہ سوربانی اولاد سید محمد المعروف گیسو دراز داخل فرقہ شیرانی سڑبن

فرقہ مسوانی از اولاد سید محمد المعروف گیسو دراز از سید اسمعیل داخل فرقہ کاکڑ غورغشت

دردگ از اولاد پسر محمد از نسل سید اسمٰعیل داخل فرقہ گروانی فرقہ منہی شرح ایضاً فرقہ خویدی داخل تمن کاکڑ

سیدزئی از نسل سید جمال بخاری تارن از اولاد سید طاہر داخل فرقہ کوہی داخل فرقہ تبنی

داخل فرقہ ترین سربن فرقہ غرغشت شامل تمن کاکڑ

اب تک تمام قوم افغانستان سے چار قوم مندرجہ ذیل - لودہی [۱] پٹھان - غلزئی [۲] - سدوزئی [۳] - بارگ زئی [۴] - بباعث تاج شاہی رکھنے کے مشہور چلے آتے ہیں - لودہی خاندان سے جو شاہان ہندوستان میں ہوگذرے ان کا مفصل حال تواریخ ہند میں درج ہے باقی اقوام نمبر ۲ و ۳ و ۴ کی بابت جو حال اینجانب کو معلوم ہوا ہے تفصیل وار نیچے لکھا جاتا ہے

سال سنہ ۱۱۲۰ھ سے پہلے ملک قندھار و بلوچستان وغیرہ ایران سے وابستہ تھا چنانچہ تواریخ بلوچستان سے بروہی شعرہا بلوچی ثابت ہوتا ہے - کہ جب فیمابین اقوام رند و لاشاری بلوچوں کی آپسمیں لڑائی ہوئی - منجانب بادشاہ قندھار ذوالنون بیگ سپہ سالار سمدو چاکر سردار رند کے واسطے سرکوبی اقوام لاشاری کے تعینات ہوا تھا اس زمانہ میں قندھار صوبہ ایران کا تھا - اور ایران میں سلطنت صفوی تھی - صفوی یا پارسی بانان شیعہ مذہب سے تھے جیسا کہ موجودہ شاہ ایران کا ہے - سب سے پہلے حاجی میر محمد خاں بلقب میرادیس غلزئی ہوتک از طبقہ متی پٹھان نے قندھار میں بادشاہت قائم کی - اس کی بابت قصہ ہے - کہ بزمانہ سلطنت شاہ اسمٰعیل صفوی شاہ ایران تمام قلمرو میں رفض و تعدی کو بہت زور ہوگیا - مسلمانان اہل سنت جماعت تنگ آگئے - فیمابین اہل سنت جماعت و شیعہ کے مذہبی جوش پیدا ہوگیا - چنانچہ ممالک اذربائیجان وغیرہ بادشاہ اہل سنت جماعت ولایت روم اپنے تصرف میں لائے - بعضے حصص ملک گیلانات وغیرہ اُس کے قبضہ میں آگئے - اور صوبہ قندھار معہ دیگر ولایت متعلقہ آں چنانچہ کرمان - شیراز - یزد - قزوین - طہران تا سمنان - اصفہان و تبریز - الوس اہل سنت جماعت انا عنہ غلزئی نے بزور شمشیر سلطنت ایران اہل صفوی یعنی شیعہ سے چھین کر اپنے قبضہ میں کی - یہ وقوعہ سال سنہ ۱۱۲۰ھ ہوا تھا - کہتے ہیں کہ اُس وقت بگلبر ہگی یعنی حاکم قندھار کا گرگین خاں بلقب شاہنواز خاں والی گرجستان تھا - اور اور اقوام گرجیہ کے باتفاق گرگین خان قندھار میں آئے ہوئے تھے - اقوام افغانیہ جو توابع قندھار رہتے تھے - اُن کے ساتھ سخت گیری شروع کی - جس کے سبب اقوام افغاناں جس میں زیادہ تر اقوام غلزئی تھی - بہ سرکردگی حاجی میر خان غلزئی جب کہ گرگین خان بگلبر ہگی قندھار

بازادہ سنزار سانی طائفہ کاکری قلعہ قندھار سے باہر نکل کر کیمپ میں تنہا حملہ کر کے بگلبر بگی کو قتل کیا۔
اور حاجی میر خاں بصلاح اولس غلزئی حاکم قندھار بخطاب سلطان اولس مشہور کیا گیا۔ جب
دار السلطنت ایران میں اطلاع پہنچی۔ کیخسرو بہادر زادہ گرگین خاں المعروف شاہنواز خاں بجمع
آوری اولس خود وغیرہ واسطے مقابلہ سلطان اولس تعینات ہوا۔ اور چونکہ اُس زمانہ میں اقوام
ابدالی جن سے سدوزئی ملتے ہیں۔ ہرات کی طرف رہتے تھے۔ اور ماتحت شاہ ایران کے تھے
اور کچھ حصہ قوم مذکور کا ملتان میں بھی رہتا تھا۔ عبد اللہ خاں ولد سلطان حیات خان سدوزئی خواجہ
خضر خیل معروف خدنگ بموجب استدعا اقوام ابدالی ساکن ہرات ملتان سے بمعہ پسر خود
اسد اللہ خاں و مجموعہ قوم خود روانہ ہوکر شامل کیخسرو ہوکر قندھار پر حملہ آور ہوئے۔ لیکن
شکست کھاکر پس پاء ہوئے۔ قریب آٹھ سال سلطان اولس غلزئی خود مختیار بادشاہ قندھار
رہا۔ اس کے بعد شاہ محمود پسر اولس خاں تخت پر بیٹھا۔ اس عرصہ میں برخلاف شاہ ایران
اسد اللہ خان سدوزئی بجمیت قوم ابدالی حاکم خود مختیار ہرات کا تھا۔ سرحد ملک قندھار
تافراہ قبضہ غلزی میں تھے۔ فیمابین اقوام غلزی و ابدالی بمقام دلارام درمیان زمیند اور اور
و فراہ لڑائی ہوئی۔ جس میں اسد اللہ خاں ابدالی سدوزئی مقتول ہوا اور شاہ محمود غلزئی
بادشاہ یا حاکم قندھار غالب آیا۔ اور اس نے تمام ملک تا سرحد ہرات اپنے قبضہ میں کیا۔
اور واپس قندھار پہنچکر بادشاہ ایران کو اطلاع بھیجی۔ کہ اسد اللہ خاں و اقوام ابدالی تابع تخت
او سلطنت ایران سے منحرف ہوکر دعوے خودسری کا کرتے تھے۔ اب میں نے ان کو خوب
سزا دی ہے۔ امید کہ دربار شاہی میں اس خدمتگذاری کی قدر کی جائیگی۔ چنانچہ پیشگاہ
بادشاہ سے خطاب حسن قلی خاں معہ سند حکومت قندھار بنام شاہ محمود غلزی صادر ہوا۔
شاہ محمود انتظام ہرات کا بہانہ کر کے براہ سیستان اصفہان تک گیا۔ اور خاندان شاہی
ایران کو تباہ کر کے خود مالک بن گیا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد شاہ محمود کو مسمی اشرف از خاندان
خود بمدد اقوام افغان سران قتل کر کے بنام شاہ اشرف بادشاہ بن گیا۔ اس عرصہ میں احمد پاشا
والئے بغداد بحکم دولت عثمانیہ باتفاق حانک پاشائے ماان و عبد الرحمان پاشائے حاکم
ہمدان و قرا و مصطفے پاشائے و یالستان بطلب خاقان شاہ حسین صفوی جو پاس شاہ
محمود غلزئی قید تھا۔ و تسخیر ملک ایران جو شاہ محمود نے از خاقان صفوی اپنے قبضہ میں کر لیا
تھا۔ تعینات ہوا۔ جب کہ لشکر عثمانیہ قریب اصفہان کے پہنچا۔ اُس وقت شاہ اشرف غلزئی

بجائے شاہ محمود کا بنص ملک و میراث کا تھا۔ اول ایلچی کو پاس شاہ اشرف اس پیغام کے ساتھ بھیجا کہ افاغنہ طائفہ بے سر و پا ہی بطور خود موروثہ بادشاہ ایران پر قبضہ کر لیا ہے۔ ہمیشہ وارثا وارث بادشاہ ہوتے ہیں۔ اسواسطے چاہیے کہ بازو شاہ حسین صفوی جو تمہارے پاس قید ہے ہمارے حوالہ کیا جائے۔ اور مال ملک اُس کا چھوڑ دیا جاوے۔ اس سے شاہ اشرف زیادہ غضبناک ہو گیا۔ اور شاہ حسین کو بحالت قید قتل کر دیا۔ اور سر اوس کا پاس ایلچی بھیج دیا۔ اور یہ پیغام دیا۔ کہ کلام اللہ میں درج ہے کہ حکومت ملک شمشیر پر منحصر ہے۔ پس جس کو خدا دے اس کا استحقاق و میراث ہے۔ چنانچہ فیمابین لشکر عثمانیہ و افغانیہ جنگ واقع ہوئی۔ لشکر افغانیہ غالب رہا۔ آخر الامر مصالحت ہو کر سرحدات دولت عثمانیہ و افغانیہ بخوبی مقرر ہوگئے۔ ولایت خورستان و لرستان منبع پاکر اذربائیجان و سلطانیہ و خلخال و اردبیل بدولت عثمانیہ و ولایت سمت شرقی دوار المرز با فاغنہ شامل ہوگئے۔ چنانچہ از جانب سلطان احمد خان بادشاہ روم بہ تسلیم حدود بندی اور تہنیت جلوس شاہ اشرف ایلچی اصفہان میں پہنچا۔ اور شاہ اشرف کی طرف سے محمد خان بلوچ ایلچی مقرر ہو کر ہو گیا۔ تاوقتیکہ نادر شاہ پیدا نہ ہوا۔ شاہ اشرف بادشاہت ایران و خراسان پر قائم رہا۔ نادر شاہ کے زور پکڑنے سے شاہ اشرف مغلوب نہ ہوا اور بادشاہی خاندان غلزئی سے جاتی رہی۔

واضح ہو کہ اس عرصہ میں منجملہ قوم افغاناں یہ دو قومیں غلزئی و ابدالی زور میں تھیں۔ اگرچہ پہلے قوم ابدالی کو دربار ایران میں زیادہ رسوخ تھا۔ لیکن بعد میں غلزئی زیادہ زور میں آگیا۔ کہ جب سے حاجی میرخان بخطاب سلطان اوس خود مختیار بادشاہ بن گیا۔ شاہ اشرف کے زمانہ میں ہرات و فراہ اقوام ابدالی کے تصرف میں تھا۔ ابدالی بادشاہان غلزئی کی تابعداری منظور نہیں کرتا تھا بلکہ اکثر فیمابین ان دو قومیں کے اور نیز اسمیں ابدالی کی لڑائی رہتی تھی۔ اس عرصہ میں نادر شاہ نے عروج پا کر دونو قوموں سے مقابلہ کر کے شکست دی اور دونو کو اپنے تابع کیا۔ مختصر حال نادر شاہ کا اس طور پر ہے۔ کہ نادر شاہ از قوم ترکمان افشار و از ایل قرقلو اور مسکونہ ترکستان کا تھا۔ بماہ محرم سال ۱۱۰۰ئہ ہجری پیدا ہوا۔ جس کا نام باسم جد خود نادر قلی بیگ رکھا گیا۔ اور تدریجاً اس کے فرزندان ذیل شاہزادہ وصا علی۔ نصر اللہ مرزا امام قلی مرزا۔ شاہ رخ مرزا پیدا ہوئے۔ نادر شاہ جب سن بلوغ کو پہنچا اس کو خیال ملک گیری پیدا ہو گیا۔ چنانچہ اول قرب و جوار خود کو مطیع کیا۔ بعد اس کے بملک محمود سیستانی جو خود

کو یہ بادشاہان منسوب کر کے تامشہد ملک خراسان اپنے قبضہ میں رکھا تھا حملہ آور ہوا چنانچہ اُس کو بمعہ لواحقان قتل کر کے ملک مشہد و سیستان اپنے تصرف میں لایا۔ اس سے قوت نادر شاہ بڑھ چلی۔ اگرچہ نادر شاہ نے شروع میں نام بادشاہت ایران بنام شاہ طہماسپ از خاندان صفویہ بحال رکھا۔ لیکن بعد میں جب طاقت کافی حاصل کر لیا۔ خود بادشاہ ایران بن گیا۔ بایام زوال بادشاہت صفویہ ملک ایران و خراسان مختلف اقوام افاغنہ و رومیہ و اولیہ وغیرہ پر منقسم ہو گیا تھا۔ نادر شاہ نے بقوت بازو خود تمام قوموں کو مغلوب کر کے اپنے تحت میں لایا چنانچہ دو دفعہ علاقہ ہرات و فراہ وغیرہ میں اقوام ابدالی پر اسی طرح اصفہان و خراسان وغیرہ میں اقوام غلزئی پر حملہ کر کے شکست دی۔ اور ہزاروں کو تہ تیغ کیا۔ پہلے اقوام ابدالی کو خوب شکست دیکر اللہ یار خاں سرکردہ قوم ابدالی کو حاکم ہرات و فراہ مقرر کر کے اصفہان کی طرف شاہ اشرف پر جو سرکردہ قوم غلزئی کا تھا۔ اور جس نے اپنے آپ کو بادشاہ اصفہان و خراسان وغیرہ مشہور کر رکھا تھا۔ کوچ کیا۔ چنانچہ شاہ اشرف نے بمقام مواجہ خوات جمع آوری کر کے راہ بندی کی۔ فیما بین لشکر نادر شاہ و شاہ اشرف سخت مقابلہ ہوا۔ چنانچہ ابیات ہذا سے اندازہ خونریزی طرفین کا ہو سکتا ہے

چو دریائے خوں شد ہمہ دشت و راغ　　جہاں چوں شب و آسماں چوں چراغ

ز آوازِ اسپان و گرد سپاہ　　نہ خورشید پیدا نہ تابندہ ماہ

آخر الامر شاہ اشرف شکست کھا کر فرار ہو گیا۔ اور نادر شاہ فتح حاصل کر کے اور اصفہان پر قبضہ حاصل کر کے آگے روانہ ہوا بجانب شیراز جہاں شاہ اشرف پناہ گیر تھا۔ حملہ کیا شاہ اشرف اگرچہ بجمع آوری لشکر خود مقابلہ کیا۔ لیکن شکست کھا کر بجانب لار ملک سندھ گیا وہاں جائے پناہ نہ دیکھ کر براہ بلوچستان بجانب قندھار رخ کیا۔ قندھار میں شاہ حسین غلزئی برادر شاہ اشرف خود مختار ہو گیا تھا۔ اس نے راہ بند کر کے قریب شوراوک شاہ اشرف کو ہلاک کیا۔ نادر شاہ بعد شکست شاہ اشرف و نظر بند کرنے لواحقان اُس کی بجانب عراق بجہت ایراد ممالک عراق از دست رومیہ و اولیہ روانہ ہوا۔ عزل یزدم مرزا ابو القاسم کاشی عہد نامہ و الی گیری خراسان اس مضمون پر لایا۔ کہ جمیع ممالک خراسان از حد قندھار الے پول گوا پے کہ راس الحد عراق و خراسان کے بصیغہ مازندران و یزد و کرمان متعلق بدولت نادری چنانچہ نادر شاہ اس عہد نامہ کو شاہ طہماسپ سے قبول کر کے بجانب رومیہ جاتا رہا تھا۔ کہ شاہ حسین

غلزئی صوبہ قندھار ذوالفقار خاں ابدالی صوبہ فراہ کو ترغیب دے کر اقوام غلزئی و ابدالی بمصلاح ہوا موقع غیر حاضری نادرشاہ غنیمت شمار کر کے مشہد پر حملہ آور ہوئے۔ کہ نادرشاہ لغور وارد اطلاع بجانب مشہد واپس ہوا۔ اور لشکر ابدالی کو شکست دیا۔ پھر لشکر ابدالی و غلزئی ہرات میں جمع ہوا۔ چنانچہ نادرشاہ نے ہرات و فراہ سے اُن کو نکالا۔ ذوالفقار خان ابدالی جب قندھار میں پناہ گزیں گیا۔ شاہ حسین غلزئی بادشاہ قندھار نے اُس کو قید کر لیا۔ نادرشاہ بمعہ افواج کثیر قندھار پر حملہ لایا شاہ حسین غلزئی جب تاب مقابلہ نہ لایا۔ قلعہ قندھار میں باغی ہو گیا چنانچہ نادرشاہ نے متصل قندھار جہاں فوج نادری نے کیمپ لگایا تھا۔ شہر آباد کیا۔ جس کا نام قندھار نادری مشہور ہو گیا۔ اگرچہ شاہ حسین قلعہ میں باغی تھا۔ لیکن نادرشاہ نے قلات غلزئی اور ستورابک و بلوچستان وغیرہ پر قبضہ جما لیا۔ چنانچہ محبت خاں و میر ابلیتاز خان فرزندان عبد اللہ خاں بروہی بلوچ نے حاضر ہو کر سلام کیا۔ اور بھی ہر گردگان قوم نے حاضر ہو کر شرف سلام پایا۔ آخر الامر شاہ حسین نے تنگ آکر بمعہ عیال و اطفال حاضر ہو کر نادرشاہ کا سلام کیا۔ اور قید خانہ میں ڈالا گیا۔ اور قلعہ قندھار شاہ حسین مدفون و ویران ہو کر نادر آباد صدر مقام حکام کا ہوا۔ اور حکومت قندھار کی عبد الغنی الکوزی حاکم ابدالیاں کو حاکم قندھار مقرر کیا۔ اور تجویز کی۔ کہ اقوام ابدالی کوہستان سے کوچ کر کے گرد لواح قندھار میں سکونت کریں۔ اور اقوام غلزئی ہوتکی کو کوچ کرا کے مقام نیشاپور خراسان میں سکونت کرائی جاوے۔ بماہ محرم ۱۱۵۱ھ بعد تسخیر قندھار نادرشاہ بجانب غزنی روانہ ہو گیا۔ اہالیان غزنی سلام و آداب بجا لائے۔ پھر کابل میں پہنچے۔ اہالیان کابل بعد کس قدر سرزنش کے سلامی ہوئے۔ چونکہ نادرشاہ نے جبکہ شیراز کی طرف کوچ کیا۔ ایلچی خود بخدمت محمد شاہ چغتہ بادشاہ دہلی بھیجدیا تھا۔ کہ شاہ حسین غلزئی و جماعہ اقوام غلزئی بدخواہ ہر دو سلطنت کے ہیں۔ ہمارا ارادہ ان کو سزا پہنچانے کا ہے۔ آپ کابل کی طرف سے ان کی راہ بندی کرینگے بمقام کابل ایلچی بلا جواب نامہ نادرشاہ و حصول مراد کے واپس آیا۔ تب نادرشاہ نے دہلی پر حملہ کرنے کا ارادہ کر کے کابل سے براہ جلال آباد روانہ پشاور ہوئے۔ چونکہ صوبہ داری پشاور و کابل ناصر خان سے از بادشاہت گورگانیہ تعلق رکھتی ہے۔ اس واسطے ناصر خاں بحکم نادرشاہ خود مخالفت سے پیش آیا۔ درہ خیبر میں جنگ ہوئی۔ ناصر خاں شکست کھا کر مفرور ہو گیا۔ بہت اسباب و بہت سے قیدی بادشاہ کے ہاتھ آئے۔ پشاور میں پہنچ کر براہ وزیر آباد نادرشاہ نے بجانب ہندوستان عبور کیا تو جب

ستلج چھ ہزار فوج نے از جانب صوبہ لاہور مزاحمت کی۔ لیکن لشکر نادری دریا سے عبور کر کے لاہور پہنچ گیا۔ متصل لاہور لشکر ہند بہ سپہ سالاری ادینہ بیگ نادر شاہ سے مقابل ہوا۔ لیکن تاب مقابلہ نہ لایا۔ بآخر الامر ذکریہ خاں وکفایت خاں صوبہ داران لاہور نے امان طلب ہو کر سلام کیا۔ بعد پیش کرنے نذرانہ کے صوبہ داری لاہور بدستور بنام اُن کے بحال رہی۔ اور ناصر خان کو بھی بسفارش اُنہی معاف کر کے پشاور میں تعینات فرمایا۔ نادر شاہ لاہور سے براہ سندھ بجانب دہلی روانہ ہوا۔ محمد شاہ بادشاہ دہلی نے اگرچہ پہلے کچھ اجتماع واسطے مقابلہ کے کیا۔ لیکن جائے مقابلہ نہ دیکھ کر سلام کیا۔ اور ناطہ دختر خود و شاہزادہ نصر اللہ فرزند نادر شاہ کو دینا گیا۔ اور بہت کچھ نذریں پیش کیں جس میں ہیرا کوہ نور بھی محمد شاہ سے نادر شاہ کو حاصل ہوا۔ کار بہ صلاحیت انجام ہوا۔ تاہم کہتے ہیں کہ بعض تے از لشکر و رعایا دہلی اردوی نادر شاہ میں گستاخی کی۔ جس کے انتقام میں نادر شاہ نے حکم قتل عام کا دیدیا۔ جو ایک رات میں قریب تیس ہزار از مردم دہلی قتل ہوئے۔ بعد اس کے بموجب استدعا عوام الناس و خود محمد شاہ کے قتل عام معطل ہوا۔ اُس وقت سے محمد شاہ نے علاقہ ایں روآب اٹک بمعہ ملک سندھ حوالہ نادر شاہ کر دیا۔ نادر شاہ قریب دو ماہ دہلی میں قیام کر کے واپس بجانب خراسان ہوا۔ چنانچہ ڈیرہ اسمعیل خاں و ڈیرہ غازیخاں میں پہنچ کر احمد یار خاں عباسی المعروف سراپے والئے سندھ کو واسطے تابعداری کے نوٹس بھیجا۔ جب نادر شاہ لاڑکانہ میں پہنچا۔ احمد یار خاں بجائے تابعداری کے مقابلہ سے پیش آیا۔ آخر الامر اُس کو مغلوب کر کے گرفتار کیا۔ اور ملک کچھی کا عوض خون عبد اللہ خان۔ خان بروہی میر محبت خاں و نصیر خاں پسران عبد اللہ خان کو دے دیا۔ اور باقرار تابعداری ملک سندھ واپس حوالہ احمد یار خان والئے سندھ حیدر آباد کے کیا۔ اور خطاب شاہ قلیخاں کا بخشا۔ کچھ حصہ ملک سندھ کا بمعہ کچھی حوالہ میر محبت خاں ہوا۔ اور کچھ حصہ ملک سندھ کا حوالہ خان داد پوترہ کر کے خود نادر شاہ براہ لاڑکانہ سندھ و شکار پور و سیوی و بولان و کوئٹہ وارد شہر نادر آباد یعنی قندھار نادری کے ہوا۔ یہاں سے ہرات اور ہرات سے بجانب ترکستان بعد فتح بخارا و بلخ و خیوا مشہد میں رونق افروز ہوئے۔ تھوڑے دن آرام کرنے کے بعد بجانب داغستان گیا جہاں سرنائی خاں الکوزی سرکش ہو رہا تھا۔ اگرچہ پہلے لشکر ابدالی بسرکردگی احمد خاں ابدالی بھیجدیا تھا۔ تاہم صبر نہ کر کے خود داغستان میں جا کر سرنائی خان کو مغلوب کیا۔ اور ملک داغستان پر و بنا رعب جمایا۔ اسی سفر میں سلطان روم سے بھی جو عہد نامہ قرار پایا تھا۔ جب نادر شاہ سفر

داغستان وروم سے واپس آیا۔ اس کے دل میں از جانب مرزا رضا قلی خاں ولیعہد خود و دیگر سرداران ایران سے شک پیدا ہوا۔ اور سرداران و قوم کو بھی بباعث متواتر ظلم و سختگیری نادرشاہ کے دل میں رنجش ہو گئی۔ بتاریخ ۔ اجمادی الآخر ۱۱۶۰ھ میں جبکہ نادرشاہ بمقام فتح آباد سفر میں تھا۔ باشارہ علی قلی خاں صوبہ ہرات افسران و پہرہ داران باڈی گارڈ یعنی محافظان جان شاہ مذکور اس میں سازش کر کے بوقت شب بحالت خواب حرم سرائے میں مداخلت کر کے نادرشاہ کو قتل کیا۔ نقل مشہور ہے۔ کہ اس سازش قتل شاہ میں عاقل خاں خسر پورہ شاہ مذکور اور بیگم ہمشیرہ عاقل خاں شامل تھی۔ وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ اُس سے ایک روز پہلے عاقل خاں سے کچھ قصور سرزد ہوئی تھی۔ جس کی بابت نادرشاہ نے حکم دیا تھا۔ کہ کل دربار میں اُس کو حاضر کیا جائے۔ اور اس کا انتظام قرار واقعی کیا جاویگا۔ جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ اس کو جان سے مروایا جاویگا۔ نادرشاہ اپنے حکم کا ایسا پکا تھا۔ کہ جو حکم دیتا۔ ہرگز اس سے درگذر نہ کرتا۔ عاقل خاں نے اپنی ہمشیرہ سے جو نادرشاہ کی چاہتی بیگم تھی۔ عفو قصور کے لئے کوشش کی۔ چنانچہ نادرشاہ حرم میں گیا نادرشاہ سے اس طرح مخاطب ہوئی۔

سوال بیگم۔ شنیدہ ام کہ کارے کرد عاقل خاں بنادانی

جواب نادرشاہ۔ چرا کارے کند عاقل کہ باز آرد پشیمانی۔

اس سے بیگم سمجھ گئی۔ کہ نادرشاہ بدوں قتل کے عاقل خاں برادر اس کو نہیں چھوڑیگا۔ تب عاقل خاں و ہمشیرہ اُس کی بپیشتر اس کے کہ نادرشاہ عاقل خاں کو قتل کرائے خود نادرشاہ کے قتل پر شامل ہو گئی۔ کہتے ہیں کہ نادرشاہ کا دستور تھا۔ کہ بوقت شب بحالت خواب شمشیر اپنے تکیہ کے نیچے رکھا کرتا تھا۔ اُس دن جبکہ اُس کے اوپر بحالت خواب حملہ ہوا۔ بیدار ہو کر شمشیر تلاش کی لیکن بیگم کی سازش سے تلوار جائے مقررہ پر نہ ملی۔ پھر بھی نادرشاہ زخم کھا کر بتعاقب دشمناں خود دوڑا۔ لیکن خیمہ کی رسیوں سے گر گیا۔ نادرشاہ کے رعب اور سیاست سے کوئی سر پر نہیں جاتا تھا۔ اُسی عاقل خاں نے باشارہ بیگم حوصلہ کر کے شمشیر سے نادرشاہ کا سر تن سے جدا کیا۔ جب تک نادرشاہ کا سر کٹا ہوا فوج میں نہ پھرایا گیا۔ کوئی باور نہ کرتا تھا۔ کہ نادرشاہ مارا گیا ہے۔ کیونکہ نادرشاہ کا رعب بہت چھایا ہوا تھا۔ اب تک جو کوئی حاکم سختگیر سختی سے رعایا پر حکومت کرتا ہے رعایا اس کو یہ خطاب دیتی ہے۔ کہ نادرشاہی مزاج ہے۔ اور نادرشاہی حکم رکھتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ نادرشاہ سختگیر تھا۔ مگر تھوڑے عرصہ

میں اُس نے کس قدر ملک سر کیا۔ اور کیا رعب جمایا کہ کسی کو دم مارنے کی توفیق نہیں تھی کہتے ہیں کہ اس کے ظلم سے تنگ آکر کسی دل جلے نے اُس کے ایوان پر یہ مصرع لکھدیا "خانہ ظالم خراب" اس کے جواب میں نادرشاہ نے اس مصرع کے مقابل یہ لکھدیا "بعد از چندیں دیگراں" نادرشاہ کی مہر کا سجع یہ تھا "نادرم بر ملکِ ایران - قادرم بر شہر دیار" نادرشاہ سال سنہ ۱۱۰۰ہجری میں پیدا ہوا سال سنہ ۱۱۴۰ہجری سے ملک گیری شروع کی۔ سال سنہ ۱۱۶۰ہجری میں قتل ہوا گویا بیس سال کے عرصہ میں اِس قدر فتوحات حاصل کرنا بڑی جوانمردی اور دلیری اور جفاکشی کا کام ہے۔ جب نادرشاہ کا کام تمام ہوچکا۔ لشکر نادری میں تفرقہ پڑگیا۔ چنانچہ تمام لشکر افغانان و اوزبک نے بصلاح ہوکر احمد خاں ابدالی کو جو سردار لشکر ابدالی کا تھا۔ اپنا سرگردہ قرار دیا۔ فیمابین لشکر افغاناں و افشاریہ اردوی نادرشاہ جنگ شروع ہوگئی۔ لشکر افغاناں غالب رہا۔ چنانچہ اکثر سامان و خزانہ ہائے جسمیں ہیرا کوہ نوز جو محمد شاہ سے نادرشاہ کو ملا تھا۔ شامل تھا۔ اپنے قبضہ میں کرکے لشکر افغاناں بجانب قندھار روانہ ہو پڑا۔ لشکر اوزبک راستہ سے جدا ہوگیا۔ احمد خاں و لشکر افغاناں ہنوز داخل قندھار نہیں ہوا تھا۔ کہ راستہ میں ایک قافلہ مرسولہ محمد شاہ دہلی مقابل ہوا۔ جو مبلغ نہ لاکھ روپیہ نذرانہ مقررہ جو بموجب عہدنامہ جدید بذمہ شاہ دہلی عائد ہوا تھا طرف قلات نادری لے جاتا تھا۔ کہ احمد خاں بامداد لشکر افغانیہ لوٹ کر اپنے قبضہ میں لایا۔ اور قندھار میں پہنچکر اپنا شہر آباد کیا۔ جو فی الحال بنام قندھار احمد شاہی مشہور ہے۔ اور بصلاح جملہ سرکردگاں افغاناں خود کو بنام احمد شاہ بادشاہ افغانستان مشہور کرکے خطبہ وسکہ بنام خود رائج کیا۔ اُدھر علی قلی خاں صوبہ ہرات کہ جس کے اشارہ سے یہ واقع قتل نادرشاہ عمل میں آیا تھا۔ بفور ورود اطلاع مقتولی نادرشاہ خود ہرات سے روانہ ہوکر مشہد میں پہنچا۔ اور لشکر کثیر قلات نادری پر بھیجدیا۔ اور تمام خزانہ ہائے و اسباب جو قلات میں تھے۔ اپنے تصرف میں لایا اور جملہ شاہزادگان اور پس باشندگان نادرشاہ کو سوائے ایک شاہزادہ رُخ میرزا کے جو اس وقت بعمر ۱۴ سالہ تھا۔ قلعہ مشہد میں قید کرکے مشہور کردیا۔ کہ اُس کو بھی قتل کردیا ہے۔ خود مشہد میں ڈیرہ لگاکر بخطاب علیشاہ مشہور ہوا۔ چنانچہ خطبہ و سکہ شاہی بنام خود جاری کیا خود تو عیش و عشرت میں مشغول ہوا۔ ابراہیم خاں برادر خورد خود کو بحکومت اصفہان مقرر کیا۔ جس نے طاقت پاکر بشمولیت لشکر افغانیہ بر سر علیشاہ حملہ کیا۔ علیشاہ شکست کھاکر طہران میں گیا۔ جہاں نظر بند کیا گیا۔ ابراہیم خاں کا ارادہ ولی خود نادرشاہ بننے کا تھا لیکن

ظاہر حال یہ مشہور کیا۔ کہ تاج بادشاہی حق شاہزادہ شاہ رخ پسر نادر شاہ کا ہے۔ اور میں اس کی طرف سے نمکحراموں کو سزا دے رہا ہوں۔ اُس کا مطلب اِس سے یہ تھا۔ کہ کسی طرح شاہزادہ خراسان سے چل کر اُس کے ہاتھ میں آوے اور وہ اس کا کام تمام کرے۔ مگر شاہزادہ نے ہوشیاری کی۔ کہ اُس نے وہاں خراسان میں بمدد جملہ سرکردگاں کے تخت شاہی پر جلوس کیا۔ بعد اس کے ابراہیم خاں جس نے اپنے آپ کو چند روز کے واسطے شاہ ایران مشہور کر رکھا تھا۔ پکڑا گیا۔ اور علیشاہ عرض راہ میں جب کہ حسب الطلب بادشاہ آتا تھا۔ قتل کیا گیا۔ صرف ایک سال علیشاہ نے حکمرانی کی۔ جیسا کہ اس نمکحرام نے خاندان شاہی کے ساتھ کیا تھا۔ اُسی طرح اس کی خاندان سے سلوک ہوا۔ چنانچہ مثل مشہور ہے "چاہ کن را چاہ در پیش" دور وز پس یا پیش۔ ادھر تو شاہزادہ شاہ رخ تخت نشین ہوا۔ اُدھر احمد خاں بالقاب احمد شاہ بصلاح جملہ سرکردگاں افغانان بادشاہ افغانستان قرار دیا گیا۔ اور خطبہ و سکہ بنام خود جاری کیا۔ سلسلہ نسب اِس بادشاہ کا افغان سدوزی بامیزی النوع پوپلزئی بن ابدال بن ترین بن شیر جنوں بن سربن منتہی ہوتا ہے۔ یعنی احمد خاں المخاطب احمد شاہ دُرِ دُران میں زمان خاں بن دولت خاں بن شیر مست خاں بن خواجہ خضر بن سدوزئی بن عمر خاں بن معروف بن بہلول بن کڈہ خاں بن بامی زئی بن جیب بن پوپل زئی بن سلیمان معروف زیرک بن عیسےٰ بن اختر بن ابدال بن ترین بن شیر جنوں بن سربن بن قیس عبدالرشید پٹھان۔ سدوزئی۔ اسم سعد اللہ خاں سے اور بادوزئی اسم عبداللہ خاں پدر سعید اللہ خاں سے مشہور ہے۔ سعد اللہ خاں کی بابت اوپر تذکرہ ہو چکا ہے۔ کہ جنگ فراہ میں از دست شاہ محمود غلزئی قتل ہوا تھا۔ چونکہ احمد شاہ اگرچہ شاخ سدوزی سے تھا۔ لیکن فرقہ کلان اس کا ابدالی تھا۔ کہ سدوزئی بھی ابدالی سے پیدا ہوا ہے۔ اِس واسطے سجع مہر شاہی اور خاص و عام میں احمد شاہ ابدالی مشہور ہوا۔ احمد شاہ نے دار السلطنت خود قندہار احمد شاہی اور وزیر اعظم خود شاہ ولیخاں بامیزئی کو بخطاب اشرف آموز سردار جہاں خاں پوپلزئی کو خان خانان۔ و سپہ سالار افواج مقرر کر کے اکثر سرداران و معتبران افغانان خصوص فرقہ خود بر سر حکومت ملک قائم کیا۔ جب قندھار کا انتظام خاطر خواہ ہو گیا تب بجانب غزنی و کابل و پشاور عزم بالجزم کر کے اِن صوبہ ہائے کو زیر تخت خود کر کے سال ۱۱۶۱ھ میں بہ تسخیر ہندوستان عازم ہوا۔ غرض راہ میں صوبداران لاہور از خاندان ذکریہ خاں و یحیی خان نے بجمع آوری افواج مقابلہ کیا۔ لیکن شکست کھا کر واپس لاہور گئے۔ اور عریضہ بخدمت محمد شاہ

بادشاہ دہلی ارسال کیا۔ ہنوز محمد شاہ سے کوئی امداد نہیں پہنچی تھی۔ کہ احمد شاہ نے لاہور میں پہنچ کر جملہ ساماان واسباب قلعہ لاہور زیر قبضہ خود کیا۔ شاہنواز خاں صوبہ دار لاہور فرار ہو کر دہلی چلا گیا۔ محمد شاہ بادشاہ دہلی نے بورود ایںحال شاہزادہ احمد شاہ پسر خود کو معہ افواج کثیر بمقابلہ بادشاہ افغانستان تعینات کیا۔ جس میں راجگان ورئیسان مثلاً جمال خان مالیری ورائے کلہ رئیس جگراواں و الہ سنگھ راجہ بٹالہ وغیرہ وغیرہ شامل لشکر شاہزادہ کے تھے۔ اول قلعہ سرہند پر مقابلہ ہوا لیکن بادشاہ افغان نے یہ قلعہ لے لیا۔ پھر بمقام بالوپور با نواب قمرالدین خاں ورائے کیسری سنگھ وغیرہ یہ لشکر قریب ہفتاد ہزار مقابلہ ہُوا۔ اِس وقت احمد شاہ پورے طور کامیاب نہ ہوا۔ واپس پنجاب میں آیا۔ دوبارہ فوج کشی کی۔ لیکن صوبہ دار لاہور نے تابعداری اختیار کی۔ اِسی طرح تین چار مرتبہ احمد شاہ نے ہندوستان پر فوج کشی کر کے دہلی تک فتوحات کیں۔ اور احمد شاہ پسر محمد شاہ بادشاہ دہلی کو ملک تا سرحد سرہند سپرد کر کے باقی ملک پنجاب وانیر و آب اٹک زیر تخت خود کر کے شاہزادہ تیمور فرزند خود کو نظامت پنجاب سپرد کر کے خود واپس کابل چلے گئے۔ شاہزادہ تیمور نے انتظام ملک پنجاب وغیرہ اچھا کیا۔ لیکن اتفاقیہ شاہزادہ بجانب کابل گیا ہوا تھا۔ کہ آدینہ بیگ آزاد امرا بادشاہی قدیم دہلی و سردار ملہار راؤ جنگو نے اقوام مرہٹہ کو جمع کر کے ملک پنجاب چھین لیا۔ سال ۱۱۷۰ھ میں پنجم بار احمد شاہ پنجاب و ہندوستان میں حملہ لا کر کر یماداد خان کو حاکم لاہور اور سربلند خاں کو ناظم ملتان مقرر کر کے واپس تشریف لے گئے۔ اس عرصہ میں اقوام سکھ بھی پنجاب میں زور پکڑ گئے۔ فیما بین لشکر افغاناں و سکھاں جنگ وجدل شروع ہو گئی۔ اِس اخیر وقت میں احمد شاہ قابلی مل کھتری کو ناظم لاہور مقرر کر گئے تھے۔ حالت ملک کی خراب ہو چلی کہ ادھر سکھوں کا لشکر ادھر افغانان کا لشکر لوٹ مار کرنے کا۔ بیچ بیچ رعایا خراب ہونے لگی مشہور ہے کہ "لڑیں سانڈھ اوکھاڑیں بوٹے" یعنی جہاں دو سانڈھ گاؤمیش لڑتے ہیں اُن کی لڑائی میں بیچ سے اوکھڑ جاتے ہیں۔

بادشاہ افغاناں کو عرصہ کے واسطے خود لاہور میں برائے انتظام سکھاں لڑنا پڑا۔ چونکہ فیمابین احمد شاہ شاہزادہ تیمور کچھ شکر رنجی رہتی تھی۔ شاہزادہ بدوں اجازت بمعہ ہاراں ہزار لشکر ہمراہی خود بجانب کابل روانہ ہو گیا۔ تب بادشاہ موصوف اسی لشکر سے براہ ملتان بجانب خراسان تشریف لے گئے۔ پھر سکھوں نے زور پا کر داؤد خاں ناظم لاہور کو گرفتار کیا۔ اور خود حاکم بن گئے سال ۱۱۸۴ھ میں احمد شاہ بتقدیر ربانی اس دنیا سے کوچ

کر گئے۔ اور تیمور شاہ تخت نشین ہوا۔ تیمور شاہ کے زمانے میں ملک دامن کوہ منجملہ ڈیرہ جات و پشاور زیر تخت تیمور شاہ رہا۔ باقی ملک پنجاب پر سکھ قابض ہو گئے۔ اگرچہ بعد تیمور شاہ کے ایک دفعہ شاہ زمان بھی پنجاب میں لشکر لایا۔ لیکن سکھوں پر پورے طور غالب نہ آسکا۔ ناکامیاب واپس گیا۔ تب سے پنجاب سے حکومت افغانیہ چلی گئی۔ سکھوں نے تمام ملک این روآب اٹک تا دامن کوہ پر معہ پشاور و ڈیرہ جات قبضہ کر لیا۔ یہ حالت احمد شاہ کے زمانہ میں پنجاب اور ہندوستان کی طرف رہی۔ اب افغانستان و بلوچستان کی بابت سنئے۔ علاقہ افغانستان و بلوچستان خاص دار السلطنت کے زیر سایہ آگیا۔ کہ شاہان سلف کو ایران وغیرہ اطراف کی طرف زیادہ کشش رہتی ہے۔ احمد شاہ کے زمانہ میں ایران و افغانستان کی بادشاہت جدا جدا ہو گئی۔ احمد شاہ خاص بادشاہ افغانستان کہلانے لگا۔ چونکہ بلوچستان بھی ملحق الحدود افغانستان تھا۔ خصوص تازہ ملک کچھی کا نادر شاہ نے فرزندان میر عبداللہ خان کو احمد یار خاں عباسی والیئے سندھ سے لے دیا تھا۔ جس کے باعث خانی کلات کی بھی نئی قائم ہوئی تھی۔

احمد شاہ کو ملک بلوچستان پر بھی خوب دستگاہ پیدا ہوئی۔ حالات بروہی باب دویم کتاب ہذا سے واضح ہوگا۔ کہ احمد شاہ کو خانان قلات کے اوپر عزل نصب و لشکر گیری وار عمال وغیرہ کا پورہ اختیار تھا۔ چنانچہ مدت تک میر نصیر خاں و میر الیتاز خاں بباعث مخالفت میر محبت خاں قندھار میں نظر بند رہے اور پھر بموجب استدعا سرداران اولس بروہی و خدمات ولیاقت کے میر نصیر خان کو خانے قلات پر مقرر کیا۔ اور خان قلات و تمام سرداران و اولس بروہی و بلوچ سے بارہ ہزار لشکر بروقت لشکر کشی کے اور باران سو نفر بطور سال لشکر واسطے حاضر باشی قندھار کے لیا کرتا تھا۔ اکثر حملہ ہائے ہندوستان و پنجاب و ترکستان وغیرہ میں لشکر بروہی و بلوچ شامل رہا۔ بلکہ خود میر نصیر خاں معہ سرداران و اولس بروہی و بلوچ کے حملہ دہلی میں شامل تھا۔ جس کے عوض خدمات میں ملک داجل علاقہ ڈیرہ غازیخان پیشگاہ احمد شاہ سے میر نصیر خاں والئے کلات کو انعام ملا تھا۔ بلکہ خود علاقہ شال کا میر نصیر خاں و سرداران شہوانی وغیرہ کو عوض خدمات ترکستان بطور انعام کے پیشگاہ احمد شاہ سے عطا ہوا۔ اکثر سرداران شہوانی کے پاس اب تک سندات عطیہ احمد شاہ موجود ہیں۔ سرداران بارو زئی کو بھی دربار احمد شاہ میں خوب دستگاہ تھی چنانچہ باب چہارم میں جہاں اقوام بارو زئی کا حال لکھا گیا ہے۔ اُس میں مفصل ذکر ہو چکا ہے بلکہ نقل سندات احمد شاہ کا درج کیا گیا ہے۔ ملکان کانسی ساکن شال کوٹ المعروف کوئٹہ

و ملکان پشین بٹے زئی وغیرہ کے پاس اب تک سندات احمد شاہ کی موجود ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ احمد شاہ بڑا تجربہ کار و ہوشیار بادشاہ ہو گذرا ہے۔ تمام افغانستان و بلوچستان میں اُس نے بنیاد حکومت و سلطنت کا بڑی دانائی اور دور اندیشی سے قائم کر رکھا تھا۔ اس نے اکثر اولسی یعنی قومی لوگوں کے اوپر بجائے مالیہ نقدی و جنسی لینے کے غم نوکر یعنی لشکر مقرر کیا ہوا تھا۔ چنانچہ پشین میں جب تک عملداری احمد شاہ کے خاندان میں رہی ہے یہ رواج تھا امیران کابل کے زمانہ میں بجائے غم نوکر یعنی سوار پیادہ لینے کے مالیہ جنسی یا نقدی مقرر کیا گیا۔ احمد شاہ کی "پالیسی" دربارہ فوج کے بھی اُسی طور کی تھی یعنی سرداران قوم کو نوکری ملی ہوئی تھی معمولی حالت میں کم و بیش حاضر رکھتے تھے۔ لیکن ضرورت کے وقت پوری بلکہ بشرط ضرورت زیادہ سپاہی حاضر کر دیتے تھے۔ اسی اصول پر سر رابرٹ سنڈیمن صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان نے شروع میں ملازمت سرداران قائم کی تھی۔ احمد شاہ کے زمانہ میں اگرچہ شرعی عدالتیں واسطے انصاف کے موجود تھیں مگر زیادہ تر اولسی داری و قومی مقدمات بموجب رواج ہر ایک قوم کے بروہی جرگہ سرداران فیصلہ ہوتے تھے۔ احمد شاہ خوب رعب دار اور شاندار بادشاہ تھا۔ اُس کی زمانہ میں سرداران و اولس اطمینان سے رہتے تھے۔ اور دل سے ادب کرتے تھے۔ بباعث بزرگ ہونے کے عوام الناس میں احمد شاہ بابا مشہور تھا۔ اس کی فیاضی کے نشان اُس کی سندات سے ظاہر ہو سکتی ہیں کہ اکثر سرداران و رئیسان کو اس کی پیشگاہ سے جاگیریں عطا ہوئی تھیں۔ سرداران درانی اس کے زمانہ میں خوب عزت میں تھے۔ تمام علاقہ ہنہ متصل کوئٹہ بباعث وزیر شاہ ولی خاں بامیزی اُس کے خاندان کو جاگیر میں ملا ہوا تھا۔ اور سرداران و خانان درانی آسودہ حال تھے بعد حکومت چھبیس سال کے جبکہ احمد شاہ اس جہان فانی سے کوچ کر گئے۔ اُن کا فرزند کلان شاہزادہ تیمور جو بعد اسکے تیمور شاہ ملقب ہوا۔ بادشاہ ہوا۔ اس کے آغاز سلطنت سے بنیاد فساد شروع ہوا۔ یعنی احمد شاہ کے دو پسران تھے۔ شاہزادہ سلیمان و شاہزادہ تیمور اگرچہ عمر میں شاہزادہ سلیمان بڑا تھا۔ مگر ایک تو اسکو اس قدر قابلیت نہیں تھی۔ دوئم وہ فقیر دوست تھا خود بھی ہوس بادشاہی کی نہیں رکھتا تھا۔ شاہزادہ تیمور علاوہ قابل کار ہونے کے حکومت کا بہت شائق تھا کہ حین حیات باپ میں صوبہ پنجاب رہ چکا تھا۔ بلکہ باپ کے وقت ہوا خود مختیاری کی اُس کے دماغ میں اثر کر چکی تھی۔ کہ ایک دفعہ لاہور سے بلا اجازت والد خود خراساں کی طرف چل دیا۔ شاہزادہ تیمور بایام سلطنت حکومت باپ خود وزیر شاہ ولی خاں سے سخت رنجیدہ خاطر تھا۔ شاہ ولی خاں کو بھی اُس کے اوپر بھروسہ نہیں تھا۔ بلکہ ہراساں تھا کہ جب تیمور شاہ بادشاہ ہوا۔ اُس کی

بیخ نکالیگا۔ اِس واسطے شاہ ولی خاں نے کوشش کی۔ کہ شاہزادہ سلیمان تخت نشین ہو۔ بلکہ شاہزادہ سلیمان کو بلا رضا اُس کے تخت پر بٹھادیا۔ لیکن شاہزادہ تیمور برسر شورش ہو گیا اور اکثر فوج و سرداران اس کی طرف ہو گئے سلیمان شاہ خود بخود بادشاہت سے استعفا دیکر تیمور شاہ کے پاس پناہ گزین ہوا۔ تیمور شاہ نے بتخت نشین ہوتے ہی اول شاہ ولی خاں کو بمعہ جملہ خاندان و لواحقان اُس کے تہ تیغ کیا۔ اور عہد کیا کہ وہ کسی کو وزیر نہیں رکھیگا۔ چنانچہ جب تک وہ سلطنت پر رہا کسی کو وزیر نہیں رکھا۔ اُسی کے زمانہ میں پنجاب بمعہ علاقہ ڈیرہ جات و پشاور سلطنت افغانیہ سے قطعاً نکل گیا۔ باقی علاقہ کابل و قندھار و ہرات و غزنی وغیرہ کو جہاں تک افغان قوم کا زور تھا۔ اُس نے اپنے قبضہ میں رکھا۔ بلوچستان کے اوپر رعب داب رہا۔ لیکن احمد شاہ کے زمانہ کی نسبت کم۔ تیمور شاہ نے قریب بیس سال سلطنت کی۔ اُس کے فرزندان شاہ زمان و شجاع الملک ایک بیگم سے اور شاہ محمود و شاہ ایوب دوسری بیگم سے تھے۔ جبکہ بعد وصال تیمور شاہ کے شاہ زمان تخت نشین ہوا۔ اس نے فی الفور والد کی پالسی بابت نہ رکھنے وزیر کے بدل دی۔ رحمت اللہ خان سدوزی کو بخطاب وفادار خان وزیر مقرر کیا۔

چونکہ رحمت اللہ خاں بزمانہ تیمور شاہ حقارت سے دیکھا جاتا تھا۔ دیگر سرداران دورانی عروج میں تھے۔ اُس نے زمان شاہ کو نسبت شاہزادگان شاہ محمود و شاہ ایوب و سرداران دورانی شک ڈال کر شاہزادگان کو بالا حصار کابل میں قید کر دیا۔ اور تمام سرداران دورانی وغیرہ افغانان سے بعدد ۱۲ نفر سرداران قتل کروائے جس میں سردار پایندہ خاں بارگ زئی مورث اعلےٰ امیران کابل شامل تھا۔ اس سے تمام افغانستان میں شاہ زمان و رحمت اللہ خاں وزیر کی بسبب سخت بے اعتباری پھیل گئی۔ کچھ عرصہ بعد جبکہ شاہ زمان بمعہ وزیر و افواج پنجاب کیطرف واسطے مقابلہ سکھاں کے جو اُس وقت سکھ خوب زور میں تھے تشریف لے گیا۔ فتح خاں پسر سردار پایندہ خاں نے جو نیز نظر بندی کی حالت میں رہتا تھا۔ شاہ محمود سے سازش کر کے کہتے ہیں کہ خود فتح خان بہشتی کا لباس پہن کر بہ بہانہ پانی پہنچانے کے بالا حصار میں گیا اور شاہ محمود سے صلاح کی۔ دونو فرار ہو کر ایران میں گئے۔ اس وقت شاہ تخت ایران پر تھا۔ اُس سے مدد حاصل کر کے شاہ محمود نے کابل تک ملک افغانستان اپنے قبضے میں کر کے خود کو شاہ افغانستان اور سردار فتح خان کو وزیر مقرر کر دیا۔ بغور ورود اطلاع ہذا شاہ زمان مہم پنجاب کو ناتمام چھوڑ کر کابل میں آیا۔ فیمابین شاہ محمود و شاہ زمان لڑائی ہوئی۔ وزیر وفادار خان بمعہ اکثر حصہ فوج لڑائی میں

نارا گیا۔ شاہ زمان فرار کر کے پاس عاشق خاں ترکستان میں پناہ لی۔ جو آخر الامر گرفتار ہو کر قید کیا گیا۔ و بحکم شاہ محمود و بصلاح وزیر فتح خاں آنکھوں سے نابینا کیا گیا۔ شاہ شجاع الملک حقیقی بھائی شاہ زمان فرار ہو کر چند دفعہ بجمع آوری لشکر مقابلہ کرتا رہا۔ لیکن ناکام کچھ عرصہ بلوچستان و غیرہ اطراف میں پھرتا رہا۔ پھر پاس مہاراجہ رنجیت سنگھ جو اُس وقت و لئے پنجاب اور پوری طاقت میں تھا۔ مدد طلب کیا۔ شاہ محمود تھوڑا عرصہ تخت پر رہا۔ شاہزادہ کامران نے جو حین حیات باپ زور پکڑ گیا تھا۔ شاہ سے چاہا۔ کہ اپنی حین حیات میں اُس کو تاج سلطنت کا دیوے۔ شاہ محمود نے بحین حیات خود شاہزادہ کامران کو تاج شاہی دیدیا۔ چونکہ شاہزادہ کامران کو نسبت وزیر فتح خاں کے باپ کے وقت سے بباعث نابینا کرنے شاہ زماں و دست اندازی در حرم سرائے شاہ زماں موصوف عبرت پیدا ہو گئی تھی اسواسطے وزیر فتح خاں کو قتل کرا دیا۔ اور بر وقت قتل کرنے وزیر فتح خاں کے یہ حکمت کی۔ کہ دیگر سرداراں افغانان کو طلب کر کے حکم دیا کہ وہ اپنے ہاتھ سے وزیر فتح خاں کو قتل کریں۔ تاکہ مابین پسماندگان وزیر فتح خاں و دیگر سرداراں قوم کے دشمن پیدا ہو جاوے۔ اگرچہ مجبوراً دیگر سرداران کے اُس وقت بحکم بادشاہ کے تعمیل کی لیکن بجائے دشمنی کے فیمابین دیگر سرداران و برادران وزیر فتح خاں کی سازش ہو گئی۔ کیونکہ سرداران نے یہ قتل شاہزادہ کامران کا ناپسند کیا۔ اگرچہ برادران وزیر فتح خاں بہت تھے۔ اُس وقت نامور یہ تھے۔ محمد عظیم خاں۔ دوست محمد خاں۔ سلطان محمد خاں۔

قوم بارگ زئی قدیمی خاندان ہے۔ بباعث قوت بازو زور آور تھے۔ لیکن بایام وزیر فتح خاں زیادہ زور پکڑ گئے تھے۔ کہ اکثر ملک میں اعلے افیسر ملکی برادران فتح خاں کے تھے۔ برادران وزیر فتح خان نے بہ سازش دیگر سرداران شاہ کامران کو قتل کیا۔ اور ملک افغانستان پر برادران وزیر فتح خاں جو قوم ابدالی سے پوپلزئی۔ پوپلزئی سے بارگ زئی۔ بارگ زئی سے محمد زئی۔ محمد زئی سے امیر خیل مشہور ہیں۔ قابض ہو گئے اور اب تک حکومت افغانستان اسی خاندان میں ہے۔

شجرہ نسب پائندادخاں

شجرہ نسب پائندادخاں کا علحدہ شامل کیا جاتا ہے۔ بعد مقتولی وزیر فتح خاں شاہزادہ کامران اگرچہ وارث تخت افغانستان شاہ شجاع الملک نے چند بار حملہ کیا۔ لیکن ناکامیاب ہو کر پنجاب کی طرف چلا گیا۔ برادران فتح خان غالب رہے۔ امیر دوست محمد خاں بخطاب امیر

والیئے افغانستان گدی نشین ہوا۔ سال ۱۸۴۰ء میں شاہ شجاع الملک جبکہ مہاراجہ رنجیت سنگھ والیئے پنجاب
سے ناامید ہوا۔ بخدمت صاحبان انگلشیہ جن کا راج اُسوقت کلکتہ سے لگاکر فیروزپور تک تھا۔
واسطے امداد کے گیا۔ چونکہ سرکار عالیہ انگلشیہ کو اُس وقت سے خیال سرحد افغانستان کا تھا۔ شاہ موصوف
کو مدد دینا منظور کیا۔ اور افواج کثیر براستہ بہاولپور و سندھ و بلوچستان ملک افغانستان پر تعینات ہوئی
چنانچہ اول فوج قندھار میں پہنچی۔ قندھار کو فتح کر کے قابل میں پہنچے۔ قابل کو فتح کر کے شاہ شجاع الملک
کو تخت نشین کیا۔ اور دوست محمد خان امیر کابل کو کلکتہ میں بطور ارغمال لے گئے۔ شاہ شجاع الملک
نے محمد اکبر خاں پسر کلاں دوست محمد خان کو وزیر خود مقرر کیا۔ کہتے ہیں کہ محمد اکبر خان نے بصلاح
شاہ شجاع الملک بایں خیال کہ افواج انگریزی علاقہ افغانستان سے نکل جاوے۔ بلوہ کیا۔ دغابازی
سے بہت افسران و میم صاحبان کو نظربند کر کے بہت افواج انگریزی کو تہ تیغ کیا۔ اور کچھ حصہ فوج
مصیبت برف سے ضایع ہوئی۔ آخرالامر شاہ شجاع الملک کو بھی قتل کر کے خود بجاے باپ امیر والیئے
افغانستان بن گیا۔ چونکہ اُس وقت درمیان سرکار انگلشیہ و امیر افغانستان ملک پنجاب و مہاراجہ صاحب
رنجیت سنگھ والیئے پنجاب حد فاصل تھے اور مہاراجہ رنجیت سنگھ اپنے علاقہ سے گذرنا افواج
انگریزی پسند نہیں کرتے تھے۔ اس واسطے مجبوراً مہاراجہ صاحب کو درمیان لاکر محمد اکبر خان
سے صلاح کرلی۔ یعنی سرکار انگریزی نے دوست محمد خان کو پاس مہاراجہ صاحب لاہور میں بھیجدیا
اس طرح محمد اکبر خان نے صاحبان انگریزی کو لاہور میں بھیجدیا۔ مہاراجہ صاحب نے دونوں کے ارغمال
ایک دوسرے کے پاس سلامت پہنچا دیے۔ جب دوست محمد خاں قابل میں پہنچ گیا۔ پھر امارت
افغانستان پر جلوہ افروز ہوا۔ ہنوز دوست محمد خاں گدی نشین تھا۔ کہ بعد فوتیدگی مہاراجہ صاحب
صاحبان انگریزی پنجاب میں تشریف لائے۔ فیمابین صاحبان انگریزی اور دوست محمد خاں عہدنامہ
بطریق دوستانہ بباعث ملحق الحدود ہونے سرحدات ایک دوسرے کے ہو گیا۔ بعد فوتیدگی
امیر دوست محمد خاں نے فیمابین شیر علی خاں جو بجائے باپ تخت نشین ہوا۔ اور محمد افضل خاں
باپ امیر عبدالرحمان خاں و محمد عظیم خاں چچا امیر عبدالرحمن خان خانہ جنگی ہو گئی۔ لیکن شیر علی خاں
غالب رہا۔ سرکار انگلشیہ نے بھی امیر شیر علیخان کو حقیقی وارث تخت افغانستان کا قبول کر کے عہدنامہ
تحریر کرایا۔ امیر شیر علی خاں خوب زور پکڑ گیا۔ اور افغانستان کا اچھا انتظام کیا۔ یعنی مخالفان خود
تہ تیغ کیا۔ بعضے دور دراز ملک کو فرار ہو گئے۔ چنانچہ امیر عبدالرحمن خان پسر کلاں محمد افضل خان
بمعہ برادران بطرف روس جاکر پناہ گزین ہوا۔ ۱۸۷۵ء سے امیر شیر علی خاں کے سرکار عالیہ

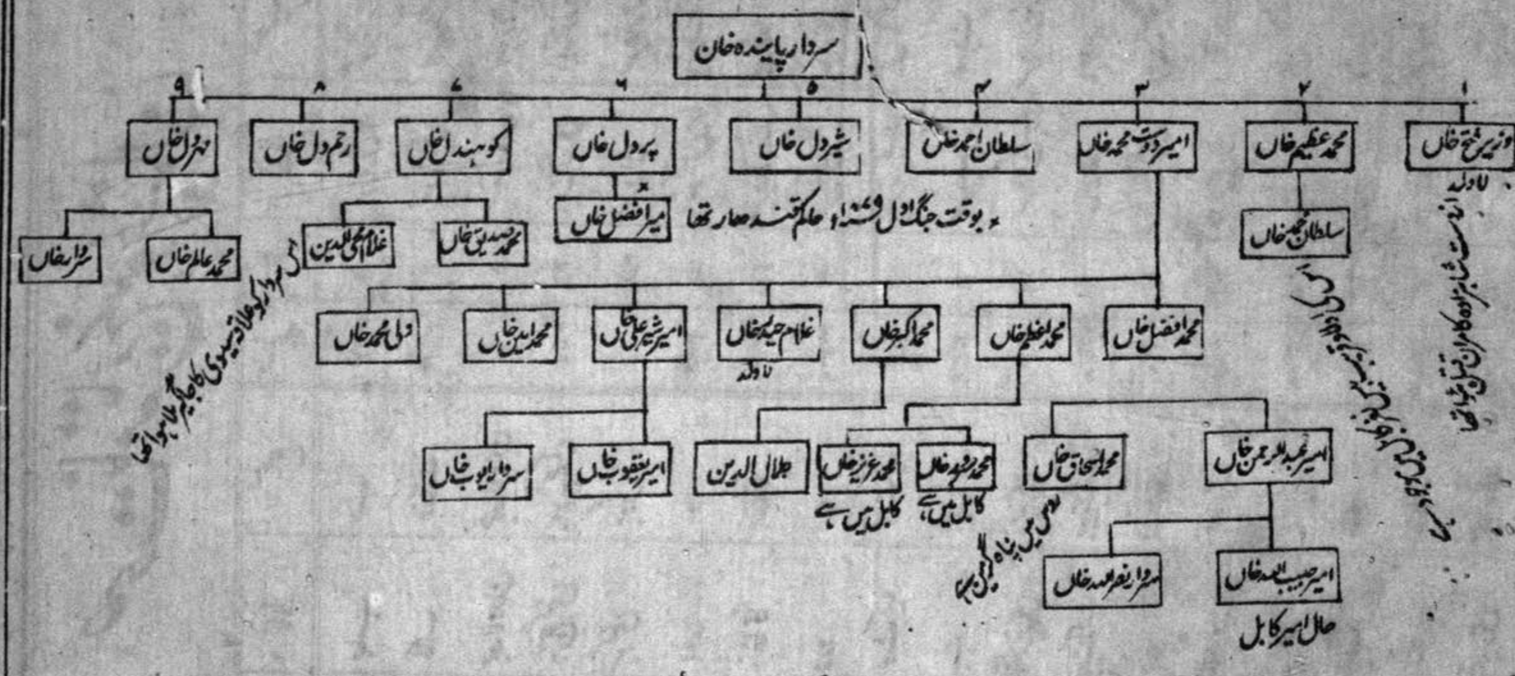
برطانیہ سے کسی قدر شکر رنجی ہو چلی یعنی سرکار عالیہ برطانیہ کو شک ہوا کہ امیر شیر علیخان دو رخی چال چل رہا ہے یعنی ظاہرا سرکار عالیہ انگلشیہ سے دوستی کا دم مارتا ہے۔ اور باطن مخالفان سرکار عالیہ سے رابطہ رکھتا ہے۔ اس امتحان کیواسطے ویسرائے ہند نے جو اُسوقت لارڈ لٹن صاحب تھے نور محمد شاہ وزیر افغانستان کو پشاور میں طلب کر کے مصلحت کی کہ اگر امیر صاحب سرکار برطانیہ کا سچا دوست ہے تب سرکار انگریزی کو اجازت دیوے کہ کابل تک ریل و تار نصب کریں تاکہ افغانستان جو سرحد ہندوستان کی ہے کسی غیر طاقت کے حملہ سے مضبوط ہو جاوے لیکن امیر صاحب نے مصلحت منظور نہ کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سال ۱۸۷۸ء میں افغانستان پر براہ پشاور کابل پر اور براہ بلوچستان قندھار پر فوجیں بھیجی گئیں۔ امیر شیر علیخاں تاب مقابلہ نہ دیکھ کر بجانب ترکستان فرار ہو گیا اور محمد یعقوب خان پسر کلاں خود کو کابل میں گدی نشیں کر گیا جب فوج کابل میں پہنچ گئی امیر یعقوب خاں نے سرکار سے صلاحت کرنی یعنی جو شرطیں سرکار انگلشیہ نے ہندوستان و افغانستان کے فواید کیواسطے مناسب تصور کیں منظور ہو گئی اور یہ بھی قرار پایا کہ منجانب ویسرائے ہند کے یورپین سفیر کابل میں تعینات کیا جاوے اس عرصہ میں امیر شیر علی خاں ترکستان میں فوت ہو چکے تھے امیر یعقوب خاں باختیار کامل امیر افغانستان کے تھے۔ سر کیونگناری صاحب بمعہ سٹاف و ایک ترب رسالہ گائیڈ اور ایک کمپنی پلٹن کے سفیر مقرر ہو کر کابل میں بھیجے گئے صرف چند ماہ آرام سے گذرے افواج امیر صاحب نے بباعث نہ ملنے تنخواہ کے بلواہ کیا۔ امیر یعقوب خان سے تنخواہ نہ ملی۔ سر کیونگناری صاحب کے کمپ پر حملہ کیا خود صاحب ممدوح بمعہ اسٹاف و افواج اردل پلٹن کے کمپ میں شہید ہوئے اور امیر یعقوب خان صاحب نے اپنے قلعہ میں پناہ لیکر جان بچائی اور دور سے تماشہ دیکھتے رہے۔ کچھ مدد بچانے مہمانان خود جو سفیر وغیرہ اسکے بھروسہ پر قائل ہیں اسقدر تھوڑی فوج کے ساتھ مقیم تھے نہ کی جس پر سال ۱۸۸۰ء میں دوبارہ فوج کشی ہوئی امیر محمد یعقوب خاں نے تاب مقابلہ نہ لاکر سلام کیا جس کو بطور ارغمال ہندوستان میں لائے کہ اب تک وہ کوہ مری میں ٹھنڈی ہوا کھا رہا ہے۔ اور امیر عبدالرحمن خان کو جو اس وقت یہ موقعہ فوتیدگی امیر شیر علیخان اور ناراضگی سرکار انگریزی کی خاندان امیر شیر علیخان سے دیکھ کر سرحد روس سے نکلکر سرحد ترکستان میں پہنچ گیا تھا۔ بلوایا گیا۔ اور گدی افغانستان کی اُس کے سپرد کی اور افواج سرکاری واپس آگئیں۔ ہنوز قندھار میں فوج سرکاری موجود تھی کہ اس حصہ کا انتظام حکومت سردار شیر علیخاں قندھاری کے سپرد تھا محمد ایوب خان برادر محمد یعقوب خان نے سر اُٹھایا۔ چنانچہ بمقام میوند فیمابین

افواج انگریزی و محمد ایوب خاں سے لڑائی ہوئی جس میں افواج سرکار انگریزی نے شکست کھائی محمد ایوب خاں نے قندھار پر پہنچکر محاصرہ کر لیا لیکن جنرل رابرٹسن صاحب جو اسوقت کابل میں بمعہ آخری حصہ فوج کے موجود تھے فوراً قندھار میں پہنچکر ایوب خان کو بھگا دیا تب سے ایوب خاں نا امید ہوکر مشہد کی طرف چلا گیا اور بذریعہ صاحب رزیڈنٹ متعینہ مشہد گے وغیرہ ہند کو سلام کیا۔ جواب تک راولپنڈی میں وائسرائے ہند کا مہمان ہے۔

سال ۱۸۸۲ء سے تا سال ۱۹۰۲ء یعنی قریب ۲۰ سال امیر عبدالرحمٰن خان نے بڑے رعب داب اور شان و شوکت سے حکومت افغانستان کی کی۔ جس کے زمانہ میں افغانستان کا انتظام بمقابلہ کسی افغانی بادشاہ یا امیر کے اعلےٰ درجہ پر رہا اور سرکار عالیہ برطانیہ سے بھی دوستی بحال رکھی۔ امیر عبدالرحمان خان نے ابتدا میں بہت سختیاں کیں کیونکہ افغانستان کی حکومت بدون سختی کے نہیں چل سکتی۔ لیکن آخر حصہ حکومت میں اپنے آپ کو نہایت منتظم اور باشان و شوکت و باحکمت عملی لائق و فائق حاکم ثابت کیا۔ اب اس کا پسر کلاں امیر حبیب اللہ خاں گدی نشین ہے۔ اس کی بابت جب تک اُس کا زمانہ عافیت بالخیر نہ گذر جاوے۔ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

دو نو جنگ افغانستان میں بروقت فوج کشی سال ۱۸۷۹ء و سال ۱۸۸۰ و ۱۸۸۱ء راقم زیر تخت سر رابرٹ سنڈیمن صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل بہادر بلوچستان پولٹیکل ڈیوٹی پر تھا تمام حال و سبب وقوع جنگ وغیرہ کا اُس کو بخوبی معلوم ہے لیکن چونکہ یہ حالات بہت تشریح کے ساتھ پہلے بھی چھپ چکے ہیں اس واسطے محض بغرض پورا کرنے حالات اقوام افغانستان کے یہاں درج کیے گئے ہیں زیادہ طوالت نہیں دی +

شجرہ نسب امیر صاحب افغانستان



صحت نامہ تاریخ بلوچستان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹	۲۰	حلب	حب	۲۹۳	۲۴	گورنرل	گورنر
۱۰	۱۹	طلک	طِفلک	۲۹۴	۲	سورالائی	لورالائی
۲۵	۳	جھالاورن	جھالاوان	״	۵	مستوروں	مشوروں
۴۶	۱	پہنچ گئی	پہونچے گی	۲۹۷	۲۲	ایلتاززی	ایلتاززی سے
״	״	ہوگئی	ہوگی	״	۲۵	سروان	سرداراں
۶۸	۱۸	اور	او	۳۰۳	۱۹	ہاتھ قتل ہوا	ہاتھ سے قتل ہوا
۸۰	۱۴	انفاقاً	اِتفاقاً	۳۳۰	۲۱	میرخداوخاں	میرخدادادخاں
۸۲	۴	درو	درہ	۳۳۶	۳	مرزای	مزاری
۸۵	۱	لوٹ گیا	لوٹ لیا	״	״	میرناتخت	میں ماتحت
״	۱۴	ہے	ہیں	۳۳۹	۸	ضرب	صِرف
۹۱	۲۳	آنگریزی	انگیزی	۳۴۵	۱۶	سروان نہری	سرداران زہری
۱۴۲	۱۴	ہیتناک	ہیبتناک۔	۳۷۸	۶	سالانہ	ماہوار
״	۱۸	دنو	دونو	۳۸۰	۱۷	حالت اچھی	حالت ایسی اچھی
۱۴۶	۶	تلواروں	تلواریں	۳۸۳	۲۱	مزاری	دریشک
۲۳۳	۷	برادر	بردار	۳۸۶	۲۵	ہے	ہی
۲۶۳	۲۱	شب	شد۔	۳۹۲	۱۵	پوزیر	بوژریر
۲۷۲	[illegible]	املکار	اہلکار	۴۰۳	۱۳	کم ہوا	کم ہوئی
۲۷۷	۱۲	پنجاری	نیچاری	۴۰۵	۵	تواضع کیا	تواضع کی
۴۸۶	۹	تعلم	تسلیم	۴۸۷	۹	بھیجا۔ تھا	بھیجے۔ تھے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۱۲	۱۰	ہمارا	ہماری	۶۳۴	۱۵	روزگا بند	روزگار بند
۴۲۲	۱۰	قیدیاں کو رہا کر دیو	قیدیوں کو رہا کر دو	۶۸۴	۲۵	بھاگر	بھاگ
۴۲۷	۲۳	دانائی کیا	دانائی کی	۶۸۵	۱۲	سردار گیجی خاں	سردار گبجی خاں
۴۳۰	۱۱	مدد ملا	مدد ملی	۶۸۹	۱۵	پورپین	یورپین
۴۳۱	۳	کیا	کی	۶۹۱	۲۰	کیا	کی
۴۳۴	۷	صاف	صاحب	۷۰۶	۱۱	نیر	نیز
"	۱۳	ملتی تھی	ملتی	۷۰۷	۱۳	رپوٹ ملا	رپوٹ ملی
"	۱۴	آتا تھا	آتا	"	۲۳	اطلاع ہوا	اطلاع ہوئی
۴۳۹	۱۰	سلامی دیا	سلامی دی	"	۲۴	چلایا گیا	چلائی گئی
۴۵۵	۸	توان کو	تو آپ کو	۷۰۸	۲۳	خبر ملا	خبر ملی
۴۶۵	۵	آنے والا	آنے والی	۷۱۰	۲	اطلاع ہوا	اطلاع ہوئی
۴۸۱	۱۰	ایسا	ویسا	"	۹	مدد دیا	مدد دی
۵۱۰	۱۴	سردار ایوب خان	سردار یعقوب خاں	۷۱۱	۸	پتر	پتھر
۵۱۵	۱	پہلے	پہلے سے	"	۹	چستمہ	چشمہ
۵۲۰	۲	تشر	تشریف	۷۱۴	۱۱	سرینی	سرمُلبنی
۵۳۰	۱۲	قیصر	قیصرہ	"	۱۷	ایضاً	ایضاً
۵۳۳	۲	غریب	غیر	"	۲۲	چو	چوں
۵۴۹	۸	کری - سب	کی - بہت	"	۵	رشید	رسید
۵۷۷	۱۳	بعد بلحاظ	بعد میں بلحاظ	۷۱۵	۴	سرنی	سرُبنی
۵۸۳	۲۳	اباد کردی	آباد ہوئے	"	۱۱	"	"
۵۹۷	۲۲	چھو	چھوڑ	"	۱۱	گویابند	گویانید
"	"	احمد یار خار	احمد یار خاں	"	۲۰	پتی	پنی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١٦ء	١	ازاے	راے	٤٧ء	٢ و ٤	اوس	اوِیس
١٣ء	١٨	جنوانی	جنون	"	٩ و ١٠	"	"
"	٢١	حرشین	خرسین	"	١٨	حُس	حسن
٢٧ء	١٧	زیادہ پر	زیادہ تر	٤٨ء	١	تابض	قابض
٣٩ء	١٠	کرنی	کدنی	"	١٢	ہوگیا	گیا
"	٢١	مرزی	رمزری	"	١٣	مغلوب نہ ہوا	مغلوب ہوا
٤٠ء	٧	باقی	باقی سے	"	١٧	ادس	ادِیس
"	٩	زرعون	زرغون	"	٢٣	تلی	قُلی
"	"	منڈری	مُنڈائی	"	"	وصاعلی	رضاقلی
٤١ء	٣	کیچ	کچھ	٤٩ء	١	بیہ	بہ
"	٨	امیر صاحب	امیر صاحب سے	"	١١	مورجیہ	مورچہ
"	٢٥	کاکڑ	کاکڑنے	"	٢٢	عہدنامہ و	عہدنامہ
٤٣ء	٢٢	پٹان نے	پٹھان نے جو	"	٢٣	الی	والی
٤٤ء	٢	ہوگئی	ہوگئی	"	٢٤	مازمدران	مازندان
٤٦ء	١٠	ہرمحمد	سید محمد	"	٢٥	جاتا رہا تھا	جارہا تھا
"	"	واجل	داخل	٥٠ء	٢	وارد	ورود
"	٣	"	"	"	١٧	کس	کِسی
"	٩	بردہی	بردے	"	٢٣	بحکم نادرشاہ	بحکم شاہ
"	١٠	بیک	بیگ	٥١ء	١٤	سراے	سرائی
"	١١	پا	یا	"	٢٥	جو عہدنامہ	عہدنامہ
"	٢١	سنہ ١١٣٠ھ	سنہ ١١٢٠ھ میں	٥٣ء	٢٠	باشندگان	ماندگان
"	٢٣	قندھاز	قندھار میں	٥٤ء	١١	سرحن	سرحن پر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۴	۱۲	بس	بن
"	۲۴	غرض	عرض
۵۵	۳	اسحال	اینحال
"	۵	بٹالہ	پٹیالہ
"	۱۰	سپر	سپُرد
"	۱۳	ازاومرا	ازاُمراء
"	۱۹	کا	لگا
"	۲۰	بیج	جھاڑ بیج
۵۶	۱	کئے	گئے
"	۸	رہتی ہے	رہتی تھی
۵۷	۲۱	ہوس	حوس
۵۸	۸	قتبصہ	قبضہ
"	۱۷	بسبب	بہت
"	۲۲	شاہ	محمد شاہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۹	۱	عاشتی خاں	اسحاق خان
"	۵	مدد طلب کیا	جاکر مدد طلب کیا
"	۶	حسین	بہمین
"	۱۲	دشمن	دشمنی
"	"	سرداران کے	سرداران نے
"	۱۵	اُس وقت	مگر اُس وقت
۶۰	۲۵	اوس	روس
۶۱	۲	عائنہ	عالیہ
"	۱۰	کرنی	کرمی
"	۱۵	بلواہ	بلوہ
"	۱۸	قامل ہیں	کابُل ہیں
"	۲۳	بلوایا	بُلوایا
۶۲	عدد صفحہ	۶۳	۶۲